



۷۸۶

۱۱۰_۹۲

یا صاحب الزماں ادرکنی

DvD Version

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



سبیلِ سکینہؑ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد۔ (پاکستان)

محترم جناب________________________________

السلام علیکم

کتاب کوئی بھی ہو ہر آدمی کی دسترس میں نہیں ہوتی۔ یا تو اس کی قیمت اتنی ہوتی ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں عام آدمی اس بات کا متحمل نہیں ہوسکتا کہ وہ ان کتابوں کو خرید کر اپنے گھروں میں رکھے تا کہ ان کے بچوں کی صحیح تربیت ہو سکے۔ اور ان کی معلومات میں اضافہ ہو سکے۔ اگر عام طالبعلم کتابیں پڑھ کر ڈاکٹر یا انجینیر بن سکتا ہے تو وہ اپنی ہی زبان میں دینی کتابیں پڑھے تو اسے کیوں کر سمجھ نہیں آسکتیں اور وہ ان کتابوں کو پڑھ کر دین حق کو سمجھ سکتا ہے چاہے وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ اور پھر علم حاصل کرنا تو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسی حدیث رسولؐ کی روشنی میں ہم کو یہ موقع ملا کہ ہم دینِ حق کی بہتر خدمت کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم تقریباً ۵۰۰ کتب پر مشتمل ایک اسلامی ڈیجیٹل لائبریری پیش کررہے ہیں۔ ان DVD's پر لکھ دیا گیا ہے کہ

NOT FOR COMMERCIAL USE

ہم علماء دین واہلِ نظر سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ تمام مومنوں و مومنات کو دورِ حاضر کے جدید تکنیکی تقاضوں کی ضرورت سے ہم آہنگی کی طرف توجہ دلائیں۔ سبیلِ سکینہؑ اُن تمام حضرات کی شکر گزار ہے جنہوں نے ہماری کاوش میں بھر پور ساتھ دیا خصوصاً ziaraat.com جس کے ذریعے سے مزید اسلامی ویب سائٹس نے اس ڈیجیٹل لائبریری کو اپنی ویب سائٹس پر جگہ دی یعنی ہم سب کی یہی کوشش ہے کہ علم حاصل کرنے کیلئے ہر اس ضروری قدم کی طرف بڑھیں جس سے محمد و آلِ محمدؐ کی خوشنودی حاصل ہو۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محمد و آلِ محمدؐ کے فضل سے ہمارے علم میں اضافہ کرے اور ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھے اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ تا کہ ہم علم کے ہتھیار سے شیطانی تباہ کاری و موجودہ دہشتگردی کا مقابلہ کرسکیں۔

ہم ایک بار پھر اسلامی معاشرے کے علمی شخصیات سے گزارش کرتے ہیں کہ قولِ رسول کے مطابق
تمام مسلمانوں کو علم حاصل کرنے کی شدید ضرورت پر توجہ دلائیں۔

نوٹ۔ (اسلامی ڈیجیٹل لائبریری www.ziaraat.com پر online دستیاب ہے۔)

(دعاگو ۔سید نذر عباس و ممبران سبیل سکینہؑ ۔ ۱۵ شعبان ۱۴۲۹ھ)

email: sabeelesakina@gmail.com

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

البدایۃ والنہایۃ

کا اردو ترجمہ

جلد نمبر ۱۳

یہ حصہ ۵۸۹ھ سے ۶۹۷ھ تک کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ اس میں بنوعباس کی حکومت کے زوال کی دردناک داستان کا بیان ہے کہ مسلمانوں کے باہمی اختلاف نے اس عظیم حکومت کی کیسے اینٹ سے اینٹ بجادی۔ علاوہ ازیں اعیان و مشاہیر اسلام کے حالات بھی مختصراً بیان کیے گئے ہیں۔

تصنیف ❁ علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر (۷۰۱ھ-۷۷۴ھ)

ترجمہ ❁ مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

البِدَايَة والنَهَايَة

نام کتاب	....	تاریخ ابنِ کثیر (جلد نمبر ۱۳)
مصنف	....	علامہ حافظ ابوالفدا اعماد الدین ابن کثیر
ترجمہ	....	مولانا اختر فتح پوری
ناشر	....	نفیس اکیڈمی۔ کراچی
طبع اوّل	....	جنوری ۱۹۸۹ء
ایڈیشن	....	آفسٹ
ضخامت	....	۴۰۸
ٹیلیفون	....	۰۲۱۔۷۷۲۲۰۸۰

تعارف جلد سیز دھم

البدایہ والنہایہ کی تیرھویں جلد کا ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے ہمیں ایک گونہ مسرت حاصل ہو رہی ہے کہ اب اس کے بعد اس کی آخری جلد ہی کا ترجمہ باقی رہ گیا ہے۔

یہ جلد ۵۸۹ھ سے ۶۹۷ھ کے حالات پر مشتمل ہے' اس میں بنو عباس کی حکومت کے زوال کی دردناک داستان کا بیان ہے کہ کس طرح تاتاریوں نے اسے تاخت و تاراج کیا اور مسلمانوں کے باہمی اختلافات نے اس عظیم حکومت کی کیسے اینٹ سے اینٹ بجا دی' جس کا مقابلہ روم و ایران کی سلطنتیں بھی نہ کر سکتی تھیں' عروس البلاد بغداد جو دنیا بھر کے علماء' شعراء' خطباء' حکما اور فضلاء کا مرکز تھا' یوں برباد ہوا کہ گویا یہاں اس کا وجود ہی نہ تھا' اس بدقسمت قوم کو جب بھی نقصان پہنچا ہے اپنوں ہی کے ہاتھ سے پہنچا ہے' خلیفہ معتصم کے وزیر ابن علقمی نے اپنے چند رشتہ داروں کے معمولی سے نقصان سے برافروختہ ہو کر جس طرح بنو عباس کی چار سو سالہ مضبوط اور شاندار حکومت کا ستیاناس کروایا' یہ تاریخ کا ایک عبرت ناک باب ہے۔ اور مسلمان قوم کو دعوت دے رہا ہے کہ وہ غداروں سے ہوشیار رہے' بہت سے لوگ بھیڑوں کے لباس میں بھیڑیوں کا کردار ادا کرتے ہیں اور وہ' جو بظاہر صاف نظر آتے ہیں' اندر سے سانپ ہوتے ہیں اور وہ جو بظاہر ہستیاں بنے ہوتے ہیں حقیقت میں پستیاں ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے مسلمان قوم کو محفوظ فرمائے۔

علاوہ ازیں اس جلد میں اعیان و مشاہیر اسلام کے حالات کو بھی اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے' جن کا مطالعہ واقعہ از دیادِ ایمان کا موجب ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے قارئین کے لیے اس کا مطالعہ بڑی دلچسپی کا موجب ہوگا۔

البدایہ والنہایہ کی یہ جلد مسلمانوں کے باہمی انتشار و خلفشار کا مرقع ہے کہ کس طرح انہوں نے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے پاپڑ بیلے' لیکن خود ہی اوج ثریا سے تحت الثریٰ میں جا گرے۔

اللہ تعالیٰ اس امت کو باہمی انتشار و خلفشار سے بچا کر اتحاد و اتفاق کے راستے پر گامزن فرمائے۔ آمین

اختر فتح پوری

۸۷-۱۲-۱۰



فہرست البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۱۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۵۸۹ھ

اس سال سلطان ملک ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

یہ سال شروع ہوا تو آپ کی صحت بہت اچھی تھی اور آپ اپنے بھائی عادل کے ساتھ دمشق کے مشرق میں شکار کو گئے' اور آپ کے اور آپ کے بھائی کے درمیان یہ طے پایا کہ وہ فرنگیوں کے معاملے سے فراغت کے بعد بلادِ روم کی طرف چلے جائیں گے اور اپنے بھائی کو بغداد بھیج دیں گے اور جب دونوں اپنے اپنے کام سے فارغ ہو جائیں گے تو دونوں بلادِ آذربائیجان کی طرف روزانہ ہو جائیں گے جو عجمی علاقہ ہے کیونکہ اس کا دفاع کرنے والا کوئی نہیں' اور جب ۱۱ صفر کو سوموار کے روز حاجی آئے تو سلطان ان کے استقبال کو باہر نکلا اور اس کے ساتھ اس کا بھتیجا سیف الاسلام بھی تھا' جو یمن کا امیر تھا' پس اس نے اس کا اعزاز واکرام کیا اور اسے اپنے ساتھ رکھا اور قلعہ کی طرف واپس آ کر اس میں باب الجدید سے داخل ہو گیا اور یہ دنیا میں اس کی آخری سواری تھی' پھر ۱۶ صفر کو ہفتہ کی شب اسے صفراوی بخار ہو گیا اور جب صبح ہوئی تو قاضی فاضل' ابن شداد اور اس کا بیٹا افضل اس کے پاس آئے اور وہ اپنے گزشتہ شام کے شدید قلق کی ان کے پاس شکایت کرنے لگا اور گفتگو اسے اچھی لگی اور اس کے پاس ان کی نشست طویل ہو گئی پھر اس کے مرض میں اضافہ اور شدت ہو گئی اور چوتھے دن اطباء اس کے پاس گئے اور پھر اسے خشکی ہو گئی اور اسے اس قدر سخت پسینہ آ گیا کہ وہ زمین پر ٹپکنے لگا' پھر خشکی بڑھ گئی تو اس نے امراء اور اکابر کو بلایا اور اپنے بیٹے افضل نور الدین علی کے لیے بیعت لی جو دمشق کا نائب تھا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب شدید کمزوری اور بعض اوقات ذہن کے کام نہ کرنے کی علامات ظاہر ہوئیں اور اس حالت میں فاضل ابن شداد اور قاضی شہر ابن الزکی اس کے پاس آتے رہے پھر ستائیس صفر بدھ کی رات کو اس کی حالت بہت خراب ہو گئی اور اس نے امام الکلاسہ ابوجعفر کو بلایا تا کہ وہ قرآن پڑھتے ہوئے رات اس کے پاس گزارے' اور جب اس کا معاملہ سنگین صورت اختیار کر جائے تو وہ اسے شہادت کی تلقین کرے' ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ وہ اس کے پاس قرآن پڑھتا رہا اور وہ بے ہوش تھا اور جب اس نے هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ پڑھا تو اس نے کہا یہ اس طرح صحیح ہے اور جب اس نے صبح کی اذان دی تو قاضی فاضل اس کے پاس آیا اور وہ زندگی کے آخری سانس لے رہا تھا' اور جب قاری نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ پڑھا تو وہ متبسم ہوا اور اس کا چہرہ چمک اُٹھا اور اس نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی اور وہ فوت ہو گیا' اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور اس کا اچھا ٹھکانہ بنائے اور اسے جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اس کی عمر ۵۷ سال تھی کیونکہ اس کی پیدائش ۵۳۲ھ کے مہینوں میں تکریت میں ہوئی تھی۔

بلاشبہ وہ اسلام کا مددگار اور کمینے کفار کی تدابیر کے مقابلہ میں اس کی پناہ گاہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی توفیق دی تھی اور

اہل دمشق کو اس کی موت جیسا دُکھ کبھی نہیں پہنچا اور ان میں سے ہر ایک نے چاہا کہ کاش وہ اپنے احباب واصحاب اور اولاد سمیت اس پر قربان ہو جاتا' پس بازار بند ہو گئے اور ذخائر کی نگرانی کی گئی' پھر وہ اس کی تجہیز میں مشغول ہو گئے اور اس نے سب بچے اور اہل آ گئے اور خطیب شہر فقیہ الدولعی نے اسے غسل دیا اور قاضی فاضل نے اپنے صلبی حلال مال سے تجہیز و تکفین کے اخراجات پیش کیے' وہ خود اور اس کے چھوٹے بڑے بچے گریہ وزاری کر رہے تھے اور لوگ بھی گریہ وزاری اور اس کے لیے دعائیں کر رہے تھے' پھر نماز ظہر کے بعد تابوت میں اس کی نعش کو نکالا گیا اور قاضی ابن الزکی نے اس کی نماز جنازہ میں لوگوں کی امامت کی پھر اسے اس کے گھر قلعہ منصورہ میں دفن کر دیا گیا۔ پھر اس کا بیٹا اس کی قبر بنانے میں مصروف ہو گیا اور اس نے اس کی قدیم وصیت کے مطابق مسجد القدم کے نزدیک شافعیہ کے لیے ایک مدرسہ بھی بنایا مگر اس کی تعمیر مکمل نہ ہوئی اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب اس کا بیٹا عزیز آیا جس نے اپنے بھائی افضل کا محاصرہ کیا ہوا تھا' اس کی تفصیل ۵۹۰ھ میں بیان ہو گئی' پھر افضل نے کلدسہ کے شمال میں وزان میں اس کے لیے ایک گھر خریدا جس کا قاضی فاضل نے کلاسہ میں اضافہ کیا تھا اور اس نے اسے قبر بنا دیا' اس پر رحمت کی موسلا دھار بارشیں اور مہربانیاں ہوں۔

اور اسے عاشورہ ۵۹۲ھ کو اس جگہ منتقل کیا گیا اور افضل کی اجازت سے قاضی القضاۃ محمد بن علی القرابی ابن الزکی نے نسر کے نیچے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی لحد میں اس کا بیٹا افضل اترا اور اس نے خود اسے دفن کیا ان دنوں وہ شام کا حکمران تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ اس کی اس تلوار کو بھی دفن کیا گیا جسے وہ جہاد میں ساتھ لے جایا کرتا تھا اور یہ کام قاضی فاضل کے حکم سے کیا گیا اور انہوں نے اس سے یہ فال لی کہ وہ قیامت کے روز اس کے پاس ہو گی اور وہ اس پر ٹیک لگائے گا حتیٰ کہ جنت میں داخل ہو جائے گا' پھر تین دن تک جامع اموی میں اس کی تعزیت ہوئی جس میں خاص و عام اور رعیت و حکام حاضر ہوئے اور شعراء نے اس کے بارے میں مرثیے بنائے اور سب سے بہترین مرثیہ وہ تھا جسے عماد کاتب نے اپنی کتاب ''البرق السامی'' کے آخر میں بیان کیا ہے اور اس کے دو سو دو اشعار ہیں' اور شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے اسے الروضتین میں بیان کیا ہے جس کے کچھ اشعار یہ ہیں۔

''اس نے ہدایت اور حکومت کو جمع کیا جس کی وسعت عام ہے اور زمانے نے دُکھ دیا اور اس کی نیکیاں جاتی رہیں' وہ کہاں ہے جو ہمیشہ سے قابل خوف رہا ہے اور اس کے خوف اور بخشش کی امید ہوتی ہے وہ کہاں ہے جو اپنے رب کا مطیع تھا اور ہم اس کے مطیع تھے' قسم بخدا وہ ناصر شاہ کہاں ہے جس کی نیت اللہ کے لیے خالص اور صاف تھی' وہ کہاں ہے جو ہمیشہ ہمارا بادشاہ رہا' جس کی بخشش کی امید کی جاتی تھی اور جس کے حملوں سے خوف کھایا جاتا تھا' وہ کہاں ہے جس کی خوبیوں سے زمانے نے شرف حاصل کیا اور فضلاء پر اس کی بزرگیاں رفعت حاصل کر گئیں' وہ کہاں ہے جس کی جنگ سے ذلیل ہو کر فرنگی عاجز ہو گئے اور اس نے ان سے بدلے لیے' اس کی تلواریں دشمنوں کی گردنوں کے طوق ہیں اور اس کے احسانات مخلوق کے گھوڑوں کے ہار ہیں۔''

نیز اس نے کہا۔

''بلندیوں' پناہ اور ہدایت کے لیے کون ہے جو اس کی حفاظت کرے؟ جنگ اور سخاوت کے لیے کون ہے اس نے لمبے عرصے میں اپنی حکومت کی بقا چاہی جبکہ جلد باز بادشاہ کی بقا کا کوئی بھروسہ نہ تھا وہ ایک سمندر تھا جس نے اپنی نیکیوں سے

خشکی کو دوبارہ سمندر بنا دیا اور اس کی تلوار سے بلادِ ساحل کو فتح کیا گیا' اس کے زمانے میں جو اہل حق تھے وہ اس کے اقبال سے اہل باطل نے پاس جاتے تھے اس کی فتوحات اور قدس اس کا آغاز تھا انہوں نے بلا مقابلہ اس کے فضل کو باقی رکھا ہے' میں تیری قبر کے واسطے بارش کا جویاں نہیں' میں نے تیری سخاوت سے بارش کو شرمسار ہوتے دیکھا ہے' اللہ تعالیٰ کی رضامندی تجھے سیراب کرے میں موسلا دھار برسنے والے بادلوں کی سیرابی کو پسند نہیں کرتا''۔

آپ کا ترکہ اور مختصر حالات:

عماد وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اپنے خزانے میں صرف ایک سنہری دینار اور ۳۶ درہم چھوڑے اور دوسروں نے ۴۷ درہم بیان کیے ہیں' اور آپ نے کوئی گھر' کوئی جاگیر' کوئی کھیت اور نہ ہی کوئی باغ اور نہ کسی قسم کی املاک ترکہ میں چھوڑی ہیں۔ آپ کے ۱۷ بیٹے اور ایک بیٹی تھی' اور ان کے سوا دوسرے بچے آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ اور جو آپ کے بعد پیچھے رہے وہ سولہ لڑکے تھے' جن میں سے سب سے بڑا ملک افضل نورالدین علی تھا' جو ۵۶۵ھ میں عیدالفطر کی شب کو مصر میں پیدا ہوا' پھر عزیز عمادالدین ابوالفتح عثمان بھی جمادی الاولیٰ ۵۶۷ھ میں مصر میں پیدا ہوا' پھر ظافر مظفرالدین ابوالعباس خضر شعبان ۵۶۸ھ میں مصر میں پیدا ہوا اور یہ افضل کا سگا بھائی تھا' پھر ظاہر غیاث الدین ابومنصور غازی ۱۵ رمضان ۵۶۸ھ میں مصر میں پیدا ہوا' پھر عزیز فتح الدین ابویعقوب اسحاق ربیع الاوّل ۵۷۰ھ میں دمشق میں پیدا ہوا' پھر نجم الدین ابوالفتح مسعود دمشق میں ۵۷۱ھ میں پیدا ہوا' یہ عزیز کا سگا بھائی تھا' پھر اعز شرف الدین ابویوسف یعقوب' مصر میں ۵۷۲ھ میں پیدا ہوا' یہ بھی عزیز کا سگا بھائی تھا' پھر زاہر مجیرالدین ابوسلیمان داؤد ۵۷۳ھ میں مصر میں پیدا ہوا یہ ظاہر کا سگا بھائی تھا' پھر ابوالفضل قطب الدین موسیٰ ۵۷۳ھ میں مصر میں پیدا ہوا' یہ افضل کا سگا بھائی تھا' پھر اس نے بھی مظفر کا لقب رکھ لیا' پھر اشرف معزالدین ابوعبداللہ محمد ۵۷۵ھ میں شام میں پیدا ہوا پھر محسن ظہیرالدین ابوالعباس احمد ۵۷۷ھ میں مصر میں پیدا ہوا اور یہ اپنے سے پہلے کا سگا بھائی تھا' پھر معظم فخرالدین ابومنصور توران شاہ ربیع الاوّل ۵۷۷ھ میں مصر میں پیدا ہوا اور ۶۵۸ھ میں اس کی وفات ہوئی' پھر جوال رکن الدین ابوسعید ایوب ۵۷۸ھ میں پیدا ہوا یہ معز کا سگا بھائی تھا' پھر غالب نصیرالدین ابوالفتح ملک شاہ ۵/رجب ۵۷۸ھ میں پیدا ہوا' یہ معظم کا سگا بھائی تھا' پھر منصور ابوبکر جو ماں باپ سے معظم کا سگا بھائی تھا' سلطان کی وفات کے بعد حران میں پیدا ہوا' پھر عمادالدین شادی ام ولد سے پیدا ہوا اور اسی طرح نصیرالدین مروان بھی ام ولد سے پیدا ہوا اور بیٹی کا نام مونسہ خاتون تھا جس سے اس کے عمزاد ملک کامل محمد بن عادل ابی بکر بن ایوب نے نکاح کیا۔ رحمہم اللہ

اور اس نے اپنے امراء وغیرہم سے حسن سلوک کرنے اور جود وسخاوت کرنے کی وجہ سے اموال واملاک پیچھے نہیں چھوڑے حتیٰ کہ اس نے اپنے دشمنوں سے بھی حسن سلوک کیا اور قبل ازیں اس کے متعلق کافی کچھ بیان ہو چکا ہے اور وہ بہت کم لباس' کھانے اور سواریاں استعمال کرتا تھا' اور وہ صرف سوتی' کتانی اور اونی لباس پہنتا تھا' اور کسی ناپسندیدہ کام کے ارتکاب کی طرف اس کا جانا معلوم نہیں ہوا' خصوصاً جب اللہ تعالیٰ نے اس پر بادشاہت کی نوازش کی' اس کا سب سے بڑا مقصد خدمتِ اسلام اور دشمنانِ اسلام کو شکست دینا تھا' اور وہ شب وروز اس بارے میں اکیلا بھی اور اپنے قابل اعتماد ساتھیوں سے بھی مشورے کرتا رہتا تھا' اور اس کے ساتھ ساتھ اسے فضائل اور نعمتیں بھی حاصل تھیں' اور لغت' ادب اور تاریخ کے بارے میں فوائد فرائد بھی حاصل تھے حتیٰ کہ بیان کیا گیا

ہے کہ اسے مکمل حماسہ یاد تھا' اور وہ بالالتزام پانچوں نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرتا تھا' کہتے ہیں کہ وفات سے قبل ایک لمبا زمانہ اس کی نماز باجماعت فوت نہیں ہوئی حتیٰ کہ مرض الموت میں بھی اس کی نماز باجماعت فوت نہیں ہوئی' امام آ کر اسے نماز پڑھایا کرتا تھا' اور وہ کمزوری کے باوجود قیام کی مشقت برداشت کرتا تھا اور جو کچھ اس کے سامنے بحث ومناظرہ ہوتا وہ اسے سمجھتا تھا اور اس میں نہایت اچھے انداز میں مختصر اُمشارکت کرتا تھا' خواہ اصطلاحی مفہوم میں اس پر مشارکت کا لفظ نہ اطلاق پاتا ہو' اور قطب نیشاپوری نے اس کے لیے عقیدے کی ایک کتاب تالیف کی تھی جسے وہ یاد کرتا تھا اور اس کے بیٹوں میں سے جو بیٹے عاقل تھے وہ بھی اسے یاد کرتے تھے' اور وہ قرآن وحدیث اور علم کے سماع کو پسند کرتا تھا اور سماعِ حدیث پر مواظبت کرتا تھا' حتیٰ کہ وہ دوصفوں کے درمیان' میدان کارزار میں بھی قرآن کریم کا کچھ حصہ سنتا تھا اور اس سے خوش ہوتا تھا اور کہتا تھا اس قسم کے موقف میں کسی نے حدیث نہیں سنی اور یہ عماد کاتب کے اشارے سے ہوتا تھا' اور وہ سماعِ حدیث کے وقت رقیق القلب اور جلد اشکبار ہونے والا تھا اور قوانین شریعت کی بہت تعظیم کرنے والا تھا۔

اور حلب میں اس کے بیٹے الظاہر نے شہاب سہروردی نام ایک جوان کی صحبت اختیار کی' جو کیمیا گری شعبدہ بازی اور کچھ نیرنگیات بھی جانتا تھا جس سے سلطان کا بیٹا الظاہر فتنے میں پڑ گیا اور اس نے اسے قریب کیا اور اس سے محبت کرنے لگا اور اس نے اس میں حاملین شریعت کی مخالفت کی تو اس نے اسے خط لکھا کہ اسے لامحالہ قتل کر دو اور اس نے اپنے والد کے حکم سے اسے صلیب دیا۔ اور اس کی تشہیر کی۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اسے دو دیواروں کے درمیان قید کر دیا حتیٰ کہ وہ غم سے مر گیا' یہ ۵۸۶ھ کا واقعہ ہے اور وہ قلب وبدن کے لحاظ سے سب لوگوں سے زیادہ طاقتور اور شجاع تھا باوجودیکہ اس کا جسم امراض واسقام کی آماجگاہ تھا' خصوصاً عکا کے محاصرہ میں ان کی فوج کی کثرت نے اس کی قوت وشجاعت میں اضافہ کر دیا اور ان کی فوج کی تعداد پانچ لاکھ جانبازوں تک پہنچی ہوئی تھی' اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ چھ لاکھ تھی اور اس نے ان میں سے ایک لاکھ جانبازوں کو قتل کر دیا اور جب جنگ رُک گئی اور انہوں نے عکا کو لے لیا اور وہاں جو مسلمان موجود تھے انہوں نے انہیں قتل کر دیا اور وہ سب کے سب قدس کی طرف روانہ ہو گئے تو یہ بھی منزل بہ منزل ان کے ساتھ چلنے لگا اور اس کی ساتھی فوج مقابلہ میں ان کی افواج سے کئی گنا زیادہ تھیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی اور ان کو بے یارو مددگار چھوڑ دیا اور یہ ان سے پہلے قدس پہنچ گیا اور اس نے اسے ان سے بچایا اور محفوظ کیا اور یہ مسلسل وہاں مقیم رہ کر انہیں خوفزدہ کرنے لگا اور ان پر غلبہ پانے لگا اور ان سے علاقوں کو چھیننے لگا حتیٰ کہ وہ اس کے آگے جھک گئے اور عاجز ہو گئے اور صلح کے لیے اس کے پاس آئے اور یہ کہ ان کے اور اس کے درمیان جنگ ختم ہو جائے۔ اور اس نے ان کے سوال کا جواب اپنی مرضی کے مطابق دیا نہ کہ ان کی مرضی کے مطابق اور اس کا وجود اللہ کی رحمت تھی جس سے اللہ نے مومنین پر رحم فرمایا اور ابھی یہ سال نہیں گزرے تھے کہ اس کے بھائی عادل نے شہروں پر قبضہ کر لیا جس سے مسلمان معزز اور کفار ذلیل ہو گئے' اور وہ بڑا سخی' ہنس مکھ' کشادہ رُو تھا۔ اور نیکی کرنے سے ملول نہیں ہوتا تھا اور اچھے اور رضا کارانہ کاموں مین بڑا مستقل مزاج تھا اور شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے اس کی سیرت وتاریخ اور اس کے ظاہر وباطن کے ایک ہونے اور احکام کے بارے میں بہت اچھے واقعات بیان کیے ہیں۔

باب

اس نے علاقوں کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا تھا دیارِ مصر اس کے بیٹے عزیز عماد الدین ابوالفتح کو اور دمشق اس کے ارد گرد کے علاقے اس کے بڑے بیٹے افضل نور الدین علی کو اور حلب کی مملکت اس کے بیٹے الظاہر غازی غیاث الدین کو اور کرک اور شوبک اس کے بھائی عادل کو' اور بلاد جعبر اور فرات کے علاقے کے بہت سے شہر اور اس کی رکھ اور اس کے ساتھ ایک اور صوبہ سلطان کے بھتیجے ملک منصور محمد بن تقی الدین عمر کو اور حمص اور کوفہ اسد الدین بن شیر کوہ بن ناصر الدین بن محمد بن اسد الدین شیر کوہ کبیر کو' نجم الدین نجم الدین ایوب کے باپ کا بھائی ہے' اور یمن اپنے قلعوں اور تمام صوبوں سمیت سلطان صلاح الدین کے بھائی سلطان ظہیر الدین سیف الاسلام طغتکین بن ایوب کو' اور بعلبک اور اس کے مضافات امجد بہرام شاہ بن فروخ شاہ کو' اور بصریٰ اور اس کے مضافات' ظافر بن ناصر کو ملے' پھر صلاح الدین کی وفات کے بعد ان تمام ممالک میں حالات خراب ہو گئے' حتیٰ کہ ملک عادل ابوبکر صلاح الدین پر ان ممالک کا اتفاق ہو گیا' اور اس کے لڑکوں میں حکومت چل پڑی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ

اس سال خلیفہ ناصر الدین اللہ نے بغداد میں مدرسہ نظامیہ کی کتب کی نئی لائبریری بنائی اور اس میں ہزار ہا خوبصورت قیمتی کتب لایا۔

اور اس سال کے محرم میں ایک عجیب واقعہ ہوا کہ ایک تاجر کی بیٹی طحسین میں اپنے باپ کے غلام پر عاشق ہو گئی' اور جب اس کے باپ کو اس کے معاملے کا علم ہوا تو اس نے غلام کو اپنے گھر سے نکال دیا' ایک شب لڑکی نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے پاس آئے' وہ پوشیدہ طور پر اس کے پاس آیا تو اس نے اسے گھر کے ایک حصے میں چھوڑ دیا اور جب رات کو اس کا باپ آیا تو لڑکی نے غلام کو اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ تو اس نے آ کر اسے قتل کر دیا اور اس نے اُسے اپنی حاملہ ماں کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا اور لڑکی نے اُسے دو ہزار دینار کے زیورات دیئے' صبح کو اس کا معاملہ پولیس کے ہاں پیش ہوا تو پکڑا گیا اور قتل ہوا' اللہ اس کا بھلا نہ کرے۔ حالانکہ اس کا آقا نیک لوگوں میں سے تھا اور بہت صدقہ وخیرات کرنے والا تھا۔

اور اس سال اس نے معروف کرخی شیخ ابوعلی الیونانی کی قبر کے پاس مدرسہ جدیدہ میں درس دیا اور قضاۃ داعیان اس کے پاس آئے اور وہاں اس نے ایک بھرپور دعوت کی۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

سلطان صلاح:

یوسف بن ایوب ابن شاذی آپ کی وفات کے مبسوط حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

امیر بکتمر صاحب خلاط:

اسے اس سال قتل کیا گیا' اور یہ نیک' شجاع اور اچھی سیرت والے بادشاہوں میں سے تھا۔

اتابک عزالدین مسعود:

ابن مودود بن زنگی' یہ تقریباً ۱۳ سال موصل کا حاکم رہا اور نیک بادشاہوں میں سے تھا اور قرابت ورشتہ میں نورالدین شہید اس کا چچا تھا اور اسے موصل میں اس کے تعمیر کردہ مدرسہ کے پاس اس کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

جعفر بن محمد بن فطیرا:

ابوالحسن عراق میں ایک کاتب تھا اور تشیع کی طرف منسوب تھا اور شیعہ ان علاقوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں' اللہ ان کو زیادہ نہ کرے' ایک روز ایک شخص اس کے پاس آیا اور اسے کہنے لگا میں نے آج شب خواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور آپ نے مجھے فرمایا ہے کہ ابن فطیرا سے جا کر کہو وہ تجھے دس دینار دے گا' فطیرا نے اس سے پوچھا تو نے انہیں کب دیکھا ہے؟ اس نے کہا رات کے پہلے حصے میں' ابن فطیرا نے کہا میں نے آپ کو رات کے آخری حصہ میں دیکھا ہے اور آپ نے مجھے فرمایا ہے کہ جب اس اس حلیے کا آدمی تمہارے پاس آئے اور تجھ سے کوئی چیز طلب کرے تو وہ اسے نہ دینا' پس وہ شخص پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو اس نے اسے بلایا اور اسے کچھ دیا' اور اس کے بعض اشعار کو ابن الساعی نے بیان کیا ہے اور قبل ازیں یہ اشعار کسی اور کے بیان ہوئے ہیں ؎

''اور جب میں نے شدائد کے لاحق ہونے پر لوگوں کو آزمایا کہ میں ان میں سے کسی قابل اعتماد شخص کو تلاش کروں اور میں نے اپنی خوشی اور سختی کے دونوں دنوں میں سوچ بچار کی اور میں نے قبائل میں اعلان کیا کہ کیا کوئی مددگار ہے؟ تو مجھے مصیبت پر ہنسنے والے کے سوا کسی نے دُکھ نہ دیا اور حاسد کے سوا مجھے کسی نے خوش نہ کیا''۔

یحییٰ بن سعید غازی:

ابوالعباس بصری' نجرانی' مؤلف مقامات' یہ شاعر' ادیب اور بڑا افاضل آدمی تھا اور اسے لغت ونظم میں بڑی مہارت حاصل تھی اس کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں ؎

''خوبصورت عورت کا گانا بلامشقت میرے کان میں لطف کو کھینچ لاتا ہے کان کے دروازے نے کبھی اسے واپس نہیں کیا اور نہ وہ ملاقاتی کے پاس اجازت سے آتا ہے''۔

سیدہ زبیدہ:

امام مقتفی لامراللہ کی دختر' المستنجد کی ہمیشیرہ اور المستقی کی پھوپھی' اس نے طویل عمر پائی اور اس کے صدقات بہت چکر

لگاتے تھے اور سلطان کے زمانے میں مسعود نے اس سے ایک لاکھ دینار مہر پر اس سے نکاح کیا اور وہ اسے گھر لانے سے پہلے ہی فوت ہو گیا اور یہ اسے ناپسند کرتی تھی پس اس کا مقصد حاصل ہو گیا۔

شیخہ صالح فاطمہ خاتون:

دختر محمد بن الحسن العمید' یہ عابدہ صالحہ خاتون تھی' اس نے ۱۰۶ سال عمر پائی' ایک وقت سالار قوج مظفر نے جبکہ یہ نوجوان تھی' اس سے نکاح کیا اور یہ اس کے پاس رہتی تھی حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا اور اس نے اس کے بعد نکاح نہیں کیا بلکہ ذکر الٰہی اور عبادت میں مصروف ہو گئی۔

اور اس سال خلیفہ ناصر عباسی نے شیخ ابوالفرج بن الجوزی کو حکم دیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ عدی بن زید کے مشہور اشعار پر اس کے مناسب حال اضافہ کرے خواہ یہ اشعار دس جلدوں تک پہنچ جائیں' اور وہ اشعار یہ ہیں ؎

''اے مصیبت پر ہنسنے والے اور زمانے پر عیب لگانے والے کیا تو مکمل اور پاک ہے یا تیرے پاس زمانے کا کوئی پختہ عہد ہے بلکہ تو جاہل اور فریب خوردہ ہے' تو نے کس پر موتوں کو ہمیشہ دیکھا ہے یا وہ کون ہے کہ اس پر چوکیدار کی طرف سے ظلم ہو وہ کسریٰ ابوساسان کہاں ہے جس نے بادشاہوں کو شکست دی ہے؟ یا اس سے پہلے کا سابور کہاں ہے؟ اور بنو اصغر شاہانِ روم میں سے کوئی قابل ذکر آدمی باقی نہیں رہا اور جب مسافر نے اس محل کو تعمیر کیا جس کی طرف دجلہ اور خابور چیزیں لاتے تھے اس نے اسے سنگ مرمر سے بلند کیا اور اس پر چونا چڑھایا اور اس کی چوٹیوں پر پرندوں کے گھونسلے ہیں' گردش زمانہ نے اسے خوفزدہ نہیں کیا اور اس کی بادشاہت جاتی رہی اور اس کا دروازہ متروک ہو چکا ہے اور خورنق کے مالک کو یاد کر جب وہ ایک روز کھڑا ہوا اور ہندی تلواریں اسے ڈھانپے ہوئے تھیں اس کے حال اور اس کی بکثرت مملوکات نے اسے خوش کیا اور سمندر اور سدیر چوڑائی میں تھے' اس کا دل باز آ گیا اور اس نے کہا زندہ شخص کا رشک موت کی طرف جانے والے پر نہیں ہوتا' پھر آسودگی حکومت' عقل مندی اور حکم کے بعد قبروں نے انہیں چھپا لیا پھر وہ راکھ بن گئے اور انہیں صباء اور پچھوائی ہوا اڑا لے گئی' ہاں زمانہ آدمی کے ساتھ مخصوص ہے اور میری زندگی کی قسم اس میں نصائح اور سوچ و بچار کی باتیں پائی جاتی ہیں۔''

۵۹۰ھ

جب ملک افضل بن صلاح الدین' دمشق میں اپنے باپ کی جگہ پر ٹک گیا تو اس نے خلیفہ ناصر کے دروازے کی طرف قیمتی تحائف بھجوائے' جن میں اس کے باپ کے ہتھیار اور وہ گھوڑا بھی تھا' جس پر سوار ہو کر وہ جنگوں میں شامل ہوا کرتا تھا اور ان میں وہ صلیب الصلبوت بھی تھی جسے اس کے باپ نے جنگ حطین میں فرنگیوں سے چھینا تھا اور اس میں بیس رطل سے زیادہ سونا تھا' جو قیمتی جواہرات سے مرصع تھا اور چار لونڈیاں تھیں جو شاہان فرنگ کی بیٹیاں تھیں' اور عماد کاتب نے اسے ایک بھرپور خط لکھا جس میں اس کے باپ کی تعزیت کا بیان تھا' نیز خلیفہ سے یہ سوال بھی تھا کہ وہ اس کے بعد حکومت میں رہے گا؟ تو اس کا جواب دیا گیا۔

اور جب جمادی الاولیٰ کا مہینہ آیا' تو حاکم مصر' عزیز دمشق آیا تا کہ وہ اسے اپنے بھائی افضل سے چھین لے اور چھ جمادی الاولیٰ کو ہفتہ کے روز' 'الکسوۃ' ' پر خیمہ زن ہو گیا اور شہر کا محاصرہ کر لیا اور اس کے بھائی نے اسے روکا اور اسے دمشق سے دور ہٹایا اور نہروں کو کاٹ لیا اور پھلوں کو لوٹ لیا اور حالت خراب ہو گئی اور یہ حالت مسلسل ایسی ہی رہی حتیٰ کہ ان دونوں کے چچا عادل نے آ کر دونوں کے درمیان صلح کرا دی اور قسم کے بعد دوبارہ ان کے درمیان الفت پیدا کر دی۔ کہ قدس اور اس کے قریب کا فلسطینی علاقہ عزیز کے لیے ہوگا اور جبلہ اور لاذقیہ کا علاقہ حلب کے حکمران الظاہر کا ہوگا' اور ان دونوں کے چچا عادل کے لیے شام اور جزیرہ کے علاقے جیسے حران' الرہا' جعبر اور اس کے نزدیکی علاقے کے علاوہ بلاد مصر میں اس کا پہلا علاقہ بھی ہوگا' پس انھوں نے اس پر اتفاق کر لیا' اور عزیز نے اپنے چچا عادل کی لڑکی سے نکاح کر لیا اور بیمار ہو گیا' پھر صحت یاب ہو گیا اور وہ مرج الصفر میں خیمہ زن تھا اور بادشاہ اسے صحت یاب ہونے' نکاح کرنے اور صلح کرنے کی مبارکباد دینے آئے' پھر وہ اپنے اہل و اولاد کی محبت کی وجہ سے واپس مصر آ گیا اور افضل نے اپنے باپ کی وفات کے بعد بری تدبیریں کیں اور اپنے باپ کے امراء اور خواص کو دُور کر دیا اور اجانب کو قریب کر لیا' اور نشہ آور چیزوں کے پینے اور لہو ولعب میں مشغول ہو گیا اور اس کا وزیر ضیاء الدین ابن الاثیر جذری اس پر حاوی ہو گیا اور وہی اسے ان باتوں کی طرف لایا' پس وہ خود ہلاک ہوا اور اسے بھی ہلاک کر دیا اور خود بھی گمراہ ہوا اور اسے بھی گمراہ کر دیا اور ان دونوں کی آسودگی جاتی رہی' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اس سال شاہ غزنی شہاب الدین اور کفارِ ہند کے درمیان عظیم معرکہ ہوا' اور وہ ایک کروڑ جانبازوں کے ساتھ اس کے مقابلے میں آئے اور ان کے پاس سات سو ہاتھی بھی تھے' جن میں ایک سفید ہاتھی بھی تھا' جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی' پس انہوں نے مڈ بھیڑ کر کے باہم شدید جنگ کی جس کی مثل نہیں دیکھی گئی اور شہاب الدین نے انہیں بڑے دریا کے پاس شکست دی جسے ملاحون کہا جاتا ہے اور ان کے بادشاہ کو بھی قتل کر دیا اور اس کے ذخائر اور اس کے ملک کے ذخائر پر قابض ہو گیا اور ان کے ہاتھی کو غنیمت میں حاصل کیا اور حکومت کے بڑے شہر میں داخل ہو گیا اور اس کے خزانے سے سونے وغیرہ کو چودہ سو اونٹوں پر لاد کر لے گیا اور اپنے ملک کی طرف مظفر و منصور ہو کر واپس آ گیا۔

اور اس سال سلطان خوارزم شاہ تکش نے جسے ابن الاصباعی کہا جاتا تھا بلادِری وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور سلطان طغرل بیگ سلجوقی کے ساتھ صلح کر لی اور اس نے بلادِری اور بقیہ مملکت کو اپنے بھائی سلطان شاہ سے حاصل کر لیا اور اس کے خزائن بھی لے لیے اور اس کی شان بڑھ گئی' پھر اس نے اور سلطان طغرل بیگ نے اس سال کے ربیع الاول میں جنگ کی اور سلطان طغرل بیگ قتل ہو گیا اور اس کے سر کو خلیفہ کے پاس بھیجا گیا اور اس نے اسے کئی دن تک باب نوبہ پر لٹکا دیا اور خلیفہ نے سلطان خوارزم شاہ کی طرف خلعت اور احکام بھیجے اور ہمدان وغیرہ کے وسیع علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

اور اس سال خلیفہ' شیخ ابوالفرج بن الجوزی پر ناراض ہو گیا اور اسے واسط کی طرف جلاوطن کر دیا اور وہ وہاں بغیر کھانا کھائے پانچ دن ٹھہرا رہا اور اس نے وہاں اپنے نفس کی خدمت کرتے اور اپنے لیے پانی حاصل کرتے پانچ سال قیام کیا اور وہ ۸۰ سالہ بوڑھا تھا اور وہ روزانہ ایک دن رات میں قرآن ختم کرتا تھا' راوی کا بیان ہے اور میں نے اپنے بیٹے یوسف کے غم میں سورۂ یوسف کو نہیں پڑھا تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے کشائش پیدا کر دی' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا انشاء اللہ۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن اسماعیل بن یوسف:

ابوالخیر قزوینی شافعی مفسر' آپ نے بغداد آ کر نظامیہ میں وعظ کیا اور اصول میں آپ اشعری کے قول کے قائل تھے' آپ عاشورہ کے روز بیٹھے تو آپ سے کہا گیا یزید بن معاویہ پر لعنت کیجیے آپ نے کہا وہ مجتہد امام تھا' تو لوگوں نے آپ کو اینٹیں ماریں تو آپ رُوپوش ہو گئے' پھر قزوین کی طرف بھاگ گئے۔

ناظم شاطبیہ ابن الشاطبی:

ابوالقاسم بن قسیرۃ ابی القاسم خلف بن احمد الرعینی الشاطبی نابینا' قرأۃ سبعہ کے متعلق شاطبیہ کا مصنف' نہ ان کی طرف کسی نے سبقت کی ہے اور نہ ان میں کوئی لگا کھا سکتا ہے اور اس میں رموز کے ایسے خزانے ہیں جن کی طرف ناقد بصیر ہی راہ پا سکتا ہے' اس کے ساتھ ساتھ وہ نابینا بھی تھا' اس کی پیدائش ۵۳۸ھ میں ہوئی اور آپ کا شہر شاطبہ ہے یہ اندلس کے مشرق میں ایک بستی ہے آپ محتاج شخص تھے آپ سے خواہش کی گئی کہ آپ اپنے شہر کی خطابت سنبھال لیں تو آپ نے منابر پر بادشاہوں کے متعلق خطباء کے مبالغہ کرنے کے باعث اس سے انکار کر دیا' شاطبی حج کو نکلے تو ۵۷۲ھ میں اسکندریہ آئے اور سلفی کو سماع کرایا اور قاضی فاضل نے آپ کو اپنے مدرسے میں فصیح قاریوں کا شیخ بنا دیا اور آپ نے قدس کی زیارت کی اور وہیں ماہ رمضان کے روزے رکھے' پھر آپ قاہرہ واپس آ گئے اور یہیں پر اس سال کے جمادی الآخر میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ کو فاضلیہ کے قبرستان کے قریب قرافہ میں دفن کیا گیا' آپ دیندار' فروتنی کرنے والے' زاہد اور بہت باوقار شخص تھے اور بے مطلب بات نہیں کرتے تھے اور آپ اکثر ان اشعار کو بطور مثال پڑھا کرتے تھے اور یہ تابوت کے بارے میں ہیں اور کسی اور کے لیے نہیں۔

''کیا تو آسمان میں کسی چیز کو اُڑتے پہچانتا ہے اور جب وہ چیز چلتی ہے تو لوگ بھی وہیں جوش وحرکت میں آتے ہیں جہاں وہ چلتی ہے تو اسے سوار اور سواری پائے گا' اور جو امیر اس پر چڑھتا ہے قیدی ہو جاتا ہے وہ تقویٰ کی ترغیب دیتی ہے اور اس کے قرب کو پسند نہیں کیا جاتا اور نفس اس سے بھاگتا ہے حالانکہ وہ انتباہ کرنے والی ہے اور اس کی زیارت کی رغبت سے اس کی زیارت نہیں کی جاتی بلکہ زیارت کیے جانے والے کی منشا کے خلاف وہ زیارت کرتا ہے۔''

۵۹۱ھ

اس سال بلادِ اندلس میں قرطبہ کے شمال میں مرج الحدید مقام پر زلاقہ کا معرکہ ہوا اور یہ ایک عظیم معرکہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو فتح دی اور پرستارانِ صلیب کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ بلادِ اندلس میں فرنگیوں کے بادشاہ الفنش کا دارالخلافہ طلیطلہ میں تھا' اس نے شاہ مغرب امیر یعقوب بن یوسف بن عبدالمومن کو اس کی تعریف کرتے ہوئے اور اسے بہلاتے ہوئے اور اسے اپنے پاس آنے کے لیے برانگیختہ کرتے ہوئے خط لکھا تا کہ وہ اس کی خامیوں اور قتال میں اس کی فرمانبرداری کرنے

والوں میں شامل ہوا اور اس نے شدید وعید وتہدید بھی کی' سو سلطان یعقوب بن یوسف نے اپنے خط کے سر پر لکھا: (اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَ لَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَا اَذِلَّةً وَّ هُمْ صَاغِرُوْنَ) ان کی طرف واپس جاؤ ہم ضرور ان کے پاس ایسی فوجوں کے ساتھ آئیں گے جن کا وہ سامنا نہیں کر سکیں گے اور ہم انہیں وہاں سے ذلیل کر کے باہر نکال دیں گے اور وہ ذلیل ہوں گے) پھر وہ فوراً اپنی افواج وعساکر کے ساتھ اُٹھا اور اس نے اندلس تک ابنائے جبرالٹر کو قطع کر دیا اور انہوں نے مذکورہ جگہ پر مڈبھیڑ کی' آغاز کار مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ان میں سے بیس ہزار آدمی قتل ہو گئے پھر بالآخر کفار کو شکست ہوگئی' پس اللہ نے انہیں نہایت بری طرح شکست دی اور ان میں سے ایک لاکھ ۴۳ ہزار آدمی قتل ہو گئے اور تیرہ ہزار ان میں سے قید ہو گئے' اور مسلمانوں نے ان سے بہت سی غنیمت حاصل کی جس میں ایک لاکھ ۴۳ ہزار خیمے ۴۶ ہزار گھوڑے ایک لاکھ خچر' اتنے ہی گدھے اور ستر ہزار مکمل ہتھیار اور بہت سا سامان شامل تھا' اور اس نے ان کے بہت سے قلعوں پر بھی قبضہ کر لیا اور اس نے مدت تک ان کے شہر طلیطلہ کا محاصرہ جاری رکھا اور اسے فتح نہ کر سکا۔ پھر اسے چھوڑ کر اپنے ملک کو واپس آ گیا اور جب قیش کو وہ چیز حاصل ہوگئی جو اسے حاصل ہونی تھی' تو اس نے اپنی داڑھی اور سر منڈا دیا اور اپنی صلیب کو اُلٹا کر لیا اور گدھے پر سوار ہوا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ نہ گھوڑے پر سوار ہوگا اور نہ کھانے کا مزہ چکھے گا اور نہ بیوی کے پاس سوئے گا' حتیٰ کہ نصرانیت اس کی مدد کرے' پھر اس نے شاہانِ فرنگ کے پاس چکر لگایا اور اس قدر فوجیں جمع کیں جن کی تعداد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' پس سلطان یعقوب نے اس کے لیے تیاری کی اور دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی اور دونوں نے باہم شدید جنگ کی جس کی مثل نہیں سنی گئی' پس فرنگیوں نے پہلے سے بھی بری شکست کھائی' اور انہوں نے ان سے پہلے سے بھی زیادہ غنیمت حاصل کی' اور سلطان نے ان کی بہت سی عملداریوں اور قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ وللہ الحمد۔

کہتے ہیں کہ ایک قیدی ایک درہم میں اور ایک گھوڑا پانچ دراہم میں اور ایک خیمہ ایک درہم میں اور تلوار اس سے بھی کم قیمت میں فروخت ہوئی' پھر سلطان نے ان غنائم کو قانون شریعت کے مطابق تقسیم کیا اور مجاہدین ابد تک مستغنی ہو گئے' پھر فرنگیوں نے سلطان سے امان طلب کی اور اس نے پانچ سال تک جنگ ساقط کرنے پر ان سے مصالحت کی اور اس بات پر اسے علی بن اسحاق توزی نامی ایک شخص نے' جسے الملثم کہا جاتا تھا' آمادہ کیا' اس نے بلادِ افریقہ میں نمودار ہو کر سلطان کی غیر حاضری اور فرنگیوں کے ساتھ تین سال تک مصروفِ جنگ رہنے کی وجہ سے کئی قبیح امور پیدا کر لیے اور اس توزی خارجی نے صحراء میں کئی واقعات کیے اور زمین میں فساد برپا کیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور کئی شہروں پر قبضہ کر لیا۔

اس سال اور اس سے پہلے سال خلیفہ کی فوج نے بلادِ ری' اصبہان' ہمدان اور خوزستان وغیرہ کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور ملوک وممالک کے مقابلہ میں خلافت کا پہلو مضبوط ہو گیا اور اس سال عزیز مصر سے دمشق گیا تا کہ اسے اپنے بھائی افضل کے ہاتھ سے چھین لے اور افضل نے شراب اور لہو ولعب سے توبہ وانابت اختیار کر لی اور اسے چھوڑ دیا اور صوم وصلوٰۃ کی طرف متوجہ ہو گیا اور اپنے ہاتھ سے قرآن لکھنا شروع کر دیا اور اس کی روش بہت اچھی ہوگئی' مگر اس کا وزیر ضیا جزری اس کی حکومت کو خراب کرتا رہا اور اس کی صفائی کو مکدر کرتا رہا اور جب افضل کو اطلاع ملی کہ اس کا بھائی اس کی طرف آ رہا ہے تو وہ جلدی سے اپنے چچا عادل کے پاس جعبر چلا گیا

اوراس سے مدد مانگی' پس وہ اس کے ساتھ روانہ ہوا اور اس سے پہلے دمشق پہنچ گیا اور اسی طرح افضل اپنے بھائی الظاہر کے پاس حلب گیا اور دونوں اکٹھے دمشق کی جانب روانہ ہو گئے اور جب عزیز نے یہ بات سنی اور اس وقت وہ دمشق کے نزدیک آ چکا تھا' تو وہ جلد مصر کی طرف واپس آ گیا اور عادل اور افضل اس کے پیچھے گئے تا کہ اس سے مصر کو چھین لیں اور دونوں نے اس بات پر اتفاق کرلیا کہ مصر کا ۱/۳ عادل کے لیے ہوگا اور ۲/۳ افضل کے لیے ہوگا' پھر عادل کو اس بارے میں ایک بات سوجھی تو اس نے اسے مؤکد کرنے کے لیے عزیز کو بھیج دیا اور افضل کو اس سے روکنے آیا' اور ان دونوں نے بلبیس میں کئی روز قیام کیا' پھر عزیز کی جانب سے قاضی فاضل ان دونوں کے پاس گیا' اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ وہ قدس کو واپس کردے اور اس کا صوبہ افضل کے پاس ہوگا اور عادل مصر میں اپنے قدیم علاقے میں مقیم رہے گا' پس عادل نے اس کے طمع میں وہیں اقامت اختیار کرلی اور جب عزیز اسے چھوڑنے کے لیے گیا تو اس کے بعد عادل دمشق واپس آ گیا اور یہ دھوئیں پر صلح اور تنکے پر صلح تھی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علی بن حسان بن سافر:

ابوالحسن کاتب بغدادی' یہ شاعر اور ادیب تھا اور اس کے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں۔

اس نے میری نیند دور کردی اور چلا گیا' سلع میں بجلی چمکی اور وہ یوں نظر آئی جیسے سیاہ ہاتھ سفید تلوار کھینچتا ہے' گویا وہ غبار میں دوڑتا ہوا سیاہی مائل سفید رنگ گھوڑا ہے وہ یوں نمایاں ہوتا ہے جیسے جنڈ کے انگاروں پر ہوا چلتی ہے' تو ہوا کو دیکھے یا آنکھ بند کرے یا آگ کا شعلہ بلند ہوا ہے یا نیچے چلا گیا ہے ہائے وہ چمکنے والی چیز جو چمکنے والی چیز پر چمکی کیا اس نے مجھے گذشتہ عہد یاد دلایا ہے' جو ٹوٹ چکا ہے میرے دل نے مجھے کہا کیا تو کسی حاجت کی وصیت کرتا ہے اور اس نے منہ پھیرلیا' جس نے اسے بیمار کیا ہے وہ اس سے مطالبہ کرتا ہے تو اس بیمار کرنے والے پر قربان ہو' اے دل کے نشانے تو نے میرے دل کو تیروں کا نشانہ بنا دیا ہے' گویا انہیں قضا کی گردش بھیجتی ہے' پس میں نے رات گزاری اور مجھے اس میں کچھ شبہ نہ تھا' کہ میری نیند ختم ہوگئی ہے' حتیٰ کہ رات پیچھے پیچھے آ گئی اور قریب تھا کہ رات ختم ہو جائے اور تاریکی کے اطراف میں روشن صبح آ گئی اور مشرق میں مغرب پر روشنی غالب آ گئی ہے اور ختم ہوگئی ہے۔

۵۹۲ھ

اس سال کے رجب میں عزیز' مصر سے آیا اور اس کے ساتھ اس کا چچا بھی فوجوں کے ساتھ آیا اور وہ دونوں دمشق میں زبردستی داخل ہو گئے اور دونوں نے وہاں سے افضل اور اس کے اس وزیر کو نکال دیا جس نے بدتدبیری کی تھی اور عزیز نے اپنے والد صلاح الدین کی قبر کے پاس نماز پڑھی اور دمشق میں اس کے لیے خطبہ دیا اور ایک روز قلعہ منصورہ میں داخل ہوگیا اور کمرہ عدالت میں فیصلے کے لیے بیٹھا اور یہ سب اور اس کا بھائی افضل اس کی خدمت میں حاضر تھے اور قاضی محی الدین ابن الزکی نے اس کے باپ کی قبر کے پہلو میں مدرسہ عزیزیہ کی بنیاد رکھنے کا حکم دیا اور وہ امیر عزالدین شامہ کا گھر تھا' پھر اس نے اپنے چچا ملک عادل کو دمشق پر

نائب مقرر کیا اور ۹ رشوال بروز سوموار مصر کو واپس آ گیا اور دمشق میں خطبہ اور سکہ اسی کا چلتا تھا اور افضل سے صرخد پر صلح کی گئی اور اس کا وزیر ابن الاثیر جزری اپنے جزیرہ کی طرف بھاگ گیا اور اس نے اپنے آپ کو اور اپنی حکومت کو تباہ کر دیا اور اپنے گناہوں سے اپنی حکومت برباد کر دی اور افضل اپنے اہل و اولاد اور اپنے بھائی قطب الدین کے ساتھ صرخد منتقل ہو گیا۔ اور اس سال سرزمین عراق میں شدید سیاہ آندھی چلی اور اس کے ساتھ سرخ ریت بھی تھی حتیٰ کہ لوگوں کو دن میں چراغوں کی ضرورت پڑی۔

اور اس سال قوام الدین ابوطالب یحییٰ بن سعد بن زیادہ نے بغداد میں کتاب الانشاء کو سنبھالا اور وہ فصیح و بلیغ آدمی تھا' مگر وہ فاضل کی طرح نہ تھا' اور اس سال محی الدین ابوالقاسم محمود بن مبارک نے نظامیہ میں درس دیا اور وہ فاضل اور مناظر آدمی تھا اور اس سال اصبہان میں شافعیہ کا رئیس محمود بن عبداللطیف بن محمد بن ثابت خجندی قتل ہو گیا' اسے ملک الدین سنقر الطّویل نے قتل کیا اور یہ رجسٹر سے اصبہان کی حکومت کے زوال کا سبب بن گیا۔

مؤید الدین ابوالفضل:

اور اس سال وزیر خلافت مؤید الدین ابوالفضل محمد بن علی بن قصاب نے وفات پائی' اس کا باپ بغداد کے ایک بازار میں گوشت فروخت کرتا تھا اس کا بیٹا آگے بڑھا اور اپنے زمانے کے لوگوں کا سردار بن گیا اس نے ہمدان میں وفات پائی اور اس نے بلادِ عراق و خراسان وغیرہ سے بہت سے رساتیق دیوان خلافت کو واپس کر دیئے' اور وہ نوخیز اور بڑی ہمت والا اور بہادر تھا' اور وہ اچھے اشعار کہتا تھا۔

الفخر محمود بن علی:

اس سال فخر محمود بن علی نے التوقانی شافعی نے حج سے واپسی پر وفات پائی۔

ابوالغنائم محمد بن علی:

ابن المعلم الہرثی شاعر نے ۹۱ سال کی عمر میں وفات پائی' الہرث' واسط کی ایک بستی ہے اور وہ ایک فصیح شاعر تھا اور ابن جوزی اپنی مجالس میں اس کے لطیف اشعار سے استشہاد پیش کیا کرتے تھے' اور ابن الساعی نے اس کے شاندار اشعار میں سے ایک اچھا قطعہ بیان کیا ہے۔

فقیہ ابوالحسن علی بن سعید:

ابن الحسن بغدادی نے جو ابن العریف کے نام سے مشہور ہے' اس سال وفات پائی اور ان کا لقب البیع الفاسد تھا یہ حنبلی تھے' پھر ابوالقاسم بن فضلان کے ذریعے امام شافعی سے اشتغال کرنے لگے اور اسی نے اس مسئلہ پر شافعیہ اور حنفیہ کے درمیان آپ کے بکثرت تکرار کرنے پر آپ کو یہ لقب دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے ان سب باتوں کے بعد امامیہ کے مذہب کو اختیار کر لیا تھا۔

شیخ ابوشجاع:

اس سال شیخ ابوشجاع محمد بن علی بن مغیث بن الدھان الفرضی الحاسب المؤرخ بغدادی نے وفات پائی' یہ دمشق آیا اور کندی ابوالیمن زید بن حسن کی تعریف کی اور کہا:

> ''اے زید! میرا رب تجھے اپنی بخششوں سے زیادہ نعمتیں دے جن کے پانے سے امید کوتاہ رہ جاتی ہے' اللہ تعالیٰ نے تجھے جو نعمتیں دی ہیں وہ ان کے حال اس وقت تک نہ بدلے جب تک نحاۃ کے درمیان حال اور بدل کا چکر چلتا رہتا ہے تو عالمین سے نحو کا زیادہ حق دار ہے کیا اس میں تیرے نام کی مثالیں بیان نہیں کی جاتیں؟

۵۹۳ھ

اس سال قاضی فاضل کا ایک خط ابن الزکی کی طرف آیا جس میں اس نے اسے بتایا کہ ۹ رجمادی الآخر جمعہ کی رات کو ایک بادل آیا جس میں گھٹا ٹوپ اندھیرے اچک لینے والی بجلیاں اور تند ہوائیں تھیں جن سے فضا طاقتور ہوگئی اور اس کے چلنے میں سختی آ گئی اور اس نے اس کی لگامیں کھلی چھوڑ دیں اور اس کی تالیوں کی آواز بلند ہوگئی جس سے دیواریں کانپنے اور لرزنے لگیں اور دُوری کے باوجود ایک دوسرے سے مل گئیں اور زمین و آسمان غبار ہو گئے حتیٰ کہ یہاں تک کہا گیا کہ آسمان زمین پر منطبق ہو جائے گا' یہی معلوم ہوتا تھا کہ جہنم کی ایک وادی بہہ پڑی ہے اور اس سے کوئی دوڑنے والا دوڑ پڑا ہے اور ہوا کی تیزی اس قدر بڑھ گئی کہ اس نے ستاروں کے چراغوں کو گل کر دیا اور آسمان کی کھال کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اس کے اوپر جو نقوش تھے اس نے مٹا دیئے اور ہماری حالت اللہ تعالیٰ کے اس قول (وہ بجلیوں کے خوف سے اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں ڈالتے ہیں) کے مطابق ہوگئی' اور وہ بجلیوں کے خوف سے اپنے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پر رکھنے لگے آنکھوں کو اچکنے سے کوئی بچانے والا نہ تھا' اور صرف استغفار کے قلعے مصائب سے بچنے کی پناہ گاہ تھے اور مرد عورتیں اور بچے بھاگ گئے اور ہلکے یا بوجھل ہو کر اپنے گھروں سے نکل گئے وہ کسی حیلے کی سکت نہ پاتے تھے' اور نہ انہیں کوئی راہ سوجھتی تھی' انہوں نے جامع مسجدوں کی پناہ لے لی اور مشقت برداشت کرنے والے چہروں اور اہل و مال کو بھول جانے والے دلوں سے نازل ہونے والی مصیبت کے لیے گردنیں جھکا دیں وہ نیم باز آنکھوں سے دیکھتے تھے' اور کسی بڑی مصیبت کی توقع رکھتے تھے' زندگی سے ان کا تعلق منقطع ہو چکا تھا' اور نجات سے ان کے راستے بے نشان ہو چکے تھے اور جس طرف وہ آ رہے تھے اس کا فکر انہیں دامنگیر تھا' اور وہ اپنی نمازوں کی نگرانی کرنے لگے' اور خواہش کرنے لگے کہ کاش وہ ان کی ہمیشہ پابندی کرنے والے ہوتے' یہاں تک کہ اسے ٹھہرنے کا حکم دیا گیا اور تہجد گزاروں نے جاگنے کی کوشش کی اور صبح کو ہر مسلمان اپنے دوست کو سلامتی کی مبارکباد دینے لگا اور وہ سمجھتا تھا کہ اسے صور اسرافیل کی پھونک کے بعد اُٹھایا گیا ہے اور اسے شور و پکار کے بعد ہوش آیا ہے اور یہ کہ اللہ نے اُسے واپس لوٹایا ہے اور اسے تقریباً اچانک پکڑ لینے کے بعد زندہ کیا ہے۔

اور واقعات میں بیان ہوا ہے کہ اس نے سمندروں میں کشتیوں کو اور جنگلات میں درختوں کو توڑ دیا اور بہت سے مسافروں کو تباہ و برباد کر دیا اور ان میں سے کچھ بھاگ پڑے جنہیں بھاگنے نے فائدہ نہ دیا۔ اور اس نے یہاں تک کہا کہ مجلس یہ خیال نہ کرے کہ میں نے قلم کو ٹیڑھا چھوڑ دیا ہے اور علم کو کھلا ہے' معاملہ بڑا تھا لیکن اللہ نے بچا لیا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں اس بات سے بیدار کیا ہے جس کی اس نے ہمیں نصیحت کی ہے اور ہم جن باتوں کے شیفتہ ہیں ان سے ہمیں اس نے ہوشیار کیا ہے اس کے ہر بندے نے قیامت کو آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اور اس کے بعد اس نے قیامت کے لیے کوئی دلیل تلاش نہیں کی' ہاں ہمارے شہر کے باشندوں کی مثال پہلے لوگوں نے مثالوں میں بیان نہیں کی اور نہ مشکلات میں پہلے اس کی کوئی مثال بیان ہوئی ہے اور اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں اس کے متعلق خبر دینے والا بنایا اور وہ ہمارے بارے میں خبر نہیں دیتا' اور ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم سے حرص و غرور کے بادل کو دور کرے اور ہمیں تباہ و برباد ہونے والوں میں نہ بنائے۔

اور اس سال قاضی فاضل نے مصر سے ملک عادل کو دمشق خط لکھا اور اسے فرنگیوں سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور جو وہ ان سے جنگ کرنے اور حریم اسلام کو بچانے کی تگ ودو کر رہا تھا اس پر اس کا شکریہ ادا کیا اور اس نے ایک خط میں لکھا جن اوقات میں تم ہو یہ اوقات عمروں کی دلہنیں ہیں اور یہ جو تمہارے ہاتھوں اخراجات ہو رہے ہیں یہ جنت میں حوروں کے مہر ہیں اور وہ شخص کیا ہی سعادت مند ہے کہ جو اس کے ہاتھوں میں ہے وہ اللہ کے ہاتھ میں دے دے۔ یہ اللہ کا اس پر احسان ہے اور یہ وہ توفیق ہے جو ہر کسی کو نہیں ملتی' اور ان معرکوں میں غبار کی سیاہی' باطن میں گناہوں سے سیاہ کیے ہوئے صحائف ہیں اور یہ گھڑیاں کس قدر سعادت مند ہیں اور یہ واپسی کس قدر تسلی دینے والی ہے۔

نیز اس نے لکھا' اللہ تعالیٰ اس نام کو منابر اور صحائف کی مانگ پر ہمیشہ تاج بنا کر رکھے اور دنیا کے نفوس واجساد کو مبارک دے اور مملوک نے اس بات کو پہچان لیا ہے جس کا اقتضاء مشاہدہ نے کیا ہے اور عافیت اسے سرور میں کھینچ لائے اور حال اس کی بارش پر اضافہ نہ کرے۔

کیا تو دیکھتا نہیں کہ انسان اپنے دائیں ہاتھ کا علاج کرتا ہے اور اسے عمداً کاٹ دیتا ہے تا کہ اس کا باقی جسم سلامت رہے۔

اور اگر اس میں کوئی تدبیر کی بات ہوتی تو ہمارے مولانا اس کی طرف سبقت کرتے اور جو شخص انگلی سے ناخن کاٹے تو وہ اپنے فعل سے جسم کو فائدہ پہنچاتا ہے اور اس سے ضرر کو دُور کرتا ہے اور ناپسندیدہ بات کی تکلیف برداشت کرنا اس وقت نقصان دہ نہیں ہوتا جب اس سے قابل تعریف کام تک پہنچنا ہو' اور اس کی چمک کا آخری حصہ اس کی ہر جنگ کا آغاز ہوتا ہے اور ہمارے مولانا پڑاؤ کے ارادے اور اس کے فعل سے ملول نہیں ہوتے اور اس کی تکلیف برداشت کرتے ہیں' اور جب وہ صرف خدائے واحد کی طرف اپنا چہرہ پھیرتے ہیں تو وہ سب چہروں کو اس کی طرف پھیر دیتا ہے' (جو لوگ ہمارے بارے میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہوں کی طرف راہنمائی کرتے ہیں اور بلاشبہ اللہ اچھے کام کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔

اور اس سال اس صلح کی مدت ختم ہوگئی جسے ملک صلاح الدین نے فرنگیوں سے طے کیا تھا اور وہ اپنی تیزی اور آہنی ہتھیاروں کے ساتھ آئے تو ملک عادل نے مرج عکا میں ان سے مقابلہ کر کے انہیں شکست دی اور ان سے غنیمت حاصل کی اور یافا کو بزور قوت فتح کر لیا اور انہوں نے شاہ جرمنی کو فتح بیت المقدس کے لیے برانگیختہ کرتے ہوئے خط لکھا تو اللہ تعالیٰ نے جلد ہی اس کی موت مقدر کر دی اور فرنگیوں نے اس سال بیروت کو اس کے نائب عزالدین شامہ سے بغیر کسی مقابلہ وجنگ کے حاصل کر لیا اسی لیے ایک شاعر نے امیر شامہ کے متعلق کہا ہے۔

اس نے قلعے کو سپرد کر دیا تجھ پر کوئی ملامت نہیں اور جو سلامتی کا خواہاں ہوا سے ملامت نہیں کی جاتی تو جنگ کے بغیر قلعے عطا کرتا ہے' یہ سنت شامہ نے بیروت میں جاری کی ہے۔

اور اس سال شاہ فرنگ کندھری نے وفات پائی وہ ایک بلند چوٹی سے گرا اور مر گیا اور فرنگی بھیڑوں کی طرح کسی چرواہے کے بغیر رہ گئے حتیٰ کہ انہوں نے حاکم قبرص کو اپنا بادشاہ بنا لیا' اور ملکہ سے جو کندھری کی بیوی تھی اس کا نکاح کرا دیا' ملک عادل اور ان کے درمیان بہت سے ناپسندیدہ واقعات ہوئے اور وہ ان سب معاملات میں ان پر غالب رہا اور انہیں شکست دیتا رہا اور ان کے

جانبازوں میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کرتا رہا' اور یہ بھی ہمیشہ اس کے ساتھ اسی حالت میں رہے' حتیٰ کہ انہوں نے مصالحت کا مطالبہ کیا اور اس نے آئندہ سال ان سے صلح کا معاہدہ کیا۔

سیف الاسلام طغتگین:

اس سال سلطان صلاح الدین کے بھائی سیف الاسلام طغتگین نے وفات پائی جو یمن کا بادشاہ تھا اور اس نے بہت سے اموال جمع کیے تھے۔ وہ سونے کو چکیوں کی طرح پگھلا لیتا تھا اور اس طرح اسے ذخیرہ کر لیتا تھا' اس کے بعد اس کا بیٹا اسماعیل بادشاہ بنا اور وہ بہادر اور بے تدبیر شخص تھا' اس کی جہالت نے اسے قرشی اموی ہونے کا دعویٰ کرنے پر آمادہ کر دیا اور اس نے ہادی کا لقب اختیار کر لیا' اس کے چچا عادل نے اسے خط لکھا کہ وہ اس سے باز آ جائے اور اس وجہ سے اس نے اسے دھمکی بھی دی مگر اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی' اور نہ اس کی بات کو قبول کیا بلکہ امراء اور رعیت سے مسلسل بری تدبیریں کرتا رہا اور قتل ہو گیا اور اس کے بعد اس کے باپ کے غلاموں میں سے ایک غلام نے حکومت سنبھال لی۔

امیر کبیر ابوالہیجاء السمین الکردی:

یہ صلاح الدین کے اکابر امراء میں سے تھا اور یہی عکا کا نائب تھا اور فرنگیوں کے چھین لینے سے پہلے یہ وہاں سے نکل آیا' پھر المشطوب کے بعد اس میں داخل ہوا اور اسے اس سے چھین لیا۔ اور صلاح الدین نے اسے قدس پر نائب مقرر کیا' پھر جب عزیز نے اس پر قبضہ کر لیا تو اس نے اسے وہاں سے معزول کر دیا اور اسے بغداد طلب کر کے اس کا بہت اکرام کیا اور خلیفہ نے اسے فوج کا امیر بنا کر ہمدان کی طرف بھیجا اور یہ وہیں فوت ہو گیا۔

قاضی بغداد ابوطالب علی بن علی بن ھبتہ اللہ بن محمد بخاری:

اس نے ابوالوقت وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا اور ابوالقاسم بن فضلان سے فقہ سیکھی اور بغداد میں الحکم کی نیابت سنبھالی' پھر بااختیار منصب والا ہو گیا۔ اور ایک وقت اسے وزارت کی نیابت بھی دے دی گئی اور پھر اسے قضاء سے معزول کر دیا گیا' پھر دوبارہ اسے قضا کا کام دیا گیا اور یہ حاکم ہونے کی حالت میں ہی فوت ہو گیا' ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دُعا کرتے ہیں اور یہ فقہ وعدالت کے گھرانے کا ایک ماہر اور فاضل انسان تھا' اور اس کے شعر ہیں۔

''قبیح کام سے ایک طرف ہو جا اور اس کا ارادہ بھی نہ کر اور جس سے تو نے نیکی کی ہے اس سے مزید نیکی کر' تیرے دشمن کی ہر تدبیر کے مقابلے میں جب وہ تدبیر کرے تیرا تدبیر نہ کرنا ہی تجھے کفایت کرے گا۔''

بغداد میں طالبیوں کا نقیب سید شریف:

ابو محمد حسن بن علی بن حمزہ بن محمد بن حسن بن محمد بن حسن بن محمد بن علی بن یحییٰ بن حسین بن یزید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علوی حسینی جو ابن الاقساسی کے نام سے مشہور ہے جو مولد و مرز بوم کے لحاظ سے کوفی تھا اور زبردست شاعر تھا' اس نے خلفاء اور امراء کی مدح کی ہے' اور ادب و ریاست اور جوان مردی کے مشہور گھرانے سے تعلق رکھتا تھا یہ بغداد آیا اور اس نے المقتفی' المستنجد اور اس کے بیٹے المستفی اور الناصر کی مدح کی تو اس نے اسے نقیب مقرر کر دیا' اور یہ بارعب شیخ تھا جو اسی (۸۰) سال سے زیادہ عمر کا

تھا اور ابن الساعی نے اس کے بہت سے قصائد بیان کیے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ۔

''زمانے کی تدبیروں پر صبر کر وہ ایک طریق پر ہمیشہ قائم نہیں رہتا قضاء سبقت کر گئی ہے اور تو اس سے راضی ہو جا اور حقیقت کا جویانہ بن' کتنی دفعہ وہ منقلب ہوا ہے اور اس نے تجھے تنگی اور وسعت دکھائی ہے وہ ہمیشہ اپنے بچوں میں اسی طریق کے مطابق چلتا ہے۔''

الست عذرا بنت شاہنشاہ:

ابن ایوب' اسے باب النصر کے اندر اس کے مدرسہ میں دفن کیا گیا اور الست خاتون ملک عادل کی والدہ ہے اور اسے دمشق میں اس کے گھر میں جو اسد الدین شیر کوہ کے گھر کے پڑوس میں ہے' دفن کیا گیا۔

۵۹۴ھ

اس سال فرنگیوں نے اپنی افواج کو جمع کیا اور انہوں نے آکر تبنین کا محاصرہ کر لیا اور عادل نے اپنے بھتیجوں کو ان سے جنگ کرنے کے لیے بلایا تو عزیز' مصر سے اور افضل' سرخند سے اس کے پاس آئے اور فرنگیوں نے قلعہ کو چھوڑ دیا اور انہیں شاہ جرمنی کی وفات کی خبر ملی تو انہوں نے عادل سے مصالحت کا مطالبہ کیا تو اس نے ان سے مصالحت کر لی اور بادشاہ اپنی اپنی جگہوں کی طرف واپس آ گئے' اور اس دفعہ معظم عیسیٰ بن العادل نے بڑی پوزیشن حاصل کر لی اور اس کے باپ نے اسے دمشق پر نائب مقرر کیا اور خود وہ جزیرہ میں اپنی حکومت کی طرف روانہ ہو گیا اور ان سے بہت اچھی روش اختیار کی اور اس سال سلطان نے وفات پائی جو سنجار وغیرہ بڑے بڑے شہروں کا حاکم تھا اور وہ عماد الدین زنگی بن مودود بن زنگی اتابکی تھا جو بہترین بادشاہوں میں سے تھا اور صورت و سیرت کے لحاظ سے بھی ان سے بہت اچھا تھا' اور باطنی لحاظ سے بھی ان سے اچھا تھا مگر بخیل تھا اور علماء سے بڑی محبت کرتا تھا' خصوصاً حنفی علماء سے' اور اس نے ان کے لیے سنجار میں ایک مدرسہ تعمیر کیا اور اس نے ان پر کھانے کی شرط کو لازم کیا کہ ان میں سے ہر ایک ہر روز سب کے لیے کھانا پکائے اور یہ ایک اچھا نظریہ ہے اور فقیہ' فقیر کی نسبت اس نیکی کا زیادہ حق دار ہے کیونکہ فقیہ خوراک کے ذریعے تکرار و مطالعہ میں مشغول رہتا ہے۔

پس اس کے عمزاد حاکم موصل نے اس کے بچوں پر حملہ کر دیا اور ان سے بادشاہت چھین لی اور اس کے بیٹوں نے ملک عادل سے مدد مانگی تو اس نے ان کی حکومت ان کو واپس دلائی اور ظلم کو ان سے دور کر دیا اور اس کے بیٹے قطب الدین محمد کے لیے حکومت مستحکم ہو گئی' پھر بادشاہ نے ماردین کی طرف جا کر ماہ رمضان میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ اور اس کے سبزہ زاروں اور کارگاہوں پر قابض ہو گیا اور اس کے قلعے نے اسے درماندہ کر دیا پس اس نے اس کے گرد چکر لگایا اور کسی کو خیال بھی نہ تھا کہ وہ اس پر قابض ہو جائے گا اس لیے کہ وہ مستقل مزاج اور طاقتور نہ تھا۔

اور اس سال خزریوں نے بلخ شہر پر قبضہ کر لیا اور الخطا کو شکست دی اور ان کو مغلوب کر لیا' اور خلیفہ نے انہیں پیغام ارسال کیا کہ وہ خوارزم شاہ کو عراق میں داخل ہونے سے روکیں' وہ چاہتا تھا کہ بغداد میں اس کا خطبہ ہو۔

اور اس سال خوارزم شاہ نے بخارا شہر کا محاصرہ کر لیا اور ایک مدت کے بعد اسے فتح کر لیا اور ایک زمانے تک وہ اس کے لیے رکاوٹ بنا رہا اور الخطا نے ان کی مدد کی تو اس نے ان سب کو مغلوب کر لیا' اور بزور قوت اسے چھین لیا' اور اس کے باشندوں سے عفو و درگذر کیا اور انہوں نے ایک ایک چشم کتے کو قبا پہنا کر اس کا نام خوارزم شاہ رکھا تھا' اور اسے منجنیق کے ذریعے خوارزمیہ کی طرف پھینک دیا اور کہنے لگے یہ تمہارا مال ہے اور خوارزم شاہ یک چشم تھا' اور جب اس نے ان پر قابو پایا تو انہیں معاف کر دیا۔ اللہ اسے جزائے خیر دے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

العوام بن زیادہ:

باب خلافت کا کاتب انشاء ابوطالب یحییٰ بن سعید بن ھبۃ اللہ بن علی بن زیادہ' اس کے زمانے میں عراق میں رسائل وانشاء اور فصاحت و بلاغت کی سرداری اس پر منتہی ہوتی تھی اور اس کے علاوہ اسے شافعی مذہب کے مطابق فقہ وغیرہ کے بہت سے علوم حاصل تھے' اس نے شافعی مذہب کو ابن فضلان سے سیکھا اور اسے حساب ولغت میں بڑی معرفت حاصل تھی اور اس کے اشعار بھی ہیں اور اس نے کئی مناصب سنبھالے جن سب میں وہ قابل تعریف شخص ہے اور اس کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

جس دشمن کو تو حقیر سمجھتا ہے اسے حقیر نہ سمجھ' کتنے ہی خوش نصیبوں کی خوش نصیبی کو کھیل کے ساتھ زمانے نے ہلاک کر دیا' یہ سورج ہے جس کی جلالت کے باوجود' کسوف سر اور دم کے ساتھ اس پر چھا جاتا ہے نیز وہ کہتا ہے:

زمانے کی حرکت سے اس میں عیوب کے اٹھنے سے مصیبت عام ہو جاتی ہے جیسے کھڑے پانی کو حرکت دی جائے تو اس کی تہ سے تنکے اٹھ پڑتے ہیں۔

نیز وہ کہتا ہے:

میں نے دنیا کو بھلا دیا ہے اور اس شخص نے اسے نہیں بھلایا جس کی امیدوں اور آرزوؤں کے ساتھ وہ چمٹی ہوئی ہے اور جب میں اس سے روگردانی کرتا ہوں تو وہ مجھے اپنے جوش زن سمندر میں پھینک دیتی ہے' وہ مجھ سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور میں اکیلا ہی ہلاک ہوتا ہوں' گویا میں چراغ میں فتیلہ ہوں۔ اس نے ماہ ذوالحجہ میں ۲۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کے جنازے میں بہت سے لوگوں نے شمولیت کی اور اسے موسیٰ بن جعفر کے نزدیک دفن کیا گیا۔

قاضی ابوالحسن علی بن رجاء بن زہیر:

ابن علی البطائحی' یہ بغداد آئے اور وہاں فقہ سیکھی اور حدیث کا سماع کیا اور مالک بن طوق کے صحن میں مدت تک قیام کیا اور ابوعبداللہ بن النبیہ الفرضی سے اشتغال کیا' پھر مدت تک عراق کی قضا سنبھالی' اور آپ ادیب تھے اور آپ نے اپنے شیخ ابوعبداللہ بن النبیہ سے بھی سماع کیا ہے' حریری کا معارضہ کرتے ہوئے اپنے بارے میں دو شعر کہتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ کوئی تیسرا ان دونوں سے نسبت نہیں رکھتا' اور وہ شعر یہ ہیں:

ایسا نشان لگا جس کے آثار کی تعریف کی جائے اور جو عطا کرے اس کا شکریہ ادا کر خواہ وہ قلیل ہی ہو اور خواہ تو فریب کی کس قدر قوت رکھے فریب نہ کر تا کہ تو سرداری اور عزت حاصل کرے۔

ابن الذبیہ نے کہا:

مخلوق کے درمیان حقیر لونڈی کی ملامت کرنے والے شریف آدمی سے اچھی نہیں اور جب تجھ سے سخاوت طلب کی جائے تو تو نہیں کہنے سے رک جا' شریف آدمی اس سے اپنا منہ نہیں بھرتا۔

امیر عزالدین حردیلی:

نورالدین کے زمانے میں یہ اکابر امراء میں سے تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے شاور کے قتل میں شمولیت کی تھی' اس نے صلاح الدین کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کیا اور جب اس نے قدس کو فتح کیا تو اسے قدس پر نائب مقرر کیا اور وہ بڑے بڑے اہم امور میں اس سے مدد طلب کرتا تھا' اور یہ اپنی جان اور بہادری کے ذریعے انہیں درست کر دیتا تھا' اور جب افضل حکمران بنا تو اس نے اسے قدس سے معزول کر دیا اور یہ بلادِ شام کو چھوڑ کر موصل آ گیا اور اسی سال یہیں پر فوت ہو گیا۔

۵۹۵ھ

حاکم مصر، عزیز کی وفات:

اس کی وفات کا واقعہ یوں ہے کہ یہ ۲۱ محرم کی رات کو شکار کے لیے نکلا اور ایک بھیڑیئے کے پیچھے لگ گیا تو اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور یہ اس کے اوپر سے گر پڑا اور کچھ دن بعد مر گیا اور اپنے گھر ہی میں دفن ہوا' پھر اسے حضرت امام شافعیؒ کی قبر کے نزدیک منتقل کر دیا گیا' اور اس کی عمر ۲۷، ۲۸ سال تھی' بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس سال حنابلہ کو اپنے شہر سے نکال دینے کا عزم کیا تھا' اور اس نے اپنے بقیہ بھائیوں کو بھی خطوط لکھے کہ وہ انہیں اپنے اپنے شہروں سے نکال باہر کریں اور یہ بات اس کے متعلق مشہور ہو چکی تھی اور اس نے اس کی صراحت کی اور یہ سب کچھ اس کے ان معلمین اور میل جول رکھنے والوں کا شاخسانہ تھا جو جہمیہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے' نیز اس کے علم حدیث کی کمی بھی اس کا باعث بنی اور جب اس نے یہ برا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا اور اسے جلد ہی تباہ و برباد کر دیا' اور مصر و شام میں خاص و عام کے نزدیک حنابلہ کی عزت بڑھ گئی' اور بعض کا قول ہے کہ حنابلہ کے بعض صالحین نے اس کے خلاف بددعا کی اور جونہی وہ شکار کو نکلا تو جلد ہی اس کی موت واقع ہو گئی۔

اور فاضل نے عزیز کے بارے میں اس کے چچا کو تعزیتی خط لکھا اور ماردین کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اور اس کے ساتھ افواج بھی تھیں اور اس کا بیٹا محمد کامل بھی اس کے ساتھ تھا جو جزیرہ کے ان شہروں پر اس کا نائب تھا جو بلادِ حیرہ کے قریب تھے' اور خط کا مضمون یہ تھا۔

''اللہ تعالیٰ ہمارے آقا ملک عادل کے اقتدار کو ہمیشہ قائم رکھے اور اس کی عمر میں برکت دے اور اپنے امر سے اس کے امر کو بلند کرے اور اس کی مدد سے اسلام کی مدد کرے اور جانیں اس کی سخی جان پر قربان ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنے عظیم احسانات سے عظیم

امور کو چھوٹا کر دے اور اسے حیات طیبہ دے اور وہ اور اسلام بڑی بڑی فتوحات کے اوقات میں اکٹھے ہوں اور وہ ان فتوحات سے ملاقی کے امور اور عواقب علیہ کے ساتھ پلٹے اور اسے جوانوں کی کمی نہ ہو اور وہ کسی جان کو اور بچے کو نہ کھوئے اور نہ اس کے لیے دامن اور ہاتھ کوتاہ ہو۔ اور نہ اس کے لیے آنکھ دکھے اور نہ اس کے لیے جگر کو تکلیف ہو اور نہ اس کے لیے دل اور گھاٹ مکدر ہو اور جب اللہ تعالیٰ نے ملک عزیز کی موت مقدر کی تو اس کی زندگی اس کے لیے مکدر اور بیکار تھی' اور جب اس کی موت آئی تو مصیبت کا آغاز بڑا تھا اور ناپسندیدہ امر کی آمد دردناک تھی' اور اچانک چہرے کے محاسن' بوسیدہ ہو گئے' جو اس کے خوبصورت چہرے سے مٹی ہٹاتے تھے' اور الفیوم سے واپسی کے بعد اس کی بیماری کا زمانہ دو ہفتے تھا اور اس کی وفات ۲۱ رمحرم کی رات کو ساتویں گھنٹے میں ہوئی اور غلام اکٹھے ہو کر جسم و دل اور ہاتھ پاؤں کی تکلیف اور جگر کی بیماری کے درمیان بے اصل باتیں کر رہے تھے' اور زیادہ عرصہ نہیں ہوا اس آقا کو اپنے والدہ کے عہد کا صدمہ اٹھانا پڑا اور ہر روز اس پر نیا غم ہوتا ہے۔''

اور جب عزیز نے وفات پائی تو اس نے اپنے پیچھے دس لڑکے چھوڑے اور اس کے امراء نے آ کر اس کے بیٹے محمد کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اور اسے منصور کا لقب دیا اور جمہور امراء در پردہ عادل کو بادشاہ بنانے کی طرف مائل تھے لیکن وہ اس کے مقام کو مستبعد خیال کرتے تھے' پس انہوں نے افضل کو صرخد میں پیغام بھیجا اور اسے جلد بلوا لیا اور جب وہ ان کے پاس آیا تو اس نے ان کی مدد روک دی اور انہوں نے اس پر اتفاق نہ کیا اور جس کام کے لیے وہ آیا تھا وہ مکمل نہ ہوا اور ناصریہ کے اکابر امراء نے اسے دھوکہ دیا اور مصر سے نکل کر بیت المقدس میں اقامت اختیار کر لی اور عادلی فوجوں کو برانگیختہ کرنے والے پیغامات بھیجے' پس اس نے اپنے بھتیجے کو سلطنت پر قائم کیا' اور دیگر مصری شہروں میں سکہ اور خطبہ میں اس کے نام کو بلند کیا' لیکن افضل نے اپنے اس سفر میں یہ فائدہ حاصل کیا کہ اس نے مصریوں سے ایک بہت بڑی فوج لی اور اس کے ساتھ اپنے چچا کی غیر حاضری میں دمشق کو واپس لینے کے لیے آیا اور اس نے یہ کام اپنے بھائی اسد الدین کے مشورے سے کیا جو حلب کا حکمران اور حمص کا بادشاہ تھا اور جب یہ دمشق پہنچا اور اس کے اردگرد اترا تو اس نے اس کی نہروں کو بند کر دیا اور اس کے درختوں کو کاٹ دیا اور ان کے پھلوں کو کھا گیا اور مسجد القدم میں اپنے خیمہ میں اترا اور اس کا بھائی الظاہر اور اس کا عمزاد اسد الکاسر اور اس کی حامی فوج بھی اس کے پاس آئی' پس اس کی فوج طاقتور ہو گئی اور اس کی جنگ سخت ہو گئی اور اس کی فوج شہر میں آ گئی اور انہوں نے اپنے شعار کا اعلان کیا' تو عوام میں سے کسی نے ان کی موافقت نہ کی اور عادل' ماردین سے اپنی فوجوں کے ساتھ آیا اور اس کے بھائی کے امراء اور اس کے بھتیجوں کی ایک پارٹی بھی اس کے گرد جمع ہو گئی اور ہر شہر نے اپنے اکابر کے ذریعے اسے مدد دی اور فاضل دو روز پہلے دمشق پہنچ گیا اور اس نے اسے محفوظ کر لیا اور اس نے اپنے بیٹے محمد کامل کو ماردین پر نائب مقرر کیا اور جب وہ دمشق آیا تو اکثر مصری امراء وغیرہ نے اس سے دھوکہ کیا اور افضل کا معاملہ کمزور پڑ گیا اور وہ ان کی بھلائی اور حسن سلوک سے ناامید ہو گیا' پس اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہر کا محاصرہ کیے رکھا' حتیٰ کہ ایک سال گزر گیا پھر آئندہ سال حالت بدل گئی' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' اور اس سال اس نے بغداد کی فصیلوں کو اینٹوں اور چونے سے تعمیر کرنا شروع کیا اور اس نے یہ کام امراء میں تقسیم کر دیا اور اسی سال کے بعد اس کی تعمیر مکمل ہو گئی اور بغداد غرق و حصار سے محفوظ ہو گیا اور اس سے پہلے اس کی فصیلیں نہیں تھیں۔

سلطان ابو محمد یعقوب بن یوسف:

ابن عبدالمومن جو مغرب اور اندلس کا حکمران تھا اور اس نے اندلس کے قریب ایک شاندار شہر تعمیر کیا جس کا نام اس نے مہدیہ رکھا اور یہ بڑا دیندار نیک سیرت اور نیک دل شخص تھا اور مالکی المذہب تھا' پھر ظاہری حزمی ہو گیا' پھر شافعی مذہب کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے بعض شہروں میں ان سے قاضی بھی بنائے اور اس کی مدت حکومت ۱۵ سال تھی' اور یہ بہت جہاد کرنے والا تھا' رحمہ اللہ اور یہ پانچوں نمازوں میں لوگوں کی امامت کرتا تھا اور عورت اور کمزور کا مددگار تھا' اور یہی وہ شخص ہے جسے صلاح الدین نے خط لکھا کہ وہ اسے فرنگ کے مقابلہ میں مدد دے اور جب اس نے اسے امیر المومنین کے نام سے مخاطب نہ کیا تو وہ اس وجہ سے ناراض ہو گیا اور اس نے جو مطالبہ اس سے کیا تھا اس کا جواب نہ دیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے محمد نے حکومت سنبھالی اور اس نے بھی اپنے والد کی روش اختیار کی اور جن بہت سے شہروں نے اس کے باپ کی نافرمانی کی تھی وہ دوبارہ اس کے پاس آ گئے' پھر اس کے بعد ان کی خواہشات نے ان کو متفرق کر دیا اور ملک یعقوب کے بعد یہ گھر برباد ہو گیا۔

اس سال ایک عجمی شخص نے دمشق میں دعویٰ کیا کہ وہ عیسیٰ بن مریم ہے' پس قلعہ کے نائب امیر صارم الدین برغش نے عماد کاتب کے حمام کے پاس باب الفرج سے باہر اس چکی کے سامنے جو دونوں دروازوں کے درمیان ہے اسے صلیب دینے کا حکم دیا اور یہ حمام قدیم مدت سے برباد ہو چکا ہے' اور اسے صلیب دیئے جانے کے دو دن بعد' عوام نے روافض پر حملہ کر دیا اور وہ باب الصغیر میں ان کے ایک شخص کی قبر کے پاس گئے جسے وثاب کہا جاتا تھا' اور انہوں نے اس کی قبر کو کھودا اور اسے دو کتوں کے ساتھ صلیب دے دیا یہ اس سال کے ربیع الآخر کا واقعہ ہے۔

اور اس سال بلاد خراسان میں بڑا فتنہ پیدا ہوا اور اس کا سبب یہ تھا' کہ فخر الدین محمد بن عمر رازی' حاکم غزنی ملک غیاث الدین غوری کے پاس گئے اور اس نے آپ کی عزت کی اور ان کے لیے ہرات میں ایک مدرسہ بنایا اور غوریوں کی اکثریت' کرامیہ ہے' انہوں نے رازی سے نفرت کی اور اسے بادشاہ سے دور کرنا چاہا' سو انہوں نے آپ کے لیے حنفی اور کرامی فقہاء کی ایک جماعت اور شافعیہ کے بہت سے لوگوں کو اکٹھا کیا' اور ابن القدوہ بھی حاضر ہوا' جو لوگوں میں معظم شیخ تھا اور وہ ابن کرام اور ابن الہیصم کے مذہب پر تھا' پس امام رازی اور اس نے باہم مناظرہ کیا اور دونوں مناظرہ کو چھوڑ کر سب وشتم میں لگ گئے اور جب دوسرا دن ہوا تو لوگ جامع مسجد میں جمع ہوئے اور ایک واعظ نے کھڑے ہو کر گفتگو کی اور اپنی تقریر میں کہا اے لوگو ہم وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر مروی ہے' اور ہم ارسطو کے علم' ابن سینا کی کفریات' فارابی کے فلسفہ اور رازی کی تلبیسات کو نہیں جانتے اور نہ ہم انہیں بیان کرتے ہیں' اور وہ صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ ہے' اور گذشتہ کل ایک شیخ الاسلام کو جو اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت کا دفاع کر رہا تھا' کس لیے ایک متکلم کی زبان سے گالیاں دی گئیں' حالانکہ جو وہ کہہ رہا تھا اس کے پاس اس کی کوئی دلیل نہ تھی' راوی کا بیان ہے کہ لوگ گریہ کناں ہو گئے' اور چیخیں مارنے لگے اور کرامیہ بھی رو پڑے اور مدد مانگنے لگے اور اس بارے میں خاص لوگوں نے ان کی مدد کی اور بادشاہ تک صورت حال کو پہنچایا' تو اس نے امام رازی کو اپنے ملک سے اخراج کا حکم دے دیا اور آپ ہرات واپس آ گئے' اسی وجہ سے امام رازی کے دل میں کرامیہ کی نفرت رچ بس گئی اور آپ اپنی گفتگو

میں ہر مقام اور ہر جگہ پر ان سے الجھنے لگے۔

اور اس سال خلیفہ شیخ الواعظین ابوالفرج ابن الجوزی سے راضی ہوگیا' اس نے آپ کو بغداد سے واسط کی طرف بھیج دیا اور آپ نے وہاں پانچ سال قیام کیا اور وہاں کے باشندوں نے آپ سے انتفاع و استفادہ کیا اور جب آپ بغداد واپس آئے تو خلیفہ نے آپ کو خلعت دیا اور آپ کو حضرت معروف کرخی کی قبر کے پاس قبرستان میں حسب دستور وعظ کرنے کی اجازت دے دی' پس بہت بڑا اکٹھ ہوگیا اور خلیفہ بھی آ گیا اور اس روز آپ نے خلیفہ کو مخاطب کر کے یہ اشعار پڑھے۔

''اس باغ کو اپنے انعامات کی بارش سے پیاسا نہ رکھ جسے تو نے خود لگایا ہے اس لکڑی کو نہ چھیل جس پر تو نے پانی چھڑکا ہے' بانی مجد کی بزرگی کے ختم ہونے سے بچ' اگر میں نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو از سر نو معاف کر اور مجھے خوشی بخش دے' میں تجھ سے خواہشات کے حصول کی امید رکھتا تھا اور آج میں صرف تیری رضا چاہتا ہوں۔''

اور اس روز آپ نے یہ اشعار بھی سنائے۔

''ہم ایک زمانے تک جدائی سے بدبخت ہوئے اور جب ہم نے ملاقات کی تو یوں معلوم ہوا کہ ہم بدبخت نہیں ہوئے' جب راتوں نے ہمیں ڈھانپ لیا تو ہم ناراض ہو گئے اور راتیں ابھی ختم نہیں ہوئی تھیں کہ ہم راضی ہو گئے' اور وہ کون ہے جو موت کے بعد ایک روز بھی زندہ نہیں ہوا' ہم تو مرنے کے بعد زندہ ہوئے ہیں۔''

اس سال خلیفہ ناصر نے موصل کے قاضی ضیاء الدین ابن الشہر زردی کو بلا کر اسے بغداد کا قاضی القضاۃ بنا دیا اور اس سال حافظ عبدالغنی مقدسی کے باعث دمشق میں فتنہ برپا ہوا' اس لیے کہ وہ جامع اموی میں حنابلہ کے حجرے میں گفتگو کرتا تھا' ایک روز اس نے عقاید کے متعلق کچھ بیان کیا تو قاضی ابن الزکی ضیاء الدین خطیب الدولعی اور امیر صارم الدین برغش نے سلطان معظم سے ملاقات کی تو اس نے استواء علی العرش نزول اور حرف وصوت کے مسئلہ کے متعلق ایک مجلس منعقد کی تو نجم حنبلی نے بقیہ فقہاء سے اتفاق کیا اور حافظ اپنی بات پر قائم رہا اور اس سے رجوع نہ کیا اور بقیہ فقہاء نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس پر شنیع الزامات لگائے' جو اس نے نہیں کیے تھے' حتیٰ کہ امیر برغش نے اسے کہا یہ سب لوگ گمراہی پر ہیں اور تو اکیلا حق پر ہے؟ اس نے کہا ہاں! پس امیر نے ناراض ہو کر اسے شہر سے جلا وطن کر دینے کا حکم دیا' اس نے امیر سے تین دن کی مہلت مانگی تو اس نے اسے مہلت دے دی اور برغش نے قلعہ سے قیدیوں کو بھیجا تو انہوں نے حنابلہ کے منبر کو توڑ دیا اور اس روز حنابلہ کے محراب میں ظہر کی نماز ضائع ہوگئی اور وہاں جو خزائن اور صندوق تھے' انہیں باہر نکالا گیا اور بڑی دیوانگی پیدا ہوگئی اور ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اور مجلس کا انعقاد ۲۴ رذوالحجہ کو سوموار کے روز ہوا تھا' پس حافظ عبدالغنی بعلبک کی طرف کوچ کر گیا' پھر مصر چلا گیا تو محدثین نے اسے پناہ دی اور اس پر مہربان ہو گئے اور اس کی عزت کی۔

امیر مجاہد الدین قیماز الرومی:

موصل کا نائب جو اپنے استاد نور الدین ارسلان کے بیٹے کے زمانے میں' موصل کی حکومت پر قابض ہو گیا اور یہ عقل مند' ذہین اور حنفی فقیہ تھا اور بعض کا قول ہے کہ شافعی فقیہ تھا جسے تواریخ و حکایات کا بہت سا حصہ یاد تھا اور اس نے متعدد جوامع' مدارس'

خانقاہیں اور سرائیں بنائی ہیں اور اس کے بہت سے صدقات گردش کرتے رہتے تھے اور وہ دنیا کی ایک خوبصورتی تھا۔

ابوالحسن محمد بن جعفر:

ابن احمد بن محمد بن عبدالعزیز العباس الہاشمی جو ابن النجاری کے بعد بغداد کا قاضی القضاۃ تھا اور شافعی تھا' اس نے ابوالحسن بن الخل وغیرہ سے فقہ سیکھی اور مکہ میں قضا اور خطابت سنبھالی اور اصلاً یہ مکہ ہی کا ہے لیکن یہ بغداد کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے دنیا سے جو حاصل کرنا تھا' کیا اور جو اس کا انجام ہونا تھا ہوا' پھر اسے ایک دستاویز کے باعث جسے اس نے اپنے خط میں لکھا تھا' معزول کر دیا گیا' اور بعض کا قول ہے کہ وہ جھوٹی دستاویز بنائی گئی تھی' واللہ اعلم' اور وہ اپنے گھر میں بیٹھ گیا' حتیٰ کہ مر گیا۔

شیخ جمال الدین ابوالقاسم:

یحییٰ بن علی بن الفضل بن برکت بن فضلان' بغداد کے شافعیہ کا شیخ سب سے پہلے اس نے نظامیہ کے مدرس سعید بن محمد الزار سے فقہ سیکھی پھر خراسان چلا گیا اور غزالی کے شاگرد شیخ محمد الزبیدی سے علم حاصل کیا اور بغداد واپس آ گیا اور اس نے مناظرہ اور اصلین کا علم بھی حاصل کیا اور اہل بغداد کا سردار بن گیا اور طلبہ اور فقہاء نے اس سے فائدہ حاصل کیا اور اس کے لیے ایک مدرسہ بنایا گیا جس میں اس نے درس دیا اور اس کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی' اور اس کے شاگرد بہت ہو گئے اور یہ بہت تلاوت کرنے والا' اور سماع حدیث کرنے والا تھا اور یہ عقلمند' مہربان اور خوبصورت شیخ تھا اور اس کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''جب تو اشراف کے مقام کو حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو تجھ پر مدد کرنا اور انصاف کرنا واجب ہے اور جب کوئی سرکش تجھ پر سرکشی کرے تو اسے چھوڑ دے' زمانہ اسے کافی بدلہ دینے والا ہے۔''

۵۹۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو ملک افضل مصری فوج کے ساتھ اپنے چچا عادل کے لیے دمشق کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اور اس نے دمشق کی نہروں اور غلہ کو بند کر دیا' پس تھوڑی سی روٹی اور پانی کے سوا کچھ نہ تھا اور حالت خراب ہو چکی تھی اور انہوں نے اللوان کے علاقے سے لد تک خندق کھودی ہوئی تھی تاکہ دمشقی فوج ان تک نہ پہنچ پائے اور موسم سرما آ گیا اور بارشیں اور کیچڑ زیادہ ہو گئے' اور جب ماہ صفر آیا تو ملک کامل محمد بن عادل' ترکمانوں کے بہت سے لوگوں اور بلادِ جزیرہ الرہا اور حران کی فوجوں کے ساتھ اپنے باپ کے پاس آیا' اس موقع پر مصری افواج واپس چلی گئیں اور سبا کے ایادی منتشر ہو گئے اور الظاہر حلب کی طرف اور اسد حمص کی طرف اور افضل مصر کو واپس چلے گئے اور عادل شہر کو سپرد کر دینے کے عزم کے بعد دشمنوں کی تدبیر سے محفوظ ہو گیا اور ناصری امراء افضل کے پیچھے روانہ ہو گئے کہ اسے قاہرہ جانے سے روکیں اور انہوں نے عادل سے خط و کتابت کی کہ وہ جلد ان کے پاس آئے۔ پس وہ جلدی سے ان کی طرف گیا اور افضل مصر میں داخل ہو کر قلعہ جبل میں قلع بند ہو گیا اور کمزوری اور بزدلی اس پر چھا گئی اور عادل ایک تالاب پر اُترا اور مصر کی حکومت لے لی اور اس کا بھتیجا افضل اس کے پاس ذلیل و عاجز ہو کر آیا اور اس نے جزیرہ کے کچھ شہر اسے جاگیر میں دیئے اور اس کی بدسیرتی کی وجہ سے اسے شام سے جلاوطن کر دیا اور عادل قلعہ میں داخل ہوا اور اس نے صدرالدین

عبدالملک بن درباس المارادنی الکردی کو دوبارہ قاضی بنا دیا اور خطبہ اور سکہ اپنے بھتیجے منصور کے نام پر باقی رکھا' اور عادل' امور میں خود مختار تھا اور اس نے الصاحب صفی الدین بن شکر کو اس کی بہادری' تیز فہمی اور سیادت وریاست کی وجہ سے وزیر بنایا اور عادل نے اپنے بیٹے کامل کو بلاد جزیرہ سے خط لکھ کر بلایا کہ وہ اسے مصر کا بادشاہ بنا دے' سو وہ اس کے پاس آیا اور اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور اس سے معانقہ کیا اور بادشاہ نے فقہاء کو بلایا اور ان سے اپنے بھتیجے منصور بن عزیز کی حکومت کے درست ہونے کے بارے میں فتویٰ پوچھا' اس کی عمر دس سال تھی' انہوں نے فتویٰ دیا کہ اس کی حکومت درست نہیں کیونکہ اس پر متولی مقرر کیا گیا ہے' اس موقع پر اس نے امراء کو طلب کیا اور انہیں اس کی بیعت کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے انکار کر دیا اور اس نے انہیں ترغیب دی اور ڈرایا اور جو کچھ کہا اس میں یہ بات بھی کہی' علماء نے جو فتویٰ دیا' تم نے سن لیا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ مسلمانوں کی سرحدوں کی حفاظت چھوٹے بچے نہیں کر سکتے اور ان کی حفاظت بڑے بڑے بادشاہ کرتے ہیں' اس موقع پر انہوں نے اطاعت اختیار کر کے اس کی بیعت کر لی' پھر اس کے بعد اس کے بیٹے کامل کی بھی بیعت کر لی اور ان دونوں کے بعد خطباء نے ان دونوں کے حق میں تقاریر کیں اور ان دونوں کے نام پر کرنسی بنائی گئی' اور عیسیٰ بن عادل کے معظم نام سے دمشق اور کامل کے نام سے مصر سکون پذیر ہو گیا۔

اور شوال میں امیر ملک الدین ابو منصور سلمان بن مسرور بن جلدک دمشق واپس آ گیا' جو ملک عادل کا ماں جایا بھائی تھا' اور وہی باب الفرادیس کے اندر فلکیات کا سمجھنے والا تھا' اور اس کی قبر بھی وہیں ہے' وہ وہاں پر بڑے احترام و اکرام کے ساتھ قیام پذیر رہا' حتیٰ کہ اس سال میں فوت ہو گیا۔

اور اس سال اور اس کے بعد والے سال میں دیار مصر میں بہت گرانی ہو گئی' جس کے باعث سرمایہ دار اور فقیر مر گئے' اور لوگ وہاں سے شام کی طرف بھاگ گئے مگر وہاں تک تھوڑے لوگ ہی پہنچ پائے' البتہ عراق کے علاقے ارزاں تھے' ابن الساعی نے بیان کیا ہے کہ اس سال بغداد میں ایک مرغ نے انڈا دیا اور ایک جماعت نے اس کی تحقیق کی اور انہوں نے مجھے بھی یہ بات بتائی۔

سلطان علاؤ الدین خوارزم شاہ:

تکش بن الپ ارسلان جو طاہر بن الحسین کی اولاد میں سے تھا اور وہ خوارزم اور خراسان کے بعض شہروں اور رَی وغیرہ کے وسیع علاقوں کا حکمران تھا' اس نے سلاجقہ کی حکومت کا خاتمہ کیا تھا' اور یہ عادل اور اچھی سیرت والا تھا اور اسے موسیقی اور حسن معاشرت سے بہت اچھی واقفیت تھی اور یہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کا فقیہ تھا اور اصول کو جانتا تھا اور اس نے احناف کے لیے ایک عظیم مدرسہ تعمیر کیا اور خوارزم میں اس نے جو قبر بنائی تھی' اس میں اسے دفن کیا گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا علاؤ الدین بادشاہ بنا اور اس سے قبل اس کا لقب قطب الدین تھا' اور اس سال خوارزم شاہ مذکور کا وزیر قتل ہو گیا۔

نظام الدین مسعود بن علی:

آپ نیک سیرت شافعی المذہب تھے' خوارزم میں آپ کا ایک بہت بڑا مدرسہ ہے اور بڑی جامع مسجد ہے اور آپ نے مَرو میں شافعیہ کے لیے ایک عظیم جامع مسجد تعمیر کی ہے پس حنابلہ [1] نے ان سے حسد کیا اور ان کے شیخ کو وہاں شیخ اسلام کہا جاتا ہے۔

[1] شاید یہ حنفیہ ہے کیونکہ مرو میں حنابلہ موجود نہیں' واللہ اعلم لیکن ابن اثیر نے مؤلف سے اتفاق کیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اسے جلا دیا اور یہ بات دین وعقل کی کمی پر محمول ہوگئی، پس سلطان خوارزم شاہ نے انہیں تاوان ڈالا جیسا کہ وزیر نے اپنی عمارت کا تاوان ڈالا تھا۔

ابوالفرج بن عبدالمنعم بن عبدالوہاب:

ابن صدقہ بن الخضر بن کلیب جو اصلاً حرانی اور پیدائش، گھر اور وفات کے لحاظ سے بغدادی ہیں، آپ نے ۹۶ سال کی عمر میں وفات پائی اور بہت سے لوگوں سے سماع کیا اور کروایا آپ مشائخ کی ایک جماعت سے روایت میں منفرد ہیں اور آپ بڑے تاجروں اور صاحب دولت لوگوں میں سے تھے۔

مجدالدین فقیہ:

ابومحمد طاہر بن نصر بن جمیل، مدرس قدس، آپ نے سب سے پہلے الصلاحیہ میں درس دیا آپ بنوجمیل الدین کے فقہاء کے والد ہیں جو مدرسہ جارو خیہ میں تھے پھر وہ ہمارے اس زمانے میں العمادیہ اور الدماغیہ کی طرف آ گئے، پھر وہ مر گئے اور صرف ان کی شرح ہی باقی رہ گئی۔

امیر صارم الدین قایماز:

ابن عبداللہ النجمی، آپ حکومت صلاحیہ کے اکابر میں سے تھے اور صلاح الدین کے ہاں آپ کا مرتبہ استاد کا تھا، اور آپ ہی نے العاضد کی موت کے وقت محل کی سپرداری لی اور آپ کو بہت سے اموال حاصل ہوئے، آپ بہت صدقات واوقاف والے تھے، ایک روز آپ نے سات ہزار سنہری دینار صدقۃً دیے اور آپ مدرسۂ قیمازیہ کے جو قلعہ کے مشرق میں ہے وقف کرنے والے تھے، اور دارالحدیث اشرفیہ اس امیر کا گھر تھا، اور وہاں اس کا حمام بھی تھا، جسے بعد میں ملک اشرف نے خرید لیا اور اسے دارالحدیث بنا دیا اور حمام کو برباد کر دیا اور اسے وہاں کے شیخ المدرس کا مسکن بنا دیا اور جب قیماز فوت ہوگیا اور اپنی قبر میں دفن ہوگیا تو اس کے گھروں اور ذخائر کو کھودا گیا اور اس پر بہت سے مال کا اتہام تھا اور اس کے جمع شدہ مال سے ایک لاکھ دینار ملے اور اس کے متعلق گمان تھا کہ اس کے پاس اس سے زیادہ مال تھا، اور وہ اپنے اموال کو اپنی جاگیروں اور بستیوں کے ویرانوں میں دفن کر دیا کرتا تھا اللہ اسے معاف کرے۔

امیر لؤلؤ:

یہ دیارِ مصر کا ایک حاجب تھا اور صلاح الدین کے زمانے میں اکابر امراء میں سے تھا اور اسی نے سمندر میں بحری بیڑے کی سپرداری لی تھی اور اس نے کتنے ہی بہادروں کو قیدی بنایا اور کتنی ہی کشتیوں کو توڑا، اور یہ کثرت جہاد کے ساتھ ساتھ ہر روز بہت صدقہ کرنے والا اور اخراجات کرنے والا تھا، مصر میں گرانی ہوئی تو اس نے بارہ ہزار روٹیاں بارہ ہزار نفوس کے لیے صدقہ کیں۔

شیخ شہاب الدین طوسی:

آپ دیارِ مصر میں شافعیہ کے ایک شیخ ہیں اور جو مدرسہ تقی الدین شہنشاہ بن ایوب کی طرف منسوب ہے، اس کے شیخ ہیں، اس مدرسے کو منازل العز کہا جاتا ہے اور آپ غزالی کے شاگرد محمد بن یحییٰ کے اصحاب میں سے ہیں اور ملوک مصر کے ہاں آپ کی بڑی قدر

ومنزلت تھی' آپ انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے' آپ نے اس سال وفات پائی اور لوگوں نے آپ کے جنازے پر ازدحام کیا اور آپ پر افسوس کیا۔

شیخ ظہیر الدین عبدالسلام فارسی:

آپ حلب کے شیخ الشافعیہ ہیں آپ نے امام غزالی کے شاگرد محمد بن یحییٰ سے فقہ سیکھی اور رازی کے شاگرد بنے اور مصر کی طرف کوچ کر گئے' آپ کو امام شافعی کی قبر پر درس دینے کی پیشکش کی گئی جسے آپ نے قبول نہ کیا' پھر آپ نے واپس حلب آ کر دہیں اقامت اختیار کر لی' یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

شیخ علامہ بدرالدین ابن عسکر:

احناف دمشق کے سردار ابوشامہ نے بیان کیا ہے آپ ابن العقادہ کے نام سے مشہور ہیں۔

شاعر ابوالحسن:

علی بن نصر بن عقیل بن احمد بغدادی' آپ ۵۹۵ھ میں دمشق آئے' اور آپ کا ایک شعروں کا دیوان بھی ہے' جس میں خوبصورت موتی ہیں اور آپ نے ملک امجد حاکم بعلبک کی مدح کی ہے۔

''لوگ کامل نصیبے والے ناقص' اور دوسرے ناقص نصیبے والے کامل ہیں اور میں بہترین عفیف لوگوں میں ثروت والا ہوں اگرچہ میرے پاس کامل مال نہیں اور اس سال قاضی فاضل نے وفات پائی جو امام علامہ اور فصحاء اور بلغاء کے شیخ تھے۔''

ابوعلی عبدالرحیم بن قاضی اشرف:

ابی المجد علی بن حسن شیبانی المولی الاجل القاضی الفاضل' آپ کا باپ عسقلان میں قاضی تھا' آپ نے اپنے بیٹے کو حکومت فاطمیہ میں دیارِ مصر کی طرف بھیجا اور وہاں ابوالفتح قادوس وغیرہ کے ہاں کتابت انشاء میں مصروف ہو گیا اور وہ اہل شہر حتیٰ کہ بغداد والوں کا سردار بن گیا اور اس کے زمانے میں اس کی کوئی نظیر موجود نہ تھی اور نہ اس کے بعد ہمارے آج کے زمانے تک اس کا کوئی مثل موجود ہے اور جب ملک صلاح الدین مصر میں ٹک گیا تو اس نے آپ کو اپنا کاتب' ساتھی' وزیر' ہمنشین اور انیس بنا لیا اور آپ اسے اپنے اہل واولاد سے بھی زیادہ عزیز تھے۔ اور دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کی حتیٰ کہ اس نے اقالیم و بلاد کو فتح کیا' اس نے اپنی سیف وسنان سے اور آپ نے اپنے قلم اور زبان و بیان سے' اور فاضل اپنے کثرتِ اموال سے صدقات وعطیات دیتا تھا اور بہت نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا تھا اور وہ روزانہ رات دن میں ایک مکمل قرآن ختم کرتا تھا اور اس کے ساتھ مزید نوافل بھی پڑھتا تھا' اور وہ رحم دل خوش سیرت اور پاک دل اور پاک باطن شخص تھا' دیارِ مصر میں شافعیہ اور مالکیہ کے مقابلہ میں آپ کا ایک مدرسہ تھا اور اوقاف بھی تھا جو نصاریٰ کے ہاتھوں سے قیدی کو چھڑانے کے لیے تھا اور آپ نے تقریباً ایک لاکھ کتابیں جمع کیں اور یہ وہ چیز ہے جس سے کوئی ایک وزیر اور عالم اور بادشاہ خوش نہ تھا' آپ ۵۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور اس روز فوت ہوئے جس روز عادل قصر مصر میں آپ کے مدرسے میں اچانک ۶ ربیع الآخر کو منگل کے روز آیا اور لوگ آپ کے جنازے کے لیے اکٹھے ہوئے اور دوسرے دن ملک عادل نے آپ کی قبر کی زیارت کی اور متاسف ہوا پھر عادل نے صفی الدین بن شکر کو وزیر بنایا اور جب فاضل نے یہ بات سنی تو

اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ آپ کو اس حکومت تک زندہ نہ رکھے' کیونکہ ان دونوں کے درمیان مقابلہ پایا جاتا تھا' پس آپ فوت ہو گئے اور آپ کو کوئی تکلیف واذیت نہ پہنچ سکا اور حکومت میں اس کی کوئی رائے نہیں ہوئی جو اس سے بڑا ہو اور شعراء نے بڑے اچھے اشعار میں آپ کے مرثیے کہے ہیں' جن میں سے قاضی ھبۃ اللہ بن سنا الملک کے اشعار یہ ہیں۔

''عبدالرحیم مخلوق پر ایک رحمت ہے جس کی مصاحبت ملول عذاب سے مامون ہے' اے وہ شخص جو مجھ سے اس کے اور اس کے اسباب کے بارے میں دریافت کرتا ہے وہ آسمان پر پہنچ چکا ہے' اس سے اس کے اسباب کے بارے میں دریافت کر۔ وزارت اس کے پاس اس سے خطاب کرتے ہوئے آئی اور بہت دفعہ وہ اس سے خطاب کرنے سے درماندہ ہوگئی' بادشاہ اپنے چہروں کو اس کے چہرے کے آگے جھکاتے ہیں نہیں نہیں! بلکہ انہیں گردنوں سے پکڑ کر اس کے دروازے پر لایا جاتا ہے' بادشاہوں کے اشغال زائل ہو جائیں گے اور اس کا دل محراب میں ذکر الٰہی میں مشغول ہے اس نے صوم وصلوٰۃ میں اپنے نفس کو تھکا دیا ہے اور اس کی ہتھیلی کی کفالت بھی اسے تھکائے ہوئے ہے اس نے حسن انجام پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی لذات کو چھوڑ دیا ہے' دنیا کو چاہیے کہ اپنی حکومت کے منتظم پر فخر کرے اور اس کے علم اور کتاب کے پڑھانے والے پر بھی فخر کرے اور اس کے روزے دار نگران' جاننے والے' عمال' خرچ کرنے والے اور بخشنے والے پر بھی فخر کرے۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ مہارت کے باوجود فاضل کا کوئی طویل قصیدہ نہیں ہے اور اس کے رسائل میں صرف اس کے ایک دو اشعار ہیں اور دوسری باتیں بہت سی ہیں اور اس کے یہ اشعار بھی ہیں۔

''تم نے صحیح نیکی کرنے کے لیے از راہ کرم سبقت کی ہے اور بیان کرنے والوں میں تمہاری کوئی مثل نہیں' میرا خیال تھا کہ میں اس میں تمہارا سبقت میں مقابلہ کروں گا لیکن وہ مجھ سے پہلے بوسیدہ ہوگئی اور اس نے میرے رونے کو بھی برانگیختہ کیا' اور میرا ایک دوست ہے' اور جب بھی میں زمانے کے کسی ظالم حادثے سے ڈرتا ہوں تو وہ میرا پشت پناہ ہوتا ہے اور جب زمانے کی گردش مجھے کاٹتی ہے تو میں اس کے جھنڈوں کے ساتھ اس پر حملہ کرتا ہوں۔''

اور آپ نے اپنے معاملے کے آغاز میں کہا۔

''میں تمام کاتبوں کو ایسے ارزاق کے ساتھ دیکھتا ہوں جو سالوں پر حاوی ہیں اور میرے لیے ان کے درمیان کوئی رزق نہیں' گویا میں کراماً کاتبین سے پیدا ہوا ہوں۔''

اور آپ نے النخلہ اور زلقط کے بارے میں یہ اشعار ہیں۔

''اور دو گانے والوں نے ایک مجلس میں ایک دوسرے کو جواب دیا اور لوگوں نے ان دونوں کو تکلیف دینے سے روک دیا' یہ اپنے فعل کے برعکس سخاوت کرتا ہے تو اس کی تعریف ہوتی ہے اور اسے ملامت کی جاتی ہے۔''

اور آپ نے کہا۔

''ہم نے ایسے حال میں شب بسر کی جو محبت کو چھپاتی تھی لیکن اس کی شرح کرنا ممکن نہیں رات ہماری دربان تھی اور ہم نے اسے کہا' اگر تو ہم سے غائب ہوگئی تو صبح حملہ کر دے گی۔''

ملک عزیز کی ایک لونڈی نے ملک عزیز کو سونے کا ایک بٹن بھیجا جس پر سیاہ عنبر لگا ہوا تھا' ملک فاضل نے اس سے اس کے بھیجنے کا مطلب پوچھا اور کہنے لگا۔

اس نے تجھے عنبر تحفہ دیا ہے جس کے درمیان میں پتلے سونے کا بٹن ہے' عنبر میں بٹن کا مفہوم یہ ہے کہ تو اندھیرے میں چھپ کر ملاقات کیا کر۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کے لقب کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے بعض نے محی الدین بیان کیا ہے اور بعض نے مجیر الدین بیان کیا ہے' اور عمارۃ یمنی سے روایت ہے کہ جمیل نے بیان کیا کہ عادل بلکہ صالح نے اسکندریہ سے اس کے آنے کی خواہش کی اور یہ بات اس کی نیکیوں میں شمار ہوگی' اور ابن خلکان نے آپ کے حالات کو تفصیل کے ساتھ ہماری طرح بیان کیا ہے اور اس میں بہت اضافہ پایا جاتا ہے۔

۵۹۷ھ

اس سال سرزمین مصر میں بہت گرانی ہوگئی اور فقراء اور اغنیاء میں سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے' پھر اس کے بعد بڑی تباہی آئی' حتیٰ کہ شیخ ابو شامہ نے الذیل میں بیان کیا ہے کہ عادل نے اس سال کے ایک مہینے میں اپنے مال سے تقریباً دو لاکھ بیس ہزار مردوں کو کفن دیئے اور کتوں نے مصر میں مردوں کو کھایا اور بہت سے لوگوں نے چھوٹے بچوں کو کھایا' بچے کے والدین چھوٹے بچے کو بھونتے اور اسے کھا جاتے اور لوگوں میں یہ بات بہت زیادہ ہوگئی' حتیٰ کہ اسے ان کے درمیان برا نہ سمجھا جاتا اور جب بچے اور مردے ختم ہو گئے تو طاقتور کمزور پر غالب آ کر اسے ذبح کر کے کھا جاتا' اور ایک شخص فقیر کو حیلے سے لے آتا کہ وہ اسے کھانا کھلائے گا یا اسے کوئی چیز دے گا' پھر وہ اسے ذبح کر کے کھا جاتا' اور ان میں سے ایک شخص اپنی بیوی کو ذبح کر کے کھا جاتا' اور یہ بات ان کے درمیان کسی عیب اور شکایت کے بغیر عام ہوگئی' بلکہ وہ ایک دوسرے کو معذور قرار دیتے تھے' اور ایک شخص کے پاس چار سو سر پائے گئے' اور بہت سے وہ اطباء بھی مر گئے جنہیں بیماروں کے پاس بلایا جاتا تھا انہیں ذبح کیا جاتا اور کھایا جاتا' ایک شخص طبیب کو بلاتا' پھر اسے ذبح کر کے کھا جاتا اور ایک شخص نے حاذق طبیب کو بلایا اور وہ شخص سرمایہ دار تھا' طبیب اس کے ساتھ خوف و ہراس کی حالت میں گیا اور راستے میں اس شخص کو جو شخص ملتا وہ اسے صدقہ دیتا اور اللہ کو یاد کرتا اور اس کی تسبیح کرتا اور وہ بکثرت یہ کام کرنے لگا جس سے طبیب کو اس کے متعلق شک پیدا ہو گیا اس کے باوجود طمع نے اسے اس کے ساتھ چلنے پر مجبور کیا حتیٰ کہ وہ اس کے گھر میں داخل ہو گیا' کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک ویرانہ ہے' پس طبیب کو اسی طرح شک پیدا ہو گیا اور اس کا ساتھی باہر نکل گیا اور اس نے اسے کہا اتنی دیر کے ساتھ تو ہمارے لیے شکار لایا ہے اور جب طبیب نے یہ بات سنی تو وہ بھاگ گیا اور وہ دونوں اس کے پیچھے باہر نکلے مگر اس نے بڑی مشقت کے ساتھ ان سے نجات پائی۔

اور اس سال حجاز اور یمن کے درمیان غزہ کے علاقے میں شدید وبا پڑی اور وہ بیس بستیاں تھیں' جن میں سے اٹھارہ بستیاں تباہ ہو گئیں اور ان میں کوئی بسنے والا اور آگ پھونکنے والا نہ رہا اور ان کے چوپائے اور اموال باقی رہ گئے' جن کا اکٹھا کرنے والا کوئی

نہ تھا' اور کوئی شخص ان بستیوں میں آباد ہونے اور ان میں داخل ہونے کی سکت نہ رکھتا تھا' بلکہ جو شخص ان بستیوں کی کسی چیز کے نزدیک ہوتا اسی وقت ہلاک ہو جاتا ہم اللہ کے عذاب وعتاب اور غضب سے اس کی پناہ مانگتے ہیں اور جو دو بستیاں باقی رہ گئیں ان میں سے کوئی ایک شخص بھی نہ مرا اور نہ ہی انہیں یہ علم تھا کہ ان کے ارد گرد کیا ہوا ہے بلکہ وہ اپنے حال پر قائم تھے اور ان میں سے کوئی آدمی بھی نہیں مرا۔ پاک ہے وہ ذات جو حکیم وعلیم ہے۔

اس سال یمن میں ایک نہایت عجیب واقعہ ہوا اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص جسے عبداللہ بن حمزہ علوی کہا جاتا تھا وہ بہت سے بلادِ یمن پر متغلب ہو گیا اور اس نے تقریباً بارہ ہزار سواروں اور بہت سی پیادہ فوج کو جمع کیا اور شاہ یمن اسماعیل بن طغتگین بن ایوب اس سے ڈر گیا اور اس پر یہ خیال غالب آ گیا کہ اس کی حکومت کا زوال اس کے ہاتھوں ہوگا اور اسے یقین ہو گیا کہ اس کے مقابلہ میں اس کے کمزور ہونے اور مشورہ میں اس کے امراء کے اختلاف کرنے کی وجہ سے اس کی ہلاکت ہو جائے گی' پس اللہ نے ایک بجلی بھیجی جو ان پر نازل ہوئی اور ان میں سے سواروں اور پیادوں کے ایک دستہ کے سوا کوئی شخص نہ بچا اور اس کی فوج کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور المعز نے ان پر غالب آ کر ان میں سے چھ ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور وہ اپنی حکومت میں امن کے ساتھ ٹھہر گیا۔

اس سال بھائیوں نے باہم خط وکتابت کی' افضل نے صرخد سے اور الظاہر نے حلب سے کہ وہ دونوں حصار دمشق میں اکٹھے ہوں اور اسے معظم بن عادل سے چھین لیں اور دمشق افضل کے لیے ہو' پھر وہ دونوں مصر جائیں اور اسے عادل اور اس کے بیٹے کامل سے چھین لیں جنہوں نے عہد شکنی کی ہے اور منصور کے خطبہ کو چھوڑ دیا ہے اور پختہ پیمانوں کو توڑ دیا ہے۔ اور جب وہ دونوں مصر کو چھین لیں تو وہ بھی افضل کے لیے ہو اور حلب کے ساتھ دمشق بھی الظاہر کو دے دیا جائے اور جب عادل کو اس بات کی اطلاع ملی جس پر ان دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کی تھی' تو اس نے اپنے بیٹے عیسیٰ کی مدد کے لیے دمشق کی طرف ایک فوج روانہ کی اور وہ الظاہر اور اس کے بھائی کے پہنچنے سے پہلے دمشق پہنچ گئی اور وہ دونوں بعلبک کی طرف سے ذوالقعدہ میں وہاں پہنچے اور مسجد القدم میں اترے اور شہر کا محاصرہ سخت ہو گیا اور بہت سی فوج خان القدم کی طرف سے چڑھ آئی اور اگر رات نہ آ جاتی تو صرف شہر کا فتح کرنا ہی باقی رہ گیا تھا' پھر الظاہر کو یہ بات سوجھی کہ بجائے اس کے کہ دمشق افضل کے لیے ہو سب سے پہلے وہ اس کے لیے ہونا چاہیے' پھر جب مصر فتح ہو جائے' تو افضل اسے سنبھال لے سو اس نے اس بارے میں اسے پیغام بھیجا تو افضل نے اسے قبول نہ کیا پس ان دونوں کے درمیان اختلاف ہو گیا اور انہوں نے دمشق کی بادشاہت کے متعلق تنازعہ کیا اور امراء ان دونوں سے الگ ہو گئے اور صلح کے بارے میں عادل سے خط وکتابت کی گئی' تو اس نے ان دونوں کو ان کے مطالبات کا جواب بھیجا اور بلاد جزیرہ میں ان کے علاقوں میں کچھ اضافہ کر دیا اور المعرہ کی عملداری میں بھی اضافہ کر دیا اور محرم ۵۹۸ھ میں فوجیں دمشق کو چھوڑ کر چلی گئیں اور دونوں ان علاقوں کی طرف چلے گئے جو اس نے انہیں دیئے تھے۔ اور مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جن کی شرح طویل ہے اور الظاہر اور اس کے بھائی نے حاکم موصل نورالدین ارسلان اتابکی کو خطوط لکھے کہ وہ جزیرہ کے ان شہروں کا محاصرہ کرے جو ان دونوں کے چچا عادل کے پاس ہیں' پس وہ اپنی فوج کے ساتھ گیا اور اس نے اپنے عمزاد قطب الدین حاکم سنجار کو پیغام بھیجا اور ان دونوں کے ساتھ ماردین کا وہ حکمران بھی آ ملا جس کا عادل نے محاصرہ کیا تھا اور طویل مدت تک اس کو تنگ کیے رکھا اور فوجیں حران چلی گئیں جہاں پر فائز بن عادل مقیم تھا پس

انہوں نے ایک عرصہ تک اس کا محاصرہ کیے رکھا' پھر جب انہیں صلح ہو جانے کی اطلاع ملی تو وہ بھی مصالحت کی طرف مائل ہو گئے اور یہ صلح فائز کے مطالبہ کے بعد ہوئی تھی اور سب کام درست ہو گئے اور پہلے کی طرح پرسکون ہو گئے۔

اور اس سال غیاث الدین اور اس کے بھائی شہاب الدین غوری نے ان تمام شہروں' ذخائر اور اموال پر قبضہ کر لیا جو خوارزم شاہ کے قبضے میں تھے اور ان کے درمیان طویل مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

اور اس سال بلادِ شام سے شروع ہو کر جزیرہ اور بلادِ روم وعراق تک عظیم زلزلہ آیا اور اس کا زیادہ اثر شام میں ہوا جس سے بہت سے گھر منہدم ہو گئے' اور بہت سے مقامات برباد ہو گئے اور بصریٰ کے علاقے میں ایک بستی زمین میں دھنس گئی' اور سواحل شام وغیرہ میں بہت سی چیزیں ہلاک ہو گئیں اور طرابلس' صور' عکا اور نابلس کے بہت سے مقامات تباہ ہو گئے' اور نابلس میں سامرہ کے محلے کے سوا کچھ باقی نہ بچا اور وہاں اور اس کی بستیوں میں تیس ہزار اشخاص دیواروں کے ملبے تلے آ کر مر گئے اور دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینار کا بہت سا حصہ اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور الکلاسہ اور مارستان نوری کا اکثر حصہ گر گیا اور لوگ میدانوں میں جا کر مدد کی دعائیں مانگنے لگے' اور قلعہ بعلبک کا اکثر حصہ باوجود اپنی تعمیری مضبوطی کے گر پڑا اور سمندر پھٹ کر قبرص کی طرف چلا گیا' اور کشتیاں ساحل کے ساتھ جا لگیں اور وہ مشرق کی جانب بڑھ گیا جس کی وجہ سے بہت سے گھر گر گئے اور بے شمار لوگ مر گئے' حتیٰ کہ مؤلف مرآۃ الزمان نے بیان کیا ہے کہ اس سال زلزلہ کے باعث تقریباً ایک کروڑ ایک لاکھ انسان مر گئے' اور بعض نے بیان کیا ہے کہ جو لوگ اس میں مر گئے تھے' کسی نے ان کو شمار نہیں کیا' واللہ اعلم

عبدالرحمٰن بن علی:

ابن محمد بن علی بن عبداللہ بن حمادی بن احمد بن محمد بن جعفر الجوزی' بصرہ کے دریا کے دہانے کی طرف نسبت سے' ابن عبداللہ بن قاسم بن نصر بن قاسم بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق شیخ حافظ واعظ جمال الدین ابوالفرج' جو ابن جوزی کے نام سے مشہور ہیں' قرشی' تیمی' بغدادی' حنبلی ایک عالم شخص ہیں آپ نے بہت سے علوم میں مہارت حاصل کی ہے اور ان میں دوسروں سے منفرد ہیں اور آپ نے چھوٹی بڑی تصنیفات کو تقریباً تین سو مصنفین سے جمع کیا ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے تقریباً دو سو مجلدات تحریر کی ہیں اور آپ وعظ کے فن میں منفرد ہیں جس میں کوئی شخص آپ سے لگا نہیں کھا سکتا نہ طریق وعظ میں نہ فصاحت و بلاغت میں' نہ حلاوت و شیرینی میں' نہ اثر وعظ میں' نہ بدیع معانی میں غوطہ لگانے میں' نہ امور حسیہ کے مشاہداتی امور کو سریع الفہم مختصر عبارت میں بیان کرنے کے لحاظ سے جو تھوڑے الفاظ میں بہت سے معانی کے جامع ہوتے ہیں آپ کو تمام علوم میں مہارت حاصل تھی' اور علوم کی دیگر انواع مثلاً تفسیر' حدیث' تاریخ' حساب' نجوم' طب' فقہ' لغت اور نحو وغیرہ میں مشارکت حاصل ہے اور آپ کی تصانیف اس قدر ہیں جن کی تعداد کو اس جگہ بیان نہیں کیا جا سکتا' اور ان میں سے آپ کی کتاب تفسیر کے بارے میں ہے جو زاد المسیر کے نام سے مشہور ہے' اور آپ کی ایک تفسیر اس سے بھی مفصل ہے مگر وہ مشہور نہیں ہے' اور ایک کتاب آپ کی جامع المسانید بھی ہے' جس میں آپ نے مسند احمد اور صحیح بخاری' صحیح مسلم اور جامع ترمذی کے اکثر حصہ کو جمع کر دیا ہے اور آپ کی ایک کتاب المنتظم فی تواریخ الامم من العرب والعجم بیس جلدوں میں ہے۔ اور ہم نے اپنی اس کتاب میں اس سے بہت سے واقعات اور

حالات بیان کیے ہیں' اور آپ ہمیشہ دنیا کے حالات کی تاریخ لکھتے رہے' حتیٰ کہ خود بھی تاریخ بن گئے' اور کسی شاعر نے بہت سچ کہا ہے ۔

''آپ ہمیشہ تاریخ میں کوشش کرتے رہے' حتیٰ کہ میں نے آپ کو تاریخ میں لکھا ہوا دیکھا۔''

اور آپ کی تصانیف میں مقامات وخطب' الاحادیث الموضوعہ اور العلل المتناھیہ فی الاحادیث الواھیہ بھی ہیں آپ ۵۱۰ھ میں پیدا ہوئے' آپ تین سال کے تھے کہ آپ کے والد وفات پا گئے' آپ کے اہل تانبے کے تاجر تھے' آپ جب جوان ہوئے تو آپ کی پھوپھی آپ کو حافظ محمد بن ناصر کی مسجد میں لے کر آئی' پس آپ شیخ کے ساتھ رہنے لگے اور اسے سنایا اور حدیث کا سماع کرایا اور ابن زاغوانی سے فقہ سیکھی اور وعظ یاد کیے اور بیس سال یا اس سے کم عمر میں وعظ کیا اور ابومنصور جوالیقی سے لغت سیکھی' آپ بچپنے میں بھی دیندار تھے' کسی سے میل جول نہیں رکھتے تھے اور نہ شک وشبہ والا کھانا کھاتے تھے اور نماز جمعہ کے سوا کسی کام کے لیے گھر سے باہر نہ جاتے تھے اور نہ بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ اور آپ کی مجلس وعظ میں خلفاء' وزراء' ملوک' امراء' علماء' فقراء اور دیگر اصناف کے لوگ حاضر ہوتے تھے' آپ کی مجلس وعظ میں کم سے کم جو لوگ جمع ہوتے تھے وہ دس ہزار ہوتے تھے' اور بسا اوقات اس میں ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہوتے تھے' اور بسا اوقات آپ فی البدیہہ نظم ونثر میں گفتگو کرتے تھے' مختصر یہ کہ آپ وعظ میں ایک منفرد استاد تھے' اور آپ میں خود پسندی اور اپنے مقام سے بڑھ کر بلندی بھی پائی جاتی تھی اور یہ بات آپ کے کلام نظم ونثر میں نمایاں ہیں۔

آپ کہتے ہیں ۔

''میں ہمیشہ گراں اور بلند چیز کو پاتا رہا اور مشکل اور طویل راستے کی مشقتوں کو برداشت کرتا رہا اور امیدیں مجھے اس کی دوڑوں میں لے جاتی رہیں' جیسے خوش بخت اپنی امیدوں کے میدان میں دوڑتا ہے اور توفیق نے مجھے اس مقام تک پہنچا دیا جہاں میرے سوا دوسرے لوگ پہنچنے سے درماندہ ہیں اور اگر یہ علم ناطق شخص ہوتا اور میں اس سے پوچھتا کیا اس نے میرے جیسے شخص سے ملاقات کی ہے' تو وہ کہتا' نہیں کی''

اور آپ کے یہ اشعار بھی ہیں اور بعض نے بیان کیا ہے کہ یہ کسی اور شخص کے ہیں ۔

''جب تو تھوڑی سی خوراک پر قناعت کرے گا تو تو لوگوں کے درمیان شریف آدمی کی طرح رہے گا اور تجھ سے کوئی ناراض نہ ہوگا' میرے آج کے دن کی خوراک جب میرے حلق کو بھر دے تو میں موتیوں اور یاقوت پر افسوس نہیں کروں گا۔ اور آپ نے نظم ونثر میں بہت کچھ کہا ہے''

اور آپ کی ایک کتاب کا نام ''لقط الجمان فی کان وکان'' ہے۔ اور آپ کے لطیف کلام میں سے حدیث ''میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہوں گی'' کے متعلق آپ کا یہ قول بھی ہے اور ہم سے پہلے لوگوں کی عمریں صحراء کی لمبائی کی وجہ سے لمبی تھیں اور جب قافلہ' اقامت کرنے والے شہر کے قریب آ جاتا تو انہیں کہا جاتا سواریوں کو برانگیختہ کرو' اور آپ سے ایک شخص نے پوچھا: کونسی بات افضل ہے؟ میں بیٹھ کر تسبیح کروں یا استغفار کروں؟ آپ نے فرمایا میلا کپڑا بھاپ کا زیادہ محتاج ہے' آپ سے اس

شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو مرض الموت میں وصیت کرے آپ نے فرمایا یہ مٹی ہے جس کی سطح چولہے میں ہے .... اور آپ نے وعظ میں خلیفۃ المستضئ کی جانب متوجہ ہو کر کہا اے امیر المومنین اگر آپ نے بات کی تو میں آپ سے ڈروں گا اور اگر آپ خاموش رہے تو مجھے آپ کے متعلق خوف پیدا ہو جائے گا' کسی کا آپ کو یہ کہنا کہ اللہ سے ڈرو یہ تمہارے لیے اس کے اس قول سے بہتر ہے کہ تم اہل بیت بخشے ہوئے ہو۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے' کہ جب مجھے اپنے کسی عامل کے متعلق اطلاع ملتی ہے' کہ اس نے ظلم کیا ہے اور میں اسے تبدیل نہیں کرتا تو میں ظالم ہوں .... اے امیر المومنین حضرت یوسفؑ قحط کے زمانے میں سیر ہو کر نہیں کھاتے تھے' حتیٰ کہ بھوکے کو بھی نہیں بھولتے تھے .... اور عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ اپنے پیٹ کو مارتے تھے اور فرماتے تھے گڑ گڑ کر یا نہ کر' خدا کی قسم جب تک لوگ آسودہ نہ ہوں' عمر گھی اور فربہ کرنے والی چیز کو نہیں چکھے گا .... راوی بیان کرتا ہے کہ المستقی رو پڑا اور اس نے بہت سا مال صدقہ کیا اور قیدیوں کو رہا کیا اور بہت سے فقراء کو لباس دیا۔

ابن جوزی کی پیدائش ۵۱۰ھ کی حدود میں ہوئی جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اور آپ کی وفات اس سال کی ۱۲ رمضان کو جمعہ کی شب کو مغرب وعشا کے درمیان ہوئی اور آپ کی عمر ۸۷ سال تھی' اور آپ کا جنازہ لوگوں کے سروں پر اُٹھایا گیا اور لوگ بہت زیادہ تھے اور آپ کو باب حرب میں آپ کے باپ کے پاس حضرت امام احمد کے نزدیک دفن کیا گیا اور وہ جمعہ کا دن تھا' حتیٰ کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بھیڑ کی کثرت اور گرمی کی شدت کی وجہ سے لوگوں کی ایک جماعت نے روزہ افطار کر دیا' اور آپ نے وصیت کی کہ آپ کی قبر پر یہ اشعار لکھے جائیں ؎

''اے بہت بخشنے والے' اے وہ جس کے پاس میرے بہت سے گناہ جمع ہو گئے ہیں' تیرے پاس گنہگار اپنے جرائم کی درگذر کے لیے آیا ہے' میں مہمان ہوں اور مہمان کی جزا یہ ہے کہ اس سے احسان کیا جائے۔''

آپ کے تین لڑکے تھے' عبدالعزیز یہ سب سے بڑا تھا' اس نے نوجوانی میں اپنے والد کی زندگی میں ۵۵۴ھ میں وفات پائی۔ پھر ابوالقاسم علی' یہ اپنے باپ کا نافرمان تھا' اور آزمائش وغیرہ کے دور میں آپ کی عداوت پر قائم تھا' اور اس نے واسط میں آپ کی غیر حاضری میں آپ کی کتابوں پر قبضہ کر لیا' اور انہیں نہایت کم قیمت پر فروخت کر دیا' پھر محی الدین یوسف' یہ آپ کے لڑکوں میں سب سے نجیب اور چھوٹا تھا' یہ ۵۸۰ھ میں پیدا ہوا اور اس نے اپنے باپ کے بعد وعظ کیا اور کام میں لگ گیا اور مکھا اور ماہر ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کا سردار بن گیا' پھر اس نے بغداد کے احتساب کا چارج لے لیا' پھر وہ خلفاء کا ایلچی بن کر اطراف کے بادشاہوں کے پاس گیا' خصوصاً شام میں بنی ایوب کے پاس اور اس نے ان سے اموال اور عطیات حاصل کیے' جس سے اس نے دمشق میں نشابین مقام پر المدرسۃ الجوزیہ بنایا اور کچھ اموال کو اس پر وقف کر دیا' پھر اسے دیگر ملوک سے بہت سے اموال ملے' پھر وہ ۶۴۰ھ میں خلیفہ معتصم کے گھر کا استاد بن گیا اور مسلسل اس کے ساتھ رہا تا آنکہ ہارون ترکی بن چنگیز خان کے سال' خلیفہ کے ساتھ قتل ہو گیا' اور ابوالفرج کی کئی بیٹیاں تھیں جن میں سے رابعہ اس کے نواسے ابوالمظفر بن عزعلی مؤلف مرآۃ الزمان کی والدہ تھی اور اس نے تواریخ کو جمع کیا اور زیادہ فائدہ پہنچایا اور ابن خلکان نے الوفیات میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی تصانیف اور علوم کی تعریف کی ہے۔

عماد کاتب اصبہانی:

محمد بن محمد بن حامد بن محمد بن عبداللہ بن علی بن محمود بن ھبۃ اللہ جو عماد کاتب اصبہانی کے نام سے مشہور ہے اور کتب و رسائل کا مؤلف ہے اور قاضی فاضل کا ساتھی ہے اور اس کے زمانے میں اس کی شہرت ہوگئی اور جو فاضل کے زمانے میں مشہور ہوگیا وہ فاضل ہے۔ اس کی پیدائش ۵۱۹ھ میں اصبہان میں ہوئی اور بغداد آ کر وہاں شیخ ابومنصور سعید بن الرزاز مدرس نظامیہ کے ساتھ مشغول ہو گیا اور حدیث کا سماع کیا' پھر شام کی طرف چلا گیا' اور اس نے ملک نورالدین محمود بن زنگی کے پاس بڑا مرتبہ حاصل کر لیا اور اس کا کاتب بن گیا اور اس نے آپ کو اس مدرسہ کا افسر مقرر کر دیا' جسے آپ نے باب الفرج کے اندر تعمیر کیا تھا اور جس کو عمادیہ کہا جاتا تھا اور اس کی نسبت آپ کی سکونت و اقامت کی طرف تھی' اور آپ وہیں پڑھاتے تھے آپ نے اسے بنایا نہیں تھا بلکہ اسے نورالدین محمود نے بنایا تھا اور آپ وہاں پر پڑھانے والے پہلے مدرس نہیں تھے' بلکہ آپ سے پہلے کئی لوگوں نے وہاں پڑھایا تھا' جیسا کہ قبل ازیں نورالدین کے حالات میں بیان ہو چکا ہے' پھر عماد حکومت صلاحیہ میں کاتب بن گیا اور فاضل آپ کی تعریف کرتا تھا' مورخین نے بیان کیا ہے کہ آپ کے منطوق کو جمود اور کمزوری لاحق ہو جاتی تھی' اور آپ کی طبیعت بہت اچھی اور تیز تھی' اور قاضی فاضل نے ایک روز اپنے اصحاب سے کہا بولو' تو وہ بولے اور انہوں نے اس صفت میں اسے کئی صفات سے تشبیہ دی مگر قاضی نے انہیں قبول نہ کیا اور کہا وہ چقماق کی مانند ہے جس کا باہر کا حصہ ٹھنڈا اور اندرونی حصہ آگ ہے۔ اور آپ کی بے اعراب تصانیف میں سے جریدۃ النصر فی شعراء العصر' الفتح القدسی اور البرق السامی ہیں اور دیگر مسجع اور متنوع عبارات اور طویل قصائد والی تصانیف ہیں آپ نے اس سال کے رمضان کے آغاز میں ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور قبرستان صوفیہ میں دفن ہوئے۔

امیر بہاؤالدین قراقوش:

خصی نر' آپ حکومت صلاحیہ کے امراء کے ایک بڑے کاتب تھے' اور تیز فہم' شجاع اور دلیر تھے' جب العاضد مر گیا تو آپ نے محل کی سپرداری لے لی اور قاہرہ کی فصیل کو آباد کیا جو مصر کو محیط تھی' اور آپ المقسم تک پہنچ گئے اور المقسم وہ جگہ ہے جہاں صحابہؓ نے اس غنیمت کو تقسیم کیا تھا' جو انہیں دیارِ مصر سے حاصل ہوئی تھی اور آپ نے قلعہ جبل کو تعمیر کیا اور صلاح الدین نے اسے عکا کے سپرد کر دیا تھا' تاکہ وہ اس کی بہت سی جگہوں کو آباد کرے اور اس کی وہاں موجودگی کے دوران ہی محاصرہ ہوگیا اور جب البدل وہاں سے باہر نکلا اور وہ بھی باہر نکلنے والوں میں شامل تھا تو پھر ابن المشطوب اس میں داخل ہوگیا اور اس نے بیان کیا کہ وہ قیدی بن گیا اور اس نے دس ہزار دینار اپنا فدیہ دیا اور صلاح الدین کے پاس واپس آ گیا' جس سے اسے بہت خوشی ہوئی' اور جب اس سال اس نے وفات پائی تو عادل نے اس کے ترکہ کی حفاظت کی اور اس کی جاگیریں اور املاک' ملک کامل بن عادل کے پاس آ گئیں۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کی طرف عجیب و غریب احکام منسوب کیے گئے ہیں' حتیٰ کہ ایک شخص نے ایک لطیف کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام اس نے کتاب الفاشوش فی احکام قراقوش رکھا ہے اور اس نے بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ سب باتیں جھوٹی ہیں' بلاشبہ ملک صلاح الدین اس پر اعتماد کرتا تھا' پس وہ ایسے شخص پر کیسے اعتماد کرسکتا ہے جو اس پائے کا ہو' واللہ اعلم۔

مکلبہ بن عبداللہ المستنجدی:

یہ ترکی عابد وزاہد تھا اس نے مؤذن کو سحر کے وقت مینار پر یہ اشعار پڑھتے سنا۔

''اے جوانانِ شب کوشش کرو بہت سی آوازوں کو رد نہیں کیا جا سکتا' رات کو وہی اُٹھتا ہے جو عزم اور کوشش والا ہے''

مکلبہ رو پڑا اور اس نے مؤذن سے کہا: اے مؤذن مجھے کچھ مزید سناؤ اس نے کہا۔

''رات گذر گئی اور پیٹھ پھیر گئی ہے اور میرا محبوب' خلوت میں ہو گیا ہے۔''

پس مکلبہ نے ایسی چیخ ماری جس سے اس کی موت واقع ہو گئی اور صبح کو اہل شہر اس کے دروازے پر جمع ہو گئے' اور سعید بھی ان لوگوں میں سے تھا جو اس کی نعش تک پہنچ گئے تھے' رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ابو منصور بن ابی بکر بن شجاع:

الرکلسی بغدادی' جو ابن نفطہ کے نام سے مشہور ہے' یہ دن کو بغداد کے بازاروں میں چکر لگاتا تھا اور موالیا[1] اشعار گایا کرتا تھا' اور رمضان کی راتوں میں لوگوں کو سحری کھلاتا تھا اور یہ پسندیدہ' عقلمند اور بے حیا تھا اور اس کا بھائی شیخ عبدالغنی درویش اکابر صالحین میں سے تھا' آپ کا بغداد میں زاویہ تھا جس میں آپ کی ملاقات ہوتی تھی اور آپ کے اتباع اور مرید بھی تھے اور فتوح[2] سے جو چیز آپ کو حاصل ہوتی آپ اسے ذخیرہ نہ کرتے۔ آپ نے ایک شب کو ایک ہزار دینار صدقہ دیا اور آپ کے اصحاب روزہ دار تھے' آپ نے ان کے شام کے کھانے کے لیے ان میں سے کچھ بھی نہ رکھا اور خلیفہ کی ماں نے آپ کا نکاح اپنی ایک خاص لونڈی سے کر دیا اور اس نے اسے دس ہزار دینار دے کر آپ کے پاس بھیجا اور ابھی سال نہیں گزرا تھا اور ان کے پاس سوائے ایک ہاون کے کچھ نہ تھا' پس ایک سوالی آپ کے دروازے پر کھڑا ہوا اور اس نے مانگنے میں اصرار کیا تو آپ اس کے پاس ہاون لے آئے اور کہنے لگے اسے لے لے اور اس کے ذریعے تیس دن کھانا کھا' اور لوگوں سے سوال نہ کر اور اللہ کی برائی نہ کر' یہ شخص بہترین صالحین میں سے تھا' حاصل کلام یہ کہ اس نے اپنے بھائی ابو منصور سے کہا تو ہلاک ہو جائے تو بازاروں میں گھومتا ہے اور اشعار سناتا ہے اور تیرا بھائی وہ ہے جسے تو جانتا ہے۔

اور اس نے ان دو موالیا اشعار کا جواب فی البدیہہ اشعار میں دیا۔

''جس شخص نے چھری کے دستے کو دُرے سے مشابہ قرار دیا' وہ ناکام ہو گیا اور قحبہ کو حیادار شریف عورت پر قیاس کیا' میں مالدار ہوں اور میرا بھائی درویش ہے اور مونہوں میں میٹھا کڑوا تراش لیا جاتا ہے۔''

اور ایک دفعہ آپ کے پاس حضرت عثمانؓ کے قتل ہونے اور حضرت علیؓ کے موجود ہونے کا ذکر ہوا تو آپ کہنے لگے جو ہوا سو ہوا' اور جس شخص کے پڑوس میں ابن عفان جیسا شخص قتل ہو جائے اور وہ عذر کرے تو اس پر واجب ہے کہ وہ شام میں یزید کے عذر

---

[1] ایک قسم کے اشعار جن کے آخر میں یا موالیا کہا جاتا ہے۔ مترجم

[2] فتوح' وہ روزی جو حق تعالیٰ عنایت فرمائے۔ مترجم

کو قبول کرے' پس روافض نے آپ کے قتل کا ارادہ کر لیا اور اتفاق سے رمضان میں ایک شب آپ لوگوں کو سحری کھلا رہے تھے' کہ آپ خلیفہ کے گھر کے پاس سے گزرے تو خلیفہ نے کنبے میں چھینک ماری تو اس پر ابومنصور نے راستے سے اسے یرحمک اللہ کہا تو اس نے آپ کو ایک سو دینار بھیجا اور آپ کو روافض سے بچانے کا حکم دیا' یہاں تک کہ آپ اس سال وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ

ابوطاہر برکات بن ابراہیم بن طاہر:

اس سال شام کے متبنٰی ابوطاہر برکات بن ابراہیم بن طاہر الخشوعی نے وفات پائی' ابن عساکر نے اپنے بہت سے مشائخ میں آپ کو بھی شامل کیا ہے اور ان کی وفات کے بعد آپ ۲۷ سال زندہ رہے' اور ان سالوں میں پوتے' دادوں سے جا ملے۔

۵۹۸ھ

اس سال شیخ ابوعمر بن محمد بن قدامہ بانی مدرسہ نے قاسیون کے دامن میں جامع مسجد کی تعمیر شروع کر دی اور ایک شخص شیخ ابوداؤد محاسن انعامی نے آپ سے مسجد کی تعمیر پر اتفاق کیا' حتیٰ کہ عمارت ایک آدمی کے قد کے برابر پہنچ گئی اور اس کے پاس جو کچھ مال وغیرہ تھا ختم ہو گیا' تو ملک مظفر کوکری بن زین الدین حاکم اربل نے اس کی تکمیل کے لیے بہت سا مال بھیج دیا' پس وہ مسجد مکمل ہو گئی اور اس نے ایک ہزار دینار بھیجے تاکہ ان سے اس کے پاس بردی سے پانی لایا جائے' مگر یہ کام ملک معظم حاکم دمشق سے ممکن نہ ہو سکا اور اس نے عذر کیا' کہ اس شخص نے مسلمانوں کی بہت سی قبروں کو ہموار کر دیا ہے' سو اس نے اس کے لیے ایک کنواں بنایا جس میں خچر گھومتا رہتا تھا اور اس نے اس کے لیے ایک وقف بھی کیا اور اس سال بلادِ مشرق میں غوریوں اور خوارزمیوں کے درمیان بہت سی طویل جنگیں ہوئیں جنہیں ابن اثیر نے تفصیل کے ساتھ اور ابن کثیر نے اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور اس سال نظامیہ میں مجد الدین یحییٰ بن الربیع نے درس دیا اور اس نے اسے قیمتی سیاہ خلعت اور سرمئی چادر دی اور علماء اور اعیان اس کے پاس حاضر ہوئے اور اس سال بغداد کی قضاء ابوالحسن علی بن سلیمان الجبلی نے سنبھالی اور اس نے اسے بھی اسی طرح خلعت دیا۔

قاضی ابن الزکی:

محمد بن علی بن محمد یحییٰ بن عبدالعزیز ابوالمعالی القرشی' محی الدین قاضی القضاۃ دمشق' اور آپ دونوں میں سے ہر ایک کا باپ اور دادا قاضی تھا اور اس کے دادا کا باپ یحییٰ بن علی تھا' اور یہ پہلا شخص تھا جس نے ان میں سے دمشق میں فیصلے کرنے کا کام سنبھالا اور یہ حافظ ابوالقاسم بن عساکر کا ماں کی طرف سے دادا تھا' ابن عساکر نے تاریخ میں اس کے حالات بیان کیے ہیں اور قرشی کے آگے کوئی اضافہ نہیں کیا۔ شیخ ابوشامہ نے بیان کیا ہے اور اگر لوگوں کے خیال کے مطابق اموی عثمانی ہوتا تو ابن عساکر اس کا ذکر کرتا جبکہ اس میں اس کے دادا اور اس کے دونوں ماموؤں محمد اور سلطان کا شرف موجود تھا اور اگر یہ بات درست ہوتی تو ابن عساکر پر مخفی نہ رہتی' ابن الزکی' قاضی شرف الدین سعد بن عبداللہ بن محمد بن ابی عصرون کے ساتھ مشغول ہو گیا' اور فیصلوں میں اس کا قائم مقام ہو گیا

اور یہ پہلا شخص ہے جس نے نیابت ترک کی اور پہلا شخص ہے جس نے قدس فتح ہونے پر وہاں خطبہ دیا۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر اس نے دمشق کی قضا سنبھالی اور اس کے ساتھ ساتھ حلب کی قضا بھی اسے دی گئی اور ابن الزکی طلباء کو منطق اور علم کلام میں اشتغال کرنے سے روکتا تھا' اور جس کے پاس مدرسہ نوریہ میں ان علوم کی کتابیں ہوتیں انہیں پھاڑ دیتا اور اس عقیدہ کا تحفظ کرتا تھا' جسے امام غزالی نے المصباح کے نام سے لکھا ہے اور آپ کے لڑکے بھی اس کی حفاظت کرتے تھے اور صلاح الدین کی قبر کے بالمقابل الکلاسہ میں آپ تفسیر کا درس دیا کرتے تھے' آپ کے اور اسماعیلیوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور انہوں نے آپ کو قتل کرنا چاہا تو آپ نے اپنے گھر میں اپنے لیے جامع مسجد کی طرف ایک دروازہ بنایا تا کہ آپ اس سے نماز کے لیے جایا کریں' پھر آپ مخبوط الحواس ہو گئے اور آپ پر مرگی جیسی کیفیت طاری ہو جاتی' حتیٰ کہ آپ اس سال کے شعبان میں وفات پا گئے اور قاسیون کے دامن میں جو قبرستان ہے اس میں دفن ہوئے' بیان کیا جاتا ہے کہ حافظ عبدالغنی نے آپ کے خلاف بددعا کی تھی' جس سے آپ کو یہ عاجز کر دینے والی بیماری ہو گئی اور آپ مر گئے۔ اور اسی طرح خطیب الدولعی نے بھی اس سال وفات پائی اور یہی دونوں حافظ عبدالغنی کے خلاف کھڑے ہوئے تھے اور دونوں اسی سال مر گئے اور دوسروں کے لیے عبرت بن گئے۔

خطیب الدولعی:

ضیاء الدین ابوالقاسم عبدالملک بن زید بن یاسین الثعلبی الدولعی' موصل کی ایک بستی الدولعیۃ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے الدولعی کہلاتے ہیں' آپ وہاں ۵۱۸ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں شافعی مذہب کی فقہ سیکھی اور حدیث کا سماع کیا اور ترمذی کا ابوالفتح الکروجی کو اور نسائی کا ابوالحسن علی بن احمد البردی کو سماع کرایا' پھر آپ دمشق آئے اور وہاں خطابت اور الغزالیہ کی تدریس کا کام سنبھال لیا' آپ زاہد' متقی نیک سیرت اور حق کے بارے میں بڑے رعب دار تھے آپ نے ۱۹ ربیع الاول کو منگل کے روز وفات پائی اور باب الصغیر کے قبرستان میں شہداء کی قبور کے نزدیک دفن ہوئے اور آپ کا جنازہ جمعہ کے دن ہوا اور آپ کے بعد آپ کے بھتیجے محمد بن ابی الفضل بن زید نے ۳۷ سال تک خطابت سنبھالے رکھی اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے بیٹے جمال الدین محمد نے خطابت سنبھالی اور ابن الزکی نے اپنے بیٹے الزکی کو امیر مقرر کیا' تو اس نے ایک نماز پڑھی اور جمال الدین نے عادل کے بھائی امیر علم الدین سے سفارش کی تو اس نے اسے نماز کا امیر مقرر کر دیا اور وہ امیر نماز قائم رہا' حتیٰ کہ ۶۳۵ھ میں فوت ہو گیا۔

شیخ علی بن علی بن علیش:

آپ یمن کے عابد و زاہد تھے اور الکلاسہ کے مشرق میں مقیم تھے اور آپ کے احوال و کرامات بھی ہیں جنہیں شیخ علم الدین سخاوی نے آپ سے بیان کیا ہے اور اس سے ابوشامہ نے انہیں بیان کیا ہے۔

الصدر ابوالثنا حماد بن عبداللہ:

ابن حماد الحرانی' آپ تاجر تھے آپ نورالدین شہید کے سال ۵۱۱ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد و مصر وغیرہ بلاد سے حدیث کا سماع کیا اور ذوالحجہ میں وفات پا گئے' آپ کے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں۔

''آدمی کا آفاق میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا اسے کچھ خوبیوں سے بہرہ ور کرتا ہے جو اس کے شہر میں نہیں ہوتیں' کیا

تو شطرنج کے پیادے کو نہیں دیکھتا کہ اسے حسن تنقل نے ایسا حسن دیا ہے جو اس کی خوبصورتی سے بڑھ کر ہے''۔

یمنشا بنت عبداللہ:

المستضیٔ کی آزاد کردہ لونڈی یہ اس کی سب سے چہیتی لونڈی تھی پھر اس کے بعد علماء اور فقراء سے سب سے زیادہ حسن سلوک کرنے والی اور صدقہ وخیرات کرنے والی بن گئی اور بغداد میں حضرت معروف کرخیؒ کی قبر کے پاس اس کی قبر کے نزدیک اس کے صدقات وخیرات کے کام موجود ہیں۔

ابن المحتسب شاعر ابوالسکر:

محمود بن سلیمان بن سعید موصلی جو ابن المحتسب کے نام سے مشہور ہے اس نے بغداد میں فقہ سیکھی' پھر اس نے شہروں کی طرف سفر کیے اور ابن الشہر زوری کی صحبت اختیار کی اور اس کے ساتھ آیا اور جب وہ بغداد کا قاضی بنا تو اس نے اسے اوقاف نظامیہ کی نگرانی سپرد کر دی اور یہ شعر بھی کہتا تھا' اور شراب کے متعلق بھی اس کے اشعار ہیں جن میں کچھ بھلائی نہیں' میں نے ان کے گند کی وجہ سے ان سے گھن محسوس کرتے ہوئے اور ان سے بچنے کے لیے انہیں چھوڑ دیا ہے۔

۵۹۹ھ

ابن الجوزی کے نواسے نے اپنی کتاب مرأت میں بیان کیا ہے کہ محرم کے آخر میں ہفتہ کی رات کو آسمان پر ستارے متحرک ہو گئے اور شرقاً غرباً دوڑنے لگے اور منتشر ٹڈی کی طرح دائیں بائیں اُڑ گئے۔

راوی کا بیان ہے' اس قسم کا واقعہ صرف بعثت کے سال اور ۲۴۱ھ میں دیکھا گیا اور اس سال قلعہ دمشق کی فصیل کی تعمیر شروع ہوئی اور اس کی ابتدا اس برج سے کی گئی جو باب النصر کے قریب مغربی کونے میں قبلہ کی جانب ہے اور اس سال خلیفہ ناصر نے سخاوت کے خلعت اور شلواریں ملک عادل اور اس کے بیٹوں کو بھیجیں اور اسی سال عادل نے اپنے بیٹے موسیٰ اشرف کو ماردین کے محاصرہ کے لیے بھیجا اور بخارا اور موصل کی فوج نے اس کی مدد کی' پھر الظاہر کے ہاتھوں ان شرائط پر صلح ہو گئی کہ ماردین کا حکمران ہر سال ایک لاکھ پچاس ہزار دینار دے گا اور سکہ اور خطبہ عادل کا ہو گا اور یہ کہ وہ جب اسے فوج کے ساتھ طلب کرے گا وہ اس کے پاس حاضر ہو گا۔

اور اس سال موریانیہ کی خانقاہ کی تعمیر مکمل ہوئی اور شیخ شہاب الدین عمر بن محمد الشہر زوری اس کا حاکم مقرر ہوا اور اس کے ساتھ صوفیاء کی ایک جماعت بھی تھی اور اس نے ان کے مناسب حال ان کے وظائف مقرر کیے' اور اس سال ملک عادل نے محمد بن ملک عزیز اور اس کے بھائیوں کو روک لیا اور انہیں الرھاء کی طرف اس خوف سے نہ جانے دیا کہ وہ مصر میں آفت برپا کریں گے اور اس سال الکرج نے دوین شہر پر قبضہ کر لیا' اور اس کے باشندوں کو قتل کیا اور اسے لوٹ لیا' دوین آذربائیجان کا ایک شہر ہے' کیونکہ وہاں کا بادشاہ فسق وشراب میں مصروف تھا' اللہ اس کا بھلا نہ کرے' اور اس کی وجہ سے کفار نے مسلمانوں کی گردنوں کے بارے میں فیصلہ دیا' اور یہ قیامت کے روز اس کی گردن میں طوق بن کر پڑے گا۔

ملک غیاث الدین غوری:

اس سال شہاب الدین کے بھائی غیاث الدین نے وفات پائی' اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمود بادشاہ بنا اور اس نے اپنے باپ کا لقب اختیار کیا' اور غیاث الدین عقلمند' مستقل مزاج اور بہادر آدمی تھا اور جنگوں کی کثرت کے باوجود کسی جھنڈے نے اسے شکست نہیں دی' یہ شافعی المذہب تھا اور اس نے شافعیہ کے لیے ایک عظیم مدرسہ تعمیر کیا اور اس کی سیرت نہایت عمدہ تھی۔

امیر علم الدین ابو منصور ❶

سلیمان بن شیرو یہ بن جندر جو ملک عادل کا باپ کی طرف سے بھائی تھا اس نے ۱۹ محرم کو وفات پائی اور اسے اس کے اس گھر میں دفن کیا گیا جس کی اس نے باب الفرادیس کے اندر افتراس کے محلّہ میں مدرسہ کے لیے حد بندی کی تھی اور پورے حمام کو اس کے لیے وقف کر دیا تھا' اللہ قبول فرمائے۔

قاضی الضیاء الشہر زوری:

ابوالفضائل القاسم بن یحییٰ بن عبداللہ بن القاسم الشہر زوری الموصلی' یہ نورالدین کے زمانے میں بغداد کا قاضی القضاۃ تھا' اور دمشق کے قاضی القضاۃ کمال الدین شہرزوری کا بھتیجا تھا اور جب اس نے صلاح الدین کے زمانے میں ۵۷۶ھ میں وفات پائی تو اس نے اپنے اس بھتیجے کو قاضی بننے کی وصیت کی' تو اس نے اسے قاضی مقرر کر دیا' پھر اسے معزول کر کے ابن ابی عصرون کو قاضی بنا دیا اور اس کی بجائے اسے بادشاہوں کی طرف سفیر بنا دیا' پھر اس نے موصل شہر کی قضا سنبھالی پھر اسے بغداد بلایا گیا اور اس نے دو سال چار ماہ بغداد کی امارت کی' پھر اس نے خلیفہ کو استعفیٰ دیا' تو جو مقام اسے اس کے ہاں حاصل تھا اس کی وجہ سے اس نے استعفیٰ قبول نہ کیا تو اس نے اپنی بیوی ست الملوک سے خلیفہ کی ماں کے خلاف مدد مانگی اور اس کا اس کے ہاں بڑا مقام تھا۔ تو اسے اس کا جواب دیا گیا اور اس نے اس کی محبت کی وجہ سے حماۃ کی قضا سنبھال لی اور اسے اس پر ملامت کی جاتی تھی' اور اسے اس کے ہاں فضائل حاصل تھے' اور اس کے عمدہ اشعار بھی ہیں' اس نے اس سال کی ۱۵ ارجب کو وفات پائی۔

عبداللہ بن علی بن نصر بن حمزہ:

ابوبکر بغدادی جو ابن المرستانیہ کے نام سے مشہور ہیں اور ایک مشہور فاضل شخص ہیں' آپ نے حدیث کا سماع کیا ہے اور اسے جمع کیا ہے اور آپ طبیب اور منجم تھے اور اوائل کے علوم اور تاریخ سے واقف تھے اور آپ نے دارالسلام کی تاریخ کے بارے میں دیوان الاسلام تصنیف کیا ہے اور اسے تین سو ساٹھ ابواب میں مرتب کیا ہے مگر وہ مشہور نہیں ہوا' اور آپ نے سیرت ابن ہبیرہ بھی مرتب کی ہے اور آپ کا خیال تھا کہ آپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں' جس کی وجہ سے لوگوں نے آپ پر اعتراضات کیے اور ایک نے یہ اشعار کہے ہیں۔

---

❶ النجوم الزاہرہ میں سلیمان بن جندر لکھا ہے۔

''انساب کو چھوڑ دے اور تیم سے معترض نہ ہو بلاشبہ سفید اونٹ بھی خالص کی اولاد ہوتے ہیں' تو تیم کا لے پالک ہو گیا ہے بیٹے پس کس نے تیم کی طرف انتساب کا دعویٰ کیا ہے۔''

ابن النجا الواعظ:

علی بن ابراہیم بن نجا زین الدین ابوالحسن دمشقی الواعظ الحنبلی' آپ بغداد آئے اور وہاں فقہ سیکھی اور حدیث کا سماع کیا' پھر اپنے شہر دمشق واپس آ گئے پھر آپ ۵۶۴ھ میں نورالدین کی طرف سے ایلچی بن کر اس کی طرف واپس آئے اور وہاں حدیث بیان کی۔ پھر صلاح الدین کے ہاں اسے مرتبہ حاصل ہو گیا اور آپ ہی نے عمارۃ الیمنی اور زویہ کے خلاف چغلی کھائی اور انہیں صلیب دیا گیا' اور مصر میں آپ کو بڑا مقام حاصل تھا اور آپ نے جمعہ کے روز قدس میں خطبہ دیا اور اس سے فراغت کے بعد آپ نے گفتگو کی اور یہ جمعہ کا وقت تھا' اور کھانے پینے کے لحاظ سے آپ بادشاہوں سے بھی اچھی زندگی گزارتے تھے' اور آپ کے پاس بیس خوبصورت ترین لونڈیاں تھیں اور ہر ایک' ایک ہزار دینار کی تھی اور آپ ان کے پاس چکر لگایا کرتے تھے۔ اور اس کے بعد آپ محتاج ہو کر مرے اور اپنے پیچھے کفن بھی نہ چھوڑا' اور آپ نے منبر پر وزیر طلائع بن زریک کو یہ اشعار سنائے۔

''تیرے بڑھاپے نے جوانی کے آغاز کا خاتمہ کر دیا ہے اور باز' کوے کے گھونسلے میں اتر آیا ہے تو سوتا ہے اور حوادث کی آنکھ بیدار رہتی ہے اور مصائب کے دانت تجھ سے اچٹنے والے نہیں' تیری عمر کو کیسے بقا حاصل ہو سکتی ہے وہ تو خزانہ ہے جس سے تو نے بلاحساب ہی خرچ کر دیا ہے۔''

شیخ ابوالبرکات (محمد بن احمد بن سعید الشکرینی) جو المؤید کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ادیب اور شاعر تھے' آپ نے وجیہ نحوی کے بارے میں اس وقت نظم کہی جب وہ حنبلی تھے' پھر وہ حنفی بن گئے۔ پھر شافعی بن گئے آپ نے یہ نظم نظامیہ کے حلقہ نحو میں کہی۔

''ارے میری طرف سے وجیہ کو پیغام پہنچا دو' اگرچہ پیغامات بھیجنے کا اسے کوئی فائدہ نہیں۔ تو نے ابن حنبلؒ کے بعد نعمان کا مذہب اختیار کر لیا ہے اور یہ مذہب تو نے اس وقت اختیار کیا جب کھانے پینے کی چیزوں نے تجھے محتاج کر دیا اور تو نے شافعیؒ کے قول کو دین کے لیے اختیار نہیں کیا بلکہ تو جو چاہتا تھا یہ اسی کا حاصل ہے اور تھوڑے عرصے بعد ہی تو امام مالکؒ کی طرف چلا جائے گا' تو اس بات کی طرف نظر کر جو تو کہہ رہا ہے۔

زمرد خاتون:

خلیفہ ناصر لدین اللہ کی والدہ اور المستضی کی بیوی یہ بڑی نیک' عبادت گزار اور احسان وعطیات اور اوقاف والی عورت تھی' اور اس نے حضرت معروف کرخیؒ کے پہلو میں اپنی قبر بنائی ہے اور اس کا جنازہ بہت مشہور ہے اور اس کی وجہ سے ایک ماہ تک اس کی تعزیت ہوتی رہی یہ اپنے بیٹے کی خلافت میں ۲۴ سال اس حالت میں زندہ رہی کہ اس کی بات کو پورا کیا جاتا تھا اور اس کے احکام کی اطاعت کی جاتی تھی۔

اور اسی سال شیخ شہاب الدین ابوشامہ کی ولادت ہوئی اور اس نے اس سال میں اپنی پیدائش کے تذکرہ میں اپنے طویل حالات بیان کیے ہیں جو اس کی وفات تک چلے جاتے ہیں' شروع میں اس نے اپنے اشتغال اور تصانیف اور اپنے اشعار اور جو اس

نے مبشر خواب دیکھے ان کے متعلق بہت کچھ بیان کیا ہے' اور اس سال ملک چنگیز خاں شاہ تاتار کی ابتداء ہوئی' اس پر اللہ کی طرف سے وہ چیز نازل ہوئی جس کا وہ مستحق ہے اور وہ یاسق والا ہے جس نے اسے اس لیے وضع کیا تا کہ تاتار اور ان کے ساتھ جو ترک امراء تھے جو جاہلیت کا فیصلہ چاہتے تھے.........وہ اس کے پاس اپنے جھگڑے لے جائیں یہ تولی خان کا والد اور اس ہلاکو بن تولی خان کا دادا ہے جس نے خلیفہ معتصم اور اہل بغداد کو ۶۵۶ھ میں قتل کیا تھا' جیسا کہ ابھی اپنے مقام پر اس کا ذکر ہوگا' انشاء اللہ

۶۰۰ھ

اس سال فرنگیوں نے اپنے میں سے بہت سے لوگوں کو جمع کیا تا کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے بیت المقدس کو واپس لیں' پس اللہ نے رومیوں کے ساتھ جنگ کی وجہ سے انہیں اس کام سے غافل کر دیا۔

اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ اپنے راستے میں قسطنطنیہ سے گزرے تو انہوں نے وہاں کے ملوک کو باہم اختلاف کرتے پایا' تو انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے زبردستی فتح کر لیا اور تین روز اسے قتل کرنے اور قیدی بنانے کے لیے مباح کر دیا اور اس کے اکثر گھروں کو نذر آتش کر دیا۔ اور ان تین دنوں میں ہر رومی نے مقتول' محتاج' پابجولاں اور قیدی ہونے کی حالت میں صبح کی اور عوام میں سے جو لوگ باقی بچ گئے' انہوں نے اپنے بڑے کلیسا اباصوفیاء میں پناہ لے لی' فرنگیوں نے ان کا قصد کیا تو پادری اناجیل لے کر ان کے پاس آئے تا کہ ان کے قریب ہو کر انہیں اناجیل کی تعلیمات سنائیں' مگر انہوں نے اس کی طرف کوئی التفات نہ کیا بلکہ انہوں نے ان سب کو نیچے کر کے قتل کر دیا اور کلیسا میں جو زیورات' سونا' اور بے شمار اموال تھے انہیں قابو کر لیا اور جو کچھ صلیبوں اور دیواروں پر لگا تھا وہ بھی لے لیا اور سب تعریف اس خدا کے لیے ہے وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے' پھر ملوکِ فرنگ نے قرعہ ڈالا اور وہ تین تھے' دوق البنادقہ' یہ ایک نابینا شیخ تھا' جس کے گھوڑے کو آگے سے کھینچا جاتا تھا' اور مرکیس الافرسیس اور کندا بلند' اور یہ ان سے تعداد اور سامان کے لحاظ سے بڑھ کر تھا' اور تین بار اسی کے نام قرعہ نکلا' تو انہوں نے اسے قسطنطنیہ کا بادشاہ بنا دیا اور دوسرے دو بادشاہوں نے کچھ شہر لے لیے' اور اس سال قسطنطنیہ میں رومیوں سے حکومت منتقل ہو کر فرنگیوں کے پاس آ گئی اور رومیوں کے ہاتھوں میں صرف خلیج کے پیچھے کا علاقہ رہ گیا' اس پر ایک رومی شخص نے جسے لشکری کہا جاتا تھا' قبضہ کر لیا' اور وہ اپنی وفات تک اس طرف کا مالک رہا۔ پھر فرنگیوں نے بلادِ شام کا قصد کیا اور انہوں نے اپنے شاہ قسطنطنیہ سے قوت حاصل کی اور عکا میں اترے اور غور کی طرف کے بہت سے شہروں اور ان علاقوں میں غارت گری کی اور لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا' پس دمشق سے عادل نہایت سرعت کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا اور اس نے مصری اور مشرقی فوجوں کو بلایا اور عکا کے قریب ان سے مقابلہ کیا اور ان کے درمیان شدید جنگ اور عظیم حصار ہوا' پھر ان کے درمیان مصالحت ہو گئی اور اس نے انہیں کچھ شہر دے دیئے' انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس سال مشرق میں خوارزمیوں اور غوریوں کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں' جن کا بیان طویل ہے اور اس سال حاکم موصل نورالدین اور حاکم سنجار قطب الدین نے باہم جنگ کی اور اشرف بن عادل نے قطب کی مدد کی' پھر انہوں نے صلح کر لی اور اشرف نے نورالدین کی ہمشیرہ سے نکاح کر لیا۔ اور وہ اتابکیہ بنت عزالدین مسعود بن مودود بن زنگی تھی اور دامن کوہ میں جو اتابکیہ

ہے اسے وقف کرنے والی ہے اور وہیں اس کی قبر ہے۔

اور اس سال مصر، شام، جزیرہ اور قبرص وغیرہ شہروں میں عظیم زلزلہ آیا۔ یہ ابن اثیر کا قول ہے جسے اس نے الکامل میں بیان کیا ہے۔

اور اس سال ایک تاجر محمود بن محمد حمیری، حضر موت ظفار وغیرہ کے بعض شہروں پر متغلب ہو گیا۔ اور اس کا زمانہ ۶۱۹ھ اور اس کے بعد تک چلتا رہا۔

اور اس سال کے جمادی الاولیٰ میں بغداد کے قاضی القضاۃ ابوالحسن علی بن عبداللہ بن سلیمان الجیلی کے لیے وزیر کے گھر میں مجلس منعقد ہوئی اور دستاویزی ثبوت سے ثابت ہو گیا کہ وہ رشوت لیتا ہے، پس اس مجلس میں اسے معزول کیا گیا اور اسے فاسق قرار دیا گیا اور اس کے سر سے سبز چادر کھینچ لی گئی۔ اور اس کی مدت حکومت دو سال تین ماہ تھی۔

اور اس سال ملک رکن الدین قلج ارسلان کی وفات ہوئی، اسے فلاسفہ کے اعتقاد کی طرف منسوب کیا جاتا تھا، اور جو اس اعتقاد کی طرف منسوب ہوتا وہ اس کی پناہ گاہ تھا اور اس کی موت سے قبل اس سے عظیم جرم سرزد ہوا اور وہ یہ کہ اس نے اپنے سگے بھائی .... جو انگور کا حاکم تھا .... اور اسے انقرہ بھی کہا جاتا ہے .... کا کئی سال تک محاصرہ کیے رکھا، حتیٰ کہ اس نے اسے خوراک کی تنگی کر دی اور اس نے انقرہ کو اس شرط پر اس کے سپرد کر دیا کہ وہ اسے کچھ شہر عطا کر دے، اور جب اس نے اس پر اور اس کے لڑکوں پر قابو پالیا تو اس نے ان کی طرف آدمی بھیجے جنہوں نے انہیں، دھوکے اور فریب سے قتل کر دیا اور اس کے بعد اسے صرف پانچ دن کی مہلت ملی اور اللہ تعالیٰ نے سات روز تک اسے قولنج کیا اور وہ مر گیا (اور زمین و آسمان ان پر اشکبار نہ ہوئے اور نہ انہیں مہلت دی گئی) اور اس کے بعد اس کے بیٹے قلج ارسلان نے حکومت سنبھالی اور وہ چھوٹا بچہ تھا وہ ایک سال بادشاہ رہا پھر اس سے حکومت چھن گئی اور اس کے چچا کیخسرو کے پاس چلی گئی اور اس سال بہت سے باطنیوں کو واسط میں قتل کر دیا گیا۔

ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے رجب میں صوفیاء کی ایک جماعت بغداد کی خانقاہ میں سماع کے لیے اکٹھی ہوئی تو جمال حلی نے انہیں یہ اشعار سنائے۔

''اے مجھے ملامت کرنے والی بس کر میرا بڑھاپا ہی کافی ملامت گر ہے، جوانی کی یہ حالت ہے کہ گویا کبھی تھی ہی نہیں اور بڑھاپے کی یہ حالت ہے کہ گویا وہ ہمیشہ رہے گا اور میرا غم وصل کی راتوں پر ہے جوان کے اول و آخر میں ہے اور غزل کے سماع کے وقت محبوب کا رنگ زرد ہے اور اگر میں دوبارہ تم سے ناراض ہوا تو میری زندگی خوشگوار اور متصل ہو جائے گی اور جو مصیبت مجھے پہنچی ہے میں اس کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی میں اہل اور اکتاہٹ کی پرواہ کرتا ہوں۔''

راوی کا بیان ہے کہ صوفیا حسب عادت ناچنے لگے اور ان میں سے ایک شخص احمد رازی کو وجد ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا، انہوں نے اسے بلایا تو وہ مر چکا تھا، راوی کا بیان ہے کہ وہ ایک صالح آدمی تھا، اور ابن الساعی کا بیان ہے کہ وہ نیک شخص تھا جس نے صدر عبدالرحیم شیخ الشیوخ کی مصاحبت کی اور لوگ اس کے جنازے میں شامل ہوئے اور اسے باب البرز میں دفن کیا گیا۔

ابوالقاسم بہاؤ الدین:

حافظ بن حافظ ابوالقاسم علی بن ھبۃ اللہ بن عساکرؒ آپ کی پیدائش ۵۲۷ھ میں ہوئی اور آپ کے باپ کثیر نے آپ کو سماع کرایا۔ اور آپ نے اپنے باپ کو اپنے اکثر مشائخ میں شریک کیا ہے اور آپ نے دوبار اپنی تحریر میں اپنے باپ کی تاریخ لکھی ہے' اور کثیر نے بھی لکھا...... اور سماع کرایا ہے اور بہت کتابیں تصنیف کی ہیں' اور آپ نے جامع اموی میں حدیث سماع کرانے کے لیے اپنے باپ کی جانشینی کی' اور دارالحدیث نوریہ کو پیچھے چھوڑا' آپ نے ۸رصفر جمعرات کے روز وفات پائی اور آپ کو عصر کے بعد اپنے باپ کے پاس باب الصغیر میں' صحابہ کی قبور کے مشرق میں احاطہ کے باہر دفن کیا گیا۔

حافظ عبدالغنی مقدسی:

ابن عبدالواحد بن علی بن سرور حافظ ابو محمد المقدسی' جو مشہور تصانیف کے مؤلف ہیں جن میں الکمال فی اسماء الرجال اور الاحکام الکبریٰ والصغریٰ وغیرہ شامل ہیں' آپ ربیع الآخر ۵۴۱ھ میں جماعیل میں پیدا ہوئے اور آپ اپنے دونوں چچاؤں امام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی اور شیخ ابوعمر سے چار ماہ بڑے تھے اور وہ دونوں سب سے پہلے اپنے اہل سمیت بیت المقدس سے مشرقی دروازے سے باہر مسجد ابی صالح کے پاس آئے پھر دامن کوہ میں منتقل ہو گئے' اور ان کی وجہ سے محلۃ الصالحیہ مشہور ہو گیا اور اسے صالحیہ کہا جانے لگا اور انہوں نے دیر میں سکونت اختیار کر لی اور حافظ عبدالغنی نے قرآن پڑھا اور حدیث کا سماع کیا' اور وہ اور موفق ۵۶۰ھ میں بغداد کی طرف کوچ کر گئے' اور شیخ عبدالقادرؒ نے انہیں اپنے پاس مدرسہ میں اتارا اور آپ کسی کو اپنے ہاں اترنے نہیں دیتے تھے' لیکن آپ نے ان دونوں میں بھلائی اور نجابت وصلاح کو دیکھا اور ان کی عزت کی اور انہیں سماع کرایا۔

پھر ان دونوں کی آمد کے پچاس دن بعد آپ وفات پا گئے اور عبدالغنی کا میلان حدیث اور اسماء الرجال کی طرف تھا۔ اور موفق کا میلان فقہ کی طرف تھا اور یہ دونوں شیخ ابوالفرج ابن الجوزی اور شیخ ابوالفتح ابن المنی کے ساتھ مشغول ہو گئے۔

پھر یہ دونوں چار سال کے بعد دمشق آئے اور عبدالغنی مصر اور اسکندریہ چلا گیا پھر دمشق کی طرف واپس آ گیا' پھر جزیرہ اور بغداد کی طرف کوچ کر گیا' پھر اصبہان کی طرف چلا گیا اور وہاں کثیر سے سماع کیا۔

اور حافظ ابونعیم کی تصنیف جو اسماء الصحابہ کے بارے میں ہے' سے واقفیت حاصل کی میں کہتا ہوں' وہ تصنیف حافظ ابونعیم کی تحریر میں میرے پاس موجود ہے' اور وہ کتاب کے ایک سو نوے مقامات پر مناقشہ کرنے لگا' جس سے بنوالنجحندی ناراض ہو گئے' اور انہوں نے اسے وہاں سے ایک چادر میں چھپا کر باہر نکال دیا۔ اور جب یہ اپنے راستے میں موصل آیا تو اس نے جرح وتعدیل کے بارے میں عقیلی کی کتاب کا سماع کیا' اور حنفیہ نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے سبب اس پر حملہ کر دیا تو یہاں سے بھی وہ ڈر سے دیکھتا ہوا نکل گیا۔

اور جب دمشق آیا' تو جامع دمشق میں حنابلہ کے برآمدوں میں نماز جمعہ کے بعد حدیث پڑھتا تھا۔ پس لوگوں نے اس پر اتفاق کیا' اور اس کے پاس آ گئے۔ اور یہ رقیق القلب اور جلد اشکبار ہونے والا شخص تھا' اور اسے لوگوں میں بہت قبولیت حاصل ہو

گئی۔ اور بنوالزکی' الدولعی اور شافعیہ کے کبار و اشقیاء اور بعض حنابلہ نے بھی اس سے حسد کیا' اور انھوں نے ناصح حنبلی کو تیار کیا اور اس نے قبۃ النسر تلے گفتگو کی' اور انہوں نے اسے حکم دیا' کہ وہ ممکن حد تک اپنی آواز کو بلند کرے' حتیٰ کہ اُسے پریشان کر دے' پس عبدالغنی اپنی باری کو عصر کے بعد تک لے گیا۔ اور ایک روز اُس نے کرسی پر اپنا عقیدہ بیان کیا تو قاضی ابن الزکی اور ضیاء الدین الدولعی نے اس پر حملہ کر دیا' اور انہوں نے اس کے لیے قلعہ میں ۲۴ ذوالقعدہ ۵۹۵ھ کو سوموار کے روز ایک مجلس منعقد کی' اور مسئلہ علو ونزول اور مسئلہ حرف وصوت کے بارے میں اس سے طویل گفتگو کی۔ اور اس نے دلیل کے ساتھ ان پر غلبہ پالیا' تو قلعہ کے نائب برغش نے اُسے کہا' یہ سب ضلالت پر ہیں اور تو حق پر ہے؟ اس نے کہا' ہاں' جس سے برغش ناراض ہوگیا' اور اس نے آپ کو شہر سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ اور آپ تین دن کے بعد بعلبک کی طرف کوچ کر گئے' پھر قاہرہ چلے گئے' تو آٹا پیسنے والوں نے آپ کو پناہ دی' اور آپ وہاں حدیث پڑھتے تھے۔ تو فقہائے مصر نے بھی آپ پر حملہ کر دیا۔ اور انہوں نے وزیر صفی الدین شکر کو خط لکھا تو اس نے آپ کو مغرب کی طرف جلاوطن کرنے کا اقرار کیا۔ اور آپ خط کے پہنچنے سے قبل اس سال کی ۲۳ ربیع الاوّل کو سوموار کے روز وفات پاگئے۔

آپ کی عمر ۵۷ سال تھی' اور آپ کو قرافہ میں شیخ ابوعمرو بن مرزوق کے پاس دفن کیا گیا رحمہ اللہ البسط نے بیان کیا ہے کہ عبدالغنی متقی' عابد و زاہد تھے۔ آپ حضرت امام احمد کے درد کے مطابق ہر روز تین سو رکعت نماز پڑھتے تھے' اور رات کو قیام کرتے تھے' اور سال کا اکثر حصہ روزے رکھتے تھے' اور آپ شریف اور سخی آدمی تھے' اور کسی چیز کو ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔ اور یتیموں اور بیواؤں پر اس طرح صدقہ کرتے تھے کہ آپ کو کوئی نہ دیکھ سکتا تھا' اور آپ اپنے کپڑے کو پیوند لگاتے تھے اور نئے کپڑے کی قیمت کو ترجیح دیتے تھے' اور بکثرت مطالعہ کرنے اور رونے کی وجہ سے آپ کی بصارت کمزور ہوگئی تھی' اور آپ علم حدیث اور حفظ میں اپنے زمانے کے یکتا آدمی تھے۔

میں کہتا ہوں ہمارے شیخ حافظ ابوالحجاج المزی نے آپ کی کتاب الکمال فی اسماء الرجال کی .... کتب ستہ کے رجال .... کی اپنی کتاب تہذیب سے اصلاح کی ہے اور اس سے تقریباً ایک ہزار مقامات کی غلطیاں نکالی ہیں' اور اس امام المزی کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ اور آپ کی کتاب التہذیب کی مثل اس سے پہلے نہیں لکھی گئی اور نہ اس کی مشابہت کی جاسکتی ہے اور یہ دونوں شخص اسماء الرجال کے حفظ و اتقان اور سماع و اسماع اور متون اور اسماء الرجال کے بیان میں اپنے اپنے زمانے میں یکتا آدمی تھے۔ اور حاسد نہ کامیاب ہوسکتا ہے اور نہ فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔

ابوالفتوح اسعد بن محمود العجلی:

تتمۃ التتمۃ کا مؤلف اسعد بن ابی الفضل بن محمود بن خلف العجلی الفقیہہ الشافعی الاصبہانی' واعظ اور دین کا منتخب شخص' آپ نے حدیث کا سماع کیا' اور فقہ سیکھی اور ماہر ہوگئے۔ اور آپ نے ابوسعد ہروی کے لیے تتمۃ التتمۃ تصنیف کی' اور آپ زاہد و عابد شخص تھے' اور آپ نے الوسیط اور الوجیز کے مشکل مقامات کی شرح کی ہے۔ آپ نے صفر ۶۰۰ھ میں وفات پائی۔

البنانی شاعر:

ابوعبید اللہ محمد بن المہنا شاعر جو البنانی کے نام سے مشہور ہے اس نے خلفاء اور وزراء وغیرہ کی مدح کی اور اس کے شعر بہت لطیف ہیں۔

''یہ ظلم کی بات ہے کہ تو شیفتۂ محبت کو دیکھے اور اسے ڈانٹے' اور دوسرے کی محبت کا تو انکار کرے۔ اے عاشق کو ملامت کرنے والے' اگر تو اس کے قاتل کو دیکھتا' تو تو رخسار کی وجہ سے اسے معذور سمجھتا' میں اس پر فدا ہوں' جب وہ میرے قتل کے درپے ہوتا ہے تو وہ مجھے اپنی آنکھوں کے سحر سے بتاتا ہے کہ میں اسے کیسے مسحور کرتا ہوں' وہ نیند میں رات سے استمتاع کرتا ہے۔ اور میں صبح تک بے خواب رکھتا ہوں' وہ مجھے بھول جاتا ہے اور میں اسے یاد کرتا ہوں۔''

ابوسعید الحسن بن خلد:

ابن المبارک نصرانی ماروانی' جس کا لقب وحید ہے' یہ نوعمری میں علم الاوائل میں مشغول ہو گیا' اور اس میں پختہ ہو گیا۔ اور اسے اچھا شعر کہنے میں بڑی مہارت حاصل تھی' اللہ اسے ہلاک کرے' اس کے یہ اشعار بھی ہیں۔

میرے پاس ایک خط آیا ہے' جسے ایسی انگلیوں نے لکھا ہے جو سمندروں کو اپنے اندر لیے ہوئے ہیں اور ان کے پانی سے سمندر غرق ہو جاتے ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ میں اس کے لکھ کر مٹائے ہوئے الفاظ پر پیچ و تاب کھا رہا ہوں' حالانکہ اس کی دسوں انگلیاں پکڑنے کی عادی نہیں۔ پھر کہتا ہے۔

''اور اس کی دونوں کنپٹیوں نے اس کے رخسار کا رنگ لے لیا ہے' اور وہ شیشے کے پیچھے سائے کی طرح نظر آتی ہیں' اور جب وہ ظاہر ہوتی ہے تو تو رومی فوج کو آندھی میں ایک ٹکڑی کی طرح دیکھے گا۔ جو جنگ کے دن کے لیے دوڑ رہی ہے یا صبح پر تاریک رات کی دھاری لگائی گئی ہے جو ہاتھی دانت کے پہلو میں آبنوس سے مشابہ ہے' اور اس کی دونوں کنپٹیاں اس کے گلابی رخسار میں گھس گئی ہیں' اور اس نے اسے اپنے اشعار کی باڑ لگا دی ہے۔

العراقی محمد بن العراقی:

رکن الدین ابوالفضل قزوینی' پھر ہمدانی' جو طاؤسی کے نام سے مشہور ہے' یہ شخص علم الخلاف اور جدل و مناظرہ میں بڑا ماہر تھا' اس نے یہ علم رضی الدین نیشاپوری سے حاصل کیا' اور اس بارے میں تین حواشی لکھے۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ان میں سے درمیانی سب سے اچھا ہے اور اس نے ہمدان کی طرف سفر کیا ہے اور ایک حاجب نے اس کے لیے وہاں ایک مدرسہ تعمیر کیا جو الحاجبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ طاؤس بن کیسان تابعی کی طرف منسوب ہے۔ واللہ اعلم

۶۰۱ھ

اس سال خلیفہ نے اپنے بیٹے محمد کو' جس کا لقب الظاہر تھا' ۱۷ سال اس کا خطبہ دینے کے بعد اُسے ولی عہدی سے ہٹا دیا' اور اپنے دوسرے بیٹے علی کو ولی عہد بنایا اور علی جلد ہی مر گیا تو پھر الظاہر کو حکومت واپس مل گئی' اور اس کے باپ الناصر کے بعد اس کی

بیعت کی گئی' جیسا کہ ابھی ۶۲۳ھ میں بیان ہوگا۔

اور اس سال دارالخلافت کے میگزین میں زبردست آگ لگ گئی اور بہت سے ہتھیار' سامان اور مسالن جل گئے جو لاکر پیا چار کروڑ دینار کی قیمت کے تھے۔ اور اس آگ کی خبر لوگوں میں پھیل گئی' اور اطراف کے بادشاہوں نے اس کے عوض خلیفہ کو ہتھیاروں کے تحائف بھیجے اور اس سے بہت زیادہ بھیجے۔

اور اس سال الکرج نے بلادِ مسلمین میں فساد پیدا کر کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا' اور دوسروں کو قیدی بنالیا۔ اور اس سال امیر مکہ قتادۃ الحسینی' اور امیر مدینہ سالم بن قاسم الحسینی کے درمیان جنگ ہوئی۔ اور قتادہ نے مدینہ جا کر سالم کا محاصرہ کرلیا' اور سالم حجرہ کے قریب نماز ادا کرنے کے بعد اس کے مقابلہ میں آیا' اور اس نے اللہ سے اس پر فتح پانے کی دعا کی۔ پھر اس کے مقابلہ میں آکر اسے شکست دی' اور اس کے پیچھے پیچھے آکر مکہ میں اس کا محاصرہ کرلیا۔ پھر قتادہ نے سالم کے امراء کی طرف پیغام بھیج کر انہیں اس کے خلاف کر دیا' اور سالم خیریت کے ساتھ واپس مدینہ آگیا۔

اور اس سال غیاث الدین کیخسرو بن قلج ارسلان بن مسعود بن قلج نے بلادِ روم پر قبضہ کر کے انہیں اپنے بھتیجے سے چھین لیا اور خود وہاں پر ڈٹ گیا' اور اس کی شان وشوکت بڑھ گئی' اور اس کی فوج میں بھی اضافہ ہوگیا۔ اور امراء اور حکمرانانِ اطراف نے اس کی اطاعت کی۔ اور افضل بن صلاح الدین نے سمیساط میں اس کا خطبہ دیا اور اس کی خدمت میں چلا آیا' اتفاق سے اس سال بغداد کا ایک شخص دجلہ میں تیرنے کے لیے اترا' اور اس نے اپنے کپڑے اپنے غلام کو دیئے تو وہ پانی میں غرق ہوگیا تو اس نے اس کی پگڑی میں ایک رقعہ دیکھا' جس میں یہ اشعار لکھے تھے۔

''اے لوگو! میری ایک آرزو تھی' جس کے حصول سے مجھے اجل نے روک دیا ہے' پس وہ شخص اللہ سے ڈرے جسے زندگی میں اس نے عمل کی توفیق دی ہے۔ میں گھر کے صحن میں اکیلا نہیں' ہر شخص اپنے مثل کو عنقریب منتقل ہوتا دیکھے گا۔''

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابوالحسن علی بن عنتر بن ثابت الحلی:

یہ شمیم کے نام سے مشہور ہے' اور یہ ادیب شاعر اور ماہر لغت تھا۔ اس نے اپنے اشعار کا ایک حماسہ مرتب کیا ہے' جسے یہ ابو تمام کے حماسہ پر فضیلت دیتا ہے۔ اور خمریات کے بارے میں بھی اس کے اشعار ہیں۔ اور اس کا خیال ہے کہ یہ اشعار ابونواس کے خمریاتی اشعار سے عمدہ ہیں اور ابو شامہ نے الذیل میں بیان کیا ہے کہ یہ احمق' بے شرم' بے حیا اور بے دین تھا۔ اور حماسہ اور رسائل اس کی تصنیفات ہیں۔ ابن الساعی نے بیان کیا ہے کہ اس نے بغداد آکر ابن الخشاب سے نحو سیکھی' اور اس سے عمدہ باتیں حاصل کیں۔ اور لغت اور عربوں کے اشعار بھی حاصل کیے۔ پھر اس نے موصل میں اقامت اختیار کرلی' اور وہیں وفات پائی۔ اس کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''ہرنیوں کی آنکھوں میں آنکھیں نہ ڈال' آرزوؤں ہی میں آجال کے بچھڑے کے مقامات ہیں' کتنی ہی نگاہوں نے ہلاک کر دیا اور پیچھے نہ رکھا' اور کتنے ہی ہاتھوں کو جنگ کے وقت بوسے دیے گئے اس نے نیک فال لی' اور سلام کی اجازت نہ دی' اور سلام کے طوق حیلہ بازوں کا کارنامہ ہے۔

اور تجنیس کے بارے میں اس کے شعر ہیں۔

''کاش وہ شخص جس کا قیام اور واپسی شام میں طویل ہوئی ہے اور وہ اپنی واپسی کو بغداد کے لیے مقرر کرتا تو دیکھ رہا ہے کہ زمانہ مجھے پامال کر رہا ہے اور اس کی مٹی کی کستوری بڑھ گئی ہے اور اس نے میری آنکھ کے نور کو مجھے پامال کرتے ہوئے دکھایا' اور وہ اس سے مالدار ہو گیا۔

اور اسی طرح شراب وغیرہ کے بارے میں بھی اس کے اشعار موجود ہیں۔

ابونصر محمد بن سعد اللہ ❶

ابن نصر بن سعید الارتاحی' یہ نحی' خوبصورت' حنبلی واعظ اور بہت اچھا شاعر تھا' اس کے شعر ہیں۔

''اگر نوجوان کے دل کے احوال درست ہو جائیں تو آرزوؤں کا حصول اس کے قبضے میں ہو جاتا ہے۔ اور اگر تو دیکھے کہ اس نے اپنے اقوال کو درست کر لیا ہے تو اسے بلندیوں پر آمادہ کرنا اس کے لیے قوت کا باعث بن جاتا ہے۔ اور اگر اس کے احوال پراگندہ ہو جائیں تو اس کی قبر میں اسے بوسیدگی حاصل ہوگی۔''

ابوالعباس احمد بن مسعود:

ابن محمد قرطبی خزرجی' آپ تفسیر' فقہ' حساب' فرائض' نحو لغت' عروض اور طب میں امام تھے۔ آپ کی تصانیف بہت اچھی ہیں' اور آپ کے اشعار بھی عمدہ ہیں۔

''جو کچھ باغات میں ہے' وہی رخساروں میں ہے۔ لیکن اس کے پھولوں کی رونق کا مفہوم عجیب ہے۔ اور میں حیران ہوں اور اس سے کوئی حیرانی بھی نہیں کہ موج کو پھیپھڑا کیسے اٹھا سکتا ہے۔''

ابوالفداء اسماعیل بن برتعس سنجاری:

یہ غلام تھا' اس کا آقا عماد الدین زنگی بن مودود تھا اور یہ خوبصورت' شاندار نظم کہنے والا' اور بہت ادیب سپاہی تھا۔ اور اس نے اشرف موسیٰ بن عادل کو اس کے بھائی یوسف کی تعزیت کرتے ہوئے جو اشعار لکھے' ان میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''بلندیوں اور اچھے کاموں کے آنسو ٹپک پڑے۔ اور تیرے مرنے سے بلندیوں کی حویلی چٹیل میدان بن گئی ہے' جس صبح کو یوسف نے اس لحد میں ٹھکانہ لیا ہے' اس صبح سے نیکی اور سخاوت قبر میں ٹھکانہ بنا بیٹھی ہے' موت کے ہاتھ نے کب اس کی روح کو اچک لیا' وہ تو تلوار سے روحوں کو اُچک لیا کرتا تھا۔ زمانے نے اسے اپنی موت کا پیالہ پلایا' اور وہ جنگ میں موت کو بہلانے سے واقف تھا' ہائے حسرت' کاش حسرت موت کو فائدہ دیتی' اور ہائے افسوس کاش افسوس فائدہ دیتا' میرا نفس مصائب پر قوی ہوتا تھا۔ لیکن اس مصیبت کے برداشت کرنے سے کمزور ہے۔''

---

❶ النجوم الزاہرۃ میں' محمد بن احمد بن حامد ابوعبداللہ ہے۔

ابوالفضل بن الیاس بن جامع اربلی:

اس نے نظامیہ میں فقہ سیکھی' اور حدیث کا سماع کیا' اور تاریخ وغیرہ کو تصنیف کیا' اور حسن کتابت شروط میں منفرد ہو گیا' اسے فضیلت اور نظم حاصل ہے۔ اس کے شعر ہیں۔

''اے میرے دل کو بیمار کرنے والے! تیری جدائی کا اخیر بھی ہے؟ اور میری آنکھوں کو بے خواب رکھنے والے' کیا تیرا خیال ملاقات کرنے والا ہے؟ اور اپنی بے رخی سے تعذیب کو شیریں خیال کرنے والے' کیا شریعت محبت میں تجھے کوئی ڈانٹ ڈپٹ کرنے والا نہیں؟ اے دل تجھے مبارک ہو جسے میں نے اپنے ایام کی یاد سے مطلع کر دیا ہے' حالانکہ تو مسافر ہے اور تیری دوری کے باعث' تکلیف دہ غم میرے دل سے جدا نہ ہو' حتیٰ کہ قدرت والا خدا پراگندگی کو مجتمع کر دے' اور اگر میں مرجاؤں تو میری طرف سے تمہیں سلام ہو' اور جب تک ذکر کرنے والا اتکبیر کہتا ہے وہ تمہیں بار بار سلام دیتا رہے۔

ابوالسعادات الحلی:

بغدادی تاجر رافضی' یہ ہر جمعہ کو جنگ کی زرہ پہنتا' اور اپنے گھر کے دروازے کے پیچھے کھڑا ہو جاتا اور دروازہ اس پر بند ہوتا' اور لوگ نماز جمعہ میں مصروف ہوتے اور وہ انتظار کرتا کہ صاحب الزماں' یعنی محمد بن حسن عسکری سرداب سامرا سے نکلے گا اور وہ اپنی تلوار کو مہدی کی نصرت کے لیے لوگوں میں گھمائے گا۔

ابوغالب بن کمونہ یہودی:

یہ کاتب تھا' اور اپنی تحریری قوت سے ابن مقلہ کی جعلی تحریر بنالیا کرتا تھا۔ اس نے واسط کے تہ خانے میں وفات پائی' اللہ اس پر لعنت کرے ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۶۰۲ھ

اس سال حاکم غزنی شہاب الدین محمد بن سام غوری اور اصحاب جبل جوذی بنی بوکر کے درمیان جنگ ہوئی' وہ اسلام سے مرتد ہو چکے تھے' پس اس نے ان سے جنگ کی' اور انہیں شکست دی اور ان سے بے شمار مال غنیمت حاصل کیا' اور ایک شخص نے اس کا پیچھا کر کے اس سال کے آغاز میں عشاء کے بعد اسے دھوکے سے قتل کر دیا' اور شہاب الدین بادشاہوں میں بہترین سیرت کا حامل اور جنگ میں ان سے زیادہ دانش مند اور ثابت قدم تھا' اور جب یہ قتل ہوا' تو فخر الدین رازی بھی آپ کے ساتھ تھے اور آپ بادشاہ کے سامنے وعظ کے لیے بیٹھ کر اسے نصیحت کیا کرتے تھے' اور جب آپ اپنی مجلس کے آخر میں فرماتے اے سلطان تیری بادشاہت باقی نہیں رہے گی' اور نہ رازی باقی رہے گا' اور ہم سب کو اللہ کی طرف واپس جانا ہے تو سلطان رو پڑتا۔ اور جب سلطان قتل ہو گیا تو بعض خاصکیہ نے امام رازی پر اس کے قتل کی تہمت لگائی تو آپ ڈر گئے' اور آپ نے وزیر موید الملک بن خواجہ کی پناہ لی' اور وہ آپ کو ایک پر امن جگہ لے گیا اور اس کے بعد غزنی پر اس کے ایک غلام تاج الدر نے قبضہ کر لیا' اور اس کے بعد مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا' جن کا بیان طویل ہے' اور ابن اثیر اور ابن الساعی نے ان کا استقصاء کیا ہے۔

اور اس سال الکرج نے مسلمانوں کے شہروں پر غارت گری کی' اور اخلاط تک پہنچ گئے اور لوگوں کو قیدی بنایا' اور قتل کیا' اور جانبازوں اور عوام نے ان سے جنگ کی اور اس سال حاکم اربل مظفرالدین کوبری اور اس کے ساتھ حاکم مراغہ بھی آذر بائیجان کے بادشاہ ابوبکر بن پہلوان سے جنگ کرنے گئے' اس لیے کہ اس نے الکرج کے ساتھ قتال کرنے سے پسپائی اختیار کر لی تھی' اور شب و روز نشہ آور اشیاء استعمال کرنے لگ گیا تھا' مگر یہ اس پر قابو نہ پا سکے پھر اس نے اس سال الکرج کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کیا تو اس کے ساتھ ان کی جنگ رک گئی۔

ابن اثیر نے بیان کیا ہے' کہ وہ اس قول کے مطابق ہو گیا تھا کہ اس نے تلوار کو نیام میں کر لیا تھا اور اس کا پھل کھینچ لیا تھا۔ اور اس سال خلیفہ نصیرالدین ناصر بن مہدی نے ناصر علوی حسنی کو وزیر بنایا اور اُسے خلعت وزارت دیا' اور اس کے سامنے اور نمازوں کے اوقات میں اس کے دروازے پر ڈھول بجائے گئے اور اس سال بلادِ ارمن کے حاکم ابن لاون نے بلادِ حلب پر غارت گری کی' اور لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا' اور لوٹ مار کی' اور ملک الظاہر غازی بن الناصر اس کے مقابلہ میں نکلا' تو ابن لاون اس کے آگے بھاگ گیا' الظاہر نے وہ قلعہ گرا دیا جو اس نے تعمیر کیا تھا' اور اسے پیوند زمین کر دیا۔

اور اس سال کے شعبان میں باب مشرقی کے پاس رومانی پل گر گیا' اور اس کے پتھر اٹھا لئے گئے تا کہ عادل کے وزیر صفی الدین بن شکر کی سفارت کے ساتھ جامع اموی کو ان کا فرش لگایا جائے' اور اس کے فرش کا کام ۶۰۴ھ میں مکمل ہوا۔

شرف الدین ابوالحسن:

علی بن محمد بن علی جمال الاسلام الشہرزوری' شہرزور' حمص میں ایک شہر ہے اور اُسے دمشق سے یہاں نکال دیا گیا تھا' اور اس سے قبل یہ امینیہ میں مدرس تھا۔ اور جامع مسجد میں البرادہ کے بالمقابل اس کا حلقہ تھا' اور اس کے پاس مذہب اور اخلاقیات کا اچھا علم تھا۔

التقی عیسیٰ بن یوسف:

ابن احمد العراقی نابینا' آپ بھی امینیہ کے استاد تھے' اور مغربی بینار میں رہتے تھے' آپ کو دمشق سے اس کی طرف نکالا گیا تھا' اور آپ کے پاس ایک نوجوان تھا جو آپ کی خدمت کرتا تھا' اور آپ کے آگے آگے چلتا تھا۔ شیخ کے کچھ درا ہم کھو گئے تو اس نوجوان پر ان کی تہمت لگائی گئی' مگر اس کے پاس کوئی چیز نہ ملی اور شیخ نے اس عیسیٰ پر اتہام لگایا کہ یہ اس سے لواطت کرتا ہے' اور لوگوں کا خیال یہ نہ تھا کہ اس کے پاس کچھ مال بھی ہے' پس مال ضائع ہو گیا' اور اس کی عزت پر تہمت لگی' اور ۲ ذوالقعدہ کو جمعہ کے روز اُسے اپنے گھر میں غربی اذان گاہ پر لٹکے ہوئے پایا گیا۔ اور لوگوں نے اس کے خودکشی کرنے کے باعث اس پر نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا اور شیخ فخرالدین عبدالرحمٰن بن عساکر نے آگے بڑھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھائی' اور بعض لوگوں نے اس کی اقتداء کی۔

ابوشامہ کا بیان ہے کہ اس فعل پر اس کے مال کے ضائع ہونے اور اس کے بے عزت ہونے نے اُسے آمادہ کیا۔ راوی کہتا ہے' اس قسم کا ایک واقعہ مجھے بھی پیش آیا' مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے بچا لیا۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ کے بعد امینیہ میں جمال مصری وکیل بیت المال نے پڑھایا۔

ابوالغنائم المرکیسلار بغدادی:

یہ عزالدین نجاح السرابی کے ساتھ خدمت کرتا تھا' اور اس نے بہت سے اموال حاصل کیے۔ اور جب اسے کوئی مال میسر آتا یا اس سے کوئی جائداد خرید لیتا' اور اسے اپنے ایک قابل اعتماد دوست کے نام لکھ دیتا۔ اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اس شخص کو وصیت کی کہ وہ اس کے بچوں کو سنبھالے۔ اور اس نے ان کے لیے جو میراث چھوڑی ہے' اس میں سے ان پر خرچ کرے' اور تھوڑے عرصے بعد وہ شخص بیمار ہو گیا جسے وصیت کی گئی تھی' اس نے گواہوں کو بلایا تا کہ وہ انہیں اپنے آپ پر گواہ بنائے کہ اس کے قبضے میں جو کچھ ہے' وہ ابوالغنائم کے وارثوں کے لیے ہے' اس کے وارثوں نے گواہوں کے حاضر کرنے میں دیر کی اور ٹال مٹول کرنے لگے' اور اسے سکتہ ہو گیا اور وہ مر گیا۔ اور اس کے وارثوں نے ان اموال واملاک پر قبضہ کر لیا' اور انہوں نے اس کے متروکہ اموال میں سے ابوالغنائم کی اولاد کو کچھ بھی نہ دیا۔

ابوالحسن علی بن سعاد الفارسی:

آپ نے بغداد میں فقہ سیکھی' اور دوبارہ نظامیہ کو لوٹائے گئے اور اس کی تدریس کے نائب بنے۔ اور اس مدرسہ کی تدریس میں بااختیار بن گئے' جسے خلیفہ کی ماں نے بنایا تھا' اس پر مستزاد یہ کہ آپ کو ابوطالب بخاری کا نائب قاضی بنایا گیا' تو آپ نے انکار کر دیا' اس نے آپ پر یہ بات واجب کی تو آپ نے تھوڑا عرصہ یہ کام کیا' پھر ایک روز آپ مسجد آئے اور اپنے سر پر ادنیٰ چادر اوڑھی اور وکلاء اور سپاہیوں کو واپس چلے جانے کا حکم دیا' اور اپنے متعلق قضاء کی نیابت سے معزول ہونے کی گواہی دی اور اعادہ وتدریس پر قائم ہو گئے۔

خاتون:

۲۰؍ربیع الاوّل جمعہ کے دن ملک معظم عیسیٰ بن عادل کی والدہ خاتون نے وفات پائی۔ اور اُسے قاسیون کے دامن کوہ میں مدرسہ معظمیہ کے گنبد میں دفن کیا گیا۔

امیر مجیرالدین طاشتکین المستنجدی:

حاجیوں کے امیر اور بلادِ خوزستان کے لیڈر' آپ بہت نیک سیرت' اور بہت عبادت گزار' اور تشیع میں بڑا غلو کرنے والے تھے' آپ نے ۲؍جمادی الآخرۃ کو تستر میں وفات پائی۔ اور آپ کا تابوت کوفہ لایا گیا۔ اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو مشہد میں دفن کیا گیا۔ ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں آپ کے حالات ایسے ہی لکھے ہیں۔ اور ابوشامہ نے الذیل میں بیان کیا ہے کہ طاشتکین بن عبداللہ المقتفوی حاجیوں کے امیر تھے۔ آپ نے لوگوں کو ۲۶ سال حج کروایا۔ حجاز میں آپ کی پوزیشن بادشاہ کی سی تھی' اور وزیر ابن یونس نے آپ پر الزام لگایا کہ آپ صلاح الدین سے خط وکتابت کرتے ہیں تو خلیفہ نے آپ کو قید کر دیا' پھر اُسے معلوم ہو گیا کہ آپ کے متعلق جھوٹی بات بیان کی گئی ہے تو اس نے آپ کو رہا کر دیا' اور آپ کو خوزستان عطا کیا اور دوبارہ آپ کو حج کی امارت دے دی' اور شیعہ محلّہ آپ کی جاگیر تھا۔ آپ شجاع' سخی' فیاض اور کم گو تھے' ہفتہ گذر جاتا اور آپ کوئی بات نہ کرتے' اور آپ

میں حلم و بردباری پائی جاتی تھی' ایک شخص نے آپ سے آپ کے ایک نائب کے خلاف مدد مانگی' تو آپ نے اسے جواب نہ دیا تو مدد مانگنے والے شخص نے آپ سے کہا کیا تو گدھا ہے؟ آپ نے کہا نہیں۔ اور آپ کے متعلق ابن التعاویذی کہتا ہے۔

''شہروں پر ایک امیر ہے جو شکایت کرنے والے کو سکوت کے بغیر جواب نہیں دیتا' اور جب کبھی وہ رفعت میں بڑھے تو اللہ ہمیں تفیل سے بموت تک نیچے اتار دے اور آپ کے فراش نے آپ کا جبہ سرقہ کر لیا' اور انہوں نے چاہا کہ اس سے اس کا حال معلوم کریں' اور امیر طاشتکین نے اسے اس وقت دیکھ لیا تھا جب اس نے اس جبے کو اُٹھایا تھا' آپ نے کہا' کسی کو سزا نہ دو' اسے اس نے لیا ہے جو اُسے واپس نہیں کرے گا۔ اور جس نے اسے لیتے وقت دیکھا ہے' وہ اس کے خلاف چغلی نہیں کرے گا' آپ کی عمر نوے سال تھی' اتفاق سے آپ نے وقف کے لیے تین سو سال تک زمین کرایہ پر لی' اور اس بارے میں ایک مسخرے نے کہا' یہ شخص موت پر یقین نہیں رکھتا' اس کی عمر نوے سال ہے' اور اس نے تین سو سال کے لیے زمین کرایہ پر لی ہے' اور سب لوگ ہنس پڑے۔

۶۰۳ھ

اس سال مشرق میں خوارزمیوں اور غوریوں کے درمیان طویل امور کا سلسلہ شروع ہو گیا اور طالقان کے علاقے میں خوارزم شاہ بن تکش اور ان کا بادشاہ تھا۔ اور اس سال خلیفہ نے عبداللہ بن الدمغانی کو بغداد کا قاضی بنایا۔ اور اس سال خلیفہ نے عبدالسلام بن عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادرؒ جیلانی کو اس کے فسق و فجور کے باعث گرفتار کر لیا گیا' اور اس سے قبل اس کی کتب اور اموال جلا دیئے گئے' کیونکہ ان میں فلاسفہ اور علوم الاوائل کی کتب بھی تھیں' اور وہ لوگوں سے عطیات مانگنے لگا۔ اور یہ اس کے ابوالفرج ابن الجوزی کے خلاف کھڑے ہونے کی غلطی کی وجہ سے تھا' بلاشبہ اس نے وزیر ابن قصاب کے پاس اس کی شکایت کی تھی' حتیٰ کہ ابن الجوزی کی بعض کتب بھی جل گئیں۔ اور بقیہ کتب پر اس نے مہر لگا دی' اور آپ کو پانچ سال تک واسط کی طرف جلاوطن کر دیا' اور لوگ کہنے لگے' اللہ کافی ہے۔ اور قرآن میں ہے کہ برائی کی جزاء اس کے مطابق ہوئی ہے' اور صوفیا کہنے لگے' راستہ پکڑ لیتا ہے۔ اور اطباء کہنے لگے طبیعت' مدافعت کرنے والی ہے۔ اور اس سال فرنگیوں نے حمص سے جنگ کی' اور ان کے بادشاہ اسدالدین شیرکوہ نے ان سے جنگ کی۔ اور حلب کے حکمران ملک الظاہر نے فوج سے اُسے مدد دی' اور اللہ نے ان کے شر کو روک دیا اور اس سال[1] دو نوجوان بغداد میں شراب پر اکٹھے ہو گئے' اور ایک نے دوسرے کو چھری مار کر قتل کر دیا اور بھاگ گیا اُسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا' تو اس کے پاس سے ایک رقعہ ملا' جس میں اس کی نظم کے دو شعر تھے اور اس نے حکم دیا کہ انہیں اس کے کفن میں رکھا جائے۔

میں ایک کریم ہستی کے پاس اعمال کے زاد کے بغیر قلب سلیم کے ساتھ آیا ہوں۔ اور جب کریم کے پاس آنا ہو تو زاد کی تیاری سوءظن میں شمار ہوتی ہے۔

---

[1] ان میں سے ایک ابوالقاسم احمد بن المقریٔ مؤلف دیوان الحماسہ اور دوسرا واعب ابن الامیر اصبہ تھا' اور یہ ایک خوبصورت جوان تھا' اس نے اسے چھری مار کر قتل کر دیا تو خلیفہ نے اسے اولا داصبہ کے سپرد کر دیا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ (النجوم جلد ۶ ص ۱۹۲)

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابو منصور رفقیہ:

عبدالرحمن بن الحسین بن النعمان الحنبلی' جس کا لقب' اس کی ذہانت' فضل' مہارت عقل اور کمال اخلاق کی وجہ سے قاضی شریح ہے' آپ نے اپنے شہر کی قضاء سنبھالی' پھر بغداد آئے تو آپ کو بڑے بڑے مناصب کی طرف دعوت دی گئی' تو آپ نے ان سے انکار کیا۔ امیر طاشتکین نے آپ کو حلف دیا کہ آپ اس کے پاس کتابت کریں' تو آپ نے بیس سال اس کی خدمت کی۔ پھر وزیر ابن مہدی نے مہدی کے پاس آپ کی چغلی کی تو اس نے آپ کو طاشتکین کے گھر میں قید کر دیا' یہاں تک کہ آپ اس سال میں وفات پا گئے۔ پھر جلد ہی چغلی کرنے والے وزیر کو بھی وہیں قید کر دیا گیا۔ اور یہ اونے کا بدلہ ہے۔

عبدالرزاقؒ بن شیخ عبدالقادرؒ:

آپ ثقہ' عابد' زاہد اور متقی تھے' اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد میں سے آپ سے بہتر کوئی شخص نہ تھا۔ اور آپ نے ان مناصب وامارات کو قبول نہیں کیا جن کو انہوں نے قبول کر لیا تھا' بلکہ آپ دنیا سے کم حصہ لینے والے' اور امر آخرت کی طرف توجہ کرنے والے تھے۔ آپ نے بہت سے لوگوں سے سماع کیا' اور آپ سے بھی اسی طرح سماع کیا گیا۔

ابوالحزم مکی بن زیان:

ابن شبتہ بن صالح الماکسینی' جو سنجار کے مضافات میں ہے' پھر موصلی نحوی' آپ بغداد آئے' اور علی ابن الخشاب' ابن القصار اور کمال انباری سے علم حاصل کیا' اور آپ شام آئے تو بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا' جن میں شیخ علم الدین سخاوی وغیرہ بھی تھے' آپ نابینا تھے' اور آپ ابوالعلاء مصری کی طرف میلان رکھتے تھے' کیونکہ دونوں کے درمیان ادب اور اندھا پن قدر مشترک تھی' آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''جب بخشش' سفارشی کی محتاج ہو تو اُسے قبول نہ کر' تیری آنکھ ٹھنڈی ہو جائے گی' اور جب بخشش کو صرف احسان کی وجہ سے ناپسند کیا گیا ہے تو زیادہ مناسب ہے کہ دو احسانات کی وجہ سے اُسے ناپسند کیا جائے۔''

نیز وہ کہتا ہے۔

میری جان نازک' اندام ناز ونخرہ کرنے والے پر قربان ہو' کہ اس نے جب ہمیں الوداع کہا تو ہمیں سچ بات کہی' جو شخص کسی چیز سے اس کے قتل کے لالچ سے محبت رکھے تو اس نے چھوڑنے کے لیے ہمیں الوداع کہا ہے۔

اقبال خادم:

جمال الدین' صلاح الدین کا ایک خادم تھا' جس نے اقبالیتین دو گھروں شافعیہ اور حنفیہ کو وقف کر کے انہیں دو مدرسے بنا دیا' اور دونوں کے لیے دو وقف کیے' بڑا وقف شافعیہ کے لیے' اور چھوٹا وقف حنفیہ کے لیے' اور اس پر ۱/۳ وقف کیا' اس نے قدس میں وفات پائی۔

۶۰۴ھ

اس سال حجاج اس تکلیف کے باعث جو انہیں صدر جہاں بخاری حنفی سے پہنچی اللہ سے دعا و شکایت کرتے ہوئے عراق واپس آئے۔ یہ شخص ایک پیغام کے سلسلہ میں بغداد آیا' تو خلیفہ نے اس کی پرواہ کی اور یہ اس سال کو حج کو چلا گیا' اور اس نے پانی اور غلہ کے بارے میں لوگوں کو تنگی میں مبتلا کر دیا' جس کی وجہ سے عراق کے چھ ہزار حجاج فوت ہو گئے' اور انہوں نے جو باتیں بیان کیں' ان میں یہ بات بھی بتائی کہ وہ اپنے غلاموں کو حکم دیتا' تو وہ گھاٹوں کی طرف سبقت کر جاتے اور پانی کو روک دیتے' اور حجاز کی سخت گرمی میں پانی لے کر اس کے خیمے کے اردگرد چھڑکتے' اور اس سے ان سبزیوں کو سیراب کرتے جو وہ اپنے علاقے سے ساتھ لایا تھا' اور لوگوں' مسافروں اور بیت اللہ کا قصد کرنے والوں سے' جو اپنے رب کے فضل و رضامندی کے جویاں تھے' اس پانی کو روکتے اور جب وہ لوگوں کے ساتھ واپس آیا تو عوام نے اس پر لعنت کی۔ اور خواص نے بھی اس کی پرواہ نہ کی' اور نہ خلیفہ نے اس کا اکرام کیا۔ اور نہ کسی کو اس کے پاس بھیجا' وہ بغداد سے نکلا' تو عوام اس کے پیچھے پیچھے اسے پتھر مارتے' اور اس پر لعنت کرتے تھے' اور لوگوں نے اس کا نام صدر جہنم رکھ دیا' ہم بے یارومددگار رہونے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور اس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے بندوں پر زیادہ شفقت و رحمت کرنے کی توفیق دے۔ بلاشبہ وہ اپنے رحیم بندوں پر ہی رحم کرتا ہے۔

اور اس سال خلیفہ نے اپنے وزیر ابن مہدی علوی کو گرفتار کر لیا۔ اس لیے کہ اس کی طرف یہ بات منسوب کی گئی کہ وہ خلافت کا خواہاں ہے۔ اور بعض نے دیگر اس باب کے باعث اس کا گرفتار ہونا بیان کیا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ اسے طاشتکین کے گھر میں قید کر دیا گیا' حتیٰ کہ وہ وہیں مر گیا۔ اور وہ بڑا سرکش اور مخالف تھا۔ حتیٰ کہ ایک شاعر نے اس کے بارے میں کہا ہے ؎

میرے دو دوستو! خلیفہ سے کہو' اور اس کی خیر خواہی کرو' تو جو کچھ کر رہا ہے۔ اس کی برائی سے تو بچایا جائے۔ تیرا یہ وزیر دو امور کے درمیان ہے' جن میں اے مخلوق کے بہترین آدمی تیرا احسان ضائع ہو جائے گا۔ اور اگر یہ فی الواقعہ حیدر کی نسل سے ہے تو یہ وزیر خلافت کی طمع رکھتا ہے۔ اور اگر یہ اپنے دعوے میں سچا نہیں' تو اس پر جو احسانات ہوئے ہیں وہ ان کو زیادہ ضائع کرنے والا ہے۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ وہ اموال کے بارے میں پاکدامن' نیک سیرت' اور اچھے کام کرنے والا تھا' اللہ ہی اس کے حال کو بہتر جانتا ہے۔ اور رمضان میں خلیفہ نے بیس گھروں کو ضیافت کے لیے تیار کیا' جن میں محتاج' روزہ دار افطاری کرتے' اور ہر روز ان گھروں میں ان کے لیے بہت سا کھانا پکایا جاتا' اور اسی طرح صاف روٹیاں اور بہت سا حلوہ وغیرہ ان کے پاس لے جایا جاتا۔ اور یہ کام زمانہ حج میں قریش کے افادہ سے مشابہت رکھتا تھا' اور اس کے منتظم آپ کے چچا ابو طالب تھے۔ اور حضرت عباس سقایہ کے منتظم تھے' اور انہی میں سفارت' علم اور مشاورت تھی' جیسا کہ قبل ازیں اپنے اپنے مقامات پر ان باتوں کو بیان کیا جا چکا ہے۔ اور یہ سب مناصب مکمل صورت میں عباسی خلفاء میں پائے جاتے تھے۔

اور اسی سال خلیفہ نے شیخ شہاب الدین الشہر زوری کو سنقر السلحدار کے ساتھ قیمتی خلعت دے کر ملک عادل کے پاس بھیجا' اور اس میں ہار اور دو کنگن بھی تھے' اور اس کے سب لڑکوں کے لیے خلعت بھی تھے۔ اور اس سال اوحد بن عادل حاکم میافارقین نے

شہر خلاط پر اس کے حاکم شرف الدین بلتمر کے قتل کے بعد قبضہ کرلیا۔ اور یہ نوجوان خوبصورت تھا اسے ان کے ایک[1] غلام نے قتل کیا' پھر قاتل کو بھی اسی طرح قتل کیا گیا' اور شہر بادشاہ سے خالی ہوگیا۔ تو اوحد بن عادل نے اس پر قبضہ کرلیا۔

اور اس سال خوارزم شاہ محمد بن تکش نے طویل معرکوں کے بعد بلاد ماوراء النہر پر قبضہ کرلیا اور اسے ایک معرکے میں عجیب واقعہ پیش آیا' اور وہ یہ کہ مسلمان خوارزم شاہ سے الگ ہو گئے' اور اس کے ساتھ اس کے اصحاب کی ایک چھوٹی سی جماعت رہ گئی' اور ان میں سے انحطاء کے جو کفار قتل ہونے تھے' قتل ہو گئے' اور ان میں سے بہت سے قیدی بن گئے' اور خوارزم شاہ بھی قیدیوں میں شامل تھا۔ اسے ایک شخص نے قید کرلیا' اور اسے اس کے متعلق معلوم نہ تھا کہ یہ بادشاہ ہے' اور اس کے ساتھ اس نے امیر مسعود کو بھی قید کرلیا' اور جب یہ معرکہ ہو چکا' اور اسلامی فوجیں اپنے ہیڈ کوارٹر کو واپس آئیں تو انہوں نے بادشاہ کو گم پایا۔ اور انہوں نے باہم فساد اور بہت اختلاف کیا۔ اور پورا خراسان بے چین ہو گیا۔ اور بعض لوگوں نے حلف اٹھایا کہ بادشاہ قتل ہو گیا ہے۔ اور بادشاہ اور اس امیر کا یہ معاملہ ہوا کہ امیر نے بادشاہ سے کہا' مصلحت کی بات یہ ہے کہ آپ اس حالت میں بادشاہ کے نام کو ترک کر دیں' اور یہ ظاہر کریں کہ آپ میرے غلام ہیں' بادشاہ نے اس کے مشورہ کو قبول کرلیا۔ پھر بادشاہ اس امیر کی خدمت کرنے لگا۔

وہ اسے اس کے کپڑے پہناتا' اور اسے پانی پلاتا' اور اس کے لیے کھانا پکا کر اس کے آگے رکھتا' اور اس کی خدمت میں کوئی کمی نہ کرتا۔ جس شخص نے ان دونوں کو قید کیا تھا اس نے پوچھا' میں دیکھتا ہوں کہ یہ تیری خدمت کرتا ہے۔ تو کون ہے؟ اس نے کہا' میں امیر مسعود ہوں اور یہ میرا غلام ہے' اس نے کہا' خدا کی قسم! اگر امراء کو معلوم ہو کہ میں نے امیر کو قیدی بنایا ہے' اور اسے چھوڑ دیا ہے تو میں تجھے چھوڑ دیتا۔ اس نے اسے کہا' مجھے اپنے اہل کے بارے میں خدشہ ہے۔ ان کا خیال ہے کہ میں قتل ہو گیا ہوں' اور وہ مجلس ماتم منعقد کرتے ہیں۔ اور اگر تو مالی فدیہ لے کر مجھے چھوڑنا مناسب سمجھے تو کسی شخص کو بھیج کہ جو مال کو وصول کرے' اور یہ تیری نیکی ہوگی' اس نے کہا' بہت اچھا' اس نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو مقرر کیا تو امیر مسعود نے اسے کہا' میرے اہل اس شخص کو نہیں جانتے۔ اور اگر تو مناسب سمجھے تو میں اپنے اس غلام کو اس کے ساتھ بھیج دوں تا کہ وہ انہیں میرے زندہ ہونے کی بشارت دے' اور وہ اسے جانتے بھی ہیں۔ پھر یہ مال کے .... حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس نے کہا' بہت اچھا' تو اس نے خوارزم شاہ کے شہر تک ان دونوں کی حفاظت کے لیے آدمی بھیجے' اور جب وہ خوارزم شہر کے نزدیک آئے تو بادشاہ نے اس کی طرف سبقت کی' اور جب لوگوں نے اسے دیکھا' تو وہ بہت خوش ہوئے۔ اور اس کے باقی ماندہ شہروں میں بھی خوش خبریوں کے طبل بجے گئے' اور بادشاہ اپنے مرجع کی طرف واپس آ گیا' اور اس کی واپسی سے بڑی خوشی ہوئی۔ اور اس کے قتل کے مشہور ہونے کے باعث اس کی مملکت میں جو خرابی پیدا ہوئی تھی' اس کی اس نے اصلاح کی۔ اور اس نے ہرات کا محاصرہ کر کے بزور قوت اسے حاصل کرلیا۔ اور جس شخص نے اسے قید کیا تھا' اس نے ایک روز امیر مسعود سے' جسے میرے بارے میں رائے سوجھی تھی' کہا' کہ لوگوں نے مشہور کیا ہے کہ خوارزم شاہ قتل ہو گیا ہے۔ اس نے کہا' نہیں' خوارزم شاہ تو وہ تھا جو تیری قید میں تھا' اس نے امیر مسعود سے کہا' تو نے مجھے اس کے متعلق کیوں

---

[1] اس کا نام الہز اردیناری تھا۔ (دیکھئے النجوم جلد ۶ ص ۱۸۸)

نہیں بتایا تاکہ میں اسے عزت ووقار کے ساتھ واپس کرتا' اس نے کہا' مجھے تجھ سے اس کے متعلق خوف آتا تھا' اس نے کہا' ہمارے ساتھ اس کے پاس چلو پس وہ دونوں اس کے پاس گئے تو اس نے ان کا بہت اکرام کیا' اور ان دونوں سے حسن سلوک کیا۔

اور حاکم سمرقند نے یہ خیانت کی کہ اس کی قید میں جو خوارزمی تھے' اس نے انہیں قتل کر دیا' حتیٰ کہ وہ ایک شخص کو دو ٹکڑے کرتا' اور اسے بازار میں بکریوں کی طرح لٹکا دیتا۔ اور اس نے اپنی بیوی دختر خوارزم شاہ کے قتل کا بھی ارادہ کیا۔ لیکن پھر اس کے قتل سے باز آ گیا' اور اسے قلعہ میں قید کر کے اسے تنگی دی۔ اور جب خوارزم شاہ کو اس کی اطلاع ملی' تو وہ فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں گیا' اور اس سے جنگ کی' اور سمرقند کا محاصرہ کر لیا' اور اسے بزور قوت حاصل کر لیا۔ اہالیان سمرقند میں سے تقریباً دو لاکھ آدمیوں کو قتل کر دیا' اور بادشاہ کو قلعہ سے اتارا اور اسے اپنے سامنے باندھ کر قتل کر دیا' اور اس کی نسل اور اولاد کو باقی نہ چھوڑا' اور خوارزم شاہ نے وہاں جو شہر تھے' ان پر قبضہ کر لیا۔ اور الجکا اور تاتار کے بادشاہ کشلی خاں سے' جو چین کی مملکت سے ملحق ہے' جنگ کی' اور الجکا کے بادشاہ نے خوارزم شاہ سے تاتار کے خلاف مدد مانگتے ہوئے اسے خط لکھا کہ جب وہ ہم پر غلبہ پالیں گے تو تمہارے ملک کی طرف چلے جائیں گے۔ اور تاتار نے بھی الجکا کے خلاف مدد مانگتے ہوئے اسے لکھا' یہ ہمارے اور تمہارے دشمن ہیں' تم ان کے خلاف ہمارے ساتھ ہو جاؤ۔ اور اس نے فریقین کو وہ بات لکھی' جو ان کے دل کو خوش کرتی رہی۔ اور یہ ان کے معرکہ میں بھی شامل ہوا' مگر فریقین سے الگ رہا' اور الجکا کو شکست ہوئی اور تھوڑے سے لوگوں کے سوا وہ سب ہلاک ہو گئے۔

اور تاتار نے خوارزم شاہ کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا' اس میں خیانت کی' اور ان کے درمیان زبردست وحشت پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے جنگ کے لیے وقت مقرر کیا' اور خوارزم شاہ ان سے خوفزدہ ہو گیا۔ اور اس نے ان بہت سے شہروں کو' جو کشلی خان کے شہروں سے ملحق تھے' اس خوف سے تباہ و برباد کر دیا کہ کہیں وہ ان پر قبضہ نہ کر لے۔ پھر چنگیز خاں نے کشلی خاں کے خلاف بغاوت کی' اور وہ خوارزم شاہ سے جنگ چھوڑ کر اس سے جنگ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر عجیب وغریب واقعات وقوع پذیر ہوئے۔ جنہیں ہم ابھی بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

اور اس سال طرابلس سے فرنگیوں نے حمص پر بہت حملے کئے' اور حمص کا حکمران اسد الدین شیرکوہ ان کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گیا تو حلب کے حکمران الظاہر نے اس کے پاس فوج روانہ کی' جس نے انہیں فرنگیوں کے خلاف قوت دی' اور عادل مصر سے اسلامی افواج کے ساتھ نکلا اور اس نے جزیرہ کی افواج کو پیغام بھیجا' تو وہ اسے عسکا میں آ ملیں' اور اس نے عسکا کا محاصرہ کر لیا' کیونکہ قبارصہ نے مسلمانوں کے بحری بیڑے کا کچھ حصہ چھین لیا تھا' جس میں مسلمانوں کی ایک جماعت بھی تھی۔ اور حاکم عسکا نے قیدیوں کے واپس کر دینے کی شرط پر امان اور صلح کی پیش کش کی تو اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا' اور عادل روانہ ہو کر حمص کے قریب بحیرہ قدس میں اترا' پھر بلادِ طرابلس کی طرف چلا گیا' اور اس نے قتل کرتے' قیدی بناتے اور غنیمت حاصل کرتے ہوئے بارہ دن قیام کیا' حتیٰ کہ فرنگی مصالحت کی طرف مائل ہو گئے' پھر وہ دمشق آ گیا۔

اور اس سال آذربائیجان کے حکمران امیر نصیر الدین ابوبکر بن بہلول نے مراغہ شہر پر قبضہ کر لیا۔ کیونکہ وہ ملک قاہر سے خالی ہو چکا تھا' اس لیے کہ اس کا بادشاہ مر چکا تھا' اور اس کے بعد اس کے بیٹے نے' جو چھوٹا ہی تھا' حکومت سنبھالی۔ اور اس کے خادم نے

اس کے معاملے میں سوچ بچار کی' اور ماہ ذوالقعدہ میں محی الدین ابومحمد یوسف بن عبدالرحمٰن بن الجوزی' قاضی القضاۃ ابوالقاسم الدامغانی کے پاس آیا تو اس نے اسے قبول کیا اور اسے بغداد کی دونوں جانب کا اسپیکر بنا دیا اور اسے قیمتی' سیاہ سرمئی چادر بطور خلعت دی۔ اور دس دن کے بعد وہ اپنے باپ ابوالفرج کی جگہ پر جو درب الشریف کے دروازے پر ہے' وعظ کے لیے بیٹھا' اور بہت سے لوگ اس کے پاس آئے' اور اس دن سے چار روز بعد' حضرت امام ابوحنیفہ کی زیارت گاہ پر ضیاء الدین احمد بن مسعود الرکسانی الحنفی نے درس دیا' تو اعیان و اکابر اس کے پاس آئے' اور اس سال کے رمضان میں خلیفہ کے ایلچی عادل کے پاس خلعت لے کر پہنچے' تو اس نے اور اس کے دونوں بیٹوں معظم اور اشرف نے' اور اس کے وزیر صفی الدین بن شکر نے' اور کئی امراء نے وہ خلعت زیب تن کیے۔ اور وہ باب الحدید سے نماز ظہر کے وقت قلعہ میں داخل ہوئے' اور وزیر نے کھڑے ہو کر احکام پڑھے' اور وہ جمعہ کا دن تھا۔

اور اس سال شرف الدین' عبید اللہ بن زین القضاۃ عبدالرحمٰن نے دمشق میں مدرسہ رواحیہ میں درس دیا اور اس سال شیخ الخیر بن البغدادی حنبلی مذہب سے شافعی مذہب میں آ گیا' اور خلیفہ کی ماں کے مدرسہ میں درس دیا' اور بقیہ مذاہب کے اکابر اس کے پاس آئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امیر بنیامین بن عبداللہ:

یہ خلیفہ ناصر کا ایک امیر تھا' اور عقل و عفت اور پاکیزگی کے لحاظ سے سادات امراء میں سے تھا' ایک عیسائی کاتب نے اسے زہر پلا دیا تو یہ مر گیا' اور جس نے اسے زہر پلایا' اس کا نام ابن ساوا تھا۔ خلیفہ نے اس کو بنیامین کے بیٹوں کے سپرد کر دیا' اور وزیر ابن مہدی نے اس کے بارے میں سفارش کی' اور کہا کہ عیسائیوں نے اس کی خاطر پچاس ہزار دینار خرچ کیے ہیں۔ پس خلیفہ نے کاغذ کے سر پر لکھا۔

''بلاشبہ جنگل کے شیر' شیر ہوتے ہیں' جن کے ارادے جنگ کے روز سامان کے بارے میں نہیں ہوتے' بلکہ جس سے سامان چھینا جاتا ہے اس کے بارے میں ہوتے ہیں۔''

پس بنیامین کے بیٹوں نے اسے قابو کر لیا' اور اسے قتل کر کے جلا دیا اور اس کے بعد خلیفہ نے وزیر ابن مہدی کو گرفتار کر لیا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حنبل بن عبداللہ:

ابن الفرج بن سعادۃ الرصافی الحنبلی' مہدی کی جامع مسجد کا مکبر' اور ابن الحصین سے عن ابن المذہب عن ابی مالک عن عبداللہ عن ابیہ مسند احمد کا راوی' آپ کی عمر نوے سال تھی' آپ بغداد سے نکلے' تو اربل میں آپ کو سماع کرایا گیا۔ اور ملوک دمشق نے آپ کو دمشق بلایا' تو لوگوں نے آپ کو وہاں مسند سنایا' اور معظم آپ کی عزت کرتا تھا۔ اور آپ اس کے ہاں اس کے دسترخوان پر اچھے کھانے کھاتے تھے' جس سے آپ کو بہت بدہضمی ہو جاتی تھی' اس لیے کہ آپ فقیر تھے' اور کم کھانے کی وجہ سے آپ کی انتڑیاں تنگ ہو گئی تھیں' اور بغداد میں آپ سخت زندگی بسر کرتے تھے' اور کندی جب معظم کے پاس آتا تو حنبل کے متعلق دریافت کرتا تو معظم

کہتا اسے بدہضمی ہوئی ہے' وہ کہتا اسے مسور کھلاؤ' جس سے معظم ہنس پڑتا۔ پھر معظم نے آپ کو بہت سا مال دے کر بغداد واپس بھیج دیا اور وہاں آپ وفات پا گئے' آپ کی پیدائش ۵۱۰ھ میں ہوئی تھی۔ اور ابن طبرزد بھی آپ کے ساتھ تھا' اور اس کی وفات آپ سے پیچھے ۶۰۷ھ میں ہوئی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عیسیٰ:

ابن ابی الحسن المروزی' بغداد کا واعظ' آپ نے ابن ابی الوقت وغیرہ سے سماع کیا' اور ابن الجوزی کے ساتھ وعظ میں مصروف ہو گئے۔ پھر نفس نے آپ کو ان کی مشابہت کی بات سوجھائی' تو آپ کا نفس متکبر ہو گیا' اور باب النصیرہ کے باشندوں میں سے ایک پارٹی نے آپ پر اتفاق کیا۔ پھر آپ نے آخری عمر میں ۷۰ سال کے قریب نکاح کیا اور ایک سرد دن میں غسل کیا تو آپ کا آلۂ تناسل پھول گیا۔ اور اس سال میں آپ وفات پا گئے۔

امیر زین الدین قراجا الصلاحی:

حاکم صرخد' آپ کا گھر باب الصغیر کے پاس نہر زلاقہ کے قریب تھا' اور آپ کی قبر دامن کوہ میں شاہراہ ابن تمیرک کی قبر کے نزدیک ایک گنبد میں ہے' اور عادل نے اس کے بیٹے یعقوب کو صرخد پر امیر مقرر کیا۔

عبدالعزیز طبیب:

آپ نے اچانک وفات پائی' آپ طبیب سعدالدین اشرفی کے والد ہیں اور آپ کے متعلق ابن عنین کہتا ہے۔

''میں فرار کر گیا ہوں' اور خطیب کے پیچھے کوئی جماعت نہیں اور موت آ گئی ہے۔ اور عبدالعزیز طبیب نہیں ہے۔''

العفیف بن الدرجی:

جامع بنی امیہ میں غربی حجرہ حنفیہ کے امام' جنہوں نے اس سال وفات پائی۔

ابومحمد جعفر بن محمد:

ابن محمود بن ہبۃ اللہ بن احمد بن یوسف اربلی' آپ علوم کثیرہ' یعنی فقہ شافعی حساب' فرائض' ہندسہ' ادب' نحو اور قرآنِ کریم سے متعلق علوم وغیرہ کے فاضل تھے' اور آپ کے یہ اشعار بھی ہیں۔

''قضا وقدر کے حکم کو آدمی رد نہیں کر سکتا۔ اور جب تو مصائب میں غور وفکر کرے گا تو تجھے عبرت حاصل ہو گی۔ اور جب قضا وقدر نازل ہو تو رائے' دانائی' خوف اور احتیاط اس سے نجات نہیں دلا سکتی' پس تو سب باتوں میں صبر کر اور کسی چیز کے لیے گھبراہٹ کا اظہار نہ کر' تیرے صبر کا انجام کامیابی ہے۔ ہمیں کتنی تنگیاں آئی ہیں' اور اللہ نے ان کو ہم سے دور کر دیا ہے' اور اس کے بعد اس نے ہمیں آسائش دی ہے' اور اللہ کی رحمت سے آدمی مایوس نہیں ہوتا' اور اس سے صرف کافر گروہ ہی مایوس ہوتا ہے۔ اور مجھے علم ہے کہ زمانہ گردشوں والا ہے' اور اس کے دو دن ہیں' ایک امن والا' اور دوسرا خطرے والا۔''

۶۰۵ھ

اس سال کے محرم میں بغداد میں اس مہمان خانے کی تعمیر مکمل ہوئی' جسے ناصر الدین اللہ نے اس کی غربی جانب حجاج اور مسافروں کے لیے بنایا تھا' جب تک وہ وہاں فروکش رہیں گے ان کی ضیافت ہوتی رہے گی۔ اور جب ان میں سے کوئی سفر کا ارادہ کرتا تو اسے زاد دیا جاتا' اور اس کے بعد اسے دینار دیا جاتا' جزاہ اللہ خیراً۔

اور اس سال ابوالخطاب ابن دحیہ کلبی اپنے عراقی سفر سے واپسی پر شام سے گزرا' تو صفی وزیر کی مجلس میں آپ کی شیخ اللغۃ والحدیث شیخ تاج الدین ابوالیمن کندی کی ملاقات ہوئی تو ابن دحیہ نے اپنی گفتگو کی حدیث شفاعت کو پیش کیا' حتیٰ کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول ''انما کنت خلیلا من وراء وراء'' تک پہنچے' دونوں لفظوں کی زبر کے ساتھ کندی نے من وراء وراء دونوں لفظوں کو پیش کے ساتھ کہا تو ابن دحیہ نے وزیر ابن شکر سے پوچھا' یہ کون ہے؟ اس نے کہا' ابوالیمن کندی' تو ابن دحیہ نے اسے دشنام دی' اور آپ جری آدمی تھے' کندی نے کہا' یہ کلب قبیلے سے ہے' اور کتے کی طرح بھونکتا ہے۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے' کہ دونوں لفظ بیان کیے گئے ہیں اور ان دونوں کے بارے میں زبر بھی بیان ہوئی ہے۔ اور اس سال خطیب فخر الدین ابن تیمیہ' حران سے حج کر کے بغداد واپس آیا اور باب بدر میں محی الدین یوسف بن الجوزی کی جگہ وعظ کے لیے بیٹھا' اور آپ نے اپنی گفتگو میں کہا ۔

''جب ابن لبون کو رسی سے باندھ دیا جائے تو وہ پہاڑی بکرے کی طرح حملہ کرنے کی سکت نہیں رکھتا۔ آپ نے ابن الجوزی یوسف پر تعریض کی ہے کیونکہ وہ ۲۵ سالہ نوجوان تھا۔ واللہ اعلم۔

اور ۹ رمحرم بروز جمعہ ایک فرنگی غلام نشہ کی حالت میں ہاتھ میں سونتی ہوئی تلوار لیے جامع دمشق کے حجرے کے دروازے سے داخل ہوا' اور لوگ بیٹھ کر نماز فجر کا انتظار کر رہے تھے' اس نے تلوار سے لوگوں پر حملہ کر دیا' اور دو یا تین آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور اس نے منبر پر اپنی تلوار ماری تو اس کی تلوار ٹوٹ گئی' اور اسے پکڑ کر شفاخانے میں رکھا گیا' اور اسی روز اسے اللبادین کے پل پر پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

اور اس سال شیخ شہاب الدین سہروردی' ملک عادل کے تحائف کے ساتھ دمشق سے واپس لوٹے' تو فوج نے آپ کا استقبال کیا' اور آپ کے پاس بہت سے اموال تھے' اور اس سے پہلے آپ محتاج اور درویش تھے' آپ جب واپس آئے' تو آپ کو وعظ کرنے سے روک دیا گیا۔ اور آپ سے آپ کی خانقاہ بھی لے لی گئی' اور جو اموال آپ کے پاس تھے' آپ کو انہی کے سپرد کر دیا گیا۔ پس آپ ان اموال کو فقراء اور مساکین میں تقسیم کرنے لگے' اور بہت سے لوگ اس سے غنی ہو گئے۔ اور محی الدین ابن الجوزی نے اپنے وعظ کی مجلس میں کہا' اس شخص کی کوئی ضرورت نہیں جو ناحق مال لے کر انہیں مستحقین میں خرچ کرتا ہے' اور اگر وہ انہیں اسی حالت میں چھوڑ دیتا تو ان کا چھوڑ دینا ان کے لینے سے زیادہ مناسب ہوتا' اور اس نے ان کے خرچ کرنے سے اپنے مقام کو بلند کرنا چاہا ہے۔ اور وہ ان کو لے کر خرچ کرنے والے کی طرح دوبارہ اپنی حالت پر آ جائے گا۔ پس بندے کو دنیا سے محتاط رہنا چاہیے' یہ

دھوکہ باز اور فریب کار ہے، جو بڑے بڑے علماء اور عبادت گزاروں کو غلام بنالیتی ہے۔

اور سہروردی نے ابن الجوزی پر جو عیب لگائے تھے، ابن الجوزی نے بعدازاں اس پر اس سے کہیں بڑھ کر عیب لگائے ہیں۔ اور اس سال فرنگیوں نے حمص کا قصد کیا، اور پل کو پار کر آئے۔ اور جب فوجوں نے انہیں پہچانا، تو انہوں نے ان کا تعاقب کیا، اور وہ ڈر کر ان سے بھاگ گئے، اور انہوں نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور مسلمانوں نے ان سے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔

اور اس سال جزیرہ کا حکمران قتل ہو گیا، اور یہ بڑا بد باطن اور بد سیرت تھا۔ اور وہ ملک سنجر شاہ بن غازی بن مودود بن زنگی بن آقسنقر اتابکی تھا، جو حاکم موصل نورالدین کا عم زاد تھا۔ اور اس کے بیٹے غازی نے اسے قتل کیا تھا، اس نے اس تک پہنچنے کا حیلہ کیا، حتیٰ کہ اس تک پہنچ گیا، اور وہ بیت الخلاء میں مدہوش پڑا تھا، تو اس نے چھری کے ساتھ اسے چودہ ضربیں لگائیں، پھر اسے قتل کر دیا۔ اور اس نے یہ سب کچھ اس کے بعد حکومت حاصل کرنے کے لیے کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے محروم کر دیا۔ اور اس کے بھائی محمود کی بطور بادشاہ بیعت ہوئی اور اس نے قاتل غازی کو پکڑ کر اسی روز قتل کر دیا۔ سو اللہ نے اس سے بادشاہت اور زندگی بھی سلب کر لی، لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے باپ کے ظلم وغضب اور فسق سے راحت دی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابوالفتح محمد بن احمد بن بختیار:

ابن علی واسطی جو ابن السندای کے نام سے مشہور ہیں، آپ احمد بن الحصین سے سند کو روایت کرنے والے آخری شخص ہیں۔ آپ فقیہ، قاضی اور دیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، آپ ثقہ، عادل اور نقل میں متورع شخص تھے، اور آپ نے اپنی یادداشت سے یہ اشعار سنائے۔

اور اگر مطلع آفتاب لیلیٰ سے ورے ہوتا، اور جب وہ غروب ہو جاتا تو یہ آفتاب کے پیچھے ہوتی تو میں اپنے دل کو اس کی بخشش کے انتظار کی بات کہتا، اور امید نے مجھے کہا کہ وہ قریب ہی ہے۔

مصر کا قاضی القضاۃ:

صدرالدین عبدالملک بن درباس المارادنی الکردی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۰۶ھ

شیخ الحنفیہ نجم الدین خلیل محرم میں عادل کے ایلچیوں کے ساتھ دمشق سے بغداد آیا، اور اس کے پاس بہت سے تحائف بھی تھے۔ اور اس نے اور شیخ النظامیہ مجد الدین یحییٰ بن الربیع نے یتیم اور مجنون کے مال میں وجوب زکوٰۃ کے بارے میں مناظرہ کیا۔ اور حنفی اس کے عدم وجوب پر استدلال کرنے لگا، تو شافعی نے اس پر اعتراض کیا۔ اور دونوں میں سے ہر ایک نے بہت اچھا بیان دیا، پھر حنفی اور اس کے اصحاب کو پیغامبری کے باعث خلعت دیئے گئے۔ اور مناظرہ نائب وزیر ابن شکر کی موجودگی میں ہوا۔ اور ۵

جمادی الآخر کو ہفتہ کے روز دمشق کے رئیس الشافعیہ جمال یونس بن مہران مصری' عادل کے ایلچیوں کے ساتھ بغداد پہنچے' اور فوج نے سب اکابر کے ساتھ آپ کا استقبال کیا اور آپ کے ساتھ حاکم اربل مظفر الدین کوکری کا بھتیجا بھی آیا اور پیغام حاکم اربل کی جانب سے معذرت پر مشتمل تھا اور اس کی رضا مندی کے بارے میں سوال تھا' تو اسے اس کا جواب دیا گیا۔ اور اس سال عادل نے خابور اور نصیبین پر قبضہ کرلیا' اور مدت تک سنجار شہر کا محاصرہ کیے رکھا' مگر اسے فتح نہ کر سکا' پھر اس کے حکمران نے صلح کرلی' اور یہ اسے چھوڑ کر واپس آ گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابوالمکارم اسعد بن الخطیر ابی سعید مہذب بن مینا بن زکریا الاسعد بن مماتی بن ابی قدامہ ابن ابی ملیح مصری' کاتب اور شاعر' اس نے حکومت صلاحیہ میں اسلام قبول کیا' اور مدت تک مصر میں کچہریوں کا نگران رہا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کے بہت سے فضائل اور متعدد تصانیف ہیں' اور آپ نے سیرت صلاح الدین اور کلیلہ دمنہ کو مرتب کیا ہے۔ اور آپ کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے' اور جب ابن شکر وزیر بنا تو آپ اس کے خوف سے حلب بھاگ گئے' اور وہیں ۶۲ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اور ثقیل کے بارے میں آپ کے اشعار ہیں جس نے دمشق میں آپ سے ملاقات کی تھی' اس نے دو دریاؤں کی حکایت بیان کی۔ اور زمین میں کوئی شخص موجود نہیں جو کبھی ان کے متعلق بیان کر سکے۔ اس نے بیان کیا کہ اس کی پیدائش میں جوش ہے' اور اس کے اخلاق میں ٹھنڈک ہے۔

ابو یعقوب یوسف بن اسماعیل:

ابن عبدالرحمٰن بن عبدالسلام اللمعانی' آپ بغداد کے احناف کے ایک سردار ہیں' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور جامع سلطان میں پڑھا' آپ اصول میں معتزلی تھے' اور فروع میں ماہر تھے' آپ اپنے باپ اور چچا کے ساتھ مصروف رہے اور خلافیات اور علم مناظرہ میں پختگی حاصل کی اور نوے سال کے قریب عمر پائی۔

ابوعبداللہ محمد بن الحسن:

جو ابن الخراسانی کے نام سے مشہور ہیں' اور کتابوں کو نقل کرنے والے محدث ہیں' آپ نے بہت سی احادیث لکھی ہیں۔ اور آپ نے اپنے اور دوسروں کے خطبات کو جمع کیا ہے' آپ کا خط اچھا اور مشہور ہے۔

ابوالمواہب معشوق بن منیع:

ابن مواہب الخطیب' آپ نے نحو اور لغت' ابن الخشاب سے حاصل کی' اور آپ نے خطبات کو جمع کیا جن سے آپ خطبہ دیتے تھے' اور آپ ایک فاضل شیخ تھے۔ اور آپ کا ایک اشعار کا دیوان بھی ہے آپ کا شعر ہے۔

''دشمن سے دوستی کی امید نہ رکھ' جو خفیہ اور اعلانیہ اپنے سے دشمنی کرتا ہے۔ اور اگر انتفاع کے لیے اس کی محبت نئی ہو جائے تو اس کا نفع اس کے پاس اجر بن کر آئے گا۔''

ابن حروف:

شارح سیبویہ علی بن محمد بن یوسف ابوالحسن ابن حروف اندلسی نحوی' آپ نے سیبویہ کی شرح کر کے اسے حاکم مغرب کی خدمت میں پیش کیا تو اس نے آپ کو ایک ہزار دینار دیئے۔ اور آپ نے جمل الزجاجی کی بھی شرح کی ہے۔ آپ شہروں میں پھرتے رہتے تھے' اور صرف سراؤں میں ٹھہرتے تھے۔ آپ نے نہ نکاح کیا ہے' اور نہ لونڈی رکھی ہے' اس لیے بیماری رذیلوں کی فطرت پر غالب آ جاتی ہے' آخری عمر میں آپ کی عقل خراب ہوگئی' اور آپ بازاروں میں ننگے سر پھرتے تھے' آپ نے ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابوعلی یحییٰ بن الربیع:

ابن سلیمان بن حرار الواسطی الغدادی' آپ نے نظامیہ میں فضلان سے اشتغال کیا' اور اس سے دہرائی کی' اور محمد بن یحییٰ کی طرف سفر کیا' اور اس سے خلافیات میں اس کا طریقہ سیکھا' پھر بغداد واپس آ کر نظامیہ میں مدرس' اور اس کے اوقات کے نگران بن گئے' اور آپ نے حدیث کا سماع کیا۔ اور آپ کے پاس بہت سے علوم تھے۔ نیز مذہب کے بارے میں آپ کو اچھی واقفیت تھی' آپ کی تفسیر چار جلدوں میں ہے' آپ اس سے درس دیا کرتے تھے' آپ نے تاریخ الخطیب' اور اس پر ابن السمعانی نے جو حاشیہ لکھا ہے' اس کا اختصار کیا ہے' آپ نے تقریباً ۸۰ سال عمر پائی۔

ابن اثیر' مؤلف جامع الاصول اور النہایہ:

المبارک بن محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد مجد الدین' ابوالسعادات شیبانی جزری' شافعی' جو ابن اثیر کے نام سے مشہور ہیں' اور آپ افضل کے وزیر ضیاء الدین نصر اللہ کے بھائی ہیں اور الکامل فی التاریخ کے مؤلف حافظ عزالدین ابوالحسن کے بھائی ہیں یہ ابوالسعادات ۵۴۴ھ کے ایک ربیع میں پیدا ہوئے اور حدیث کا بہت سماع کیا اور قرآن پڑھا' اور اس کے علوم کو پختہ کیا' اور انہیں لکھا' آپ کا قیام موصل میں تھا اور آپ نے بقیہ علوم کی بھی مفید کتابوں کو جمع کیا' جن میں جامع الاصول الستۃ الموطاء' صحیحین' سنن ابی داؤد' نسائی' اور ترمذی شامل ہیں' اور آپ نے اس میں ابن ماجہ کا ذکر نہیں کیا' اور غریب احادیث کے بارے میں آپ کی ایک کتاب النہایہ ہے' اور آپ کی مسند الشافعی کی شرح' اور تفسیر کی چار مجلدات بھی ہیں۔ اور اس کے علاوہ مختلف فنون میں بھی کتابیں ہیں' اور ملوک کے ہاں بڑے معظم تھے۔ اور جب نورالدین ارسلان شاہ کو حکومت ملی تو اس نے اپنے غلام لؤلؤ کو آپ کے پاس بھیجا' کہ وہ آپ کو وزیر بنانا چاہتا ہے' مگر آپ نے انکار کر دیا تو خود سلطان آپ کے پاس آیا' مگر پھر بھی آپ نے انکار کیا اور آپ نے اسے کہا' میں عمر رسیدہ ہو گیا ہوں' اور علم کے پھیلانے میں مشہور ہو چکا ہوں مگر اس کام میں کچھ ظلم و جور کرنا پڑتا ہے جو میرے لیے مناسب نہیں تو سلطان نے آپ کو چھوڑ دیا۔

ابوالسعادات نے بیان کیا ہے کہ میں علم عربیہ کو سعید بن الدھان کو سنایا کرتا تھا۔ اور وہ مجھے شعر بنانے کا حکم دیتا تھا' اور میں شعر نہیں بنا سکتا تھا۔ اور جب شیخ فوت ہو گیا تو میں نے ایک شب آپ کو خواب میں دیکھا' تو آپ نے مجھے شعر بنانے کا حکم دیا۔ میں نے آپ سے کہا مجھے کوئی مثال دیجئے تاکہ میں اس کے مطابق شعر بناؤں' آپ نے کہا۔

''اگر تجھے کامیابی نہ ہوتو بلندیوں سے ہمیشہ محبت رکھ........ میں نے کہا' اور زمین کے گڑھے کو کھوڈ جب رات تاریک ہو جائے اور عزت کا مرکز گھوڑوں کی پشت پر ہے اور بزرگی شب روی اور بیداری سے پیدا ہوتی ہے۔''

آپ نے فرمایا تو نے بہت اچھا شعر کہا ہے' پھر میں بیدار ہو گیا اور میں نے اس پر تقریباً بیس شعر بنائے' آپ کی وفات ذوالحجہ کے آخر میں ۶۲ برس کی عمر میں ہوئی اور آپ کے بھائی نے الذیل میں آپ کے حالات بیان کیے ہیں' آپ متعدد علوم کے عالم تھے' یعنی فقہ' علم الاصول نحو حدیث اور لغت کے' اور تفسیر' حدیث' فقہ' حساب اور حدیث کے غریب الفاظ کے بارے میں آپ کی تصانیف مشہور ہیں۔ اور آپ کے مدون رسائل بھی ہیں اور آپ مغلق آدمی تھے' اور مضبوط دین آدمی کے لیے آپ کی مثال بیان کی جاتی ہے' آپ صراط مستقیم کے پابند رہے رحمہ اللہ' آپ زمانے کی ایک اچھائی تھے۔

المجلد المطرزی النحوی الخوارزمی:

ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ اس سال المجلد المطرزی النحوی الخوارزمی نے وفات پائی ہے' آپ امام نحو تھے۔ اور علم نحو میں آپ کی تصانیف بہت عمدہ ہیں۔

الملک المغیث:

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال الملک المغیث فتح الدین عمر بن الملک العادل نے وفات پائی' اور اسے قاسیون کے دامن کوہ میں اس کے بھائی معظم کی قبر میں دفن کیا گیا۔

مسعود بن صلاح الدین:

الملک المؤید مسعود بن صلاح الدین کو مدرسہ رأس العین میں دفن کیا گیا' اور وہاں سے حلب لا کر دفن کیا گیا۔

امام فخر الدین رازی:

اس سال فخر الدین رازی متکلم صاحب التیسیر والتصانیف نے وفات پائی' آپ ابن خطیب الری کے نام سے مشہور ہیں' اور آپ کا نام محمد بن عمر بن الحسین ابن علی القرشی التیمی البکری ابوالمعالی اور عبداللہ ہے' اور آپ فخر رازی کے نام سے مشہور ہیں' آپ کو ابن خطیب الری بھی کہا جاتا ہے۔ آپ ان فقہائے شافعیہ میں سے ایک ہیں جو چھوٹی بڑی تصانیف کے باعث مشہور ہیں۔ آپ کی تقریباً دوسو تصانیف ہیں جن میں التفسیر الحافل' المطالب العالیۃ' المباحث الشرقیۃ' اربعین' اصول الفقہ اور المحصول وغیرہ شامل ہیں۔ اور آپ نے ایک مفید جلد میں حضرت امام شافعی کے حالات لکھے ہیں اور اس میں ایسی عجیب وغریب باتیں ہیں' جن سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔ اور آپ کی طرف عجیب باتیں منسوب کی جاتی ہیں۔ اور میں نے طبقات الشافعیہ میں آپ کے حالات لکھے ہیں' اور آپ ملوک خوارزم وغیرہ کے ہاں معظم تھے۔ اور مختلف شہروں میں آپ کے مدارس بنائے گئے ہیں' اور آپ ۸۰ ہزار دینار کے عمدہ سونے کے مالک تھے' اور اس کے علاوہ آپ ساز وسامان' سواریوں' اثاث البیت اور ملبوسات کے بھی مالک تھے۔ آپ کے پاس پچاس ترکی غلام تھے' اور آپ کی مجلس وعظ میں بادشاہ وندماء' علماء' امراء' فقراء اور عوام شامل ہوتے تھے۔ اور آپ عبادات واوراد بھی پڑھتے تھے۔ اور آپ کے اور کرامیہ کے درمیان ایک وقت سب وشتم ہوا۔ اور آپ ان سے اور وہ آپ سے نفرت کرتے تھے۔ اور وہ آپ

کی شان کو گرانے میں مبالغہ کرتے ہیں اور آپ بھی ان کی مذمت میں مبالغہ کرتے ہیں۔ اور قبل ازیں ہم اس میں کچھ باتیں بیان کر چکے ہیں۔ اور آپ فن کلام میں بکثرت علم رکھنے کے باوجود فرماتے ہیں جو دین العجائز کا پابند رہے گا وہی کامیاب ہوگا اور ہم نے آپ کی وفات کے موقع پر آپ کی وصیت کا ذکر کیا ہے کہ آپ نے متکلمین کے مذہب کو چھوڑ کر سلف کا طریق اختیار کر لیا تھا' اور جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے وہ بات مراد لی ہے جو اللہ جل جلالہ کی شان کے لائق ہے۔

اور شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے الذیل میں آپ کے حالات میں بیان کیا ہے کہ آپ وعظ کرتے تھے اور کرامیہ کو سب وشتم کرتے تھے' اور وہ بھی آپ کو سب وشتم کرتے تھے' اور کبائر کے باعث آپ کی تکفیر کرتے تھے' کہتے ہیں کہ انہوں نے آپ کی موت پر خوشی منائی' اور وہ غلاموں وغیرہ کے ساتھ آپ پر معاصی کے ارتکاب کی تہمت لگاتے ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ کی وفات ذوالحجہ میں ہوئی' اور آپ کی فضیلت میں کوئی کلام نہیں' اور نہ ہی ان کاموں میں جو آپ کیا کرتے تھے' آپ سلطان کی مصاحبت کرتے تھے' اور دنیا سے محبت کرتے تھے' اور اس میں بڑی وسعت چاہتے تھے' اور یہ علماء کی صفت نہیں ہے۔ اس قسم کی باتوں کی وجہ سے آپ کو بہت برا بھلا کہا گیا ہے' اور ان کلمات کی وجہ سے آپ کی بہت برائی ہوئی ہے جو آپ بیان کیا کرتے تھے کہ......... محمد البادی نے بیان کیا ہے یعنی......... عربی نے اور اس سے آپ کی مراد حضور نبی کریم ﷺ ہوتے تھے' اور بادیہ کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ ایسا کہتے تھے اور محمد الرازی نے بیان کیا ہے' اس سے مراد آپ کی اپنی ذات ہوتی تھی۔ اور ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ آپ مد مقابل کی جانب سے شبہ کو بہت سی عبارات میں بیان کرتے تھے اور ادنیٰ اشارہ سے اس کا جواب دیتے تھے۔

راوی کا بیان ہے مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے اپنے پیچھے مویشیوں' کپڑوں' جاگیروں اور آلات کے علاوہ ایک ہزار دینار کا عمدہ سونا چھوڑا ہے' اور آپ نے اپنے پیچھے دولڑکے بھی چھوڑے ہیں' جن میں سے ہر ایک نے چالیس ہزار دینار لیے۔ اور آپ کا بڑا بیٹا سپاہی بن گیا' اور اس نے سلطان محمد بن تکش کی خدمت کی۔

ابن اثیر نے الکامل میں بیان کیا ہے کہ اس سال فخر الدین رازی محمد بن عمر بن خطیب الری' شافعی' فقیہ' اور اصول کے بارے میں مشہور تصانیف کے مؤلف نے وفات پائی۔ آپ اپنے زمانے میں امام الدنیا تھے' مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کی پیدائش ۵۴۳ھ میں ہوئی ہے۔ آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''اے مخلوق کے معبود میرا چہرہ اور میری توجہ تیری طرف ہے' اور تو ہی ہے جس سے میں پوشیدہ اور اعلانیہ دعائیں کرتا ہوں۔ اور ہر مصیبت کے وقت تو میرا مددگار ہے' اور میری زندگی اور میری قبر میں تو ہی میری پناہ گاہ ہے۔''

ابن الساعی نے یاقوت حموی سے بحوالہ ابن فخر الدین رازی آپ سے بیان کیا ہے کہ:

''مخلوق کے لیے ابواب سعادت کا تتمہ' خدائے واحد کا ذکر کرنا ہے' وہ تمام ممکنات کا مدبر ہے۔ اور انہیں عدل واعتدال اور صدق کے ساتھ پیدا کرنے والا ہے۔ اللہ کی عظمت مخلوق کی مشابہت سے بہت بڑی ہے۔ اور میں ہی مشرق ومغرب میں اس دین کی مدد کرتا ہوں' وہ معبود بڑے فضل وعدل اور بلندی والا ہے' اور وہ گمراہ کی راہنمائی کرنے والا' اور بدبخت

کو سعادت مند بنانے والا ہے۔''

اور آپ یہ اشعار بھی پڑھا کرتے تھے۔

'' ہماری ارواح ہمارے اجسام میں خوفزدہ ہیں' اور ہماری دنیا کا حاصل تکلیف اور وبال ہے۔ اور ہم نے اپنی ساری عمر کی بحث سے صرف یہی حاصل کیا ہے کہ اس میں کچھ قیل وقال کو جمع کر لیا ہے۔''

پھر آپ نے فرمایا......... میں نے طریق کلامیہ اور مناہج فلسفیہ کا جائزہ لیا ہے' اور میں نے انہیں پیاسے کو سیراب کرتے' اور بیمار کو شفا دیتے نہیں پایا۔ اور میں نے سب سے آسان طریق' قرآن کے طریق کو پایا ہے' میں اثبات میں (الرحمن علی العرش استوٰی) اور (الیه یصعد الکلم الطیب) پڑھتا ہوں اور نفی میں (لیس کمثله شیء) اور (هل تعلم له سمیا) پڑھتا ہوں۔

۶۰۷ھ

شیخ ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال جزیرہ کے ملوک' شاہ موصل' شاہ سنجار' شاہ اربل' شاہِ حلب الظاہر اور شاہِ روم نے عادل کی مخالفت کرنے' اور اس سے مقابلہ ومقاتلہ کرنے اور اس کے ہاتھ سے حکومت چھیننے کے بارے میں ایک دوسرے کی مدد کی' اور یہ کہ شاہِ روم کیخسرو بن قلج ارسلان کا خطبہ ہوا اور انہوں نے الکرج کو پیغام بھیجا' کہ وہ حصار خلاط کے لیے آئیں۔

اور اس سال ملک اوحد بن عادل نے بھی اس کے خلاف مدد دینے کا وعدہ کیا۔ میں کہتا ہوں یہ سرکشی اور ظلم ہے جس سے اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے' اور الکرج اپنے بادشاہ ایوانی کے ساتھ آئے اور انہوں نے خلاط کا محاصرہ کر لیا۔ اور اوحد نے ان کا دل تنگ کر دیا' اور کہنے لگا' یہ سخت دن ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے ۱۹ ربیع الآخر کو سوموار کے روز انہوں نے شہر کا سخت محاصرہ کر لیا اور ان کا بادشاہ ایوانی گھوڑے پر سوار ہو کر آیا' اور وہ مدہوش تھا' اس کے گھوڑے نے اسے ایک گڑھے میں ڈال دیا' جو شہر کے اردگرد جنگی حکمتِ عملی کے ماتحت تیار کیا گیا تھا۔ اور شہر کے لوگوں نے جلدی سے جا کر اسے پکڑ کر حقیر قیدی بنا دیا' اور وہ الکرج کے سامنے ذلیل ہو گیا۔ اور جب اسے اوحد کے سامنے کھڑا کیا گیا' تو اس نے اسے رہا کر دیا' اور اس پر احسان کیا' اور اس سے حسن سلوک کیا۔ اور اسے دو لاکھ دینار' اور دو ہزار مسلمان قیدیوں' اور اوحد کے علاقے سے ملحقہ ۲۱ قلعوں کے دینے کے بدلے میں رہا کر دیا۔ اور یہ کہ وہ اپنی بیٹی کا اس کے بھائی اشرف موسیٰ سے نکاح کر دے۔ نیز وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے والوں کے مقابلہ میں اس کا مددگار رہو' اس نے اس کی یہ سب باتیں قبول کر لیں' اور اس نے اس کے متعلق اس سے قسمیں لیں' اور اوحد نے اپنے باپ کی طرف ان سب باتوں کے بارے میں اجازت لینے کے لیے آدمی بھیجا' اور اس کا باپ حراب کے باہر اس قبیح امر کی وجہ سے جس سے اچانک اسے پالا آ پڑا تھا' غضبناک حالت میں اترا ہوا تھا۔

اسی حالت کے دوران' ان کی قوت وطاقت سے نہیں' اور نہ ہی ان کے دل میں یہ خیال تھا' بلکہ خدائے حکیم کی طرف سے اسے یہ عظیم خبر ملی۔ قریب تھا کہ وہ خوشی ومسرت کی شدت سے غافل ہو جاتا۔ پھر جو اس کے بیٹے نے شرائط مقرر کی تھیں' اس نے ان سب کی اجازت دے دی۔ اور بادشاہوں کے درمیان جو کچھ ہوا اس کی خبریں مشہور ہو گئیں' اور وہ ذلیل ورسوا ہو گئے' اور ان میں

سے ہر ایک نے اپنی طرف منسوب کردہ بات پر معذرت بھیجی' اور وہ اسے ایک دوسرے کی طرف منسوب کرنے لگے' اس نے ان کے اعتراضات کو قبول کیا اور ان سے پختہ صلح کی اور بادشاہ نے عصر جدید کا استقبال کیا۔ اور اشرف نے بادشاہ نے اوحد کی تمام شروط کو پورا کیا اور اشرف نے اس کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اور اس واقعہ میں ابوشامہ نے جو عجیب وغریب بات بیان کی ہے' وہ یہ کہ بادشاہ کا پادری نجوم میں مہارت رکھتا تھا۔ اس نے بادشاہ سے اس روز سے ایک دن پہلے کہا' یاد رکھو' کل تم عصر کی اذان کے وقت قلعہ خلاط میں داخل ہو گے لیکن کسی اور لباس میں' اور اتفاق سے عصر کی اذان کے وقت وہ قلعہ میں قیدی ہو کر داخل ہو گیا۔

شاہ موصل نورالدین کی وفات کا بیان:

ملک نورالدین شاہ بن عزالدین مسعود بن قطب الدین مودود بن زنگی شاہ موصل نے سلطان ملک عادل کی بیٹی کو پیغام نکاح دینے کے لیے آدمی بھیجا' اور اس نے اپنے وکیل کو تیس ہزار دینار پر قبول عقد کے لیے بھیجا۔ اتفاق سے نورالدین کی وفات ہو گئی' اور اس کا وکیل راستے ہی میں تھا۔ پس اس نے اس کی وفات کے بعد عقد کیا۔

اور ابن اثیر نے اپنی کتاب الکامل میں اس کی بہت تعریف کی ہے۔ اور اس کی تیز فہمی اور عدل کی بھی تعریف کی ہے' اور آپ دوسروں کی نسبت اسے بہتر جانتے ہیں' اور آپ نے بیان کیا ہے کہ اس کی مدتِ حکومت ۱۷ سال گیارہ ماہ ہے۔ اور ابوالمظفر السبط کے متعلق آپ نے کہا ہے کہ وہ سرکش' ظالم' بخیل اور خونریز تھا' اللہ ہی اسے بہتر جانتا ہے' اور اس کے بیٹے القاہر عزالدین مسعود نے حکومت سنبھالی' اور اس نے اپنی مملکت کا انتظام اپنے غلام بدرالدین لؤلؤ کے سپرد کر دیا' جسے بعد ازاں حکومت مل گئی۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ ۷/ شوال کو اس نے عیدگاہ کی تعمیر شروع کی' اور اس کی چار بلند دیواریں بنائیں' اور خوراک لانے والوں اور قاتلوں کی آمد سے اس کے مقام کو محفوظ کرنے کے لیے اس کے چار دروازے بنائے' اور اس کے قبلہ میں پتھروں سے ایک محراب اور منبر بنایا' اور اس کے اوپر ایک گنبد بنایا' پھر ۶۱۳ھ میں اس کے قبلہ میں دو برآمدے بنائے۔ اور ایک چوبی منبر بنایا' اور اس کے لیے ایک خطیب اور ایک امام تنخواہ پر رکھے' اور عادل فوت ہو گیا اور وہ دوسرا برآمدہ مکمل نہ کر سکا۔

یہ سارا کام وزیر صفی ابن شکر کے ہاتھوں ہوا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس سال ۲/ شوال کو باب البرید کی جانب سے جامع اموی کے دروازوں کو از سر نو زرد تانبے سے بنایا گیا۔ اور اسی طرح شوال میں اس نے فوارے' تالاب اور راستوں کو درست کرنا شروع کرایا۔ اور اس کے نزدیک ایک مسجد تعمیر کی' اور اس کے لیے تنخواہ دار امام مقرر کیا' اور سب سے پہلے جس نے امامت سنبھالی اسے نفیس مصری کہا جاتا تھا۔ اور اس کے خوش آواز ہونے کی وجہ سے اسے مسجد کا بگل کہا جاتا تھا۔

اور جب وہ شیخ ابومنصور چوڑے سینے والے نابینا کو ستاتا' تو بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو جاتے۔ اور اس سال ذوالحجہ میں سواریاں عکا سے سمندر کی طرف دمیاط کی سرحد تک گئیں اور اس سال قبرص پر الیان نے قبضہ کر لیا اور اس نے رات کو سرحد میں داخل ہو کر بعض شہروں پر غارت گری کی' اور قتل عام کیا' اور قیدی بنائے' اور واپس لوٹ آیا اور اپنی سواریوں کے اوپر سوار ہو گیا اور اسے تلاش کرنے والے نہ پا سکے۔ اور اس سے قبل اس کے اس قسم کے واقعات بیان ہو چکے ہیں۔ اور اس بات کا اتفاق کسی دوسرے کو نہیں ہوا۔ اللہ اس پر لعنت کرے۔

اور اس سال فرنگیوں نے قدس کے نواح میں فساد اور خرابی کی' اور ملک معظم ان کے مقابلہ میں نکلا۔ اور شیخ شمس الدین ابوالمظفر ابن قرعلی الحنفی' جو ابن جوزی کا نواسہ اور اس کی بیٹی رابعہ کا بیٹا ہے بیٹھا' اور یہی مرأۃ الزمان کا مؤلف ہے۔ اور یہ بہت سے علوم کا فاضل تھا۔ بڑا خوبصورت اور خوش آواز تھا' وہ بہت اچھا وعظ کرتا تھا۔ اور اس کے دادا کی شہرت کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرتے تھے' اور وہ بغداد سے کوچ کر کے دمشق اترا' اور وہاں کے ملوک نے اس کی عزت کی' اور اس نے وہاں تدریس کا کام سنبھال لیا۔ اور وہ ہر ہفتہ کے دن علی بن حسین زین العابدین کی زیارت گاہ کے دروازے کے نزدیک اس ستون کے پاس بیٹھتا تھا' جس کے پاس ہمارے اس زمانے کے واعظ بیٹھتے ہیں۔ اور اس کے پاس بہت اکٹھ ہو جاتا تھا' حتیٰ کہ وہ باب الناطفیین سے لے کر باب المشہد سے باب الساعات تک ہوتا تھا۔ اور یہ کھڑے ہونے والوں کے علاوہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک روز اس نے اپنے اکٹھ کا تخمینہ لگایا' تو وہ تیس ہزار مرد و زن تھے۔ اور ہفتے کی رات لوگ مسجد میں بسر کرتے تھے' اور باغات کو چھوڑ دیتے تھے' اور وہ ختم واذکار پڑھتے رات گذارتے تھے' تاکہ بھیڑ کی شدت سے انہیں جگہ مل جائے۔ اور جب وہ اپنے وعظ سے فارغ ہو جاتا تو وہ اپنی جگہوں کی طرف چلے جاتے' اور وہ سب صرف وہی بات کرتے جو اس نے اس دن کی ہوتی۔ اور وہ کہتے کہ شیخ نے بیان کیا' اور ہم نے شیخ سے سنا' اور وہ انہیں اعمال صالحہ کے بجالانے' اور برائیوں سے رکنے کی ترغیب دیتا' اور اکابر بھی اس کے پاس آتے' حتیٰ کہ شیخ تاج الدین ابوالیمن کندی بھی آتا۔ اور وہ اور والی شہر معتمد اور والی البر ابن نمیرک وغیرہ اس گنبد میں بیٹھتے تھے' جو باب المشہد کے پاس ہے۔

حاصل کلام یہ کہ جب وہ ۵ ربیع الاوّل کو ہفتہ کے روز بیٹھا تو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اس نے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی۔ اور اس نے تائبین کے بالوں کو لانے کا حکم دیا' اور اس نے ان سے آدمیوں کو اٹھانے کے لیے بندھن بنائے۔ اور جب لوگوں نے انہیں دیکھا' تو انہوں نے یکبارگی شور مچا دیا' اور بہت روئے' اور انہوں نے اپنے بالوں کو ان کی مانند کاٹا' اور جب مجلس ختم ہو گئی' اور وہ منبر سے اترا' تو والی مبارز الدین معتمد بن ابراہیم نے اس کا استقبال کیا' اور وہ نیک لوگوں میں سے تھا' اور وہ اس کے آگے آگے باب الناطفیین تک اس کی مدد کرتے ہوئے چلا' حتیٰ کہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا' اور لوگ اس کے دائیں بائیں' آگے پیچھے ہو گئے اور وہ باب الفرج سے باہر نکلا' اور اس نے عیدگاہ میں رات بسر کی' پھر کل کو لوگوں کے ساتھ الکسوہ تک گیا' اور اس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے' جو جہاد کی نیت سے بلاد القدس کو گئے۔ اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے' ان میں تین سوز ملکا کی جانب سے پورے ساز وسامان کے ساتھ تھے۔

راوی بیان کرتا ہے' ہم افیق کی گھاٹی پر آئے تو پرندے فرنگیوں کے خوف سے پرواز کی جسارت نہ کرتے تھے۔ اور جب ہم نابلس پہنچے تو معظم ہمیں ملا۔ راوی کا بیان ہے' میں نے اس سے قبل اس سے ملاقات نہیں کی تھی۔ اور جب اس نے تائبین کے بالوں کے بندھنوں کو دیکھا' تو انہیں چومنے لگا۔ اور انہیں اپنی آنکھوں اور چہرے پر ملنے لگا اور رونے لگا۔ اور ابوالمظفر نے نابلس میں ایک وقت مقرر کیا' اور جہاد کی ترغیب دی' اور وہ جمعہ کا دن تھا' پھر وہ اور اس کے ساتھی چل پڑے۔ اور معظم نے بھی فرنگیوں کی طرف جانے میں اس کی مصاحبت کی' اور انہوں نے بہت لوگوں کو قتل کیا' اور بہت سی جگہوں کو ویران کیا اور غنیمت حاصل کی' اور سلامتی کے ساتھ واپس آ گئے۔ اور معظم جبل طور کے مضبوط کرنے میں لگ گیا۔ اور اس نے اس میں ایک قلعہ تعمیر کیا' تاکہ وہ فرنگیوں کے خلاف

متحد ہونے کی جگہ بنے' اور اس نے اس میں بہت اموال ضائع کیے۔ اور فرنگیوں کے عادل کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اس سے امان اور مصالحت کے طلب گار ہیں تو اس نے ان سے صلح کر لی اور یہ عمارت بیکار ہوئی اور معظم نے جو کچھ اس پر مشقت اٹھائی تھی' وہ سب ضائع ہوگئی۔ واللہ اعلم

شیخ ابوعمر:

قاسیون کے دامن کوہ میں قرآن پڑھنے والے فقراء کے مدرسہ کا بانی' محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ' شیخ صالح ابوعمر المقدسی' اس مدرسہ کا بانی جو دامن کوہ میں ہے' جہاں قرآن پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ شیخ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ کا بھائی ہے' اور ابوعمر اس سے بڑی عمر کا تھا کیونکہ اس کی پیدائش ۵۲۸ھ میں الساویا بستی میں ہوئی' اور بعض نے جماعیل بستی بیان کیا ہے۔

اور شیخ ابوعمر نے شیخ موفق الدین کی پرورش کی' اور اس سے حسن سلوک کیا' اور اس کا نکاح کیا' اور وہ اس کے مصالح کا ذمہ دار تھا۔ اور جب یہ ارض مقدسہ سے آئے تو مشرقی دروازے کے باہر ابوصالح کی مسجد میں اترے' پھر وہاں سے دامن کوہ میں آ گئے۔ اور دیر الحورانی کے سوا وہاں کوئی عمارت نہ تھی۔

راوی بیان کرتا ہے' ہمیں ابوصالح کی مسجد کی نسبت سے صالحین کہا جانے لگا' نہ یہ کہ ہم صالح تھے۔ اور اس وقت سے ہماری نسبت کی وجہ سے اس خطہ کو صالحیہ کا نام دیا گیا ہے۔ پس شیخ ابوعمر نے ابوعمر کی روایت کے مطابق قرآن پڑھا' اور فقہ کی کتاب مختصر الخرقی کو حفظ کیا پھر اس کے بھائی موفق نے بعدازاں اس کی شرح کی' اور اپنی شرح کو اپنے ہاتھ سے لکھا' اور تفسیر بغوی حلیہ ابونعیم اور ابن بطہ کی الابانۃ کو لکھا۔ اور بہت سے مصاحف اپنے ہاتھ سے اپنے اہل کے لیے اور لوگوں کے لیے لکھے۔ اور آپ بڑے عابد' زاہد اور تہجد گذار تھے' اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور مسکراتے رہتے تھے' اور روز ظہر وعصر کے درمیان سات سورتیں پڑھتے تھے' اور آٹھ رکعت چاشت کی نماز پڑھتے تھے' جن میں ایک ہزار مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے' اور ہر سوموار اور جمعرات کو مغارۃ الدم کی زیارت کرتے تھے۔ اور اپنے راستے سے شیخ گھاس کو اکٹھا کر کے بیوگان اور مساکین کو دیتے' اور جب کبھی آپ کو کوئی عطیہ میسر آتا تو اپنے اہل اور مساکین کو ترجیح دیتے اور آپ بہت کم لباس پہنتے تھے۔ اور بسا اوقات مدت گذر جاتی' اور آپ شلوار قمیص نہ پہنتے اور اپنے عمامہ کے ٹکڑے کر کے انہیں صدقہ کر دیتے۔ یا کسی میت کے کفن کی تکمیل کے لیے دے دیتے اور آپ اور آپ کا بھائی' اور ان کا ماموں کا بیٹا عبدالغنی' اور اس کا بھائی شیخ عماد اس جنگ سے نہ رُکتے' جس میں ملک صلاح الدین بلاد فرنگ کو جاتا۔ اور یہ لوگ فتح قدس اور سواحل وغیرہ۔ میں بھی اس کے ساتھ تھے' اور ایک روز ملک عادل خاص طور پر ابوعمر کی ملاقات کو آیا' تو آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے' پس آپ نے نہ نماز توڑی' اور نہ مختصر کی۔ سلطان بیٹھ گیا اور ابوعمر مسلسل اپنی نماز پڑھتے رہے' اور اس کی طرف ملتفت نہ ہوئے۔ حتیٰ کہ آپ نے اپنی نماز ادا کر لی اور شیخ ابوعمر نے سب سے پہلے جامع مسجد کو ایک فامی شخص کے مال سے تعمیر کرنا شروع کیا تو اس کے پاس جو مال تھا وہ ختم ہو گیا۔ اور عمارت ایک شخص کے قد کے برابر بلند ہوئی تھی' پس شاہ اربل ملک مظفر الدین کوکری نے مال بھیجا' تو اس سے وہ مسجد مکمل ہوئی۔ اور اس کی خطابت شیخ ابوعمر نے سنبھالی' آپ خطبہ دیتے تو آپ کمزور سا لباس زیب تن کیے ہوتے۔ اور آپ پر خشیت وتقویٰ اور خوفِ الٰہی کے انوار ہوتے' مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ اور اس وقت جو منبر تھا' اس

میں تین زینے تھے اور چوتھا زینہ بیٹھنے کے لیے تھا' جیسا کہ منبر نبویؐ تھا۔

اور ابوالمظفر نے بیان کیا ہے کہ ایک روز جمعہ کو وہ آپ کے پاس آیا' اور شیخ عبداللہ یونانی بھی جمعہ کے لیے آپ کے پاس آئے ہوئے تھے' اور جب آپ خطبہ میں سلطان کے لیے دعا تک پہنچے' تو آپ نے فرمایا' اے اللہ! اپنے بندے ملک عادل سیف الدین ابوبکر بن ایوب کی اصلاح کر' جب آپ نے یہ بات کہی تو شیخ عبداللہ یونانی اٹھے' اور اپنا جوتا لیا' اور جامع مسجد سے باہر نکل گئے' اور جمعہ کی نماز چھوڑ دی' پس جب ہم فارغ ہوئے تو میں نے یونانی کے پاس جا کر اسے کہا' آپ اس کی کس بات پر ناراض ہوئے ہیں؟ اس نے کہا' یہ اس ظالم کو عادل کہتا ہے' میں نے اس کے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔

راوی بیان کرتا ہے' ہم باتوں میں مصروف تھے کہ شیخ ابوبکر آ گئے' اور آپ کے پاس ایک روٹی اور دو کھیرے تھے' آپ نے اس روٹی کو توڑا' اور فرمایا' نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ پھر بیان کیا' حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں عدل گستر بادشاہ کسریٰ کے زمانے میں مبعوث ہوا ہوں' تو شیخ عبداللہ یونانی مسکرا پڑے' اور اپنا ہاتھ بڑھا کر کھانا کھایا' اور جب وہ فارغ ہوئے تو شیخ ابوعمر اٹھ کر چلے گئے۔ اور جب وہ چلے گئے' تو یونانی نے مجھے کہا' اے ہمارے آقا' یہ ایک صالح آدمی ہے۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ یونانی کبار صالحین میں سے تھے' اور میں نے آپ کو دیکھا ہے اور آپ نے ابوعمر کے دس سال بعد وفات پائی۔ اور باوجود ابوعمر کے تقویٰ کے انہیں تساہل کرنے میں معاف نہیں کیا' اور شاید آپ مسافر تھے' اور مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہوتا۔ اور شیخ ابوعمر کا یہ عذر کہ یہ ایسے ہی ہے جیسے بڑے آدمیوں کو عادل' کامل اور اشرف وغیرہ کہا جاتا ہے۔ یا جیسے سالم' غانم' محمود' مسعود کہا جاتا ہے' اور ان ناموں کے الٹ بھی ہو جاتا ہے۔ اور وہ سالم' غانم' محمود اور مسعود نہیں ہوتا۔ اسی طرح عادل کا نام ہے۔ یا بادشاہوں کے دیگر اسماء والقاب ہیں یا نجار وغیرہ کے نام ہیں یا جیسے کہ شمس الدین' بدرالدین اور تاج الدین وغیرہ کہا جاتا ہے' حالانکہ وہ اس کے الٹ ہوتا ہے اور اسی طرح شافعی اور حنبلی وغیرہم ہیں۔ اور اس کے اعمال اپنے امام اوّل کے زہد وعبادت وغیرہ کے مخالف ہوتے ہیں' اسی طرح عادل کا اطلاق' مشترک ہوگا۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں' جس حدیث سے شیخ ابوعمر نے حجت پکڑی ہے' اس کی کوئی اصل نہیں' اور نہ ہی یہ کتب مشہور میں بیان ہوئی ہے۔ اور آپ پر اور ابوالمظفر پر اور پھر ابوشامہ پر اس قسم کی حدیث کے قبول کرنے پر تعجب ہے۔ واللہ اعلم

پھر ابوالمظفر نے ابوعمر کے فضائل ومناقب اور کرامات کا ذکر کیا ہے۔ اور جو اس نے' اور دوسروں نے آپ کے احوال صالحہ دیکھے تھے' انہیں بیان کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے' آپ راستے اور ہدایت کی رو سے سلف صالح کے مذہب پر تھے' آپ کا عقیدہ اچھا تھا' اور آپ کتاب وسنت اور آثار مرویہ سے متمسک تھے' اور آئمہ دین اور علمائے مسلمین پر طعن کیے بغیر انہیں اسی طرح مانتے تھے جیسے کہ وہ بیان ہوئے ہیں' اور آپ مبتدعین کی صحبت سے روکتے تھے۔ اور ان صالحین کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیتے تھے جو سید المرسلین' خاتم النبیین کی سنت پر قائم تھے۔ اور بسا اوقات آپ نے خود مجھے یہ اشعار سنائے۔

''میں تمہیں اہل حق اور اہل توکل کے قول کے مطابق' قرآن کریم کے قول کی پابندی کی وصیت کرتا ہوں۔ وہ نہ مخلوق ہے نہ فنا ہونے والا ہے' بلکہ وہ جزا سزا دینے والے بادشاہ کا کلام ہے اس کی آیات کا مفہوم روشن ہے' جنہیں خدا کی

رضامندی کی خاطر زبان سے پڑھا جاتا ہے جو سینہ و دل میں محفوظ ہیں اور کاغذات میں انگلیوں سے لکھی ہوئی ہیں۔

اے میرے بھائیو! صفات کے بارے میں بات کرنا ذات اور جسم کے بارے میں بیان کرنے کی مانند ہے۔ انہیں کفر و تشبیہ کے بغیر اور انکار صفات کے بغیر دہرانا چاہیے''۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ نے خود مجھے یہ اشعار سنائے۔

''کیا لہو ولعب سے غافل کرنے والی کوئی چیز نہیں' سر کی سفیدی' کمزوری اور تکلیف میرے شامل حال ہوئی' اور مجھ پر وہ مصیبت آئی کہ اگر میں عمر بھر اس پر روتا تو آنسو خشک ہو جاتے اور مجھے تکلیف نہ ہوتی''۔

راوی کا بیان ہے' آپ بیمار ہو گئے' لیکن معمول کے مطابق آپ جو اوراد کرتے تھے' انہیں ترک نہ کیا' حتیٰ کہ ۱۹ ربیع الاوّل منگل کی شب کو سحری کے وقت آپ فوت ہو گئے' اور آپ کو دیر میں غسل دے کر بہت سے لوگوں کے ساتھ جن کا شمار اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' اٹھا کر قبرستان لے جایا گیا اور حکومت کے تمام امراء' علماء اور قضاۃ وغیرہ آپ کے جنازہ میں شامل ہوئے اور وہ جمعہ کا دن تھا' اور گرمی سخت تھی' تو ایک بدلی نے لوگوں کو گرمی سے بچانے کے لیے سایہ کر دیا' اور اس سے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح گونج سنائی دیتی تھی' اور لوگ آپ کے اتفاق کی طرف سبقت کرتے تھے' اور آپ کے کپڑوں کو گراں تر قیمت پر فروخت کیا گیا' اور شعراء نے آپ کے بہت اچھے مرثیے کہے' اور آپ کے بارے میں رؤیائے صالحہ دیکھی گئیں' آپ نے تین لڑکے چھوڑے' ایک کا نام عمر تھا' اور اسی سے آپ کنیت کرتے تھے' دوسرا اشرف عبداللہ' اس نے اپنے باپ کے بعد خطابت سنبھالی' جو العز احمد کا والد ہے' تیسرا عبدالرحمٰن' اور جب شرف عبداللہ فوت ہو گیا تو اس کے بھائی شمس الدین عبدالرحمٰن بن ابی عمر نے خطابت سنبھال لی۔ اور یہ اس کے باپ کے لڑکوں میں سے تھا' اور آپ نے قول الٰہی (مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَّ اَبْكَارًا) کے مطابق بیٹیاں بھی چھوڑیں۔ راوی بیان کرتا ہے' آپ کی قبر مفارۃ الجوع کے راستے میں تنگ گلی میں دیر حورانی کے سامنے ہے اللہ تعالیٰ آپ پر اور ہم پر رحم فرمائے۔

شیخ الحدیث ابن طبرزد:

عمر بن محمد بن معمر بن یحییٰ' جو ابو حفص بن طبرزد بغدادی دراقزی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ ۵۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اور کثیر سے سماع کیا اور سماع کرایا۔ آپ عیاش' خوش شکل اور ظریف تھے' اور دار القز میں بچوں کی تربیت کرتے تھے' آپ حنبل بن عبداللہ مکبر کے ساتھ دمشق آئے' اور دمشق کے باشندوں نے ان سے سماع کیا' اور انہیں اموال حاصل ہوئے' اور دونوں بغداد کو واپس چلے گئے' اور حنبل ۶۰۳ھ میں فوت ہو گئے' اور آپ نے بعد ازاں اس سال ۹ رجب کو وفات پائی۔ وفات کے قریب آپ کی عمر ۹۷ سال تھی' آپ نے بہت مال چھوڑا' اور بیت المال کے سوا' آپ کا کوئی وارث نہ تھا۔ اور آپ کو باب حرب میں دفن کیا گیا۔

سلطان ملک العادل ارسلان شاہ:

نور الدین شاہ موصل' نور الدین شہید کے بھتیجے تھے۔ ہم نے آپ کی سیرت کا کچھ حصہ حوادث میں بیان کیا ہے' آپ شافعی المذہب تھے' اور آپ کے سوا' ان میں سے اور کوئی شافعی نہ تھا' آپ نے موصل میں شافعیہ کے لیے ایک بڑا مدرسہ بنایا' اور وہیں

آپ کی قبر بھی ہے' آپ نے اس سال صفر میں اتوار کی رات کو وفات پائی۔

ابن سکینہ عبدالوہاب بن علی:

ضیاء الدین' جو ابن سکینہ صوفی کے نام سے مشہور ہیں' آپ کو ابدال میں شمار کیا جاتا ہے۔ آپ نے کثرت سے حدیث کا سماع کیا' اور مختلف شہروں میں اس کا سماع کرایا۔ آپ ۵۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ ابوالفرج ابن جوزی کے دوست اور ہم مجلس تھے' اور کثرتِ مخلوق' اور کثرتِ عوام وخواص کی وجہ سے آپ کے جنازے کا دن' جمعہ کا دن معلوم ہوتا تھا۔

مظفر بن ساسیر:

واعظ' صوفی' بغدادی' آپ ۵۲۳ھ میں پیدا ہوئے' اور حدیث کا سماع کیا' آپ اغربیہ' مساجد اور بستیوں میں وعظ کرتے تھے۔ آپ ظریف مزاج تھے۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا' تو اس نے اس گفتگو میں' جو آپ کے' اور اس کے درمیان ہوئی' آپ سے کہا' میں بھوک کا مریض ہوں' آپ نے کہا' اپنے رب کی تعریف کر' تو صحت یاب ہو جائے گا۔ ایک دفعہ آپ ایک قصاب کے پاس سے گذرے جو ناکارہ گوشت فروخت کر رہا تھا' اور کہہ رہا تھا' وہ کہاں ہے جس نے قسم کھائی ہے کہ وہ دھوکہ نہیں دے گا' تو آپ نے اسے کہا' حتیٰ کہ اس نے اسے ترک کر دیا۔

راوی بیان کرتا ہے' ایک دفعہ میں نے یعقوبا میں مجلس منعقد کی تو ایک شخص کہنے لگا' میرے پاس شیخ کی نصفیہ ہے۔ اور دوسرا کہنے لگا' میرے پاس بھی شیخ کی نصفیہ ہے' اور تیسرے نے بھی اس قسم کی بات کہی' حتیٰ کہ وہ پچاس نصفیہ سے بھی تجاوز کر گئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا' آج شب میں مستغنی ہو جاؤں گا' اور تاجر بن کر شہر کو واپس جاؤں گا۔ جب صبح ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ جو کا ایک ڈھیر مسجد میں پڑا ہے' اور مجھے بتایا گیا' یہ وہ نصافی ہیں جن کا ذکر لوگوں کی ایک جماعت نے کیا تھا' اور وہ ماپنے کا ایک برتن ہے' جسے نصفیہ کہتے ہیں' جیسے زبدیہ۔

اور ایک دفعہ میں نے باصرا میں مجلس منعقد کی' تو انہوں نے میرے لیے ایک چیز جمع کی جس کے متعلق مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کیا ہے' اور جب صبح ہوئی' تو کیا دیکھتا ہوں کہ بھینس کے بالوں اور سینگوں سے بنی ہوئی کوئی چیز ہے' اور ایک شخص کھڑا ہو کر اعلان کرنے لگا' کہ تمہارے پاس شیخ کے بالوں اور سینگوں کی جو چیز ہے' وہ لے آؤ' تو میں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں' اور تم میری طرف سے آزاد ہو' اسے ابوشامہ نے بیان کیا ہے۔

۶۰۸ھ

یہ سال شروع ہوا' تو عادل اپنے قلعے کی تعمیر کے لیے پہاڑ پر مقیم تھا' اور بلاد مغرب سے یہ اطلاعات آئیں کہ عبدالمومن نے طلیطلہ میں فرنگیوں کو زبردست شکست دی ہے' اور کئی دفعہ اس نے شہر کو بزور قوت فتح کیا ہے۔ اور ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔ اور اس سال مصر اور قاہرہ میں زبردست زلزلہ آیا' جس سے بہت سے گھر گر گئے۔ اور اسی طرح کرک اور شوبک میں بھی اس کے قلعے کے برج گر گئے' اور بہت سے بچے اور عورتیں دیواروں کے نیچے آ کر مر گئے۔ اور دمشق کے مغرب میں عاتکہ کی قبر کے پاس مغرب اور عشاء کے درمیان آسمان سے دھواں اترتا دکھائی دیا۔ اور اس سال باطنیہ نے اظہار اسلام کیا' اور حرام کاموں کے مرتکبین

پر حدود قائم کیں۔ اور جوامع مساجد بنائیں' اور انھوں نے شام میں مضاۃ وغیرہ میں بھی اپنے بھائیوں کو ان باتوں کے متعلق لکھا' اور ان کے لیڈر جلال الدین نے خلیفہ کو اطلاع دیتے ہوئے یہ بات لکھی' اور ان کی ایک جماعت حج کے لیے بغداد آئی' اور انہوں نے اس کی وجہ سے ان کا اعزاز واکرام کیا' لیکن جب وہ عرفات میں تھے' تو ان میں سے ایک شخص امیر مکہ قتادۃ الحسینی کے قریب ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اس نے اس قتادہ خیال کرتے ہوئے قتل کر دیا۔

پس مکہ کے حبشیوں اور عراقی قافلے کے درمیان جنگ بھڑک اٹھی اور قافلہ لٹ گیا' اور ان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ اور اس سال ملک اشرف نے النیرب سے' جو الظاہر کا عمزاد' حضر بن صلاح الدین تھا' الریس کا محل خریدا' اور اس کو بہت اچھی طرح تعمیر کیا۔ ہمارے زمانے میں اس کا نام الدہشتہ ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

محمد بن یونس فقیہہ شافعی موصلی' مؤلف تصانیف وفنونِ کثیرہ' آپ موصل میں شافعیہ کے سردار تھے' اور نورالدین کی وفات کے بعد آپ کو ایلچی بنا کر بغداد بھیجا گیا۔ آپ کو طہارت میں بہت وسوسہ پیدا ہوتا تھا' اور آپ اموال میں مسئلہ العینہ [1] کے مطابق لین دین کرتے تھے۔ اس کو کہتے ہیں ہاتھی نگلنا اور مچھر چھاننا' اور اگر یہ بات اس کے الٹ ہوتی تو بہتر ہوتا' اور ایک روز اسے قضیب البان الموکہ ملا' تو اس نے آپ سے کہا' اے شیخ' مجھے آپ کے متعلق معلوم ہوا ہے' کہ آپ اپنے اعضاء میں سے ایک ایک عضو کو ایک لوٹے پانی سے دھوتے ہیں' اور اس لقمے کو آپ نہیں دھوتے جسے کھاتے ہیں' تاکہ آپ کا دل اور باطن صاف ہو جائے؟ پس شیخ اس کے مقصد کو سمجھ گیا۔ اور اس عادت کو چھوڑ دیا' آپ نے رجب میں ۷۳ سال کی عمر میں موصل میں وفات پائی۔

ابن حمدون تاج الدین:

ابوسعد الحسن بن محمد بن حمدون' مؤلف التذکرہ الحمدونیۃ' آپ ماہر فاضل تھے' آپ نے غزلیات کی کتب وغیرہ کو جمع کرنے کا اہتمام کیا اور خلیفہ نے آپ کو عضدی شفاخانے کا افسر مقرر کیا' آپ نے مدائن میں وفات پائی' اور آپ کو قریش کے قبرستان میں لا کر دفن کیا گیا۔

شاہ روم خسروشاہ:

ابن قلج ارسلان' نے اس سال وفات پائی' اور اس کے بعد اس کا بیٹا کیکاؤس بادشاہ بنا۔ اور جب وہ ۶۱۵ھ میں فوت ہوا' تو اس کا بھائی کیکباد صارم الدین برغش العادلی قلعہ دمشق کا نائب بادشاہ بن گیا' اس نے صفر میں وفات پائی اور جامع مظفری کے مغرب میں دفن ہوا' یہ وہ شخص ہے جس نے حافظ عبدالغنی المقدسی کو مصر جلاوطن کیا تھا۔ اور اس کے سامنے مجلس کا انعقاد ہوا۔ اور یہ ان لوگوں میں شامل تھا' جو ابن الزکی۔ اور خطیب الدولعی کے نگران تھے' یہ چاروں اور جن کی یہ نگرانی کرتا تھا' فوت ہو چکے ہیں' اور اپنے حاکم

---

[1] العینہ: کسی چیز کو اصلی قیمت سے زیادہ قیمت پر ادھار فروخت کرنا۔ مترجم

وعادل رب کے پاس اکٹھے ہو گئے ہیں۔

امیر فخر الدین سرکس

اور اس کو جہارکس بھی کہا جاتا ہے' یہ حکومتِ صلاحیہ کا ایک امیر تھا۔ اور دامن کوہ میں خاتون کی قبر کے بالمقابل سرکس کے گنبد اسی کی طرف منسوب ہیں' اور وہیں اس کی قبر بھی ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے' اسی نے قاہرہ میں مناریہ کبری کو تعمیر کیا ہے جو اس کی طرف منسوب ہے۔ اور اس نے اس کے اوپر ایک معلق مسجد اور گھر بھی بنایا ہے' اور تاجروں کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کسی ملک میں حسن وعظمت اور پختگی تعمیر کے لحاظ سے اس کی نظیر نہیں دیکھی۔ راوی بیان کرتا ہے' جہارکس کا مفہوم چار کس ہے۔ میں کہتا ہوں' یہ شخص بانیاس' تبنین اور ہونین پر عادل کا نائب تھا۔ اور جب یہ فوت ہوا' تو اس نے ایک چھوٹا سا لڑکا پیچھے چھوڑا' تو عادل نے اسے اس کے باپ کی جگہ والی بنا دیا اور اسے منتظم مقرر کر دیا اور وہی امیر صارم الدین قطلبا التبنیمی ہے' پھر وہ بچے کی وفات کے بعد وہاں ۶۱۵ھ تک بااختیار رہا۔

الشیخ الکبیر المعمر الرحلۃ ابوالقاسم ابوبکر ابوالفتح:

منصور بن عبدالمنعم بن عبداللہ بن محمد بن الفضل الفراوی نیشاپوری' اس نے اپنے باپ اور اپنے باپ کے دادے وغیرہ سے سماع کیا' اور اس سے ابن الصلاح وغیرہ نے سماع کیا' اور اس نے اس سال کے شعبان میں ۸۵ سال کی عمر میں نیشاپور میں وفات پائی۔

قاسم الدین ترکمانی:

العقیبی' والی شہر کا والد' اس کی وفات اس سال کے شوال میں ہوئی۔ واللہ اعلم

۶۰۹ھ

اس سال عادل اور اس کے بیٹے' کامل' معظم اور فائز' بلادِ مصر میں دمیاط مقام پر فرنگیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے جمع ہوئے۔ اور ایک امیر کبیر سامۃ الجبلی نے ان کی غیر حاضری کو غنیمت جانا' قلعہ عجلون اور کوکب اس کے قبضے میں تھے' وہ سرعت کے ساتھ دونوں شہروں کو حاصل کرنے کے لیے دمشق گیا' عادل نے اپنے بیٹے معظم کو اس کے پیچھے روانہ کیا تو یہ قدس کی طرف اس سے سبقت کر گیا' اور اس نے اس پر حملہ کر دیا۔ اور کلیسا صہیون میں اس سے اس پر نشان لگایا' اور یہ ایک بوڑھا آدمی تھا جو نقرس کا مریض تھا۔ پس اس نے اس کے ذخائر واموال واملاک پر قبضہ کر لیا۔ اور اسے قلعہ کرک کی طرف بھیج کر وہاں قید کر دیا۔ اور اس نے جو کچھ اس سے چھینا' اس کی قیمت تقریباً ایک کروڑ دینار تھی۔ اس میں اس کا گھر' اور وہ حمام' جو باب السلامۃ کے اندر تھا۔ اور وہ گھر جسے البادرائی نے شافعیہ کے لیے مدرسہ بنا دیا تھا' شامل تھے۔ اور اس نے قلعہ کوکب کو تباہ کر دیا' اور اس کے ذخائر قلعہ طور میں منتقل کر دیئے گئے' جسے عادل اور اس کے بیٹے نے از سرنو تعمیر کیا تھا' اور اس سال اس نے وزیر ابن شکر کو معزول کر دیا اور اس کے اموال کی نگرانی کی۔ اسے مشرق کی طرف جلاوطن کیا گیا' اسی نے دیار مصر کو حافظ عبدالغنی کو شام سے جلاوطن کرنے کے بعد دیار مصر سے جلاوطن کرنے کا خط لکھا تھا۔ اس نے لکھا کہ اسے مغرب کی طرف جلاوطن کر دیا جائے۔ اور حافظ عبدالغنیؒ خط پہنچنے سے قبل ہی وفات پا

گئے' اور اللہ تعالیٰ نے مشرق کی طرف وزیر کی جلاوطنی واجب کر دی' جو زلازل وفتن اور شر کی جگہ ہے اور اس نے پوری جزا کے طور پر اسے ارض مقدس سے جلاوطن کر دیا۔ اور جب شاہ قبرص نے انطاکیہ شہر پر قبضہ کیا تو اس کے باعث بڑا شر پہنچا۔

اس نے مسلمانوں کے شہروں پر غارت گری کی قوت حاصل کر لی' خصوصاً ان ترکمانوں پر' جو انطاکیہ کے اردگرد رہتے تھے اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ اور ان کی بہت سی بکریوں کو غنیمت میں حاصل کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے انہیں ایک وادی میں اس پر قابو دے دیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا' اور اس کے سر کو ان شہروں میں لے کر چکر لگایا۔ پھر انہوں نے اس کے سر کو ملک عادل کے پاس مصر بھیج دیا' اور وہاں بھی اسے گھمایا گیا۔ اور اسی شخص نے دمیاط کی سرحد سے دوبار بلاد مصر پر غارت گری کی تھی' اور لوگوں کو قتل کیا' اور قیدی بنایا تھا' اور بادشاہ اس سے عاجز آ گئے تھے۔

نجم الدین ایوب:

اس سال کے ربیع الاوّل میں ملک اوحد نجم الدین ایوب بن العادل حاکم خلاط نے وفات پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے خونریزی کی' اور بدسیرتی اختیار کر لی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر کا خاتمہ کر دیا' اور اس کا بھائی ملک اشرف موسیٰ خلاط کا امیر بنا۔ اور یہ نیک سیرت اور پاک باطن آدمی تھا' اس نے خلاط کے باشندوں سے حسن سلوک کیا' اور انہوں نے اس سے بہت محبت کی۔

فقیہ حرم شریف:

اس سال اعیان میں سے حرم شریف کے فقیہ' محمد بن اسماعیل بن ابی الصیف الیمنی نے' اور ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابی بکر القفصی المقری محدث نے وفات پائی آپ نے بہت کچھ لکھا۔ اور کثیر سے سماع کیا۔ اور صوفیا کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

ابوالفتح محمد بن سعد بن محمد دیباجی:

آپ مرو کے باشندے تھے' آپ نے زمخشری کی ایک کتاب کی' جو علم نحو کے متعلق ہے' شرح لکھی ہے اور اس کا نام ہے' کتاب المحصل فی شرح المفصل' آپ ثقہ عالم تھے' آپ نے حدیث کا سماع کیا ہے' آپ نے اس سال ۹۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔

شیخ صالح:

ابوالبقا محمود بن عثمان بن مکارم النعالی الحنبلی' آپ نے عبادات' مجاہدات اور سیاحت کی ہے' اور باب الازج میں ایک خانقاہ بنائی ہے جس کی طرف مقادسہ سے اہل علم آتے ہیں اور آپ انہیں ترجیح دیتے' اور ان سے حسن سلوک کرتے تھے۔ آپ نے سماع حدیث کیا ہے اور قرآن پڑھا ہے اور آپ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے تھے' آپ نے ۸۰ سال سے زیادہ عمر پا کر وفات پائی۔

۶۱۰ھ

اس سال عادل نے حکم دیا' کہ جمعہ کے روز جامع مسجد کی طرف آنے والے راستوں کے ناکوں پر زنجیریں رکھی جائیں تاکہ گھوڑے جامع مسجد کے نزدیک نہ پہنچ جائیں۔ اس نے یہ حکم مسلمانوں کو ان کی ایذاء سے بچانے کے لیے دیا' نیز اس لیے بھی کہ وہ نماز کے لیے گذرنے والوں پر تنگی نہ کریں اور اس سال شاہ حلب الظاہر غازی کے ہاں ملک عزیز پیدا ہوا' جو حاکم دمشق ملک ناصر کا

باپ ہے۔ اور دمشق کے اندر ناصرتیین کو وقف کرنے والا ہے۔ اور ان میں سے ایک باب الفرادیس کے اندر ہے اور دوسری دامن کوہ میں ہے۔ جو بڑی بڑی دیواروں اور پختہ تعمیر کی ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی نظیر کم ہی ملتی ہے۔ اور اسی کو ان تاتاریوں نے قیدی بنالیا تھا جو شاہ تاتار بلاکو خان کے ساتھ تھے اور اس سال مصر سے ایک ہاتھی الاکر شاہ الکرج کی خدمت پر بطور تحفہ پیش کیا گیا جس سے لوگ بہت متعجب ہوئے۔ اور اس کی انوکھی بناوٹ سے بھی حیران ہوئے۔ اور اس سال ملک الظاہر خضر بن سلطان صلاح الدین حلب سے حج کے ارادے سے آیا تو لوگوں نے اس کا استقبال کیا۔ اور اس کے عم زاد معظم نے اس کا اکرام کیا۔ جب اس کے اور مکہ کے درمیان چند مراحل باقی رہ گئے تو شاہ مصر الکامل کے خواص اسے آملے اور انہوں نے اسے مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور کہنے لگے تو صرف یمن کو حاصل کرنے آیا ہے اس نے انہیں کہا مجھے بیڑیاں ڈال دو اور مجھے مناسک حج ادا کرنے دو انہوں نے کہا ہمارے پاس کوئی سرکاری حکم نہیں ہے۔ اس نے ہمیں صرف واپس لانے اور روکنے کا حکم دیا ہے۔ اور لوگوں کی ایک جماعت نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو وہ جنگ کے برپا ہونے سے ڈر گیا۔ اور اپنے حج سے حلال ہو کر شام واپس آ گیا اور جو سلوک اس کے ساتھ کیا گیا اس پر لوگوں نے افسوس کیا۔

اور جب اس نے انہیں الوداع کہا تو وہ رو پڑے اللہ اس سے قبول فرمائے اور اس سال خراسان کے ایک حنفی فقیہ کی جانب سے شیخ تاج الدین ابوالیمن کندی کو ایک خط ملا جس میں اس نے اسے بتایا کہ سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش اپنے تین اصحاب کے ساتھ بھیس بدل کر تاتاریوں کے علاقے میں داخل ہو گیا ہے تاکہ خود ان کے حالات کو معلوم کرے۔ اور انہوں نے انہیں اجنبی سمجھ کر گرفتار کرلیا ہے۔ اور انہوں نے ان میں سے دو آدمیوں کو مارا ہے اور وہ مر گئے ہیں۔ اور انہوں نے بادشاہ سے عہد و پیمان کرلیا ہے اور اس کا دوسرا ساتھی قید ہے۔ اور ایک رات کو وہ بھاگ آیا۔ اور سلطان اپنی حکومت کی طرف واپس آ گیا اور گرفتاری کا یہ واقعہ نوبہ کی گرفتاری کے علاوہ ہے جس میں امیر مسعود کے ساتھ اسے میدان کارزار میں قیدی بنایا گیا تھا۔

اور اس سال حلب میں خندق کھودتے ہوئے ایک چوکور پتھر نمودار ہوا جس کے نیچے سے ۷۵ رطل سونا اور ۲۵ حلبی رطل چاندی ملی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ الحنفیہ:

بغداد میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی زیارت گاہ کے مدرس شیخ ابوالفضل احمد بن مسعود بن علی الرسانی نے اس سال وفات پائی۔ آپ ناانصافیوں کے فیصلوں کے ناظم تھے اور آپ کو مذکورہ زیارت گاہ میں ہی دفن کیا گیا۔

شیخ ابوالفضل بن اسماعیل:

ابن علی بن الحسین فخر الدین حنبلی جو ابن ماشط کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کو فخر غلام ابن انسی بھی کہا جاتا ہے اخلاقیات کے بارے میں آپ کا ایک حاشیہ بھی ہے اور جامع خلیفہ میں آپ کا ایک حلقہ بھی ہے۔ آپ خلیفہ کی لاٹھیوں کے نگران تھے پھر اس نے

آپ کو معزول کر دیا' اور آپ محتاج ہو کر گھر بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس کوئی چیز نہ تھی' حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے۔ اور آپ کا بیٹا محمد' مدبر شیطان' سرکش بہت ہجو گو اور لوگوں کے متعلق حکمرانوں کے پاس جھوٹی چغلیاں کرنے والا تھا۔ پس اس کی زبان کاٹ دی گئی' اور اسے قید کر دیا گیا' حتیٰ کہ وہ مر گیا۔

وزیر معز الدین ابو المعالی:

سعید بن علی بن احمد بن حدیدہ' آپ قطبہ بن عامر بن حدیدہ انصاری کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ نے ۵۸۴ھ میں ناصر کی وزارت سنبھالی' پھر اس نے آپ کو ابن مہدی کی سفارت سے معزول کر دیا' تو آپ مراغہ کی طرف بھاگ گئے' پھر ابن مہدی کی موت کے بعد واپس آ گئے۔ اور معظم و محترم ہو کر بغداد میں اقامت اختیار کر لی' آپ بہت صدقات دینے والے اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے تھے حتیٰ کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

سنجر بن عبداللہ الناصری:

الخلیفتی' اس کے پاس بہت سے اموال واملاک اور وسیع جاگیریں تھیں اور اس کے باوجود بخیل' ذلیل اور کمینہ شخص تھا' اتفاق سے یہ ۵۸۹ھ میں امیر الحجاج بن کر نکلا' تو ایک بدو نے ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ اسے روکا اور سنجر کے پاس پانچ سو سوار تھے' اسے بدو سے ذلت حاصل ہوئی اور بدو نے اس سے پچاس ہزار دینار طلب کیے' تو سنجر نے انہیں حاجیوں سے جمع کر کے اسے دیا' اور جب یہ واپس بغداد آیا تو خلیفہ نے اس کے پچاس ہزار دینار لے کر ان لوگوں کو واپس کیے' اور اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ طاشتکین کو امیر مقرر کیا۔

قاضی اسلامیہ:

ظہیر الدین ابو اسحاق ابراہیم بن نصر بن عسکر شافعی حنفیہ اور ادیب' عماد نے الجریدہ میں' اور ابن خلکان نے الوفیات میں آپ کا ذکر کیا ہے اور آپ کی تعریف کی ہے۔ اور ایک خانقاہی شیخ اور اس کے اصحاب کے بارے میں آپ کے شعر بھی بیان کیے ہیں۔ آپ شیخ کو مکی کہا جاتا ہے ۔

''ارے مکی سے خیر خواہ کی بات کہہ دو' اور نصیحت کا حق یہ ہے کہ اسے سنا جائے' لوگوں نے اپنے دین میں یہ بات کب سنی ہے کہ گانا قابل اتباع سنت ہے' اور یہ کہ انسان اونٹ کی طرح کھائے اور مجمع میں رقص کرتا کرتا گر پڑے۔ کاش خالی پیٹ شخص بھوکا ہوتا تو وہ خوشی سے چکر نہ لگاتا اور نہ ہی اسے سنا جاتا۔ انہوں نے کہا' ہم محبت الٰہی میں مدہوش ہوئے ہیں' اور لوگوں کو صرف پیالوں نے مدہوش کیا ہے' اسی طرح جب گدھے آسودہ ہو جاتے ہیں تو ان کی سیری اور سیرابی انہیں خوشی دلا دیتی ہے۔ تو دیکھے گا کہ جب ان کو بدعتوں پر چلانے والا ترنم سے گاتا ہے تو وہ اپنی داڑھیوں کو ہلاتے ہیں' ایک چیختا ہے اور دوسرا روتا ہے' اور اگر خشک چیز نرم ہو جائے تو وہ نہیں ٹوٹتی''۔

تاج الامناء:

ابو الفضل احمد بن محمد بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عساکر' حدیث و روایت کے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ اپنے بھائی

زین الخضر سے بڑے ہیں۔ امناء نے اپنے دونوں چچوں' حافظ ابوالقاسم اور الصائن سے سماع کیا ہے' اور آپ کندی کے دوست تھے۔ آپ نے ۲ رجب کو اتوار کے روز وفات پائی اور مسجد القدم کی محراب کے سامنے دفن ہوئے۔

النسابۃ الکلبی:

آپ کو تاج العلی الحسینی بھی کہا جاتا ہے' آپ نے امد میں ابن دحیہ سے ملاقات کی' اور آپ دحیہ کلبی کی طرف منسوب ہوتے ہیں' اور دحیہ کلبی کی کوئی اولاد نہیں' ابن دحیہ نے آپ کے مسائل موصلیہ میں آپ پر جھوٹ کی تہمت لگائی ہے۔

مشہور طبیب المہذب:

ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے محرم میں مشہور طبیب المہذب نے وفات پائی ہے' آپ کا نام علی بن احمد بن مقبل الموصلی ہے آپ نے سماع حدیث کیا' اور آپ اپنے زمانے کے لوگوں سے زیادہ طب جانتے تھے' اور طب کے بارے میں آپ کی ایک اچھی تصنیف بھی ہے' اور آپ بہت صدقہ دینے والے اور حسن اخلاق والے تھے۔

الجزولی مؤلف المقدمۃ القانون:

ابوموسیٰ عیسیٰ بن عبدالعزیز الجزولی۔ یہ بربر کا ایک بطن ہے پھر البردکینی نحوی مصری' مشہور اور شاندار مقدمہ کے مؤلف' آپ نے اور آپ کے شاگردوں نے اس کی شرح لکھی ہے' اور سب نے اعتراف کیا ہے کہ بہت سے مقامات پر وہ آپ کے مفہوم کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ آپ مصر آئے اور ابن بری سے علم حاصل کیا' پھر اپنے ملک کو واپس چلے گئے' اور مراکش کی خطابت سنبھالی۔ آپ نے اس سال وفات پائی ہے' اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

۶۱۱ھ

اس سال ملک خوارزم شاہ نے اپنے خاص امراء میں سے ایک امیر کو بھیجا' اور قبل ازیں وہ سیردانی تھا' اور وہ خاص امیر بن گیا' اس نے اسے ایک فوج کے ساتھ بھیجا' اور اس نے اس کے لیے کرمان' مکران کو حدود سندھ تک فتح کر لیا' اور ان شہروں میں اس کا خطبہ دیا۔ اور خوارزم شاہ تاتار اور کشلی خان کے خوف سے کہ کہیں وہ ان کی ملحقہ سرحد کے شہروں پر حملہ نہ کر دے۔ سمرقند کے نواح میں موسم گرما گذارتا تھا۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال اس نے جامع اموی کے اندر فرش لگانا شروع کیا۔ اور انہوں نے البیع الکبیر کی جگہ سے اس کا آغاز کیا۔ اور جامع مسجد کی زمین اس سے قبل کج اور گڑھا تھی' سو لوگوں نے اس کے فرش ہونے سے آرام پایا۔ اور اس سال اس نے اس خندق کو وسیع کیا جو القیمازیہ کے پاس ہے' اور بہت سے گھر اور حمام قایماز اور روٹی پکانے کی جگہیں برباد ہو گئیں' اور وہاں دارالحدیث نوریہ کا وقف بھی تھا۔

اور اس سال معظم نے باب الجابیہ سے باہر عاتکہ کی قبر کی جانب ایک سرائے بنائی' جو اس کی طرف منسوب ہے' اور اس سال معظم نے ابن قراجا سے صرخد کا قلعہ لے لیا' اور اسے اس کا معاوضہ دے کر اسے اپنے غلام عزالدین ایک المعظمی کے سپرد کر دیا' اور وہ اسی کے قبضہ میں رہا' حتیٰ کہ ۶۴۴ھ میں نجم الدین ایوب نے اسے اس سے چھین لیا' اور اس سال ملک معظم ابن العادل نے حج کیا'

اور ۱۱ ذوالقعدہ کو ابن موسک' اور اپنے باپ کے غلام اور عزالدین جو اس کے گھرانے کا استاذ تھا اور بہت سے لوگوں کے ساتھ الکرک سے اونٹوں پر سوار ہو کر تبوک اور العلاء کے راستے روانہ ہوا' اور اس نے ایک تالاب بنایا' جو اس کی طرف منسوب ہے' اور دیگر کارخانے بھی بنائے' اور جب وہ مدینہ نبویہ آیا تو اس کے حاکم سالم نے اس کا استقبال کیا' اور اس کی چابیاں اسے دے دیں۔ اور اس کی بہت خدمت کی۔ اور حاکم مکہ قتادہ نے اسے کوئی اہمیت نہ دی' اس لیے جب وہ مناسک حج ادا کر چکا' اور وہ قارن تھا' تو اس نے مجاورین میں وہ صدقات تقسیم کیے جو وہ اپنے ساتھ لایا تھا' اور واپس چلا گیا۔ اور حاکم مدینہ سالم نے بھی اس کی مصاحبت اختیار کی۔ اور جب وہ راس الماء پہنچا تو اس نے اپنے باپ کے پاس اس تکلیف کی شکایت کی جو اسے حاکم سے پہنچی تھی تو عادل نے سالم کے ساتھ حاکم مکہ کو دھتکارنے کے لیے ایک فوج روانہ کی۔ اور جب وہ اس کے پاس پہنچے' تو وہ ان سے خوفزدہ ہو کر وادیوں' پہاڑوں اور جنگلوں میں بھاگ گیا۔ اور معظم نے اپنے اس حج میں حجاز کے راستے میں بہت اچھے آثار چھوڑے۔ اللہ اسے اس کا بدلہ دے۔

اور اس سال اہل دمشق نے سیاہ عادلی کا غذات کا لین دین کیا' پھر وہ بعد ازاں بیکار ہو گئے' اور انہیں دفن کر دیا گیا۔ اور اس سال حاکم یمن نے وفات پائی' اور امراء کے اتفاق سے سلیمان بن شہنشاہ بن تقی الدین عمر بن شہنشاہ بن ایوب نے یمن کی حکومت سنبھالی' اور عادل نے اپنے بیٹے الکامل کو اطلاع بھیجی' کہ وہ یمن کی طرف اپنے بیٹے اخسیس کو بھیجے' اس نے اسے بھیجا' تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا' اور وہاں ظلم کیا اور قتل وغصب کیا۔ اور اس نے تقریباً آٹھ سو اشراف کو قتل کر دیا۔ اور جو ان کے علاوہ قتل ہوئے' وہ بہت زیادہ تھے' اور یہ بڑا فاجر وفاسق و بے حیاء اور بے دین بادشاہ تھا۔ اور مؤرخین نے اس کے متعلق وہ باتیں بیان کیں' جن سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں' اور دل انہیں ناپسند کرتے ہیں' ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابراہیم بن علی:

بن محمد بن بکروس حنبلی فقیہ' آپ نے فتوے دیئے' مناظرے کیے' اور حکمرانوں کے پاس انصاف کیا۔ پھر آپ ان سب باتوں کو چھوڑ کر باب النوی کے سپاہی بن گئے اور لوگوں کو مارنے لگے' اور نہایت سخت ایذائیں دینے لگے' پھر اس کے بعد آپ کو مار پڑی' حتیٰ کہ آپ کی موت واقع ہو گئی' اور آپ کو دجلہ میں پھینک دیا گیا' اور لوگ آپ کی وفات سے بڑے خوش ہوئے' اور آپ کا باپ ایک صالح شخص تھا۔

الرکن عبدالسلام بن عبدالوہاب:

ابن الشیخ عبدالقادر' آپ کا باپ صالح شخص تھا' اور اس پر فلسفہ اور نجوم سے مخاطبت کی تہمت تھی' اور اس کی کتابیں بھی آپ کے پاس پائی گئیں۔ آپ متعدد ریاستوں کے والی بنے۔ آپ کے اور آپ کے امثال کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے اجداد کیا اچھے تھے لیکن ان کی نسل کیسی بری ہے۔ ایک روز آپ کے باپ نے آپ پر نجاری کپڑا دیکھا' تو کہا' ہم نے بخاری اور مسلم

کے متعلق سنا ہے' بخاری تو کافر تھا اور یہ عجیب چیز ہے۔ اور یہ ابوالقاسم بن شیخ ابوالفرج بن الجوزی کا مصاحب تھا' اور دوسرا حیلہ باز فاسق تھا' اور دونوں شراب نوشی اور امرو پرستی پر اکٹھے ہوتے تھے' اللہ ان کا برا کرے۔

ابومحمد عبدالعزیز بن محمود بن المبارک:

البزار' جو ابن الاخضر بغدادی' محدث' مالدار' حافظ مصنف اور محرر کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی کتابیں مفید اور اعلیٰ ہیں' آپ صالحین میں سے تھے' اور آپ کے جنازے کا دن' جمعہ کا دن تھا۔

حافظ ابوالحسن علی بن الانجب:

ابی المکارم' المفضل بن ابی الحسن علی بن ابی المغیث مفرج بن حاتم بن الحسن بن جعفر بن ابراہیم بن الحسن اللخمی المقدسی' پھر اسکندری مالکی' آپ نے سلفی اور عبدالرحیم المنذری سے سماع کیا۔ آپ اسکندریہ میں مالکیہ کے مدرس تھے' اور وہاں کے نائب الحکم بھی تھے' آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''اے نفس' جو باتیں خیر المرسلین' اور آپ کے اصحاب اور تابعین کی مسلمہ ہیں ان سے تمسک کر اور جب تو آپ کے دین کی نشر و اشاعت میں بلیغ کوشش کرے گا۔ تو جو باتیں عرف میں اچھی ہیں ان سے لازم رہ اور ان سے تمسک کر' اور کل کے یوم حساب کے جہنم سے' جب اس کی آگ جھلس دے گی' ڈر جا''۔

ابن خلکان کے قول کے مطابق آپ نے اس سال قاہرہ میں وفات پائی۔

۶۱۲ھ

اس نے اس سال دمشق میں مدرسہ عادلیہ کبیرہ کی تعمیر شروع کی۔ اور قاضی ابن الزکی کو معزول کر کے قاضی جمال الدین بن الحرستانی کو فیصلے کرنے کا کام دے دیا' اس کی عمر ۸۰ یا ۹۰ سال تھی۔ اس نے حق و انصاف کے مطابق فیصلے کیے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ باب القواسین کے پاس نوریہ کے قریب مدرسہ مجاہدیہ میں فیصلے کیا کرتا تھا اور اس سال عادل نے شراب اور گلوکارہ لونڈیوں کی کفالت باطل کر دی' جزاہ اللہ خیرا۔ اور اس چیز کے لوگوں سے دور ہونے کے باعث بہت سا شر دور ہو گیا اور اس سال امیر قتادہ امیر مکہ نے مدینہ اور اس کے باشندوں کا محاصرہ کر لیا' اور بہت سے کھجور کے درختوں کو کاٹ دیا۔ اور اہل مدینہ نے اس کے ساتھ جنگ کی۔ اور وہ خائب و خاسر اور درماندہ ہو کر واپس لوٹ آیا' اور حاکم مدینہ شام میں تھا' اس نے عادل سے امیر مکہ کے خلاف مدد طلب کی' تو اس نے اس کے ساتھ فوج بھیجی' اور اس نے واپسی میں جلدی کی' اور راستے ہی میں مر گیا۔ اور فوج نے اس کے بھتیجے جماز پر اتفاق کر لیا۔ اور اس نے مکہ کا قصد کیا۔ اور امیر مکہ نے الصفراء میں اس سے مڈبھیڑ کی' اور انھوں نے باہم سخت جنگ کی' اور مکی بھاگ گئے۔ اور جماز نے ان سے بہت سی غنیمت حاصل کی' اور قتادہ ینبع کی طرف بھاگ گیا۔ اور انہوں نے وہاں جا کر اس کا محاصرہ کر لیا' اور اس پر تنگی کر دی اور اس سال فرنگیوں نے بلاد اسماعیلیہ پر غارت گری کی' اور قتل عام ولوٹ مار کی۔ اور اس سال شاہ روم کیکاؤس نے فرنگیوں کے ہاتھ سے انطاکیہ شہر کو چھین لیا' پھر اس سے شاہ ارمن ابن لاون نے چھین لیا۔ پھر اس سے طرابلس کے اپریس نے چھین لیا۔ اور اس سال خوارزم شاہ محمد بن تکش نے غزنی شہر پر بغیر جنگ کیے قبضہ کر لیا۔

اور اس سال ولی عہد ابوالحسن علی بن امیر المومنین الناصر الدین اللہ نے وفات پائی' اور جب وہ فوت ہوا تو خلیفہ کو اس پر بہت غم ہوا۔ اور اسی طرح خواص وعوام کو بھی اس کا بہت غم ہوا کیونکہ وہ بہت صدقات دیتا تھا' اور لوگوں سے حسن سلوک کرتا تھا' حتیٰ کہ یہاں تک کہا گیا ہے کہ بغداد کے ہر گھر نے اس پر غم کیا' اور اس کے جنازے کا دن' جمعہ کا دن تھا' اور اہل شہر نے رات دن اس پر نوحہ کیا۔ اور اسے اس کی دادی کے پاس حضرت معروف کرخی کی قبر کے نزدیک دفن کیا گیا۔ اس نے ۲۰/ ذوالقعدہ کو جمعہ کے روز وفات پائی' اور نماز عصر کے بعد اس کا جنازہ پڑھا گیا۔ اور اس دن منکلی کے سر کو بغداد لایا گیا' جس نے خلیفہ اور اپنے استاد کی نافرمانی کی تھی' پس اس کے سر کو گھمایا گیا۔ اور اس کے ولی عہد بیٹے کی وفات کی وجہ اس روز اس کی خوشی پوری نہ ہوئی' اور دنیا جتنی تکلیف دیتی ہے اتنی خوشی نہیں دیتی' اور اس نے دو بچے چھوڑے' ایک المؤید ابوعبداللہ الحسین اور دوسرا الموفق ابوالفضل یحییٰ۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حافظ عبدالقادر الرہاوی:

ابن عبدالقادر بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابومحمد حافظ محدث مخرج مفید پختہ کار محرر' ماہر مصنف' آپ ایک موصلی کے غلام تھے۔ اور بعض نے بیان کیا ہے کہ ایک جوابی کے غلام تھے' آپ دارالحدیث موصل میں مشغول ہوئے۔ پھر آپ حران کی طرف منتقل ہو گئے۔ اور آپ نے مختلف شہروں کی طرف سفر کیا' اور بہت سے مشائخ سے سماع کیا' اور حران میں قیام کیا' حتیٰ کہ وہیں وفات پا گئے۔ اور آپ کی پیدائش ۵۳۶ھ میں ہوئی۔ آپ ایک دیندار اور صالح شخص تھے۔

الوجیہ الاعمیٰ:

ابوالمبارک بن سعید بن الدھان النحوی الواسطی' جس کا لقب الوجیہ' یہ واسط میں پیدا ہوا' اور بغداد آیا' اور علم عربی میں مشغول ہو گیا۔ اور اس نے اس میں مہارت حاصل کی اور عربوں کے بہت سے اشعار کو حفظ کر لیا اور حدیث کا سماع کیا' یہ حنبلی تھا' پھر ابوحنیفہ کے مذہب کی طرف منتقل ہو گیا۔ پھر شافعی ہو گیا اور نظامیہ میں نحو پڑھانے لگا' اور اس کے متعلق ایک شاعر لکھتا ہے۔

میری طرف سے الوجیہ کو کون پیغام پہنچانے والا ہے' اگرچہ پیغامات اسے کوئی فائدہ نہیں دیتے تو نے ابن حنبل کے بعد نعمان کا مذہب اختیار کر لیا ہے' اور یہ کام تو نے اس وقت کیا جب کھانے نے تجھے محتاج کر دیا' اور تو نے امام شافعی کی رائے کو دین کے طور پر اختیار نہیں کیا' لیکن تو جو چاہتا ہے وہی اس کا حاصل ہے۔ اور تھوڑے عرصے بعد ہی تو مالکی ہو جائے گا' پس تو اسے دیکھ جو تو کہہ رہا ہے' اور اسے بہت سی حکایات' امثال اور ظریفانہ باتیں یاد تھیں' اور وہ عربی' ترکی' عجمی' رومی حبشی اور زنگی زبانیں جانتا تھا اور اسے شعر کے نظم کرنے میں کمال حاصل تھا' وہ کہتا ہے۔

اگر سمندر کی گہرائی میں کسی روز بارش کا قطرہ ٹھہر جائے پھر چاہے تو وہ اسے الگ کرے' اور اگر وہ دنیا کا بادشاہ بن جائے تو دنیا کے بادشاہ مشرق و مغرب میں اس کے غلام بن جائیں تو وہ اسے الگ کرے' اور وہ تجنیس کے بارے میں کہتا ہے۔

تو نے مجھے کمینوں کے گروہ سے اجتناب کرنے کی وجہ سے بہت ملامت کی ہے جن کی سخاوت کی امید نہیں کی جاتی۔ انہوں

نے اپنے مال کو بچالیا ہے اور ان کا دین اور عزت مباح ہے انہیں اس بات کا کوئی خوف نہیں کہ کون عیب لگاتا ہے یا ہجو کرتا ہے جب سخی سخاوت کے ایک راستے میں لگ جاتے ہیں تو وہ بخل میں ستر راستے اختیار کر لیتے ہیں۔ اس کی مدائح خوبصورت اور اشعار شاندار اور معانی فائق ہیں اور بسا اوقات اس نے بحتری کا ایسے اشعار سے معارضہ کیا ہے جو اس کا اگا کھاتے ہیں۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ الوجیہ کبھی غصے نہیں ہوتا تھا۔ ایک جماعت نے ایک شخص کے ساتھ شرط لگائی کہ اگر وہ اسے غصے کر دے تو اسے فلاں فلاں چیز دی جائے گی اس نے اس کے پاس آ کر عربی زبان کے بارے میں سوال پوچھا تو اس نے اسے اس کا جواب دیا' سائل نے اسے کہا' اے شیخ' آپ نے غلطی کی ہے تو اس نے دوسری عبارت میں اسے اس کا جواب دیا تو اس نے کہا' تو نے جھوٹ بولا ہے' اور مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تجھے نحو بھول گئی ہے' الوجیہ نے کہا' اے شخص شاید میں جو کچھ تجھے کہہ رہا ہوں تو اسے نہیں سمجھا' اس نے کہا بے شک' لیکن تو جواب میں غلطی کر رہا ہے' اس نے اسے کہا' جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے بیان کر' تا کہ ہم تجھ سے مستفید ہوں تو سائل نے اس سے سخت کلامی کی تو اس نے مسکرا کر اسے کہا' اگر تو نے شرط لگائی ہے تو تو مغلوب ہو گیا ہے' اور تیری مثال ایک مچھر کی سی ہے جو ہاتھی کی پشت پر گرا' اور جب اس نے اڑنے کا اشارہ کیا تو ہاتھی سے کہنے لگا' رک جا میں اترنا چاہتا ہوں۔ ہاتھی نے اسے کہا' جب تو گرا تو مجھے تیرا احساس نہیں ہوا اور جب تو اڑے گا تو مجھے رکنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ اس کی وفات اس سال کے شعبان میں ہوئی اور الوردیہ میں اسے دفن کیا گیا۔

ابو محمد عبد العزیز بن ابی المعالی:

ابن غنیمہ جو ابن منینا کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کی پیدائش ۵۱۵ھ میں ہوئی' اور آپ نے کثیر سے سماع کیا اور اسے سماع کرایا' آپ کی وفات اس سال کے ذوالحجہ میں ۹۷ سال کی عمر میں ہوئی۔

شیخ الفقہ کمال الدین مودود:

ابن الشاغوری الشافعی' آپ جامعہ اموی میں طلبہ کو فقہ اور شرح التنبیہ پڑھاتے تھے' اور انہیں ٹھہر ٹھہر کر پڑھاتے' تا کہ وہ حجرے کے سامنے احتساب کو سمجھ جائیں' آپ کو باب الصغیر کے قبرستان میں شہداء کی قبور کے شمال میں دفن کیا گیا' اور آپ کی قبر پر ایک شعر ہے جس کا ذکر ابو شامہ نے کیا ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

۶۱۳ھ

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال چاروں چوبی کیل قبۃ النسر کی وجہ سے لائے گئے' جن میں سے ہر ایک کی لمبائی بڑھئی کے ۳۲ ہاتھ تھے۔ اور اس سال اس نے بانیاس کی جانب قدیم دار الطعم کے بالمقابل باب السر کی خندق کی تجدید کا کام شروع کیا۔ میں کہتا ہوں یہ وہی خندق ہے' جسے آج کل سلطان کا اصطبل کہا جاتا ہے۔ اور سلطان نے بنفس نفیس مٹی اٹھائی' اور اس کے غلام اس کے سامنے چھوٹی زینوں کے اگلے حصے پر مٹی اٹھاتے اور انہیں میدانِ اخضر میں الٹ دیتے۔ اور اسی طرح اس کے بھائی صالح اور اس کے غلام کرتے' اور دوسرے روزہ کرتے۔

اور اس سال اہل شاغور اور اہل عقیبہ کے درمیان جنگ چھڑ گئی' اور انہوں نے باہم کھلی جگہ پر جنگ کی' اور فوج ان کی طرف

زر ہیں پہن کر گئی' اور معظم خود آیا' اور اس نے ان کے سرداروں کو پکڑا' اور انہیں قید کر دیا۔ اور اس سال اس نے عیدگاہ میں تنخواہ دار خطیب رکھا' اور سب سے صدر معید القلایہ نے یہ کام لیا' پھر اس کے بعد بہاؤ الدین بن ابی الیسر نے خطبہ دیا' پھر بنو حسان نے خطبہ دیا اور اب تک وہی خطبہ دیتے آرہے ہیں۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ملک الظاہر ابو منصور:

غازی بن صلاح الدین' یوسف بن ایوب' یہ بہترین بادشاہ اور ان میں سے بہترین سیرت والا تھا' لیکن اس میں ظلم پایا جاتا تھا' اور معمولی سے گناہ پر بہت سزا دیتا تھا' اور علماء' شعراء اور فقراء کی عزت کرتا تھا' اس نے تیس سال حکومت کی' اور اپنے باپ کے ساتھ بہت سے غزوات میں شریک ہوا۔ یہ بڑا صائب الرائے' صحیح البیان اور اچھا سمجھدار تھا۔ اس کی عمر ۴۴ سال تھی' اور اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے عبدالعزیز غیاث الدین محمد کو بادشاہ مقرر کیا' اس وقت اس کی عمر تین سال تھی' اس کے بڑے بیٹے بھی تھے۔ لیکن اس کا یہ چھوٹا بیٹا جسے اس نے ولی عہد بنایا' اس کے چچا عادل کی بیٹی سے تھا' اور اس کے ماموں' اشرف' معظم اور کامل تھے' اور اس کا نانا اور اس کے ماموں اس سے کشاکش نہیں کرتے تھے۔ اور اگر وہ اس کے علاوہ کسی اور بیٹے کو ولی عہد مقرر کرتا تو وہ اس سے حکومت چھین لیتے' اور اس طرح برابری ہوگئی' اور اس کے نانا عادل اور اس کے ماموؤں نے اس کی بیعت کر لی۔ معظم نے اس عہد کے توڑنے' اور اس سے حکومت چھیننے کا ارادہ کیا' مگر وہ ایسا نہ کرسکا۔ اور اس کی حکومت کے انتظام کی ذمہ داری شہاب الدین ظفر بیگ رومی خصی نے سنبھال لی۔ اور وہ عقلمند اور دیندار شخص تھا۔

زید بن الحسن:

ابن زید بن الحسن بن سعید بن عصمۃ الشیخ الامام وحید عصر تاج الدین ابوالیمن کندی بغداد میں پیدا ہوئے' وہیں پروان چڑھے۔ اور علم میں مشغول ہو کر علم حاصل کیا' پھر دمشق آئے اور وہاں اقامت اختیار کی۔ اور مشرق و مغرب میں اپنے زمانے کے لوگوں سے لغت' نحو اور دیگر فنونِ علم' علو اسناد' حسن سیرت اور حسن عقیدہ میں فوقیت لے گئے۔ اور اس کے زمانے کے علماء نے آپ سے فائدہ اٹھایا' اور آپ کی تعریف کی' اور آپ کے مطیع ہوگئے' آپ حنبلی تھے' پھر حنفی ہوگئے۔

آپ ۲۵ رشعبان ۵۲۰ھ کو پیدا ہوئے' اور دس سال کی عمر میں قرآن کو روایات کے ساتھ پڑھا اور کثیر سے شیوخ تک پہنچنے والی احادیث کا سماع کیا' اور اس میں مشغول ہوگئے' اور عربی اور لغت سیکھی' اور اس میں مشہور ہوگئے۔ پھر ۵۶۳ھ میں شام میں آئے' پھر مصر میں سکونت اختیار کی' اور قاضی فاضل سے ملاقات کی' پھر دمشق چلے گئے اور وہاں کے دارالعجم میں ٹھہرے۔ اور ملوک و وزراء اور امراء کے ہاں رتبہ حاصل کیا۔ اور آپ کے پاس علماء' ملوک اور ان کے بیٹے آئے۔ اور افضل ابن صلاح الدین حاکم دمشق آپ کے گھر آیا کرتا تھا اور اسی طرح اس کا بھائی محسن اور معظم شاہ دمشق بھی آیا کرتے تھے' معظم ورب العجم میں آپ کے پاس آکر زمخشری کی المفصل سنایا کرتا تھا اور معظم اس شخص کو جو المفصل کو حفظ کیا کرتا تھا' تیس دینار انعام دیا کرتا تھا' اور جامع مسجد میں سب کام کرنے

والے ورب النجم میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے' جیسے شیخ علم الدین سخاوی' یحییٰ بن معطی الوجیہ اللغوی اور فخر رکی وغیرہم' اور قاضی فاضل بھی آپ کی تعریف کیا کرتا تھا۔ سخاوی نے بیان کیا ہے کہ آپ کے پاس وہ علوم تھے' جو کسی دوسرے کے پاس نہ تھے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ سیبویہ نے آپ کی کتاب کی شرح کی ہے اور اس کا نام عمرو ہے اور آپ کا نام زید ہے۔ اور میں نے اس بارے میں کہا ہے

''عمرو کے زمانے میں کوئی شخص اس کی مثل نہ تھا' اور اسی طرح آخری زمانے میں کندی کا حال تھا۔ اور یہ دونوں زید اور عمرو ہیں' اور نحو کی بنیاد زید اور عمرو پر ہے''۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ یہ بات تو ایسے ہی ہے' جیسے ابن الدھان مذکور نے ۵۹۲ھ میں اس کے بارے میں کہی تھی' اے زید میرا رب اپنی بخششوں میں سے تجھ کو مزید نعمتیں دے' جن کے ادراک سے امید کرتا ہے تو عالمین سے نحو کا زیادہ حقدار ہے۔ کیا اس میں تیرے نام کی مثال بیان نہیں کی جاتی۔

اور سخاوی نے ایک عمدہ قصیدے میں آپ کی مدح کی ہے' اور ابن الجوزی کے نواسے ابوالمظفر نے بھی آپ کی تعریف کی ہے' اور بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کو سنا ہے' آپ خوش عقیدہ اور خوش اخلاق انسان تھے' انسان اپنی ہمنشینی سے ملول نہیں ہوتا تھا۔ آپ کی باتیں عجیب' حظ' بلیغ اور اشعار عمدہ تھے۔ اور آپ کے اشعار کا ایک بڑا دیوان بھی ہے۔ آپ کی وفات اس سال ۶ رشوال کو سوموار کے روز ۹۳ سال ایک ماہ ۱۷' دن کی عمر میں ہوئی' اور جامع دمشق میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔ پھر آپ کو الصالحیہ لا کر دفن کر دیا گیا۔ اور آپ نے اپنی ۷۶۱ نفیس کتب کو اپنے آزاد کنندہ نجیب الدین یاقوت کے لیے وقف کر دیا۔ پھر فقہ' حدیث اور لغت وغیرہ کے علماء کے لیے وقف کر دیا۔ اور ان کتب کو ایک بہت بڑی الماری میں ابن سنان کے حلبی حجرے میں' جو علی بن زین العابدین کے مزار کے پاس ہے' رکھ دیا گیا۔ پھر یہ کتب متفرق ہو گئیں' اور ان میں سے بہت سی کتب کو فروخت کر دیا گیا۔ اور مذکورہ الماری میں صرف تھوڑی سی بوسیدہ کتب باقی رہ گئیں' اور وہ الماری حلبی حجرے میں تھی' اور قدیم زمانے میں اسے ابن سنان کا حجرہ کہا جاتا تھا۔ اور آپ نے وافر نعمتیں' بہت سے اموال اور متعدد خوبصورت ترک غلام چھوڑے۔ آپ پاکیزہ صحبت اور خوش اخلاق تھے' اور طلبہ کی کھڑے ہو کر تعظیم کرتے تھے' اور جب آپ عمر رسیدہ ہو گئے تو آپ نے ان کے لیے قیام کرنا ترک کر دیا' اور فرمانے لگے

''میں نے ملاقات کے لیے آنے والے دوست کے لیے قیام کرنا ترک کر دیا ہے' اور اس میں میرا کوئی گناہ نہیں' صرف طوالت عمر کے باعث ایسا کرتا ہوں' اور اگر وہ نوے کے دہے کے نصف میں پہنچ گئے' تو انھیں معلوم ہو جائے گا کہ میں ان کے لیے قیام کے ترک کرنے میں معذور تھا''۔

اور آپ نے جن اشعار میں ملک مظفر شاہ کی مدح کی ہے۔ ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

خوبصورت عورتوں کا وصال پوشیدہ اور موخر تھا۔ اور قرب کا زمانہ روشن اور خوش تھا' ایسا زمانہ بھی تھا' جس میں عمر بہترین سفارشی تھی۔ وہ زمانہ گیا تو کھیل کود کا راستہ واضح تھا' بڑھاپا نمودار ہوا تو عشق کی آرزوئیں چھٹ گئیں' اور جس بات کو عقل مستحسن قرار دیتی تھی' وہ میرے لیے بڑی ہو گئی' وہ مہینہ سے منہ پھیر گئی' گویا میں وہاں موجود نہ تھا۔ میں وہاں چراغ جلا کر آسودگی کے چہرے کو

دیکھتا تھا۔ اور میں نے شبانی چادروں میں اپنے دامنوں کو گھسیٹتے ہوئے کسی خود پسندی اور فیشن کا خیال نہیں کیا' کیا مجھے جھکے ہوئے پہلوؤں والی اور ریشم نازک تہبند سے عار دلاتی ہے جو شیریں دہن اور سیاہ آنکھ والی ہے اس نے اپنی راتیں خوشی سے گذاری ہیں گویا ان کی کوتاہی سے تاریکی کو اچک لیا گیا ہے۔ اور اگر اس کا دل پریشان اور غمگین ہے تو وہ عشق کے دودھ سے ہمیشہ راستے پر گامزن رہتا ہے۔ میں اکیلا ہی سرگردان عاشق ہوں' اور سخت دشمنوں سے خوفزدہ ہوں اور کئی دفعہ میں اپنے دین سے خوش ہوا ہوں' اور اس نے بھی مجھے خوش کیا ہے۔ اور میں نے اسے اعمال صالحہ سے خوش کیا ہے۔ اور میں کتنی ہی مجالس میں حاضر ہوا اور کتنے ہی بزرگوں سے ملا اور میں اس کی دعوت میں حاضر ہوا' اور جلدی سے اس میں شامل ہو گیا' میں نے اپنی فضیلت سے اس کے نقص کا اظہار کیا' اور میں نے اسے چھوڑ دیا تو اس کے دل میں غم اور حلق میں بھی غم تھا' گویا میری تعریف میرے حاسدوں کے کانوں میں اچھوتے معانی کو لیے ہوئے ہے۔ تقی الدین کی تلوار ہر خارجی کے معاملے میں مسلح بہادر کو چیر کر زمین کی طرف لے آتی ہے۔

اور آپ نے اس کے بھائی معز الدین فرخ شاہ بن شہنشاہ بن ایوب کی مدح کرتے ہوئے کہا ہے ؎

کیا تو سرگشتہ اور اشک ریز پر رحم کرنے والا' اور عاشق کو اس وقت پناہ دینے والا ہے' جب اس کا دامن کمزور پڑ جائے' یہ بات بہت بعید ہے کہ قاتل اپنے مقتول پر رحم کرے' اور اس کا نیزہ مضبوطی سے گھسا ہوا ہو۔ جب سے میں اس کے عشق سے تر ہوا ہوں اور جب سے مجھے مرض عشق ہوا ہے' میں فربہ نہیں ہوا۔ میں ایک نازک اندام جادوگر کی محبت میں بوسیدہ ہو گیا ہوں اس کی نگاہوں سے انگلی نے اس کے فخر وغرور کو کم کیا ہے۔ میں اپنی سرگشتگی کی شفا دلدادہ سے چاہتا ہوں۔ اور فخر وناز والا کب اپنے سرگشتہ پر ترس کھاتا ہے' اور اس کے عشق میں کتنی آہ وبکا کرتا ہوں۔ کاش میرا آہیں بھرنا مجھے کچھ فائدہ دیتا' اور اس کے وصل میں کچھ ضروریات ہیں' اگر وہ پوری ہوتیں تو اس کے شیریں لبوں کے پاس ہوتیں۔ اے یگانہ حسن تو ایسے ہی حسن کے انتہاء میں ہے' جیسے میں عشق کے انتہاء پر ہوں' تیرے بارے میں مجھے کئی لوگوں نے ملامت کی ہے تا کہ میں ملامت سے زندگی کی محبت سے باز آ جاؤں' اور وہ زندگی تو ہی ہے میں اس کے پاس گریہ کناں ہوں' پس اگر وہ سوزش عشق اور رونے کی آواز کو محسوس کرے' تو میں مسکراتی نظروں سے اسے دیکھوں۔ اے وہ شخص جس کے محاسن اور میرا حال اس کے پاس ہے' اور میں تفکر اور سوال نہ کرنے کے درمیان حیران ہوں۔ اور مخالف چیزیں ایک لفظ میں جمع ہو گئی ہیں۔ اور میرے اس کے عشق میں دو مفہوم ہیں۔ کیا تو فضائل والا نہیں' اور اگر ان میں سے ادنیٰ فضیلت کو مخصوص کر لیا جائے تو میرا غیر ان پر کوئی فخر نہ کرنا۔

اور وہ اشعار جو تاج الدین کندی نے عمارۃ الیمنی کے قتل کے بارے میں اس وقت سنائے جب اس نے ملک صلاح الدین کے قتل کے بارے میں کفار وملحدین کی مدد کی تھی' اور انہوں نے دوبارہ فاطمی حکومت کو قائم کرنا چاہا' پس وہ اپنے معاملے میں مدد دی اور اسے ۵۹۹ھ میں صلیب دیئے جانے والے لوگوں کے ساتھ صلیب دی گئی۔

عمارہ نے اسلام میں خیانت کی' اور اس میں کلیسا اور صلیب سے معاہدہ کیا اور وہ احمد کے بغض میں شرک کا شریک ہو گیا' اور صلیب کی محبت میں سخت ہو گیا۔ اور وہ مقام ملاقات کا طبیب تھا۔ اور اگر تو اسے چبائے تو تو اسے نفاق میں سخت لکڑی پائے گا۔

نیز آپ نے کہا ؎

ہم اچھے دنوں میں زمانے کے ساتھ رہے اور ان میں ہم لذات میں تیرتے رہے۔ اور جب وہ دن گذر گئے' تو میں یوں ہو گیا گویا میں خواب اور نیند میں ہوں بڑھاپے نے مجھے بٹھا دیا ہے اور کوئی چارہ نہیں رہا خواہ تو کس قدر ناراض ہو اور ملامت کرے ... مسافر ہے اور ہمیشہ بربادی سے کام لیتا ہے اور دن بدن ہلاکت کی طرف چلا جاتا ہے اور میں سال بسال اپنے لیے شمار کرتا تھا اور اب میں دن بدن اپنے لیے شمار کرتا ہوں۔

العز محمد بن حافظ عبدالغنی مقدسی:

آپ ۵۶۶ھ میں پیدا ہوئے' اور آپ کے والد نے آپ کو کثیر سے سماع کرایا' اور آپ نے خود بغداد جا کر وہاں مسند احمد کو پڑھا' اور جامع دمشق میں آپ کا ایک حلقہ تھا' اور آپ معظم کے اصحاب میں سے تھے اور بڑے دیندار' متقی اور حافظ تھے' اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کے باپ پر رحم فرمائے۔

ابوالفتوح محمد بن علی بن المبارک:

الخلاخلی البغدادی' آپ نے کثیر سے سماع کیا۔ آپ خلیفہ اور ملک اشرف بن عادل کے درمیان ایلچیوں میں آیا جایا کرتے تھے' اور آپ عقلمند' دیندار' ثقہ اور راستباز تھے۔

شریف ابوجعفر:

یحییٰ بن محمد بن محمد بن محمد بن علی العلوی الحسینی' جو اپنے باپ کے بعد بصرہ میں طالبیوں کے نقیب تھے' اور آپ ادیب' فاضل اور بہت سے فنون کے عالم تھے۔ خصوصاً علم الانساب' عربوں کی جنگوں' اور ان کے اشعار کے عالم تھے' اور بہت سے اشعار کے حافظ تھے' اور آپ خلیفہ ناصر کے ہمنشینوں میں سے تھے۔ آپ کے لطیف اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

تجھے وہ کان مبارک ہو' جسے ملامت راس نہیں آتی' اور وہ زخمی دل مبارک ہو' جو نہ اکتاتا ہے اور نہ تسلی پاتا ہے' گویا محبت مجھ پر فرض ہے۔ اور میرے دل کو اس کے سوا کوئی شغل نہیں' اور میں اس جدائی کا دلدادہ ہوں' جس کی اصل نخرہ ہو۔ اور اگر جدائی نہ ہوتی تو وصل شیریں نہ ہوتا اور جب بے رُخی ملامت سے ہو تو محبوب کے لیے قتل کا ارادہ کرنا سب سے آسان ہوتا۔

ابوعلی فرید بن علی:

ابن فرید' جو ابن الجشکری کے نام سے مشہور ہے اور اہل نعمانیہ کا مشہور شاعر ہے' اس نے اپنا ایک دیوان جمع کیا' جس کے اشعار کا ایک کچھ حصہ ابن الساعی نے بیان کیا ہے' وہ کہتا ہے۔

میں نے جدائی کے روز تجھ سے ایک نظر کی درخواست کی' جسے تو نے گوارا نہ کیا' جس سے اطاعت کرنا مشکل ہو گیا' میں حیران ہوں کہ تو کیسے نہ کرتی ہے' حالانکہ تیرے چہرے پر ہاں لکھا ہوا ہے' ارے نون سے مراد ابرو' اور عین سے مراد آنکھ اور میم سے مراد منہ ہے۔

ابوالفضل رشوان بن منصور:

ابن رشوان الکردی' جو النقف کے نام سے مشہور ہے' یہ اربل میں پیدا ہوا' اور ایک سپاہی کا خادم بن گیا۔ اور یہ ادیب وشاعر

تھا۔ اور یہ ملک عادل کے ساتھ خادم رہا' کہتا ہے۔

تلواروں اور نیزوں کے بارے میں مجھ سے پوچھ اور ان گھوڑوں کے بارے میں کہ جو چوپائی ہواؤں سے جست کر جاتے ہیں۔ اور ان تیروں کے متعلق پوچھ جن کا وقف شدہ مال گندم گوں نیزے ہیں۔ جب شیر جنگ کرنے کا قصد کرتے ہیں۔ جب کوئی جنگ میں آواز دیتا ہے تو میری عقل کھانے رکتی ہے اور میں اپنی جان کو موتوں کے گہرے پانی میں جب وہ موجیں مارنے لگتا ہے داخل کر دیتا ہوں' اور میں زخموں سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ اور کتنی ہی راتیں میں بے خواب رہا اور میں نے صبح کے انتظار میں تاروں کو دیکھتے رات گذاری۔ اور کتنے ہی ویرانوں میں میرا گھوڑا دوپہر کو آیا اور گیا' غبار میں تیری آنکھ کے لیے میں مصائب برداشت کرتا رہا ہوں۔ اور میں جنگ میں لاچار ہو کر ثابت قدم رہتا ہوں۔

محمد بن یحییٰ:

ابن ہبۃ اللہ ابونصر النحاس واسطی' اس نے البسط کی طرف یہ اشعار لکھے:

''جب میری عمر ۸۰ سال ہوگئی' تو کتنی ہی عورتوں نے مجھے کہا' یونہی زندہ اور سلامت رہ' اور ہمیشہ رہ' اور زندگی کی روح کو سونگھ' بلاشبہ وہ صدرہ مقام کے تاریک گھر سے اچھی ہے میں نے کہا' یاد رکھ' تیرے ہاں میرا عذر زہیر کے گھر میں تیار کیا گیا ہے۔ میں زندگی کی تکالیف سے اکتا گیا ہوں۔ اور جو شخص ۸۰ سال زندہ رہے' لامحالہ وہ اکتا جائے گا۔

۶۱۴ھ

اس سال کی ۳ رمحرم کو جامع امویہ کے اندر کا فرش مکمل ہو گیا۔ اور معتمد مبارز الدین ابراہیم متولی دمشق آیا۔ اور اس خوشی میں اس نے آخری چوکور پتھر باب الزیارۃ کے پاس اپنے ہاتھ سے رکھا اور اس سال بغداد میں دجلہ میں بڑا پانی آ گیا۔ اور پانی کی سطح بلند ہو کر قبور کے برابر ہو گئی۔ صرف دو انگلیوں کا فرق رہ گیا' پھر پانی اس کے اوپر سے تیر گیا' اور لوگوں کو موت کا یقین ہو گیا۔ اور یہ منحوس کیفیت مسلسل سات راتیں' آٹھ دن رہی۔ پھر اللہ نے احسان فرمایا' اور پانی کم ہو گیا اور اس کی فراوانی ختم ہو گئی' اور بغداد ایک ٹیلے کی طرح رہ گیا اور اکثر عمارتیں گر گئیں' اور اس سال نظامیہ میں محمد بن یحییٰ بن فضلان نے درس دیا' اور آپ کے پاس اعیان اور قضاۃ آئے۔ اور اس سال صدر بن حمویہ عادل کی طرف سے ایلچی بن کر خلیفہ کے پاس آ گیا۔ اور اس سال اس کا بیٹا' فخر بن کامل معظم کے پاس اس کی بیٹی سے' اپنے بیٹے اقسیس حاکم یمن کی منگنی کرنے آیا' اور دمشق میں بہت بڑے مہر پر نکاح ہو گیا۔ اور اس سال سلطان علاء الدین خوارزم شاہ محمد بن تکش ہمدان سے چار لاکھ جانبازوں کے ساتھ بغداد آیا۔ اور بعض نے چھ لاکھ بیان کیا ہے' تو خلیفہ نے اس کے لیے تیاری کی' اور فوجیں مانگیں' اور اس نے خلیفہ کی طرف پیغام بھیج کر اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس دستور کے مطابق اس کے آگے ہو۔ جیسا کہ ملوکِ سلاجقہ کے آگے ہونے کا دستور ہے۔ اور یہ کہ بغداد میں اس کا خطبہ ہو' مگر خلیفہ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اور شیخ شہاب الدین سہروردی کو اس کے پاس بھیجا' اور جب وہ پہنچا' تو اس نے اس کی عظمت کو دیکھا' اور یہ کہ بکثرت بادشاہ اس کے آگے کھڑے ہیں۔ اور وہ سونے کی ایک گاڑی میں ساکھو کے ایک تخت پر بیٹھا ہے' اور اس پر پانچ دراہم کی ایک نجاری قباء ہے' اور اس کے سر پر ایک درہم کا چمڑا ہے' اس نے اسے سلام کیا' تو اس نے بڑھاپے کے باعث اسے سلام کا جواب نہ دیا' اور نہ

اسے بیٹھنے کی اجازت دی' سواس نے تخت کے ایک جانب کھڑے ہو کر ایک عظیم خطبہ دیا۔ جس میں بنو عباس کے فضل وشرف کا ذکر کیا اور ایک حدیث بیان کی جس میں انہیں ایذاء دینے سے روکا گیا ہے۔

ترجمان ان باتوں کو بادشاہ پر دہراتا رہا۔ بادشاہ نے کہا' تو نے جو خلیفہ کی فضیلت بیان کی ہے' وہ تو ایسا نہیں ہے' لیکن جب میں بغداد آؤں گا' تو میں اسے کھڑا کروں گا جو اس صفت کا حامل ہوگا اور یہ جو تو نے اس کی ایذاء سے رُکنے کا ذکر کیا ہے تو میں نے ان میں سے کسی کو ایذاء نہیں دی' لیکن خلیفہ کے قید خانوں میں انہی کے بہت سے لوگ ہیں' جو قید خانوں میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اور اسی نے بنو عباس کو ایذاء دی ہے' پھر اس نے اسے چھوڑ دیا' اور بعد ازاں اسے کوئی جواب نہ دیا اور سہروردی واپس چلا آیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بادشاہ اور اس کی فوج پر تین دن تک بڑی برفباری کی' حتیٰ کہ خیمے بھر گئے' اور وہ سرکردہ لوگوں کے سروں تک پہنچ گئی' اور لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹ گئے' اور ناقابل بیان حد تک مصیبت نے انہیں آ لیا' اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ناکام و نامراد واپس کر دیا۔

اور اس سال وہ صلح' جو عادل اور فرنگیوں کے درمیان ہوئی تھی' ٹوٹ گئی۔ اتفاق سے عادل مصر سے آیا اور بیسان مقام پر اس کی اور اس کے بیٹے کی ملاقات ہوگئی' اور فرنگی عکا سے روانہ ہوئے اور سب ملوک سواحل ان کے ساتھ ہو لیے۔ اور سب کے سب عادل سے کشتی لڑنے آئے۔ اور جب اس نے انہیں دیکھا' تو ان کی فوجوں کی کثرت' اور اپنی قلت کو دیکھ کر بھاگ گیا' اور اس کے بیٹے معظم نے پوچھا' اے میرے باپ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ تو اس نے عجمی زبان میں اسے سب وشتم کیا۔ اور اسے کہنے لگا' تو نے اپنے غلاموں کو شام' جاگیر میں دے دیا ہے اور لوگوں کے بیٹوں کو چھوڑ دیا ہے پھر عادل دمشق گیا۔ اور اس کے والی معتمد کو خط لکھا' کہ وہ اسے فرنگیوں سے بچائے' اور داریا سے قلعہ کی طرف غلہ جات کو منتقل کرے۔ اور داریا قصر حجاج اور شاغور کی زمینوں میں پانی چھوڑ دے تو اس بات سے لوگ خوفزدہ ہو گئے' اور انھوں نے اللہ کے حضور عاجزی سے دعا کی۔ اور جامع مسجد میں بڑی چیخ و پکار ہوئی' اور سلطان آ کر مرج الصفر میں اترا' اور اس نے ملوکِ شرق کو پیغام بھیجا' کہ وہ فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے پیش قدمی کریں۔ اور سب سے پہلے شاہ حمص اسد الدین آیا' اور لوگوں نے اس کا استقبال کیا۔ اور وہ باب الفرج سے داخل ہوا اور اس نے ست الشام کو شفا خانے کے نزدیک اس کے گھر میں سلام کیا' پھر اپنے گھر واپس آ گیا۔ اور جب اسد الدین آیا تو لوگوں سے غصہ زائل ہو گیا' اور صبح کو عادل کے پاس مرج الصفر کو گیا' اور فرنگی و بیسان میں آئے' اور وہاں جو غلہ جات اور چوپائے موجود تھے' انہوں نے لوٹ لیے۔ اور لوگوں کو قتل کیا' اور بہت سوں کو قیدی بنا لیا' پھر انہوں نے قتل کرتے ہوئے لوٹتے ہوئے۔ اور بیسان اور بانیاس کے درمیان فساد کرتے ہوئے زمین میں خرابی پیدا کر دی' اور جولان کی اراضی سے نوی وغیرہ کی طرف چلے گئے۔ اور ملک معظم روانہ ہو کر قدس اور نابلس کے درمیان اترا' کیونکہ اسے ان سے قدس کے بارے میں خوف تھا۔ اس لیے کہ وہ بہت اہم تھا۔ پھر فرنگیوں نے قلعہ طور کا زبردست محاصرہ کر لیا۔ اور اس کا دفاع کرنے والے بہادروں نے اس کا زبردست دفاع کیا۔ پھر فرنگی واپس عکا پلٹ گئے' اور ان کے پاس مسلمان قیدی بھی تھے۔ اور ملک معظم نے طور آ کر وہاں کے امراء کو خلعت دیئے' اور ان کے دلوں کو خوش کیا۔ پھر اس نے اور اس کے باپ نے اس کے گرانے پر اتفاق کر لیا' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علامہ امام شیخ عماد:

حافظ عبدالغنی کا بھائی' ابواسحاق ابراہیم بن عبدالواحد بن علی بن سرور مقدسی' شیخ عماد اپنے بھائی حافظ عبدالغنی سے دو سال چھوٹے تھے۔ اور آپ ایک جماعت کے ساتھ ۵۵۱ھ میں دمشق آئے' اور دو دفعہ بغداد آئے۔ اور حدیث کا سماع کیا۔ آپ عابد' زاہد' متقی اور بہت روزے رکھنے والے تھے۔ آپ ایک روز روزہ رکھتے تھے' اور ایک روز افطار کرتے تھے' اور فقیہ اور متقی تھے۔ آپ کی کتاب الفروع بھی ہے اور آپ نے احکام بھی تصنیف کی' لیکن اسے پورا نہ کر سکے۔ آپ حنابلہ کے محراب میں شیخ موفق کے ساتھ امامت کرتے تھے' اور وہ بغیر محراب کے نماز پڑھتے تھے۔

پھر ۶۱۷ھ میں محراب بنایا گیا' اور آپ اسی طرح فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کے لیے لوگوں کی امامت کرتے رہے' اور آپ پہلے شخص ہیں' جنہوں نے یہ کام کیا ہے۔ ایک روز آپ نے مغرب کی نماز پڑھی' اور آپ روزہ دار تھے' پھر دمشق میں اپنے گھر کو واپس آ گئے' اور روزہ افطار کیا اور اچانک فوت ہو گئے' اور جامع امویہ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور شیخ فوفق نے ان کے مصلّٰی کے نزدیک آپ کی نماز جنازہ پڑھائی' پھر وہ اسے دامن کوہ میں لے گئے' اور لوگوں کی کثرت سے آپ کی وفات کا دن' جمعہ کا دن تھا۔

سبط ابن الجوزی نے بیان کیا ہے کہ لوگ کہف سے مفارۃ الدم تک اور وہاں سے المنطور تک تھے' اور اگر ایک تل بھی پھینکا جاتا تو وہ لوگوں کے سروں پر ہی گرتا۔

راوی بیان کرتا ہے' جب میں اس شب واپس لوٹا' تو میں نے آپ کے متعلق اور آپ کے جنازے کے متعلق' اور جو لوگ آپ کے جنازہ میں بکثرت شامل ہوئے تھے' ان کے متعلق سوچ بچار کی' میں کہتا ہوں' یہ صالح شخص تھے' اور شاید جب آپ کو اپنی قبر میں رکھا گیا ہو تو آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہو اور میرے ذہن میں ثوری کے وہ شعر گھومنے لگے' جنہیں آپ نے اپنی موت کے بعد خواب میں سنایا تھا۔

میں نے اپنے رب کو آمنے سامنے دیکھا' تو اس نے مجھے کہا' اے ابن سعید تجھے میری رضا مبارک ہو' جب تاریکی چھا جاتی تھی تو تو عاشقانہ آنسوؤں اور شکستہ دل کے ساتھ کھڑا ہو جاتا تھا' تو جو محل چاہتا ہے' لے لے اور میری ملاقات کر' میں تجھ سے دور نہیں ہوں پھر میں نے کہا' مجھے امید ہے کہ عماد نے اپنے رب کو ثوری کی طرح دیکھا ہو گا' میں سویا تو میں نے شیخ عماد کو خواب میں سبز حلہ' اور سبز عمامہ پہنے دیکھا' اور وہ ایک باغ کی طرح وسیع مکان میں تھے' اور ایک لمبی سیڑھی پر چڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا' اے عمادالدین' آپ نے کیسے رات گذاری ہے۔ قسم بخدا' میں آپ کے بارے میں فکر مند ہوں' تو آپ میری طرف دیکھ کر حسب عادت مسکرائے' جیسا کہ میں اس مسکراہٹ کو دنیا میں جانتا تھا' پھر آپ نے فرمایا:

جب مجھے میری قبر میں اتارا گیا تو میں نے اپنے اللہ کو دیکھا۔ اور میں اپنے اصحاب' اہل اور پڑوسیوں سے جدا ہو گیا' اور اس

نے فرمایا' تجھے میری طرف سے جزائے خیر ہو' میں راضی ہو گیا ہوں' اور یہ میرا عفو و رحمت تیرے پاس ہے' تو نے عفو و رضا کی امید پر ایک زمانہ تک مسلسل کوشش کی ہے اور تو میری دوزخ سے بچا لیا گیا ہے اور میری جنت میں داخل کیا گیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے میں خوفزدہ ہو کر بیدار ہو گیا اور میں نے یہ اشعار لکھ لیے۔ واللہ اعلم

قاضی جمال الدین ابن الحرستانی:

عبدالصمد بن محمد بن ابی الفضل ابوالقاسم الانصاری ابن الحرستانی' دمشق کے قاضی القضاۃ' آپ ۵۲۰ھ میں پیدا ہوئے' آپ کا باپ اہل حرستان میں سے تھا' وہ باب توما کے اندر اترا' اور مسجد الزینبی کی امامت کرنے لگا' اور اس کے اس بیٹے نے بڑی اچھی پرورش پائی' آپ نے حدیث کا بہت سماع کیا' اور حافظ ابن عساکر کو اپنے بہت سے شیوخ میں شریک کیا۔ اور آپ خضر کے حجرہ میں سماع کروانے کے لیے بیٹھا کرتے تھے' اور وہیں آپ ہمیشہ نماز پڑھتے تھے اور جامع مسجد میں آپ کی کوئی نماز فوت نہ ہوتی تھی' اور آپ کا گھر الحوریہ میں تھا' اور آپ نے المجلدیہ میں درس دیا۔ اور اس نیک اولیت پر آپ نے لمبا زمانہ گذارا۔ واللہ اعلم

اور آپ نے فیصلوں میں ابن ابی عصرون کی نیابت کی' پھر آپ نے اس کام کو چھوڑ دیا' اور اپنے گھر کے' اور جامع مسجد میں نماز پڑھنے کے ہو رہے۔ پھر عادل نے قاضی ابن الزکی کو معزول کر دیا' اور آپ کو قضاء سونپ دی اور آپ کی عمر ۹۲ سال تھی' اور اس نے العزیزیہ کی تدریس بھی آپ کے سپرد کی' اور اسی طرح اس نے ابن الزکی سے التقویہ کا کام لے کر فخر الدین ابن عساکر کے سپرد کر دیا۔

ابن عبدالسلام نے بیان کیا ہے' کہ میں نے ابن الحرستانی سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا' آپ کو امام غزالی کی الوسیط حفظ تھی' اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ آپ قاضیوں میں بڑے انصاف پسند اور حق پر قائم رہنے والے قاضی تھے' اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کرتے تھے' اور آپ کا بیٹا عماد الدین جامع دمشق میں خطیب تھا۔ اور اس نے مشیخہ اشرفیہ کو اپنی نیابت دے دی' اور قاضی جمال الدین فیصلوں کے لیے آپ کے مدرسہ مجاہدیہ میں بیٹھا کرتے تھے' اور سلطان نے آپ کے بڑھاپے کے پیش نظر آپ کو چادر اور تکیہ بھیجا۔ اور آپ کا بیٹا آپ کے سامنے بیٹھا کرتا تھا' اور جب اس کا باپ اٹھ جاتا' تو وہ اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھ جاتا' پھر آپ نے اپنے بیٹے کو کسی بات پر جو آپ کو اس کے متعلق معلوم ہوئی' اپنی نیابت سے معزول کر دیا' اور شمس الدین بن الشیرازی کو نائب مقرر کیا' اور وہ آپ کے سامنے مشرقی ایوان میں بیٹھا کرتا تھا اور آپ نے اس کے ساتھ شمس الدین ابن سناء الدولہ اور شرف الدین ابن الموصلی حنفی کو بھی نائب مقرر کیا' اور وہ مدرسہ کی محراب میں بیٹھتے تھے اور آپ دو سال چار ماہ مسلسل فیصلے کرتے رہے۔ پھر ۴؍ذوالحجہ کو ہفتہ کے روز ۹۵ سال کی عمر میں وفات پا گئے اور جامع دمشق میں آپ کا جنازہ پڑھایا گیا۔ پھر آپ کو قاسیون کے دامن کوہ میں دفن کر دیا گیا۔

امیر بدر الدین محمد بن ابی القاسم:

الہکاری بانی مدرسہ قدس' آپ بہترین امراء میں سے تھے' اور ہمیشہ شہادت کی تمنا کیا کرتے تھے' فرنگیوں نے آپ کو طور کے قلعے میں قتل کر دیا' اور آپ کو قدس میں اپنی تیار کردہ قبر میں دفن کیا گیا جس کی آج تک زیارت کی جاتی ہے۔

شجاع محمود المعروف بابن الدماغ:

یہ عادل کے دوستوں میں سے تھا اور اسے ہنسایا کرتا تھا اور اس نے اس سے بہت سے اموال حاصل کیے اور اس کا گھر درب الفرج کے اندر تھا جسے اس کی بیوی عائشہ نے شافعیہ حنفیہ کے لیے مدرسہ بنا دیا اور اس پر دو تین زمین وقف کی۔

شیخہ صالحہ عابدہ زاہدہ:

دمشق کی عالمہ عورتوں کی شیخہ' اس نے دہن اللوز کا لقب اختیار کیا دختر نور نجان' اور یہ اس کی آخر میں وفات پانے والی بچی تھی اور اس نے اپنے اموال کو اپنی مشہور بہن بنت العصبہ کی قبر پر وقف کر دیا۔

۶۱۵ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو عادل فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے مرج الصفر میں مقیم تھا اور اس نے اپنے بیٹے معظم کو قلعہ طور کو ویران کر دینے کا حکم دیا' اور اس نے اسے ویران کر دیا۔ اور جو کچھ اس میں جنگی ہتھیار وغیرہ تھے' انہیں فرنگیوں کے خوف سے شہروں کی طرف اٹھا لایا' اور ربیع الاوّل میں فرنگی دمیاط آ گئے۔ اور انہوں نے جمادی الاوّل میں برج السلسلہ پر قبضہ کر لیا' اور وہ ایک مضبوط قلعہ تھا' اور وہ بلاد مصر کا قفل تھا۔ اور اس سال معظم اور فرنگیوں نے القیمون پر مڈبھیڑ کی' تو اس نے انہیں شکست دی۔ اور ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا' اور ایک سوالداویہ کو قیدی بنا لیا۔ اور ان کے سرداروں کو سرنگوں کر کے قدس لے گیا۔

اور اس سال موصل شہر میں اس کے بادشاہوں کے یکے بعد دیگرے مرنے کی وجہ سے بڑے مصائب آئے۔ یہ ملوک قرا ارسلان کے بیٹے تھے اور ان کے باپ کا غلام بدرالدین لؤلؤ تمام امور پر متغلب ہو گیا۔ واللہ اعلم

اور اس سال شاہ روم کیکاریس سنجر' حلب کی مملکت پر قبضہ کرنے کے لیے آیا۔ اور شاہ سمیساط افضل بن صلاح الدین نے اس معاملے میں اس کی مدد کی۔ تو ملک اشرف موسیٰ بن عادل نے اسے اس بات سے روک دیا۔ اور اس نے شاہِ روم کو مغلوب کر لیا' اور اس کی فوج کو شکست دی' اور اسے ناکام و نامراد واپس کر دیا۔ اور اس سال اشرف نے اپنے مقبوضہ ممالک کے علاوہ سنجار شہر پر بھی قبضہ کر لیا۔

اور اس سال سلطان ملک عادل ابوبکر بن ایوب نے وفات پائی' اور فرنگیوں نے دمیاط پر قبضہ کر لیا۔ پھر وہ دمیاط کی سرحد سے بلاد مصر کو گئے' اور چار ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رکھا' اور ملک کامل ان سے جنگ کرتا رہا اور انہیں روکتا رہا۔ پس انہوں نے برج السلسلہ پر قبضہ کر لیا اور وہ دیار مصر کے لیے قفل کی طرح ہے' اور وہ نیل میں جہاں وہ سمندر میں جا پڑتا ہے جزیرہ کے وسط میں ہے' اور وہاں سے وہ دمیاط کی طرف چلا جاتا ہے' اور دمیاط سمندر کے کنارے پر ہے' اور اس سلسلے کا کنارہ دوسری جانب ہے اور اس پر پل بنا ہوا ہے' اور ایک دوسرا سلسلہ سمندر میں سے نیل میں کشتیوں کو داخل ہونے سے روکنے کے لیے ہے۔ اور داخل ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ اور جب فرنگیوں نے اس برج پر قبضہ کر لیا تو مسلمانوں کو یہ بات بہت شاق گذری' اور جب مرج الصفر میں ملک عادل کو یہ خبر ملی تو اس نے ایک سخت آہ بھری اور مسلمانوں اور ان کے شہروں پر غم و افسوس کرتے ہوئے اپنے سینے پر ہاتھ مارا' اور منشائے الٰہی کے مطابق اسی وقت مرض الموت نے اسے آ لیا۔

اور جب ۷/ جمادی الآخرۃ کو جمعہ کا روز آیا' تو عالقین کی بستی میں فوت ہو گیا' اور اس کا بیٹا معظم سرعت کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس نے اس کے ذحانز وا کھا یا اور اسے اس بیچ پر ایک خادم کے ساتھ یوں بھیجا کہ گویا سلطان بیمار ہے۔ اور جب کوئی امیر اسے سلام کرنے آتا تو خصی اس کی طرف سے انہیں سلام پہنچاتا' گویا وہ سلام کا جواب دینے سے عاجز ہے اور جب وہ اسے قلعہ میں لے گیا' تو اس نے ایک مدت تک اسے وہاں دفن کر دیا' پھر اسے عادلیہ کبیرہ میں اس کی قبر میں منتقل کر دیا' اور ملک سیف الدین ابوبکر بن ایوب بن شادی' بہترین' نیک سیرت' دیندار عقلمند' صابر اور باوقار بادشاہوں میں سے تھا' اس نے محرمات' شراب اور گانے بجانے کے آلات کو اپنی تمام مملکت سے ختم کر دیا' جو مصر کے دور دراز شہروں سے یمن' شام' جزیرہ اور تمام میدان تک پھیلی ہوئی تھی' اس نے حلب کے سوا' اسے اپنے بھائی صلاح الدین کے بعد حاصل کیا۔ اور اس نے حلب کو اپنے بھتیجے الظاہر غازی کے پاس رہنے دیا' اس لیے کہ اس نے اپنی بیٹی صفیہ الست خاتون کا اس سے نکاح کیا تھا۔ اور عادل' حلم' درگذر کرنے والا' اور مصیبت پر صبر کرنے والا تھا' اور خود اور اپنے بھائی کے ساتھ مل کر بہت جہاد کرنے والا تھا' وہ اس کے ساتھ تمام معرکوں میں حاضر ہوا' یا اکثر معرکوں میں شامل ہوا' جو فرنگیوں کے ساتھ ہوئے' اور اسے اس میں بڑی شہرت حاصل تھی' اور وہ بخیل شخص تھا۔ لیکن اس نے مصر میں گرانی کے سال فقراء پر بڑا مال خرچ کیا' اور حاجتمندوں کو بہت صدقہ دیا۔ پھر اس نے گرانی کے سال کے بعد دوسرے سال ایک لاکھ مسافروں' اور فقراء کے فوت ہو جانے پر انہیں کفن دیئے' اور وہ اپنی بیماری کے ایام میں بہت صدقہ دینے والا تھا۔ حتیٰ کہ جو کچھ اس کے جسم پر ہوتا اسے بھی اتار کر دے دیتا' اور اس نے اپنی سواریوں کو بھی صدقہ کر دیا' اور وہ بہت کھانے والا تھا۔ اور بکثرت روزے رکھنے کے باوجود صحت مند تھا' اور وہ ایک دن میں اچھے کھانے کھاتا تھا' پھر اس کے بعد نیند کے وقت ایک رطل دمشقی خشک میٹھا حلوہ کھاتا' اور بخار کے زمانے میں اس کے ناک میں ایک بیماری تھی' اور دمشق میں جب تک بخار کا زمانہ ختم نہ ہو جائے' وہ کھڑا ہونے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ اور مرج الصفر میں اس کے لیے خیمہ لگایا جاتا تھا۔ پھر وہ بعد ازاں شہر میں داخل ہوتا تھا۔

اس نے ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی' اور اس کے بہت لڑکے تھے۔ محمد الکامل حاکم مصر' عیسیٰ المعظم حاکم دمشق' موسیٰ اشرف حاکم جزیرہ وخلاط وحران' اور اوحد ایوب اس سے پہلے فوت ہو گیا تھا' اور فائز ابراہیم اور مظفر غازی حاکم الرہا' عزیز عثمان اور امجد حسن' معظم کے حقیقی بھائی تھے۔ مغیث محمود اور حافظ ارسلان حاکم جبیر' صالح اسماعیل' قاہر اسحاق' مجیر الدین یعقوب' قطب الدین احمد' اور خلیل یہ سب سے چھوٹا تھا۔ تقی الدین عباس یہ سب سے آخر میں وفات پانے والا تھا' جو ۶۶۰ھ تک زندہ رہا' اور اس کی بیٹیاں بھی تھیں جن میں سے زیادہ مشہور الست صفیہ خاتون تھی' جو حاکم حلب الظاہر غازی کی بیوی تھی' اور ملک عزیز کی والدہ تھی' جو ناصر یوسف کا باپ تھا' جس نے دمشق پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور اسی کی طرف ناصرتیان منسوب ہیں' ایک دمشق میں ہے' اور دوسری دامن کوہ میں ہے' اور اس کو ہلاکو خان نے قتل کیا تھا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

فرنگیوں کے دمیاط پر قبضہ کرنے کا بیان:

جب عادل کی موت کی خبر مشہور ہوئی' اور اس کے بیٹے کامل کو پہنچی' تو وہ دمیاط کی سرحد پر فرنگیوں کے مقابل پڑاؤ کیے ہوئے تھا' اس خبر نے مسلمانوں کے اعضاء کو کمزور کر دیا' اور وہ بزدل ہو گئے۔ پھر کامل کو دوسری خبر ملی کہ امیر ابن المشطوب جو مصر کا سب

سے بڑا امیر تھا' نے کامل کی بجائے فائز کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ تو وہ اکیلا ہی سواروں کا رسالہ لے کر مصر میں داخل ہو گیا۔ تا کہ وہ اس بڑی مصیبت کی تلافی کرے۔ اور جب فوج نے اسے اپنے درمیان میں نہ پایا تو اس کا نظام بگڑ گیا اور انہوں نے خیال کیا کہ عادل کی موت سے بھی کوئی بڑا واقعہ رونما ہوا ہے پس وہ اس کے پیچھے گئے اور فرنگی امن و امان کے ساتھ دیا مصر میں داخل ہو گئے۔ اور انہوں نے کامل کی چھاؤنی' اور اس کے برجوں پر قبضہ کر لیا' اور بڑی گڑبڑھ پیدا ہوئی' اور یہ عزیز وعلیم خدا کی تقدیر ہے۔ اور جب کامل مصر میں داخل ہوا' تو جو کچھ اس نے خیال کیا تھا' اس میں سے کچھ بھی واقع نہ ہوا تھا' اور یہ فرنگیوں کی ایک چال تھی' اور ابن المشطوب اس سے ڈر کر شام کی طرف بھاگ گیا۔ پھر وہ فوراً فوج کے ساتھ سوار ہو کر فرنگیوں کی طرف گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ معاملہ بڑھ گیا ہے' اور انہوں نے شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا ہے اور بہت سی غنیمت حاصل کی ہے۔ اور وہاں جو بدو تھے' انہوں نے لوگوں کے اموال میں خرابی کی ہے' اور وہ ان کے لیے فرنگیوں سے بھی زیادہ نقصان دہ تھے۔ اور کامل' فرنگیوں کے بالمقابل اترا اور ان کو قاہرہ میں داخل ہونے سے روکنے لگا' اور اس سے قبل وہ انہیں سرحد میں داخل ہونے سے روکتا تھا' اور اس نے اپنے بھائیوں سے مدد مانگتے ہوئے انہیں لکھا کہ جلدی کرو جلدی کرو۔

فرنگیوں کے سارے مصری علاقے پر قبضہ کرنے سے قبل مسلمانوں کی مدد کو پہنچو' اور ہر جگہ سے اسلامی فوجیں اس کے پاس آ گئیں' اور سب سے پہلے اس کا بھائی اشرف اس کے پاس آیا' اللہ اس کے چہرے کو روشن کرے' پھر معظم آیا' اور فرنگیوں کے ساتھ ان کا جو معاملہ ہوا' اسے ہم ابھی اس سال کے بعد بیان کریں گے۔

اور اس سال بغداد کا احتساب' الصاحب محی الدین یوسف بن ابی الفرج ابن الجوزی نے سنبھالا' اور اس کے ساتھ ساتھ وہ وقتِ مقررہ پر اپنے باپ کے دستور کے مطابق وعظ بھی کرتا تھا۔ اور اس نے احتساب کے ملنے پر شکر ادا کیا۔ اور اس سال اس نے معظم کو بدری علاقے کی نگرانی سپرد کر دی' جو الشبلیہ کے سامنے اس پل کے پاس ہے' جو ثور پر واقع ہے' اور جسے جسر کحیل کہا جاتا ہے۔ اور وہ حسن بن الدایہ کی طرف منسوب ہے' وہ اور اس کا بھائی نور الدین محمود بن زنگی کے اکابر امراء میں سے تھا' اور اس نے ۶۴۰ھ کے دوران ایک جامع مسجد تعمیر کی جس میں وہ جمعہ کے روز خطبہ دیتا تھا۔

اور اس سال سلطان علاؤ الدین محمد بن تکش نے ملک عادل کی طرف ایلچی بھیجا' اور وہ مرج الصفر میں خیمہ زن تھا' تو اس نے ایلچی کے ساتھ اس کی طرف خطیب دمشق جمال الدین محمد بن عبد الملک الدولعی کو واپس بھیجا' اور شیخ الموفق عمر بن یوسف خطیب بیت الابار نے خطابت میں اس کی نیابت کی' اور اس نے اس کی طرف کام سنبھالتے ہوئے العزیزیہ میں اقامت اختیار کر لی۔ حتیٰ کہ وہ آ گیا' اور عادل فوت ہو چکا تھا۔

اور اس سال شاہِ موصل ملک قاہر نے وفات پائی' اور اس کے چھوٹے بیٹے کو اس کی جگہ کھڑا کیا گیا' پھر وہ قتل ہو گیا۔ اور اتا بکی گھرانے کی جمعیت پریشان ہو گئی' اور امور پر اس کے باپ کا غلام بدر الدین لولو متغلب ہو گیا۔ اور اس سال عادل کی موت کے بعد' بلادِ مشرق سے وزیر صفی الدین عبداللہ ابن علی بن شکر کی واپسی ہوئی۔ اور اس بارے میں علم الدین نے اس کی مدح میں ایک خطبہ تیار کیا۔

اور مؤرخین نے بیان کیا ہے' کہ وہ متواضع اور فقراء اور فقہاء سے محبت رکھتا تھا۔ اور جب وہ اپنی وزارت کی شان وشوکت

کے ساتھ سوار ہو کر لوگوں کے پاس سے گذرتا تو انہیں سلام کہتا۔ پھر اس سال اسے مصیبت پہنچی' اور وہ یوں کہ کامل ہی اس کے دھتکارنے اور دور کرنے کا سبب تھا' اس نے اپنے بھائی معظم کو اس کے متعلق لکھا' تو اس نے اس کے اموال و ذخائر کی محافظت کی' اور اپنے بیٹے کو کچہریوں کی نگرانی سے معزول کر دیا' اور وہ اپنے باپ کی غیر حاضری میں اس کی نیابت کرتا تھا۔

اور اس سال کے رجب میں معظم نے کلوکارہ لونڈیوں' شراب' اور دیگر فواحش منکرات کی دوبارہ کفالت دے دی جنہیں اس کے باپ نے ختم کر دیا تھا' اور کوئی شخص جسارت نہیں کر سکتا تھا کہ خفیہ حیلہ کے بغیر ایک کف بھر شراب دمشق لے جا سکے' اللہ تعالیٰ عادل کو جزائے خیر دے اور معظم نے جو کچھ کیا ہے اسے اس کی جزائے خیر نہ دے' اور معظم نے اس بارے میں یہ عذر کیا ہے' کہ اس نے یہ ناپسندیدہ فعل سپاہیوں کے لیے مال کی کمی اور فرنگیوں کے ساتھ جنگی اخراجات کی ضرورت کے لیے کیا ہے۔ اور یہ اس کی جہالت اور دینی کمی' اور معاملات کے نہ جاننے کی بات ہے۔ بلاشبہ یہ فعل دشمنوں کو ان پر غالب کرے گا' اور انہیں ان پر فتح دے گا اور بیماری کو ان پر قابو دے دے گا۔ اور سپاہیوں کو جنگ سے روک دے گا' اور وہ اس کے سبب پیٹھ پھیر جائیں گے۔ اور یہ وہ بات ہے جو گھروں کو برباد کر دیتی ہے' اور حکومتوں کو تبدیل کر دیتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ جب مجھے پہچاننے والا میری نافرمانی کرے گا تو میں اس پر اس شخص کو مسلط کر دوں گا جو مجھے نہیں پہچانتا۔ اور یہ بات کسی سمجھدار آدمی پر مخفی نہیں۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

قاضی شرف الدین:

ابوطالب عبداللہ بن زین القضاۃ عبدالرحمٰن بن سلطان بن یحییٰ اللخمی بغدادی نابینا' آپ علم الاوائل کی طرف منسوب ہوئے تھے۔ لیکن ظاہر یہ مذہب کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھے۔

ابن الساعی نے آپ کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ داؤدی المذہب تھے' اور ادب واعتقاد کی رو سے معری تھے۔ اس کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''میں جو تکلیف برداشت کر رہا ہوں' اس کی شکایت میں خدائے رحمان کے پاس کروں گا۔ اس روز وہ صبح کو تیز رفتار اونٹنیوں پر بھاگ گئے' میں نے تم سے پوچھا ہے کہ سواریوں کو کس نے باندھا ہے' اور تمہارا گذرنا فراق سے بھی زیادہ تلخ ہے۔ اور کیا دوری سے بھی کوئی بڑی ذلت ہے اور کیا ملاقات سے بڑھ کر بھی کوئی لذیذ عیش ہے''۔

عمادالدین ابوالقاسم:

عبداللہ بن الحسین بن الدامغانی الحنفی' بغداد کے قاضی القضاۃ تھے' آپ نے حدیث کا سماع کیا' اور امام ابوحنیفہ کے مذہب کے فقیہ تھے اور آپ تقریباً [1] ۱۴ سال بغداد میں قاضی رہے' آپ قابل تعریف سیرت' اور حساب وفرائض' اور ترکات کی تقسیم کے ماہر تھے۔

---

[1] مصری نسخے میں تقریباً سترہ سال ہے۔

ابوالیمن نجاح بن عبداللہ حبشی:

السودانی خلیفہ ناصر کا غلام اسے دارالخلافہ کا سلمان کہتے تھے اور یہ خلیفہ سے جدا نہیں ہوتا تھا۔ اور جب یہ فوت ہوا تو خلیفہ کو اس کا بہت غم ہوا اور اس کے جنازہ کا دن جمعہ کا دن تھا اور اس کی نعش کے آگے ایک سو گائے ایک ہزار بکری اور کھجوروں اور روٹیوں کے بوجھ تھے۔ اور خلیفہ نے تاج کے نیچے خود اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کی طرف سے دس ہزار دینار مزارات کو صدقہ دیا' اور اتنے ہی دینار حرمین کے مجاوروں کو دیئے' اور اپنے غلاموں کو آزاد کیا' اور اس کی طرف سے پانچ سو مجلدات وقف کیں۔

ابوالمظفر محمد بن علوان:

ابن مہاجر بن علی بن مہاجر موصلی' آپ نظامیہ میں فقیہ بنے' اور حدیث کا سماع کیا' پھر موصل کی طرف واپس آئے' اور وہاں اپنے زمانے کے لوگوں کے سردار بن گئے۔ اور بدرالدین لؤلؤ وغیرہ کے مدرسہ میں فتویٰ وتدریس میں آگے بڑھ گئے' اور آپ صالح اور دیندار شخص تھے۔

ابوالطیب رزق اللہ بن یحییٰ:

ابن رزق اللہ بن یحییٰ بن خلیفہ بن سلیمان بن رزق اللہ بن غانم بن غنائم التاخدری' محدث' جہاں گرد' مسافر' ثقہ' حافظ' ادیب شاعر' ابوالعباس احمد بن برتکش بن عبداللہ عمادی' آپ سنجار کے امراء میں سے تھے' اور آپ کا باپ ملک عمادالدین زنگی کے غلاموں میں سے تھا' اور یہ احمد دیندار' شاعر' بہت مالدار' اور بہت املاک کا مالک تھا۔ اور قطب الدین محمد بن عمادالدین زنگی نے اس کے اموال کی محافظت کی اور اسے قید خانے میں ڈال کر بھول گیا۔ اور یہ غم سے مر گیا' اس کے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں۔

''میں نے اسے الوداع کہا' تو اس کے آنسو جدائی کے خوف سے اس کے رخساروں پر مل رہے تھے۔ اور وہ کہہ رہی تھی کہ عمر کا زیادہ فائدہ بخش حصہ تو گذر چکا ہے' آہستگی اختیار کر' اور جو عمر باقی رہ گئی ہے اس میں نیک عمل کر لے''۔

۶۱۶ھ

اس سال شیخ محی الدین ابن الجوزی محتسب بغداد نے معظم کے حکم کے برعکس' ناپسندیدہ امور کے ازالہ کرنے اور لہو ولعب کے سامان کو توڑنے کا حکم دے دیا' اور اس نے یہ حکم اس سال کے آغاز میں دیا۔

چنگیز خاں کا ظہور اور تاتار کا دریائے جیحوں کو عبور کرنا:

اس سال تاتاریوں نے اپنے بادشاہ چنگیز خان کی صحبت میں اپنے ملک سے دریائے جیحون کو عبور کر لیا۔ اور یہ لوگ چین کے علاقے میں طمغاج کے پہاڑوں میں رہتے تھے اور ان کی زبان بقیہ تاتاریوں کی زبان سے مختلف تھی۔ اور یہ جنگ میں بڑے شجاع' اور بڑے صبر واستقلال والے تھے۔ اور دریائے جیحون میں ان کے دخول کا سبب یہ ہوا' کہ چنگیز خان نے اپنے تاجروں کو کثیر اموال کے ساتھ خوارزم شاہ کے علاقے کی طرف بھیجا' وہ اس کے پہناوے کے لیے کپڑوں کی پونجی بناتے تھے۔ اور اس کے نائب نے خوارزم شاہ کو خط لکھا' جس میں اس نے اسے ان اموال کے متعلق بتایا' جو ان کے پاس تھے' تو اس نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ انہیں قتل

کر دے اور جو کچھ ان کے پاس ہے اسے چھین لے۔ تو اس نے ایسے ہی کیا۔

اور جب چنگیز خان کو ان کی اطلاع ملی تو اس نے خوارزم شاہ کو دھمکی دی اور جو کچھ خوارزم شاہ نے کیا' وہ کوئی اچھا فعل نہ تھا۔ اور جب اس نے اسے دھمکی دی تو کسی نے خوارزم شاہ کو مشورہ دیا کہ وہ ان کے مقابلہ میں جائے۔ تو وہ ان کی طرف روانہ ہو گیا' اور وہ کشلی خان کے ساتھ جنگ میں معروف تھے' پس خوارزم نے ان کے اموال لوٹ لیے' اور ان کے بچوں کو قیدی بنالیا۔ اور وہ لٹ پٹ کر اس کے مقابلہ میں آئے' اور چار دن اس سے ایسی جنگ کی' جس کی مثال نہیں سنی گئی۔ وہ اپنے حریم کے بچاؤ کے لیے جنگ کرتے تھے۔ اور مسلمان اپنی جانوں کو بچانے کے لیے مصروف پیکار تھے۔ اور جانتے تھے کہ جب وہ حکمران بن گئے' تو وہ ان کی بیخ کنی کر دیں گے۔ پس فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے' حتیٰ کہ گھوڑے خون میں پھسلتے پھرتے تھے اور تقریباً بیس ہزار مسلمان قتل ہو گئے۔ اور تاتاریوں کے مقتولین کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ تھی' پھر فریقین نے ایک دوسرے کو روکا' اور دونوں اپنے اپنے علاقے کی طرف واپس آ گئے' اور خوارزم شاہ اور اس کے اصحاب نے بخارہ اور سمرقند کی پناہ لے لی' اور سمرقند کو مضبوط کیا۔

اور جن جانبازوں کو وہ وہاں چھوڑ گیا تھا' ان کی کثرت میں کوئی کوتاہی نہ چھوڑی' اور اپنے ملک کو لوٹ آیا تاکہ بہت سی افواج کو تیار کرے۔ اور تاتاریوں نے بخارا کا قصد کیا' جہاں بیس ہزار جانباز موجود تھے' چنگیز خان نے تین دن اس کا محاصرہ کیا تو بخارہ کے باشندوں نے اس سے امان طلب کی تو اس نے انہیں امان دے دی' اور اس میں داخل ہو گیا۔ اور مکر و فریب سے ان سے اچھا سلوک کیا' اور قلعہ اس کے لیے رکاوٹ بن گیا' تو اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس نے اہل شہر کو اس کی خندق بھرنے کو کہا۔ اور تاتاری منابر اور اونٹنیوں کے بچوں کو لا کر انہیں خندق بھرنے کے لیے اس میں پھینک دیتے۔ اور انہوں نے دس دنوں میں اسے بزور قوت فتح کر لیا۔ اور جو لوگ اس قلعہ میں موجود تھے' انہیں قتل کر دیا' پھر وہ شہر کی طرف واپس آیا' اور اس نے شہر کے تاجروں کے مال کو چھین لیا' اور اسے اپنے سپاہیوں کے لیے حلال کر دیا' اور انہوں نے شہر کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا' جن کی تعداد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' اور انہوں نے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنالیا۔ اور ان کے اہل کی موجودگی میں ان کے ساتھ فواحش کا ارتکاب کیا۔ اور کچھ لوگ تو اپنی بیویوں کا تحفظ کرتے ہوئے قتل ہو گئے۔ اور کچھ کو انہوں نے قیدی بنالیا' اور انہیں طرح طرح کے عذاب دیئے۔ اور شہر میں مردوں' عورتوں اور بچوں کی بہت آہ و بکا ہو گئی۔ پھر تاتاریوں نے بخارا کے گھروں' مدارس اور مساجد میں آگ پھینکی' اور وہ جل کر ویران ہو گیا' اور اپنی چھتوں سمیت منہدم ہو گیا۔ پھر وہ اسے چھوڑ کر سمرقند کو پلٹے' اور جو کچھ انہوں نے کیا' اسے ہم آئندہ سال میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور اس سال کے آغاز میں اس نے بیت المقدس کی فصیل گرادی' اور معظم نے اس خوف سے کہ کہیں فرنگی اس پر قابض نہ ہو جائیں' مشورہ کے بعد اس کے گرانے کا حکم دے دیا' بلاشبہ جب فرنگی اس پر قبضہ کر لیں گے' تو وہ اسے سارے شام پر قبضہ کرنے کا وسیلہ بنالیں گے۔ سو اس نے یکم محرم کو فصیل کو گرانا شروع کر دیا۔ اور وہاں کے باشندے فرنگیوں کے خوف سے کہ وہ رات اور دن کو ان پر حملہ کر دیں گے' ڈر کر بھاگ گئے' اور اپنے اموال اور اثاثے بھی چھوڑ گئے اور تمام شہروں میں بکھر گئے۔ یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ تیل کا ایک قنطار دس دراہم میں' اور تانبے کا رطل نصف درہم میں فروخت ہوا۔ اور لوگوں نے صخرہ کے پاس اور مسجد اقصیٰ میں

۔ اللہ کے حضور آہ و بکا کی' اور یہ بھی معظم کا ایک برا فعل تھا۔ علاوہ ازیں اس نے گذشتہ سال اعلانیہ فواحش کا ارتکاب کیا تھا' اور ایک شاعر نے معظم کی ہجو کرتے ہوئے کہا ہے۔

اس نے رجب میں شراب کو جائز کیا' اور محرم میں قدس کو ویران کیا۔ اور اس سال فرنگیوں نے دمیاط شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور امان کے ساتھ اس میں داخل ہو گئے' اور اس کے باشندوں کے ساتھ خیانت کی' اور اس کے مردوں کو قتل کر دیا' اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا۔ اور عورتوں کے ساتھ زنا کاری کی' اور جامع مسجد کے منبر' بچہ ہائے تتر' اور مقتولین کے سروں کو الجزائر کی طرف بھیج دیا اور جامع مسجد کو گرجا بنا دیا۔

اور اس سال معظم' قاضی زکی الدین بن الزکی سے ناراض ہو گیا' اور اس کا سبب یہ ہوا۔ کہ اس کی پھوپھی ست الشام بنت ایوب اپنے اس گھر میں' جسے اس نے اپنے بعد مدرسہ بنا دیا تھا' بیمار ہو گئی' اور اس نے قاضی کو پیغام بھیجا' کہ وہ اسے وصیت کرنا چاہتی ہے۔ وہ گواہوں کے ساتھ اس کے پاس گیا تو اس نے اس کے کہنے کے مطابق وصیت لکھی' معظم نے کہا' وہ میری پھوپھی کے پاس میری اجازت کے بغیر جاتا ہے۔ اور وہ اور گواہ اس کی گفتگو سنتے ہیں؟

اتفاق سے قاضی نے العزیزیہ کے خزانچی سے اس کا حساب مانگا اور اسے اپنے سامنے کوڑوں سے مارا۔ اور معظم اپنے باپ کے زمانے سے اس قاضی سے بغض رکھتا تھا۔ اس موقع پر معظم نے قاضی کی طرف ایک بقچہ بھیجا' جس میں قباء اور ٹوپی تھی۔ قباء سفید اور ٹوپی زرد تھی۔ اور بعض نے بیان کیا ہے کہ یہ دونوں سرخ اور میلے تھے۔ اور ایلچی نے سلطان کی طرف سے حلف اٹھایا کہ وہ ضرور ان دونوں کو پہن کر جھگڑنے والوں کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اور یہ اللہ کا خاص فضل ہوا کہ یہ پیغام اسے اس وقت ملا' جب وہ اپنے باب البرید والے گھر کی ڈیوڑھی میں تھا اور وہ فیصلے کے لیے کھڑا تھا۔ اور اس نے ان دونوں کے پہننے اور ان میں فیصلہ کرنے کے سوا کوئی چارا نہ پایا۔ پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہوا۔ اور اسے مرض الموت نے آ لیا' اور اس کی وفات آئندہ سال صفر میں ہوئی۔ اور شرف بن عنین الزرعی شاعر نے درویشی اور عبادت کا اظہار کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بھی اسی طرح جامع مسجد میں معتکف تھا' کہ معظم نے اس کے پاس شراب اور نرد بھیجی' تا کہ وہ ان سے شغل کرے تو ابن عنین نے اسے لکھا۔

''اے ملک معظم' آپ نے جو بدعت ایجاد کی ہے' وہ ہمیشہ قائم رہے گی' اور بادشاہ آپ کے طریق پر چلیں گے۔ اور قاضیوں کو خلعت اور درویشوں کو تمغے دیں گے''۔

یہ بھی اس کا قبیح ترین فعل ہے' اور ابن الزکی کے چار نائب تھے' شمس الدین بن الشیرازی امام مزار علی' آپ مزار پر کھڑکی میں فیصلے کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی سیاہ فرش کے سامنے برآمدے میں بھی آ جاتے تھے' شمس الدین ابن سنی الدولۃ' آپ الکلاسہ والی کھڑکی میں فیصلے کرتے تھے' جو الغزالیہ کے پاس صلاح الدین کی قبر کے سامنے ہے' کمال الدین مصری وکیل بیت المال' آپ مزار عثمان پر کمالی کھڑکی میں فیصلے کرتے تھے' شرف الدین موصلی حنفی' آپ جبرون میں مدرسہ طرخانیہ میں فیصلے کرتے تھے۔ واللہ اعلم

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ست الشام:

خاتون ست الشام بنت ایوب بن شادی دو مدرسوں البرانیہ اور الجوانیہ کو وقف کرنے والی' اور بادشاہوں کی بہن' اور ان کے بچوں کی پھوپھی' اور بادشاہوں کی ماں ہے۔ اس کے محارم ملوک میں سے ۳۵ بادشاہ تھے' جن میں اس کا سگا بھائی معظم توران شاہ بن ایوب شاہ یمن بھی تھا۔ اور وہ تین قبروں میں سے سامنے کی قبر میں اس کے پاس مدفون ہے۔ اور درمیان قبر میں اس کا خاوند' اور عمزاد ناصر الدین محمد بن اسد الدین شیرکوہ بن شادی شاہ حمص دفن ہے' اور اس نے اپنے بیٹے حسام الدین عمر بن لاچین کے بعد اس سے نکاح کیا تھا' اور اس کا بیٹا حسام الدین عمر تیسری قبر میں دفن ہے اور وہی درس کی جگہ کے نزدیک ہے۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قبرستان اور مدرسہ حسامیہ کی نسبت اس کے اسی بیٹے حسام الدین عمر بن لاچین کی طرف ہے۔ اور وہ اپنے ماموں صلاح الدین کے پاس اکابر علماء میں سے تھا۔ اور ست الشام بہت صدقہ کرنے والی' اور فقراء اور محتاجوں سے بہت حسن سلوک کرنے والی عورت تھی۔ اور وہ ہر سال اپنے گھر میں ہزاروں روپے کے سونے سے' مشروبات ادویات اور بوٹیاں وغیرہ تیار کر کے انہیں لوگوں میں تقسیم کر دیتی تھی' اور اس کی وفات اس سال ۱۶/ ذوالقعدہ جمعہ کے روز دن کے آخر میں اپنے اس گھر میں ہوئی' جسے اس نے مدرسہ بنا دیا ہے اور وہ شفا خانے کے پاس ہے۔ اور وہ شامیہ جوانیہ شفا خانہ ہے۔ اور اسے وہاں سے اٹھا کر شامیہ برانیہ میں اس کی قبر میں لایا گیا' اور اس کا جنازہ بڑا بھرپور تھا۔

ابوالبقاء مؤلف الاعراب واللباب:

عبداللہ بن الحسین بن عبداللہ' شیخ ابوالبقاء البکری نابینا نحوی حنبلی' اعراب القرآن العزیز اور نحو کی کتاب اللباب کا مؤلف ہے' آپ نے مقامات اور زمخشری کی المفصل اور متنبی کے دیوان پر حاشیے لکھے ہیں' اور حساب کے بارے میں بھی آپ کی ایک کتاب ہے۔ آپ صالح اور دیندار شخص تھے' آپ نے تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی ہے' آپ لغت کے امام تھے۔ فقیہ' مناظر اصلیین اور فقہ کے ماہر تھے۔

قاضی ابن خلکان نے آپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے مقامات کی شرح میں بیان کیا ہے کہ عنقائے مغرب' اصحاب الرس کے پاس ایک بلند پہاڑ پر آیا کرتا تھا اور بسا اوقات ان کے بچوں کو بھی اچک کر لے جاتا تھا۔ انہوں نے اپنے نبی حنظلہ بن صفوان کے پاس شکایت کی تو اس نے اس کے خلاف بددعا کی' تو وہ مر گیا۔

راوی بیان کرتا ہے' اس کا چہرہ انسان کے چہرے کی طرح تھا' اور اس میں ہر پرندے کی مثل پائی جاتی تھی۔ اور زمخشری نے اپنی کتاب ربیع الابرار میں بیان کیا ہے کہ عنقاء موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تھا' جس کے ہر جانب پر تھے۔ اور اس کا چہرہ انسان کے چہرے کی طرح تھا۔ اور دیگر حیوانات کی مثل بھی اس میں بہت کچھ پایا جاتا تھا۔ اور وہ خالد بن سنان عبسی کے زمانے تک رہا۔ جو

فترت کے زمانے میں ہوا ہے اس نے اس کے خلاف بددعا کی' تو وہ مرگیا۔ واللہ اعلم

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ المعز فاطمی کے پاس الصعید❶ سے ایک عجیب وغریب شخص کو پیش کیا گیا جسے فترت کے قریب کہا جاتا تھا' میں کہتا ہوں' خالد بن سنان اور حنظلہ بن صفوان دونوں زمانہ فترت میں ہوئے ہیں۔ حنظلہ ایک نیک آدمی تھے' مگر نبی نہیں تھے۔ اس لیے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ میں لوگوں سے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زیادہ نزدیک ہوں' اس لیے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ اور یہ حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حافظ عماد الدین ابو القاسم:

علی بن حافظ بہاؤ الدین ابی محمد قاسم بن حافظ کبیر ابو القاسم علی بن حسن ہبۃ اللہ ابن عساکر دمشقی' آپ نے کثیر سے سماع کیا اور سفر کیا۔ اور اس سال بغداد میں وفات پائی' اور آپ نے پنکھے کے بارے میں لطیف اشعار کہے ہیں۔

پنکھا ہر غم سے راحت دیتا ہے۔ اور تین ماہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ یعنی جون' جولائی اور اگست' اور ستمبر میں اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

ابن الداوی:

شاعر تھا' اور ابن الساعی نے اس کے اچھے اشعار کو بیان کیا ہے۔ اور ابو سعید بن الوزان الداوی' بغداد کا ایک معتبر شخص تھا۔ اس نے بخاری کو ابو الوقت سے سنا۔

اور ابو سعید محمد بن محمود بن عبد الرحمٰن اصلاً مروزی' اور پیدائش اور وفات کے لحاظ سے بغدادی ہے۔ یہ خوبصورت اور کامل اوصاف شخص تھا' اس کا خط بہت اچھا تھا۔ اور بہت سے علوم وفنون کو جانتا تھا' اور شافعی المذہب تھا۔ اور مسائل خلافیہ میں گفتگو کرتا تھا۔ اور خوش اخلاق آدمی تھا۔ اس کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''میں آسودہ حال' اور مشقت کرنے والے کے لیے رزق کی تقسیم کو عجیب خیال کرتا ہوں۔ مالدار احمق ہے۔ اور نادار احمق ہے۔ اور عقل قسمت کے بغیر ہے' اور اس کی ایک حد بھی ہے۔ تونگری اور فقر' جاہل اور عقلمند پر چھایا ہوا ہے۔ اور امور کا قبل و بعد اللہ ہی کے لیے ہے''۔

ابو زکریا یحییٰ بن قاسم:

ابن الفرج بن درع بن خضر شافعی' شیخ تاج الدین' کریت کا قاضی پھر آپ نے نظامیہ بغداد میں پڑھا' اور آپ بہت سے علوم میں ماہر تھے۔ تفسیر' فقہ' ادب' لغت اور نحو وغیرہ' اور ان سب علوم میں اس کی تصنیفات بھی موجود ہیں۔ اور آپ نے اپنی تاریخ کو بہت اچھا تالیف کیا ہے' اور آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''آدمی کے لیے تنگی و فراخی اور خوشی اور غم کا ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمت کے شکر کا خواہاں ہے اور

---

❶ مصر کے چند شہروں کا نام الصعید ہے۔ (مترجم)

مصائب میں صبر کا خواہاں ہے۔ دونوں حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہ وہ ظاہر و باطن میں تجھ سے راضی ہو جائے گا۔

زمانہ تنگی پر قائم رہتا ہے اور نہ ہی آسائش پر قائم رہتا ہے''۔

اسی طرح آپ کے یہ اشعار بھی ہیں:

''اگر محبت نے میرے خلاف یا میرے حق میں فیصلہ کیا ہے تو اس نے فیصلے میں میرے خلاف یا میرے حق میں ظلم نہیں کیا۔

اے جمال یوسف کے حامل! تیرے پاس میرے لیے کوئی حیلہ نہیں رہا۔ اگر یوسف علیہ السلام کی قمیص پیچھے سے پھٹی تھی' تو تیرے بارے میں دل آگے سے پھٹ گیا ہے''۔

صاحب الجواہر:

شیخ امام جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن نجم بن ساس بن نزار بن عشا کر بن عبداللہ بن محمد بن سلس الجذامی المالکی الفقیہ' مصنف کتاب الجواہر الثمینہ فی مذہب عالم المدنیہ' یہ کتاب فروع میں بہت فائدہ مند ہے۔ آپ نے اسے امام غزالی کی الوجیز کے طریق پر مرتب کیا ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس میں آپ کے علم وفضل کی وسعت پائی جاتی ہے۔ اور مصر میں مالکی جماعت اس کے حسن اور کثرت فوائد کے باعث اسی پر جھکی رہتی ہے' آپ مصر میں مدرس تھے۔ اور آپ نے دمیاط میں وفات پائی ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

۶۱۷ھ

اس سال چنگیز خان مسمی تموجین کی مصیبت عظیم اور ہمہ گیر ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ اس پر' اور اس کے ساتھی تاتاریوں پر لعنت کرے۔ اور ان کا معاملہ بڑھ گیا اور چین کے دور دراز علاقوں سے لے کر بلاد عراق اور اس کے اردگرد' حتیٰ کہ اربل اور اس کے مضافات تک ان کی خرابی نے شدت اختیار کر لی۔ اور انھوں نے اس ایک ہی سال میں عراق' جزیرہ' اور شام ومصر کے سوا' بقیہ ممالک پر قبضہ کر لیا۔ اور ان نواح میں جو اقوام خوارزمی' قنجان' الکرج اللان اور خزر وغیرہ آباد تھیں' ان سب کو مغلوب کر لیا۔ اور اس سال متعدد بڑے بڑے شہروں میں انہوں نے بے شمار مسلمانوں کو قتل کر دیا' مختصر یہ کہ وہ جس شہر میں بھی داخل ہوئے انہوں نے اس میں رہنے والے تمام جانبازوں' جوانوں اور بہت سی عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا' اور جس چیز کی انہیں ضرورت پڑی' اسے انہوں نے لوٹ کر تلف کر دیا۔ اور جس کی انہیں ضرورت نہ پڑی' اسے انہوں نے آگ لگا کر تباہ کر دیا' حتیٰ کہ وہ اس قدر ریشم اکٹھا کر لیتے تھے کہ اس کے اٹھانے سے عاجز آ جاتے تھے' اور اسے آگ لگا کر اس کا تماشہ دیکھتے تھے' اور گھروں کو برباد کر دیتے تھے۔ اور جس گھر کو برباد نہ کر سکتے' اسے آگ لگا دیتے' اور انہوں نے بہت سی مساجد اور جوامع کو نذر آتش کر دیا۔ اور وہ مسلمان قیدیوں کو پکڑ کر ان کے ذریعے جنگ کرتے اور محاصرہ کرتے۔ اور اگر وہ جنگ میں ان کی خیر خواہی نہ کرتے' تو انہیں قتل کر دیتے اور ابن اثیر نے اپنی کتاب الکامل میں' اس سال میں ان کے حالات کو بڑے خوب صورت انداز میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور اس عجیب وغریب مصیبت کی عظمت کے بیان میں بڑی پر ہیبت گفتگو کی ہے۔

آپ نے فرمایا ہے ہم کہتے ہیں۔ یہ فصل اس عظیم مصیبت اور بڑے حادثہ کے بیان پر مشتمل ہے جس نے زمانے کو اس کی مثل پیش کرنے سے عاجز کر دیا ہے۔ یہ مصیبت عام طور پر مخلوق کے لیے اور خاص طور پر مسلمانوں کے لیے آئی۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اس وقت سے لے کر آج تک دنیا اس قسم کی مصیبت سے دوچار نہیں ہوئی تو وہ سچا ہوگا بلاشبہ تاریخ نے اس کے قریب قریب اور اس سے لگا کھانے والا بھی کوئی واقعہ بیان نہیں کیا۔

اور مؤرخین جو سب سے بڑا واقعہ بیان کرتے ہیں وہ یہ کہ بخت نصر نے بنی اسرائیل کو قتل کیا تھا اور بیت المقدس کو برباد کیا تھا۔ مگر ان ملعونوں نے جن شہروں کو برباد کیا ان میں سے ہر شہر بیت المقدس کی نسبت کئی گنا بڑا تھا اور جتنے آدمیوں کو انھوں نے قتل کیا بنی اسرائیل کو ان سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ بلاشبہ جس ایک شہر کے باشندوں کو انہوں نے قتل کیا وہ بنی اسرائیل سے زیادہ تھے اور شاید لوگ یاجوج ماجوج کے حادثہ کے سوا دنیا کے ختم ہو جانے تک اس کی مانند کوئی حادثہ نہ دیکھیں گے۔ اور دجال اپنے پیروکاروں پر رحم کرے گا اور اپنے مخالفوں کو ہلاک کرے گا۔ اور انہوں نے کسی پر رحم نہیں کیا بلکہ مردوں عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا اور حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ دیئے۔ اور جو بچے رحم میں تھے انہیں بھی قتل کر دیا۔ اس حادثہ پر جس کے شرارے اڑے اور جس کا ضرر ہمہ گیر ہو گیا۔ اور وہ شہروں میں اس بادل کی مانند گیا جس کی ہوا پشت پناہی کر رہی ہو۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

یہ لوگ چین کی اطراف سے نکلے اور انہوں نے بلاد ترکستان مثلاً کاشغر اور بلاساغون کا قصد کیا۔ پھر وہاں سے ماوراء النہر کے علاقے مثلاً سمرقند اور بخارا وغیرہ میں آئے اور ان شہروں پر قبضہ کرنے لگے اور ان کے باشندوں کے ساتھ وہ سلوک کرنے لگے جسے ہم بیان کریں گے۔ پھر ان میں سے ایک طائفہ خراسان کی طرف آ گیا۔ اور وہ حکومت تخریب کاری قتل اور لوٹ مار کے لحاظ سے ان کا کام تمام کرنے لگے پھر وہاں سے وہ رَی ہمدان بلد الجبل اور اس کے شہروں سے عراق کی حد تک بڑھنے لگے۔ پھر وہ بلاد آذربائیجان اور آرانیہ کا قصد کرنے لگے اور ان کے اکثر باشندوں کو قتل کرنے لگے اور ان کی دستبرد سے کوئی شاذ ہی بچ کر نکلا اور یہ وہ بات ہے جس کی مثل نہیں سنی گئی پھر وہ دربند شروان کی طرف روانہ ہوئے اور اس کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور ان کی دستبرد سے صرف وہ قلعہ بچا جس میں ان کا بادشاہ تھا اور اس کے پاس سے وہ اللان اور اللکز اور اس خطے میں جو مختلف اقوام تھیں ان کے پاس آ گئے اور انہیں خوب لوٹا اور قتل کیا اور برباد کیا پھر وہ بلاد قفجان کی طرف گئے جو ترکوں سے زیادہ تعداد میں تھے۔ پس انہوں نے ہر اس شخص کو قتل کر دیا جو ان کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور دیگر لوگ جنگلات کی طرف بھاگ گئے اور انہوں نے انہیں اپنے شہروں کا بادشاہ بنا لیا۔ اور دوسرا طائفہ غزنی اور اس کے مضافات اور ان کے نزدیک جو ہندوستان کے شہر تھے اور سجستان اور کرمان چلا گیا۔ اور انہوں نے وہاں پر اسی قسم کے بلکہ ان سے بڑھ کر کام کیے۔ اور یہ وہ بات ہے جس کی مثل کانوں سے نہیں ٹکرائی۔ سکندر کے متعلق مؤرخین کا اتفاق ہے کہ اس نے دنیا پر غلبہ پایا ہے۔ مگر اس نے بھی ایک سال میں دنیا پر غلبہ نہیں پایا۔ بلکہ اس نے تقریباً دس سال میں دنیا پر غلبہ پایا ہے اور کسی کو قتل نہیں کیا بلکہ لوگوں کی اطاعت کو پسند کیا اور انہوں نے معمورۂ عالم کے اکثر حصے پر جو آبادی کے لحاظ سے بہترین اور زیادہ باشندوں والا اور بہتر اخلاق و سیرت والا تھا تقریباً ایک سال میں غلبہ پایا۔ اور جن شہروں میں یہ نہیں پہنچ

سکے' ان کے باشندوں میں سے ہر ایک ان سے خوفزدہ ہو کر اور ان کی آمد کے انتظار میں رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ طلوعِ آفتاب کے وقت اسے سجدہ کرتے تھے' اور کسی چیز کو حرام قرار نہیں دیتے تھے' اور جو حیوانات اور مردار انہیں ملتا' سب کھا جاتے' اللہ ان پر لعنت کرے۔

ابن اثیر بیان کرتے ہیں' ان کی حکومت عدم مانع کی وجہ سے استوار ہوئی' اس لیے کہ سلطان خوارزم شاہ محمد نے دیگر حکومتوں کے بادشاہوں کو قتل کر دیا تھا' اور خود امور کو سنبھال لیا تھا۔ اور جب گذشتہ سال اس نے ان سے شکست کھائی' اور ان کے مقابلے سے عاجز آ گیا' اور وہ اس کے تعاقب میں آئے تو یہ بھاگ گیا اور معلوم نہیں کہ کہاں چلا گیا' اور کسی سمندری جزیرہ میں ہلاک ہو گیا۔ شہر خالی ہو گئے۔ اور ان کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ رہا' تاکہ اللہ اس بات کا فیصلہ کرے جو ہو کر رہنے والی ہے' اور اللہ ہی کی طرف سب امور کو لوٹایا جائے گا۔ پھر آپ نے جو کچھ مختصر طور پر بیان کیا ہے' اس کی تفصیل بیان کی۔

آپ نے سب سے پہلے اس بات کو بیان کیا ہے جسے ہم نے گذشتہ سال میں بیان کیا ہے کہ چنگیز خان نے اپنے تاجروں کو اپنا مال دے کر بھیجا کہ وہ اس کی قیمت سے لباس اور پہناوے اس کے پاس لائیں۔ اور خوارزم شاہ نے ان اموال کو چھین لیا' تو چنگیز خان کو اس پر غصہ آیا' اور اس نے اسے دھمکی دی تو خوارزم شاہ خود اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آیا' اور اس نے تاتاریوں کو کشلی خان کے ساتھ مصروفِ پیکار دیکھا' تو یہ ان کی عورتوں' بچوں اور بوجھوں کو لوٹ کر لے گیا' اور وہ اپنے دشمن پر غالب آ کر واپس چلے گئے' اور ان کے غیظ و غضب میں اضافہ ہو گیا' پس انہوں نے' اس نے اور ابن چنگیز خان نے تین دن جنگ کی' اور فریقین میں سے بہت سے آدمی مارے گئے۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کو روکا۔ اور خوارزم شاہ اپنے ملک کی اطراف میں واپس آ گیا' اور اس نے انہیں مضبوط کیا۔ پھر وہ اپنے ہیڈ کوارٹر اور مملکت میں شہر خوارزم شاہ میں واپس چلا گیا۔ اور چنگیز نے آ کر بخارا کا محاصرہ کر لیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس نے اسے صلح سے فتح کر لیا' اور اس کے باشندوں سے خیانت کی' حتیٰ کہ اس نے بخارا کے قلعے کو بھی بزور قوت فتح کر لیا' اور سب کو قتل کر دیا۔ اور اموال کو حاصل کیا۔ اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا' اور گھروں اور محلات کو تباہ کیا۔ اور وہاں پر بیس ہزار جانباز موجود تھے' مگر کوئی چیز ان کے کام نہ آئی۔

پھر اس نے سمرقند جا کر اس سال کی یکم محرم کو اس کا محاصرہ کر لیا' جہاں پر پچاس ہزار فوجی جانباز موجود تھے' جنہیں عذاب دیا گیا اور ستر ہزار عوام ان کے مقابلہ میں نکل آئے اور وہ ایک ہی ساعت میں قتل ہو گئے' اور پچاس نے اس کی طرف ایک ہزار سیڑھی پھینکی' تو اس نے ان کے ہتھیار' اور جن چیزوں سے وہ اپنی حفاظت کرتے تھے' انہیں چھین لیا' اور اسی روز انہیں قتل کر دیا' اور اس نے شہر کو مباح کر دیا' اور اس نے سب کو قتل کر دیا۔ اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔ اور شہر کو نذرِ آتش کر کے' ویران کر کے چھوڑ دیا۔ انا لله و انا اليه راجعون.

اور اسی لعنتی نے وہاں اقامت اختیار کر لی' اور شہروں کی طرف فوجیں روانہ کیں۔ اور ایک فوج کو بلادِ خراسان کی طرف بھیجا۔ وہ اپنے آپ کو تارتار مغربہ کہتے تھے' اور دوسری فوج کو اس نے خوارزم شاہ کے پیچھے بھیجا' وہ بیس ہزار تھی' اور اسے کہا' خواہ وہ آسمان کے ساتھ بھی لٹکا ہوا' اسے تلاش کرو اور پکڑو' پس وہ اس کے پیچھے لگ گئے۔ اور انھوں نے اسے پا لیا' اور اس کے اور ان کے

درمیان دریائے جیحون حائل تھا' جس کے باعث وہ امن میں تھا۔ اور انہیں کشتیاں نہ ملیں تو انہوں نے اپنے لیے حوض بنائے' اور وہ ان پر ہتھیار رکھتے۔ اور ان میں سے ایک شخص اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیتا' اور اس کی دم پکڑ لیتا اور گھوڑا اسے پانی میں کھینچ لے جاتا۔ اور وہ اس حوض کو کھینچتا جس میں اس نے ہتھیار ہوتے' حتیٰ کہ وہ سب کے سب دوسری جانب پہنچ گئے۔ اور خوارزم شاہ کو اس وقت پتہ چلا' جب وہ اسے جا ملے سو وہ ان کے خوف سے نیشاپور کی طرف بھاگ گیا' پھر وہاں سے کسی اور شہر کو چلا گیا' اور وہ اس کے پیچھے پیچھے تھے' اور وہ اسے آدمی اکٹھا کرنے کی مہلت نہیں دیتے تھے۔

اور جب کبھی وہ کسی شہر میں آتا' کہ اپنی فوجوں کو جمع کرے' تو وہ اسے آ لیتے۔ اور وہ ان سے خوفزدہ ہو کر بھاگ جاتا۔ حتیٰ کہ وہ طبرستان کے سمندر پر سوار ہو کر اس کے جزیرہ کے ایک قلعے میں چلا گیا' اور وہیں مر گیا۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کے سمندر سوار ہونے کے بعد معلوم نہیں اس کے ساتھ کیا ہوا' بلکہ وہ چلا گیا۔ اور معلوم نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا' اور کس جگہ بھاگ گیا۔ اور تاتاریوں نے اس کے ذخائر پر قبضہ کر لیا۔ اور انہیں اس کے خزانے سے دس کروڑ دینار' اور الماس کے ایک ہزار بوجھ اور بیس ہزار گھوڑے اور خچر اور بہت سے غلام' لونڈیاں اور خیمے ملے۔ اور اس کے دس ہزار غلام تھے' ان میں سے ہر ایک بادشاہ کی مانند تھا۔ اور یہ سب منتشر ہو گئے اور خوارزم شاہ حنفی فقیہ اور فاضل شخص تھا' اور فنونِ علم میں اس کی مشارکات ہیں وہ اچھے فہم کا تھا اور اس نے وسیع علاقوں اور متعدد ممالک پر ۲۱ سال چند ماہ حکومت کی۔ اور اس کے بعد سلاجقہ میں سے اس سے بڑھ کر معزز اور عظیم بادشاہ کوئی نہیں ہوا۔ اس لیے کہ اس کی توجہ بادشاہت کی طرف تھی' لذات وشہوات کی طرف نہ تھی' اس لیے اس نے ان علاقوں کے بادشاہوں کو مغلوب کر لیا۔ اور اس نے الخطا پر زبردست جنگ مسلط کی' حتیٰ کہ بلادِ خراسان' ماوراء النہر' عراق العجم وغیرہ ممالک میں اس کے سوا کوئی بادشاہ نہ رہا۔ اور تمام شہر اس کے نائبین کے قبضے میں تھے پھر وہ مازندران اور اس کے مضبوط قلعوں کی طرف گئے' جبکہ مسلمانوں نے انہیں صرف سلیمان بن عبدالملک کے زمانے میں ۹۰ھ میں فتح کیا تھا۔ اور انھوں نے انہیں تھوڑی سی مدت میں فتح کر لیا۔ اور جو کچھ ان میں تھا اسے لوٹ لیا' اور ان کے سب باشندوں کو قتل کر دیا۔ اور عورتوں کو قیدی بنایا اور جلایا۔ پھر وہ وہاں سے ری کی طرف گئے' اور انہیں راستے میں خوارزم شاہ کی ماں بہت سے اموال کے ساتھ ملی' تو انہوں نے اس سے اموال کو چھین لیا۔ اور ان میں ایسے نفیس اور نادر جواہر تھے جن کی مثل کہیں دیکھی نہیں گئی۔ پھر انہوں نے ری کا قصد کیا اور لوگوں کی غفلت کے وقت اس میں داخل ہو گئے' اور انہیں قتل کر دیا اور قیدی بنا لیا۔ پھر وہ ہمدان گئے۔ اور زنجان تک اس پر قبضہ کر لیا اور لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا۔ پھر وہ قزوین گئے اور اسے لوٹ لیا۔ اور تقریباً اس کے چالیس ہزار باشندوں کو قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے بلادِ آذربائیجان کا قصد کیا تو اس کے بادشاہ ازبکر بن البہلوان نے شراب نوشی اور برائیوں کے ارتکاب اور شہوات میں انہماک کے باعث مال دینے کی شرط پر ان سے صلح کر لی' اور وہ مال ان کو پہنچا دیا پس وہ اسے چھوڑ کر موقان کی طرف چلے گئے' اور الکرج نے دس ہزار جانبازوں کے ساتھ ان سے جنگ کی۔ اور وہ ایک لحظہ کے لیے بھی ان کے سامنے ٹھہر نہ سکے۔ حتیٰ کہ الکرج کو شکست ہو گئی' اور وہ اپنے کیل کانٹے سمیت ان کے مقابلے میں آ گئے' اور تاتاریوں نے انہیں دوسری جنگ میں نہایت بری طرح شکست دی۔

اس جگہ ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ ان تاتاریوں کے لیے وہ واقعہ ہوا ہے جس کی مثل قدیم وجدید زمانے میں نہیں سنی گئی۔

ایک طائفہ حدود چین سے نکلتا ہے اور ان پر ایک سال بھی نہیں گزرتا کہ اس کا ایک حصہ اس جانب سے بلادِ آرمینیا کی حدود تک پہنچ جاتا ہے۔ اور ہمذان کی جانب سے عراق سے آگے گذر جاتا ہے۔ اور قسم بخدا مجھے کچھ شک نہیں کہ زمانہ دراز کے بعد جو لوگ ہمارے بعد آئیں گے اور اس واقعہ کو لکھا ہوا دیکھیں گے وہ اس کا انکار کریں گے اور اسے مستبعد قرار دیں گے۔ اور حق اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور جب وہ اسے مستبعد خیال کریں گے اور وہ دیکھیں گے کہ ہم سب نے اور ان سب لوگوں نے جنہوں نے ہمارے زمانے کی تاریخ لکھی ہے وہ سب اس واقعہ کو جانتے ہیں جس کی شہرت کی وجہ سے عالم و جاہل اس کے جاننے میں برابر ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو وہ آدمی میسر فرمائے جو ان کی محافظت کریں۔ بلاشبہ انہیں دشمنوں سے اور ان مسلمان بادشاہوں سے جن کی ہمت پیٹ اور فرج سے آگے نہیں بڑھی' بہت نقصان پہنچا ہے اور مسلمانوں کا بادشاہ خوارزم شاہ بھی نیست و نابود ہو چکا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' یہ سال ختم ہوا تو وہ بلاد الکرج میں تھے' اور جب انہوں نے ان کی رکاٹ اور جنگ کو دیکھا کہ وہ لمبی ہوتی جارہی ہے' تو انہوں نے دوسروں کی طرف رخ کر لیا۔ اور ان کا یہی دستور تھا' پس وہ تبریز چلے گئے۔ اور وہاں کے باشندوں نے مال پر ان کے ساتھ مصالحت کر لی' پھر وہ مراغہ کی طرف چلے گئے' اور اس کا محاصرہ کر لیا' اور اس پر مجانیق نصب کر دیں' اور مسلمان قیدیوں کو ڈھال بنا لیا اور شہر کی حکمران ایک عورت تھی۔ اور وہ لوگ کبھی اس کامیابی سے ہمکنار نہ ہوں گے جو اپنی حکومت عورت کے سپرد کر دیں گے۔ سو کچھ دنوں کے بعد انہوں نے شہر کو فتح کر لیا۔ اور اہل شہر میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا' جن کی تعداد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور انہوں نے ان سے بہت سی غنیمت حاصل کی اور اپنی عادت کے مطابق قیدی بھی بنائے۔ اللہ ان پر وہ لعنت کرے' جو انہیں جہنم میں داخل کر دے' اور لوگ ان سے بہت ڈرتے تھے' حتیٰ کہ ان کا ایک شخص اس شہر کے ایک کوچے میں داخل ہوا' اور وہاں ایک سو آدمی موجود تھا۔ ان میں سے کسی کو اس کی طرف بڑھنے کی سکت نہ ہوئی۔ اور وہ مسلسل یکے بعد دیگرے انہیں قتل کرتا رہا' حتیٰ کہ اس نے سب کو قتل کر دیا' اور ان میں سے کسی نے اس پر ہاتھ نہ اٹھایا' اور اس اکیلے نے ہی اس کوچے کو لوٹ لیا' اور ان کی ایک عورت مرد کے لباس میں ایک گھر میں داخل ہوئی' اور جو لوگ اس گھر میں موجود تھے' اس اکیلی نے ان سب کو قتل کر دیا' پھر ایک قیدی کو' جو اس کے ساتھ تھا' پتہ چلا کہ یہ تو عورت ہے' تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ اللہ اس پر لعنت کرے۔

پھر انہوں نے اربل شہر کا قصد کیا' جس سے مسلمانوں کا دل تنگ پڑ گیا' اور اس نواح کے باشندوں نے کہا' یہ سخت مصیبت ہے۔ اور خلیفہ نے اہل موصل اور حاکم جزیرہ ملک اشرف کو خط لکھا کہ میں نے ایک فوج تیار کی ہے' تم بھی تاتاریوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے ان کے ساتھ ہو جاؤ' تو اشرف نے معذرت کرتے ہوئے خلیفہ کو لکھا کہ وہ فرنگیوں کے مسلمانوں پر اچانک آ پڑنے اور دمیاط کے چھین لینے کے باعث دیار مصر میں اپنے بھائی کامل کی طرف متوجہ ہے اور اس کے چھین لینے کے باعث وہ پورے دیار مصر کو چھیننے کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ اور اس کا بھائی معظم اپنے دونوں بھائیوں کامل اور اشرف کے لیے مدد طلب کرتے ہوئے والی حران کے پاس آیا' تاکہ وہ دمیاط میں فرنگیوں کو روکیں۔ اور وہ دیار مصر کی طرف روانگی کے لیے تیار تھا' اور خلیفہ نے مظفر الدین شاہ اربل کو خط لکھا کہ خلیفہ جن دس ہزار جانبازوں کی فوج کو بھیج رہا ہے وہ اس کے ہراول میں ہو۔ مگر ان میں سے صرف آٹھ سو سوار اس کے پاس آئے' پھر وہ اکٹھے ہونے سے پہلے تتر بتر ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

لیکن اللہ تعالیٰ نے بچالیا' کہ اس نے تاتاریوں کے ارادے کو ہمذان کی طرف پھیر دیا' اور اہالیان ہمذان نے ان سے مصالحت کر لی' اور تاتاری ان کے ہاں رسالے کا رستہ چھوڑ گئے۔ پھر انہوں نے ان کے رسالے کے دستے کے قتل پر اتفاق کر لیا تو انہوں نے واپس آ کر ان کا محاصرہ کر لیا' حتیٰ کہ اسے بزور قوت فتح کر لیا' اور اس کے سب باشندوں کو قتل کر دیا۔ پھر وہ آذر بائیجان کی طرف گئے۔ اور اردبیل اور تبریز کو فتح کیا' پھر بلقان کی طرف گئے' اور اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا' اور اسے نذر آتش کر دیا' اور وہ عورتوں سے زنا کرتے تھے' پھر انہیں قتل کر دیتے تھے' اور ان کے پیٹ پھاڑ کر بچے نکال لیتے تھے' پھر وہ بلاد الکرج کی طرف واپس لوٹے اور الکرج ان کے لیے تیاری کر چکے تھے۔ پس انہوں نے ان کے ساتھ جنگ کی' تو انہوں نے انہیں بھی بری شکست دی۔ پھر انہوں نے بہت سے شہروں کو وہاں کے باشندوں کو قتل کرتے اور ان کی عورتوں کو قیدی بناتے ہوئے فتح کیا۔ اور وہ ان جوانوں کو بھی قیدی بناتے تھے جو قلعوں میں ان سے جنگ کرتے تھے' اور انہیں اپنے آگے بطور ڈھال استعمال کرتے تھے' اور ان کے ذریعے تیراندازی سے بچاؤ کرتے تھے' اور جو ان میں سے بچ جاتا' اسے جنگ کے ختم ہونے کے بعد قتل کر دیتے۔

پھر وہ اللان اور قبچاق کے شہروں کی طرف گئے' اور ان سے شدید جنگ کی' اور انہیں شکست دی۔ اور انہوں نے قبچاق کے سب سے بڑے شہر سوداق کا قصد کیا' اور اس میں برطاسی قندر اور سنجاب کے بہت سے کپڑے اور سامان وغیرہ تھے' اور قبچاق نے روسی شہروں کی پناہ لے لی اور وہ عیسائی تھے۔ انہوں نے تاتاریوں کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں ان سے اتفاق کیا۔ پس انہوں سے ان سے مڈبھیڑ کی۔ اور تاتاریوں سے انہیں نہایت بری شکست دی پھر وہ ۶۲۰ھ کی حدود میں بلغار کی طرف گئے۔ اور اس سب علاقے سے فارغ ہو کر اپنے بادشاہ چنگیز خان کے پاس لوٹ آئے۔ اللہ اس پر اور ان پر لعنت کرے۔

یہ سب کچھ تاتار مغربہ نے کیا۔ اور چنگیز خان نے اس سال ایک فوج کلانہ کی طرف اور دوسری فوج فرغانہ کی طرف بھیجی' اور انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اور اس نے ایک اور فوج کو خراسان کی طرف بھیجا اور انہوں نے بلخ کا محاصرہ کر لیا' اور بلخ کے باشندوں نے ان سے مصالحت کر لی' اور اسی طرح انہوں نے بہت سے دیگر شہروں سے مصالحت کی' حتیٰ کہ وہ طالقان تک پہنچ گئے اور اس کے قلعے نے انہیں درماندہ کر دیا' اور وہ بہت مضبوط تھا۔ پس انہوں نے چھ ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ حتیٰ کہ انہوں نے عاجز آ کر چنگیز خان کو خط لکھا' تو اس نے خود آ کر چار ماہ تک مزید اس کا محاصرہ جاری رکھا' حتیٰ کہ اس نے اسے بزور قوت فتح کر لیا۔ پھر اس نے ان تمام اشخاص کو' جو قلعہ اور شہر میں موجود تھے' مکمل طور پر سب خاص و عام کو قتل کر دیا۔

پھر انہوں نے چنگیز خان کے ساتھ مرو شہر کا قصد کیا۔ اور اس نے مرو سے باہر تقریباً دو لاکھ عرب اور دیگر جانبازوں کے ساتھ پڑاؤ کر لیا۔ اور انہوں نے اس کے ساتھ عظیم جنگ کی حتیٰ کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی' انا للہ وانا الیہ راجعون' پھر انہوں نے پانچ دن تک شہر کا محاصرہ کیے رکھا اور اس کے نائب کو دھوکے سے اتار لیا۔ پھر اس سے اور اہل شہر سے خیانت کی' اور انہیں قتل کر دیا' اور ان سے غنیمت حاصل کی' اور ان سے اموال چھین لیے' اور انہیں طرح طرح کے عذاب دیئے۔ حتیٰ کہ انہوں نے ایک دن میں سات لاکھ انسانوں کو قتل کیا۔ پھر وہ نیشاپور گئے اور اس میں بھی وہی کام کیا جو اہل مرو کے ساتھ کیا تھا۔ پھر طوس گئے اور حضرت علی بن موسیٰ رضا کے مزار کو تباہ و برباد کر دیا۔ اور خلیفہ رشید کی قبر کو بھی تباہ کر کے اسے ویران بنا کر چھوڑ دیا۔ پھر وہ غزنی گئے اور جلال الدین بن

خوارزم شاہ نے ان سے جنگ کی تو اس نے انہیں شکست دی۔ پھر یہ اپنے بادشاہ چنگیز خان کے پاس واپس آ گئے۔ اور چنگیز خان نے ایک اور فوج خوارزم شہر کی طرف بھیجی اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر کے بزور قوت شہر کو فتح کر لیا۔ اور جو آدمی اس میں موجود تھے انہیں بری طرح قتل کر دیا اور اسے لوٹ لیا اور اس کے باشندوں کو قیدی بنا لیا اور اس پل کو بہا دیا جو جیحون کے پانی کو شہر سے روکتا تھا۔ پس اس کے مکانات اور تمام باشندے غرق ہو گئے پھر چنگیز خان کے پاس واپس آئے اور وہ طالقان میں خیمہ زن تھا' اس نے ان میں سے ایک فوج کو غزنی کی طرف بھیج دیا۔ اور جلال الدین خوارزم شاہ نے ان سے جنگ کی۔ اور جلال الدین نے انہیں عظیم شکست دی۔ اور ان میں سے بہت سے مسلمان قیدیوں کو چھڑا لیا۔ پھر اس نے چنگیز خان کو چیلنج دیا کہ وہ خود اس سے جنگ کرنے کے لیے نکلے۔

چنگیز خان نے اس کا قصد کیا۔ اور دونوں آمنے سامنے ہوئے' اور جلال الدین کی کچھ فوج بکھر گئی اور لڑائی کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ اور انہوں نے تین دن ایسی جنگ کی کہ اس کی مثل نہیں دیکھی گئی۔

پھر جلال الدین کے اصحاب کمزور پڑ گئے۔ اور وہ جا کر بحر ہند میں سوار ہو گئے۔ اور تاتاری غزنی کی طرف چلے گئے۔ اور انہوں نے اسے کسی رکاوٹ اور تکلیف کے بغیر قبضہ میں کر لیا' یہ سب یا اکثر واقعات اس سال میں ہوئے۔

اور اسی طرح اس سال اشرف موسیٰ بن عادل نے اپنے بھائی شہاب الدین غازی الملک کے لیے خلاط' میافارقین' اور بلاد آرمینیا کو چھوڑ دیا' اور اس کے عوض الرہا اور سروج کو لے لیا' اس لیے کہ وہ اپنے بھائی کامل کی مدد کرنے' اور فرنگیوں پر اس کے فتح پانے کی وجہ سے ان نواح کی حفاظت سے غافل ہو چکا تھا۔ اور سال کے محرم میں بغداد میں ہوا چلی اور بجلی چمکی' سخت کڑکیں سنی گئیں۔ اور غربی جانب لعون اور معین کے نزدیکی مینار پر بجلی گری' اور اس نے اسے توڑ دیا۔ پھر اسے ٹھیک کر دیا۔ اور بجلی زمین میں دھنس گئی۔ اور اس سال جامع دمشق کے تیسرے غربی برآمدے میں لوگوں کی رکاوٹ کے بعد حنابلہ کے لیے محراب نصب کر دیا گیا۔ اور ایک امیر نے ان کے لیے محراب نصب کرنے میں ان کی مدد کی' اور وہ امیر رکن الدین معظمی تھا۔ اور شیخ موفق الدین بن قدامہ نے اس میں نماز پڑھائی۔

میں کہتا ہوں' پھر ۷۳۰ھ کی حدود میں یہ محراب اٹھا دیا گیا۔ اور اس کے عوض باب الزیارۃ کے پاس انہیں محراب دیا گیا' جیسا کہ احناف کو ان کے محراب کے عوض جو جامع کی غربی جانب تھا باب الزیارۃ کے مشرق میں ایک نیا محراب دیا گیا۔ جب اس دیوار کو ناظر الجوامع تقی الدین مراحل کے ہاتھوں المنکزیہ کے زمانے میں جس میں وہ محراب موجود تھا' از سر نو تعمیر کیا گیا۔ اس کا بیان اپنے موقع پر آئے گا۔

اور اس سال شاہ نجار نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ اور وہاں ملک اشرف بن عادل با اختیار بادشاہ بن گیا۔ اور اس سال امیر عماد الدین بن المشطوب نے ملک اشرف سے منافقت کی' حالانکہ اس نے اسے پناہ دی تھی' اور اسے اس کے بھائی کامل کی ایذاء سے بچایا تھا۔ جب اس نے فائز کی بیعت کرنی چاہی تھی۔ پھر اس نے بلاد الجزیرہ کے علاقے میں فساد کرنے کی کوشش کی۔ پس اشرف نے اسے قید کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ غم' ذلت اور عذاب کے باعث مر گیا۔ اور اس سال کامل نے ان فرنگیوں پر' جو دمیاط پر قابض تھے' سخت

حملہ کیا اور ان میں سے دس ہزار کو قتل کر دیا' اور ان سے ان کے اموال اور گھوڑے چھین لیے۔

اور اس سال معظم نے معتمد مفاخرالدین ابراہیم کو دمشق کی ولایت سے معزول کر دیا اور عزیز خلیل کو اس کا والی مقرر کر دیا۔ اور جب حاجی مکہ کو روانہ ہوئے تو ان کا امیر معتمد تھا اسے بہت بھلائی حاصل ہوئی' اس لیے کہ اس نے عبید مکہ کو حاجیوں کے لوٹنے سے روکا تھا کیونکہ انہوں نے قبل ازیں عراقی حاجیوں کے امیر اقباش الناصری کو قتل کر دیا تھا۔ اور وہ خلیفہ ناصر کے ہاں بڑے اور اخص امراء میں سے تھا' اس لیے کہ وہ امیر حسین بن ابی عزیز قتادہ بن ادریس' ابن مطاعن بن عبدالکریم علوی حسینی زیدی کو اس کے ساتھ معزول کرنے آیا تھا' تا کہ وہ اسے اس کے باپ کے بعد مکہ کی امارت دے دے۔ اور اس سال کے جمادی الاولیٰ میں اس کی وفات ہوگئی' اور اس بارے میں راجح نے جھگڑا کیا جو قتادہ کا سب سے بڑا لڑکا تھا' اور اس نے کہا میرے سوا مکہ کا کوئی امیر نہ بنے گا' اور فتنہ پیدا ہوگیا جس سے نوبت بایں جارسید کہ اقباش غلطی سے قتل ہوگیا۔ اور قتادہ حسینی زیدی اشراف کے اکابر میں سے تھا اور وہ عبید مکہ اور وہاں پر فساد کرنے والوں سے ناراضگی کے باعث عادل' منصف اور آسودہ تھا۔

پھر اس نے اس روش کے الٹ روش اختیار کر لی۔ اور ظلم کیا' اور نئے ٹیکس لگائے' اور کئی دفعہ حاجیوں کو لوٹا' تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے حسن کو اس پر مسلط کر دیا' اس نے اسے اور اس کے چچا' اور اس کے بھائی کو قتل کر دیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حسن کو بھی اسی طرح مہلت نہ دی بلکہ اس سے حکومت چھین لی' اور اسے بلاد میں دھتکار دیا۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ وہ قتل ہوگیا' جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ اور قتادہ رعب دار اور دراز قد شیخ تھا۔ اور وہ کسی خلیفہ اور بادشاہ سے نہ ڈرتا تھا۔ اور وہ سمجھتا تھا کہ وہ ہر ایک سے امارت کا زیادہ حقدار ہے۔ اور خلیفہ چاہتا تھا کہ اگر وہ اس کے پاس آئے تو وہ اس کی عزت کرے اور وہ اس بات سے سخت انکار کرتا تھا۔ اور وہ کبھی کسی کے پاس نہیں گیا' اور نہ اس نے کسی خلیفہ اور بادشاہ کے آگے عاجزی کی اور ایک دفعہ خلیفہ نے اسے بلاتے ہوئے خط لکھا تو اس نے اسے لکھا۔

اور میرا پنجہ شیر کا ہے' جس کی گرفت سے میں ذلیل کرتا ہوں۔ اور میں مخلوق کے درمیان اس سے خرید و فروخت کرتا ہوں۔ اور شاہان زمین اس کی پشت کو چومنے لگے ہیں۔ اور اس کے پیٹ میں قحط زدوں کے لیے موسم بہار ہے۔ کیا میں اسے چکی کے نیچے رکھوں۔ پھر میں اس سے خلاصی پاؤں تو میں بیوقوف ہوں گا۔ اور میں ہر خطے میں کستوری ہوں جو مہکتی ہے اور تمہارے پاس ضائع ہو جاتی ہے۔

اور وہ ستر سال کی عمر کو پہنچ چکا تھا' اور ابن اثیر نے اس کی وفات ۶۱۸ھ میں بیان کی ہے۔ واللہ اعلم

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ملک فائز:

غیاث الدین ابراہیم بن عادل' اگر کامل' جلد اس کا تدارک نہ کرتا' تو دیار مصر پر اس کے باپ کے بعد اس کی حکومت امیر عماد الدین بن المشطوب کے ہاتھوں منظم ہوگئی تھی۔ پھر اس سال اس کے بھائی نے اسے ان دونوں کے بھائی اشرف موسیٰ کے پاس بھیجا

اور اسے ترغیب دی کہ وہ فرنگیوں کے باعث جلد ان کے پاس آئے۔ اور وہ سنجاب اور موصل کے درمیان مر گیا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسے زہر دیا گیا۔ اور اسے سنجاب واپس کیا گیا اور وہیں وہ دفن ہوا۔

شیخ الشیوخ صدر الدین:

ابوالحسن محمد بن شیخ الشیوخ عماد الدین محمود بن حمویہ الجوینی' بنی ایوب کے ہاں یہ امارت کے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ اور صدر الدین فقیہ اور فاضل شخص تھا' آپ نے مصر میں امام شافعی کی قبر اور حضرت حسینؓ کے مزار پر درس دیا۔ اور سعید السعداء کی مشیخت اور اس کی نگرانی سنبھال لی اور ملوک کے ہاں آپ کو بڑی عزت حاصل تھی' کامل نے اسے خلیفہ کے پاس فرنگیوں کے خلاف مدد طلب کرنے کے لیے بھیجا' اور آپ نے موصل میں اسہال سے وفات پائی' اور وہیں آپ کو بید مجنوں کی کٹی ہوئی شاخ کے پاس ۷۳ سال کی عمر میں دفن کیا گیا۔

صاحب حماہ:

ملک منصور محمد بن عبدالملک مظفر تقی الدین عمر بن شہنشاہ بن ایوب آپ ایک فاضل شخص تھے' اور آپ کی تاریخ دس جلدوں میں ہے۔ اور آپ نے اس کا نام المضمار رکھا ہے' اور آپ شجاع اور شہسوار تھے' اور آپ کے بعد آپ کے بیٹے ناصر قلیج ارسلان نے حکومت سنبھالی۔ پھر کامل نے اسے اس سے معزول کر دیا' اور قید کر دیا' حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ اور آپ نے اپنے بھائی مظفر بن منصور کو امیر مقرر کیا۔

صاحب آمد:

ملک صالح ناصر الدین محمود بن محمد بن قرا ارسلان بن ارتق' آپ شجاع اور علماء کے محبّ تھے۔ اور اشرف موسیٰ بن عادل کے مصاحب تھے' آپ کئی بار اس کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اور آپ کے بعد آپ کا بیٹا مسعود بادشاہ بنا۔ اور وہ بخیل فاسق تھا۔ پس کامل نے اسے اس کے ساتھ پکڑ لیا اور اسے مصر میں قید کر دیا۔ پھر اسے رہا کر دیا' اور وہ اپنے اموال لے کر تاتاریوں کے پاس چلا گیا تو انھوں نے اس سے وہ اموال چھین لیے۔

شیخ عبداللہ الیونینی:

آپ کا لقب اسد الشام ہے' اور آپ بعلبک کی بستی یونین سے تعلق رکھتے ہیں' اور آپ کی ایک خانقاہ بھی تھی' جس کی زیارت کی جاتی تھی۔ اور آپ عبادت و ریاضت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے مشہور کبار صالحین میں سے تھے۔ اور زہد و ورع میں آپ بلند ہمت تھے۔ اس طرح آپ کوئی چیز جمع نہ کرتے تھے۔ اور نہ مال اور کپڑے کے مالک تھے' بلکہ عاریۃً کپڑے لے کر پہنتے تھے' اور گرمیوں میں ایک قمیص سے' اور سردیوں میں اس کے اوپر ایک کمبل سے تجاوز نہ کرتے تھے۔ اور آپ کے سر پر بکری کی کھال کی ٹوپی ہوتی تھی' جس کے بال باہر ہوتے تھے' اور آپ کسی غزوہ سے الگ نہیں رہتے تھے۔ اور آپ ۸۰ رطل کی کمان سے تیر اندازی کرتے تھے۔ اور بعض اوقات آپ جبل لبنان میں پناہ لیتے تھے۔ اور سردیوں میں العاسریا کے چشموں کے پاس ان کا پانی گرم ہونے کی وجہ سے پہاڑ کے دامن میں آ جاتے تھے' جو دمشق کے مشرق میں دومہ بستی کے نزدیک ہے۔ اور لوگ وہاں آپ کی

ملاقات کے لیے آتے تھے۔اور کبھی آپ دمشق آجاتے اور قادسیہ کے نزدیک قادسیون کے دامن میں اترتے تھے۔اور آپ صالح احوال ومکاشفات کے حامل تھے اور آپ کو اسد الشام کہا جاتا تھا۔

شیخ ابوالمظفر سبط ابن الجوزی نے قاضی جمال الدین یعقوب حاکم کرک البقاع سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک دفعہ شیخ عبداللہ کو سفید پل کے پاس وضو کرتے دیکھا کہ ایک نصرانی کا گذر ہوا' اور اس کے پاس ایک خچر کا بوجھ شراب تھی۔اور جانور نے پل کے پاس ٹھوکر کھائی اور بوجھ گر پڑا' اور اس نے شیخ کو دیکھا' اور وہ آپ کو پہچانتا نہ تھا اور آپ اس وقت وضو سے فارغ ہو چکے تھے' اس نے بوجھ اٹھانے کے لیے آپ سے مدد طلب کی تو شیخ نے مجھے بلا کر فرمایا' اے فقیہ آؤ' اور اس بوجھ کو اٹھا کر جانور پر رکھنے میں ہماری مدد کرو' اور نصرانی چلا گیا تو میں اس بات سے حیران ہوا' اور میں نے مدینہ جاتے ہوئے اس بوجھ کا پیچھا کیا۔اور وہ اس کے ساتھ عقبہ تک پہنچ گیا' اور وہاں اسے شراب فروش کے پاس لے گیا۔کیا دیکھتا ہے کہ وہ سرکہ ہے' شراب فروش نے اسے کہا' تو ہلاک ہو جائے یہ سرکہ ہے' نصرانی نے کہا میں جانتا ہوں کہ تو کہاں سے آیا ہے۔پھر جانور کو اس نے ایک سرائے میں باندھا اور صالحیہ کی طرف لوٹ آیا۔اور شیخ کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے اسے پہچان لیا اور وہ اس کے پاس آ کر اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ اور اس کے احوال وکرامات بہت زیادہ ہیں' اور آپ اپنے پاس آنے والے کسی شخص کے لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔اور فرماتے تھے' لوگ صرف رب العالمین کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور امجد جب آپ کے پاس آتا تو آپ کے سامنے بیٹھ جاتا' اور آپ اسے کہتے' اے امجد' تو نے ایسے ایسے کیا ہے۔اور آپ نے اسے جو حکم دینا ہوتا اسے حکم دیتے' اور جس سے منع کرنا ہوتا' اس سے منع کر دیتے۔اور آپ جو کچھ اسے کہتے' وہ اس پر عمل کرتا۔اور یہ سب کچھ اس کے صدق وزہد' تقویٰ اور طریق کے باعث تھا' اور آپ فتوحات کو قبول کر لیتے تھے' اور ان میں سے کل کے لیے کوئی چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے۔اور جب آپ کو سخت بھوک لگتی تو بادام کا ایک پتہ لے کر اسے رگڑتے اور منہ میں ڈالتے' اور اس کے اوپر ٹھنڈا پانی پی لیتے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے' کہ آپ بعض سالوں میں فضا میں حج کیا کرتے تھے' اور ایسا بہت سے درویشوں اور نیک بندوں کے لیے وقوع میں آیا ہے' مگر ہمارے اکابر علماء میں سے کسی ایک کی طرف سے' ہمیں ایسی بات نہیں پہنچی۔اور سب سے پہلے یہ بات حضرت حبیب عجمی کی طرف سے بیان کی گئی ہے۔آپ حضرت حسن بصریؒ کے اصحاب میں سے تھے۔پھر آپ کے بعد ہونے والے صالحین سے بھی یہ بات پہنچی ہے' اللہ ان سب پر رحم فرمائے۔

اور جب اس سال کے ۱۰ ذوالحجہ کو جمعہ کا دن آیا' تو عبداللہ الیونینی نے صبح کی نماز اور جمعہ کی نماز جامع بعلبک میں پڑھی۔ اور آپ اس دن نماز سے قبل حمام میں داخل ہوئے اور آپ تندرست تھے' اور جب آپ نماز سے واپس آئے' تو آپ نے شیخ داؤد مؤذن سے فرمایا' وہ مردوں کو غسل دیا کرتا تھا' دیکھئے' تم کل کیسے ہو گے۔پھر شیخ اپنے زاویہ میں چلے گئے۔اور یہ رات ذکر الٰہی کرتے' اور اپنے اصحاب کو' اور ان لوگوں کو جنہوں نے آپ سے ادنیٰ سی نیکی بھی کی تھی یاد کرتے اور ان کے لیے دعا کرتے گزاری' اور جب صبح کا وقت ہوا تو آپ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی' اور پھر ٹیک لگا کر ہاتھ میں تسبیح پکڑ کر ذکر الٰہی کرنے لگے' اور اسی حالت میں بیٹھے ہوئے فوت ہو گئے اور نیچے نہ گرے' اور نہ ہی آپ کے ہاتھ سے تسبیح گری۔

اور جب شاہ بعلبک ملک امجد کو اطلاع ملی تو اس نے آ کر آپ کو اسی حالت میں دیکھا اور کہنے لگا' اگر ہم آپ پر اسی طرح عمارت تعمیر کرتے تو لوگ اس سے ایک نشان دیکھتے' اسے کہا گیا کہ یہ بات سنت نہیں ہے تو وہ ایک طرف ہو گیا۔ اور آپ کو کفن دیا گیا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی' اور اسی بادام کے درخت تلے آپ کو دفن کیا گیا جس کے نیچے بیٹھ کر آپ ذکر الٰہی کرتے تھے' اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے' اور آپ کی قبر کو روشن کرے۔ اور آپ کی وفات ہفتہ کے روز ہوئی' اور آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔ اور شیخ محمد فقیہ الیونینی آپ کے تلامذہ میں شامل تھے' اور جس شخص کی پناہ میں وہ تھے' وہ بعلبک شہر کے ان مشائخ کا دادا ہے۔

ابوعبداللہ الحسین بن محمد بن ابی بکر:

المجلی الموصلی' آپ ابن الجہنی کے نام سے مشہور ہیں اور آپ ایک فاضل نوجوان تھے۔ آپ نے موصل کے لیڈر بدرالدین لولو کی انشاء کی کتابت سنبھالی' اور آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''میری جان اس پر فدا ہو جس کے بارے میں میں نے غور وفکر کیا ہے۔ اور میں حیرت کے سمندر میں ڈوب چلا تھا۔ وہ رات کو صبح پر' اور صبح کو چاند پر' اور چاند کو شاخ پر اور شاخ کو خیال پر' اور خیال کو ٹیلے پر ظاہر کرتا ہے''۔

۶۱۸ھ

اس سال تاتاریوں نے بہت سے شہروں کلادہ' ہمذان' اردبیل' تبریز اور کنجہ پر قبضہ کر لیا' اور ان کے باشندوں کو قتل کر دیا' اور جو کچھ ان میں موجود تھا اسے لوٹ لیا' اور ان کے بچوں کو قیدی بنا لیا۔ اور بغداد کے نزدیک آ گئے' جس سے خلیفہ گھبرا گیا۔ اور اس نے بغداد کو مضبوط کیا' اور فوجوں سے امداد لی۔ اور لوگوں نے نمازوں اور اوراد میں عاجزی اختیار کی' اور اس سال انہوں نے الکرج اور اللان کو مغلوب کر لیا۔ پھر انہوں نے قبجاق سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور اسی طرح روس کے ساتھ کیا۔ اور جو چیز ان کے ہاتھ لگی' انہوں نے لوٹ لی' پھر انہوں نے ان کے ساتھ جنگ کی' اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔ اور اس سال معظم اپنے بھائی اشرف کے پاس گیا' اور اپنے بھائی کامل کے لیے مہربانی کا طالب ہوا۔ اور اس کے دل میں اس کے متعلق رنج تھا' پس اس نے اس رنج کا ازالہ کر دیا' اور دونوں اکٹھے ہو کر ان فرنگیوں کے خلاف جنہوں نے دمیاط کی سرحد پر قبضہ کر کے وہاں پر ۶۱۴ھ میں اپنی حکومت مضبوط کر لی تھی۔ کامل کی معاونت کے لیے دیار مصر کی طرف گئے' اور بعض اوقات اس نے انہیں پیشکش کی کہ وہ بیت المقدس اور تمام وہ ساحلی علاقے جنہیں صلاح الدین نے فتح کیا ہے انہیں واپس کر دیتا ہے اور وہ دمیاط کو چھوڑ دیں' مگر انہوں نے اس بات سے انکار کیا اور ایسا نہ کیا' پس اللہ کے فیصلے کے مطابق انہیں خوراک کی تنگی ہو گئی۔ اور ان کے پاس غلے کی کشتیاں آئیں' تو بحری بیڑے نے انہیں پکڑ لیا۔ اور ہر جانب سے دمیاط کی اراضی میں پانی چھوڑ دیا' اور اس کے بعد انہیں اپنے بارے میں تصرف کرنے کی سکت نہ رہی' اور دوسری جانب سے مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ حتیٰ کہ وہ انہیں مجبور کر کے تنگ ترین جگہوں پر لے گئے۔ اس موقع پر انہوں نے بلا معاوضہ مصالحت کی طرف رجوع کیا اور ان کے پیشرو اس کے پاس آئے تو اس کے دونوں بھائی معظم عیسیٰ اور موسیٰ اشرف بھی اس کے پاس موجود تھے۔ اور وہ دونوں اس کے سامنے کھڑے تھے' اور وہ جمعہ کا دن تھا۔ پس کامل کی منشاء کے مطابق صلح طے ہو گئی۔ اللہ اس کے چہرے کو روشن کرے' اور فرنگی ملوک' اور تمام افواج اس کے سامنے کھڑی تھیں۔ اور اس نے ایک عظیم

دسترخوان پھیلا دیا' اور اس پر مومن' کافر' اور نیک اور بدجمع ہو گئے۔ اور راجع الحلی شاعر نے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے۔
مبارک ہو! بلاشبہ [illegible] نے ہمیشہ راست روی ہے اور اللہ نے فتح کا وعدہ پورا کر دیا ہے جس اللہ الامین نے [illegible] فتح [illegible]
دائمی عزت دی ہے' ترش روئی کے بعد زمانے کا چہرہ چمک اٹھا ہے' اور شرک کا چہرہ' تاریکی سے سیاہ ہو گیا ہے۔ اور جب عظیم سمندر نے اپنے سرکش اہل کے ساتھ سرکشی کی اور کشتیوں کو جھاگ دار کر دیا' تو اس نے اس دین کی مدد کے لیے ایک ایسے شخص کو کھڑا کر دیا جس کا عزم سوتی ہوئی تلوار کی طرح تھا۔ اور ان میں سے صرف مرنے والے کے خاک میں پڑے ہوئے عضو نے نجات پائی۔ یا اس کے عضو نے' جسے تو نے بیڑیوں میں دیکھا' اور کائنات کی زبان نے مشرق ومغرب میں اپنی آواز بلند کر کے اعلان کیا کہ اے عیسیٰ کے پرستارو! بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی جماعت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سبھی محمد ﷺ کی خدمت کرتے تھے۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس موقع پر شاعر نے معظم عیسیٰ' اشرف موسیٰ' اور کامل محمد کی طرف اشارہ کیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ ایک شاندار اتفاق ہے' اور یہ اس سال کی ۱۹/ رجب بدھ کے روز کا واقعہ ہے۔ اور فرنگی عکا وغیرہ کو واپس آ گئے۔ اور معظم شام کی طرف لوٹ گیا۔ اور اشرف اور کامل نے اپنے بھائی معظم سے صلح کر لی۔ اور اس سال ملک معظم نے کمال الدین مصری کو دمشق کا قاضی مقرر کیا جو دمشق میں بیت المال کا وکیل تھا' اور یہ ایک یگانہ فاضل تھا جو ہر جمعہ کو نماز سے قبل دستاویزات کے اندراج کے بعد' العادلیہ میں بیٹھا کرتا تھا۔ اور اس کے پاس تمام مراکز کے گواہ حاضر ہوتے تھے' حتیٰ کہ لوگوں کے لیے ایک ہی گھڑی میں ان کی درخواستوں کے اندراج کا کام آسان ہو جاتا تھا۔ جزاہ اللہ خیراً

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

یاقوت کاتب موصلی:

امین الدین جو طریقہ ابن البواب کے نام سے مشہور ہے' ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ اس کے زمانے میں اس کے پائے کا کوئی شخص نہ تھا' اور اسے بہت فضائل حاصل تھے' اور لوگ اس کی تعریف میں متفق ہیں' اور یہ بہت اچھا آدمی تھا اور نجیب الدین واسطی نے اس کے بارے میں ایک مدحیہ قصیدہ کہا ہے۔

وہ نادر علوم کا جامع ہے' اور اگر وہ نہ ہوتا تو فضائل کی ماں بچے گم کر دیتی' وہ صاحب قلم ہے جس کے لعاب سے شیر خوف کھاتے ہیں۔ اور فوجیں ذلیل ہو کر اس کے آگے جھکتی ہیں اور جب اس کے سفید دانت' سیاہی میں ہنستے ہیں تو نیزے اور تلواریں شرمندہ ہو جاتی ہیں' تو ماہ تمام اور کاتب ابن ہلال ہے۔ اور اپنے باپ کی طرح جو کام سنبھالتا ہے' اس پر فخر نہیں کرتا اگر وہ بہتر ہے تو تو فضیلت کے لحاظ سے اولیٰ ہے' اور تو نے سبقت کی اور نماز پڑھی ہے۔

جلال الدین حسن:

آپ اسماعیلیہ کے لیڈر' حسن بن صباح کی اولاد میں سے تھے' آپ نے اپنی قوم میں شعائر اسلام کو نمایاں کیا اور زواجر شرعیہ کے ساتھ حدود اور محرمات کی پاسبانی کی۔

شیخ صالح:

تاج الدین محمد بن خلف بن راجح تھے جو حنبلی زاہد عابد درویش تھے آپ جمعہ کے دن جامع مظفری میں منبر خطابت کے نیچے بیٹھ کر لوگوں کو حدیث سنایا کرتے تھے اور آپ نے کثرت سے حدیث کا سماع کیا اور سفر کیے۔ اور چالیس راتوں میں مقامات حریری کو حفظ کیا اور آپ فطرۃً دانشمند تھے۔

خطیب موفق الدین:

ابوعبداللہ عمر بن یوسف بن یحییٰ بن عمر کاملی مقدسی' خطیب بیت الابار آپ نے دمشق میں خطیب جمال الدین الدولعی کی اس وقت نیابت کی جب وہ ایلچیوں کے ساتھ خوارزم شاہ کے پاس گئے' حتیٰ کہ واپس آ گئے۔

محدث تقی الدین ابوطاہر:

اسماعیل بن عبداللہ بن عبدالمحسن بن الانماطی' آپ نے حدیث پڑھی' اور سفر کیے اور اسے لکھا۔ آپ کا خط نہایت عمدہ تھا۔ اور علوم حدیث میں آپ ماہر تھے' اور حدیث کے حافظ تھے۔ اور شیخ تقی الدین ابن الصلاح آپ کی تعریف کیا کرتے تھے' اور آپ کی کتب الکلاسہ میں مغربی گھر میں تھیں' جو ملک محسن بن صلاح الدین کی ملکیت تھا' پھر آپ نے اسے ابن النماطی سے لے کر شیخ عبدالصمد الدکائی کے سپرد کر دیا۔ اور اس کے بعد وہ آپ کے اصحاب کے پاس رہا۔ آپ کی وفات دمشق میں ہوئی' اور صوفیہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ اور جامع مسجد میں شیخ موفق الدین نے آپ کا جنازہ پڑھایا' اور باب النصر میں شیخ فخر الدین بن عساکر نے' اور قبرستان میں قاضی القضاۃ جمال الدین مصری رحمہ اللہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

ابوالغیث شعیب بن ابی طاہر بن کلیب:

ابن المقبل نابینا شافعی فقیہ' آپ نے بغداد میں وفات تک اقامت اختیار کیے رکھی۔ اور آپ کے فضائل اور رسائل بھی ہیں۔ اور آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''اگر تم لوگوں کے منتظم ہو' تو شرفاء کے جود وسخاوت کے ساتھ منتظم بنو۔ کمینے لوگوں کو ذلت کے ساتھ چلاؤ' وہ اس سے درست ہو جائیں گے۔ بلاشبہ ذلت' دین وحسب میں گرے ہوئے لوگوں کی اصلاح کرنے والی ہے''۔

ابوالعز شرف بن علی:

ابن ابی جعفر بن کامل الخالصی المقری نابینا شافعی فقیہ' آپ نے نظامیہ میں فقہ سیکھی' اور حدیث کا سماع کیا' اور اسے روایت کیا' اور حسن بن عمر وحلبی کے حوالے سے یہ اشعار سنائے۔

''تم میرے سامنے آ کھڑے ہوئے' حالانکہ گھر دور تھے۔ میرے تصور میں آیا کہ دل کو تم سے کوئی مطلب ہے' اور میرے دل نے باوجود ہمارے درمیان دوری ہونے کے تم سے سرگوشی کی۔ اور تم لفظاً وحشت محسوس کرنے لگے' اور معناً مانوس ہو گئے''۔

ابوسلیمان داؤد بن ابراہیم:

ابن مندار الجیلی آپ مدرسہ نظامیہ کے دہرائی کرانے والوں میں سے تھے۔اور آپ نے جو اشعار سنائے وہ یہ ہیں ۔

''اے جمع کرنے والے اپنی لگام کو روک بلاشبہ زمانے کی سواریاں ٹھوکر کھاتی اور کوتاہی کرتی ہیں اور جب زمانہ خیانت اور کوتاہی کرے گا تو تو عنقریب ندامت سے دانت پیسے گا۔ اور تیری گمراہی کے بعد تجھے صحیح نصیحت کرنے والا ملے گا لیکن وہ تجھے اس وقت ملے گا جب معاملہ پیٹھ پھیر چکا ہوگا''۔

ابوالمظفر عبدالودود بن محمود بن المبارک:

ابن علی بن المبارک بن حسن جو اصلاً واسطی' اور پیدائش اور گھر کے لحاظ سے بغدادی ہیں۔کمال الدین آپ کا والد المجید کے نام سے مشہور ہے' آپ نے اپنے باپ سے فقہ سیکھی' اور اسے علم کلام سنایا۔اور باب الازج کے پاس اس کے مدرسے میں درس دیا' اور خلیفہ ناصر نے آپ کو وکیل بنایا۔اور آپ نے دیانت وامانت میں شہرت پائی اور بڑے بڑے مناسب حاصل کیے اور کئی بار حج کیا۔اور آپ متواضع اور خوش اخلاق تھے' آپ نے کہا ہے ۔

''اور ۶۶ حج نہیں چھوڑے گئے ہمارا حج یہ ہے کہ ہم لہو ولعب کو سواری بنا کر سوار ہو جائیں''۔

اور آپ سنایا کرتے تھے ۔

''علم' ہر جھکنے والے کے پاس آتا ہے' اور ہر اکڑ باز کے پاس سے انکار کرتا ہے' اور وہ پانی کی طرح گڑھوں میں اترتا ہے اور ٹیلوں پر نہیں چڑھتا''۔

۶۱۹ھ

اس سال عادل کا تابوت' قلعہ سے عادلیہ کبیرہ میں منتقل کیا گیا۔اور سب سے پہلے جامع اموی میں قبۃ النسر کے نیچے آپ کا جنازہ پڑھا گیا' پھر آپ کو مذکورہ قبر میں لا کر دفن کر دیا گیا' اور ابھی تک مدرسہ مکمل نہیں ہوا تھا اور اس کی تعمیر اس سال میں مکمل ہوئی۔ اور قاضی جمال الدین مصری نے وہاں درس دیا' اور سلطان معظم بھی آپ کے پاس حاضر ہوا اور سامنے کی جگہ پر بیٹھ گیا۔اور اس کی بائیں جانب قاضی' اور دائیں جانب شیخ الحنفیہ صدر الدین الحصیری تھے' اور مجلس میں امام السلطان تقی الدین بن الصلاح بھی موجود تھے اور شیخ سیف الدین آمدی مدرس کی جانب تھے' اور آپ کے پہلو میں شمس الدین بن سنا الدولہ تھے' اور ان کے ساتھ فوج کے قاضی نجم خلیل تھے۔اور الحصیری سے نیچے شمس الدین بن الشیرازی تھے' اور ان سے نیچے محی الدین ترکی تھے اور اس میں بہت سے اعیان واکابر موجود تھے' اور ان میں فخر الدین بن عساکر بھی موجود تھے۔

اور اس سال ملک معظم نے صدر کشھنی محتسب دمشق کو' جلال الدین بن خوارزم شاہ کے پاس اپنے دونوں بھائیوں کامل اور اشرف کے خلاف مدد طلب کرنے کو بھیجا' کیونکہ دونوں نے اس کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی تھی' تو اس نے سمع واطاعت کرتے ہوئے اسے قبول کر لیا۔اور جب صدر مذکور واپس آیا تو اس نے مشیخۃ الشیوخ کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا اور اس سال شاہ یمن ملک مسعود بن اقسیس بن کامل نے حج کیا' اور حرم میں اس سے افعال ناقصہ کا ظہور ہوا' جیسے شراب نوشی کرنا اور قبہ زمزم کے اوپر سے

مسجد کے کبوتروں کو بندوق سے مارنا اور جب وہ دارالامارت میں سو جاتا تو طواف کرنے والوں کو سعی کی جگہ پر تلواروں کی نوکوں سے مارا جاتا کہ وہ شے نیند سے پریشان نہ کریں اللہ اسے ہلاک کرے۔

لیکن اس کے باوجود وہ بڑا بارعب اور محترم تھا۔ اور شہر اس سے مطمئن اور پرسکون تھا اور قریب تھا کہ وہ اپنے باپ کے جھنڈے کو خلیفہ کے جھنڈے سے بلند کر دیتا اور اس کے باعث بڑا فتنہ پیدا ہو جاتا' مگر وہ اپنی آمد سے لے کر دن کے آخری حصے میں بڑی کوشش کے بعد پہاڑ پر چڑھا۔ اور اس سال شام میں بڑی ٹڈی آئی جو کھیتوں' پھلوں اور درختوں کو کھا گئی۔ اور اس سال الکرج اور قبجاق کے درمیان بلاد قبجاق کے تنگ ہونے کے باعث بہت جنگ وقتال ہوا۔ اور اس سال ابو عبداللہ محمد بن فلان بغداد کے قاضی القضاۃ بنے اور دارالوزارۃ کے دروازے میں مؤید الدین محمد بن محمد القیمق نے اعیان واکابر کی موجودگی میں آپ کو خلعت پہنایا' اور ان کی موجودگی میں آپ کا حکمنامہ پڑھا گیا۔ ابن الساعی نے اسے انہی الفاظ سے بیان کیا ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عبدالقادر بن داؤد:

ابو محمد واسطی' شافعی فقیہ' جن کا لقب محبّ ہے۔ آپ ایک زمانہ تک نظامیہ میں باختیار رہے' اور وہیں مشغول رہے۔ اور آپ فاضل' دیندار اور نیک آدمی تھے' اور آپ نے جو اشعار سنائے' ان میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''دونوں فرقدان[1] اور چاند نے اپنی تکمیل کی شب کو اس کی بے خوابی کی گواہی دی ہے' وہ لمبی بیماری کا مریض ہے۔ اور جب تاریکی چھا جاتی ہے تو اس کے دل اور سینے میں سوزش عشق کی آگ شعلہ زن ہو جاتی ہے' اور اس کی آنکھوں کے آنسو اس کے رخسار پر سیلاب کی طرح رواں ہو جاتے ہیں۔ وہ آنسو اس کمزور کر دینے والے کے عشق میں بہتے ہیں۔ میں نے کسی عاشق کو ایسے نہیں دیکھا کہ اس کا جسم اس کی دوری سے کمزور ہو گیا ہو۔ کاش وہ محبوب جس نے اپنی آنکھوں کے سحر سے اسے کمزور کر دیا ہے' موت سے پہلے اس کی عیادت کرنے والوں میں شامل ہو جائے''۔

ابو طالب یحییٰ بن علی:

الیعقوبی' شافعی' فقیہ اور بغداد کے دہرائی کرنے والوں میں سے ایک آپ بڑے خوبرو اور خوبصورت سفید بالوں والے تھے۔ اور ایک وقف کے منتظم تھے' اور ایک فاضل کے متعلق آپ نے جو اشعار کہے ہیں' ان میں یہ اشعار بھی ہیں۔

''تہامہ اور جبال احد کا اٹھانا' اور سمندر کے پانی کو برتن سے لے جانا' اور چٹان کو ننگی پشت پر اٹھانا' ثقیل شخص کی ہم نشینی سے زیادہ آسان ہے''۔

---

[1] فرقدان: فرقد وہ ستارہ ہے جو قطب شمالی کے قریب ہے۔ اور لوگ اس سے راستہ معلوم کرتے ہیں۔ اور اس کی دوسری جانب ایک دوسرا ستارہ ہے جو اس سے کم روشن ہے ان دونوں کو فرقدان کہتے ہیں۔ (مترجم)

اسی طرح ایک کے بارے میں آپ نے کہا ہے۔

"جب کسی شخص کی عمر کے پچاس سال گزر جاتے ہیں تو وہ شہوتوں کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ اور رسوا کن کام اس سے دور بیٹھ کر کرتے ہیں تو تُو نے کام سے عہد و پیمان کیا ہے تو اسی طرح قائم رہ۔ اور جب شیطان سلام کرتے ہوئے اس کے چہرے کی چمک کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے تو ناکامیاب پر فدا ہو"۔

ایک دفعہ آپ سے مال کا مطالبہ کیا گیا تو آپ اس کی سکت نہ پا سکے' تو آپ نے کچھ افیون مصری استعمال کر لی' اور اسی روز مر گئے اور الوردیہ میں دفن ہوئے۔

قطب الدین عادل:

اس سال قطب الدین عادل نے الفیوم میں وفات پائی اور آپ کو اٹھا کر قاہرہ لایا گیا اور اسی سال مکہ میں حنابلہ کے امام نے وفات پائی۔

شیخ نصر بن ابی الفرج:

آپ ابن الحصری کے نام سے مشہور ہیں' آپ مدت تک مکہ کے پڑوس میں رہے اور سفر نہیں کیا۔ پھر موت آپ کو یمن لے آئی اور آپ نے اس سال وہیں وفات پائی اور آپ نے مشائخ کی ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا۔

اور اس سال کے ربیع الاوّل میں دمشق میں عبدالکریم بن نجم النیلی نے وفات پائی' آپ البصاء اور ناصح کے بھائی تھے۔ اور فقیہ اور مناظر اور محاکمات میں بڑے دیدہ ور تھے۔ اور آپ ہی نے وزیر کی مسجد کو شیخ علم الدین سخاوی کے ہاتھ سے نکالا تھا۔

۶۲۰ھ

اس سال اشرف موسیٰ بن عادل اپنے بھائی الکامل شاہ مصر کے پاس سے واپس آ گیا۔ اور اس کے بھائی معظم نے اس سے ملاقات کی' اور اسے معلوم ہو گیا کہ ان دونوں نے اس کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی ہے' اس نے دمشق میں رات گذاری' اور رات کے آخری حصے میں چلتا بنا' اور اس کے بھائی کو اس کا پتہ بھی نہ چلا۔ پس وہ اپنے ملک میں چلا گیا' اور اس نے اپنے بھائی شہاب غازی کو جسے اس نے خلاط اور میافارقین پر نائب مقرر کیا تھا' دیکھا کہ انہوں نے اس کے سر کو مضبوط کر دیا ہے۔ اور شاہ اربل معظم نے اس سے خط و کتابت کی ہے اور انہوں نے اسے اشرف کی مخالفت خوبصورت کر دکھائی' اور اشرف نے اسے اس کام سے باز رہنے کا خط لکھا' مگر اس نے اس کی بات قبول نہ کی۔ اور اس سے لڑنے کے لیے فوجیں جمع کیں۔ اور اس سال اقسیس الملک مسعود صاحب الیمن ابن الکامل' یمن سے مکہ روانہ ہوا۔ اور ابن قتادہ نے وادی مکہ میں صفا اور مروہ کے درمیان اس سے جنگ کی تو اقسیس نے اسے شکست دے کر بھگا دیا اور یمن کے ساتھ مکہ کا بااختیار بادشاہ بن گیا۔ اور قبیح امور کا دور دورہ ہو گیا اور اس کے باپ' چچا اور بھائی کا قاتل حسن بن قتادہ ان گھاٹیوں اور وادیوں میں ہکال دیا گیا۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

موفق الدین عبداللہ بن احمد:

اس سال شیخ امام موفق الدین عبداللہ بن احمد ابن محمد بن قدامہ بن مقدام بن نصر شیخ اسلام اور المفتی فی المذہب کے مصنف نے وفات پائی' ابو محمد المقدسی یگانہ عالم تھے۔ آپ کے زمانے میں بلکہ آپ سے پہلے زمانے میں بھی مدت تک آپ سے بڑا فقیہ نہیں تھا۔ آپ ۵۴۱ھ کے شعبان میں جماعیل میں پیدا ہوئے اور ۵۵۱ھ میں اپنے اہل کے ساتھ دمشق آئے' اور قرآن پڑھا' اور کثیر سے حدیث کا سماع کیا' اور دو دفعہ عراق کی طرف سفر کیا' ایک دفعہ ۵۶۱ھ میں اپنے عمزاد حافظ عبدالغنی کے ساتھ' اور دوسری دفعہ ۵۶۷ھ میں' اور ۵۷۳ھ میں حج کیا۔ اور بغداد میں امام احمد کے مذہب کے مطابق فقہ سیکھی اور ماہر ہو گئے اور فتوے دیئے اور مناظرے کیے اور زہد و عبادت' تقویٰ' تواضع' حسن اخلاق' سخاوت' حیا' نیک نیتی' کثرتِ تلاوت وصلوٰۃ وصیام' نیک سیرتی اور سلف صالح کی اتباع کے ساتھ ساتھ بہت سے فنون میں تبحر حاصل کیا۔ آپ کے احوال ومکاشفات بھی ہیں۔

امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ اگر دانشمند علماء اللہ کے ولی نہیں تو میں اللہ کے کسی ولی کو نہیں جانتا۔ آپ اور شیخ عماد' حنابلہ کے محراب میں لوگوں کی امامت کیا کرتے تھے۔ اور جب عماد فوت ہو گئے تو آپ نے اس کام کو سنبھال لیا۔ اور اگر آپ موجود نہ ہوتے تو ابوسلیمان بن حافظ عبدالرحمٰن بن حافظ عبدالغنی آپ کی طرف سے نماز پڑھا دیتے۔ اور آپ اپنے محراب کے قریب مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل پڑھا کرتے تھے۔ اور جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو درب الدولعی میں الرصیف میں اپنے گھر واپس چلے جاتے اور جو فقراء بھی میسر آتے' انہیں بھی اپنے ساتھ لے جاتے' تاکہ وہ آپ کے کھانے میں سے آپ کے ساتھ کھائیں۔ اور آپ کا اصل مقام قاسیون میں تھا' اور بعض راتوں میں آپ عشاء کے بعد جبل کی طرف لوٹ جاتے۔

ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص نے آپ کا عمامہ اچک لیا اور اس میں ایک کاغذ تھا جس میں ریت تھی' شیخ نے اسے کہا' کاغذ لے لو اور عمامہ پھینک دو' اس شخص نے خیال کیا کہ یہ نفقہ ہے' اس نے اسے لے لیا اور عمامہ پھینک دیا' یہ بات نازک وقت میں آپ کی تیز فہمی اور اچھا سہارا لینے پر دلالت کرتی ہے' اور آپ نے نرمی کے ساتھ اس کے ہاتھ سے اپنا عمامہ چھڑا لیا۔

آپ کی متعدد مشہور تصانیف ہیں' جن میں سے المغنی فی شرح مختصر الخرقی دس جلدوں میں ہے اور الشافی دو جلدوں میں ہے' اور المقنع حفظ کے لیے ہے۔ اور الروضۃ' اصول فقہ میں ہے۔ اور ان کے علاوہ بھی مفید تصانیف ہیں۔

آپ کی وفات اس سال عید الفطر کے روز ہوئی۔ اور آپ کی عمر ۸۰ سال تھی' اور یہ ہفتہ کا دن تھا۔ اور آپ کے جنازے میں بہت لوگ شامل ہوئے۔ اور آپ کو وہاں کے مشہور قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اور آپ کے لیے رؤیائے صالحہ دیکھے گئے' اور آپ کے بچے اور بچیاں بھی تھیں۔

اور جب آپ زندہ تھے تو وہ آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے۔ اور ان میں سے صرف آپ کے بیٹے عیسیٰ نے دولڑکے

پیچھے چھوڑے ہیں۔ پھر وہ دونوں لڑکے بھی مر گئے' اور آپ کی نسل منقطع ہوگئی۔

ابوالمظفر سبط ابن الجوزی نے بیان کیا ہے' کہ میں نے شیخ موفق کی تحریر سے یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

''اس شخص کے دروازے پر نہ بیٹھ جو تجھے اپنے گھر جانے سے روکتا ہے۔ اور تو کہتا ہے' کہ مجھے اس سے کچھ ضروریات ہیں۔ اگر میں نے اس کے گھر کا چکر نہ لگایا' تو وہ ان ضروریات کو روک دے گا۔ اسے چھوڑ دے اور ان کے رب کا قصد کر' وہ انہیں پورا کردے گا اور گھر کا مالک ناپسند کرتا رہے گا''۔

شیخ موفق الدین نے خود یہ اشعار سنائے۔

''کیا میں بالوں کی سفیدی کے بعد قبر کے سوا کوئی مسکن آباد کروں' اگر میں نے ایسا کیا تو میں احمق ہوں گا' میرا بڑھاپا مجھے خبر دے رہا ہے کہ میں عنقریب مرنے والا ہوں' اور وہ مجھے موت کا پیغام دے رہا ہے اور سچ کہہ رہا ہے' میری عمر روزانہ پھٹتی جارہی ہے' کیا پھٹنے والی عمر کو پیوند لگایا جاسکتا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ میرا جسم تختے پر پھیلا ہوا ہے' کچھ لوگ خاموش ہیں۔ اور کچھ سوزِ غم سے چیخ و پکار کررہے ہیں۔ اور جب ان سے میرے متعلق دریافت کیا جاتا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں اور چیخیں مارتے ہیں۔ اور ان کے آنسو رواں ہوتے ہیں اور کہتے ہیں' یہ موفق ہے' اور مجھے زمین کے تنگ گڑھے میں چھپا دیا جائے گا اور مجھے لحد میں رکھ کر اوپر سے پتھروں سے بند کردیا جائے گا۔ اور بڑا قابلِ اعتماد دوست بھی مجھ پر ہاتھوں سے مٹی ڈالے گا۔ اور مشفق بھی مجھے قبر کے سپرد کردے گا۔ اے میرے رب میری تنہائی میں میرا مونس بن جا' بلاشبہ تو نے جو کلام نازل کیا ہے میں اس کا مصدق ہوں اور مجھے اللہ کی طرف جانے سے کوئی نقصان نہیں دیا۔ اور میرے اہل میں سے کون زیادہ نیک سلوک اور نرمی کرنے والا ہے''۔

فخر الدین بن عساکر عبدالرحمٰن بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عساکر:

ابومنصور دمشقی' دمشق کا شیخ الشافعیہ' آپ کی ماں کا نام اسماء بنت محمد بن الحسن بن طاہر القدسیہ تھا۔ اور اس کا والد ابوالبرکات ابن المران کے نام سے مشہور تھا۔ اسی نے ۵۱۷ھ میں مسجد القدم کو از سرِ نو تعمیر کرایا تھا اور وہیں پر اس کی اور اس کی بیٹی کی قبر ہے' اور وہاں علماء کی ایک بہت بڑی جماعت دفن ہے۔ اور یہ قاضی محی الدین محمد بن علی بن الزکی کی والدہ آمنہ کی بہن ہے۔ شیخ فخر الدین صغر سنی ہی میں اپنے شیخ قطب الدین مسعود نیشاپوری سے علم حاصل کرنے میں مشغول ہوگئے' اور آپ نے ان کی بیٹی سے نکاح کرلیا اور الجاروجیہ میں ان کی جگہ پر درس دیا' اور وہیں پر آپ دو صحنوں میں سے ایک صحن میں رہتے تھے' جنہیں آپ نے بنایا تھا' اور وہیں آپ نے ایوان کے عربی حصے میں وفات پائی پھر آپ نے قدس شریف میں صلاحیہ ناصریہ کی تدریس کے فرائض سنبھال لیے' پھر عادل نے آپ کو التقویہ کی تدریس سپرد کردی اور آپ کے پاس سرکردہ فضلاء تھے' پھر آپ فراغت حاصل کرکے جامع مسجد کے پڑوس میں چھوٹے سے گھر میں' جو محراب صحابہؓ کے پہلو میں ہے' رہنے لگے' آپ اس میں عبادت' مطالعہ اور فتاویٰ کے لیے تنہا ہوجاتے' اور اور اطراف سے فتاویٰ آپ کے پاس آتے تھے' آپ بہت ذکر الٰہی کرنے والے اور نیک نیت شخص تھے' اور آپ ہر سوموار اور جمعرات کو اپنے چچا کی جگہ' عصر کے بعد حدیث سنانے کے لیے قبۃ النسر کے نیچے بیٹھا کرتے تھے اور آپ کو دلائل نبوت وغیرہ سنائے جاتے اور

آپ دارالحدیث نوریہ کی مشیخت میں بھی شامل ہوئے تھے اور جب ابن عروہ کا مزار شروع میں فتح ہوا تو وہاں بھی حاضر ہوا کرتے تھے اور ملک عادل نے اپنے قاضی ابن الزکی کے معزول کرنے کے بعد آپ کو بلایا اور دستر خوان پر آپ کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور آپ سے دمشق کا قاضی بننے کی درخواست کی' آپ نے فرمایا میں اللہ سے استخارہ کروں' پھر آپ نے اس سے انکار کر دیا تو سلطان کو آپ کا انکار کرنا ناگوار گزرا اور اس نے آپ کو ایذا دینے کا ارادہ کیا تو اسے کہا گیا اللہ کا شکر کر کہ اس جیسا شخص اس حکومت میں ہے اور جب عادل فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے معظم نے دوبارہ شراب نوشی شروع کر دی تو شیخ فخر الدین نے اسے ملامت کی تو اس کے دل میں آپ کے متعلق رنج رہا اور اس نے آپ سے التقویہ کی تدریس کا کام چھین لیا' اور آپ کے پاس الجاروخیۃ' دارالحدیث نوریہ اور ابن عروہ کے مزار کے سوا کچھ باقی نہ رہا' آپ کی وفات اس سال کی ۱۰؍رجب کو بدھ کے روز عصر کے بعد ۶۵ سال کی عمر میں ہوئی اور جامع مسجد میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور یہ جمعہ[1] کا دن تھا' اور آپ کے جنازہ کو اٹھا کر قبرستان صوفیاء میں لے جایا گیا اور اس کے آغاز ہی میں آپ کو اپنے شیخ قطب الدین مسعود بن عروہ کی قبر کے نزدیک دفن کیا گیا۔

سیف الدین محمد بن عروہ موصلی:

جامع اموی میں مزار ابن عروہ آپ ہی کی طرف منسوب ہے اس لیے کہ آپ نے سب سے پہلے اسے فتح کیا تھا اور یہ بڑے ذخائر سے بھرپور تھا' آپ نے اس میں تالاب بنایا اور اس میں درس حدیث کے لیے وقف کیا اور لائبریری بھی وقف کی' آپ قدس شریف میں مقیم تھے لیکن ملک معظم کے خاص اصحاب میں سے تھے' اور جب بیت المقدس کی فصیل منہدم ہو گئی تو آپ دمشق آ گئے اور یہیں فوت ہوئے اور آپ کی قبر عیدگاہ کے سامنے اتابک طغتکین کے گنبدوں کے پاس ہے۔

شیخ ابوالحسن روز بہاری:

آپ کو باب الفرادیس کے پاس اس جگہ میں دفن کیا گیا جو آپ کی طرف منسوب ہے۔

رئیس عزالدین مظفر بن اسعد:

ابن حمزہ التمیمی القلانسی' آپ دمشق کے ایک رئیس اور بڑے آدمی تھے اور آپ کا دادا ابویعلیٰ حمزہ تھا' اس کی ایک تاریخ ہے' جسے ابن عساکر نے کتاب کے آخر میں لکھا ہے اور عزالدین نے اس حدیث کو حافظ ابوالقاسم ابن عساکر وغیرہ سے سنا ہے اور آپ نے الکندی کی ہم نشینی کو لازم سمجھا اور اس سے فائدہ اٹھایا۔

خلیفہ کا حاجب امیر کبیر:

محمد بن سلیمان بن قتلمش بن ترکان شاہ بن منصور سمرقندی' آپ امراء کی اولاد میں سے تھے اور آپ العزیز الخلیفتی کے دیوان کے حاجب الحجاب بنے اور آپ بہت اچھا لکھتے تھے اور آپ کو بہت سے علوم میں اچھی معرفت حاصل تھی' جیسے ادب اور علوم ریاضی'

---

[1] اس کتاب میں کئی جگہ یہ بیان ہوا ہے کہ فلاں شخص فلاں دن فوت ہوا اور وہ جمعہ کا دن تھا' حالانکہ اس کا روز وفات جمعہ کا دن نہیں تھا' اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح جمعہ کے روز لوگ بکثرت نماز پڑھتے ہیں۔ اور بڑی مخلوق جمع ہوتی ہے' اسی طرح مرنے والے کے جنازے میں بڑی مخلوق جمع ہوئی' گویا وہ جمعہ کا دن تھا۔

آپ نے لمبا زمانہ عمر پائی اور آپ کو اچھے شعر نظم کرنے میں بہرہ وافر حاصل تھا۔

میں اس زندگی کی تکالیف سے اکتا گیا ہوں اور صبح و مسا میرا یہی حال ہوتا ہے اور لوگوں میں بچے کی طرح کم درست بات کرنے والا اور بہت بیہودہ باتیں کرنے والا تھا جب میں کسی مجلس میں ہوتا ہوں تو سو جاتا ہوں اور گانے کی آمد پر بیدار ہو جاتا ہوں اور بڑھاپے کی بیڑی نے میرے پاؤں کو کوتاہ کر دیا ہے اور تکلیف نے میری کلام کو لمبا کر دیا ہے۔ اور مجھے گھونسلے میں بچے کی طرح چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور میں نے اپنے حلم کو پیچھے چھوڑا ہے پس باقی رہنے والے فعل کی برائی کا آغاز کیسے ہوا۔

اور اسی طرح آپ کے یہ خوبصورت شعر بھی ہیں۔

''اے الٰہی! جو بہت عفو کرنے والا ہے میرے زمانہ شباب کے گناہوں کو جو میں پہلے کر چکا ہوں' معاف کر دے' اور میں نے گناہوں سے اپنا چہرہ سیاہ کر لیا ہے اور میں تیرے حضور مٹی میں ذلیل پڑا ہوں' اپنے عفو سے میرے چہرے کو روشن کر دے اور مجھ سے چشم پوشی کر اور میرے عذاب کو ہلکا کر''۔

اور جب آپ فوت ہو گئے تو نظامیہ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور شونیزیہ میں آپ کو دفن کیا گیا اور ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا تو اس نے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔

''میں نے اپنی بداعمالی اور ندامت کے باعث معاد کے خوف سے ملاقات سے کنارہ کشی کی اور جب میں اپنے رب کے پاس آیا تو اس نے حساب کے بارے میں مجھ سے معمولی جھگڑا کیا' عدل تو یہ تھا کہ میں جہنم میں جلتا' اس نے ازراہ نوازش مجھ پر مہربانی فرمائی اور اس نے زبانِ عفو سے مجھے آواز دی اے بندے تجھے سلامتی مبارک ہو''۔

ابو علی حسن بن ابی المحاسن:

زہرہ بن علی بن زہرہ علوی حسینی حلبی' آپ حلب میں اشراف کے نقیب تھے اور آپ کو ادب اور علم تاریخ وسیرت اور حدیث میں فضیلت حاصل تھی اور آپ قرآن مجید کے حافظ وضابط تھے' اور آپ کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''میں نے معشوق کو دیکھا ہے جدائی کے باعث آنکھیں اس سے اچٹ جاتی ہیں اور زمانے نے اس پر برا اثر ڈالا ہے اور زمانے نے حوادث کے ہاتھ کو اس سے پھیر لیا ہے اور وہ ذلیل ہو کر واپس آ گیا ہے اور اس نے عزت کو ذلت سے بدل لیا ہے' گویا اس نے اس کی حفاظت نہیں کی''۔

ابو علی یحییٰ بن المبارک:

ابن الجلاجلی' آپ تاجر کے بیٹے تھے آپ نے حدیث کا سماع کیا آپ خوبصورت تھے اور دار الخلافۃ میں رہتے تھے اور آپ کے پاس علم تھا اور آپ کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''تیرا بہترین بھائی وہ ہے جو تلخی میں حصہ دار ہو اور تلخی میں حصہ لینے والا کہاں ہے اگر تو اسے دیکھے تو وہ لوگوں میں تجھے خوش کرے اور اگر تو غائب ہو تو وہ کان اور آنکھ ہو' وہ عقیق کی مانند ہے' اگر اسے آگ چھوئے تو اسے جلا دے اور وہ خوبصورتی میں زیادہ ہو جائے' اور برا بھائی اگر تجھ سے غائب ہو گا تو تجھ سے دشمنی کرے گا اور اگر حاضر ہو گا تو بھی

مصیبت ہوگا' وہ امین اور صادق نہیں' اور اس کی آرزو ہے کہ دوست جھوٹ کا دلدادہ اور عاشق ہو جائے' اس سے ڈر اور اس پر افسوس نہ کر اس کا تاوان تیرے نقد' قرض ادا کرنے کی طرح ہے''۔

۶۲۱ھ

اس سال پہلے دو دستوں کے علاوہ چنگیز خان کی طرف سے ایک اور دستہ رَی کی طرف گیا اور وہ تھوڑا ہی آباد ہوا تھا اور انہوں نے اس کے اہل کو بھی اسی طرح قتل کر دیا' پھر وہ ساوہ کی طرف چلے گئے' پھر قم اور قاسان کی طرف گئے اور ان دونوں کو صرف اسی دفعہ مار پڑی اور انہوں نے اس کے ساتھ بھی پہلے کی طرح قتل کرنے اور قیدی بنانے کا وطیرہ اختیار کیا' پھر وہ ہمدان کی طرف گئے وہاں بھی انہوں نے اسی طرح قتل کرنے اور قیدی بنانے کا کام کیا' پھر وہ خوارزمیہ کے پیچھے آذربائیجان کی طرف گئے اور انہیں شکست دی اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور وہ ان کے خوف سے تبریز کی طرف بھاگ گئے' تو وہ انہیں آ ملے اور انہوں نے ابن البہلو ان کو لکھا' اگر تو ہم سے صلح کرنے والا ہے تو خوارزمیہ کو ہمارے پاس بھیج دے وگرنہ تو بھی ان کی مانند ہے' پس اس نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ان کے سروں کو بہت سے ہدایا وتحائف کے ساتھ ان کے پاس بھیج دیا' حالانکہ یہ دستہ تین ہزار جوانوں پر مشتمل تھا' اور خوارزمیہ اور البہلو ان کے اصحاب ان سے کئی گنا زیادہ تھے' لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو بزدل بنا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور اس سال غیاث الدین بن خوارزم شاہ نے بلاد فارس پر قبضہ کر لیا' حالانکہ اصفہان ہمدان کی مملکتیں بھی اس کے قبضے میں تھیں۔ اور اس سال ملک اشرف نے اپنے بھائی شہاب الدین غازی سے خلاط کا شہر واپس لے لیا اور اس نے اسے تمام بلاد آرمینیا' میا فارقین' جا ای اور جبل حور کے ساتھ اس کے سپرد کیا تھا اور اسے اپنے بعد ولی عہد مقرر کیا تھا' اور جب معظم نے اسے خط لکھ کر اس کی مخالفت کی تحسین کی اور اس کے دماغ کو خراب کر دیا تو اس نے جا کر خلاط میں اس کا محاصرہ کر لیا' اس نے شہر اس کے سپرد کیا اور اس کا بھائی قلعہ میں محفوظ ہو گیا اور جب رات ہوئی تو وہ اپنے بھائی کے پاس معذرت کرتے ہوئے آیا تو اس نے اس کے عذر کو قبول کیا اور اسے سزا نہ دی بلکہ اسے اکیلے میا فارقین پر قائم رکھا اور شاہ اربل اور معظم' شہاب غازی کے ساتھ اشرف کی مخالفت پر متفق تھے' سو کامل نے معظم کو دھمکی دیتے ہوئے لکھا کہ اگر اس نے اشرف کے خلاف مدد دی تو وہ اسے اور اس کے ملک کو قبضہ میں کرے گا' اور شاہ موصل بدر الدین لؤلؤ' اشرف کے ساتھ تھا' پس شاہ اربل نے جا کر اس کے سپاہیوں کی کمی کے باعث اس کا محاصرہ کر لیا' کیونکہ جس وقت اشرف نے خلاط سے جنگ کی تھی اس نے انہیں اشرف کے پاس بھیجا تھا اور جب امور کا انفصال ہو گیا' جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو شاہ اربل کو ندامت ہوئی اور معظم بھی دمشق میں اسی طرح شرمندہ ہوا۔

اور اس سال معظم نے اپنے بیٹے ناصر داؤد کو شاہ اربل کے پاس بھیجا کہ اسے اشرف کی مخالفت پر قوت دے اور صوفیا نے شمیا طیہ سے الملق کو' جلال الدین بن خوارزم شاہ کے پاس بھیجا کہ وہ اس کے بھائی اشرف کے خلاف اس سے متفق ہو جائے۔ جلال الدین نے اس سال آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا' اور اس کا دل مضبوط ہو گیا تھا۔ تو اس نے اس سے مدد اور عطیے کا وعدہ کیا۔

اور اس سال ملک مسعود اقسیس شاہ یمن اپنے باپ کامل کے پاس دیار مصر میں آیا اور اس کے پاس بہت سے ہدایا اور

تحائف تھے' جن میں دوسو خادم اور تین بڑے ہاتھی اور عود اور اگر کی لکڑی اور کستوری اور عنبر کے بوجھ تھے اور اس کا باپ الکامل اس کی ملاقات کو باہر نکلا اور اس کی ہیبت یہ تھی کہ وہ اپنے چچا معظم کے ہاتھ سے شام کو چھین لے۔

اور اس سال مصر میں دارالحدیث الکاملیہ کی عمارت مکمل ہوئی اور اس کی مشیخت کو حافظ ابوالخطاب ابن دحیہ کلبی نے سنبھالا اور وہ بہت سے فنون کا جامع تھا اور اس کے پاس فوائد اور عجائب تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابن علی القادسی نابینا حنبلی' تاریخ ابن الجوزی کے تتمہ کے مؤلف کا والد' یہ قادسی شیخ ابوالفرج ابن الجوزی کی مجلس میں ہمیشہ حاضر رہتا تھا' اور وہ آپ کی عزت کرتا تھا' کیونکہ وہ آپ سے عجیب وغریب باتیں سنتا تھا' اور کہتا تھا خدا کی قسم یہ خوبصورت ہے' ایک دفعہ شیخ نے اس سے دس دنانیر قرض مانگے تو اس نے آپ کو نہ دیئے اور وہ حاضر رہتا اور بات نہ کرتا' ایک دفع شیخ نے کہا یہ قادسی ہمیں کوئی چیز قرض نہیں دیتا اور نہ یہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم یہ ملیح ہے۔

اور ایک دفعہ قادسی کو المستقی کے گھر طلب کیا گیا کہ خلیفہ کو تراویح پڑھائے' اس سے دریافت کیا گیا اور خلیفہ سن رہا تھا کہ تیرا مذہب کیا ہے؟ اس نے کہا حنبلی' اس نے اسے کہا دارالخلافت میں نماز نہ پڑھانا تو حنبلی ہے' اس نے کہا میں حنبلی ہوں اور میں تمہیں نماز نہیں پڑھاؤں گا' خلیفہ نے کہا اسے چھوڑ دو ہمیں صرف یہی نماز پڑھائے گا۔

ابوالکرم مظفر بن المبارک:

ابنِ احمد بن محمد بغدادی' حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مزار کا شیخ' آپ نے بغداد کی غربی جانب کے احتساب کے فرائض سنبھالے اور آپ فاضل' دیندار اور شاعر تھے' اور آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''اپنے نفس کو صبر جمیل سے محفوظ کر اور اچھی خوبیوں کو حاصل کر ان کا ثواب ہمیشہ رہے گا' اور سلامتی کے ساتھ زندہ رہ اور تیری گفتگو مہذب ہو اور مشکل کام تیرے لیے آسان ہو جائیں گے' زمانہ ختم ہو جائے گا اور سب جانے والے ہیں' اس کی شیرینی کم اور عذاب جمع رہے گا' زمانہ صرف رات دن کے گزرنے کا نام ہے اور عمر اس کے لپٹنے اور جانے کا نام ہے اور مستقل مزاجی' مضبوط اخوت میں ہے اور تجھ میں خالص اور پاکیزہ بلندیاں پائی جاتی ہیں اور خواہشات کے خوابوں کو خیر باد کہہ عنقریب بری اور اچھی خواہشات ختم ہو جائیں گی''۔

محمد بن ابی الفرج بن برکتہ:

شیخ فخر الدین ابوالمعالی موصلی' آپ بغداد آئے اور نظامیہ میں مصروف ہو گئے' اور وہاں دہرائی کی اور آپ کو قرأت کی معرفت حاصل تھی' اور آپ نے مخارج الحروف کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے اور حدیث کو منسوب کیا ہے اور آپ کے لطیف اشعار بھی ہیں۔

ابوبکر بن حلبۃ الموازینی البغدادی:

آپ علم ہندسہ اور زرہ بنانے میں یکتا تھے اور عجیب و غریب چیزیں ایجاد کرتے تھے ان میں سے ایک عجیب بات یہ ہے کہ آپ نے خشخاش کے دانے میں سات سوراخ کیے اور ہر سوراخ میں ایک بال ڈالا اور حکومت کے ہاں بھی آپ کو رتبہ حاصل تھا

احمد بن جعفر بن احمد:

ابن محمد ابوالعباس الدیثی البیع الواسطی آپ ادیب اور فاضل شخص تھے اور آپ کی نظم و نثر بھی موجود ہے اور واقعات اور سیر کے جاننے والے ہیں اور آپ کے پاس بہت سی عمدہ کتب موجود تھیں' اور آپ نے ابوالعلا المعریٰ کے قصیدہ کی شرح تین جلدوں میں کی ہے اور ابن الساعی نے آپ کے اچھے اور فصیح اور کانوں کو شیریں اور لذیذ اور دل کو خوش کرنے والے اشعار بیان کیے ہیں۔

۶۲۲ھ

اس سال جب خوارزمی' جلال الدین بن خوارزم شاہ کے ساتھ تاتاریوں سے غزنی میں مغلوب ہو کر بلاد خوزستان اور عراق کے نواح میں آئے تو انہوں نے اس میں فساد پیدا کر دیا اور اس کے شہروں کا محاصرہ کر لیا اور اس کی بستیوں کو لوٹ لیا۔

اور اس سال جلال الدین بن خوارزم شاہ نے بلاد آذربائیجان اور بہت سے بلاد الکرج پر قبضہ کر لیا اور الکرج کے ستر ہزار جانبازوں کو شکست دی اور ان کے بیس ہزار جانبازوں کو قتل کر دیا اور اس کی حکومت مضبوط اور شان بلند ہو گئی' اور اس نے تفلیس کو بھی فتح کیا اور اس کے تیس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا' اور ابوشامہ کا خیال ہے کہ اس نے الکرج کے ستر ہزار آدمیوں کو میدانِ کارزار میں قتل کیا اور تفلیس کے پورے ایک لاکھ آدمیوں کو قتل کیا اور وہ اس جنگ میں بغداد جانے سے غافل ہو گیا' اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب اس نے دقوق کا محاصرہ کیا تو اس کے باشندوں نے اسے گالیاں دیں اور اس نے اسے بزور قوت فتح کیا اور اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کیا اور اس کی فصیل کو منہدم کر دیا' اور بغداد میں خلیفہ کے پاس جانے کا قصد کیا اس لیے کہ اس کے خیال میں وہ اپنے باپ پر حاکم بنا تھا' حتیٰ کہ وہ مر گیا اور تاتاریوں نے ملک پر قبضہ کر لیا اور اس نے معظم بن عادل کو خلیفہ سے جنگ کرنے کے لیے خط لکھا اور اسے اس کی ترغیب دی تو معظم نے اس سے انکار کیا اور جب خلیفہ کو پتہ چلا کہ جلال الدین بن خوارزم شاہ بغداد کا قصد کیے ہوئے ہے تو وہ اس سے گھبرا گیا اور اس نے بغداد کو مضبوط کیا اور فوجوں اور سپاہیوں سے کام لیا اور لوگوں میں ایک کروڑ دینار خرچ کیا' اور جلال الدین نے الکرج کی طرف فوج روانہ کی اور انہوں نے اسے لکھا کہ ہم سب کے ہلاک ہونے سے پہلے ہمیں آ ملنا اور بغداد قبضے سے نہیں جائے گا' پس یہ ان کی طرف روانہ ہو گیا' اور اس کے حال کو ہم بیان کر چکے ہیں۔

اور اس سال بارشوں کی کمی اور ٹڈی کے پھیل جانے کی وجہ سے عراق میں شدید گرانی ہو گئی پھر اس کے بعد عراق و شام میں بہت سے آدمی فنا کے گھاٹ اتر گئے۔ اور اس کے باعث شہروں میں بہت سے لوگ مر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خلیفہ ناصرلدین اللہ کی وفات اور اس کے بیٹے الظاہر کی خلافت:

جب اس سال کے ماہ رمضان کا آخری اتوار آیا تو خلیفہ ناصرلدین اللہ ابوالعباس احمد بن المستقی بامر اللہ ابوالمظفر یوسف بن المقتفی لامر اللہ' ابی عبداللہ محمد بن المستظہر باللہ ابی عبداللہ احمد بن المقتدی بامر اللہ ابی القاسم عبداللہ بن الذخیرۃ محمد بن القائم بامر اللہ

ابی جعفر عبداللہ بن القادر باللہ ابی العباس احمد بن الموفق ابی احمد بن محمد المتوکل ابی جعفر عبداللہ بن القادر باللہ ابی العباس احمد بن اسحاق بن المقتدر باللہ ابی الفضل جعفر بن المعتضد باللہ ابی العباس احمد بن الموفق ابی احمد بن محمد المتوکل علی اللہ جعفر بن المعتصم باللہ ابی اسحاق محمد بن ہارون الرشید بن المہدی محمد بن عبداللہ ابی جعفر المنصور بن محمد بن علی ابن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب الہاشمی العباسی امیر المومنین وفات پا گیا' اس کی پیدائش بغداد ۵۵۳ھ کو ہوئی' اور اس کے باپ کی وفات کے بعد ۵۷۵ھ میں اس کی بیعت خلافت ہوئی اور اس سال ۶۹ سال دو ماہ بیس دن کی عمر میں اس کی وفات ہوئی' اور اس کی مدت خلافت ایک ماہ کم ۴۷ سال تھی اور اس سے قبل عباسی خلفاء میں سے کسی نے اتنی طویل مدت خلافت نہیں کی اور مطلقاً کسی خلیفہ کی مدت المستنصر العبیدی سے زیادہ نہیں ہوئی' اس نے مصر میں ساٹھ سال حکومت کی اور میرے خیال میں اس کی لڑی میں چودہ خلیفے اور ولی عہد ہوئے اور باقی تمام عباسی خلفاء اس کے چچا یا چچا کے بیٹے تھے' اور اس کی بیماری لمبی ہوگئی اور جمہور کا خیال ہے کہ اسے عسر بول کی بیماری تھی اس کے باوجود اس کے لیے بغداد سے کئی مراحل پر سے پانی لایا جاتا تھا' تاکہ وہ زیادہ صاف ہو اور اس کی وجہ سے کئی دفعہ اس کے ذکر کو شق کیا گیا مگر اس احتیاط نے بھی اسے کوئی فائدہ نہ دیا' اور محی الدین ابن شیخ ابوالفرج ابن الجوزی نے اسے غسل دیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے دارالخلافہ میں دفن کیا گیا' پھر اس سال کی دو ذی الحجہ کو اسے الرصافہ کے قبرستان میں منتقل کیا گیا اور یہ جمعہ کا دن تھا' ابن الساعی نے بیان کیا ہے کہ اس کی سیرت متقدم الذکر واقعات میں بیان کی جا چکی ہے۔

اور ابن اثیر نے اپنی کتاب الکامل میں بیان کیا ہے کہ ناصرلدین اللہ تین سال بالکل بے حس وحرکت پڑا رہا اور اس کی ایک آنکھ بھی جاتی رہی اور دوسری سے اسے معمولی سا نظر آتا تھا' اور آخر میں اسے بیس دن پیچش رہی اور وہ مر گیا' اور کئی وزراء نے اس کی وزارت کی اور ان کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اور اس نے جو غلط رسوم ایجاد کی ہوئی تھیں اس نے انہیں اپنی بیماری کے ایام میں نہیں چھوڑا اور وہ بدسیرت اور رعیت کے بارے میں ظالمانہ ارادے رکھتا تھا' اور اس نے اپنے زمانے میں عراق کو ویران کر دیا اور اس کے باشندے شہروں میں پھیل گئے' اور اس نے ان کے اموال واملاک چھین لیے' اور وہ ایک کام کر کے اس کے الٹ کام بھی کرتا تھا' ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے رمضان میں افطار کا اور حجاج کی ضیافت کا پروگرام بنایا' پھر اسے چھوڑ دیا۔ اور اس نے ٹیکس ساقط کرائے پھر انہیں دوبارہ عائد کر دیا' اور اس کی پوری توجہ بندوق سے فائر کرنے اور محبوب پرندوں اور جوانمردانہ پائجاموں میں تھی۔

ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ اگر وہ بات جو عجمیوں نے اس کی طرف منسوب کی ہے' صحیح ہے تو اسی نے تاتاریوں کو ملک کا لالچ دیا تھا اور ان سے مراسلت کی تھی' اور یہی وہ بڑی مصیبت ہے جس کے مقابلے میں ہر عظیم گناہ حقیر ہو جاتا ہے' میں کہتا ہوں اس کے متعلق عجیب وغریب باتیں بیان کی گئی ہیں کہ وہ اپنے باپ آنے والے ایلچیوں سے کہتا تھا کہ تم نے فلاں جگہ فلاں فلاں کام کیا ہے اور فلاں جگہ فلاں کام کیا ہے' حتیٰ کہ بعض لوگوں بلکہ اکثر لوگوں نے خیال کیا ہے کہ اسے مکاشفہ ہوتا تھا' یا اسے کوئی جن اس کی خبر لا دیتا تھا۔ واللہ اعلم

الظاہر بن الناصر کی خلافت:

جب خلیفہ ناصرلدین اللہ فوت ہو گیا تو اس نے اپنے اس بیٹے ابونصر محمد کو ولی عہد مقرر کیا اور اسے الظاہر کا لقب دیا اور منابر پر اس کے خطبات دیئے گئے' پھر اس نے اسے معزول کر کے اس کے بھائی علی کو مقرر کر دیا' اور وہ اپنے باپ کی زندگی میں ہی ۶۱۲ھ میں

فوت ہو گیا اور اسے اس کی ولی عہدی کے اعادہ کی ضرورت پڑی۔ اور اس نے دوبارہ اس کا خطبہ دیا اور جب اس کی وفات ہوئی تو اس کی بیعت خلافت ہوئی اور اس وقت اس کی عمر ۵۲ سال تھی' اور بنوعباس میں سے اس سے زیادہ عمر رسیدہ شخص نے خلافت نہیں سنبھالی اور وہ عقلمند' باوقار' دیندار' انصاف پسند اور حسن سلوک کرنے والا تھا' اس نے بہت سی ناانصافیوں کو رد کیا اور اس کے باپ نے جو نئے ٹیکس لگائے تھے انہیں ساقط کر دیا اور اس نے لوگوں سے اچھی روش اختیار کی حتیٰ کہ یہاں تک کہا گیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بعد اس سے زیادہ انصاف پسند کوئی نہ تھا' کاش اس کی مدت لمبی ہوتی لیکن اس پر ایک سال بھی نہ گزرا بلکہ اس کی مدت نو ماہ تھی اس نے ان زمینوں سے جو بیکار ہو چکی تھیں گذشتہ ٹیکس ساقط کر دیئے' اور اہل ملک سے یعقوبا ٹیکس بھی معاف کر دیا۔ جو ستر ہزار دینار کا ٹیکس تھا' جو اس کے باپ نے ان پر عائد کیا تھا' اور جب وہ کوئی چیز لیتے تو مخزن کے باٹ سے لیتے جو ہر سو پر نصف دینار زائد ہوتا۔ اور جب کوئی چیز دیتے تو شہر کے باٹ سے دیتے' سو اس نے دفتر کو لکھا (ان کمی کرنے والوں پر ہلاکت ہے کہ جب وہ لوگوں سے ماپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ماپ یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں کیا انہیں خیال نہیں کہ انہیں ایک عظیم دن کو جب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے اٹھایا جائے گا) تو ایک کاتب نے اسے لکھا یا امیر المومنین اس سال کا گذشتہ سال سے ۳۵ ہزار کا تفاوت ہے تو اس نے اسے ملامت کا پیغام بھیجا اور کہا اس بات کو چھوڑ دو خواہ ساڑھے تین لاکھ کا تفاوت ہو اور اس نے قاضی کو حکم دیا کہ شرعی طریق سے جس کا حق ثابت ہوا ہے اس تک نظر ثانی کے بغیر پہنچایا جائے اور اس نے بچے ہوئے اموال پر غور و فکر کرنے کے لیے ایک نیک شخص کو مقرر کیا' اور شیخ علامہ عماد الدین نے ابوصالح نصر بن عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلی کو ۸ ذی الحجہ کو بدھ کے روز قضا کے لیے منتخب کیا اور آپ نیک مسلمانوں اور انصاف پسند قاضیوں میں سے تھے۔

اور جب اس نے آپ کو قاضی بننے کی پیشکش کی تو آپ نے اس شرط پر اسے قبول کیا کہ وہ ذوالارحام کو ورثہ دے گا۔ اس نے کہا ہر حقدار کو اس کا حق دو اور اللہ سے ڈرو اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرو اور اس کے باپ کا دستور تھا کہ ہر صبح کو گلیوں کے پہرے دار محلات میں ہونے والے اچھے برے اجتماعات کی رپورٹ اسے پہنچائیں' اور جب الظاہر خلیفہ بنا تو اس نے ان سب باتوں کو موقوف کر دیا اور کہنے لگا لوگوں کے حالات کی ٹوہ لگانے اور ان کی پردہ دری کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ اسے بتایا گیا کہ اگر اس نے یہ کام ترک کر دیا تو وہ رعیت کو بگاڑ دے گا اس نے کہا ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ وہ ان کی اصلاح کر دے اور جو لوگ دیوانی اموال میں قید تھے اس نے انہیں قید خانوں سے رہا کر دیا' اور اس سے قبل جو کچھ ناانصافی سے ان سے لیا گیا تھا' وہ انہیں واپس کر دیا اور اس نے قاضی کو دس ہزار دینار بھیجے کہ وہ ان سے قید خانوں کے ان قیدیوں کے قرض ادا کر دے جو ان کی ادائیگی کی سکت نہیں رکھتے۔ اور بقیہ ایک لاکھ کو اس نے علماء میں تقسیم کر دیا۔ اور بعض لوگوں نے ان تصرفات کے بارے میں اسے ملامت کی تو اس نے کہا میں نے عصر کے بعد دکان کھولی ہے مجھے اچھے کام کرنے کے لیے چھوڑ دو' میری زندگی کتنی مدت رہ گئی ہے؟ اور وہ مسلسل اسی روش پر قائم رہا' حتیٰ کہ آئندہ سال فوت ہو گیا' جیسا کہ ابھی بیان ہو گیا اور اس کے زمانے میں بھاؤ سستے ہو گئے حالانکہ اس سے قبل وہ بہت گراں تھے' حتیٰ کہ ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ بلاد جزیرہ اور موصل میں کتوں اور بلیوں کو کھایا گیا' پس یہ گرانی ختم ہو گئی' خلیفہ الظاہر خوش شکل' خوب رو' سرخ و سفید شیریں شمائل اور شدید القوی تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابوالحسن علی ملقب ملک افضل:

نور الدین ابن صلاح الدین بن یوسف بن ایوب' یہ اپنے باپ کا ولی عہد تھا اور اس نے اس کے دو سال بعد دمشق پر قبضہ کیا پھر اس کے چچا عادل نے اسے اس سے چھین لیا اور قریب تھا کہ یہ اپنے بھائی عزیز کے بعد دیار مصر پر قبضہ کر لیتا تو اس کے چچا عادل بن ابوبکر نے اسے اس سے چھین لیا' پھر اس نے صرخد کی حکومت پر اکتفاء کیا۔ تو اسے بھی اس کے چچا عادل نے اس سے چھین لیا' پھر نوبت بایں جارسید کہ اس نے اس سال وفات پائی اور یہ فاضل شاعر اور بہت اچھا کاتب تھا اور اسے حلب شہر میں لا کر اس کے باہر دفن کیا گیا۔ اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس نے خلیفہ ناصر لدین اللہ کو خط لکھ کر اس کے پاس اس کے چچا ابوبکر اور اس کے بھائی عثمان کی شکایت کی' اور ناصر شیعہ تھا' اس نے اسے مثال دیتے ہوئے لکھا۔

میرے دوست ابوبکر اور اس کے دوست عثمان نے تلوار کے ذریعے علی کا حق غصب کر لیا ہے' حالانکہ اسے اس کے والد نے ان دونوں پر حاکم بنایا تھا اور جب وہ حکمران بنا تو معاملہ ٹھیک ہو گیا اور ان دونوں نے اس کی مخالفت کی اور اس کی بیعت کو توڑ دیا اور معاملہ ان دونوں کا تھا' اور اس کے بارے میں واضح نص موجود تھی' پس تو اس نام کے نصیبے کو دیکھ کہ اس سے بعد میں آنے والوں کو بھی وہی تکلیف ملی جو پہلوں کو ملی تھی۔

امیر سیف الدین علی:

ابن الامیر علم الدین بن سلیمان بن جندر' یہ حلب کے اکابر علماء میں سے تھا اور بہت صدقات دیتا تھا اور اس نے حلب میں دو مدرسے وقف کیے' ایک شافعیہ کے لیے اور دوسرا حنفیہ کے لیے اور سرائیں اور پل بنائے اور دیگر نیک کاموں اور جنگوں میں مال خرچ کیا۔

شیخ علی کردی:

قریباً فاتر العقل اور باب الجابیہ سے باہر مقیم' ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس کے متعلق اختلاف کیا گیا' بعض دماشقہ کا خیال ہے کہ وہ صاحب کرامات تھا اور دوسروں نے اس بات کا انکار کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ کسی شخص نے اسے نماز پڑھتے' روزہ رکھتے اور جوتا پہنتے نہیں دیکھا۔ بلکہ وہ نجاستوں کو پامال کرتا تھا' اور اسی حالت میں مسجد میں داخل ہوتا تھا' اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ ایک جن اس کے تابع تھا اور وہ اس کی زبان سے گفتگو کرتا تھا السبط نے ایک عورت سے روایت کی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ لاذقیہ میں میری ماں کے وفات پانے کی خبر آئی کہ وہ مر گئی ہے اور بعض لوگوں نے مجھے کہا کہ وہ نہیں مری' وہ بیان کرتی ہے کہ میں شیخ علی کردی کے پاس سے گزری تو یہ قبرستان کے پاس بیٹھا تھا تو میں اس کے پاس کھڑی ہو گئی' اس نے اپنا سر اٹھا کر مجھے کہا وہ مر گئی ہے وہ تو کیا کر رہی ہے؟ تو جو اس نے کہا وہی ہوا۔

اور میرے دوست عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز صبح کو میں اٹھا تو میرے پاس کوئی چیز بھی نہ تھی میں اس کے پاس سے گزرا تو اس نے نصف درہم مجھے دیا اور کہنے لگا یہ روٹی اور تیرے لیے کافی ہے۔ اور اس نے بیان کیا کہ ایک روز یہ خطیب جمال الدین الدولعی کے پاس سے گزرا تو وہ کہنے لگا اے شیخ علی آج میں ... ہے اور انہوں نے مجھے کفایت کی ہے تو شیخ علی ... نے اسے کہا اور تو اس کے سوا اپنے لیے اور کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کچھ نہیں تو اس نے کہا اے مسلمانو! جو شخص اپنے آپ کو اس کمرے میں بند کر کے خشک ٹکڑے پر قناعت کرے اور اللہ نے اس پر جو حج فرض کیا ہے اسے ادا نہ کرے اس کا کیا حال ہوگا؟

الفخر ابن تیمیہ:

محمد بن ابی القاسم بن محمد شیخ فخر الدین ابوعبداللہ بن تیمیہ حرانی' آپ حران کے عالم خطیب اور واعظ تھے' آپ نے امام احمد کے مذہب سے اشتغال کیا اور اس میں مہارت حاصل کی اور شہرت پائی اور بہت سی جلدوں میں جامع تفسیر لکھی اور آپ کے خطبات مشہور ہیں' جو آپ کی طرف منسوب ہیں' جنہیں شیخ مجد الدین مؤلف المنتقی نے احکام میں بیان کیا ہے۔ ابوالمظفر ابن الجوزی نے بیان کیا ہے کہ میں نے جمعہ کے روز نماز کے بعد آپ کو لوگوں کو وعظ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھتے سنا۔

''ہمارے احباب نایاب ہو گئے ہیں اور میری آنکھیں نیند میں بند نہیں ہوتیں' یا ہم ملاقات کریں گے' دل شیفتہ سے نرمی کرو اور جلے ہوئے جسم کی بیماری پر رحم کرو' تم نے شبہائے ملاقات میں مجھ سے کس قدر ٹال مٹول کی' عمر گذر گئی ہے اور ہماری ملاقات نہیں ہوئی''۔

اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ آپ اپنے شیخ ابوالفرج ابن الجوزی کی وفات کے بعد زیارتِ بغداد کو آئے' اور وہاں آپ کے مقام وعظ پر وعظ کیا۔

وزیر بن شکر:

صفی الدین ابومحمد عبداللہ بن علی بن عبدالخالق بن شکر' آپ دیار مصر میں مصر اور اسکندریہ کے درمیان دمیرہ مقام پر ۵۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کو مصر میں اپنے مدرسہ کے پاس اپنے قبرستان میں دفن کیا گیا' اور آپ ملک عادل کے وزیر بنے اور اپنے زمانے میں کئی کام کیے' جن میں سے جامع دمشق کا فرش کروانا بھی ہے' اور آپ نے عیدگاہ کی چار دیواری بنوائی اور فوارہ اور اس کی مسجد بنوائی اور جامع المزۃ کی تعمیر کروائی اور ۶۱۵ھ میں آپ کو معزول کر کے ہٹا دیا گیا اور اس سال تک آپ معزول ہی رہے اور اسی سال میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ کی سیرت قابل تعریف تھی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ظالم تھے۔ واللہ اعلم

ابواسحاق ابراہیم بن المظفر:

ابن ابراہیم بن علی' جو ابن البندی اور بغدادی واعظ کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے اپنے شیخ ابوالفرج ابن الجوزی سے اس فن کو حاصل کیا اور کثیر سے حدیث کا سماع کیا اور زہد کے بارے میں آپ کے اشعار ہیں۔

''یہ دنیا مسرت کا گھر نہیں تو اس کے مکروفریب سے خوف کھا' جب نوجوان اس میں اپنے مال سے شادکام ہوتا ہے تو یہ

اسے جام موت پلا دیتی ہے اور اس کے بعد اس کے لیے دودھ پینا مقدر کر دیتی ہے اور جو کچھ اس کے دونوں ہاتھوں نے کمایا ہے وہ اس کے اسیر ہو جاتے ہیں اور جو مصیبت اسے آتی ہے وہ اس کا دفاع نہیں کر سکتا اور اگر وہ ہوتا تو ان سے پیچھے ہٹ جاتا [illegible] تک عمل کرنا چاہیے''۔

ابوالحسن علی بن الحسن:

رازی بغدادی' واعظ اس کے فضائل اور اچھے اشعار بھی ہیں اور زہد کے بارے میں اس کے اشعار ہیں۔

''اے نفس موت کے لیے تیاری کر اور نجات کے لیے کوشش کر اور دور اندیش مستعد بن۔ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ زندہ کے لیے ہمیشگی نہیں اور نہ موت سے کوئی چارہ ہے اور تو صرف عاریۃً لی ہوئی چیز ہے جو واپس کر دی جائے گی اور عاریۃً لی ہوئی چیزیں واپس لوٹائی جاتی ہیں۔ تو بھول جاتا ہے اور حوادث نہیں بھولتے' اور موتیں کوشش کرتی رہتی ہیں' موت کی کان میں بقا کی امید نہ رکھ۔ اور نہ وہاں تیرے لیے کوئی گھاٹ ہے' زمین میں کسی شخص کی حکومت اور حصہ کون سا ہے زمین میں اس کا حصہ لحد ہے' انسان زندگی کے ایام کی لذت کو کیسے پسند کرتا ہے جس کے سانس گنے ہوئے ہیں''۔

البھاسنجاری:

ابوالسعادات اسعد بن محمد بن موسیٰ' شافعی فقیہ' شاعر' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ فقیہ تھے اور مسائل خلافیہ میں گفتگو کرتے تھے مگر آپ پر شاعری کا غلبہ تھا' آپ نے اس میں کمال حاصل کیا اور اپنی نظموں کے باعث شہرت پائی اور اس سے بادشاہوں کی خدمت کی اور ان سے انعامات لیے اور شہروں میں گشت کی' اور دمشق کے قبرستان اشرفیہ میں آپ کا دیوان موجود ہے اور آپ کے شاندار اور لطیف اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''اور تیرے محبوب کے دل میں بے غم ہونے کی بات نہیں گذری اور محبت میں اس کے حال کو تو بہتر جانتی ہے اور چغل خور نے کب تیرے پاس شکایت کی ہے کہ وہ تیرے عشق کو فراموش کر دینے والا ہے' اپنے محبوب سے پوچھ وہ تو اس کے ملامت گروں میں شامل ہے' کیا مصیبت زدہ عاشق کے حال کا کوئی گواہ نہیں جو تجھے اس کے بارے میں سوال کرنے سے بے نیاز کر دے تو نے اس کی بیماری کو نیا لباس دیا ہے اور تو نے اس کے عشق کا پردہ چاک کیا ہے اور اس کے وصال کی رسی کو کاٹ دیا ہے''۔

اور یہ ایک طویل قصیدہ ہے جس میں اس نے قاضی کمال الدین شہرزوری کی مدح کی ہے اور اس کے یہ اشعار بھی ہیں۔

''میرے زمانے کا کیا کہنا جو میرا قصد کیے ہوئے ہے اور میرے اچھے اوقات کا کیا کہنا جن سے میں محروم ہوں' قریب ہے کہ وہ سرعت کے ساتھ گذرنے میں ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں''۔

آپ کی وفات ۹۰ سال کی عمر میں ہوئی۔

عثمان بن عیسیٰ:

ابن درباس بن قسر بن جہم بن عبدوس الھدبانی المارانی ضیاء الدین قاضی صدر الدین عبدالملک کا بھائی جو حکومت صلاحیہ میں

دیار مصر کا حاکم تھا' اور یہ ضیاء الدین ''المہذب'' کا کتاب الشہادات تک شارح ہے جو تقریباً بیس جلدوں میں ہے اور اصول فقہ میں شرح اللمع اور شیرازی کی التنبیہ کا شارح ہے اور یہ مذہب کا ماہر عالم تھا۔

ابو محمد عبداللہ بن احمد بن الرسوی:

ابو ارتجی ثم البغدادی' آپ فاضل شیخ تھے اور آپ کی روایت بھی ہے اور آپ نے جو اشعار سنائے ہیں ان میں یہ اشعار بھی ہیں۔

''عاجزی اور فروتنی میں عذر تنگ ہو گیا ہے اور ہم اپنی قسمت پر قناعت کرتے تو وہ ہمیں کافی ہوتی ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم بندوں کی پرستش کرتے ہیں جبکہ ہمارے فقر وغنا کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے''۔

ابوالفضل عبدالرحیم بن نصر اللہ:

ابن علی بن منصور بن الکیال الواسطی' فقہ اور قضاء کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے' آپ بغداد کے ایک معتبر شخص تھے آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''دنیا کے لیے ہلاکت ہو اس کی نعمتیں ہمیشہ نہیں رہتیں' وہ کچھ دیر خوش کرتی ہیں پھر برائیاں ظاہر کرتی ہے وہ نقاب میں تجھے خوش منظری اور خوبصورتی دکھائے گی اور بدصورتی سے نقاب اٹھا دے گی''۔

نیز اس نے کہا ہے۔

''اگر دو اطاعتوں کے بعد میری پلکوں نے تفتیش سے چشم پوشی کی ہے تو وہ میری پلکیں نہیں ہیں' اور اگر میں نے محبوبوں کے بعد اپنی پتلیوں سے حسن کو دیکھا ہے تو وہ میری پتلیاں نہیں ہیں' اگر میرے وطن نے میرے وطن پر احسان کیا ہے تو زمانہ اس کی لغزشوں کو معاف کر دے گا''۔

ابو علی الحسن بن علی:

ابن الحسن بن علی بن الحسن بن علی بن عمار بن فہر بن وقاح الیاسری' حضرت عمار بن یاسر کی نسبت سے یاسری کہلاتے ہیں' آپ بغداد کے فاضل شیخ تھے' اور تفسیر وفرائض میں آپ کی تصنیفات موجود ہیں' اور آپ کے خطبات' رسائل اور اچھے اشعار بھی ہیں' اور حکام کے نزدیک آپ کی شہادت مقبول تھی۔

ابوبکر محمد بن یوسیف بن الطباخ:

الواسطی' البغدادی الصوفی' آپ نے بغداد میں ایک امارت سنبھالی' اور آپ نے جو اشعار سنائے ان میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو' عقل وادب سے بڑھ کر اچھی چیز بخشش نہیں کی' یہ دونوں چیزیں جوان کا حسن وجمال ہیں اور اگر یہ دونوں کھو جائیں تو اس کے لیے زندگی کا کھو دینا زیادہ اچھا ہے''۔

ابن یونس شارح التنبیہ:

ابوالفضل احمد بن شیخ کمال الدین ابوالفتح موسیٰ بن یونس بن محمد بن منعۃ بن مالک بن محمد بن سعد بن سعید بن عاصم بن عابد

بن کعب بن قیس بن ابراہیم' آپ اصلاً اربلی ہیں' پھر موصل کے علمی اور امارتی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں' آپ نے علوم وفنون کو اپنے باپ سے حاصل کیا اور یگانہ روزگار بن گئے آپ [illegible] التنبیہ کی شرح کی اور [illegible] کی [illegible] اختصار کیا ایک چھوٹا اور ایک بڑا اور اسی سے آپ درس دیا کرتے تھے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اربل میں میرے والد کی وفات کے بعد ۶۱۰ھ میں ملک مظفر کے مدرسے کو سنبھالا اور میں چھوٹی عمر میں آپ کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا' میں نے آپ کی مانند کسی شخص کو درس دیتے نہیں دیکھا۔ پھر ۶۱۷ھ میں آپ اپنے شہر کو چلے گئے اور اس سال کی ۲۴/ ربیع الاول کو سوموار کے روز ۷۴ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

۶۲۳ھ

اس سال ملک جلال الدین بن خوارزم شاہ کی الکرج کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی اور اس نے انہیں عظیم شکست دی اور اس نے ان کے سب سے بڑے قلعہ تفلیس کا قصد کیا اور اسے بزور قوت فتح کرلیا اور اس میں جو کفار موجود تھے انہیں قتل کر دیا اور ان کے بچوں کو قیدی بنالیا اور وہاں جو مسلمان موجود تھے ان میں سے کسی کے ساتھ اس نے تعرض نہیں کیا اور اس کی حکومت قلعے پر قائم ہوگئی۔ اور الکرج نے اسے ۵۱۵ھ میں مسلمانوں سے چھین لیا اور اب تک انہیں کے قبضے میں تھا' حتیٰ کہ اس جلال الدین نے اس قلعے کو ان سے چھڑایا اور یہ ایک عظیم فتح تھی۔

اور اس سال یہ خلاط کی طرف گیا تا کہ اسے ملک اشرف کے نائب سے چھین لے' مگر یہ اس کو حاصل کرنے کی قوت نہ پاسکا اور اس کے باشندوں نے اس سے سخت جنگ کی اور اس نے اپنے کرمان کے نائب کی نافرمانی اور مخالفت کی وجہ سے انہیں چھوڑ دیا اور ان کی طرف روانہ ہوگیا۔

اور اس سال ملک اشرف نے اپنے بھائی معظم کے ساتھ صلح کی اور دمشق میں اس کے پاس گیا اور معظم' جلال الدین' شاہ اربل' شاہ ماردین اور شاہ روم کے ساتھ مل کر اس کے خلاف مدد دینے لگا اور اشرف کے ساتھ اس کا بھائی کامل اور شاہ موصل بدر الدین لولو تھے' پھر اس نے اپنے بھائی معظم کو اپنا پہلو مضبوط کرنے کے لیے مائل کرلیا۔ اور اس سال ابرنش انطاکیہ اور ارمن کے درمیان بڑی جنگ ہوئی اور ان کے درمیان بڑے ناگوار واقعات ہوئے۔ اور اس سال ملک جلال الدین نے' ترکمانِ ایوانیہ پر سخت حملہ کیا' وہ مسلمانوں کی رہزنی کیا کرتے تھے۔

اور اس سال محی الدین یوسف بن شیخ جمال الدین بن الجوزی بغداد سے ایلچیوں کے ساتھ ملک معظم کے پاس دمشق آیا اور اس کے پاس خلیفہ الظاہر بامراللہ کی جانب سے اولاد عادل کے لیے خلعت اور قیمتی چیزیں تھیں اور خط کا مضمون یہ تھا۔ کہ اس میں اسے جلال الدین بن خوارزم شاہ کی دوستی سے منع کیا تھا' بلاشبہ وہ باغی ہے اور اس نے خلیفہ کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کو بغداد سے چھین لینے کا عزم کیا ہوا ہے' سو اس نے اس کی بات مان لی اور قاضی محی الدین بن الجوزی دیار مصر میں ملک کامل کے پاس گیا اور شام ومصر کی طرف آپ کی یہ پہلی آمد تھی اور آپ کو بادشاہوں کی طرف سے بہت سے انعامات ملے' ان میں سے ایک یہ تھا کہ آپ نے دمشق میں نشابین مقام پر اپنا مدرسہ جوزیہ تعمیر کیا۔ اور اس سال ملک معظم کے سرکاری حکم کے مطابق شمس الدین محمد بن قزغلی سبط ابن

الجوزی نے دامن کوہ میں الشبلیہ کی تدریس کا کام سنبھالا اور پہلے روز ہی قضاۃ اور اعیان آپ کے پاس آئے۔

خلیفہ الظاہر کی وفات اور اس کے بیٹے المستنصر کی خلافت:

خلیفہ مرحوم کی وفات اس سال ۱۳ ررجب کو جمعہ کے دن چاشت کے وقت ہوئی اور لوگوں کو اس کی وفات کا علم نماز کے بعد ہوا' پس خطباء نے حسب دستور منابر پر اس کے لیے دعائیں کیں اور اس کی خلافت نو ماہ ۱۴ دن رہی اور اس کی عمر ۵۲ سال تھی اور وہ بنو عباس کا سب سے بڑا سخی اور سیرت وضمیر کے لحاظ سے بہتر شخص تھا اور بڑا دیالو اور خوش منظر تھا' اور اگر اس کا زمانہ لمبا ہوتا تو اس کے ہاتھوں امت کی بہت اصلاح ہو جاتی' لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاں اس کے قرب کو پسند کیا تو اس نے بھی اسے اختیار کر لیا' جو اس کے پاس تھا' اور اس نے اس پر بہت احسان کیا' اور اس نے اپنی امارت کے آغاز میں دیوانی اموال کے چھوڑنے اور ناانصافیوں کے دور کرنے اور ٹیکس کے ساقط کرنے اور لوگوں سے خراج کو کم کرنے اور جو شخص قرضوں کی ادائیگی سے عاجز ہیں' ان کے قرضے ادا کرنے اور علماء اور فقراء سے حسن سلوک کرنے اور امانت دار اور دیانت دار لوگوں کو امیر بنانے کے جو کام کیے ہیں ہم انہیں بیان کر چکے ہیں۔ اور اس نے والیان رعیت کو خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یاد رکھو ہمارا نرمی برتنا' ارادۃً یا بھول کر چھوڑ نا نہیں اور نہ ہمارا چشم پوشی کرنا' صبر سے برداشت کرنا ہے' بلکہ اس لیے ہے کہ ہم تمہیں آزمائیں کہ تم میں سے اچھا عمل کرنے والا کون ہے' تم نے گزشتہ ایام میں جو شہروں کو ویران کیا اور رعایا کو بھگایا اور شریعت کو برا قرار دیا اور باطل جلی کا حق خفی کی صورت میں اظہار کیا' یہ ایک حیلہ اور چال اور مکمل بیخ کنی اور اعراض کو حاصل کرنے کا نام تھا' جس کی فرصت تم نے' بہادر اور ہیبت ناک شیر کے پنجوں اور کچلیوں سے اچانک پالی' تم مختلف الفاظ سے ایک مفہوم پر متفق ہو حالانکہ تم اس کے ثقہ اور امین آدمی ہو' تم اس کی رائے کو اپنی خواہشات کی طرف مائل کرتے ہو اور اپنے باطل کو اس کے حق کے ساتھ ملا دیتے ہو' وہ تمہاری اطاعت کرتا ہے۔ حالانکہ تم اس کے نافرمان ہوتے ہو' وہ تم سے موافقت کرتا ہے اور تم اس کی مخالفت کرتے ہو' اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے خوف کو امن سے اور تمہارے فقر کو تونگری سے اور تمہارے باطل کو حق سے بدل دیا ہے اور تم کو وہ بادشاہ دیا ہے جو لغزشوں کو معاف کرتا ہے اور صرف اصرار کرنے والے سے مؤاخذہ کرتا ہے اور اصرار پر قائم رہنے والے سے انتقام لیتا ہے' وہ تمہیں عادلانہ حکم دیتا ہے اور وہ تم سے بھی عدل ہی چاہتا ہے اور وہ تم کو ظلم سے روکتا ہے اور وہ اللہ سے امید رکھتا ہے اور تمہیں اس کی اطاعت کی رغبت دلاتا ہے۔ اگر تم اللہ کے ان خلیفوں کے راستوں پر' جنہیں اس نے زمین میں اپنا نائب اور اپنی مخلوق پر امین مقرر کیا ہے چلے تو فبہا ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے''۔

اور اس نے اپنے گھر میں مہر شدہ کاغذ کے ٹکڑے دیکھے جنہیں اس نے لوگوں کی پردہ داری اور ان کی عزتوں کی حفاظت کے لیے نہ کھولا اور اس نے اپنے پیچھے دس بچے بچیاں چھوڑے ان میں سے اس کے بعد اس کے بڑے بیٹے ابوجعفر منصور کی بیعت خلافت ہوئی اور اس نے المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا' اور شیخ محمد خیاط واعظ نے اسے غسل دیا اور اسے دار الخلافت میں دفن کیا گیا۔ پھر

اسے الرصافہ کے قبرستان میں منتقل کر دیا گیا۔

المستنصر باللہ عباسی کی خلافت

امیر المومنین ابی جعفر منصور بن الظاہر محمد بن الناصر احمد جس روز یعنی ۱۳ رجب ۶۲۳ھ کو جمعہ کے دن اس کا باپ مرا اس روز اس کی بیعتِ خلافت ہوئی اس کے لیے تاج منگوایا گیا اور اہل حل وعقد میں سے عوام وخواص نے اس کی بیعت کی اور یہ جمعہ کا دن تھا اور اس وقت اس کی عمر ۳۵ سال ۵ ماہ ۱۱ دن تھی' اور یہ بڑا خوش شکل اور خوش منظر تھا اور شاعر کے اس شعر کا مصداق تھا۔

''گویا ثریا اس کی پیشانی میں اور شعریٰ اس کے رخسار میں اور چاند اس کے چہرے میں پیوست ہے''۔

اور اس کے نسب شریف میں پندرہ خلیفے ہیں' جن میں سے اس کے پانچ آباء نے بالترتیب خلافت حاصل کی اور اس نے جیسے بڑے بڑوں کے وارث ہوتے ہیں ان سے اسے وراثۃً حاصل کیا اور اس بات کا اس سے پہلے کسی خلیفہ کے لیے اتفاق نہیں ہوا' اور اس نے لوگوں کے ساتھ اپنے باپ الظاہر کی طرح سخاوت' حسن سیرت اور رعیت کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی روش اختیار کی اور اس نے مدرسہ کبیرہ مستنصریہ تعمیر کیا جس کی مثل دنیا میں مدرسہ نہیں بنا' اس کا بیان اپنی جگہ پر آئے گا۔ ان شاء اللہ

اور جو لوگ اس کے باپ کے زمانے میں امیر تھے' وہی اس کے زمانے میں امیر مقرر رہے اور جب آئندہ جمعہ کا دن آیا تو منابر پر امام المستنصر باللہ کا خطبہ دیا گیا اور اس کا نام اور ذکر آنے پر سونا اور چاندی نچھاور کیا گیا اور یہ جمعہ کا دن تھا' اور شعراء نے مدائح اور مراثی سنائے اور انہیں خلعت اور انعامات دیئے گئے اور ماہ شعبان میں شاہ موصل کی طرف سے وزیر ضیاء الدین ابوالفتح نصر اللہ بن الاثیر کی طرف سے ایلچی آیا' جس کے پاس ایک خط تھا جس میں فصیح و بلیغ عبارت میں تہنیت وتعزیت تھی۔

پھر المستنصر باللہ مواظبت کے ساتھ سوار ہو کر لوگوں کے لیے جمعہ میں حاضر ہوتا اور اس کے ساتھ صرف دو خادم اور شہر کا سوار ہوتا' ایک دفعہ وہ سوار ہو کر نکلا تو اس نے ایک عظیم شور سنا' اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اسے بتایا گیا نماز کے لیے بلایا جا رہا ہے تو وہ اپنی سواری سے اتر کر پیدل ہو گیا اور پیادہ دوڑنے لگا' پھر وہ تواضع اور خشوع کے طور پر مسلسل جمعہ کو پیدل آنے لگا اور وہ امام کے نزدیک بیٹھتا اور خطبہ سنتا' پھر اس کے لیے بند حجرے کو درست کر دیا گیا اور وہ اس سے پیدل چل کر جمعہ کو جاتا۔ اور وہ ۲۲ر شعبان کو عوام کے لیے سوار ہوا اور جب رمضان کی پہلی رات آئی تو اس نے علماء' فقراء اور محتاجوں پر' روزوں میں مدد دینے اور قیام میں قوت دینے کے لیے آئے' بکریوں اور نفقات کا بہت سا صدقہ دیا اور ۲۷ر رمضان کو الظاہر کا تابوت دار الخلافہ سے الرصافہ کے قبرستان میں منتقل کیا گیا اور وہ جمعہ کا دن تھا اور خلیفہ المستنصر نے عید کے روز محی الدین ابن الجوزی کے ہاتھ فقہاء صوفیاء اور ائمہ مساجد کو بہت سے صدقات اور انعامات بھیجے۔

اور ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ اس سال زبردست زلزلہ آیا جس سے ان کے ملک کی بہت سی بستیاں اور قلعے منہدم ہو گئے۔ نیز ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ ان کے ملک میں ایک بکری کو ذبح کیا گیا اور اس کے گوشت کو کڑوا پایا گیا' حتیٰ کہ اس کے سری پائے اور پھیپھڑے' جگر اور سب اجزاء ہی کڑوے پائے گئے۔

خلیفہ الظاہر کے بعد اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الجمال المصری:

یونس بن بدران بن فیروز جمال الدین مصری اس وقت کے قاضی القضاۃ' آپ علم کو حاصل کر کے یگانہ روزگار بن گئے۔ اور آپ نے حضرت امام شافعی کی کتاب ''الام'' کا اختصار کیا' اور فرائض کے بارے میں آپ کی ایک طویل کتاب ہے۔ اور آپ نے التقی صالح الفریر کے بعد جس نے خودکشی کر لی تھی' امینیہ کی تدریس کا کام سنبھالا' یہ کام وزیر صفی الدین بن شکر نے آپ کے سپرد کیا' آپ اپنے کام کی طرف بہت توجہ کرتے تھے' پھر اس نے آپ کو دمشق میں بیت المال کا کام سپرد کر دیا۔ اور آپ نے شاہ دمشق کی طرف ملوک اور خلفاء سے مراسلت کی' پھر معظم نے الزکی ابن الزکی کے معزول کرنے کے بعد آپ کو دمشق کا قاضی القضاۃ بنا دیا۔ اور جب عادلیہ کبیرہ کی تعمیر مکمل ہو گئی تو اس نے اس کی تدریس کا کام بھی آپ کے سپرد کر دیا۔ اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہاں درس دیا۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اعیان آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ سب سے پہلے درس تفسیر دیتے' حتیٰ کہ آپ نے آخر تک تفسیر کو مکمل کیا' اور تفسیر کے بعد فقہ کا درس دیتے' اور آپ رجسٹروں میں لکھنے کے بارے میں اچھا خیال رکھتے اور وہ اس طرح کہ آپ ہر جمعہ اور منگل کی صبح کو بیٹھ جاتے اور ایوانِ عادلیہ میں شہر کے تمام گواہوں کو بلا لیتے اور جس نے کوئی خط لکھا ہوتا وہ حاضر ہوتا اور اپنے گواہوں کو بھی بلا لیتا اور وہ حاکم کے سامنے گواہی دیتے اور یہ سب کچھ جلدی سے لکھ لیا جاتا اور آپ ہر جمعہ عصر کے بعد مزار عثمان پر کمالی کھڑکی میں نشست کرتے اور فیصلے کرتے' حتیٰ کہ مغرب کی نماز پڑھتے۔ اور بسا اوقات آپ عشا کے پڑھنے تک ٹھہرے رہتے آپ علم کا بہت مذاکرہ کرنے والے اور اچھے طریقے سے کام کرنے والے تھے' کسی کی چیز لینے پر آپ پر کسی نے برا نہیں منایا' ابوشامہ نے بیان کیا ہے آپ پر صرف اس لیے ناراضگی ہو جاتی تھی کہ آپ بعض وارثوں کو بیت المال کی بہتری کے لیے مشورہ دیتے تھے۔ اور یہ کہ آپ نے اپنے بیٹے تاج کو محمد کا نائب مقرر کیا جو پسندیدہ روش نہ تھا' اور خود وہ پاکدامن اور رعب دار آدمی تھا۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ آپ کا دعویٰ تھا کہ آپ قرشی شیبی ہیں' اس وجہ سے لوگوں نے آپ پر اعتراضات کیے۔ اور آپ کے بعد شمس الدین احمد بن خلیلی' جوئی قاضی بنا۔

میں کہتا ہوں آپ کی وفات اس سال کے ربیع الاوّل میں ہوئی' اور آپ کو اپنے اس گھر میں دفن کیا گیا' جو جامع مسجد کی جانب درب الریحان کے سرے پر واقع ہے۔ اور آپ کی قبر کی کھڑکی آج کل مدرسہ شرقیہ کے مشرق میں ہے' اور ابن عنین نے آپ کی ہجو کرتے ہوئے کہا ہے۔

''مصری اپنے فعل میں کس قدر کوتاہ تھا کہ اس نے قبر بھی اپنے گھر ہی میں بنائی ہے اور اس نے زندوں کو اسے پتھر مارنے سے راحت دی ہے اور مردوں کو اس کی آگ سے دور کیا ہے''۔

المعتمد والی دمشق

المبارز ابراہیم جو معتمد والی دمشق کے نام سے مشہور ہے یہ بہترین خلفاء میں سے تھا اور عفت اور حسن سیرت اور پاکیزگی ضمیر میں اس سب سے بڑھ کر تھا' اصلاً موصلی تھا' شام آ کر فروخ شاہ بن شہنشاہ بن ایوب کا نائب بن گیا۔ وہ دمشق کا کوتوال تھا اور اس کام میں اس کی سیرت قابل تعریف رہی ہے' پھر وہ چالیس سال تک دمشق کا کوتوال رہا اور اس کے زمانے میں عجیب وغریب واقعات ہوئے' اور وہ صاحب جاہ اور معزز گھرانوں کا خاص طور پر پردہ پوش تھا۔

اس کے زمانے میں ایک واقعہ یہ ہوا کہ ایک جولاہا کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا جس کے کانوں میں بالیاں تھیں تو ان کے پڑوسیوں میں سے ایک شخص نے حملہ کر کے دھوکے سے اسے قتل کر دیا اور جو زیور وہ پہنے ہوئے تھا اسے لے جا کر ایک قبرستان میں دفن کر دیا' لوگوں نے اس کے خلاف شکایت کی' مگر اس نے اعتراف نہ کیا اور اس کی والدہ اس واقعہ سے روئی اور اس نے اپنے خاوند سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے طلاق دے دے۔ اس نے اسے طلاق دے دی تو وہ اس شخص کے پاس چلی گئی اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس سے نکاح کرے اور اس نے اس کے سامنے اظہار کیا کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے تو اس نے اس سے نکاح کر لیا اور وہ ایک وقت تک اس کے ہاں ٹھہری رہی' پھر ایک وقت اس نے اس سے اپنے بیٹے کے متعلق پوچھا جس کے باعث لوگوں نے اس کے خلاف شکایت کی تھی' اس نے کہا ہاں میں نے اسے قتل کیا ہے' اس نے کہا میں چاہتی ہوں کہ تو مجھے اس کی قبر دکھا دے تا کہ میں اسے دیکھ لوں' تو وہ اسے خشندکاتہ کی قبر پر لے گیا' اس نے اسے کھولا تو وہ اپنے بچے کو دیکھ کر اشکبار ہو گئی اور وہ اپنے ساتھ ایک چھری بھی لے گئی جو اس نے اس دن کے لیے تیار کی تھی' پس اس نے اسے چھری مار کر ہلاک کر دیا۔ اور اسے اپنے بیٹے کے ساتھ اسی قبر میں دفن کر دیا قبرستان کے منتظم اسے اٹھا کر اس معتمد والی دمشق کے پاس لے گئے اس نے اس سے بات پوچھی تو اس نے اسے سارا واقعہ سنا دیا' اس نے اس کی کارروائی کی تحسین کی اور اسے رہا کر دیا اور اس سے حسن سلوک بھی کیا۔

اور السبط نے اس سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں باب الفرج سے باہر آ رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص طبل اٹھائے ہوئے ہے اور وہ مدہوش ہے' میں نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے حد لگائی گئی اور میرے حکم سے انہوں نے طبل توڑ دیا' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا مٹکا ہے انہوں نے اسے توڑا تو اس میں شراب تھی' اور عادل نے شراب نچوڑنا اور اسے دمشق کی طرف لانا' کلیتہً منع کیا ہوا تھا' اور لوگ طرح طرح کے حیلے اختیار کرتے تھے' السبط کا بیان ہے' میں نے اس سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ طبل میں کوئی چیز ہے اس نے کہا میں نے اسے چلتے ہوئے دیکھا تو اس کی پنڈلیاں' کانپ رہی تھیں تو مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ طبل میں کوئی بھاری چیز اٹھائے ہوئے ہے اس کے اس قسم کے عجیب وغریب واقعات ہیں اور معظم نے اسے معزول کر دیا اس کے دل میں اس کے متعلق کچھ ناراضگی پائی جاتی تھی اور اسے تقریباً پانچ سال تک قید خانے میں رکھا اور اس نئے شہر میں اس کے متعلق اعلان کروایا مگر کسی ایک شخص نے بھی آ کر بیان نہ کیا کہ اس نے اس سے رائی کا دانہ بھی لیا ہے اور جب وہ فوت ہوا تو اسے اس قبرستان میں دفن کیا گیا جو ابوعمرو کے مدرسہ کے قریب بازار کے سامنے ہے اور اس کی قبر کے پاس ایک مسجد ہے جو اسی کے نام سے مشہور ہے۔ رحمہ اللہ

صالحیہ کے راستے میں الشبلیہ کو وقف کرنے والا:

شبل الدولہ کافور الحسامی' اس کی نسبت حسام الدین محمد بن لاجین کی طرف ہے' ست آشام بیدا ہوا' یہی شخص ہے جو اپنی مالکہ ست الشام کو الشامیہ البرانیہ کی آبادی کی ترغیب دیتا تھا اور اسی نے الشبلیہ کو حنفیہ کے لیے اور اس کے پہلو میں صوفیاء کے لیے خانقاہ بنائی اور یہی اس کا گھر تھا اور اس نے قضاۃ' مصنع اور ساباط کو وقف کیا اور لوگوں کے لیے الشامیہ البرانیہ کے مغرب میں جو قبرستان ہے اس کے پاس سے ایک راستہ عین الکرش کی طرف کھولا اور لوگوں کے لیے وہاں سے جبل کی طرف کوئی راستہ نہ تھا' وہ العقبیہ میں مسجد الصفی کے پاس سے گزرتے تھے اور اس کی وفات رجب میں ہوئی اور اسے اس کے مدرسہ کے پہلو میں دفن کیا گیا اور اس نے کندی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔

دمشق وحلب میں الرواحیہ کا وقف کرنے والا:

ابوالقاسم ھبۃ اللہ جو ابن رواحہ کے نام سے مشہور ہے' یہ ایک تاجر بڑا مالدار اور دمشق کے معتبر آدمیوں میں سے تھا' اور بڑا لمبا چوڑا تھا اور اس کی داڑھی نہیں تھی' اور اس نے باب الفرادیس کے اندر مدرسہ رواحیہ تعمیر کیا اور اسے شافعیہ کے لیے وقف کر دیا اور اس کی نگرانی اور تدریس کا کام شیخ تقی الدین بن الصلاح شہرزوری کے سپرد کیا اور اس کا حلب میں بھی اسی طرح مدرسہ تھا' اور وہ اپنی آخری عمر میں دمشق کے مدرسہ میں گوشہ نشین ہو گیا' اور وہ اس گھر میں رہتا تھا' جو اس کے محل میں مشرق کی طرف تھا اور بعد میں اس نے چاہا کہ جب وہ مر جائے تو اسے اس میں دفن کیا جائے' مگر ایسا نہ ہو سکا بلکہ اسے صوفیا کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور اس کی وفات کے بعد محی الدین ابن عربی طائی صوفی اور تقی الدین خزعل نحوی مصری ثم المقدسی امام مشہد نے ابن رواحہ کے خلاف شہادت دی کہ اس نے شیخ تقی الدین کو اس مدرسے سے الگ کیا تھا' پس طویل ناگوار واقعات کا سلسلہ شروع ہو گیا اور ان دونوں نے جو ارادہ کیا تھا وہ درست نہ ہوا' اور خزعل بھی اسی سال میں فوت ہو گیا۔ اور جو راستہ انہوں نے اختیار کیا تھا وہ بیکار گیا۔

ابومحمد محمود بن مودود بن محمود:

البلاجی الحنفی الموصلی' اور وہاں پر اس کا ایک مدرسہ ہے جو اسی کے نام سے مشہور ہے اور وہ ترک تھا اور علماء کے مشائخ میں سے ہو گیا' اور وہ دین میں پختہ تھا اور اچھا شاعر تھا' وہ کہتا ہے۔

''جو دعویٰ کرے کہ اس کی حالت اسے شرع کے راستے سے نکال دے گی تو وہ اس کا دوست نہ بنے' بلاشبہ یہ بے فائدہ پلیدی ہے''۔

اس سال آپ کی وفات ۱۶/ جمادی الآخرۃ کو موصل میں ہوئی اور آپ کی عمر تقریباً اسی سال تھی۔

یاقوت یعقوب بن عبداللہ:

نجیب الدین متولی شیخ تاج الدین کندی' آپ کے لیے وہ کتابیں وقف کی گئیں جو جامع دمشق کے شمال مشرقی زاویہ کی لائبریری میں تھیں اور وہ ۷۶۱ جلدیں تھیں' پھر اس کے بعد آپ کے بیٹے پر وقف کیں' پھر علماء پر وقف کیں اور یہ کتابیں ضائع ہو گئیں اور اکثر فروخت ہو گئیں اور اس یاقوت کو ادب وشعر میں اچھا کمال حاصل تھا اور آپ کی وفات رجب کے آغاز میں بغداد میں ہوئی'

اور حضرت امام ابوحنیفہ کے مزار کے پاس خیزران کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

۶۲۴ھ

اس سال اہل تفلیس نے عام الفرج اچانک ان کے پاس آ گئے اور انہوں نے اس میں داخل ہو کر عوام و خواص کو قتل کر دیا اور لوٹ مار کی اور قیدی بنائے اور گھروں کو ویران کیا اور آگ لگائی اور غصے سے بغاوت کی اور یہ اطلاع جلال الدین کو ملی تو وہ ان کو پکڑنے کے لیے جلدی چلا مگر وہ انہیں پکڑ نہ سکا۔ اور اس سال اسماعیلیہ نے جلال الدین بن خوارزم شاہ کے نائبین میں سے ایک بڑے امیر کو قتل کر دیا اور وہ ان کے علاقے کی طرف روانہ ہو گیا اور ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کے شہر کو برباد کر دیا۔ اور ان کے بچوں کو قیدی بنا لیا اور ان کے اموال کو لوٹ لیا' یہ جب تاتاری لوگوں کے پاس آئے تو یہ مسلمانوں کے خلاف ان کے سب سے بڑے مددگار تھے' خدا ان کا بھلا نہ کرے اور یہ مسلمانوں کے لیے ان سے بھی زیادہ نقصان دہ تھے۔

اور جب جلال الدین اور تاتاریوں کی ایک بڑی جماعت کی باہم جنگ ہوئی تو اس نے انہیں شکست دی اور انہیں خوب قتل کیا اور قیدی کیا اور کئی روز تک ان کے تعاقب میں رہا' پس اس نے انہیں قتل کیا حتیٰ کہ رَی تک پہنچ گیا اور اسے اطلاع ملی کہ ایک جماعت اس کا قصد کیے ہوئے آئی ہے تو یہ کھڑا ہو کر انہیں روکنے لگا' اور اس کے اور ان کے حالات ابھی ۶۲۵ھ میں بیان ہوں گے۔

اور اس سال ملک اشرف بن عادل کی فوجوں نے آذر بائیجان آ کر بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اور بہت سے اموال کو غنیمت میں حاصل کیا اور وہ اپنے ساتھ جلال الدین کی بیوی دختر طغرل کو بھی لے گئے اور وہ اس سے بغض و عداوت رکھتی تھی' پس انہوں نے اسے شہر خلاط میں اتارا۔ اور ان کے حالات آئندہ سال میں بیان ہوں گے۔

اور اس سال فرنگیوں کے بادشاہ ابنور کا ایلچی سمندر میں معظم کے پاس ان بلاد سواحل کا مطالبہ کرتے ہوئے آیا جنہیں اس کے چچا سلطان ملک ناصر صلاح الدین نے فتح کیا تھا' معظم نے انہیں سختی سے جواب دیا اور اسے کہا۔ اپنے آقا سے کہہ دینا میرے پاس صرف تلوار ہے۔ واللہ اعلم

اور اس سال اشرف نے اپنے بھائی شہاب الدین غازی کو ایک عظیم محمل کے ساتھ جس کا بوجھ چھ سو اونٹ اٹھاتے تھے' حج کو بھیجا اور اس کے ساتھ پچاس اونٹ تھے اور ہر اونٹ پر ایک غلام تھا' پس وہ عراق کی جانب روانہ ہوا اور راستے میں ہی اس کے پاس خلیفہ کے تحائف آئے' اور جس راستے اس نے حج کیا اسی پر واپس آ گیا۔

اور اس سال بغداد کا قاضی القضاۃ نجم الدین ابوالمعالی عبدالرحمٰن بن مقبل واسطی بنا' اور اس نے حکام کے دستور کے مطابق اسے خلعت دیا' اور یہ جمعہ کا دن تھا' اور اس سال بلاد الجزیرہ میں سخت گرانی ہوگئی اور گوشت کم ہو گیا' حتیٰ کہ ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ موصل شہر میں بعض دنوں میں موسم بہار میں صرف ایک بکرو نہ ذبح کیا گیا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس سال دس مارچ کو جزیرہ اور عراق میں دو بار بہت برف پڑی جس سے پھول وغیرہ ضائع ہو گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ وہ بات ہے جس کی مثل نہیں دیکھی گئی' اور عراق کے بارے میں سب سے بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ کثرتِ گرمی کے باوجود اس میں اس قسم کا واقعہ کیسے ہوا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

چنگیز خاں:

تاتاریوں کے نزدیک سلطان اعظم اوران کے آج کے بادشاہوں کا باپ جس کی طرف وہ انتساب کرتے ہیں' اورالقان کا عظیم آدمی' اوراسی بادشاہ نے ان کے لیے وہ السیاسا[1] وضع کی' جس کے پاس وہ فیصلے لے جاتے ہیں اوراس کے ذریعے فیصلے کرتے ہیں اوراس کا اکثر حصہ اللہ کی کتابوں اورشرائع کے خلاف ہے اوراس نے اسے اپنے پاس سے بنایا ہے اورانہوں نے اس بارے میں اس کی پیروی کی ہے اوراس کی ماں کا خیال تھا کہ اسے آفتاب کی شعاع سے اس کا حمل ہوا ہے' یہی وجہ ہے کہ اس کا باپ معلوم نہیں ہوا ظاہر ہے کہ وہ مجہول النسب ہے اور میں نے ایک کتاب دیکھی ہے' جسے وزیر بغداد علاؤ الدین الجوینی نے اس کے حالات میں تالیف کیا ہے اوراس نے اس میں اس کی سیرت' اس کی سیاسی سوجھ بوجھ' سخاوت شجاعت حکومت اور رعایا کے بہترین انتظام اورجنگوں کا ذکر کیا ہے۔

اس نے بیان کیا ہے کہ ابتداء میں یہ ملک ازبک خان کے ہاں خاص آدمی تھا' اوراس وقت یہ خوبصورت جوان تھا اوراس کا پہلا نام تمرجی تھا' پھر جب یہ بڑا ہو گیا تو اس نے اپنا نام چنگیز خان رکھا۔ اوراس بادشاہ نے اسے اپنا مقرب بنالیا تھا اورحکومت کے بڑے آدمیوں نے اس سے حسد کیا اوراس کے پاس اس کی چغلی کی' حتیٰ کہ انہوں نے اس کے خلاف لڑنے کے لیے باہر نکلا' اوراس نے اسے قتل نہ کیا اس نے اس کا کوئی ایسا گناہ نہ پایا' جس کے ذریعے اس پر مسلط ہو جائے اسی دوران بادشاہ دو چھوٹے چھوٹے غلاموں پر ناراض ہوا تو انہوں نے اس کے خوف سے بھاگ کر چنگیز خان کی پناہ لے لی' تو اس نے ان دونوں کی عزت کی اوران سے حسن سلوک کیا' اورانہوں نے اسے ملک ازبک خان کے ارادے کے متعلق بتایا کہ وہ اسے قتل کرنے کی دل میں ٹھان بیٹھا ہے۔ تو اس نے احتیاط کر لی اوراس نے حکومت کو سمیٹ لیا اور تاتاریوں کو جماعتوں نے اس کی اتباع کی اورازبک خان کے بہت سے اصحاب اس کے پاس آنے لگے' اور یہ ان کی عزت کرنے لگا اورانہیں عطیات دینے لگا حتیٰ کہ اس کی طاقت بڑھ گئی اوراس کی فوجیں بکثرت ہو گئیں' پھر اس کے بعد اس نے ازبک خان کے ساتھ جنگ کی اوراس پر فتح پا کر اسے قتل کر دیا اوراس کی مملکت اور ملک پر قبضہ کر لیا۔ اوراس کی فوج اس کے ساتھ آملی اوراس کا معاملہ بڑھ گیا اوراس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اورتمام بلاد طمعاج میں ترکوں کے قبائل اس کے مطیع ہو گئے' حتیٰ کہ وہ تقریباً آٹھ لاکھ جانبازوں کے ساتھ سوار ہو کر چلنے لگا اورزیادہ اکثریت اس قبیلے کی تھی جس میں سے وہ خود تھا' انہیں قیان کہا جاتا تھا' پھر ان کے بعد دو قبیلے اس کے قریب تر تھے' جن کی بڑی تعداد تھی اوروہ ازان اور قنفوران تھے' اور وہ سال میں تین ماہ شکار کرتا تھا' اور باقی میں جنگ اور فیصلے کرتا تھا۔ الجوینی نے بیان کیا ہے کہ وہ گھیرا ڈالتا تھا'

---

[1] السیاسا: یہ لفظ ''سی'' بمعنی تین اور یساء بمعنی ترتیب' سے مرکب ہے' پھر عربوں نے اسے تبدیل کر دیا اور سیاست کہنے لگے۔

جس کے دونوں کناروں کے درمیان تین ماہ کا فاصلہ ہوتا تھا' پھر وہ حلقہ تنگ ہو جاتا اور اس میں کئی قسم کے بے شمار جانور جمع ہو جاتے تھے پھر اس کے اور ملک علاؤ الدین خوارزم شاہ کے درمیان جو عراق' خراسان' آذربائیجان اور دیگر اقالیم و ممالک کا حاکم تھا' جنگ ہو گئی تو چنگیز خان نے اسے مغلوب کر لیا اور اسے شکست دی اور اس پر غلبہ پایا اور اس سے اموال سلب کر لیے اور خود وہ تھوڑی سی مدت میں اس کے بقیہ بلاد اور اولاد پر غالب آ گیا' جیسا کہ ہم حوادث میں بیان کر چکے ہیں۔

اور ملک چنگیز خان کی ابتداء ۵۹۹ھ میں ہوئی اور اس نے ۶۱۶ھ کی حدود میں خوارزم شاہ سے جنگ کی' اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں خوارزم شاہ نے ۶۱۷ھ میں وفات پائی ہے اور اس وقت یہ بغیر کسی جھگڑنے اور روکنے والے کے ممالک پر قابض ہو گیا اور اس کی وفات ۶۲۴ھ میں ہوئی اور انہوں نے اسے ایک آہنی صندوق میں رکھ کر اسے زنجیروں سے باندھ دیا اور اسے وہاں پر دو پہاڑوں کے درمیان لٹکا دیا اور اس کی کتاب الیاسا موٹے خط میں دو جلدوں میں لکھی جاتی ہے' اور ان کے ہاں اسے دو اونٹوں پر لادا جاتا ہے۔ اور بعض نے بیان کیا ہے کہ وہ پہاڑ پر چڑھتا' پھر اترتا تھا' پھر چڑھتا اور اترتا تھا' پھر کئی بار اترتا تھا' حتیٰ کہ تھک کر بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا' اور جو شخص اس کے پاس ہوتا تھا اسے حکم دیتا تھا کہ جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہو وہ اسے لکھ لے' اگر یہ بات ایسے ہی ہے تو ظاہر ہے کہ شیطان اس کی زبان پر بولتا تھا۔

الجوینی نے بیان کیا ہے کہ ان کا ایک عبادت گزار سخت سردی میں عبادت کے لیے پہاڑوں پر چڑھ جاتا تھا' اس نے ایک کہنے والے کو سنا' وہ اسے کہہ رہا تھا' کہ ہم نے چنگیز خان اور اس کی ذریت کو روئے زمین کا بادشاہ بنایا ہے' الجوینی نے بیان کیا ہے کہ مغلوں کے مشائخ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اسے مسلمہ طور پر مانتے ہیں۔

پھر الجوینی نے الیاسا سے کچھ باتیں بیان کی ہیں کہ جس نے زنا کیا خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ اسے قتل کیا جائے گا اور اسی طرح جو لواطت کرے گا وہ بھی قتل ہو گا اور جو عمداً جھوٹ بولے گا وہ بھی قتل ہو گا' اور جو جادو کرے گا وہ بھی قتل ہو گا' اور جو جاسوسی کرے گا وہ بھی قتل ہو گا' اور جو دو لڑنے والوں کے درمیان داخل ہو کر ایک کی مدد کرے گا' وہ بھی قتل ہو گا' اور جو کھڑے ہو کر پانی میں پیشاب کرے گا وہ بھی قتل ہو گا اور جو اس میں ڈبکی لگائے گا وہ بھی قتل ہو گا' اور جو قیدی کو اس کے اہل کی اجازت کے بغیر کھانا کھلائے گا یا پانی پلائے گا یا اسے لباس پہنائے گا اسے قتل کیا جائے گا' اور جو کسی بھگوڑے کو دیکھے گا اور اسے واپس نہ کرے گا وہ بھی قتل ہو گا' اور جس نے قیدی کو کھانا کھلایا یا کسی کی طرف کھانے کی کوئی چیز پھینکی وہ بھی قتل ہو گا' بلکہ وہ اسے اپنے ہاتھ سے اس کے ہاتھ میں دے' اور جو کسی کو کوئی چیز کھلائے تو وہ خود پہلے اس سے کھائے' خواہ جسے کھلایا گیا ہے وہ امیر ہو یا اسیر ہو' اور جس نے کھایا اور اپنے پاس والے کو نہ کھلایا اسے قتل کیا جائے گا' اور جس نے حیوان کو ذبح کیا اسے بھی اسی طرح ذبح کیا جائے گا' بلکہ وہ اپنے پیٹ کو چاک کر کے سب سے پہلے اپنے ہاتھ سے اپنے دل کو نکالے گا اور ان تمام احکام میں اللہ تعالیٰ کی ان شریعتوں کی مخالفت پائی جاتی ہے جو اس نے اپنے انبیاء پر نازل کی ہیں' پس جو شخص حضرت محمد بن عبد اللہ خاتم الانبیاء ﷺ پر نازل کردہ محکم شرع کو ترک کر کے دیگر منسوخ شرائع کی طرف فیصلہ لے جائے گا' اس کی تکفیر کی جائے گی' پس اس شخص کا کیا حال ہو گا جو الیاسا کے پاس فیصلہ لے جاتا ہے اور اسے اس پر مقدم کرتا ہے' اور جس نے ایسا کیا اجماع مسلمین سے اس کی تکفیر کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

''کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور یقین رکھنے والے لوگوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے''۔

نیز فرماتا ہے۔

''تیرے رب کی قسم وہ جب تک آپ کو اپنے باہمی جھگڑوں میں حکم نہ بنائیں' پھر آپ جو فیصلہ کریں اس سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اسے اچھی طرح تسلیم کریں تو پھر وہ مومن ہوں گے''۔صدق اللہ العظیم

ان کے آداب: سلطان کی اطاعت' انتہائی استطاعت تک کرو اور اپنی خوبصورت دوشیزگان کو اس کے حضور پیش کرو' کہ وہ جسے چاہے اپنے لیے منتخب کر لے۔ اور اس کے خواص میں سے جو چاہے ان میں سے کسی لڑکی کو پسند کرے' اور ان کا دستور یہ ہونا چاہیے کہ وہ بادشاہ کو اس کے نام سے مخاطب کریں' اور جو شخص کھانا کھاتے لوگوں کے پاس سے گزرے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ بلا اجازت ان کے ساتھ کھانا کھائے' اور آگ جلانے والے اور طعام کی پلیٹ سے آگے نہ جائے اور خرگاہ کی چوکھٹ پر کھڑا نہ ہو اور وہ اس وقت کپڑے کو نہیں دھوتے جب تک ان کی میل کچیل نمایاں نہ ہو جائے اور نہ ہی علماء کو گناہوں وغیرہ میں مکلف کرتے ہیں اور نہ مردہ کے مال سے متعرض ہوتے ہیں۔

اور علاؤ الدین الجوینی نے چنگیز خان کے حالات میں بہت عمدہ باتوں کا ذکر کیا ہے' جو وہ اپنی طبیعت اور عقل کے مطابق کیا کرتا تھا اگرچہ وہ مشرک تھا اور اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کی پوجا کرتا تھا اور اس نے اس قدر بندوں کو قتل کیا ہے کہ ان کی تعداد کو ان کے خالق کے سوا کوئی نہیں جانتا' لیکن اس کی ابتداء خوارزم شاہ نے کی تھی اس لیے کہ جب چنگیز خان نے اپنی طرف سے کچھ تاجروں کو اپنے ملک کے بہت سے سامان کے ساتھ روانہ کیا اور وہ ایران پہنچے تو اس کے نائب نے جو خوارزم شاہ کی طرف سے مقرر تھا' انہیں قتل کر دیا اور وہ کشلی خان کی بیوی کا باپ تھا' اور جو سامان ان کے پاس موجود تھا۔ وہ سب اس نے چھین لیا' چنگیز خان نے خوارزم شاہ کو یہ معلوم کرنے کے لیے پیغام بھیجا کہ کیا یہ وقوعہ اس کی رضامندی سے ہوا ہے یا اسے اس کا علم ہی نہیں اور اس نے اسے ملامت کی اور جو پیغام اس کی طرف بھیجا اس میں اسے کہا' بادشاہوں کی طرف سے یہ عہد ہو چکا ہے کہ تاجروں کو قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ صوبوں کے تاج ہیں اور یہی لوگ بادشاہوں کے پاس تحائف اور نفیس اشیاء لے جاتے ہیں' پھر یہ تاجر تمہارے دین پر قائم تھے اور تمہارے نائب نے انہیں قتل کر دیا ہے' پس اگر تو نے اس کام کا حکم دیا ہے تو ہم ان کے خون کا مطالبہ کرتے ہیں بصورتِ دیگر اگر تو انکار کرتا ہے تو اپنے نائب سے قصاص لے' جب خوارزم شاہ نے چنگیز خان کے ایلچی سے یہ بات سنی تو اس کے پاس اس کا یہی جواب تھا' کہ اس نے اس کے قتل کرنے کا حکم دے دیا' اور بری تدبیر کی اور وہ بے وقوف ہو چکا تھا اور اس کی عمر زیادہ ہو گئی تھی۔

اور حدیث میں بیان ہوا ہے کہ جب تک ترک تمہیں چھوڑے رکھیں تم بھی ترکوں کو چھوڑے رکھو۔

اور جب چنگیز خان کو اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے اس کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کے ملک کو چھیننے کی تیاری کی' اور جو واقعات ہوئے اللہ کی تقدیر سے ہوئے' جن سے بڑھ کر عجیب اور بھیانک واقعات نہیں سنے گئے۔

اور الجوینی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ صید کے ایک کسان نے اسے تین خربوزے پیش کیے اور اتفاق سے چنگیز خان کے

پاس کوئی خزانچی نہ تھا اس نے اپنی بیوی خاتون سے کہا تمہارے کانوں میں جو دو بالیاں ہیں اسے دے دو اور ان میں دو نہایت ہی نفیس جواہر تھے، عورت نے ان کے متعلق بخل کیا اور کہنے لگی، اسے کل تک مہلت دو، اس نے کہا یہ آج کی رات، جو کچھ دل کے ساتھ گزارے گا اور بسا اوقات اس کے بعد اسے کوئی چیز نہیں ملے گی اور ان دونوں بالیوں کو جو شخص بھی خریدے گا وہ انہیں تیرے پاس لے آئے گا، تو اس نے دونوں بالیاں اتار کر کسان کو دے دیں، تو اس کی عقل اڑ گئی اور وہ انہیں ایک تاجر کے پاس ایک ہزار دینار میں فروخت کرنے لے گیا، اور وہ ان کی قیمت سے واقف نہ تھا اور تاجر ان بالیوں کو بادشاہ کے پاس لے آیا اور اس نے وہ اپنی بیوی کو واپس دے دیں۔ پھر الجوینی نے اس موقع پر یہ شعر سنایا ہے کہ۔

''جس شخص نے یہ بیان کیا ہے کہ سمندر اور قطرہ اس کی بخشش کی مانند ہیں، تو اس نے سمندر اور قطرے کی تعریف کی ہے''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ایک روز وہ بازار سے گزرا تو اس نے ایک سبزی فروش کے پاس عناب دیکھے جن کے رنگ نے اسے حیرت میں ڈال دیا اور اس کا دل ان کی طرف مائل ہو گیا اس نے حاجب سے کہا کہ وہ اس سے بالس کے عوض خرید لے اور حاجب نے انہیں چوتھائی بالس میں خرید لیا اور جب اس نے انہیں اس کے آگے رکھا تو اس نے انہیں پسند کیا اور کہنے لگا یہ سب ایک بالس کے ہیں، اس نے کہا اس سے یہ بچ گیا ہے، اور جو مال اس کے پاس بچ گیا اس کی طرف اس نے اشارہ کیا، تو اس نے ناراض ہو کر کہا، میرے جیسا خریدار اسے کہاں ملے گا اسے پورے دس بوالس دو۔ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے اسے حلب کا بنا ہوا ایک شیشے کا جام تحفتہً دیا، تو چنگیز خان کو وہ بہت اچھا لگا اور اس کے ایک خاص آدمی نے اس کی شان کو کم کرنے کے لیے کہا، اخوند اس شیشے کی کوئی قیمت نہیں ہے، اس نے کہا کیا اس نے اسے دور دراز علاقے سے نہیں اٹھایا، حتیٰ کہ وہ صحیح سالم ہمارے پاس پہنچ گیا ہے، اسے دو سو بالس دے دو۔ راوی بیان کرتا ہے اسے بتایا گیا کہ اس جگہ یہ ایک عظیم خزانہ ہے، اگر آپ اسے کھول لیں تو آپ کو اس سے بہت مال ملے گا، اس نے کہا جو کچھ ہمارے ہاتھوں میں ہے وہی ہمیں کافی ہے، اسے چھوڑ دو، لوگ اسے کھولیں گے اور کھائیں گے اور وہ ہماری نسبت اس کے زیادہ حقدار ہیں، اور وہ اس کے درپے نہ ہوا۔[1] راوی بیان کرتا ہے کہ ایک شخص کے متعلق اس کے ملک میں مشہور ہوا کہ وہ کہتا ہے کہ میں خزانے کی جگہ کو پہچانتا ہوں، مگر میں یہ بات صرف قان کو بتاؤں گا اور امراء نے اس سے اصرار کیا کہ وہ انہیں بتا دے مگر اس نے انہیں نہ بتایا، تو انہوں نے قان سے اس بات کا ذکر کیا، تو اس نے جلد اسے ڈاک کے گھوڑوں پر بلایا اور جب وہ اس کے سامنے پیش ہوا، تو اس نے اس سے خزانے کے متعلق پوچھا، تو اس نے کہا میں نے تو آپ کا چہرہ دیکھنے کے لیے بطور بہانہ یہ بات کہی تھی، اور جب اس نے دیکھا تو اس کی گفتگو بدل گئی اور اس نے اسے کہا۔ جو بات تو نے کہی ہے وہ تجھے حاصل ہو گئی

---

[1] ترکی نسخے کے حاشیہ پر یہ عبارت ہے کہ یہ روایت اس کے بیٹے قان سے منقول ہے جو اس کا قائمقام تھا اور شاید یہ درست ہو اس لیے کہ قان فطرۃً بڑا سخی تھا، اور اس بارے میں اس کے متعلق بہت سی روایات بیان کی گئی ہیں، اور اس کا باپ چنگیز خاں سخاوت میں متوسط درجے کا آدمی تھا اور دیگر عادات اخلاق اور افعال میں بھی متوسط تھا، مگر خونریزی کے بارے میں متوسط نہ تھا۔

ہے اور اسے اس کی جلد تیغ سام واپس کر دیا اور اسے کچھ نہ دیا' راوی بیان کرتا ہے ایک شخص نے اسے ایک انار تحفہ کے طور پر دیا اس نے اسے توڑا اور اس کے دانے حاضرین میں تقسیم کر دیے اور اس نے حکم دیا کہ اس شخص کو اس کے دانوں کے برابر بالس دیے جائیں' پھر اس نے شعر پڑھا۔

''اس کے دروازے پر وفود یوں اژدھام کرتے ہیں جیسے انار میں دانوں نے اژدھام کیا ہوتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک کافر اس کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے خواب میں چنگیز خان کو کہتے سنا ہے کہ میرے باپ کو کہہ دے کہ وہ مسلمانوں کو قتل کرے' اس نے کہا یہ جھوٹ ہے اور اس کے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ ❶

راوی بیان کرتا ہے اس نے الیسا سا کے فیصلے کے مطابق تین اشخاص کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت روتی اور طمانچے مارتی ہے اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اسے حاضر کرو وہ کہنے لگی یہ میرا بیٹا ہے' یہ میرا بھائی ہے اور یہ میرا خاوند ہے اس نے کہا کہ ان میں سے ایک کو منتخب کر لو میں اسے تیری خاطر چھوڑ دوں گا' وہ کہنے لگی اس جیسا خاوند بھی مل سکتا ہے اور بیٹا بھی مل سکتا ہے اور بھائی کا کوئی بدل نہیں ہے' اس نے اس بات کی تحسین کی اور اس کی خاطر تینوں کو چھوڑ دیا۔ راوی بیان کرتا ہے وہ کشتی لڑنے والوں اور شاطروں کو پسند کرتا تھا اور اس کے پاس ان لوگوں کی ایک جماعت جمع ہوگئی اور اس کے پاس بیان کیا گیا کہ خراسان میں ایک شخص ہے تو اس نے اسے بلایا تو اس نے ان سب پہلوانوں کو پچھاڑ دیا جو اس کے پاس موجود تھے تو اس نے اس کا اعزاز واکرام کیا اور اسے عطیہ دیا اور بادشاہوں کی بیٹیوں میں سے ایک حسین بیٹی اسے دی اور وہ مدت تک اس کے پاس ٹھہری رہی اور وہ اس سے متعرض نہ ہوتا تھا اتفاق سے وہ اردوا کی طرف آیا اور سلطان اس سے مزاح کرنے لگا تو نے مستعرب کو کیسے پایا ہے؟ اس نے اسے بتایا کہ وہ اس کے نزدیک نہیں آیا تو وہ اس بات سے حیران ہوا اور اس نے اسے بلا کر اس بارے میں اس سے دریافت کیا' اس نے کہا اے اخوند میں نے آپ کے ہاں چالاکی سے مرتبہ حاصل کیا ہے اور جب میں اس کے نزدیک جاؤں گا تو آپ کے ہاں میرا مقام گر جائے گا اس نے کہا تجھے کوئی خوف نہ ہوگا اور اس نے اپنے عمزاد کو بلایا اور وہ بھی اس کی مانند تھا' اور اس نے چاہا کہ پہلے شخص سے کشتی کرے تو سلطان نے کہا تم دونوں کے درمیان قرابت داری پائی جاتی ہے اور یہ بات تم دونوں کے درمیان مناسب نہیں اور اسے بہت سا مال دینے کا حکم دیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بچوں کو اتفاق سے رہنے اور افتراق نہ کرنے کی وصیت کی اور اس کے متعلق ان کے سامنے مثالیں بیان کیں اور اس نے اپنے سامنے تیر منگوائے اور ایک تیر لے کر ان میں سے ایک

---

❶ اس میں گڑبڑ پائی جاتی ہے صحیح واقعہ یہ ہے کہ ایک بدو' قان کے پاس آیا اور اسے کہنے لگا میں نے خواب میں تیرے باپ چنگیز خان کو دیکھا ہے اس نے مجھے کہا ہے کہ میرے بیٹے قان کو کہنا کہ وہ مسلمانوں کو قتل کرے اور قان مسلمانوں کی طرف میلان رکھتا تھا اور اپنے اہل بیت کا مخالف تھا اس نے اس شخص سے پوچھا کیا تو مغلوں کی زبان جانتا ہے؟ اس نے کہا نہیں' تو بادشاہ نے اسے کہا تو جھوٹا ہے اس لیے کہ میرا باپ مغلوں کی زبان اور درس کے سوا کچھ نہ جانتا تھا' اور اس نے اس کے قتل کا حکم دیا اور مسلمانوں کو اس کی سازش سے بچایا۔

کو یا غصے اس نے توڑ دیا' پھر اس نے ایک گٹھا منگوایا اور ان سب کو دیا اور وہ اسے توڑ نہ سکے تو اس نے کہا کہ جب تم اکٹھے اور متفق رہو گے تو تمہاری مثال ایسی ہوگی اور جب تم پراگندہ پراگندہ ہوئے اور اختلاف کیا تو تمہاری مثال ان لکڑیوں کی ہوگی۔

راوی بیان کرتا ہے اس کے متعدد لڑکیاں لڑکے تھے ان میں سے چار لڑکے بڑے تھے ان میں سب سے بڑا ایوی تھا' اور ہر ہولی باتو بکنہ اور زکی رہتے تھے اور ان میں سے ہر ایک کا اس کے ہاں کام مقرر تھا۔ پھر الجوینی نے ہلاکو خان کے زمانے تک اس کی اولاد کی حکومت کے بارے میں گفتگو کی ہے اور وہ اس کے نام کے عدسے میں کہتا ہے کہ وہ بادشاہ زادہ ہلاکو تھا اور اس نے اس کے زمانے میں ہونے والے عجیب اور خوفناک امور کا بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ ہم نے حوادث میں بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

سلطان ملک المعظم:

عیسیٰ بن عادل ابی بکر بن ایوب اس نے دمشق اور شام پر قبضہ کیا۔ اور اس کی وفات اس سال کے ذی القعدہ کے آخر میں جمعہ کے روز ہوئی اور جب اس کا باپ ۶۱۵ھ میں فوت ہوا تو یہ دمشق کا خودمختار بادشاہ بن گیا اور یہ شجاع' بہادر اور عالم فاضل شخص تھا۔ اور اس نے حضرت امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق فقہ کو النوریہ[1] کے مدرس الحصیری سے پڑھا اور لغت اور نحو کو تاج کندی سے سیکھا۔ اور اس نے زمخشری کی المفصل کو حفظ کیا ہوا تھا اور جو شخص اسے حفظ کرتا تھا وہ اسے تیس دینار دیا کرتا تھا اور اس نے حکم دیا کہ لغت کے بارے میں اس کے لیے ایک کتاب کو تالیف کیا جائے جو الجوہری کی صحاح اور ابن درید کی الجمہرہ اور ازہری کی التہذیب وغیرہ پر حاوی ہو۔ اور اس نے حکم دیا کہ مسند امام احمد کو اس کے لیے مرتب کیا جائے اور وہ علماء سے محبت کرتا تھا اور ان کا اکرام کرتا تھا۔ اور نیک کاموں کی متابعت میں کوشش کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں طحاوی کے عقیدہ پر ہوں اور اس نے اپنی وفات کے نزدیک وصیت کی کہ اسے سفید کپڑوں میں کفن دیا جائے اور اس کے لیے لحد بنائی جائے اور اسے صحراء میں دفن کیا جائے اور اس پر عمارت نہ بنائی جائے۔ اور وہ کہا کرتا تھا کہ دمیاط کے واقعہ کو میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ذخیرہ رکھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ وہ اس کی وجہ سے مجھ پر رحم فرمائے گا۔ یعنی اس نے وہاں بڑی شجاعت کا اظہار کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس میں شجاعت' مہارت' علم اور اہل علم سے محبت اکٹھی کر دی تھی۔ اور وہ ہر جمعہ کو اپنے والد کی قبر پر آتا تھا اور تھوڑی دیر بیٹھتا تھا' پھر جب اطلاع دینے والے اطلاع دیتے تو وہ اپنے چچا صلاح الدین کی قبر پر چلا جاتا اور وہاں جمعہ کی نماز پڑھتا۔ اور وہ متکبر نہ تھا' اور بعض اوقات اکیلا ہی سوار ہو جاتا اور پھر اس کے بعض غلام پیچھے سے اسے جا ملتے' اور اس کے ایک دوست محب الدین بن ابی السعود بغدادی نے اس کے بارے میں کہا ہے۔

''اگر کسی والی کے یہ محاسن مٹی میں چھوڑے گئے ہیں تو مجھے تجھ پر دلی رنج نہیں ہے اور جب سے تو مجھ سے غائب ہوا ہے' میں کسی قابل اعتماد دوست کے حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوا مگر میرے دل میں تیرا خیال آ تا رہا ہے''۔

اور اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے الناصر داؤد بن المعظم کو دمشق کا بادشاہ بنایا' اور امراء نے اس کی بیعت کی۔

---

[1] یہ ''السہم المصیب فی الرد علی الخطیب'' کے مؤلف ہیں جیسا کہ تاریخ بغداد میں حضرت امام ابوحنیفہ کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔

ابوالمعالی اسعد بن یحییٰ:

ابن موسیٰ بن منصور [illegible] صاحب فقیہ شافعی [illegible] شیخ [illegible] فاضل ادیب ہے اس کی نظم و نثر بہت اچھی ہے اور اس کے واقعات نہایت عجیب اور عمدہ ہیں اور اس نے نوے سال سے زیادہ عمر پائی اور ایک وقت شاہ حماۃ نے اسے اپنا وزیر مقرر کیا اور اس کے اشعار عمدہ ہیں جن میں سے ابن الساعی نے کچھ اشعار بیان کیے ہیں۔

''اور تیرے محبوب کے دل میں بےغم ہونے کی بات نہیں گذری اور محبت اس کے حال کو تو بہتر جانتی ہے اور چغل خور نے کب تیرے پاس شکایت کی ہے کہ وہ تیرے عشق کو فراموش کر دینے والا ہے' اپنے محبوب سے پوچھ وہ تو اس کے ملامت گروں میں شامل ہے۔ کیا مصیبت زدہ عاشق کے حال کا کوئی گواہ نہیں جو تجھے اس کے بارے میں سوال کرنے سے بے نیاز کر دے تو نے اس کی بیماری کو نیا لباس دیا ہے اور تو نے اس کے عشق کا پردہ چاک کیا ہے اور اس کے وصال کی رسی کو کاٹ دیا ہے' ہائے اس قیدی پر تعجب ہے جس کی عادت یہ ہے کہ آزاد پر اپنے جان و مال سے فدا ہوتا ہے''۔

نیز اس کے یہ اشعار بھی ہیں۔

''تیری محبت کے بارے میں ملامت گروں نے خوب ملامت کی' کاش بےغم ہونے کی میعاد مختصر ہوتی' تیرا دلوں میں جو مقام ہے وہ اس سے ناآشنا ہیں اور انہوں نے کوشش کی ہے کاش انہیں میرے جیسا غم ہوتا تو وہ تجاوز نہ کرتے' عشق کی شیرینی اور عذاب پر صبر کرنا' اور عاشق کو ہمیشہ ملامت کی جاتی ہے''۔

ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن محمد:

ابن احمد بن حمدان الطیبی جو الصائن کے نام سے مشہور ہیں' آپ نظامیہ میں دہرائی کروانے والوں میں سے ایک ہیں۔ آپ نے الثقفیہ میں درس دیا' اور آپ مذہب' فرائض اور حساب کے جاننے والے تھے اور آپ نے التنبیہ کی شرح لکھی ہے۔ اس کا ذکر ابن الساعی نے کیا ہے۔

ابوالنجم محمد بن القاسم بن ہبۃ اللہ التکریتی:

شافعی فقیہ' آپ نے ابوالقاسم بن فضلان سے فقہ سیکھی' پھر نظامیہ میں دہرائی کی اور کسی دوسرے مدرسہ میں درس دیا۔ آپ ہر روز بیس درس دیتے تھے اور آپ کا کام صرف پڑھانا اور دن رات قرآن کی تلاوت کرنا تھا۔

آپ بہت سے علوم کے ماہر تھے اور مذہب اور خلافیات میں آپ قابل اعتماد تھے اور آپ طلاق ثلاث کے مسئلہ میں ایک طلاق کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اور قاضی القضاۃ ابوالقاسم عبداللہ بن الحسین الدامغانی آپ سے ناراض ہو گیا آپ نے اس سے سماع نہیں کیا' پھر آپ کو بغداد بلایا گیا اور آپ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے اور قاضی القضاۃ نصر بن عبدالرزاق نے نظامیہ میں دوبارہ آپ کو دہرائی پر مقرر کر دیا اور آپ پھر اشتغال علم اور فتویٰ میں مصروف ہو گئے اور آپ کو دوبارہ وجاہت حاصل ہو گئی یہاں تک کہ آپ نے اس سال وفات پائی' یہ بیان ابن الساعی کا ہے۔

۶۲۵ھ

اس سال جلال الدین اور تاتاریوں کے درمیان بہت معرکے ہوئے انہوں نے اسے کئی بار شکست دی' پھر سب کے بعد اس نے انہیں عظیم شکست دی اور ان میں سے اتنے لوگوں کو قتل کیا جن کا شمار نہیں ہوسکتا' اور یہ تاتاری چنگیز خان سے علیحدہ ہو گئے تھے اور اس کے نافرمان تھے' چنگیز خان نے جلال الدین کو لکھا کہ یہ لوگ ہم سے تعلق نہیں رکھتے اور ہم نے ان کو دور کر دیا ہے لیکن عنقریب تو ہماری وہ فوج دیکھے گا' جس کا تو مقابلہ نہ کر سکے گا۔

اور اس سال سسلی کی جانب سے فرنگیوں کی ایک بہت بڑی جماعت آئی اور عکا اور صور میں اتری اور انہوں نے صیدا کے شہر پر حملہ کر کے اسے مومنین کے ہاتھوں سے چھین لیا اور اس سے آگے گزر گئے' اور ان کی قوت بڑھ گئی اور جزیرہ قبرص کا بادشاہ انبرور آیا' پھر چل کر عکا اترا اور مسلمان اس کے شر سے خوفزدہ ہو گئے' اور اللہ ہی سے مدد مانگی جاسکتی ہے' اور ملک کامل محمد بن عادل حاکم مصر' بیت المقدس جا کر اس میں داخل ہو گیا' پھر نابلس کی طرف چلا گیا اور الناصر بن داؤد بن معظم اپنے چچا کامل سے خوفزدہ ہو گیا اور اس نے اپنے چچا اشرف کو خط لکھا تو اس نے اسے ایک دستہ فوج کی پیشکش کی اور اس نے اپنے بھائی کامل کو خط لکھا کہ وہ اپنے بھتیجے پر مہربانی کرے اور اس سے باز رہے' کامل نے اسے جواب دیا کہ میں بیت المقدس کو ان فرنگیوں سے بچانے کے لیے آیا ہوں جو اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور خدا اس بات سے بچائے کہ میں اپنے بھائی یا بھتیجے کا محاصرہ کروں' اور تو شام میں آیا ہے تو اس کی حفاظت کر' اور میں دیار مصر کو واپس جا رہا ہوں اور اشرف اور اہل دمشق کو یہ خوف لاحق ہو گیا کہ اگر کامل واپس چلا گیا تو فرنگیوں کی حرص بیت المقدس تک دراز ہو جائے گی' پس اشرف اپنے بھائی کامل کے پاس گیا اور اسے واپس جانے سے روک دیا' اور دونوں نے اکٹھے وہاں قیام کیا۔ جزاھما اللہ خیرا

یہ دونوں القدس کے صحن کو فرنگیوں سے بچاتے تھے' اللہ فرنگیوں پر لعنت کرے' اور بادشاہ کے پاس ان کے ملوک کی ایک جماعت اکٹھی ہوئی جیسے اس کا بھائی اشرف اور ان دونوں کا بھائی شہاب غازی بن عادل اور ان کا بھائی صالح اسماعیل بن عادل اور شاہ حمص اسد الدین شیرکوہ ناصر الدین وغیرہ' اور سب نے اس امر پر اتفاق کیا کہ الناصر کو دمشق کی حکومت سے اتار کر اسے اشرف موسیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔ اور اس سال اس نے صدر تکریتی کو دمشق کے احتساب اور مشیخۃ الشیوخ سے معزول کر دیا اور دو اور آدمیوں کو اس پر مقرر کر دیا۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اوائل رجب میں شیخ صالح فقیہ ابوالحسن علی بن مراکشی نے جو مدرسہ مالکیہ میں مقیم تھے۔ وفات پائی اور اس قبرستان میں دفن ہوئے جسے الزین خلیل بن زویزان نے صوفیہ کے قبرستان کے سامنے وقف کیا ہے اور آپ اس قبرستان میں دفن ہونے والے پہلے شخص ہیں۔

۶۲۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو ملوک بنی ایوب علیحدہ علیحدہ اور اختلاف کر رہے تھے' اور وہ گروہ در گروہ بن گئے تھے' اور ملوک' حاکم مصر کامل محمد کے پاس جمع ہوئے اور وہ قدس شریف کے نواح میں مقیم تھا اور فرنگیوں کے دل اپنی کثرت پر خوش تھے اس لیے کہ سمندر

کے ذریعے ان کے پاس فوج پہنچ گئی تھی، نیز معظم کی موت اور اس کے بعد ملوک کے اختلاف کی وجہ سے بھی وہ خوش تھے، سوانہوں نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا کہ جو علاقہ ناصر صلاح الدین نے [illegible] لیا تھا وہ [illegible] ان کے اور مسلمانوں کے درمیان مصالحت ہوگئی کہ وہ انہیں صرف بیت المقدس واپس دے دیں اور بقیہ علاقے ان کے قبضہ میں رہیں، سوانہوں نے قدس شریف کی چہار دیواری لے لی اور معظم نے اس کی فصیلیں گرادی تھیں، مسلمانوں کو یہ بات نہایت ناگوار گزری اور بڑی کمزوری اور بے چینی ہوئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

پھر ملک کامل نے آ کر دمشق کا محاصرہ کرلیا اور اس کے باشندوں کو تنگی دی اور نہروں کو کاٹ دیا اور ذخائر کو لوٹ لیا گیا اور نرخ گراں ہو گئے اور فوجیں مسلسل اس کے اردگرد موجود رہیں، حتیٰ کہ اس کے بھتیجے صلاح الدین نے ملک ناصر داؤد بن معظم کو اس شرط پر دمشق سے نکالا کہ وہ الکرک، الشوبک نابلس اور غور اور بلقاء کے درمیانی علاقے برا میں بطور بادشاہ قیام کرے گا، اور معظم کے گھرانے کا استاد امیر عزالدین ایبک، صرخد کا امیر ہوگا، پھر اشرف اور اس کے بھائی کامل نے باہم تبادلہ کیا اور اشرف نے دمشق لے لیا اور اس نے اپنے بھائی کو حران، الرہا، رقہ، راس العین اور سروج کے شہر دے دیئے، پھر کامل نے جا کر حماۃ کا محاصرہ کرلیا۔ اور اس کا حکمران ملک منصور بن تقی الدین عمر تھا جو فوت ہو چکا تھا اور اس نے اپنے بعد اپنے بڑے بیٹے مظفر محمد کو ولی عہد مقرر کیا تھا، جو کامل کی بیٹی کا خاوند تھا، اور حماۃ پر اس کے بھائی صلاح الدین قلج ارسلان نے قبضہ کرلیا اور کامل نے اس کا محاصرہ کرلیا، حتیٰ کہ اس نے اسے اس کے قلعہ سے اتار لیا اور اسے اپنے بھائی مظفر محمد کے سپرد کردیا، پھر جا کر اس نے ان شہروں کی سپرداری لے لی جو اس نے دمشق کے عوض میں اپنے بھائی اشرف سے لیے تھے، جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، اور ملک ناصر داؤد کے زمانے میں لوگ دمشق میں اوائل کے علم میں مشغول تھے اور وہ اس کی حفاظت کرتا تھا۔ اور قدیم سے بعض لوگوں نے اسے ایک قسم کی آزادی کی طرف منسوب کیا ہے۔ واللہ اعلم

ملک اشرف نے شہروں میں اعلان کروایا کہ لوگ اس علم میں اشتغال نہ کریں اور علم تفسیر، حدیث اور فقہ میں اشتغال کریں، اور سیف الدین آمدی عزیزیہ میں مدرس تھا اس نے اسے وہاں سے الگ کردیا اور وہ اپنے گھر میں بیٹھ گیا، حتیٰ کہ ۶۳۱ھ میں فوت ہوگیا، جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور اس سال ناصر داؤد نے قاضی القضاۃ شمس الدین بن الخولی کے ساتھ قاضی محی الدین یحییٰ بن محمد بن علی بن الزکی کو بھی شامل کردیا اور اس نے باب الکلاسہ کے مشرق میں کھڑکی میں کئی روز تک فیصلے کیے پھر وہ ابن خولی کے ساتھ مل کر اپنے گھر میں فیصلے کرنے لگا۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ملک مسعود اقسیس بن کامل:

حاکم یمن' اس نے ۱۹ سال مکہ پر حکومت کی اور وہاں بڑی عدل گستری سے کام کیا اور زیدیہ کو وہاں سے جلاوطن کر دیا اور راستے اور حاجی پر امن ہو گئے' لیکن وہ اپنے آپ پر بڑی زیادتی کرنے والا تھا۔ اسی طرح اس میں ظلم وتعدی بھی پائی جاتی تھی' اس کی وفات مکہ میں ہوئی اور باب المعلیٰ میں اسے دفن کیا گیا۔

محمد السبتی النجار:

بعض لوگ آپ کو ابدال میں شمار کرتے ہیں' ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے دارالزکوٰۃ کے مغرب میں اپنے مال سے مسجد تعمیر کی ہے جو سڑک کے بائیں جانب ہے۔ آپ جبل میں دفن ہوئے آپ کا جنازہ دیکھنے کے قابل تھا۔

ابوالحسن علی بن سالم:

ابن یزبک بن محمد بن مقلد العباری' شاعران نو میں سے ایک شاعر' یہ کئی دفعہ بغداد آیا اور المستظہر وغیرہ کی مدح کی اور یہ ایک فاضل شاعر تھا۔ اور بکثرت غزل کہتا تھا۔

ابو یوسف یعقوب بن صابر حرانی:

ثم البغدادی المنجنیقی' یہ اپنے فن میں فاضل تھا' اور اچھے اور عمدہ شعر کہنے والا تھا' ابن الساعی نے اس کے کچھ اشعار بیان کیے ہیں' اور آپ نے اس کا سب سے بہترین قصیدہ وہ بیان کیا ہے جس میں سب لوگوں کی تسلی کا سامان پایا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

کیا کسی کے لیے ہمیشہ رہنے کی امید کی جاسکتی ہے' خدا کے سوا ہر چیز تباہ ہونے والی ہے۔ جو مٹی سے پیدا ہوا ہے خواہ وہ طویل عرصہ زندہ رہے' مٹی میں واپس چلا جائے گا' تمام لوگوں کا ٹھکانہ وہی ہے جس میں ان کے آباؤ اجداد چلے گئے ہیں' حوا اور آدم کہاں ہیں؟ جب ان سے دوام' ٹھکانہ اور ہمیشگی جاتی رہی' ہابیل اور قابیل کہاں ہیں؟ جبکہ یہ اور وہ ایک دوسرے سے عناد رکھنے والے اور حسد کرنے والے ہیں نوح علیہ السلام کہاں ہیں؟ اور ہم تیرے کس دوست سے موافقت کریں ساری دنیا ہی مفقود ہو جانے والی ہے' زمانے نے اسے موت کے لیے بچے کی طرح چھوڑ دیا ہے اور اس کی لمبی عمر نے کوئی فائدہ نہیں دیا' عاد اور عاد کی جنت کہاں ہے؟ کیا تجھے معلوم ہے کہ صالح علیہ السلام اور ثمود کہاں ہیں' وہ ابراہیم علیہ السلام کہاں ہے جس نے بیت اللہ کو' جو معظم اور مقصود ہے' بلند کیا ہے' انہوں نے اپنے بھائی یوسفؑ سے حسد کیا اور تدبیر کی اور حاسد ومحسود دونوں مر گئے' اور سلیمانؑ نے نبوت اور حکومت میں داؤد علیہ السلام کی طرح فیصلے کیے اور اس مخلوق کے مطاع ہونے کے بعد چلے گئے اور اس کے لیے لوہے کو نرم کر دیا گیا۔ اور ابن عمران نو معجزات اور سمندر پھاڑنے کے بعد مٹی ہو گیا اور مسیح ابن مریم روح اللہ کا یہود خاتمہ کر دینے والے تھے' اور سردار انبیاءؑ اور راہ حق کی طرف راہنمائی

کرنے والے نے فیصلے کیے اور وہ احمد اور محمود ہے اور اس کے بیٹوں اور پاک آل پر معبود نے درود بھیجا ہے اور پھر دیر کے بعد آسمان کے ستارے بکھرنے والے اور ہوا ٹھہر جانے والی ہے اور دنیا کی وہ آگ جو چٹانوں کو جلا دیتی ہے بجھ جانے والی ہے اور پانی جم جانے والا ہے اور جس صبح کو وہ لوگوں کی امامت کرے گا' زمین متزلزل ہو جائے گی اور اصل چیزیں یعنی آگ' مٹی' تازہ ہوا اور ٹھنڈا پانی عنقریب ہماری طرح فنا ہو جائے گا اور مخلوق میں سے کوئی باپ اور بچہ باقی نہیں رہے گا اور زمانے کی گردش سے نہ بدبخت گمراہ اور نہ سعادت مند ہدایت یافتہ بچے گا' اور جب موتیں تلواریں سونت لیں تو غلام اور دوست کٹ جاتے ہیں۔

ابوالفتوح نصر بن علی بغدادی:

آپ شافعی فقیہ ہیں اور آپ کا لقب ثعلب ہے' آپ نے مذہب اور خلافیات میں اشتغال کیا ہے' آپ کے اشعار میں سے آپ کا یہ قول بھی ہے کہ:

''جسم میرے پاس ہے اور روح تمہارے پاس ہے' جسم پردیس میں ہے اور روح وطن میں ہے اور لوگ مجھ پر تعجب کرتے ہیں کہ میرا بدن ایسا ہے جس میں روح موجود نہیں اور میری روح ایسی ہے جس کے ساتھ بدن نہیں''۔

ابوالفضل جبرائیل بن منصور:

ابن ہبۃ اللہ بن جبرائیل بن حسن بن غالب بن یحییٰ بن موسیٰ بن یحییٰ بن حسن بن غالب بن حسن بن عمرو بن حسن بن نعمان بن منذر جو ابن زطینا بغدادی کاتب الایوان کے نام سے مشہور ہے' اس نے اسلام قبول کیا۔ یہ نصرانی تھا اور حسن اسلام سے آراستہ ہوا اور یہ بڑا فصیح اور مؤثر وعظ کرنے والا تھا اور اس کا قول ہے:

''تیرا بہترین وقت وہ گھڑی ہے جو خالص اللہ کے لیے ہو اور اس کے غیر کی سوچ اور کسی دوسرے کی امید سے خالی ہو اور جب تک تو بادشاہ کی خدمت میں ہے' زمانے سے دھوکہ نہ کھا' اپنی ہتھیلی کو بند رکھ اور اپنی نظر کو پھیر' روزے زیادہ رکھ اور نیند کم کر تجھے سکون ہوگا' اپنے رب کا شکر کر' تیرے کام کی تعریف ہوگی''۔

اور اس نے کہا مسافر کا زاد اس کے سفر سے پہلے ہوتا ہے' زاد تیار کر تو معاد میں مراد کو حاصل کرے گا' نیز کہا تو کب تک غفلت میں پڑا رہے گا' گویا تو مہلت کے عواقب سے امن میں آ گیا ہے' کھیل کود کی عمر گذر گئی اور جوانی کی عمر ختم ہو چکی اور تجھے اپنے رب کی رضامندی کا اعتماد حاصل نہیں ہوا' اور تیرا معاملہ عمر کی کمزوری اور سستی کے زمانے تک پہنچ چکا ہے اور تو نے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا' تیری روح عاجزی کرتی ہے اور تیری آنکھ اشکباری نہیں کرتی اور تیرا دل فروتنی کرتا ہے اور تیرا نفس لالچ کرتا ہے' تیرا نفس ظلم کرتا ہے اور تو دردمند ہوتا ہے اور تو دنیا میں زہد کا اظہار کرتا ہے اور اسی وقت لالچ بھی کرتا ہے اور جو تیرا حق نہیں اس کا تو مطالبہ کرتا ہے اور جو حق تجھ پر واجب ہے تو اس کی ادائیگی نہیں کرتا' اور تو اپنے رب کے فضل کا خواہاں ہے اور استعمال کی چیزوں کو روکتا ہے اور تیرا نفس امارہ عیب لگاتا ہے اور کھیل کود سے باز نہیں آتا' اور تو اپنے انتباہ سے غافلوں کو بیدار کرتا ہے اور اپنے حصے سے غافل ہو جاتا ہے اور سو جاتا ہے اور تو اپنی بھلائی سے غیر کو مخصوص کرتا ہے' حالانکہ تیرا نفس محتاج فائدہ نہیں اٹھاتا' اور تو حق کے اردگرد چکر لگاتا ہے حالانکہ تو باطل کا شوقین ہے' اور تو تنگ راستوں میں ٹھوکریں کھاتا ہے' حالانکہ نجات کا راستہ وسیع ہے اور تو گناہوں پر ٹوٹ پڑتا ہے اور مجرموں

کے بارے میں سفارش کرتا ہے اور تو قلیل پر قناعت کا اظہار کرتا ہے اور کثیر سے بھی سیر نہیں ہوتا' اور تو دارِ فانی کو آباد کرتا ہے حالانکہ تیرا باقی رہنے والا گھر ویران اور بے آباد ہے اور تو مسافرانہ مقام کو یوں وطن بنائے ہوئے ہے گویا تو اپنے رب کے پاس واپس نہیں پائے گا' اور تو خیال کرتا ہے کہ تیرا کوئی نگران نہیں حالانکہ تیرے اعمال کا رفع نگرانوں کی طرف ہوتا ہے' تو کبیرہ گناہوں پر سبقت کرتا ہے اور صغیرہ گناہوں سے ڈرتا ہے اور تو بخشش کی امید رکھتا ہے حالانکہ تو گناہوں سے باز نہیں آتا اور تو دیکھ رہا ہے کہ خوف تیرا احاطہ کیے ہوئے ہے اور تو کھیل کے میدان میں چر رہا ہے' اور تو جاہلوں کے افعال کو برا سمجھتا ہے اور خود تو جہالت کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے' اب وقت آ گیا ہے کہ تو سختی سے برا منائے اور ذلیل کاموں سے بلند رہے' اخفا کرنے والے چلے گئے ہیں اور تو پیچھے رہ گیا ہے تو کیا توقع رکھتا ہے؟۔

اور ابن الساعی نے اس کے عمدہ اشعار کو بھی بیان کیا ہے جن میں سے یہ اشعار بھی ہیں ۔

''اگر تیری آنکھیں اطاعت میں بے خواب رہیں تو یہ بات تیرے لیے نیند سے بہتر ہے۔ رک جا' وہ تو اپنے حال میں آ گے نکل گیا ہے اور تو آ گے نکل جانے والے کی آج کو پالے' تیرے رب نے تجھے گمراہی کے بعد ہدایت دی ہے' رشد کی راہیں عبادت کا استحقاق رکھتی ہیں' اس کا غلام بن جا تو اسے آزادی محسوس کرے گا' اور طویل درویشی سے اس کے فضل کا دوام طلب کر اور جب تو حرام سے بچے گا تو اس کے عوض میں تجھے حلال اور پاکیزہ کھانا دیا جائے گا اور تو قناعت اختیار کر' تو حرام میں بھی خدائے ذوالجلال کے فضل سے حلال کو پالے گا''۔

۶۲۷ھ

اس سال اشرف موسیٰ بن عادل اور جلال الدین بن خوارزم شاہ کے درمیان عظیم معرکہ ہوا' اور اس کا سبب یہ تھا کہ ماضی میں جلال الدین نے خلاط شہر پر قبضہ کر کے اسے ویران کر دیا تھا' اور اس کے باشندوں کو بھگا دیا تھا۔ اور شاہ روم علاؤ الدین کیقباد نے اس سے جنگ کی اور اشرف کو ترغیب دیتے ہوئے پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس آئے خواہ ایک دستہ فوج کے ساتھ ہی آئے اور اشرف دمشقی فوج کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ آیا اور جزیرہ کی فوجیں اور خلاط کی فوج میں سے جو لوگ باقی بچ گئے تھے وہ بھی ان کے ساتھ مل گئے اور وہ پانچ ہزار جانباز تھے' جن کے پاس پورا ساز و سامان اور بڑے بڑے گھوڑے تھے۔ انہوں نے آذربائیجان میں جلال الدین کے ساتھ جس کے پاس بیس ہزار جانباز تھے' مڈبھیڑ کی اور یہ ان کے سامنے ایک گھنٹہ بھی نہ ٹھہر سکا' اور الٹے پاؤں واپس ہوا اور شکست کھا گیا اور بعد ازاں انہوں نے اس کا تعاقب کیا اور وہ خوئی شہر تک مسلسل اس کی تلاش میں رہے اور اشرف خلاط شہر کی طرف واپس آ گیا۔ تو اس نے اسے چھتوں سمیت گرے ہوئے پایا۔ اور اس نے اسے ٹھیک ٹھاک کیا۔ پھر اس نے اور جلال الدین نے مصالحت کر لی اور اپنی حکومت کے ہیڈ کوارٹر میں واپس آ گیا' اللہ اس کی حفاظت کرے۔

اور اس سال اشرف نے طویل محاصرہ کے بعد ملک امجد بہرام شاہ سے قلعہ بعلبک کی سپرداری لے لی' پھر اس نے اپنے بھائی صالح اسماعیل کو دمشق کا نائب مقرر کیا' پھر وہ اس وجہ سے اشرف کے پاس گیا کہ جلال الدین خوارزمی نے بلادِ خلاط پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا تھا اور بہت سے اموال لوٹ لیے تھے' پس اشرف نے اس کے ساتھ مڈبھیڑ کی اور

انہوں نے زبردست جنگ کی اور اشرف نے اسے نہایت بری شکست دی اور خوارزمیوں کے بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے' اور خوارزمیوں پر اشرف کے فتح پانے کے باعث شہروں میں خوشخبریوں کے اعلان کیے گئے' بلاشبہ وہ جس شہر کو بھی فتح کرتے تو جو آدمی بھی اس میں موجود ہوتے انہیں قتل کر دیتے اور اس کے اموال کو لوٹ لیتے' سو اللہ نے ان کو شکست دی۔

اور اشرف نے معرکہ سے قبل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ اسے فرما رہے ہیں' اے موسیٰ! تجھے ان پر فتح حاصل ہوگی' اور جب وہ ان کی شکست سے فارغ ہوا تو وہ بلاد خلاط کی طرف واپس آیا اور ان میں جو خرابی اور بگاڑ پیدا ہو گیا تھا اس کی مرمت واصلاح کی۔ اور اس سال اور اس سے پہلے سال کسی شامی نے حج نہیں کیا اور اسی طرح اس سے پہلے سال بھی یہی ہوا' یہ تین سال ہیں جن میں کوئی شامی حج کو نہیں گیا۔ اور اس سال فرنگیوں نے جزیرہ سورقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں پر بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور دوسروں کو قیدی بنا لیا اور انہیں ساحل کی طرف لے آیا اور مسلمانوں نے اس کا استقبال کیا تو جو کچھ فرنگیوں نے ان سے سلوک کیا تھا' اس کی خبر دی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

زین الامناء شیخ صالح:

ابوالبرکات ابن الحسن بن ...... بن الحسن بن ھبۃ اللہ بن زین الامناء بن عساکر دمشقی شافعی' آپ نے اپنے دونوں چچاؤں حافظ ابوالقاسم اور الصائن اور کئی لوگوں کو سماع کرایا' اور عمر' روایت میں متفرد ہے اور آپ نے ۸۰ سے تین سال متجاوز عمر پائی' اور اپنی آخری عمر میں آپ کو مرض قعاد[1] لاحق ہو گیا اور آپ کو سماع حدیث کرانے کے لیے پالکی میں جامع مسجد اور دارالحدیث نوریہ کی طرف لے جایا جاتا تھا اور لوگوں نے طویل مدت تک آپ سے انتفاع کیا اور جب آپ فوت ہوئے تو لوگ آپ کے جنازہ میں شامل ہوئے اور آپ کو قبرستانِ صوفیہ میں اپنے بھائی شیخ فخر الدین بن عساکر کے نزدیک دفن کیا گیا۔

شیخ بیرم المار دینی:

آپ صالح' گوشہ نشین اور لوگوں سے علیحدگی کو پسند کرتے تھے' اور آپ جامع مسجد کے غربی زادیہ میں مقیم تھے اور اسی زادیہ کو الغزالیہ کہا جاتا ہے' اور وہ زادیۃ الدولعی زادیۃ القطب نیشاپوری اور زادیہ شیخ ابونصر المقدسی کے نام سے مشہور ہے' یہ قول شیخ شہاب الدین ابوشامہ کا ہے اور آپ کے جنازہ کا دن دید کے قابل تھا۔ آپ کو قاسیون کے دامن کوہ میں دفن کیا گیا۔

۶۲۸ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو ملک اشرف موسیٰ بن عادل جزیرہ میں ان شہروں کی مرمت واصلاح میں مشغول تھا' جنہیں جلال الدین خوارزمی نے خراب کر دیا تھا' اور اس سال تاتاری جزیرہ اور دیار بکر میں آئے اور انہوں نے دائیں بائیں فساد اور خرابی کی اور

---

[1] قعاد: وہ مرض ہے جس میں آدمی چلنے پھرنے سے معذور ہو جاتا ہے۔ مترجم

لوگوں کو قتل کیا اور لوٹا اور حسب عادت قیدی بنایا' اللہ ان کو ناکام کرے۔

اور اس سال مزار ابی بکر کے امام کو جامع دمشق سے وظیفہ دیا گیا اور اس میں پانچ نمازیں پڑھی گئیں اور اس میں شیخ تقی الدین بن الصلاح شہرزوری شافعی نے مدرسہ جوانیہ میں شفاخانے کی جانب جمادی الاولیٰ میں درس دیا اور اس میں ناصر ابن الحنبلی نے قاسیون کے دامن کوہ میں الصالحیہ میں درس دیا جسے خاتون ربیعہ خاتون بنت ایوب ست الشام کی بہن نے تعمیر کیا ہے۔

اور اس سال ملک اشرف نے شیخ علی حریری کو قلعہ عزفا میں قید کر دیا اور اس سال دیار مصر بلاد شام' حلب اور جزیرہ میں زمینی اور آسمانی پانی کی قلت کی وجہ سے سخت گرانی ہوگئی اور یہ سال اس قول الٰہی (اور ہم تمہیں کچھ خوف' بھوک' مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے ضرور آزمائیں گے' اور آپ ان صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں) کا مصداق تھا' اور ابن اثیر نے اس پر لمبی گفتگو کی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ تاتاریوں کی ایک پارٹی نے دوسری بار بلاد ماوراء النہر میں خروج کیا۔ اور اس سال ان کی آمد کا باعث یہ تھا کہ اسماعیلیہ نے انہیں خط لکھ کر اطلاع دی کہ جلال الدین بن خوارزم شاہ کی حکومت کمزور پڑ چکی ہے اور اس نے اپنے اردگرد کے تمام ملوک حتیٰ کہ خلیفہ سے بھی دشمنی کی ہے اور یہ کہ ملک اشرف نے اسے دوبار شکست دی ہے' اور جلال الدین سے کچھ ایسے افعال ناقصہ ظاہر ہوئے جو اس کی کمی عقل پر دلالت کرتے تھے' ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کا ایک خصی غلام مر گیا' جسے قلج کہا جاتا تھا اور وہ اس سے محبت رکھتا تھا' اور اس نے اس پر بڑا غم کیا یہاں تک کہ امراء کو حکم دیا کہ وہ اس کے جنازے میں پیدل چلیں اور وہ کئی فرسخ پیدل چلے اور اس نے اہل شہر کو حکم دیا کہ وہ بڑی تعداد میں اس کے غم کے لیے باہر نکلیں' کچھ لوگوں نے اس بارے میں سستی کی تو اس نے ان کے قتل کا ارادہ کر لیا' حتیٰ کہ بعض امراء نے ان کے متعلق سفارش کی پھر اس نے قلج کے دفن کی اجازت نہ دی اور اسے بھی اس کے ساتھ پالکی میں سوار کرایا جاتا تھا اور جب کبھی اس کے سامنے کھانا لایا جاتا تو یہ کہتا اسے قلج کے پاس لے جاؤ' ایک شخص نے اسے کہا اے بادشاہ قلج مر چکا ہے' تو اس نے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ اور اسے قتل کر دیا گیا اور اس کے بعد وہ کہنے لگے اسے بوسہ دو اور وہ زمین کو بوسہ دیتا اور وہ کہتا' اب وہ پہلے سے تندرست ہے یعنی وہ بیمار ہے مرا نہیں۔ اور بادشاہ اپنے دین اور عقل کی کمی کی وجہ سے اس سے راحت محسوس کرتا' اللہ اسے ہلاک کرے' اور جب تاتاری آئے تو یہ ان کے ساتھ مشغول ہو گئے اور اس نے قلج کے دفن کرنے کا حکم دیا اور ان کے سامنے سے بھاگ گیا اور اس کا دل ان کے خوف سے بھر گیا اور وہ جس علاقے سے بھی گزرتا وہ اسے آ ملتے اور وہ جن علاقوں اور شہروں سے گزرے انہیں برباد کر دیا' حتیٰ کہ وہ جزیرہ پہنچ گئے اور اس سے آگے سنجار' ماردین اور آمد تک قتل عام کرتے لوٹتے اور قیدی بناتے ہوئے چلے گئے' اور جلال الدین کی جمعیت پریشان ہوگئی اور اس کی فوج اسے چھوڑ گئی اور وہ مختلف سمتوں میں بکھر گئے اور انہوں نے امن کے بدلے خوف اور عزت کے بدلے ذلت اور اجتماع کے بدلے پراگندگی اختیار کر لی۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کے قبضے میں حکومت ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور جلال الدین کا حال معلوم نہیں ہوا کہ وہ کدھر اور کہاں چلا گیا' اور تاتاریوں نے بقیہ علاقوں میں لوگوں پر قابو پا لیا۔ انہیں کوئی روکنے والا نہیں تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ان کے مقابلہ میں ضعف اور کمزوری پیدا کر دی اور وہ بہت لوگوں کو قتل کرتے اور مسلمان کہتا اللہ کی قسم نہیں' اللہ کی قسم نہیں' اور وہ گھوڑوں پر کھیلتے اور گاتے اور لوگوں کی نقلیں

اتارتے۔ اللہ کی قسم نہیں' اللہ کی قسم نہیں' اور یہ ایک عظیم مصیبت تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور اس سال لوگوں نے شام سے حج کیا اور اس سال حج کرنے والوں میں شیخ تقی الدین ابوعمر بن الصلاح بھی تھا' پھر اس سال کے بعد لوگوں نے جنگوں کی کثرت اور تاتاریوں اور فرنگیوں کے خوف سے حج نہیں کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور اس سال اس مدرسہ کی تعمیر مکمل ہوئی' جو بغداد کے باز ارعجم میں اقبال الشرابی کی طرف منسوب ہے اور وہاں درس میں حاضر ہوئے اور یہ جمعہ کا دن تھا اور اس میں بغداد کے تمام مدرس اور مفتی جمع ہوئے اور اس نے اس کے صحن میں حلوہ کے گنبد بنائے اور اسے اس سے تمام مدارس اور خانقاہوں میں لے جایا گیا' اور اس نے ان میں پچیس فقیہ مقرر کیے جنہیں ہر روز تنخواہ ملتی تھی اور حلوہ اجتماعات کے اوقات میں اور پھل اپنے زمانے میں ملتے تھے' اور اس نے مدرسین' دہرائی کرنے والوں اور فقہاء کو اس روز خلعت دیئے' اور یہ اچھا وقت تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔

اور اس سال اشرف ابوالعباس احمد بن قاضی فاضل حاکم مصر کامل کی طرف سے ایلچیوں میں خلیفہ مستنصر باللہ کی طرف گیا اور اس کی عزت کی گئی اور اسے تعظیم کے ساتھ واپس کیا گیا' اور اس سال ملک مظفر ابوسعید کوکبری بن زین الدین شاہِ اربل بغداد میں داخل ہوا اور وہ اس میں کبھی داخل نہ ہوا تھا' اور سواروں کی جماعت نے اس کا استقبال کیا اور خلیفہ نے دو وقتوں میں دو دفعہ اسے بالمشافہ سلام کیا اور یہ اس کا شرف تھا' جس پر بقیہ اطراف کے ملوک نے رشک کیا اور انہوں نے ہجرت کرنے کا مطالبہ کیا تا کہ انہیں بھی اس قسم کا شرف حاصل ہو' مگر وہ سرحدوں کی حفاظت نہ کر سکے۔ اور وہ تعظیم واکرام کے ساتھ اپنی مملکت کی طرف واپس آ گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

یحییٰ بن معطی بن عبدالنور:

نحوی مؤلف الفیہ اور دیگر تصانیف نحویہ مفیدہ' آپ کا لقب زین الدین ہے آپ نے کندی وغیرہ سے علم حاصل کیا' پھر مصر کی طرف سفر کر گئے اور آپ کی وفات اس سال کے ذی الحجہ کے آغاز میں قاہرہ میں ہوئی اور آپ کے جنازہ میں شیخ شہاب الدین ابوشامہ بھی شامل ہوا' آپ نے بھی اسی سال مصر کی طرف سفر کیا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ملک کامل بھی آپ کے جنازہ میں شامل ہوا تھا۔ اور آپ کو القرافہ میں شافعی کے راستہ میں المارکی بائیں جانب مزنی کی قبر کے نزدیک دفن کیا گیا۔

الدخوار الطبیب:

مذہب الدین عبدالرحیم بن علی بن حامد' جو الدخوار شیخ الاطباء دمشق کے نام سے مشہور ہے اور اس نے درب العمید والے اپنے گھر کو جو الصاغۃ العتیقۃ کے قریب ہے دمشق کے اطباء پر بطور مدرسہ وقف کر دیا' اور آپ کی وفات اس سال کے صفر میں ہوئی اور قاسیون کے دامن کوہ میں دفن ہوئے۔ اور آپ کی قبر پر ایک گنبد ہے جو پہاڑ کے دامن میں الرکنیہ کے مشرق میں ستونوں پر کھڑا ہے۔ آپ چھ متعاکس امراض میں مبتلا تھے' جن میں ریح اللقوہ بھی تھا۔

آپ کی پیدائش ۵۶۵ھ میں ہوئی اور آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

قاضی ابوغانم بن العدیم:

ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ اس سال قاضی ابوغانم بن العدیم شیخ صالح نے وفات پائی اور آپ عبادت وریاضت میں پوری قوت خرچ کرتے تھے اور اپنے علم کے مطابق عمل کرتے تھے اور اگر کوئی کہے کہ آپ کے زمانے میں آپ سے زیادہ عبادت گذار کوئی نہ تھا' تو وہ سچ کہے گا' رضی اللہ عنہ وارضاہ' بلاشبہ وہ ہماری شیوخ کی جماعت میں سے تھے اور ہم نے آپ کو حدیث سنائی اور آپ کی یداور گفتگو سے فائدہ اٹھایا۔

بوالقاسم عبدالمجید بن عجمی حلبی:

اور اس سال کی ۱۲؍ربیع الاوّل کو ہمارے دوست ابوالقاسم عبدالمجید بن عجمی حلبی نے وفات پائی۔ آپ اور آپ کے اہل بیت اس سال حلب آئے اور آپ بڑے جوانمرد اچھے اخلاق' وافر حلم اور بڑی سرداری والے تھے' آپ کھانا کھلانا پسند کرتے تھے' اور آپ کو وہ شخص سب سے زیادہ پسند تھا' جو آپ کا کھانا کھائے اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دے اور آپ اپنے مہمانوں کو خندہ پیشانی سے ملتے تھے اور آرام پہنچانے اور ضرورت کے پورا کرنے سے نہیں رُکتے تھے' اللہ آپ پر وسیع رحمت کرے۔

میں کہتا ہوں یہ آخری بات ہے جو حافظ عزالدین ابوالحسن بن علی بن محمد بن الاثیر رحمہ اللہ کی الکامل فی التاریخ میں موجود ہے۔

ابواسحاق ابراہیم بن عبدالکریم:

ابن ابی السعادات بن کریم موصلی' آپ ایک حنفی فقیہ تھے' آپ نے قدوری کے بڑے حصے کی شرح کی ہے اور اس کے مؤلف کا خطبہ بدرالدین لؤلؤ نے لکھا ہے' پھر اس نے اس سے معذرت کی ہے اور آپ ایک اچھے شاعر تھے' آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

''اسے چھوڑ دو جیسے عشق چاہے گا ویسے ہوگا اور میں خیانت کرنے والا نہیں' خواہ وہ عہد شکنی کرے اور جہاں تک ہو سکے اس سے نرم گفتگو کرو' شاید اس کا سخت دل مجھ پر نرم ہو جائے میرے عشق سے اسے باخبر کرو اور میری باتوں کو بار بار اس پر پیش کرو اور باتیں غم ہوتی ہیں' میری جان ان پر فدا ہو جو آنکھ سے جدا ہو گئے ہیں اور دل سے ان کی محبت جدا ہونے والی نہیں' اور جس روز عشاق نے سفر کیا انہوں نے ان پر تلواریں سونت لیں جن کے میانوں کا لٹکنا پلکوں کی طرح ہے''۔

المجد البہنسی:

ملک اشرف کا وزیر' پھر اس نے اسے معزول کر دیا اور اس سے اصرار کے ساتھ مطالبہ کیا اور جب وہ فوت ہوا تو اسے اس قبر میں دفن کیا گیا جو اس نے قاسیون کے دامن میں بنائی تھی۔ اور اس کی جو کتابیں وہاں تھیں اس نے انہیں وقف کر دیا اور ان پر چلنے والے اچھے اوقاف جاری کیے۔

جمال الدولۃ:

خلیل بن زدیران رئیس قصر حجاج یہ بڑا عقلمند اور جوانمرد تھا' جس کے بہت سے صدقات تھے اور قبرستان صوفیہ میں قبلہ کی جانب اس کی زیارت ہے اور مسجد فلوس کے پاس آپ کو آپ کی قبر میں دفن کیا گیا۔

ملک امجد:

مدرسہ امجدیہ کو وقف کرنے والا۔

بہرام شاہ بن فروخشاہ بن شہنشاہ:

ابن ایوب حاکم بعلبک کی وفات اس سال میں ہوئی' یہ ہمیشہ وہیں رہا' حتیٰ کہ اشرف موسیٰ بن عادل نے دمشق آ کر ۶۲۶ھ میں اس پر قبضہ کرلیا اور ۶۲۷ھ میں اس کے ہاتھ سے بعلبک کو چھین لیا اور اسے اپنے پاس دمشق میں اس کے باپ کے گھر میں ٹھہرایا اور جب اس سال کا ماہ شوال آیا تو اس کے غلاموں میں سے ایک ترکی غلام نے اس پر حملہ کر کے اسے رات کو قتل کر دیا اور اس نے اس کی بیوی کے بارے میں اس پر تہمت لگائی تھی' اور اسے قید کر دیا تھا' اور ایک رات اس نے اس پر متغلب ہو کر اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد غلام کو بھی قتل کر دیا گیا' اور امجد کو اس قبر میں دفن کیا گیا جو اس کے باپ کی قبر کے شمال مشرق میں ہے اور یہ ایک فاضل شاعر تھا' اس کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے۔

اور ابن الساعی نے اس کے کچھ عمدہ اور شاندار اشعار کو بیان کیا ہے' اور ابن الساعی نے اس کے وہ اشعار بیان کیے ہیں' جو اس نے ایک نوجوان کے بارے میں فی البدیہہ کہے ہیں' اس نوجوان کو اس نے بید مجنون کی شاخیں قطع کرتے دیکھا تو کہنے لگا۔

''اس پتلی کمر والے نوجوان کے بارے میں میرا کون ضامن ہے' جب میں بید مجنون کی عمدہ شاخیں قطع کرنے پر اسے ناراض ہوا' جب وہ نالیوں اور باغیچوں کے درمیان سیراب ہو کر مڑتا ہے تو ہرن کا بچہ اس کی عادات کی نقالی کرتا ہے' بید مجنون کی شاخوں نے میری عادات کو سرقہ کرلیا ہے' اور میں نے انہیں قطع کرلیا ہے اور قطع چور کی حد ہے''۔

پھر وہ کہتا ہے۔

''مجھے رونے کی آواز اور یاد بے خواب رکھتی ہے' حالانکہ حویلیاں اور گھر خالی ہو چکے ہیں' سفر کرنے والوں نے ایک دوسرے کو آواز دی تو جب وہ روانہ ہوئے تو میرا دل بھی ہودجوں کے ساتھ ساتھ چلنے لگا' اس نے جس قدر دوری چاہی اسی قدر رونے کی آواز تھی اور جوں جوں زیارت گاہ دور ہو رہی تھی' شوق بھی اسی قدر بڑھ رہا تھا' ان کی جدائی کے بعد راتیں طویل ہو گئیں' معلوم نہیں چھوٹی راتیں کہاں چلی گئی تھیں' اور بے خوابی نے میری آنکھوں کے متعلق فیصلہ دیا' اور میرے نزدیک رات دن برابر تھے' ان کی جدائی کے بعد میں بہت بے خواب رہنے لگا' اور ان کے سفر کر جانے کے بعد میری نیند ایک جھپکی رہ گئی' ہمارے لیے کون سونے والی آنکھوں کو عاریۃً لے گا اور کیا تو نے آنکھوں کو عاریۃً دیتے دیکھا ہے' پس میری رات کے لیے صبح روشن نہیں ہے اور نہ میرے غم کو لغزش کہا جاتا ہے اور صبح کو قبیلے کے سفر کرنے کے موقع پر کتنے ہی کہنے والوں نے کہا اس کے ہودج کو اڑتے ہوئے غبار نے چھپا دیا ہے' زندہ ہونے کی حالت میں تیرا

گھروں میں کھڑا ہونا جبکہ ساتھی کوچ کر گیا ہو تیرے لیے عار کی بات ہے''۔

اور اس کے دو شعر ہیں ۔

''یہ عمر کس قدر خسارے میں جا رہی ہے اس نے مجھے کس قدر غافل بنا دیا ہے اور کس قدر بھلا دیا ہے میں نے اپنا تمام زمانہ کھیل کود میں ضائع کر دیا ہے اے عمر! کیا تیرے بعد دوسری عمر بھی ہے''۔

ایک شخص نے اسے خواب میں دیکھا تو اس نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا۔

''میں اپنے دین کے بارے میں خائف تھا اور یہ خوف مجھ سے دور ہو گیا ہے میرے دل کو اس کی ہلاکتوں سے سکون حاصل ہو گیا ہے۔ جب تک میں مردہ ہوں میں زندہ ہوں میں نہیں مروں گا''۔ رحمہ اللہ وعفا عنہ

... الدین تکش:

اور بعض نے محمود بن علاؤ الدین خوارزم شاہ محمد بن تکش خوارزمی بیان کیا ہے' یہ طاہر بن الحسین کی اولاد میں سے ہیں اور تکش ان کا دادا تھا۔ جس نے سلجوقی حکومت کا خاتمہ کیا تھا' تاتاریوں نے اس کے باپ کو مغلوب کر لیا اور اسے شہروں میں بھگا دیا۔ اور وہ ایک بحری جزیرے میں فوت ہو گیا' پھر وہ اس جلال الدین کے پیچھے لگ گئے حتیٰ کہ انہوں نے اس کی فوج کو تتر بتر کر دیا اور سپاہ کے ہاتھ اسے چھوڑ گئے' اور وہ اکیلا ہی رہ گیا اور میافارقین کے علاقے میں ایک کسان اسے ملا اس نے اس پر اور اس کے گھوڑے پر سنہری جواہرات دیکھ کر اسے اجنبی خیال کیا اور اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں خوارزمیوں کا بادشاہ ہوں انہوں نے اس کسان کے بھائی کو قتل کیا تھا' اس نے اسے اتارا اور اس کے اکرام کا اظہار کیا اور جب وہ سو گیا تو اسے اپنی کلہاڑی سے قتل کر دیا اور جو کچھ اس کے اوپر تھا اسے لے لیا یہ خبر میافارقین کے حاکم شہاب الدین غازی بن عادل کو پہنچی تو اس نے کسان کو بلایا اور جس قدر جواہرات اس کے اوپر تھے لے لیے اور گھوڑا بھی لے لیا۔ اور اشرف کہا کرتا تھا کہ وہ ہمارے اور تاتاریوں کے درمیان ایک بند تھا' جیسا کہ ہمارے اور یاجوج ماجوج کے درمیان بند ہے۔

۶۲۹ھ

اس سال دمشق کے دو قاضیوں شمس الدین الخوی اور شمس الدین بن سنی الدولۃ کو معزول کر کے عماد الدین ابن الحرستانی کو قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا' پھر اسے بھی ۶۳۱ھ میں معزول کر کے دوبارہ شمس الدین بن سنی الدولۃ کو قاضی مقرر کیا گیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور اس سال کی ۱۷ شوال کو خلیفہ مستنصر نے اپنے وزیر مؤید الدین محمد بن محمد بن عبد الکریم القمی کو معزول کر دیا اور اسے اور اس کے بھائی حسن اور اس کے بیٹے فخر الدین احمد بن محمد القمی اور ان کے اصحاب کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور اس کی جگہ خلیفہ نے استاذ الدار شمس الدین ابو الازہر احمد بن محمد بن محمد بن الناقد کو وزیر مقرر کیا اور اسے قیمتی خلعت دیا' جس سے لوگ خوش ہو گئے۔

اور اس سال تاتاریوں کی ایک فوج آئی اور شہرزور تک پہنچ گئی' پس خلیفہ نے حاکم اربل مظفر الدین کوکبری بن زین الدین کو بلایا اور اپنے پاس سے بھی اسے فوجیں دیں اور وہ ان کی طرف روانہ ہو گئے' اور تاتاری ان کے خوف سے بھاگ گئے اور انہوں نے مہینوں ان کے مقابلہ میں قیام کیا' پھر مظفر الدین بیمار ہو گیا اور اپنے شہر اربل میں واپس آ گیا اور تاتاری بھی اپنے شہروں کو واپس ہو گئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حافظ محمد بن عبدالغنی

ابن ابی بکر بغدادی' ابوبکر بن نقطہ حافظ الحدیث' فاضل اور فائدہ بخش کتاب ''التقیید'' کا مؤلف' یہ کتاب کتب کے رواۃ اور مشاہیر محدثین کے حالات پر مشتمل ہے۔ اور آپ کا باپ فقیہ تھا' اور بغداد کی کسی مسجد میں گوشہ نشین تھا' اور جو کچھ اسے ملتا اس میر اپنے اصحاب کو ترجیح دیتا۔ اور اس کا یہ بیٹا علم حدیث اور اس کے سماع کی مشغولیت میں پروان چڑھا اور اس نے حصول علم کے۔ شرق وغرب کی طرف سفر کیا' حتیٰ کہ اس میں اپنے ساتھیوں سے فوقیت لے گیا۔ اس کی پیدائش ۵۷۹ھ میں ہوئی اور وفات اس سال کی ۲۲ رصفر کو جمعہ کے روز ہوئی۔

جمال عبداللہ بن حافظ عبدالغنی المقدسی:

آپ فاضل کریم اور حیادار انسان تھے آپ نے کثیر سے سماع کیا' پھر بادشاہوں اور دنیاداروں سے میل جول رکھا' تو آپ کے حالات بدل گئے اور آپ نے بستان ابن شکر میں صالح اسماعیل بن عادل کے پاس وفات پائی اور اسی نے آپ کو کفن دیا اور قاسیون کے دامن کوہ میں دفن کیا۔

ابوعلی الحسین بن ابی بکر المبارک:

ابن ابی عبداللہ محمد بن یحییٰ بن مسلم الزبیدی ثم البغدادی' آپ صالح شیخ اور حنفی فاضل تھے اور بہت سے فنون کے ماہر تھے' جن میں سے فرائض اور عروض کا فن بھی ہے' اور آپ نے اس کے متعلق اچھے اشعار کہے ہیں' جن میں سے ابن الساعی نے ہر بحر کے دو شعر منتخب کیے ہیں اور انہیں اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔

ابوالفتح مسعود بن اسماعیل:

ابن علی بن موسیٰ السلماسی' فقیہ' ادیب' شاعر' آپ کی تصانیف بھی ہیں اور آپ نے مقامات اور نحوی جملوں کی شرح کی ہے اور آپ کے اچھے اشعار اور خطبات بھی ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

ابوبکر محمد بن عبدالوہاب:

ابن عبداللہ انصاری فخر الدین ابن الشیر جی دمشقی' آپ دمشق کے ایک معتبر شخص تھے' آپ ۵۴۹ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا' آپ خاتون ست الشام بنتِ ایوب کے دیوان کے افسر تھے' اور اس نے اپنے اوقاف کا کام آپ کے سپرد کیا تھا۔ السبط نے بیان کیا ہے کہ آپ ثقہ' امانتدار' سلیقہ منداور متواضع شخص تھے' راوی بیان کرتا ہے اور آپ کے بیٹے شرف الدین نے تھوڑی سی مدت ناصر داؤد کی وزارت کی اور فخر الدین کی وفات عیدالاضحیٰ کے روز ہوئی اور آپ کو باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

حسام بن غزی:

ابن یونس عماد الدین ابوالمناقب الحنفی المصری ثم الدمشقی آپ شیخ صالح فاضل شافعی فقیہ اور اچھی گفتگو کرنے والے تھے اور آپ کے اچھے اشعار بھی ہیں۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ نجم القوصی میں آپ کے بہت اچھے حالات بیان ہوئے ہیں۔

اور اس نے بیان کیا ہے کہ آپ نے دس ربیع الآخر کو وفات پائی اور صوفیہ کے قبرستان میں دفن ہوئے' السبط نے بیان کیا ہے آپ مدرسہ امینیہ میں مقیم تھے اور آپ کسی شخص کی کوئی چیز نہ کھاتے تھے اور نہ سلطان کی کوئی چیز کھاتے تھے بلکہ جب کھانا آتا تو اپنی آستین سے کوئی چیز نکال کر کھانے لگتے اور آپ کی کمر میں ہمیشہ ایک ہزار دینار بندھے رہتے تھے' اور آپ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک شب ملک عادل نے مجھے طیلسان کا ایک خلعت دیا اور جب میں باہر نکلا تو لقاط میرے آگے آگے چلا اور وہ مجھے قاضی سمجھتا تھا اور جب میں سیف کے گھر کے پاس باب البرید میں پہنچا' تو میں نے طیلسان کو اتارا اور اسے اپنی آستین میں ہی رکھ لیا' اور ٹھہر ٹھہر کر چلنے لگا' وہ مڑا تو اس نے اپنے پیچھے کسی کو نہ دیکھا اور اس نے مجھ سے پوچھا قاضی کہاں ہے تو میں نے النوریہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ وہ اپنے گھر کی طرف چلا گیا ہے اور جب وہ النوریہ کی جانب تیزی سے گیا تو میں مدرسہ امینیہ کی طرف دوڑ گیا اور اس سے راحت حاصل کی' ابن الساعی کا بیان ہے کہ آپ ۵۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور بہت سے اموال پیچھے چھوڑے جن کے وارث آپ کے رشتہ دار ہوئے راوی کا بیان ہے کہ آپ کو دین وصلاح اور تقویٰ کے ساتھ تواریخ' واقعات اور لوگوں کی جنگوں کی اچھی واقفیت تھی' اور ابن الساعی نے آپ کے کچھ اشعار بیان کیے ہیں جن میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''مجھ سے پوچھا گیا تو کس سے محبت کرتا ہے؟ تو نے اس کے رخسار کے بارے میں اشعار کو ضائع کیا ہے' میں نے کہا یہ کوئی عار کی بات نہیں' رخسار کی سرخی نے خال کے عنبر کو جلا دیا ہے اور اس سے یہ دھواں نکلا ہے''۔

نیز آپ نے کہا ہے۔

''تمہارے شوق کے مقابلہ میں میرا شوق کم ہے لیکن اس کی تشریح ضروری ہے اس لیے کہ میں تمہارے دل سے غائب ہوں اور تم دل سے غائب ہوتے ہی نہیں''۔

ابوعبداللہ محمد بن علی:

ابن محمد بن الجارود المارانی' شافعی فقیہ اور فاضل' آپ اربل کے قاضی بنے۔ اور آپ زیرک اور عیاش تھے اور زمانے کی خوبیوں میں سے ایک خوبی تھے' آپ کے اشعار شاندار اور مفہوم بہترین ہے' آپ کے شعر ہیں۔

''بڑھاپا آیا اور جوانی کوچ کر گئی اور جہاں وہ اترا اس نے فکرمندی کو اتارا اور تیرے گناہ بہت ہیں' ارے واپس چلی جا' موت کا وقت آ گیا ہے اور اللہ نے میرا حساب لینا ہے تو کوتاہی نہ کر اور امیدوں کی درازی تجھے دھوکہ نہ دے''۔

ابوالثناء محمود بن رالی:

ابن علی بن یحییٰ الطائی الرقی' نزیل اربل' آپ وہاں ملک مظفر الدین کے ناظر مقرر تھے' اور آپ ادیب اور فاضل شخص تھے

آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

وہ پتلی کمر والا ہے اور ٹہنی تیرہ کی لمبائی اس سے ہے اور شاخ وہی ہے جسے اس کی نرمی موڑ دیتی ہے اور ٹیلہ وہ ہے جسے اس کی کمر اٹھاتی ہے اور تیر وہ ہیں جنہیں اس کی پلکیں پھینکتی ہیں اور شراب وہ ہے جسے اس کے دانت صاف کرتے ہیں اور جادو وہ ہے جسے اس کی آنکھیں چھپاتی ہیں اور سب حسن اسی سے ہے اور وہ کون ہے جو اسے دیکھے اور اس کے جنون میں اضافہ نہ ہو۔

ابن معطی النحوی یحییٰ:

ابوشامہ نے گذشتہ سال میں آپ کے حالات بیان کیے ہیں اور یہ زیادہ محفوظ قول ہے' اس لیے کہ وہ مصر میں آپ کے جنازے میں شامل ہوا تھا' اور ابن الساعی نے اس سال میں آپ کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ آپ حاکم مصر کامل محمد کے ہاں بڑا رتبہ رکھتے تھے اور آپ نے قرأت سبعہ کے بارے میں اشعار نظم کیے ہیں اور الجمہرہ کے الفاظ کو بھی نظم کیا ہے۔ اور آپ نے صحاح الجوہری کو بھی نظم کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔

۶۳۰ھ

اس سال بغداد کی خطابت اور عباسیوں کی نقابت عدل مجد الدین' ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن منصوری نے سنبھالی اور آپ کو قیمتی خلعت دیا گیا۔ آپ ایک فاضل شخص تھے' جنہوں نے فقراء اور صوفیاء کی صحبت اختیار کی تھی' اور کچھ عرصہ درویشی بھی اختیار کی اور جب آپ کو اس کام کی دعوت دی گئی تو آپ نے جلد سے جواب دیا اور دنیا اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ آپ کے پاس آ گئی' اور ترک غلاموں نے آپ کی خدمت کی' اور آپ نے سرمایہ داروں کا لباس زیب تن کیا' اور آپ کے ایک شاگرد نے ایک طویل قصیدہ میں آپ کو ملامت کی ہے اور جس طریق کو آپ نے اختیار کیا ہے اس پر زجر وتوبیخ کی ہے' ابن الساعی نے اسے پوری طوالت کے ساتھ اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔

اور اس سال خلیفہ کے ایلچیوں کے ساتھ' قاضی محی الدین یوسف بن شیخ جمال الدین ابوالفرج بھی' شاہ مصر کامل کے پاس گیا اور آپ کے پاس ایک بڑا خط تھا جس میں حکومتی احکام تھے اور اس میں وزیر نصر الدین احمد بن الناقد کی انشا پردازی میں بہت سے خوبصورت احکام بھی تھے' ابن الساعی نے اسے مکمل طور پر بیان کیا ہے' اور کامل جزیرہ کے مضافات میں آمد کے باہر خیمہ زن تھا' جسے اس نے طویل محاصرہ کے بعد فتح کیا تھا' اور اس کی حکومت کے حاصل کرنے سے خوش تھا۔

اور اس سال حاجیوں کے لیے حج سے واپسی پر بغداد میں ایک دار الضیافت کھولا گیا اور انہیں اخراجات' لباس اور عطیات دیئے گئے' اور اس سال امیر سیف الدین ابوالفضائل اقبال الخاص المستنصری کے ساتھ عساکر مستنصریہ' اربل شہر اور اس کے مضافات میں گئے' کیونکہ ان کا مالک مظفر الدین کوکبری بن زین الدین بیمار تھا' اور اس کا کوئی لڑکا نہ تھا' جو اس کے بعد ملک کی حکومت کو سنبھالتا' اور جب فوج اربل پہنچی تو اہل شہر نے اسے روکا اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر کے اسے بزور قوت اس سال کی ۱۷ شوال کو فتح کر لیا اور خوش خبریاں آئیں اور اس کی وجہ سے بغداد میں طبل بج گئے اور بغداد کے باشندے خوش ہو گئے' اور اقبال

مذکور نے اس کے احکام لکھے اور اس نے مناصب کو مرتب کیا اور اس میں اچھی روش اختیار کی' اور شعراء نے اس فتح کی مدح کی اور اسی طرح اس کے فاتح اقبال کی بھی مدح کی' اور کسی نے اس کے بارے میں کیا خوب کہا ہے۔

''اے ۷ ارشوال کے دن جس نے اول و آخر کو سعادت سے بہرہ ور کیا ہے تجھے فتح اربل کی مبارک ہو جیسا کہ تجھے وزیر بن کر بیٹھنے کی مبارک ہوئی ہے''۔

یعنی وزیر نصیر الدین بن علقمی گذشتہ سال اسی دن وزیر بنا تھا' اور اس سال کے آغاز رمضان میں اس نے دار الحدیث اشرفیہ دمشق کی تعمیر شروع کر دی' اور اس سے قبل وہ امیر قایماز کا گھر تھا' جہاں ایک حمام تھا' جسے گرا کر اس کے عوض اسے تعمیر کیا گیا۔

اور السبط نے اس سال میں بیان کیا ہے کہ ۱۵ ارشعبان کی شب کو اس دار الحدیث اشرفیہ کو کھولا گیا جو قلعہ دمشق کے قریب ہے اور وہاں شیخ تقی الدین بن الصلاح نے حدیث املاء کروائی اور اشرف نے اس پر اوقاف وقف کیے' اور وہاں حضرت نبی کریم ﷺ کا جوتا مبارک رکھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس سال اشرف نے زبیدی کو صحیح بخاری کا سماع کرایا' میں کہتا ہوں' اسی طرح انہوں نے گھر اور صالحیہ میں بھی آپ کو سماع کرایا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس سال کامل نے آمد اور کیفا کے قلعے کو فتح کیا اور اس کے مالک کے پاس پانچ سو آزاد اور شریف عورتیں بستر کے لیے تھیں' پس اشرف نے اسے دردناک عذاب دیا۔ اور اس سال شاہ ماردین اور بلاد روم کی فوج نے جزیرہ کا قصد کیا اور انہوں نے لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور وہ کچھ کیا جو تاتاریوں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ نہیں کیا تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابو القاسم علی بن شیخ ابو الفرج بن الجوزی:

آپ نرم اور زیرک شیخ تھے آپ نے کثیر سے سماع کیا اور مدت تک فن وعظ کا کام کیا' پھر اسے چھوڑ دیا' آپ کو بہت سے واقعات' نوادر اور اشعار یاد تھے' آپ ۵۵۱ھ کو پیدا ہوئے اور آپ کی وفات ۷۹ سال کی عمر میں اس سال ہوئی۔

وزیر صفی الدین بن شکر:

السبط نے وزیر صفی الدین بن شکر کی وفات اس سال میں بیان کی ہے اور آپ کی اور آپ کے محبِ علم وعلماء ہونے کی بھی تعریف کی ہے اور آپ کی ایک تصنیف کا نام ''البصائر'' ہے' عادل آپ سے ناراض ہو گیا' پھر کامل نے آپ کو راضی کیا اور دوبارہ آپ کو اپنی وزارت وحرمت دے دی اور آپ کو مصر کے مشہور مدرسہ میں دفن کیا گیا اور السبط نے بیان کیا ہے کہ آپ اصلاً مصر کی بستی ''دمیرۃ'' سے تعلق رکھتے ہیں۔

ملک ناصر الدین محمود:

ابن عز الدین' مسعود بن نور الدین ارسلان شاہ بن قطب الدین مودود بن عماد الدین بن زنگی بن اقسنقر شاہ موصل' اس کی

پیدائش ۶۱۳ھ میں ہوئی' اور بدرالدین لؤلؤ نے اس کو فرضی طور پر کھڑا کیا حتیٰ کہ اس نے قوت و شوکت حاصل کر لی' پھر اس نے اسے روک دیا اور یہ کسی لونڈی اور گھر کی لونڈی تک رسائی حاصل نہ کر سکتا تھا کہ اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کھانے پینے کی بھی تنگی دی گئی اور جب اس کا نانا مظفرالدین کوکبری شاہ اربل فوت ہو گیا' تو اس نے ۳۰ دن تک اس کا کھانا پینا بند کر دیا' حتیٰ کہ وہ غم اور بھوک پیاس سے مر گیا' یہ بڑا خوبصورت تھا اور اتابکی گھرانے سے موصل کا آخری بادشاہ تھا۔

قاضی شرف الدین اسماعیل بن ابراہیم:

آپ احناف کے مشائخ میں سے تھے اور فرائض وغیرہ کے بارے میں آپ کی تصانیف بھی ہیں۔ اور آپ شمس الدین ابن الشیرازی الشافعی کی خالہ کے بیٹے ہیں اور یہ دونوں ابن الزکی اور ابن الحرستانی کی نیابت کرتے تھے۔ اور آپ طرخانیہ میں پڑھاتے تھے۔ اور وہیں آپ کی رہائش تھی اور جب معظم نے آپ کو پیغام بھیجا کہ آپ کھجور کے نبیذ اور انار کے پانی کی اباحت کا فتویٰ دیں تو آپ نے اس سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا میں اس بارے میں حضرت محمد بن حسن کے مذہب پر ہوں' اور حضرت امام ابوحنیفہ کی روایت شاذ ہے۔ اور اس بارے میں حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث صحیح نہیں اور نہ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اثر صحیح ہے۔ پس معظم آپ سے ناراض ہو گیا اور اس نے آپ کو تدریس سے الگ کر دیا اور آپ کے شاگرد الزین ابن العتال کو تدریس کا کام سونپ دیا اور شیخ نے اپنے گھر میں اقامت اختیار کر لی تھی' حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال سلاطین کی ایک جماعت نے وفات پائی' جن میں المغیث بن المغیث بن عادل العزیز عثمان بن عادل اور مظفرالدین شاہ اربل شامل ہیں۔

ملک مظفر ابوسعید کوکبری:

میں کہتا ہوں شاہ اربل ملک مظفر ابوسعید کوکبری ابن زین الدین علی بن تبکتکین' ایک سخی' عظیم سردار اور بزرگ بادشاہ تھا جس کے کام بہت اچھے ہیں اور اس نے قاسیون کے دامن میں جامع مظفری تعمیر کی ہے اور اس نے زیرہ کے پانی کو اس کی طرف لانے کا ارادہ کیا۔ تو معظم نے اسے اس کام سے روک دیا اور وہ سفوح میں مسلمانوں کے قبرستان کے پاس سے گزرے گا' اور وہ ربیع الاوّل میں میلاد شریف مناتا تھا' اور اس کا ایک عظیم جلسہ کرتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بہادر' دلیر' حملہ آور' جری' عقلمند اور عادل بھی تھا۔ رحمہ اللہ واکرم مثواہ

اور شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ نے اس کے لیے میلاد نبویؐ کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے اور اس کا نام ''التنویر فی مولد البشیر والنذیر'' رکھا ہے' اور اس نے اس تصنیف پر اسے ایک ہزار دینار انعام دیا۔ اور اس کی حکومت' حکومتِ صلاحیہ کے زمانے تک دراز رہی اور اس نے عکا کا محاصرہ کیا اور اس سال تک وہ قابل تعریف سیرت و کردار اور قابل تعریف دل کا آدمی تھا۔

السبط نے بیان کیا ہے کہ مظفر کے دستر خوانِ میلاد پر حاضر ہونے والے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ وہ اس بارے میں دستر خوان کو پانچ ہزار بھنے ہوئے سروں' دس ہزار مرغیوں' ایک لاکھ مٹی کے پیالوں اور حلوے کی تیس ہزار پلیٹوں تک بڑھا دیتا تھا۔

راوی بیان کرتا ہے اور میلاد کے موقع پر اس کے پاس بڑے بڑے علماء اور صوفیاء حاضر ہوتے تھے اور وہ انہیں خلعت دیتا

تھا' اور انہیں عطیات دیتا تھا' اور صوفیا کے لیے ظہر سے عصر تک سماع کراتا تھا اور خود بھی ان کے ساتھ رقص کرتا تھا' اور آنے والوں کے لیے اس کا ایک دار الضیافت تھا خواہ وہ کسی جہت سے آئیں اور کسی پوزیشن کے ہوں اور وہ سردی وغیرہ کو قرب وطاعات کے لیے صدقات دیتا تھا اور ہر سال بہت سے قیدیوں کو فرنگیوں سے چھڑاتا تھا' کہتے ہیں کہ اس نے ان کے ہاتھ سے ساٹھ ہزار اسیروں کو رہا کرایا ہے اس کی بیوی ربیعہ خاتون بنت ایوب اس کے ساتھ اس کے بھائی صلاح الدین نے اس کا نکاح کرایا تھا۔ کا بیان ہے کہ اس کی قمیص پانچ دراہم کے برابر بھی نہ ہوتی تھی۔ پس اس نے اسے اس بارے میں ملامت کی تو وہ کہنے لگا' میرا پانچ دراہم کے کپڑے کو پہننا اور باقی کو صدقہ کر دینا اس بات سے بہتر ہے کہ میں قیمتی کپڑے کو پہنوں اور فقراء اور مساکین کو چھوڑ دوں' اور وہ ہر سال میلا دنبویؐ پر تین لاکھ دینار اور دارالضیافت پر ہر سال ایک لاکھ دینار اور حرمین اور پانی پر حجاز کے راستے میں' خفیہ صدقات کے علاوہ تیس ہزار دینار خرچ کرتا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

اس کی وفات قلعہ اربل میں ہوئی اور اس نے وصیت کی کہ اسے مکہ لے جایا جائے' مگر ایسا نہ ہو سکا اور اسے مزار علی میں دفن کیا گیا۔

ملک عزیز بن عثمان بن عادل:

یہ معظم کا سگا بھائی اور بانیاس کا حکمران تھا اور وہاں جو قلعے تھے اس نے ان پر قبضہ کرلیا اور اسی نے المعظمیہ کو تعمیر کیا' اور یہ عقلمند' کم گو' اور اپنے بھائی المعظم کا مطیع تھا' اس کی وفات ۱۰ ررمضان کو سوموار کے روز اس کے شاندار باغ میں کھیل کے باعث ہوئی۔

ابوالمحاسن محمد بن نصر الدین بن نصر:

ابن الحسین بن علی بن محمد بن غالب انصاری جو ابن عنیض شاعر کے نام سے مشہور ہے۔ ابن الساعی نے بیان کیا ہے کہ وہ اصلاً کوفی ہے' دمشق میں پیدا ہوا اور وہیں پروان چڑھا اور سالوں وہاں سے سفر پر رہا اور شرق وغرب کے شہروں اور علاقوں کو طے کیا اور جزیرہ' بلاد روم' عراق' خراسان' ماوراء النہر' ہند' یمن' حجاز اور بغداد آیا' اور اس نے ان علاقوں کے باشندوں کی تعریف کی اور بڑا مال حاصل کیا' اور یہ بڑا ظریف شاعر' مشہور طاقتور' خوش اخلاق اور اچھے میل ملاپ والا تھا۔ اور یہ اپنے شہر دمشق کی طرف واپس آ گیا۔

ابن الساعی کے قول کے مطابق اس سال اس کی وفات ہوگئی' اور السبط وغیرہ نے اس کی وفات کی تاریخ ۶۳۳ھ بیان کی ہے اور بعض نے ۶۳۱ھ بھی بیان کی ہے۔ واللہ اعلم

اور مشہور قول یہ ہے کہ اصلاً یہ حوران کے شہر زرعہ کا رہنے والا ہے اور دمشق میں اس کی رہائش جزیرہ میں جامع کے سامنے تھی' اور اسے ہجو پر قدرت حاصل تھی اور اس نے ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام اس نے ''مقراض الاعراض'' رکھا ہے' جو تقریباً پانچ سو اشعار پر مشتمل ہے' دماشقہ میں سے کوئی کم ہی ہوگا جو اس کے شر سے بچا ہو' ملک صلاح الدین اور اس کا بھائی عادل بھی اس سے نہیں بچے' اس پر فرض نمازوں کے ترک کرنے کا اتہام تھا۔ واللہ اعلم

اور ملک ناصر صلاح الدین نے اسے ہندوستان کی طرف جلاوطن کر دیا تھا' اور اس نے وہاں کے بادشاہوں کی مدح کر کے بہت مال حاصل کیا اور یمن کو چلا آیا' کہتے ہیں کہ اس نے یمن کے کسی بادشاہ کی وزارت بھی کی پھر یہ عادل کے زمانے میں دمشق واپس آ گیا اور جب معظم بادشاہ بنا تو اس نے اسے وزیر بنا لیا۔ پس اس نے بری روش اختیار کی اور خود ہی استعفیٰ دے دیا تو اس نے اسے معزول کر دیا اور اس نے ہندوستان سے دماشقہ کو لکھا۔

''تم نے ایک قابل اعتماد شخص کو کیوں دور نکال دیا حالانکہ نہ اس نے کوئی گناہ کیا ہے اور نہ سرقہ کیا ہے اگر ہر سچ بولنے والے کو جلاوطن کیا جا سکتا ہے تو مؤذن کو اپنے علاقے سے جلاوطن کر دو''۔

اور اس نے ملک ناصر صلاح الدین کی ہجو کرتے ہوئے کہا ہے۔

''ہمارا بادشاہ لنگڑا اور اس کا کاتب چندھا اور اس کا وزیر کبڑا ہے اور الدولعی خطیب اعتکاف بیٹھا ہے جو انڈے کے چھلکے پر کودتا ہے' اور ابن لاقا واعظ ہے اس کے پاس لوگ آتے ہیں اور عبداللطیف محتسب ہے اور حکمران تندخو ہے اور فوج کو روکنے والے کی بیماری عجیب ہے''۔

اور اس نے سلطان ملک عادل سیف الدین رحمہ اللہ کے بارے میں کہا ہے۔

''ہمارے جس بادشاہ سے تو امید رکھتا ہے وہ بڑا مالدار اور تنگ خرچ ہے' وہ تلوار ہے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے لیکن وہ علامات اور ارزاق کا قطع کرنے والا ہے''۔

اور ایک دفعہ خراسان میں یہ فخر الدین رازی کی مجلس میں حاضر ہوا اور وہ منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ کر رہے تھے' تو ایک کبوتری آئی جس کے پیچھے ایک شکاری پرندہ لگا ہوا تھا' اور وہ فخر الدین رازی پر پناہ لینے والے کی طرح گر پڑی تو ابن عنیف کہنے لگا۔

''سلیمانِ زمانہ کے پاس کبوتری آئی اور اس کے پھڑ پھڑانے والے پروں سے موت چمکتی ہے وہ سردار ہے جسے بھوک نے دہرا کر دیا ہے' حتیٰ کہ اس نے اس کے بالمقابل اسے دھڑکتے دل کے ساتھ سایہ کیا ہے۔ کبوتری کو کس نے بتایا ہے کہ تمہارے اترنے کی جگہ حرم ہے اور تو خائف کی پناہ گاہ ہے''۔

شیخ شہاب الدین سہروردی:

مؤلف عوارف المعارف' عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن محمد بن حمویہ' آپ کا نام عبداللہ البکری البغدادی شہاب الدین ابو حفص سہروردی تھا' آپ صوفیائے بغداد کے شیخ تھے اور کبار صالحین اور سادات المسلمین میں سے تھے آپ متعدد مرتبہ خلفاء اور ملوک کے درمیان ایلچیوں کے ساتھ آئے گئے اور آپ کو بہت اموال حاصل ہوئے' جنہیں آپ نے فقراء اور محتاجین میں تقسیم کر دیا۔ اور ایک دفعہ آپ نے حج کیا تو آپ کے ساتھ اس قدر فقراء تھے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور آپ میں جوانمردی اور غمزدوں کی مدد اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا جذبہ پایا جاتا تھا' اور آپ پھٹے پرانے کپڑوں میں لوگوں کو وعظ کرتے تھے آپ نے ایک دفعہ اپنی میعاد کے بارے میں یہ شعر کہا اور اسے بار بار دہرایا۔

''ساتھیوں میں کوئی غم خوار اس کا مقابلہ کرنے والا نہیں ہاں اس کا ایک محبّ ہے جو قافلے میں محبوب ہے''۔

ایک نوجوان نے جو مجلس میں موجود تھا' کھڑے ہو کر آپ کو یہ شعر سنایا۔

گویا ہر ٹوٹی پر ایک یوسف ہے اور ہر گھر میں اس کے مقابلہ میں ایک یعقوب ہے۔

شیخ نے چیخ ماری اور منبر سے اتر آئے' اور نوجوان ان کے پاس معذرت کرنے گیا تو اس نے آپ کو نہ پایا' اور آپ کی جگہ پر 12
اس نے ایک گڑھا دیکھا' جو شیخ کے پاس شعر پڑھتے وقت آپ نے بکثرت پاؤں مار مار کر بنا دیا تھا۔

اور ابن خلکان نے آپ کے اشعار کی بہت سی باتیں بیان کی ہیں اور آپ کی اچھی تعریف کی ہے آپ نے اس سال ۹۳ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

''اسد الغابہ'' اور ''الکامل'' کے مصنف ابن اثیر:

امام علامہ عزالدین ابوالحسن علی بن عبدالکریم بن عبدالواحد شیبانی جزری موصلی جو ابن اثیر کے نام سے مشہور ہیں اور کتاب اسد الغابہ فی اسماء الصحابہ اور کتاب الکامل فی التاریخ کے مصنف ہیں' جو واقعات کے لحاظ سے بہترین کتاب ہے' جسے آپ نے ابتداء سے ۶۲۸ھ تک لکھا ہے اور آپ خاص طور پر بغداد میں ملوک موصل کے پاس آیا کرتے تھے' اور آپ ایک بادشاہ کے وزیر بھی بنے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور آپ نے آخری عمر میں وہاں نہایت عزت واحترام کے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ اس سال کے شعبان میں ۷۵ سال کی عمر میں وفات پا گئے' اور آپ کا بھائی ابوالسعادات المبارک کتاب جامع الاصول وغیرہ کا مصنف ہے' اور ان دونوں کا بھائی وزیر ضیاء الدین ابوالفتح نصر اللہ' ملک افضل علی بن ناصر فاتح بیت المقدس شاہِ دمشق کا وزیر تھا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور جزیرہ ابن عمر بھی اسی نے فتح کیا تھا' کہتے ہیں کہ یہ جزیرہ ایک شخص عبدالعزیز بن عمر کی طرف منسوب ہے جو اہل برقعید میں سے تھا' اور بعض کا قول ہے کہ یہ عمر کے دو بیٹوں کی طرف منسوب ہے اور وہ اوس اور کامل ہیں' جو عمر بن اوس کے بیٹے ہیں۔

ابن المستوفی اربلی:

مبارک بن احمد بن مبارک ابن موہوب بن غنیمۃ بن غالب علامہ شرف الدین ابوالبرکات لخمی اربلی' آپ علوم کثیرہ جیسے حدیث' اسماء الرجال' ادب اور حساب میں امام تھے اور آپ کی بہت سی تصانیف ہیں اور آپ کے فضائل بھی بہت سے ہیں اور قاضی شمس الدین بن خلکان نے الوفیات میں آپ کے تفصیلی حالات نہایت شاندار انداز میں لکھے ہیں۔ رحمہم اللہ

۶۳۱ھ

اس سال بغداد میں مدرسہ مستنصریہ کی تعمیر مکمل ہوئی اور اس سے قبل ایسا مدرسہ تعمیر نہیں ہوا' اور مذاہبِ اربعہ میں سے ہر ایک کے لیے ۶۲ فقہا' چار دہرائی کرنے والے اور ہر مذہب کا مدرس اور شیخ الحدیث اور دو قاری اور دس سماع کرنے والے اور شیخ طب اور دس مسلمان علم طب میں اشتغال کرنے کے لیے وقف کیے گئے' اور یتیموں کے لیے ایک مکتب اور سب کے لیے گوشت روٹی' حلوہ' اور اس قدر اخراجات مقرر کیے گئے' کہ جو ہر ایک کو وافر کفایت کرتے تھے۔ اور جب ۵/ رجب کو جمعرات کا دن آیا تو وہاں درس ہوئے اور خلیفہ مستنصر باللہ خود بھی اور اس کی حکومت کے امراء وزراء' قضاۃ' فقہا' صوفیا اور شعراء بھی حاضر ہوئے' اور ان میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا' اور اس نے وہاں عظیم دسترخوان بچھایا جس سے حاضرین نے کھانا کھایا اور وہاں سے بغداد کے دیگر کوچوں کے خواص

وعوام گھرانوں میں لے جایا گیا اور اس نے وہاں کے سب مدرسین اور حاضرین اور حکومت کے سب کارندوں فقہاء اور دہرائی کرنے والوں کوخلعت دیئے اور یہ جمعہ کا دن تھا اور شعراء نے خلیفہ کی مدح میں شاندار قصائد پڑھے۔

ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں اسے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس نے شافعیہ کی تدریس کے لیے وہاں پر امام محی الدین ابوعبداللہ بن فضلان کو اور حنفیہ کے لیے امام علامہ رشید الدین ابوحفص عمر بن محمد فرغانی کو اور حنابلہ کے لیے امام عالم محی الدین یوسف بن شیخ ابوالفرج ابن الجوزی کومقرر کیا اور اس روز آپ کی طرف سے آپ کے بیٹے نے آپ کی غیر حاضری میں جو کسی بادشاہ کو پیغام پہنچانے کے سلسلہ میں تھی' آپ کی نیابت میں درس دیا' اور اس روز مالکیہ کوشیخ صالح عالم ابوالحسن المغربی المالکی نے بھی اسی طرح نیابت میں درس دیا' حتیٰ کہ کسی دوسرے کوشیخ مقرر کیا گیا' اور لائبریریوں کو وقف کیا گیا' کہ ان کی مانند بکثرت کتابوں والی اور بہترین خط والی اور شاندار وقف شدہ کتب والی لائبریریوں کی مثال نہیں سنی گئی' اور اس مدرسے کی تعمیر کا منتظم مؤید الدین ابوطالب محمد بن علقمی تھا' جو بعد میں وزیر بنا' اس وقت وہ دارالخلافۃ کا استاد تھا اور اس روز اسے اور وزیر نصیر الدین کو اس نے خلعت دیئے پھر اس نے ۱۴رذی القعدہ کوشافعیہ کے مدرس کومعزول کر دیا اور قاضی القضاۃ ابوالمعالی عبدالرحمٰن بن مقبل کو قضاء کے علاوہ مدرس بھی مقرر کر دیا اور یہ محی الدین بن فضلان کی وفات کے بعد ہوا' آپ مدت تک قاضی رہے اور نظامیہ وغیرہ میں پڑھایا' پھر اس نے معزول کر دیا' پھر آپ سے راضی ہو گیا' پھر آپ نے آخر وقت میں المستنصریہ میں پڑھایا' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور جب آپ فوت ہو گئے تو آپ کے بعد ابن مقبل نے پڑھائی کا کام سنبھال لیا۔

اور اس سال اشرف نے باب الصغیر کے باہر مسجد حرام کو آباد کیا اور اسی سال فرنگیوں کے بادشاہ انبرود کا ایلچی اشرف کے پاس آیا اور اس کے پاس تحائف بھی تھے' جن میں ایک سفید ریچھ بھی تھا۔ جس کے بال شیر کے بالوں کی طرح سے تھے' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ وہ سمندر کی طرف چلا جاتا اور مچھلیاں باہر نکلتیں تو وہ انہیں کھا جاتا' اور اسی طرح ان میں ایک سفید مور بھی تھا۔

اور اس سال القیساریہ کی تعمیر بھی مکمل ہو گئی جو نحاسین کی جانب تھا' اور اس نے بازار زرگراں اور موتیوں کا وہ بازار جس میں لوہاروں کے پاس پرانے زرگر رہتے تھے اس طرف منتقل کر دیا اور اس میں مزید نئی دکانیں بنائی گئیں' میں کہتا ہوں کہ ہمارے زمانے میں اس جدید بازار زرگراں کے مشرق میں دو نئے قیساریے بنائے گئے اور وہاں زرگروں اور سونے کے تاجروں نے رہائش اختیار کر لی ہے اور وہ دونوں بڑے خوبصورت ہیں' اور دونوں آباد جامع مسجد کے وقف ہیں۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابوالحسن علی بن ابی علی:

ابن محمد بن سالم ثعلبی' شیخ سیف الدین آمدی ثم حموی ثم دمشقی اصلین وغیرہ کے بارے میں کتابوں کا مصنف' جن میں کلام کے بارے میں ابکار الافکار اور حکمت کے بارے میں دقائق الحقائق اور اصول فقہ کے بارے میں احکام الاحکام بھی شامل ہیں' آپ حنبلی المذہب تھے' پھر شافعی' اصولی' منطقی' جدلی اور خلافی بن گئے۔

آپ بڑے خوش اخلاق' پاک دل' بہت گریہ کناں اور رقیق القلب تھے' مؤرخین نے آپ کے بارے میں کچھ اعتراضات بھی کیے ہیں جن کی صحت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے اور ظن وغالب یہی ہے کہ ان میں سے اکثر صحیح نہیں ہیں' اور بنی ایوب کے ملوک جیسے معظم اور کامل آپ کی عزت کرتے تھے اگرچہ وہ آپ کو زیادہ پسند نہیں کرتے تھے' اور المعظم نے العزیزیہ کی تدریس آپ کے سپرد کی۔ اور جب اشرف دمشق کا امیر بنا تو اس نے آپ کو وہاں سے معزول کر دیا اور مدارس میں اعلان کرا دیا کہ کوئی شخص تفسیر' حدیث اور فقہ کے سوا' کسی اور علم میں اشتغال نہ کرے اور جس نے اوائل کے علوم میں اشتغال کیا میں اسے جلا وطن کر دوں گا' سو شیخ سیف الدین اپنے گھر کے ہو رہے یہاں تک کہ اس سال کے صفر میں دمشق میں وفات پا گئے' اور قاسیون کے دامن کوہ میں جو قبرستان ہے اس میں دفن ہوئے۔

اور قاضی ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس نے بغداد میں ابوالفتح نصر بن فتیان بن المنی حنبلی سے اشتغال کیا پھر وہ شافعی مذہب کی طرف چلے گئے' تو اس نے ابن فضلان وغیرہ سے علم حاصل کیا اور شریف کا طریق خلافیات اور اسد المیہنی کا طریقہ زوائد حفظ کیا' پھر آپ شام چلے گئے اور علوم معقول میں مصروف ہو گئے' پھر دیار مصر آئے اور القرافہ میں مدرسہ شافعیہ صغریٰ کو دوبارہ جاری کیا اور جامع ظافری میں صدر بن گئے' اور آپ کے فضل وفضیلت کا چرچا ہو گیا' اور لوگوں نے آپ سے حسد کیا اور آپ کے بارے میں شکایات کیں اور اپنے خطوط میں آپ پر اوائل کے مذہب' تعطیل اور انحلال کا اتہام لگایا اور انہوں نے ایک شخص سے مطالبہ کیا کہ وہ ان سے موافقت کرے تو اس نے لکھا۔

''جب وہ اس کی دوڑ کو پا نہ سکے تو انہوں نے جوان سے حسد کیا پس لوگ اس کے دشمن اور اس سے جھگڑا کرنے والے ہیں''۔

پس سیف الدین حماۃ چلے گئے' پھر دمشق منتقل ہو گئے اور العزیزیہ میں پڑھایا' پھر اس نے آپ کو وہاں سے معزول کر دیا۔ اور آپ اپنے گھر کے ہو رہے' حتیٰ کہ اسی سال ۸۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ وعفا عنہ

واقف الرکنیۃ امیر رکن الدین منکورس الفلکی:

ملک عادل کا بھائی غلام فلک الدین' اس لیے کہ اس نے فلکیہ کو وقف کیا تھا اور یہ شخص بہترین امراء میں سے تھا' جو ہر شب کو

سحری کے وقت اکیلا ہی جامع مسجد کے طواف کے لیے اترتا اور مداومت کے ساتھ باجماعت نماز میں شامل ہوتا۔ اور وہ کم گو اور بہت صدقات دینے والا تھا اور اس نے قاسیون کے دامن کوہ میں مدرسہ کنیہ تعمیر کیا اور اس پر بہت سے اوقاف کو وقف کیا اور اس کے نزدیک قبر بنائی اور جب اس نے حدود دستی میں وفات پائی تو آپ کو اٹھا کر وہاں لے جایا گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ امام عالم رضی الدین:

ابوسلیمان بن المظفر بن غنائم الحنبلی الشافعی' آپ بغداد کے ایک فقیہ اور مفتی تھے' آپ نے طویل مدت تک طلبہ سے اشتغال کیا' مذہب کے بارے میں آپ کی کتاب تقریباً پندرہ جلدوں میں ہے جس میں آپ نے وجوہ غریبہ اور اقوال مستغربہ کو بیان کیا ہے' اور آپ نرم مزاج اور زیرک انسان تھے' آپ نے اس سال ۳ ربیع الاوّل کو جمعہ کے روز بغداد میں وفات پائی۔

شیخ طی مصری:

آپ نے شام میں اپنے زاویہ دمشق میں مدت تک قیام کیا اور آپ نرم مزاج' سلیقہ مند اور درویش آدمی تھے اور اکابر آپ کے پاس آتے تھے' آپ کو اسی مذکورہ زاویہ میں دفن کیا گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ عبداللہ ارمنی:

آپ ان زہاد وعباد میں سے ایک تھے جنہوں نے شہروں کو طے کیا' اور صحراؤں' پہاڑوں اور گڑھوں میں رہائش اختیار کی اور اقطاب وابدال اور اوتاد سے ملاقاتیں کیں اور آپ احوال ومکاشفات ومجاہدات کے حامل تھے اور دیگر نواح وجہات میں سیاحت کرنے والے تھے اور آپ نے آغاز کار میں قرآن شریف پڑھا اور حضرت امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق قدوری کو حفظ کیا' پھر آپ معاملات وریاضات میں مشغول ہو گئے' پھر آپ نے آخری عمر میں دمشق میں اقامت اختیار کی حتیٰ کہ وہیں فوت ہو گئے' اور قاسیون کے دامن کوہ میں دفن ہوئے۔

اور آپ سے اچھی اچھی باتوں کی روایت کی گئی ہے' ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں سیاحت کے دوران ایک شہر کے پاس سے گزرا اور میرے دل نے چاہا کہ میں اس میں داخل ہوں اور میں نے قسم کھائی کہ میں اس سے کھانا نہیں کھاؤں گا' پس میں ایک غسال کے پاس سے گزرا اور اس نے ترچھی نظر سے میری طرف دیکھا تو میں اس سے ڈر گیا اور میں بھاگ کر شہر سے نکل گیا پس وہ مجھے آملا اور اس کے پاس کھانا بھی تھا' اس نے کہا کھانا کھاؤ میں شہر سے باہر نکل آیا ہوں۔ میں نے اسے کہا تو اس مقام میں ہے اور تو بازاروں میں کپڑے دھوتا ہے؟ اس نے کہا اپنا سر نہ اٹھا اور اپنے کسی عمل کی طرف نہ دیکھ اور اللہ کا بندہ بن اور اگر وہ تجھے باغ میں عامل مقرر کرے تو تو اس سے راضی رہ' پھر آپ نے فرمایا۔

''اور اگر مجھے کہا جائے کہ مر جا تو میں سمع وطاعت کروں گا اور میں موت کے داعی کو خوش آمدید کہوں گا''۔

اور آپ نے فرمایا۔ میں ایک دفعہ اپنی سیاحت میں ایک راہب کے پاس سے گزرا جو گرجے میں بیٹھا تھا' اس نے مجھے کہا اے مسلم! تمہارے نزدیک اللہ تک پہنچنے کے لیے کون سا طریق اقرب ہے میں نے کہا مخالفتِ نفس' راوی بیان کرتا ہے اس نے اپنے سر کو گرجے کی طرف موڑا اور جب میں حج کے زمانے میں مکہ میں تھا' کیا دیکھتا ہوں کہ کعبہ کے پاس ایک شخص مجھے سلام کہہ رہا ہے'

میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ایک راہب ہوں' میں نے پوچھا تو یہاں کیسے پہنچا ہے؟ اس نے کہا جو بات تو نے کہی تھی اس کے ذریعے پہنچا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنے نفس پر اسلام کو پیش کیا تو اس نے انکار کیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ حق ہے اور میں مسلمان ہو گیا اور میں نے نفس کی مخالفت کی اور وہ کامیاب ہو گیا۔

اور اس نے بیان کیا کہ ایک روز میں جبل لبنان میں تھا کہ اچانک مجھے فرنگیوں کی محافظ فوج نے پکڑ کر بیڑیاں ڈال دیں اور میرے بندھنوں کو کس دیا اور میں ان کے نزدیک بہت تنگ حالت میں تھا' اور جب دن چڑھا تو انہوں نے شراب پی اور سو گئے' اسی اثنا میں کہ میں بندھا ہوا تھا کہ اچانک مسلمانوں کی محافظ فوج ان کی جانب آئی اور میں نے انہیں آگاہ کر دیا تو انہوں نے وہاں ایک غار میں پناہ لے لی اور ان مسلمانوں سے بچ گئے' اور وہ پوچھنے لگے تو نے یہ کام کیسے کیا حالانکہ تیری رہائی ان کے ہاتھوں میں تھی' میں نے کہا تم نے مجھے کھانا کھلایا ہے اور صحبت کا حق یہ ہے کہ میں تم سے دھوکہ نہ کروں اور انہوں نے مجھے کچھ دنیوی سامان کی پیشکش کی تو میں نے انکار کر دیا اور انہوں نے مجھے رہا کر دیا۔

اور السبط نے روایت کی ہے اور بیان کیا ہے کہ میں نے ایک بار بیت المقدس میں آپ کی زیارت کی اور میں نے نمکین مچھلی کھائی تھی' اور جب میں آپ کے پاس بیٹھا تو مجھے سخت پیاس لگی اور آپ کے پہلو میں ٹھنڈے پانی کا ایک لوٹا پڑا تھا اور میں آپ سے شرم محسوس کرنے لگا' تو آپ نے لوٹے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا' اور آپ نے مجھے لوٹا پکڑاتے ہوئے فرمایا' لو' تم کب تک ٹوٹتے رہو گے پس میں نے پانی پی لیا۔ اور اس نے بیان کیا ہے کہ جب آپ نے بیت المقدس سے کوچ کیا تو اس کی فصیل معظم کے تباہ کرنے سے قبل ملک صلاح الدین کی تعمیر نوی پر کھڑی تھی' آپ کھڑے ہو کر اپنے اصحاب کو الوداع کرنے لگے اور آپ نے فصیل کی طرف دیکھ کر کہا' مجھے یوں معلوم ہو رہا ہے کہ عنقریب اس فصیل میں کدالیں چلیں گی' آپ سے دریافت کیا گیا مسلمانوں کی کدالیں یا فرنگیوں کی؟ آپ نے فرمایا مسلمانوں کی کدالیں' تو آپ نے جیسے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا۔

راوی بیان کرتا ہے آپ کے بہت سے اچھے احوال بیان کیے گئے' بیان کیا جاتا ہے کہ آپ اصلاً ارمنی تھے' اور آپ نے شیخ عبداللہ الیونینی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ اصلاً رومی ہیں اور قونیہ کے رہنے والے ہیں' آپ شیخ عبداللہ الیونینی کے پاس راہبوں کی سی ٹوپی پہن کر آئے تو آپ نے انہیں فرمایا تابعدار ہو جاؤ' آپ نے کہا میں رب العالمین کا تابعدار ہوں' اور آپ کی والدہ خلیفہ کی بیوی کی دایہ تھی۔ اور آپ کے ساتھ عجیب واقعہ ہوا' جس کے باعث اللہ نے آپ کو بچا لیا اور خلیفہ نے اسے معلوم کر کے آپ کو آزاد کر دیا۔

۶۳۲ھ

اس سال ملک اشرف بن عادل نے زنجاری کی اس سرائے کو تباہ کر دیا جو عقبیہ میں تھی جس میں خطائیں' شراب اور متعدد ناپسندیدہ امور ہوئے تھے' سو اس نے اسے گرا دیا' اور اس کی جگہ جامع مسجد کی تعمیر کا حکم دیا جس کا نام جامع التوبہ رکھا گیا۔ اللہ اسے قبول فرمائے۔

اور اسی سال قاضی بہاؤ الدین یوسف بن رافع بن تمیم بن شداد حلبی نے وفات پائی جو علم و سیادت کے گھرانے کے ایک رئیس

تھے آپ کو تاریخ اور ایام الناس وغیرہ کا علم حاصل تھا' آپ نے کثیر سے سماع کیا اور حدیث بیان کی۔

اور اسی طرح شیخ شہاب الدین عبدالسلام بن المطہر بن عبداللہ بن محمد بن عصرون حلبی نے وفات پائی' آپ فقیہ زاہد اور عابد تھے اور آپ کی تقریباً بیس لونڈیاں تھیں اور شیخ بہت جماع کرتے تھے جس سے آپ کو بہت سے امراض لاحق ہو گئے جنہوں نے آپ کو تباہ کر دیا اور آپ دمشق میں فوت ہو گئے' اور قاسیون میں دفن ہوئے اور آپ قطب الدین اور تاج الدین کے والد تھے اور شیخ امام عالم' صائن الدین ابو محمد عبدالعزیز الجبلی الشافعی' مدرسہ نظامیہ میں کام کرنے والے ایک فقیہ اور مفتی تھے' اور آپ نے شیخ ابو اسحاق کی ''التنبیہ'' کی شرح کی ہے آپ نے ربیع الاوّل میں وفات پائی ہے' اور شیخ امام عالم خطیب ادیب ابو محمد حمد بن حمید بن محمود بن حمید بن ابی الحسن بن ابی الفرج بن مفتاح تمیمی' دینوری وہاں پر خطیب اور اس کے باشندوں کے مفتی تھے۔ اور آپ شافعی فقیہ تھے' آپ نے نظامیہ بغداد میں فقہ پڑھی' پھر اپنے شہر میں واپس آ گئے' اور آپ نے کتابیں تصنیف کیں۔ اور ابن الساعی نے آپ سے شعر سن کر سنائے ہیں۔

''میری سوزشِ عشق نے احادیثِ عشق کو ان کے اسناد کے ساتھ یگانہ علم سے روایت کیا ہے اور نسیم کے گزرنے نے مجھ سے' رکھ سے' درخت سے' وادی جنڈ سے ٹیلہ نجد سے حدیث بیان کی۔ میرا عشق اور افسوس دونوں لازم ہو گئے ہیں' اور یہ دونوں ہرگز الگ نہیں ہوں گے' حتیٰ کہ مجھے میری لحد میں رکھ دیا جائے''۔

اور ابوشامہ نے الذیل میں شہاب الدین سہروردی مؤلف ''عوارف المعارف'' کی وفات کی تاریخ اس سال میں بیان کی ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ آپ کی پیدائش ۵۳۹ھ میں ہوئی اور آپ کی عمر نوے سال سے زیادہ تھی۔ اور السبط نے آپ کی تاریخ وفات ۶۳۰ھ میں بیان کی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حلب کا قاضی القضاۃ:

ابوالمحاسن یوسف بن رافع بن تمیم بن عتبہ بن محمد اسدی' موصلی' شافعی آپ ایک فاضل' ادیب' عبادت گزار اور ملوک کے ہاں ذی وجاہت آدمی تھے' آپ نے حلب میں قیام کیا اور وہاں کے قاضی بنے' آپ کی تصانیف اور اشعار بھی ہیں آپ نے اس سال میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

ابن الفارض:

اتحاد کی طرف منسوب متصوفین کے طریقہ سلوک کے ناظم التائیہ ابو حفص عمر بن ابی الحسن علی بن المرشد بن علی آپ اصلاً حموی اور مولداً اور وفاۃً مصری تھے' اور آپ کے والد عورتوں اور مردوں کے فرائض لکھا کرتے تھے' اور ہمارے کئی مشائخ نے اس قصیدے کے باعث جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے' آپ پر طعن کیا ہے' اور ہمارے شیخ ابوعبداللہ ذہبی نے اپنی کتاب میزان میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس پر اعتراض کیا ہے آپ نے اس سال میں قریباً ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔

۶۳۳ھ

اس سال اشرف اور اس کے بھائی کامل نے فرات کو پار کیا اور رومی فوج نے جو کچھ ان کے علاقوں میں خرابی کی تھی' اسے درست کیا

اور کامل نے قلعہ الرھا کو تباہ و برباد کر دیا اور دینسر پر شدید جنگ مسلط کی اور شاہ موصل بدرالدین کا خط آیا کہ رومی ایک سو مانگے ہوئے سواروں کے ساتھ آ گئے ہیں اور ان کا سارا مطالبہ پانچ سو سواروں کا تھا' پس دونوں بادشاہ جلدی سے واپس آ گئے اور رومی فوج بھی اپنے شہروں میں واپس آ گئی اور انہوں نے پہلے کی طرح دوبارہ محاصرہ کر لیا اور اس سال تاتاری بھی اپنے ملک کو واپس چلے گئے۔ واللہ اعلم

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابن عتیق کے حالات قبل ازیں ۶۳۰ھ میں بیان ہو چکے ہیں۔

الحاجری شاعر:

مشہور دیوان کا مؤلف' عیسیٰ بن سنجر بن بہرام بن جبریل بن خمار تکین بن طاشتکین اربلی' چھا جانے والا شاعر' ابن خلکان نے آپ کے حالات بیان کیے ہیں اور آپ کے بہت سے اشعار بیان کیے ہیں اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ ان کا دوست تھا' اور اس نے اس کے بھائی ضیاء الدین عیسیٰ کو اس سے وحشت محسوس کرتے ہوئے خط لکھا۔

''اللہ جانتا ہے کہ اس نے زندگی کے آخری سانسوں کے سوا کچھ باقی نہیں چھوڑا اے وہ شخص جس کا قرب امید ہے' تو مجھ سے جدا ہو گیا ہے اپنا خط بھیج اور اسے تسلی کے لیے امانت رکھ اور تو اس کے پہنچنے سے قبل کئی بار مرے گا''۔

اور خال کے بارے میں اس نے آپ کے یہ اشعار بیان کیے ہیں:

''وہ باریک کمر ہے اور اس کی پیشانی اور بالوں سے مخلوق نور و ظلمت میں ہے' جو خال اس کے رخسار میں ہے اسے ملامت نہ کرو' سارا حصہ سیاہ نقطے میں ہے''۔

ابن دحیہ:

ابوالخطاب عمر بن الحسن بن علی بن محمد بن فرج بن خلف بن قوس بن مزلال بن بلال بن بدر بن احمد بن دحیہ بن خلیفہ بن الکلبی الحافظ شیخ الحدیث دیار مصر' آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے وہاں الکاملیہ کے دارالحدیث کی مشیخت کو سنبھالا' السبط نے بیان کیا ہے کہ آپ مسلمانوں کو گالیاں دینے میں ابن عنیض کی طرح تھے اور اپنے کلام میں اضافہ کر لیتے تھے اس لیے لوگوں نے آپ سے روایت کرنا چھوڑ دیا اور آپ کی تکذیب کی' اور کامل آپ کی طرف آنے والا تھا اور جب اسے آپ کا حال معلوم ہوا تو اس نے دارالحدیث کو آپ سے لے لیا اور آپ کی توہین کی۔

آپ نے ربیع الاوّل میں وفات پائی اور مصر کے قبرستان قرافہ میں دفن ہوئے' اور شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ شیخ سخاوی نے آپ کے بارے میں اچھے اشعار کہے ہیں' اور قاضی ابن خلکان نے آپ کا نسب بیان کرنے کے بعد کہا ہے' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے اسے اپنے قلم سے لکھا کہ آپ کی ماں امۃ الرحمٰن بنت ابی عبداللہ بن البسام موسیٰ بن عبداللہ بن الحسین بن جعفر بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب تھی' اسی لیے آپ اپنے قلم سے

ذو النسبین ابن دحیہ ابن الحسن والحسین لکھا کرتے تھے

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ اعیان علماء اور مشاہیر فضلاء میں سے تھے اور علم حدیث اور اس کے متعلقات کے ماہر اور نحو لغت ایام العرب اور ان کے اشعار کے جاننے والے تھے آپ نے بلاد مغرب میں اشتغال کیا پھر آپ نے شام کی طرف سفر کیا پھر عراق کی طرف سفر کیا اور ۶۰۴ھ میں اربل سے گزرے اور آپ کو معلوم ہوا کہ اربل کا بادشاہ معظم مظفر الدین بن زین الدین میلاد نبوی کا اہتمام کرنے والا ہے تو اس نے اس کے لیے "کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر" تالیف کی اور خود اسے سنائی تو اس نے آپ کو ایک ہزار دینار دیئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے اسے ۶۲۶ھ میں ملک معظم کی چھ مجالس میں سنا میں کہتا ہوں میں اس کتاب سے آگاہ ہوں اور میں نے اس سے اہم اور مفید باتیں لکھی ہیں۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کی پیدائش ۵۴۴ھ میں ہوئی اور بعض نے ۵۴۶ھ اور ۵۴۹ھ بیان کی ہے اور آپ نے اس سال میں وفات پائی اور آپ کے بعد آپ کے بھائی ابو عمرو عثمان نے مصر میں الکاملیہ کے دار الحدیث کو سنبھالا اور آپ کے ایک سال بعد وفات پائی میں کہتا ہوں کہ لوگوں نے آپ کے بارے میں کئی قسم کے اعتراضات کیے ہیں اور ایک شخص نے آپ کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ آپ نے نماز مغرب کے قصر کرنے کے بارے میں حدیث وضع کی ہے اور میں اس کے اسناد سے آگاہ ہونا چاہتا ہوں تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ اس کے رجال کیسے ہیں اور جیسا کہ ابن المنذر وغیرہ نے بیان کیا ہے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نماز مغرب قصر نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اور اسے معاف فرمائے۔

۶۳۴ھ

اس سال تاتاریوں نے مجانیق کے ساتھ اربل کا محاصرہ کرلیا اور فصیلوں میں نقب لگا کر اسے بزور قوت فتح کرلیا اور اس کے باشندوں کو قتل کر دیا اور ان کے بچوں کو قیدی بنالیا۔ اور ایک مدت تک قلعہ ان سے فتح نہ ہوسکا اور اس میں خلیفہ کا نائب رہتا تھا موسم سرما آ گیا تو وہ اسے چھوڑ کر اپنے شہروں کی طرف سمٹ آئے۔ اور بعض کا بیان ہے کہ خلیفہ نے ان کے لیے فوج تیار کی اور تاتاری شکست کھا گئے اور اس سال قلعہ کیفا کے مالک صالح ایوب بن کامل نے ان خوارزمیوں سے جو جلال الدین کی فوج سے بچ گئے تھے اور رومی سے الگ ہو گئے تھے کام لیا اور صالح ایوب کا دل قوی ہو گیا اور اس سال اشرف موسیٰ بن عادل نے اپنے بھائی کامل سے رقہ کا مطالبہ کیا تاکہ جب وہ اپنے بھائی کے ساتھ ہراول میں فرات کو پار کر جائے تو وہ اس کے لیے خوراک اور اس کے چوپاؤں کے لیے چارہ ہو صعل نے کہا کیا اسے مملکت بنی امیہ دمشق کا اپنے ساتھ ہونا کافی نہیں؟ تو اشرف نے اس بارے میں فلک الدین بن المسیری کو کامل کے پاس بھیجا تو اس نے اسے سختی سے جواب دیا اور کہنے لگا وہ حکومت کو کیا کرے گا؟ اسے گھروں کی صحبت کافی ہے اور تو ان کے ہنر کو جانتا ہے پس اشرف اس بات سے برافروختہ ہو گیا اور دونوں کے درمیان نفرت نمایاں ہو گئی اور اشرف نے حماۃ حلب اور بلاد مشرق کی طرف پیغام بھیجا اور ان بادشاہوں نے اس کے بھائی کامل کے خلاف معاہدہ کرلیا اور اگر ملک اشرف کی عمر دراز ہوتی تو وہ حکومت کو اپنے بھائی کے خلاف بگاڑ دیتا اس لیے کہ اس کے بھائی کامل کے بخل اور اس کی سخاوت و شجاعت کی وجہ سے بادشاہوں کا میلان اس کی طرف زیادہ تھا لیکن آنے والے سال کے آغاز میں اشرف کو موت نے آلیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ملک العزیز الظاہر:

شاہ حلب محمد بن سلطان ملک الظاہر غیاث الدین غازی بن ملک ناصر صلاح الدین فاتح قدس شریف' وہ اور اس کا باپ اور اس کا بیٹا ناصر' ناصر کے زمانے میں شاہ حلب کے اصحاب تھے' اور العزیز کی ماں' خاتون بنت ملک عادل ابی بکر بن ایوب تھی' اور وہ خوبصورت' شریف اور عفیف تھا اور وفات کے وقت اس کی عمر ۲۴ سال تھی اور اس کی حکومت کا منتظم شہاب الدین خصی تھا' اور یہ امراء میں سے تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ناصر صلاح الدین یوسف بادشاہ بنا۔

شاہ روم:

کیقباد ملک علاء الدین شاہ بلاد روم' یہ بڑے اور نیک سیرت بادشاہوں میں سے تھا' اور عادل نے اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کیا اور اس نے بچے پیدا کیے۔ اور ایک وقت میں اس نے بلاد جزیرہ پر قبضہ کر لیا اور ان کا اکثر حصہ کامل کے ہاتھ سے چھین لیا اور اشرف موسیٰ کے ساتھ خوارزمیوں کو شکست دی۔

ناصح حنبلی:

شیخ ناصح الدین عبدالرحمٰن بن نجم بن عبدالوہاب بن شیخ ابوالفرج الشیرازی نے ۳ محرم کو وفات پائی اور وہ اپنے آپ کو حضرت سعد بن عبادہؓ کی طرف منسوب کرتے ہیں' ناصح ۵۵۴ھ میں پیدا ہوئے اور قرآن پڑھا اور حدیث کا سماع کیا اور بعض اوقات آپ وعظ بھی کرتے تھے' اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ آپ نے حافظ عبدالغنی کی زندگی میں وعظ کیا اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے جبل کے الصالحیہ میں درس دیا۔ آپ کی تصانیف بھی ہیں اور آپ نے ابن المنی بغدادی سے اشتغال کیا اور آپ صالح فاضل تھے' اور آپ کی وفات الصالحیہ میں ہوئی اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔

کمال بن مہاجر:

آپ تاجر تھے اور لوگوں سے بہت حسن سلوک کرنے والے تھے اور بہت صدقات دینے والے تھے' آپ نے جمادی الاولیٰ میں دمشق میں اچانک وفات پائی اور قاسیون میں دفن ہوئے' اور اشرف نے آپ کے اموال پر قبضہ کر لیا اور آپ کا ترکہ تقریباً تین لاکھ دینار تھا۔ اور اس میں ایک تسبیح بھی تھی' جس میں ایک سو موتی تھے اور ہر موتی کبوتری کے انڈے کی مانند تھا۔

شیخ حافظ ابوعمرو عثمان بن دحیہ:

حافظ ابوالخطاب بن دحیہ کے بھائی' آپ اس وقت دارالحدیث الکاملیہ کے منتظم بنے' جب آپ کے بھائی کو وہاں سے معزول کیا گیا۔ حتیٰ کہ آپ نے اس سال وفات پائی اور آپ فن حدیث میں یکتائے روزگار تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

قاضی عبدالرحمٰن التکریتی:

الکرک کے حاکم اور مدرسہ الزبدانی کے مدرس' اور جب اس کے اوقاف کو لے لیا گیا' تو آپ قدس چلے گئے' پھر دمشق چلے

گئے اور وہاں قضاۃ کی نیابت کیا کرتے تھے اور آپ فاضل' پاکیزہ' عفیف اور دیندار تھے۔

۶۳۵ھ

اس سال اشرف اور پھر اس کے بھائی کامل کی وفات ہوئی اور اشرف موسیٰ بن عادل دارالحدیث اشرفیہ جامع التوبہ اور جامع جراح کا بانی تھا۔ اس نے اس سال کی ۴ محرم کو جمعرات کے روز قلعہ منصورہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوا حتیٰ کہ وہ قبر مکمل ہوگئی جو اس کے لیے الکلاسہ کے شمال میں بنائی گئی تھی' پھر اسے جمادی الاولیٰ میں اس کی طرف منتقل کر دیا گیا اور گذشتہ سال کے رجب میں اس کے مرض کا آغاز ہوا اور معالجین نے اس کے بارے میں اختلاف کیا' حتیٰ کہ سرجن اس کے سر سے ہڈیاں نکالتا اور وہ اللہ کی تسبیح کر رہا ہوتا' اور جب سال کا آخری حصہ آیا تو اس کے مرض میں اضافہ ہوگیا اور اسے اسہال مفرط کی شکایت ہوگئی' اور اس کی قوت کمزور ہوگئی' اور اس نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری شروع کر دی' اور دو سو غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کیا' اور فروخشاہ کے گھر کو جسے دارالسعادۃ کہا جاتا تھا' وقف کر دیا' اور النیرب میں اس کا ایک باغ تھا' اسے اپنے بیٹوں پر وقف کیا اور بہت سے اموال کا صدقہ دیا اور اس نے اپنا کفن منگوایا جسے اس نے ان صالح فقراء اور مشائخ کے لباس سے تیار کرایا تھا' جن سے اس نے ملاقات کی تھی' اور وہ مرحوم تیز فہم' شجاع' کریم اور اہل علم کے لیے سخی تھا' خصوصاً اہل حدیث اور اپنے صالح قرابتداروں کے لیے' اور اس نے ان کے لیے دامن کوہ میں دارالحدیث بنایا اور مدینہ میں شافعیہ کے لیے ایک اور دارالحدیث بنایا اور اس میں حضرت نبی کریم ﷺ کا وہ جوتا مبارک رکھا جسے نظام ابن ابی الحدید تاجر سے حاصل کرنے کا اسے ہمیشہ شوق رہا اور نظام اس کے بارے میں بخل کرتا تھا' سو اشرف نے عزم کر لیا کہ وہ اس سے اس کا ایک ٹکڑا حاصل کرے گا' پھر اس نے اس خوف سے اسے ترک کر دیا کہ وہ سارا ہی ضائع ہو جائے گا' پس قضائے الٰہی سے ابن ابی الحدید کو دمشق میں موت آئی تو اس نے اس جوتے کے بارے میں وصیت کی کہ یہ ملک اشرف کو دیا جائے اور اشرف نے اسے دارالحدیث میں رکھ دیا اور قیمتی کتب بھی اس کی طرف منتقل کر دیں' اور عقبیہ میں جامع التوبہ کو تعمیر کیا اور یہ زنجاری کی سرائے تھی جس میں بہت ناپسندیدہ افعال ہوتے تھے' اور اس نے مسجد القصب جامع جراح اور مسجد دارالسعادۃ کو تعمیر کیا اور اس کی پیدائش ۵۷۶ھ میں ہوئی اور اس نے قدس شریف میں امیر فخر الدین عثمان زنجاری کی کفالت میں پرورش پائی اور اس کا باپ اس سے محبت کرتا تھا' اور اسی طرح اس کا بھائی معظم بھی اس سے محبت کرتا تھا۔

پھر اس کے باپ نے جزیرہ کے بہت سے شہروں پر اسے نائب مقرر کر دیا جن میں الرہا اور حران بھی تھے' پھر جب اس نے خلاط پر قبضہ کیا تو اس کی مملکت میں وسعت پیدا ہوگئی اور یہ لوگوں سے زیادہ عفیف اور نیک سیرت اور پاک ضمیر تھا' وہ اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے سوا کسی کو نہ جانتا تھا حالانکہ وہ شراب نوشی کرتا تھا' اور یہ ایک عجیب تر بات ہے۔

السبط نے اس سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز خلاط کی اس منظر گاہ میں تھا کہ اچانک ایک خادم آیا اور اس نے کہا دروازے میں ایک عورت اجازت طلب کر رہی ہے' وہ داخل ہوئی تو وہ ایسی خوبصورت تھی کہ میں نے اس سے حسین عورت نہیں دیکھی اور وہ خلاط کے اس بادشاہ کی بیٹی تھی' جو مجھ سے پہلے تھا اور اس نے بیان کیا کہ حاجب علی نے اس کی ایک بستی پر قبضہ کر لیا ہے اور وہ کرائے کے مکانات کی محتاج ہوگئی ہے اور وہ عورتوں کے لیے نقش ونگار کا کام کر کے خوراک حاصل کرتی ہے' پس میں نے اس

کی جاگیر اسے واپس کرنے کا حکم دیا اور اس کی رہائش کے لیے بھی ایک گھر کا حکم دیا اور جب وہ اندر آئی تو میں اس کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے اسے اپنے سامنے بٹھایا اور جب اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا تو میں نے اسے اپنا چہرہ چھپانے کا حکم دیا' اور اس کے ساتھ ایک بڑھیا بھی تھی اور جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوگئی تو میں نے اسے کہا اللہ کا نام لے کر اٹھ جا' بڑھیا کہنے لگی اے اخوند یہ آج شب آپ کی خدمت سے حصہ لینے آئی ہے' میں نے کہا معاذ اللہ یہ بات نہیں ہوگی اور میں نے اپنے ذہن میں اپنی بیٹی کو متحضر کیا' بسا اوقات اسے بھی ایسی مصیبت پہنچ جاتی تھی جیسی اسے پہنچی تھی' پس وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور ارمنی زبان میں کہنے لگی' جیسے تو نے میرا حیا کیا ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ تیرا حیا کرے' اور میں نے اسے کہا جب بھی کوئی ضرورت ہو اسے مجھ تک پہنچانا' میں اسے پورا کردوں گا' پس اس نے مجھے دعا دی اور واپس چلی گئی اور میرے دل نے مجھے کہا' حلال میں حرام سے کشادگی پائی جاتی ہے اس سے نکاح کر لے' میں نے کہا خدا کی قسم یہ بات کبھی نہ ہوگی' حیاء' کرم اور مروت کہاں ہے؟ راوی بیان کرتا ہے کہ میرے غلاموں سے ایک غلام فوت ہوگیا اور ایک بچہ چھوڑ گیا اور اس علاقے میں اس سے خوبصورت جوان کوئی نہ تھا' پس میں نے اس سے محبت کی اور اسے قریب کیا اور وہ میری جس بات کو نہ سمجھتا اس سے مجھے متہم کرتا' اتفاق سے اس نے ایک شخص پر حملہ کر کے اسے مارا اور قتل کر دیا اور مقتول کے وارثوں نے اس کے خلاف شکایت کی تو میں نے کہا کہ ثابت کرو کہ اس نے قتل کیا ہے' انہوں نے یہ بات ثابت کر دی اور میں نے اپنے غلاموں کو اس سے روکا اور انہوں نے دس دیتوں پر انہیں راضی کرنا چاہا مگر وہ نہ مانے اور راستے میں میرے لیے کھڑے ہوگئے' اور کہنے لگے ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ اس نے قتل کیا ہے' میں نے کہا اسے پکڑ لو' انہوں نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ اور اگر وہ مجھ سے میری حکومت اس کے فدیہ میں مانگتے تو میں انہیں دے دیتا لیکن میں نے اپنے خط نفس کے لیے اللہ کی شرع سے معارضہ کرنے سے حیا کی۔

اور جب ۶۲۶ھ میں اس نے دمشق پر قبضہ کیا تو اس کے منادی نے اس میں اعلان کیا کہ فقہاء میں سے کوئی شخص تفسیر' حدیث اور فقہ کے سوا کسی علم سے اشتغال نہ کرے اور جس نے منطق اور علوم الاوائل میں اشتغال کیا اسے شہر بدر کر دیا جائے گا۔

اور شہر میں بکثرت صدقات وخیرات ہوتے تھے اور وہ نہایت عدل وامن والا تھا' اور سارے رمضان میں قلعہ رات کو بند نہ ہوتا تھا اور حلوے کے پیالے وہاں سے جامع مسجد' سراؤں' خانقاہوں' صالحیہ اور صالح فقراء اور رؤساء وغیرہ کے پاس جاتے تھے' اور اس کی اکثر نشست ابوالدرداء کی مسجد میں ہوتی تھی جسے اس نے قلعہ میں از سر نو بنایا اور مزین کیا تھا' اور وہ مبارک خیال تھا' اس کے جھنڈے کو کبھی شکست نہیں ہوئی اور اس نے زبیدی کو بغداد سے بلایا حتیٰ کہ اس نے اور لوگوں نے آپ کو صحیح بخاری وغیرہ کا سماع کرایا اور اس کا میلان حدیث اور اہل حدیث کی طرف تھا' اور جب اس نے وفات پائی تو ایک شخص نے اسے خواب میں سبز کپڑوں میں صالحین کی ایک جماعت کے ساتھ پرواز کرتے دیکھا' اس نے پوچھا یہ کیا تو تو دنیا میں شراب نوشی کیا کرتا تھا؟ اس نے کہا وہ بدن تھا جس کے ساتھ ہم تمہارے ساتھ وہ افعال کرتے تھے' اور یہ وہ روح ہے جس کے ساتھ ہم ان سے محبت کرتے تھے اور یہ ان کے ساتھ تھی' اور موحوم نے سچ کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

اور اس نے اپنے بعد میں اپنے بھائی صالح اسماعیل کے لیے حکومت کی وصیت کی' اور جب اس کا بھائی فوت ہوگیا تو وہ

شاہانہ شان وشوکت کے ساتھ سوار ہوا اور لوگ اس کے آگے آگے چلے اور اس کی ایک جانب شاہ حمص' عزالدین ایبک المعظمی اس کے سر کا پردہ بردار سوار ہوا پھر اس نے دماشقہ کی ایک جماعت کو' جس کے متعلق اسے بتایا گیا تھا' کہ وہ کامل کے ساتھ ہے' طلب کیا' جس میں عالم تعاسیف اور ابن مزہری اور الاوجبی تھی اس نے انہیں بصریٰ میں قید کر دیا اور قلعہ عزاز سے مزہری کو رہا کر دیا اور اس پر شرط عاید کی کہ وہ دمشق میں داخل نہ ہو' پھر کامل مصر سے آیا اور اس کے ساتھ ترک' نابلس اور قدس کا حکمران ناصر داؤد بھی شامل ہو گیا اور انہوں نے دمشق کا شدید محاصرہ کیا اور صالح اسماعیل نے اسے خوب مضبوط کیا تھا' اور اس نے پانی کو روک دیا اور کامل نے بردی کے پانی کو ثورا کی طرف پلٹ دیا۔ اور عقیبہ اور قصر حجاج کو نذر آتش کر دیا گیا اور بہت سے لوگ محتاج ہو گئے' اور دوسرے جل گئے' اور طویل مصیبتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور جمادی الاولیٰ کے آخر میں نوبت بایں جارسید کہ صالح اسماعیل نے اس شرط پر کہ بعلبک اور بصریٰ اس کے لیے ہوں گے' دمشق کو اپنے بھائی کامل کے سپرد کر دیا اور حالات پرسکون ہو گئے اور قاضی محی الدین یوسف بن شیخ ابوالفرج بن الجوزی کے ہاتھوں دونوں کے درمیان صلح ہو گئی' اتفاق سے ابھی وہ دمشق میں ہی تھا' کہ وہ خلیفہ کی طرف سے ایلچیوں کے ساتھ دمشق آیا' اللہ اسے جزائے خیر دے' اور کامل نے دمشق میں داخل ہو کر فلک بن المسیری کو قلعہ کے قید خانہ جات سے جس میں اشرف نے اسے رکھا تھا' رہا کر دیا اور اشرف کو اس کی قبر میں منتقل کر دیا گیا۔ اور کامل نے ۶ ر جمادی الآخرۃ کو سوموار کے روز' جامع مسجد کے ائمہ کو حکم دیا کہ ان میں سے کوئی شخص امام کبیر کے سوا' مغرب کی نماز نہ پڑھائے' اس لیے کہ ایک وقت میں ان کے اکٹھے ہو جانے سے گڑبڑ اور اختلاف پیدا ہو جاتا تھا اور اس مرحوم نے یہ کیا اچھا کام کیا۔ اور ہمارے اس زمانے میں بھی نماز تراویح میں بھی یہی کام ہوا کہ لوگوں نے ایک قاری پر اتفاق کر لیا اور وہی منبر کے پاس اگلی محراب میں امام کبیر ہے۔ اور آج مزار علی کے پاس حلبیہ کے امام کے سوا کوئی امام باقی نہیں رہا۔ اور اگر وہ بھی امامت چھوڑ دیتا تو اچھا ہوتا۔ واللہ اعلم

ملک کامل کی وفات کا بیان:

محمد بن العادل رحمہ اللہ تعالیٰ' کامل نے دو ماہ بادشاہت کی پھر اسے مختلف امراض نے آلیا' جن میں کھانسی' اسہال' گلے کا نزلہ اور اس کے پاؤں میں نقرس شامل ہیں' اتفاق سے اس کی موت دارالقصبہ کے چھوٹے سے گھر میں ہوئی اور یہ وہی گھر ہے جس میں اس کے چچا ملک ناصر صلاح الدین نے وفات پائی تھی اور کامل کی موت کے وقت اس کی شدتِ ہیبت کی وجہ سے کوئی شخص اس کے پاس موجود نہ تھا بلکہ انہوں نے اندر آ کر دیکھا تو وہ مرا پڑا تھا۔

اس کی پیدائش ۵۷۶ھ میں ہوئی اور مودود کے بعد اس کا سب سے بڑا بیٹا عادل تھا اور عادل نے اس کی منزلت اور کمال عقل ومعرفت کو جانتے ہوئے اس کے بارے میں وصیت کی تھی اور وہ بہت سمجھدار اور علماء کا محب تھا اور ان سے مشکل سوالات پوچھا کرتا تھا' اور صحیح مسلم کے بارے میں اس کا کلام بہت اچھا ہے' اور وہ ذہین' رعب دار' سخت جنگجو' عادل' منصف تھا' جسے بڑی حرمت اور سطوت حاصل تھی' اس نے مصر پر تیس سال حکومت کی اور اس کے زمانے میں راستے پرامن اور رعایا ایک دوسرے کے برابر تھی' کوئی کسی پر ظلم کرنے کی جسارت نہیں کرتا تھا' اس کے کچھ سپاہیوں کو جنہوں نے آمد کے علاقے میں ایک کسان کے جو لے لیے تھے' پھانسی دے دی' اور ایک رکاب دار نے اس کے پاس شکایت کی کہ اس کے استاد نے اس سے چھ ماہ بغیر اجرت کے کام لیا ہے' اس نے

سپاہی کو بلا کر اسے رکاب دار کے کپڑے پہنا دیئے' اور رکابدار کو سپاہی کے کپڑے پہنا دیئے' اور سپاہی کو حکم دیا کہ وہ اسی ہیئت میں چھ ماہ اس کی خدمت کرے اور رکابدار سوار دستوں اور خدمت میں حاضر ہوتا' حتیٰ کہ وہ مدت ختم ہوگئی' اور لوگوں نے اس سے بڑی شائستگی سیکھی' اور فرنگیوں کے ہاتھ سے دمیاط پر غالب آجانے کے بعد اس کا اسے مسلمانوں کو واپس لے کر دینا بہت بڑا کارنامہ ہے' اس نے چار سال ان کے پاس پڑا رکھا' حتیٰ کہ اسے ان سے چھڑا لیا اور اس کے اسے لینے اور واپس کرنے کا دن جمعہ کا دن تھا' جیسا کہ ہم تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

اور اس کی وفات اس سال کی ۱۲ ؍ رجب کو جمعرات کی رات ہوئی اور اسے قلعہ میں دفن کیا گیا حتیٰ کہ اس کی وہ قبر مکمل ہوگئی' جو کھڑکی والی جامع مسجد کی شمالی دیوار کے پاس حجرہ ابن سنان کے نزدیک ہے اور وہ حلبیہ کے نزدیک کندیہ ہے' اسے اس سال کی ۲۱ ؍ رمضان کو جمعہ کی شب کو اس کی طرف منتقل کیا گیا اور وہ اپنے اشعار میں' اپنے بھائی اشرف کو بلاد جزیرہ سے جبکہ وہ دمیاط کا محاصرہ کیے ہوئے تھا' برانگیختہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

''اے میرے مددگار! اگر تو فی الواقعہ میرا مددگار ہے تو کسی توقف اور شرط کے بغیر سفر کر اور منازل و دیار کو طے کر اور صرف ملک اشرف کے دروازے پر بیٹھ' تو ہلاک نہ ہو اس کے ہاتھ کو بوسہ دے اور اسے میری طرف سے نہایت ملائمت اور نرمی سے کہہ' اگر تیرا بھائی قریب ہی مرا ہے تو تو اسے ہندی تلوار کی دھار اور نیزے کے درمیان ملے گا' اور یا تو اس کی مدد کرنے میں سستی کرلے گا' تو قیامت کے روز میدانِ محشر میں اس کی ملاقات ہوگی''۔

اس کے بعد ہونے والے واقعات:

اور اس نے اپنے بیٹے عادل سے جبکہ وہ چھوٹا بچہ تھا' دیار مصر اور بلاد دمشق کا' اور اپنے بیٹے صالح ایوب سے بلاد جزیرہ کا عہد کیا تھا' سو امراء نے اس عہد کو پورا کیا اور دمشق میں امراء نے ملک ناصر داؤد بن معظم اور ملک جواد بن مظفر الدین یونس بن مودود بن ملک عادل کے متعلق اختلاف کیا' عماد الدین ابن الشیخ کا میلان الجواد کی طرف تھا اور دوسروں کا میلان ناصر کی طرف تھا' اور یہ دار اسامہ میں اترا ہوا تھا' پس الجواد کی حکومت مرتب ہوگئی' اور ناصر کو پیغام آیا کہ شہر سے نکل جاؤ' پس وہ دار اسامہ سے سوار ہوا اور عوام قلعہ تک اس کے پیچھے گئے' اور اس کی حکومت کے بارے میں شک نہ کرتے تھے' پس یہ قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور جب العمادیہ سے آگے گزر گیا تو اس نے باب الفرج کی طرف اپنے گھوڑے کے سر کو موڑا تو عوام نے شور مچا دیا نہیں' نہیں' نہیں' پس وہ چل پڑا حتیٰ کہ قابون میں برزہ کی ہموار جگہ پر اترا اور بعض اشرفی امراء نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا۔ تو اس نے جبل کرام حکیم کے محل میں رات بسر کی اور وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے' اور یہ عجلون کی طرف بڑھ کر وہاں قلعہ بند ہوگیا اور پرسکون ہوگیا۔

الجواد:

اور الجواد شاہانہ شان وشوکت کے ساتھ سوار ہوا' اور اس نے اموال خرچ کیے اور امراء کو خلعت دیئے۔ السبط نے بیان کیا ہے کہ اس نے چھ کروڑ دینار اور پانچ ہزار خلعت تقسیم کیے' اور ٹیکس اور شراب بند کر دی اور خطا کاروں کو جلاوطن کیا اور دمشق میں اس کی حکومت مضبوط ہوگئی اور مصری اور شامی امراء نے اس پر اتفاق کیا' اور ناصر داؤد' عجلون سے غزہ اور بلاد سواحل کی طرف کوچ کر گیا

اور ان پر قابض ہو گیا اور الجواد اس کی تلاش میں گیا اور اس کے ساتھ شامی اور مصری فوجیں بھی تھیں اور اس نے اشرفیہ سے کہا اسے خط لکھو اور اسے لالچ دو' اور جب اس کے پاس ان کے خطوط پہنچے تو اس نے ان کے ساتھ اتفاق کرنے کی خواہش کی اور وہ سات سو سواروں کے ساتھ وہاں واپس آ گیا اور الجواد نے اس کا قصد کیا اور وہ جتنین میں اترا ہوا تھا اور ناصر سعدایہ میں اترا ہوا تھا پس وہ اس سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا اور انہوں نے اس کے ذخائر واثقال پر قبضہ کر لیا۔ اور وہ ان اموال سے غنی ہو گئے اور وہ ان کے باعث سخت محتاج ہو گیا اور ناصر اکیلا ہی الکرک کی طرف واپس آ گیا اور اس کے اموال واثقال چھن چکے تھے' اور الجواد مظفر ومنصور ہو کر دمشق واپس آیا۔

اور اس سال خوارزمیوں نے ملک صالح نجم الدین ایوب بن الکامل سے اختلاف کیا جو کیفا اور ان کے نواح کا بادشاہ تھا' اور انہوں نے اسے گرفتار کرنے کا ارادہ کر لیا اور وہ ان سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا اور انہوں نے اس کے اموال واثقال لوٹ لیے اور اس نے سنجار کی پناہ لی اور شاہ موصل بدرالدین لؤلؤ نے اس کا قصد کیا تا کہ اس کا محاصرہ کرے اور اسے ایک پنجرے میں بند کر کے خلیفہ کے پاس لائے اور ان نواح کے باشندے اس کے تکبر اور اس کی قوت وسطوت کے باعث اس کی ہمسائیگی کو ناپسند کرتے تھے' اور تھوڑے سے لوگ ہی اسے پکڑنے کے لیے باقی رہ گئے' سو اس نے خوارزمیوں سے مراسلت کی اور ان سے مدد مانگی اور ان سے بہت سی باتوں کا وعدہ کیا' تو وہ دستوں کی صورت میں اس کے پاس آئے تا کہ اسے بدر سے بچائیں اور جب لؤلؤ نے انہیں دیکھا تو ان سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا اور انہوں نے اس کے اموال واثقال پر قبضہ کر لیا اور انہوں نے ان میں اس قدر چیزیں پائیں جو بیان وشمار میں نہیں آ سکتیں اور وہ اکیلا ہی ناکام ونامراد ہو کر موصل واپس آ گیا اور صالح ایوب جس سختی میں گرفتار تھا' اس سے بچ گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابن یاسین خطیب جمال الدین الدولعی' موصل کی ایک بستی کی طرف منسوب ہے' اور ہم نے اس کے چچا عبدالملک بن یاسین خطیب دمشق کے حالات میں اس کا ذکر کیا ہے' آپ خطابت کے ساتھ الغزالیہ میں مدرس بھی تھے اور معظم نے آپ کو ایک وقت فتویٰ دینے سے روک دیا تو السبط نے اسے اس بارے میں ملامت کی تو اس نے عذر کیا کہ اس کے شہر کے شیوخ نے اسے یہ مشورہ دیا تھا' کیونکہ وہ اپنے فتاویٰ میں بہت غلطیاں کرتے ہیں اور آپ مقررہ ڈیوٹی پر سخت مواظبت کرتے تھے' قریب تھا کہ آپ بیت الخطابت کو نہ چھوڑیں' اور آپ نے کبھی حج نہیں کیا' حالانکہ آپ کے پاس بہت اموال تھے' آپ نے جیرون میں ایک مدرسہ وقف کیا اور سات جامع ہیں' اور جب آپ نے وفات پائی تو آپ کو اپنے جیرون کے مدرسہ میں دفن کیا گیا اور آپ کے بعد آپ کے بھائی نے خطابت سنبھالی جو ایک جاہل شخص تھا' اور وہ اس پر قائم نہ رہا' اور اسے کمال بن عمر بن احمد بن ھبۃ اللہ بن طلحہ نصیبی نے سنبھال لیا اور الغزالیہ کی تدریس کا کام شیخ عبدالعزیز بن عبدالسلام نے سنبھال لیا۔

محمد ھبۃ اللہ بن جمیل:

شیخ ابونصر بن الشیرازی' آپ کی پیدائش ۵۴۹ھ میں ہوئی اور حافظ ابن عساکر کے ذریعے کثیر کو سماع کرایا اور فقہ میں مشغول

ہو گئے اور فتوے دیئے اور شامیہ برانیہ میں درس دیا اور کئی سال نائب عدالت رہے' آپ فقیہ' عالم' فاضل' ذہین' خوش اخلاق' تاریخ ایام العرب اور اشعار العرب کے جاننے والے' کریم الطبع اور قابل تعریف کام کرنے والے تھے' آپ کی وفات ۳۰ر جمادی الآخرۃ کو جمعرات کے روز ہوئی اور قاسیون میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

قاضی شمس الدین یحییٰ بن برکات:

ابن ہبۃ اللہ بن الحسن الدمشقی' ابن سنا الدولہ دمشق کے قاضی تھے' آپ عالم عفیف فاضل' عادل' منصف اور پاکدامن تھے' ملک اشرف کہا کرتا تھا' آپ کی مانند دمشق کا کوئی والی نہیں ہوا' اور آپ نے اپنے شہر مقدس کی عدالت بھی سنبھالی' اور دمشق میں قضاۃ کی نیابت بھی کی' پھر آپ فیصلے کرنے میں بااختیار ہو گئے اور آپ کی وفات ۶ر ذوالقعدہ کو اتوار کے روز ہوئی اور جامع مسجد میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون میں دفن ہوئے اور لوگوں نے آپ پر غم کیا۔

شیخ شمس الدین الحوبی:

اور آپ کے بعد شیخ شمس الدین بن الحوبی قاضی زین الدین عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن علوان اسدی نے وفات پائی' آپ استاد حلبی کے نام سے مشہور ہیں' آپ بہاؤ الدین بن شداد کے بعد حلب کے قاضی بنے اور آپ رئیس عالم' عارف' فاضل' خوش اخلاق اور نیک ارادہ تھے۔ اور آپ کا باپ کبار صالحین میں سے تھا۔

شیخ صالح معمر:

ابوبکر محمد بن مسعود بن بہروز بغدادی' ۶۱۵ھ میں آپ کا ابوالوقت سے سماع کرنا ظاہر ہوا' پس لوگ آپ سے سماع کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے آپ زبیدہ وغیرہ کے بعد اس سے روایت کرنے میں متفرد ہیں' آپ نے ۲۹ر شعبان کو ہفتہ کی رات کو وفات پائی۔

صارم الدین:

امیر کبیر' پڑاؤ کرنے والا مجاہد صارم الدین خطبا بن عبداللہ شرکس کا غلام اور اس کے بعد اس کے بیٹے کے ساتھ تبنین اور ان قلعوں کا نائب' آپ بہت صدقہ کرنے والے تھے' آپ کو اپنے استاد قباب شرکس کے ساتھ دفن کیا گیا' آپ نے ہی اسے اپنے استاد کے بعد تعمیر کیا' آپ بہت بھلے' کم گو' بہت جنگ کرنے والے اور کئی سالوں تک پڑاؤ کرنے والے تھے۔

۶۳۶ھ

اس سال ملک جواد نے الصنعی بن مرزوق کے خلاف فیصلہ کیا اور اس سے اصرار کے ساتھ چار لاکھ دینار کا مطالبہ کیا اور اسے قلعہ حمص میں قید کر دیا اور وہ تین سال بغیر روشنی دیکھے ٹھہرا رہا' اور ابن مرزوق نے اس سے قبل جواد کے ساتھ بہت احسان کیے تھے اور جواد نے اپنی بیوی کے خادم کو جسے ناصح کہا جاتا تھا' اختیار دے دیا اور اس نے دماشقہ سے پرزور مطالبہ کیا اور ان سے تقریباً چھ لاکھ دینار لے لیے۔ اور اس نے امیر عماد الدین بن الشیخ کو جو اسے دمشق پر قبضہ دلانے کا سبب تھے' کستوری لگائی پھر وہ اپنے بھائی فخر الدین بن الشیخ سے جو دیار مصر میں تھا' ڈر گیا اور دمشق کے بادشاہ سے پریشان ہو گیا' اور کہنے لگا' میں حکومت کو کیا کروں گا؟ باز اور

کہتے مجھے اس سے زیادہ پسند ہیں' پھر وہ شکار کو چلا گیا۔ اور اس نے صالح نجم الدین ایوب بن کامل سے خط وکتابت کی اور ان دونوں سے سیفا سے قلعے اور جار اور اس سے پیچھے دمشق تک کا علاقہ باہم تبدیل کر لیا اور صالح نے دمشق پر قبضہ کر لیا۔ اور اس سال کے جمادی الاولیٰ کے آغاز میں اس میں داخل ہوا اور جواد خادموں کے ساتھ اس کے آگے آگے تھا اور جو کچھ اس سے ہو چکا تھا اس پر وہ نادم ہوا اور اس نے سبقت والے کام کی تلافی کرنی چاہی مگر اسے اس کا موقع نہ ملا اور وہ دمشق سے نکلا اور لوگ اس کے منہ پر اس وجہ سے کہ اس نے ان کے مطالبات پورے نہیں کیے تھے' لعنت کرنے لگے اور صالح ایوب نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو ان کے مال واپس کر دے' مگر اس نے اس طرف توجہ نہ کی اور چلا گیا اور وہ اس کے ذمہ باقی رہے۔ اور جب مصر میں صالح ایوب کی حکومت مضبوط ہوگئی' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' اس نے ناصح خادم کو قید کر دیا' اور وہ نہایت بری حالت میں تنگدستی اور جوؤں سے پوری جزا پا کر مر گیا۔ (اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں)

اور اس سال صالح ایوب رمضان میں دمشق سے دیار مصر گیا تا کہ اسے اپنے بھائی عادل سے اس کے چھوٹا ہونے کی وجہ چھین لے' پس وہ نابلس اتر کر اس پر قابض ہو گیا اور اسے ناصر داؤد کے ہاتھ سے نکال دیا' اور اس نے اپنے چچا صالح اسماعیل کو جو بعلبک کا حکمران تھا پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس آئے تا کہ وہ اس کے ساتھ دیار مصر کو جائے اور وہ اس کے پاس اس کی بیعت کرنے کے لیے دمشق آیا اور وہ اس سے ٹال مٹول کرنے لگا اور اس پر حاکم بننے لگا اور دمشق کے امراء سے معاہدات کرنے لگا تا کہ وہ ان کا بادشاہ بن جائے اور کوئی شخص صالح ایوب کی عظمت کی وجہ سے جسارت نہیں کر سکتا تھا کہ اسے اس بات کی خبر دے اور سال گذر گیا اور وہ نابلس میں مقیم ہو کر اس کی طرف دعوت دینے لگا' اور وہ اس سے ٹال مٹول کرتا رہا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

جمال الدین الحصیری الحنفی:

محمود بن احمد علامہ اور دمشق کے احناف کا شیخ اور النوریہ کا مدرس' آپ اصلاً حصیر بستی کے ہیں جو بخارا کے مضافات میں ہے آپ نے وہیں فقہ سیکھی اور کثیر سے حدیث کا سماع کیا اور دمشق چلے آئے اور یہاں آپ کو احناف کی سرداری مل گئی' خصوصاً معظم کے ایام میں وہ آپ کو جامع کبیر سنایا کرتا تھا' اور آپ نے اس کی شرح بھی لکھی ہے اور وہ آپ کا اعزاز واکرام کرتا تھا' اور آپ بہت گریہ کناں' بہت صدقہ کرنے والے عاقل پاکیزہ اور عفیف تھے۔ آپ نے ۸ر صفر کو اتوار کے روز وفات پائی اور صوفیاء کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ اللہ آپ کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ آپ نے ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی' اور آپ نے سب سے پہلا درس شرف داؤد کے بعد' جو برہان مسعود کے بعد اس کا متولی تھا ۶۱۱ھ میں النوریہ میں دیا اور اس کے پہلے مدرس' امیر عماد الدین عمر بن شیخ الشیوخ صدر الدین علی بن حمویہ ہیں جو دمشق میں جواد کی حکومت کا سبب تھے' پھر آپ مصر چلے گئے اور اس کے حکمران' عادل بن کامل بن عادل نے آپ کو ملامت کی تو آپ نے کہا اب میں دمشق واپس جاؤں گا اور جواد کو اس شرط پر آپ کے پاس روانگی کا حکم دوں گا کہ دمشق کے عوض اسکندریہ اس کے لیے ہو اور اگر وہ انکار کرے تو میں اس کو دمشق سے معزول کر دوں گا اور اس میں میں تیرا

نائب ہوں گا اور آپ کے بھائی فخر الدین بن الشیخ نے آپ کو ایسا کرنے سے روکا مگر آپ نے قبول نہ کیا اور دمشق کی طرف واپس چلے گئے' اور جواد نے عیدگاہ کے پاس آپ کا استقبال کیا اور آپ کو اپنے ہاں قلعہ میں دار المسرۃ میں اتارا اور آپ کو اپنے بارے میں دھوکہ دیا' پھر کھلم کھلا آپ سے مدد مانگنے والے کی صورت میں آپ نے قتل کی سازش کی اور آپ کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا اور آپ کا جنازہ بھرپور تھا' اور آپ قاسیون میں دفن ہوئے۔

وزیر جمال الدین علی بن حدید:

آپ اشرف کے وزیر بنے اور صالح ایوب نے کئی روز تک آپ کو وزیر بنایا' پھر اس کے بعد آپ فوت ہو گئے' آپ اصلاً رقہ کے ہیں اور آپ کی املاک معمولی تھیں جن سے آپ کا گذارا ہوتا تھا' پھر نوبت بایں جا رسید کہ آپ دمشق میں اشرف کے وزیر بن گئے' اور ایک شخص نے آپ کی ہجو کی' اور آپ کی وفات جمادی الآخرۃ میں جوالیق میں ہوئی' اور آپ کو قبرستان صوفیا میں دفن کیا گیا۔

جعفر بن علی:

ابن ابی البرکات بن جعفر بن یحییٰ ہمدانی' سلفی کا راوی' یہ ناصر داؤد کے ساتھ دمشق آیا اور اس کے باشندوں کو سماع کرایا اور اس کی وفات بھی دمشق میں ہوئی اور اسے قبرستان صوفیا میں دفن کیا گیا' اس کی عمر ۹۰ سال تھی۔

حافظ کبیر زکی الدین:

ابوعبداللہ بن محمد بن یوسف بن محمد البرزالی الاشبیلی' آپ فن حدیث کا اہتمام کرنے والوں میں سے ایک ہیں اور اس میں فوقیت لے گئے ہیں' آپ نے طلبہ کو فائدہ دیا اور آپ مزار ابن عروہ میں شیخ الحدیث تھے' پھر آپ حلب کی طرف سفر کر گئے۔ اور آپ نے اس سال کی ۴ رمضان کو حماۃ میں وفات پائی اور آپ ہمارے شیخ حافظ علم الدین بن القاسم بن محمد البرزالی کے دادا ہیں اور وہ مؤرخ دمشق ہیں' جس نے شیخ شہاب الدین ابوشامہ پر ضمیمہ لکھا ہے' میں نے اس کی تاریخ پر اللہ کی مدد سے ضمیمہ لکھا ہے۔

۶۳۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو سلطان دمشق نجم الدین صالح ایوب بن کامل نابلس کے پاس خیمہ زن تھا' اور اپنے چچا صالح اسماعیل کو دیار مصر کی طرف روانگی کے لیے بلا رہا تھا' اس وجہ سے کہ اس نے اسے اس کے حکمران عادل بن کامل سے چھین لیا تھا' اور صالح اسماعیل نے اپنے بیٹے اور ابن یغمور کو صالح ایوب کی صحبت اختیار کرنے کا پیغام بھیجا اور یہ دونوں امراء میں اموال تقسیم کرتے تھے اور ان سے صالح ایوب کے برخلاف صالح اسماعیل سے معاہدہ کرتے' اور جب یہ کام مکمل ہو گیا اور صالح اسماعیل کو اپنا مقصد حاصل ہو گیا تو اس نے صالح ایوب کو پیغام بھیج کر اس سے اس کا بیٹا طلب کیا تاکہ وہ بعلبک کا عوض ہو اور خود وہ اس کی خدمت میں چلا آئے' پس اس نے اسے اس کی طرف بھیج دیا اور اسے کچھ پتہ نہ تھا کہ کیا ہوا ہے اور یہ سب کچھ صالح کے وزیر ابوالحسن غزالی طبیب کا ترتیب دیا ہوا پروگرام تھا' اور وہ بعلبک کے امینیہ کا وقف کرنے والا امین ہے' اور جب ۲۷ صفر کو منگل کا دن آیا تو ملک صالح اسماعیل نے حملہ کر دیا اور وہ والی حمص اسد الدین شیرکوہ کی صحبت میں دمشق جا رہا تھا' پس دونوں اچانک باب الفرادیس سے دمشق میں داخل ہوئے' اور صالح اسماعیل درب الشعارین میں اپنے گھر میں اترا اور والی حمص اپنے گھر میں اترا۔ اور نجم الدین بن سلامہ آیا اور اس نے

صالح اسماعیل کو مبارکباد دی اور اس کے سامنے رقص کرنے لگا' اور وہ کہہ رہا تھا کہ تو اپنے گھر کی طرف آ جا اور صبح کو انہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا' اور اس میں مغیث عمر بن صالح نجم الدین بھی تھا' اور انہوں نے باب الفرج کی جانب سے قلعہ کو نقب لگائی اور اس کی بے حرمتی کی اور اس میں داخل ہوئے اور اس کی سپرداری لے لی اور مغیث کو وہاں ایک برج میں قید کر دیا۔ ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ دارالحدیث اور دہاں پر قلعہ کے ارد گرد جو دکانیں اور مکان وغیرہ تھے وہ جل گئے' اور جب اس واقعہ کی خبر صالح ایوب کو پہنچی تو اس کے اصحاب اور امراء اپنے اہالی کے بارے میں صالح اسماعیل کے خوف سے اسے چھوڑ گئے' اور صالح ایوب نے اپنے غلاموں اور اپنی لونڈی جو اس کے بیٹے خلیل کی ماں تھی کے ساتھ اکیلا رہ گیا اور کسانوں اور روٹی پکانے والوں نے اس کا لالچ کیا اور ناصر داؤد نے حاکم الکرک کو اس سے نابلس لے لینے کی وجہ سے اس کے پاس ذلیل کر کے خچر پر مہمیز اور ہراول کے بغیر بھیجا اور اس نے اسے سات ماہ تک قید کر دیا اور عادل نے مصر سے ناصر کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اس سے اس کے بھائی صالح ایوب کا مطالبہ کرے۔ اور اسے ایک لاکھ دینار دے مگر اس نے اسے اس کا جواب نہ دیا بلکہ اس کے مطالبہ کے برعکس اسے اپنے قید خانے سے باہر نکال دیا اور رہا کر دیا' اس موقع پر دمشق اور مصر کے ملوک نے ناصر داؤد سے جنگ کی اور عادل دیار مصر سے بلبیس کی طرف ناصر داؤد سے جنگ کرنے گیا پس فوج اس کے خلاف مضطرب ہوگئی اور امراء نے اختلاف کیا اور انہوں نے عادل کو بیڑیاں ڈال دیں اور اسے خرگاہ میں قید کر دیا' اور انہوں نے صالح ایوب کو پیغام بھیج کر اپنے پاس آنے کی دعوت دی اور ناصر داؤد نے اس کے چھوڑنے سے انکار کر دیا' حتیٰ کہ اس نے اس پر شرط عاید کی کہ وہ حمص حلب' بلاد جزیرہ' بلاد دیار بکر اور مصر کی آدھی حکومت اور خزانوں میں جو ذخائر' اموال اور جواہر موجود ہیں ان کا نصف اس کے لیے حاصل کرے۔

صالح ایوب کا بیان ہے کہ میں نے بادل نخواستہ اس کا جواب دیا' حالانکہ جو اس نے شرط لگائی تھی' اس کی زمین کے سب بادشاہ بھی طاقت نہ رکھتے تھے' اور ہم چل پڑے اور میں نے خوفزدہ ہو کر اسے ساتھ لے لیا کہ یہ واقعہ مصریوں کی چال نہ ہو' حالانکہ مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی' اور اس نے بیان کیا ہے کہ وہ مدہوش ہو جاتا تھا اور امور میں گڑبڑ کرتا تھا' اور صحیح آراء کی مخالفت کرتا تھا اور جب صالح مصریوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے اسے اپنا بادشاہ بنا لیا اور وہ دیار مصر میں مظفر و منصور اور مؤید و مسرور ہو کر داخل ہوا اور اس نے ناصر داؤد کی طرف بیس ہزار دینار بھیجے جو اس نے واپس کر دیئے اور انہیں قبول نہ کیا اور مصر میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی' اور ملک جواد نے سنجار میں بری سیرت اختیار کی اور اس کے اہل سے مطالبہ کیا اور ان پر ظلم کیا اور انہوں نے شاہ موصل بدرالدین لؤلؤ سے خط و کتابت کی تو وہ ان کے پاس گیا۔ اور جواد شکار کو گیا ہوا تھا۔ اور اس نے کسی مزاحمت کے بغیر شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور جواد غانتہ کی طرف چلا گیا' پھر بعد ازاں اس نے اسے خلیفہ کے پاس فروخت کر دیا۔

اور ربیع الاوّل میں قاضی رفیع عبدالعزیز بن عبدالواحد الجیلی نے شامیہ برانیہ میں درس دیا اور ۳ ربیع الاوّل کو بدھ کے روز شیخ عزالدین عبدالعزیز بن السلام بن ابی القاسم السلمی نے جامع دمشق کی خطابت سنبھالی اور صالح اسماعیل نے شہر دمشق وغیرہ میں شاہ روم کا خطبہ دیا کیونکہ اس نے صالح ایوب کے خلاف معاہدہ کیا تھا' ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ جون میں زرد آلو کے موسم میں بڑی بارش ہوئی جس نے بہت سی دیواروں کو گرا دیا اور میں اس وقت المزہ میں تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شاہ حمص:

ملک مجاہد اسد الدین شیر کوہ بن ناصر الدین محمد بن اسد الدین شیر کوہ بن شادی' ملک صلاح الدین نے اسے اس کے باپ کے مرنے کے بعد ۵۸۱ھ میں اس کا والی بنایا' اور وہ ۵۷ سال اس کا والی بنا رہا اور یہ بادشاہوں میں سیرت کے لحاظ سے بہترین آدمی تھا' اس نے اپنے ملک کو شراب' ٹیکس اور ناپسندیدہ افعال سے پاک کر دیا اور یہ ملک نہایت پرسکون اور عدل کی حالت میں تھا' اور فرنگیوں اور عربوں میں سے جو شخص اس کے ملک میں داخل ہونے کی جسارت کرتا یہ اس کی سخت اہانت کرتا اور بنی ایوب کے بادشاہ اس سے ڈرتے تھے' اس لیے کہ اس کے خیال میں یہ ان سے حکومت کا زیادہ سزاوار تھا' کیونکہ اس کے دادا نے مصر فتح کیا تھا' اور وہ پہلا شخص تھا جو ان میں سے بادشاہ بنا اور اس کی وفات حمص میں ہوئی' اور اس کی تعزیت جامع دمشق میں ہوئی۔

قاضی الحوبی شمس الدین احمد بن خلیل:

ابن سعادۃ بن جعفر الحوبی اس وقت دمشق کے قاضی القضاۃ تھے' اور اصول وفروع وغیرہ کے بہت سے فنون کے عالم تھے' اور آپ کی وفات ۷/شعبان کو ہفتہ کے روز ظہر کے بعد ۵۵ سال کی عمر میں مدرسہ عادلیہ میں ہوئی آپ خوش اخلاق اور خوش معاملہ شخص تھے' اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں مناصب کو اس کے مستحقین تک پہنچانے کی سکت نہیں رکھتا' اور آپ کی تصانیف میں سے عروض بھی ہے' جس کے بارے میں ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ:

احمد بن خلیل کی اللہ نے خلیل بن احمد کی طرح راہنمائی کی ہے' آپ نے عروض کا استخراج کیا ہے۔ اور یہ بات آپ کے راز کا مظہر ہے اور اچھا کام کرنا محمود ہے اور اس کا دوبارہ کرنا زیادہ محمود ہے۔

آپ نے رفیع الدین' عبدالعزیز بن عبدالواحد بن اسماعیل بن عبدالہادی حنبلی کے بعد' تدریس عادلیہ کے ساتھ ساتھ قضاء کو بھی سنبھالا اور آپ بعلبک کے قاضی تھے' آپ کو وزیر امین الدین' سامری' جو مسلمان ہو گیا تھا' نے دمشق بلایا اور آپ صالح اسماعیل کے وزیر بنے' اس نے اور اس قاضی نے ناجائز طریق پر لوگوں کے اموال کھانے پر اتفاق کر لیا۔ ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس نے بدسیرتی اختیار کی اور ظلم وجور اور فسق اور اموال کے بارے میں اصرار کے ساتھ مطالبات کیے۔

میں کہتا ہوں دوسروں نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات وہ مشہد کمالی میں جمعہ کے روز کھڑکی میں نشے کی حالت میں آ جاتا اور شراب کی بوتلیں ہفتہ کے روز عادلیہ کے تالاب پر پڑی ہوتیں' اور اس نے ترکوں کے بارے میں نہایت بری روش اختیار کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے مقصد کو پورا نہ ہونے دیا اور اسے اس کے ہاتھ سے مروا دیا' جو اس کی سعادت کا سبب تھا' جیسا کہ ابھی اس کا بیان آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۶۳۸ھ

اس سال حاکم دمشق صالح اسماعیل نے سیف اربون کا قلعہ صیدا کے فرنگی حاکم کے سپرد کر دیا' جس پر شیخ عزالدین عبدالسلام خطیب تھے اور شیخ ابوعمرو بن الحاجب شیخ المالکیہ نے اسے سخت ملامت کی تو اس نے ان دونوں کو ایک مدت تک قید کر دیا' پھر ان کو رہا کر کے انہیں اپنے اپنے گھروں میں رہنے کا پابند کر دیا' اور اس نے خطابت اور الغزالیہ کی تدریس کا کام عماد الدین داؤد بن عمر بن یوسف المقدسی خطیب بیت الابار کے سپرد کر دیا' پھر دونوں شیخ دمشق سے باہر چلے گئے' اور ابوعمرو ناصر داؤد کے پاس الکرک چلا گیا' اور شیخ عزالدین دیار مصر میں آ گیا اور اس کے حکمران ایوب نے احترام واکرام کے ساتھ آپ کا استقبال کیا اور آپ کو قاہرہ کی خطابت اور مصر کی قضا سونپ دی اور مصر کے باشندوں نے آپ سے علم سیکھا' اور آپ سے علم سیکھنے والوں میں شیخ تقی الدین ابن دقیق العید بھی شامل تھے' اللہ دونوں پر رحم فرمائے۔

اور اس سال تاتاریوں کے بادشاہ تولی بن چنگیز خان کی طرف سے ملوکِ اسلام کے پاس ایلچی آیا' جس نے انہیں چنگیز خان کی اطاعت کرنے کی دعوت دی اور انہیں اپنے شہروں کی فصیلیں گرانے کا حکم دیا' اور خط کا عنوان تھا۔

آسمان کے رب کے نائب اور روئے زمین کے ہموار کرنے والے شرق وغرب کے بادشاہ قان قان کی طرف سے' اور یہ خط اصبہان کے ایک خوش اخلاق مسلمان کے ہاتھ بھیجا گیا' سب سے پہلے وہ شہاب الدین غازی بن عادل کے پاس میافارقین آیا اور اس نے اپنے علاقے کے عجیب وغریب واقعات بیان کیے۔

ان میں سے ایک واقعہ یہ تھا' کہ سد کے ملحقہ علاقوں میں ایسے لوگ رہتے ہیں جن کی آنکھیں ان کے کندھوں پر اور ان کے منہ ان کے سینوں پر ہیں' وہ مچھلی کھاتے ہیں اور جب کسی آدمی کو دیکھتے ہیں' تو بھاگ جاتے ہیں اور اس نے بتایا کہ ان کے پاس ایک بیج ہے جو بکریاں پیدا کرتا ہے اور اس کا بکروٹہ دو تین ماہ زندہ رہتا ہے اور اس کی نسل نہیں ہوتی۔

اور دوسرا واقعہ یہ ہے کہ مازندران میں ایک چشمہ ہے جس میں ہر تیس سال کے اندر مینار کی طرح ایک عظیم لکڑی نمودار ہوتی ہے' جو دن بھر کھڑی رہتی ہے اور جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو وہ چشمے میں غائب ہو جاتی ہے اور تو اس وقت اس کی مثل نہیں دیکھے گا۔ اور یہ کہ بعض بادشاہوں نے اسے زنجیریں باندھ کر پکڑنے کی تدبیر کی مگر وہ چشمے میں دھنس گئی۔ اور ان زنجیروں کو توڑ دیا' پھر جب وہ نمودار ہو گی تو تو ان زنجیروں کو اس میں دیکھے گا اور وہ اب بھی اسی طرح ہیں۔ ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال زمین و آسمان کے پانیوں کی قلت ہو گئی' اور بہت سی کھیتیاں اور پھل خراب ہو گئے۔ واللہ اعلم



اس سال میں وفات پانے والے اعیان ومشاہیر

حضرت محی الدین ابن عربی:

مؤلف الفصوص وغیرہ‘ محمد بن علی بن محمد ابن عربی ابوعبداللہ طائی اندلسی‘ آپ نے شہروں کے چکر لگائے اور مدت تک مکہ میں قیام کیا اور وہیں اپنی کتاب فتوحاتِ مکیہ کو تقریباً بیس جلدوں میں تصنیف کیا‘ اس میں ایسی باتیں ہیں جو سمجھ آتی ہیں اور ایسی بھی ہیں جو سمجھ نہیں آتیں‘ اور ایسی بھی ہیں جن کا انکار کیا جاتا ہے اور ایسی بھی جو نا قابل انکار ہیں اور ایسی بھی ہیں جو معروف ہیں اور ایسی بھی ہیں جو غیر معروف ہیں‘ اور آپ کی کتاب فصوص الحکم میں ایسی بہت سی باتیں ہیں جو ظاہری طور پر صریح کفر ہیں اور آپ کی کتاب العبادلہ اور شاندار اشعار کا ایک دیوان بھی ہے‘ اور آپ کی اور بھی بہت سی تصانیف ہیں‘ آپ نے اپنی وفات سے قبل طویل مدت تک دمشق میں قیام کیا‘ اور بنوالزکی آپ کو گھیرے رہتے تھے اور آپ کا خیال رکھتے تھے‘ اور جو کچھ آپ کہتے تھے اس کو برداشت کرتے تھے‘ ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ آپ پر تصنیف کرنا سہل تھا اور تصوف کے طریق پر آپ نے طویل کلام کیا ہے اور آپ کے اشعار بھی اچھے ہیں‘ آپ کا جنازہ بہت اچھا تھا‘ آپ کو قاسیون میں قاضی محی الدین بن الزکی کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

اور اس سال کی ۲۲ ربیع الآخر کو آپ کا جنازہ ہوا۔ ابن السبط نے بیان کیا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو اسم اعظم یاد ہے اور یہ کہ آپ کیمیا کو بطریق منازلہ جانتے ہیں نہ کہ بطریق کسب آپ علم تصوف میں فاضل تھے اور آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔

قاضی نجم الدین ابوالعباس:

احمد بن محمد بن خلف بن راجح المقدسی‘ حنبلی‘ شافعی‘ جو ابن حنبلی کے نام سے مشہور ہیں‘ آپ شیخ‘ فاضل‘ دیندار اور علم خلافیات میں مہارت رکھتے تھے‘ اور حمیدی نے صحیحین کے درمیان جو توافق کیا ہے اسے حفظ کرتے تھے اور آپ متواضع اور خوش اخلاق تھے‘ اور آپ حصولِ علم کے لیے شہروں میں گھومے پھر دمشق میں ٹھہر گئے اور فدادیہ‘ صارمیہ‘ شامیہ‘ جوانیہ‘ اور ام الصالح میں درس دیا۔ اور قاضیوں کی ایک جماعت کی فیصلے کرنے میں نیابت کی‘ یہاں تک کہ آپ نے دمشق ہی میں وفات پائی‘ آپ رفیع جبلی کے نائب تھے اور آپ کی وفات ۶ شوال کو جمعہ کے روز ہوئی اور قاسیون میں دفن ہوئے۔

یاقوت بن عبداللہ امین الدین الرولی:

آپ اتابکی گھرانے کی طرف منسوب ہیں‘ آپ شاہ موصل لؤلؤ کے ایلچی کے ساتھ بغداد آئے۔ ابن الساعی نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ سے ملاقات کی ہے آپ ایک ادیب اور فاضل نوجوان تھے‘ آپ کی تحریر نہایت عمدہ تھی اور آپ اچھے اشعار نظم کرتے تھے۔ پھر اس نے آپ کے کچھ اشعار بیان کیے ہیں‘ راوی بیان کرتا ہے آپ نے محبوس ہونے کی حالت میں جمادی الآخرۃ

میں وفات پائی۔

۶۳۹ھ

اس سال ملک جواد نے صالح ایوب کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے مصر جانے کا قصد کیا اور جب وہ اس کے پاس پہنچا تو صالح ایوب کو اس کے متعلق بدگمانی ہوگئی اور اس نے کمال الدین ابن الشیخ کو اس کے پاس گرفتار کرنے کے لیے بھیجا' پس جواد نے واپس آ کر ناصر داؤد کی پناہ لے لی اور وہ اس وقت قدس شریف میں تھا اور اس نے قدس سے ایک فوج بھیجی جس نے ابن الشیخ کے ساتھ مڈبھیڑ کی اور اسے شکست دی اور اسے قیدی بنالیا' اور ناصر نے اسے زجر وتوبیخ کر کے آزاد کر دیا اور جواد ناصر کی خدمت میں ٹھہر گیا' حتیٰ کہ اسے بھی اس کے متعلق بدگمانی ہوگئی اور اس نے اسے بیڑی ڈال کر زیر نگرانی بغداد بھیج دیا اور عرب کے ایک قبیلے نے اسے رہا کرا دیا اور اس نے شاہ دمشق کی مدت تک پناہ لیے رکھی پھر وہ فرنگیوں کے پاس چلا گیا' پھر دمشق واپس آ گیا۔ تو صالح اسماعیل نے اسے عزتا میں قید کر دیا حتیٰ کہ وہ ۶۴۱ھ میں فوت ہوگیا۔

اور اس سال صالح ایوب نے مصر میں مدارس کی تعمیر شروع کی اور جزیرہ میں ایک قلعہ تعمیر کیا جس پر بیت المال سے بہت کچھ قرض لے کر خرچ کیا اور لوگوں کی املاک چھین لیں اور تمیں سے زیادہ مساجد کو گرا دیا اور ایک ہزار کھجور کے درختوں کو کاٹا' پھر ۶۵۱ھ میں ترکوں نے اس قلعے کو برباد کر دیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور اس سال شاہ حمص ملک منصور بن ابراہیم بن ملک مجاہد حلبیوں کے ساتھ گیا اور انہوں نے حران کے علاقے میں خوارزمیوں سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور انہیں مکمل طور پر تباہ کر دیا' اور کامیاب ہو کر اپنے ملک کو واپس آئے اور میافارقین کے حکمران شہاب الدین غازی نے خوارزمیوں کے ساتھ صلح کر لی اور انہیں اپنے ملک میں پناہ دی تا کہ وہ اس کی پارٹی میں شامل ہو جائیں۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال شیخ عزالدین دیار مصر میں آیا اور اس کے حاکم نے اس کی عزت کی اور اسے قاہرہ کی خطابت سپرد کی' اور قاضی شرف الدین المرفع کے بعد اسے مصر کا قاضی القضاۃ بنا دیا' پھر آپ نے دو دفعہ علیحدگی اختیار کی اور اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

راوی بیان کرتا ہے کہ اس سال شمس بن الجناز نابینا نحوی نے ۷ر رجب کو وفات پائی اور فقیہ کمال بن یوسف نے ۱۵ر شعبان کو وفات پائی اور یہ دونوں اپنے شہر میں اپنے اپنے فن کے فاضل تھے۔

شمس بن الخباز:

میں کہتا ہوں کہ شمس بن الخباز' ابوعبداللہ احمد بن الحسین بن احمد بن معالی بن منصور بن علی نابینا نحوی' موصلی جو ابن الخباز کے نام سے مشہور ہے' اس نے عربی زبان کے علم کو سیکھا اور المفصل' الایضاح' التکملہ' عروض اور حساب کو حفظ کیا' اور آپ لغت کی کتاب المجمل کو حفظ کرتے تھے اور شافعی المذہب تھے اور بہت سی نادر اور ظریفانہ باتیں آپ کو یاد تھیں اور آپ کے اشعار عمدہ ہیں' اور آپ کی وفات ۱۰ر رجب کو ۵۰ سال کی عمر میں ہوئی۔

کمال بن یونس:

موسیٰ بن یونس بن محمد بن منعة بن مالک عقیلی ابوالفتح موصلی آپ موصل میں شیخ الشافعیہ تھے اور وہاں کے متعدد مدارس کے مدرس تھے' آپ کو اصول و فروع' معقولات' منطق اور حکمت میں معرفت تامہ حاصل تھی اور شہروں کے طالب علم آپ کی طرف سفر کرتے تھے آپ نے ۸۸ سال عمر پائی اور آپ کے اشعار عمدہ ہیں اور ان میں شاہ موصل بدرالدین لولو کی مدح بھی آپ کہتے ہیں۔

''اگر دنیا کو زینت دی گئی ہے تو تجھے اس سے کیا واسطہ' دنیا کی حکومت تجھ سے شرف حاصل کرتی ہے' تو ہمیشہ زندہ رہے
اور تیرا امر نافذ رہے اور تیری کوشش کا تجھے بدلہ ملے اور تیرا فیصلہ منصفانہ ہو''۔

آپ کی پیدائش ۵۵۱ھ میں ہوئی اور وفات اس سال کی ۱۵ ارشعبان کو ہوئی' ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال دمشق میں وفات پائی ہے۔

صوفی عبدالواحد:

آپ ستر سال سے مریم کے گرجے میں راہب پادری تھے اور اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل مسلمان ہو گئے' پھر آپ نے کچھ عرصہ خانقاہ سمیساطیہ میں قیام کرنے کے بعد وفات پائی اور قبرستان صوفیا میں دفن ہوئے آپ کا جنازہ بھرپور تھا' میں بھی آپ کے دفن اور نماز جنازہ میں شامل تھا۔

ابوالفضل احمد بن اسفندیار:

ابن الموفق بن ابی علی البوشنجی واعظ اور خانقاہ ارجوانیہ کا شیخ' ابن الساعی نے بیان کیا ہے کہ آپ خوبصورت' خوش اخلاق بہت محبت کرنے والے' متواضع' عمدہ متکلم' منطقی' خوش بیان' عمدہ واعظ' خوش آواز اور شیریں بیان تھے' آپ کی نظم اچھی تھی' پھر اس نے خلیفہ مستنصر کی مدح میں آپ کا قصیدہ بیان کیا ہے۔

ابوبکر محمد بن یحییٰ:

ابن المظفر بن علم بن علم بن نعیم جو ابن الحسر ا اسلامی کے نام سے مشہور ہیں' آپ شیخ عالم' فاضل تھے' آپ پہلے حنبلی تھے۔ پھر شافعی بن گئے' اور بغداد کے متعدد مدارس شافعیہ میں پڑھایا اور آپ وہاں معتبر آدمیوں میں سے تھے' آپ بہت سے کاموں کے منتظم تھے اور اصولی فقیہ اور خلافیات کے عالم تھے' آپ اپنے شہر آئے تو بہت بڑے بن گئے' پھر ابن فضلان نے دارالحریم میں آپ کو نائب مقرر کیا' پھر آپ نے نظامیہ میں درس دیا اور اس نے آپ کو خچر دیا اور اعیان آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ ہمیشہ وہیں رہے۔ حتیٰ کہ ۸۰ سال کی عمر میں فوت ہو گئے' اور باب حرب میں دفن ہوئے۔

بغداد کے قاضی القضاة:

ابوالمعالی عبدالرحمٰن بن مقبل بن علی واسطی' شافعی آپ نے بغداد میں علم حاصل کیا اور بعض مدارس میں اس کی دہرائی کی' پھر خلیفہ الظاہر بن الناصر کے زمانے میں قاضی القضاة عماد الدین ابوصالح نصر بن عبدالرزاق بن عبدالقادر نے آپ کو نائب مقرر کیا'

پھر آپ با اختیار قاضی القضاۃ بن گئے' پھر آپ نے مستنصریہ میں اس کے پہلے مدرس محی الدین محمد بن فصلان کی وفات کے بعد' تدریس کا کام سنبھالا' پھر آپ ان سب کاموں اور ایک خانقاہ کی مشیخت سے الگ ہو گئے اور آپ کی وفات اس سال میں ہوئی اور آپ فاضل دیندار اور متواضع آدمی تھے۔ رحمہ اللہ وعفا عنہ

۶۴۰ھ

اس سال خلیفہ مستنصر باللہ نے وفات پائی اور اس کا بیٹا مستعصم باللہ خلیفہ بنا اور امیر المومنین خلیفہ کی وفات ۱۰/ جمادی الآخرۃ کو جمعہ کی صبح کو ہوئی اور اس کی عمر ۵۱ سال ۴ ماہ ۷ دن تھی اور اس کی موت کو پوشیدہ رکھا گیا' حتیٰ کہ اس روز منابر پر اس کے لیے دعائیں کی گئیں اور اس کی مدتِ حکومت ۱۶ سال ۱۰ ماہ ۲۷ دن تھی اور اسے دار الخلافت میں دفن کیا گیا' پھر الرصافہ کے قبرستان میں منتقل کر دیا گیا' وہ خوبصورت' خوب سیرت' نیک نیت' بہت صدقات خیرات اور عطیات دینے والا اور مقدور بھر رعیت سے حسن سلوک کرنے والا تھا' اور اس کے دادا ناصر سے جو کچھ سونا حاصل کیا تھا اسے دار الخلافت کے تالاب میں جمع کر دیا تھا' اور وہ اس کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہتا تھا کیا تیرے خیال میں میں اسے بھرنے تک زندہ رہوں گا؟ اور مستنصر اس کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہتا' کیا تیرے خیال میں میں اس سارے مال کے خرچ کرنے تک زندہ رہوں گا' اور وہ بقیہ جہات کے راستوں میں خانقاہیں سرائیں اور پل بناتا تھا اور اس نے بغداد کے ہر محلّہ میں فقراء کے لیے مہمان خانے بنائے' خاص طور پر رمضان شریف میں' اور وہ ان لونڈیوں کا جو ۴۰ سال کی عمر کو پہنچ چکی ہوتی تھیں قصد کرتا اور انہیں خرید کر آزاد کر دیتا اور انہیں جہیز دیتا اور ان کا نکاح کر دیتا اور وہ ہر وقت سونے کے ہزاروں عطیات کو لے کر باہر نکلتا اور بغداد کے محلّہ جات میں ضرورتمندوں' بیوگان اور یتامیٰ وغیرہ میں تقسیم کر دیتا۔ **تقبل اللّٰہ منہ و جزاءہ خیراً۔**

اور اس نے مذاہب اربعہ کے لیے بغداد میں مدرسہ مستنصریہ بنایا اور اس میں دار الحدیث حمام اور شفاخانہ بھی بنایا اور اس کے مستحقین کے لیے تنخواہیں' کھانے' مٹھائیاں اور پھل مقرر کیے۔ جن کے وہ اپنے اپنے اوقات میں حاجت مند ہوتے تھے۔ اور اس نے ان پر بڑے بڑے اوقات وقف کیے' حتیٰ کہ یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ اس کے پیداواری غلوں کی توڑی کی قیمت مدرسہ اور اہل مدرسہ کے لیے کافی ہوتی تھی' اور اس نے اس میں ایسی کتابیں وقف کیں جن کی دنیا میں نظیر نہ تھی۔ اور یہ مدرسہ بغداد اور بقیہ بلاد کی زینت تھا۔

اور اس سال کے آغاز میں سامرا کا وہ مزار جل گیا جو ہادی اور حسن عسکری کی طرف منسوب ہے۔ اور اسے ارسلان البساسیری نے ان نواح پر متغلب ہونے کے زمانے میں ۴۵۰ھ کی حدود میں تعمیر کیا تھا اور خلیفہ مستنصر نے اسے پہلے کی طرح دوبارہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ اور روافض نے اس مزار کے جلنے کے عذر کے بارے میں طویل پھسپھسے اعتراضات کیے ہیں' جو بے فائدہ ہیں اور انہوں نے اس بارے میں تاریخ لکھی ہے اور بہت اشعار سنائے ہیں جن کا کوئی مفہوم نہیں' اور یہ وہ مزار ہے جس کے متعلق ان کا خیال ہے کہ اس سے مہدی منتظر نکلے گا' جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کوئی عین واثر ہے اور اگر وہ نہ بنایا جاتا تو زیادہ مناسب ہوتا' اور وہ حسن بن علی بن محمد الجواد بن علی رضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر صادق بن علی ابن محمد بن الباقر بن علی زین العابدین

بن الحسین شہید کربلا بن علی بن ابی طالبؓ ہے اللہ ان سب سے راضی ہے' اور جوان کے بارے میں غلو کرے اور ان کی وجہ سے ان [illegible] فضیلت [illegible] سے بغض رکھے [illegible] بیان کرے۔

اور مستنصر حلیم' کریم' رئیس اور لوگوں سے محبت کرنے والا تھا' اور خوبصورت' خوش اخلاق اور خوش منظر تھا' اس پر بیت النبوۃ کا نور تھا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ غروبِ آفتاب سے قبل بغداد کے ایک محلے میں سے سوار ہو کر گزرا۔ تو اس نے ایک بڑے شیخ کو دیکھا جس کے پاس ایک برتن تھا جس میں کھانا تھا' جسے وہ ایک محلّہ سے دوسرے محلّہ میں اٹھا کر لے جا رہا تھا' اس نے کہا اے شیخ تو نے اپنے محلے سے کھانا کیوں نہیں لیا؟ یا تو محتاج ہے کہ تو دو محلوں سے کھانا لیتا ہے؟ اس نے کہا اے میرے آقا قسم بخدا' ایسی بات نہیں ہے۔ اور اسے معلوم نہ ہوا کہ یہ خلیفہ ہے۔ میں ایک بوڑھا شیخ ہوں اور مجھ پر یہ وقت آ گیا ہے اور میں اپنے محلّہ سے شرم محسوس کرتا ہوں کہ میں کھانے کے وقت ان سے مزاحمت کروں اور ہر وہ شخص جو مجھ سے بغض رکھتا ہے مجھ پر ہنسی کرے اور میں دوسرے محلّہ میں آ کر کھانا لیتا ہوں' اور میں اس وقت آتا ہوں جب لوگ نمازِ مغرب میں مصروف ہوتے ہیں اور میں کھانا لے کر اپنے گھر میں داخل ہو جاتا ہوں کہ مجھے کوئی شخص نہ دیکھے' پس خلیفہ رو پڑا اور اس نے اسے ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا' اور جب میں نے اسے دینار دیئے تو شیخ کو بہت خوشی ہوئی' حتیٰ کہ یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ خوشی کی شدت سے اس کا دل پھٹ گیا اور وہ اس کے بعد صرف بیس دن زندہ رہا' پھر وہ مر گیا اور اس نے خلیفہ کے لیے ایک ہزار دینار پیچھے چھوڑا کیونکہ اس کا کوئی وارث نہ تھا۔ اور اس نے اس سے صرف ایک دینار خرچ کیا تھا' پس خلیفہ اس بات سے متعجب ہوا اور کہنے لگا' جس چیز سے ہم دست بردار ہو گئے ہیں' وہ ہمارے پاس واپس نہیں آ سکتی' اس کے محلّہ کے فقراء پر انہیں صدقہ کر دو۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

اور اس نے تین لڑکے پیچھے چھوڑے ان میں دو سگے بھائی تھے' امیر المومنین مستعصم باللہ جس نے اس کے بعد خلافت سنبھالی اور ابو احمد عبداللہ اور امیر ابو القاسم عبدالعزیز اور ان دونوں کی بہن ایک اور ماں سے تھی' اللہ اس کے پردہ کی حفاظت کرے۔ اور لوگوں نے بہت سے اشعار میں اس کے مرثیے کہے ہیں' جن میں ابن الساعی نے اچھے اشعار بیان کیے ہیں اور اس نے کسی کو وزیر نہیں بنایا بلکہ ابو الحسن بن محمد بن محمد القمی کو نائب وزیر مقرر کیا' پھر اس کے بعد نصر الدین ابو الازہر احمد بن محمد الناقد کو نائب وزیر مقرر کیا' جو دار الخلافت کا استاد تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

مستعصم باللہ کی خلافت:

یہ بنی عباس کا بغداد میں آخری خلیفہ تھا' اور یہ وہ شہید خلیفہ ہے جسے تاتاریوں نے شاہ تاتار ہلاکو ابن تولی بن چنگیز خان کے حکم سے ۶۵۶ھ میں قتل کر دیا' اللہ ان پر لعنت کرے اور ابھی اس کی تفصیل بیان ہو گی' امیر المومنین مستعصم باللہ ابو احمد عبداللہ بن امیر المومنین مستنصر باللہ ابو جعفر منصور بن امیر المومنین الظاہر باللہ ابو نصر محمد بن امیر المومنین ناصر لدین اللہ ابو العباس احمد بن امیر المومنین المستضی باللہ ابو محمد حسن بن امیر المومنین مستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن امیر المومنین المقتضی لامر اللہ ابو عبداللہ محمد بن امیر المومنین مستظہر باللہ' ابو العباس احمد بن خلیفہ المقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبداللہ اور اس کے بقیہ نسب کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ تک اس

کے دادا ناصر کے حالات میں بیان کیا گیا ہے' اور جن لوگوں کا ہم نے ذکر کیا ہے ان سب نے یکے بعد دیگرے خلافت حاصل کی ہے' اور مستعصم سے قبل کسی خلیفہ کے لیے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے نسب میں بالترتیب آٹھ آدمیوں نے خلافت حاصل کی ہو اور ان میں کوئی شخص نہ گھسا ہو اور وہ نواں خلیفہ تھا' اللہ اس پر رحم فرمائے۔

اور جب اس کا باپ ۱۰ جمادی الآخرۃ ۶۴۰ھ کو جمعہ کی صبح کو فوت ہو گیا تو اس نے نماز کے بعد تاج منگوایا اور اس کی بیعت خلافت ہوئی اور اس نے مستعصم کا لقب اختیار کیا اور اس وقت اس کی عمر ۳۰ سال کچھ ماہ تھی' اور اس نے اپنی جوانی میں قرآن کریم کے حفظ وتجوید میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ اور عربی زبان اور خوبصورت تحریر وغیرہ فضائل میں بھی' شیخ شمس الدین ابوالمظفر علی بن محمد النیار سے مہارت حاصل کر لی تھی' جو اپنے زمانے کے شافعیہ کے ایک امام تھے' اور اس نے اپنی خلافت میں شیخ شمس الدین کی عزت کی اور اس سے حسن سلوک کیا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے مستعصم بہت تلاوت کرنے والا حسن ادا والا اور خوش آواز تھا' اس پر خشوع اور انابت طاری ہو جاتی اور اس نے تفسیر اور مشکلات کے حل میں بھی غور کیا تھا اور وہ نیکی میں مشہور قابل تعریف' اور مقدور بھر اپنے باپ مستنصر کی پیروی کرنے والا تھا' اور اللہ کے فضل سے اس کے زمانے میں سب امور سداد واستقامت سے چلتے رہے اور اس بیعت مستعصمیہ کا منتظم شرف الدین ابوالفضائل اقبال مستنصری تھا' سب سے پہلے اس کے عمزادوں اور اس کے اہل نے جو بنی عباس سے تھے اس کی بیعت کی پھر حکومت کے بڑے آدمیوں میں سے امراء' وزراء' فضلاء علماء اور فقہا نے اور ان کے بعد ارباب حل وعقد اور عوام وغیرہ نے بیعت کی اور وہ جمعہ کا دن تھا اور قابل تعریف مجمع اور سعادت مند رائے اور اچھی بات تھی اور بقیہ جہات واقطار اور ممالک واقالیم اور شرق وغرب کے بقیہ منابر پر دور ونزدیک اس کا خطبہ ہوا جیسا کہ اس کے آباؤ اجداد کے لیے ہوتا تھا۔

اور اس سال کچھ حوادث بھی پیش آئے اور وہ یہ کہ مستنصر کے آخری ایام میں' عراق میں شدید وبا پڑی اور شکر اور ادویہ گراں ہو گئیں اور خلیفہ مستنصر باللہ نے مریضوں کے لیے بہت سی شکر صدقہ کی۔ تقبل اللہ منہ

اور ۱۴ شعبان کو جمعہ کے روز' خلیفہ مستعصم باللہ نے' ابوالفرج عبدالرحمن بن محی الدین یوسف ابن الشیخ ابوالفرج بن الجوزی کو جو ایک دانا اور فاضل جوان تھا۔ باب البدریہ میں وعظ کرنے کی اجازت دی اور اس نے بہت اچھا وعظ کیا اور ایک فصیح وطویل قصیدے میں خلیفہ مستعصم کی تعریف کی' جسے ابن الساعی نے مکمل طور پر بیان کیا ہے۔ اور جس نے اپنے باپ کی مشابہت کی اس نے ظلم نہیں کیا اور شیر کا بچہ تجربہ میں شیر کی مانند ہوتا ہے۔ اور اس سال حلبیوں اور خوارزمیوں کے درمیان عظیم معرکہ ہوا اور خوارزمیوں کے ساتھ شہاب الدین غازی حاکم میافارقین بھی تھا' پس حلبیوں نے انہیں نہایت بری طرح شکست دی اور ان کے بہت سے اموال کو حاصل کیا اور نصیبین دوبارہ لٹ گیا اور ان سالوں میں اس کے لٹنے کی یہ سترھویں دفعہ تھی' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور غازی میافارقین کی طرف واپس آ گیا اور خوارزمی اپنے پیش رو برکات خان کی صحبت میں فساد کرتے ہوئے منتشر ہو گئے' اور شہاب غازی کے سامنے شہر خلاط کا سر کلر پیش کیا گیا اور اس نے اس کی اور اس کے ذخائر کی سپرداری لے لی۔

اور اس سال حاکم مصر صالح ایوب نے شام میں داخل ہونے کا عزم کیا تو اسے بتایا گیا کہ فوجیں آ رہی ہیں' سو اس نے ایک فوج مصر کی طرف روانہ کی اور خود مصر میں قیام کر کے اپنی مملکت کا انتظام کرنے لگا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

خاتون بنت عزالدین مسعود:

المستنصر باللہ امیر المومنین کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں' ابن مودود بن زنگی بن آقسنقر اتابکیہ اور الصالحیہ کے مدرسہ اتابکیہ کو وقف کرنے والی' یہ سلطان ملک اشرف کی بیوی تھی اور اپنی وفات کی شب اس نے اپنے مدرسہ کو وقف کیا اور اس کی قبر جبل میں ہے' یہ ابوشامہ کا قول ہے اور وہیں اسے دفن کیا گیا اللہ اس پر رحم فرمائے اور اس کے وقف کو قبول کرے۔

۶۴۱ھ

اس سال شاہ مصر صالح ایوب اور شاہِ دمشق صالح اسماعیل کے درمیان جو صالح ایوب کا چچا بھی تھا۔ کے درمیان ایلچی آتے جاتے رہے کہ وہ اس کے بیٹے مغیث عمر بن صالح ایوب کو جو قلعہ دمشق میں قید تھا۔ واپس کر دے اور دمشق صالح اسماعیل کے ہاتھ میں رہے' پس اس شرط پر صلح ہو گئی اور اس نے دمشق میں صالح ایوب کا خطبہ دیا اور وزیر امین الدولہ ابوالحسن غزالی السلمانی جو صالح اسماعیل کا وزیر تھا' اس امر کی مصیبت سے خوفزدہ ہو گیا اور اس نے اپنے مخدوم سے کہا اس نوجوان کو اس کے باپ کے پاس واپس نہ کر' شہر تیرے ہاتھوں سے نکل جائیں گے' یہ نوجوان شہروں کے لیے تیرے ہاتھ میں خاتم سلیمان ہے اور اس موقع پر اس نے صلح کو توڑ ڈالا اور نوجوان کو قلعے کی طرف واپس بھیج دیا اور صالح ایوب کا خطبہ بھی بند کر دیا اور دونوں بادشاہوں کے درمیان نفرت پیدا ہو گئی اور صالح ایوب نے خوارزمیوں کو پیغام بھیج کر انہیں حصار دمشق کے لیے بلایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور خوارزمیوں نے اس سال بلاد روم کو فتح کیا اور انہیں ان کے بادشاہ ابن علاؤ الدین سے چھین لیا اور وہ کم عقل تھا جو کتوں اور درندوں کے ساتھ کھیلتا تھا' اور انہیں لوگوں پر مسلط کر دیتا تھا۔ اتفاق سے اسے ایک درندے نے کاٹ لیا اور وہ مر گیا اور اس وقت وہ ان پر متغلب ہو گئے۔

اور اس سال قاضی رفیع الجیلی کے مددگاروں کی نگرانی کی گئی اور بعض کو کوڑوں سے مارا گیا' اور واپس کیا گیا اور قاضی رفیع کو اس نے باب الفرادیس کے اندر مدرسہ مقدمیہ لکھ دیا' پھر اس نے اسے رات کو نکالا اور اسے لے جا کر نواحی علاقے کی فقہ غار میں قید کر دیا' پھر اس کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ اور ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ وہ فوت ہو گیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اسے بلند چوٹی سے نیچے پھینک دیا گیا تھا' اور بعض نے کہا ہے کہ اس کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا اور یہ سب کچھ اس سال کے ذوالحجہ میں ہوا۔

اور ۲۵؍ ذوالحجہ کو جمعہ کے روز' دمشق کی قضا کے سنبھالنے کا سرکلر محی الدین بن محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ قرشی کے لیے جامع مسجد کی کمال کھڑکی میں پڑھا گیا۔ اور یہی بات شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے بیان کی ہے۔ اور السبط کا خیال ہے کہ اس کی معزولی آئندہ سال ہوئی ہے۔ اور اس نے اس کی ہلاکت کے سبب کے بارے میں بیان کیا ہے کہ اس نے ملک صالح کو خط لکھا کہ وہ اس کے خزانے میں لوگوں کے اموال سے ایک کروڑ دینار کے اموال لایا ہے' صالح نے اس بات سے انکار کیا اور اسے جواب دیا کہ وہ

صرف ایک کروڑ دراہم لایا ہے' اور اس نے قاضی کو بھیجا کہ وہ کہے کہ میں وزیر کو حق پر سمجھتا ہوں اور صالح وزیر کی مخالفت نہیں کرتا تھا' پس اس نے اسی وقت صالح کو مشورہ دیا تو اس نے اسے معزول کر دیا تا کہ سلطان کا چوک بے بنیاد خبروں سے پاک ہو جائے' پس اس نے اسے معزول کر دیا اور اس کا جو معاملہ ہوا سو ہوا اور اس نے اس کے بعد اس کے معاملے کو شیخ تقی الدین ابن الصلاح کے سپرد کر دیا۔ اور اس نے العادلیہ کو کمال تفلیسی اور الندراویہ کو محی الدین ابن الزکی' جس نے اس کے بعد قضا کو سنبھالا تھا' اور امینیہ کو ابن عبدالکافی اور شامیہ برانیہ کو تقی حموی کے لیے مخصوص کر دیا اور قاضی رفیع کو غائب کر دیا۔ اور اس کے گواہوں کی عدالت کو ساقط کر دیا' السبط نے بیان کیا ہے کہ امین نے اسے ایک جماعت کے ساتھ ایک عیسائی کے پالان دار خچر پر افقہ غار کی طرف بھیجا جو جبل لبنان میں ساحل کی جانب ہے اور اس نے وہاں کچھ عرصہ قیام کیا' پھر اس نے بعلبک سے دو عادل گواہوں کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ ان کے متعلق گواہی دیں کہ اس نے امین الدولہ کی املاک کو فروخت کیا ہے اور ان دونوں نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اسے دیکھا ہے اور اس پر ایک پوستین تھی اور اس نے ان دونوں کے زاد سے کچھ کھانے کو طلب کیا اور اس نے بیان کیا کہ اس نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا اور ان دونوں نے اسے اپنے اپنے زاد سے کھانا کھلایا اور انہوں نے اس کے متعلق گواہی دی اور واپس آ گئے' پھر داؤد نصرانی نے اس کے پاس آ کر کہا اٹھ کھڑا ہو ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم تمہیں بعلبک لے جائیں اس وقت اسے موت کا یقین ہو گیا اور اس نے کہا چھوڑو مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دو' اس نے اسے کہا اٹھ کھڑا ہو' سو وہ اٹھ کر نماز پڑھنے لگا' اور اس نے نماز کو لمبا کر دیا اور نصرانی نے اس کے سینے پر لات ماری اور اسے پہاڑ کی چوٹی سے وادی کی ترائی میں پھینک دیا۔ اور وہ نیچے پہنچنے تک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ اس کا دامن پہاڑ کی نوک سے الجھ گیا اور داؤد مسلسل اسے پتھر مارتا رہا حتیٰ کہ اس نے اسے وادی کی ترائی میں پھینک دیا اور یہ واقعہ نہر ابراہیم کے قریبی چھت کے پاس ہوا۔

السبط نے بیان کیا ہے وہ خراب عقیدہ' دہریہ اور شرعی امور سے ٹھٹھا کرنے والا تھا' اور وہ مجلس میں مدہوش آتا تھا۔ اور اسی طرح جمعہ میں حاضر ہوتا تھا' اور اس کا گھر شراب فروش کی دوکان کی طرح تھا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

راوی بیان کرتا ہے کہ موفق واسطی نے اس کے ایک امین۔ جو سب سے بڑی مصیبت تھا۔ کو پکڑ لیا' جس نے اپنے لیے لوگوں کے اموال سے چھ لاکھ درہم لیے تھے اسے سخت سزا دی گئی اور اس کی دونوں پنڈلیاں توڑ دی گئیں اور وہ مار کھاتے ہی مر گیا اور اسے یہود و نصاریٰ کے قبرستان میں پھینک دیا گیا اور اسے کتے کھا گئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ شمس الدین ابوالفتوح:

اسعد بن المنجی التنوخی المعری الحنبلی' جو پہلے حران کے قاضی تھے' پھر دمشق گئے' اور آپ نے مساریہ میں درس دیا' اور حکومت معظمیہ میں آپ نے بہت کام کیے اور آپ نے ابن صابر اور قاضی شہرزوری اور ابن ابی عصرون سے روایت کی ہے اور آپ کی وفات اس سال ۷/ ربیع الاوّل کو ہوئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ حافظ صالح:

تقی الدین ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن الازہر الصریفینی' آپ حدیث کو جانتے تھے اور آپ کو اس کی بڑی اچھی معرفت تھے' ابوشامہ نے آپ کی تعریف کی ہے اور جامع دمشق میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

واقف الکروسیہ:

محمد بن عقیل بن کروس' جمال الدین محتسب دمشق' آپ ذہین اور متواضع تھے' آپ نے شوال میں دمشق میں وفات پائی اور اپنے اسی گھر میں دفن ہوئے' جسے آپ نے مدرسہ بنا دیا تھا۔ اور آپ کا دارالحدیث بھی تھا۔ رحمہ اللہ وعفا عنہ

ملک جواد یونس بن محمود:

ابن العادل ابی بکر بن ایوب ملک جواد' اس کا باپ عادل کا بڑا بیٹا تھا اس کے احوال دگرگوں ہو گئے' اور وہ اپنے چچا کامل محمد بن عادل کے بعد دمشق کا بادشاہ بنا' اور وہ حقیقۃً بہت اچھا اور صالحین سے محبت کرنے والا تھا لیکن اس کے دروازے میں ایک شخص تھا جو لوگوں پر ظلم کرتا تھا' اور یہ ظلم اس کی طرف منسوب ہو جاتا تھا' پس عوام نے اس سے نفرت کی اور اسے گالیاں دیں اور اسے یہاں تک مجبور کر دیا کہ اس نے دمشق کے بدلے ملک صالح ایوب بن کامل سے سنجار اور کیفا کا قلعہ لے لیا' پھر وہ ان دونوں کی حفاظت نہ کر سکا اور وہ دونوں اس کے ہاتھ سے نکل گئے' اور پھر نوبت بایں جا رسید کہ صالح اسماعیل نے اسے قلعہ عزتا میں قید کر دیا۔ حتیٰ کہ اس سال اس کی وفات ہوگئی اور شوال میں اسے قاسیون کے دامن میں معظم کے قبرستان میں منتقل کر دیا گیا۔ اور ابن یغمور اس کے پاس قید تھا' پس صالح اسماعیل نے اسے قلعہ دمشق میں منتقل کر دیا اور جب صالح ایوب نے اس پر قبضہ کیا تو اس نے اسے دیار مصر کی طرف منتقل کر دیا اور اسے صالح اسماعیل کے وزیر امین غزال کے ساتھ' اس کرتوت کی جزا میں' جو ان دونوں نے صالح ایوب مرحوم کے ساتھ کیا تھا' قلعہ قاہرہ میں پھانسی دے دی۔

اور ابن یغمور اس کا حاکم بن گیا' حتیٰ کہ اس نے دمشق کی بادشاہت کو صالح اسماعیل کی طرف منتقل کر دیا۔ اور امین الدولہ نے صالح کو' اس کے بیٹے عمر کو اس کے باپ کے حوالے کرنے سے روکا تھا' پس اس نے ان دونوں سے اس کا بدلہ لیا اور وہ اس بارے میں معذور تھا۔

مسعود بن احمد بن مسعود:

ابن مازہ الحاربی جو احناف کے فاضل فقہاء میں سے تھے اور آپ کے پاس علم تفسیر اور علم حدیث بھی تھا' اور آپ بہت خوبیوں کے حامل تھے آپ تاتاریوں کے ایلچی کے ساتھ حج کے لیے بغداد آئے اور کئی سال محبوس رہے' پھر رہا ہوئے تو آپ نے حج کیا' پھر واپس آئے اور اس سال میں بغداد میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

ابوالحسن علی بن یحییٰ بن الحسن:

ابن الحسین بن علی بن محمد البطریق بن نصر بن حمدون بن ثابت الاسدی الحلی ثم الواسطی ثم البغدادی' کاتب اور شیعہ شاعر اور شیعہ کا فقیہ' اس نے مدت تک دمشق میں قیام کیا اور بہت سے امراء اور ملوک کی مدح کی' جن میں کامل شاہ مصر بھی شامل ہے' پھر یہ

بعد ازاں آپ کے [illegible] شیعہ کا [illegible] کے مذہب میں مشغول رکھتا تھا اور یہ فاضل ذہن اور بہت اچھی نظم و نثر لکھنے والا تھا لیکن مخذول اور حق سے دور تھا اور ابن الساعی نے اس کے کچھ اشعار بیان کیے ہیں جو اس کے علم و ذہانت کی کثرت پر دلالت کرتے ہیں۔

۶۴۲ھ

اس سال خلیفہ مستعصم باللہ نے مؤید الدین ابوطالب محمد بن احمد بن علی بن محمد العلقمی کو وزیر بنایا جو اپنے لیے اور اہل بغداد کے لیے منحوس تھا۔ جس نے اپنی وزارت میں مستعصم کو نہیں بچایا' بلاشبہ وہ اچھا وزیر اور پسندیدہ طریق نہ تھا' اس نے مسلمانوں کے خلاف ہلاکو اور اس کی فوجوں کی مدد کی' اللہ اسے اور انہیں ہلاک کرے اور ابن العلقمی اس وزارت سے قبل دارالخلافہ کا استاد تھا۔ اور جب نصر الدین محمد بن الناقد نے وفات پائی تو اس نے ابن العلقمی کو وزیر بنایا اور شیخ محی الدین یوسف بن ابی الفرج ابن الجوزی کو استادار یہ میں اس کی جگہ مقرر کیا اور آپ بہترین لوگوں میں سے تھے اور آپ دمشق میں نشابین مقام پر الجوزیہ کے وقف کرنے والے ہیں اللہ اسے قبول فرمائے۔

اور اس سال شیخ شمس الدین نے علی بن محمد بن الحسین بن النیار مؤدب الخلیفہ کو بغداد کا شیخ الشیوخ مقرر کیا اور اسے خلعت دیا اور خلیفہ عبدالوہاب ابن المطہر کو وکالت مطلقہ سپرد کی اور اسے خلعت دیا۔ اور اس سال ان خوارزمیوں کے درمیان عظیم معرکہ ہوا' جنہیں شاہ مصر صالح ایوب لایا تھا تاکہ شاہ دمشق صالح اسماعیل ابوالحسن کے خلاف ان سے مدد لے' پس وہ غزہ اترے اور صالح ایوب نے ان کی طرف خلعتیں' اموال' فرنیچر اور افواج بھیجیں' اور صالح اسماعیل اور شاہ الکرک ناصر داؤد اور شاہ حمص منصور نے فرنگیوں کے ساتھ اتفاق کر لیا اور انہوں نے خوارزمیوں کے ساتھ شدید جنگ کی اور خوارزمیوں نے ان کو نہایت بری طرح شکست دی اور فرنگی اپنی صلیبوں کے ساتھ شکست کھا گئے' اور ان کے بلند جھنڈے مسلمانوں کے طالبین کے سروں پر تھے اور جام ہائے شراب فوجوں کے درمیان گردش کر رہے تھے اور موت کے جام' شراب کے پیالوں کے قائم مقام بن گئے اور ایک دن میں فرنگیوں کے تیس ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے اور انہوں نے ان کے بادشاہوں' پادریوں اور اساقفہ کی ایک جماعت اور بہت سے مسلمان امراء کو قیدی بنا لیا اور انہوں نے قیدیوں کو صالح ایوب کے پاس مصر بھجوا دیا۔ اور وہ دن جمعہ کا دن تھا۔ اور قابل تعریف کام تھا اور ایک مسلمان امیر نے کہا مجھے معلوم ہے کہ ہم جب بھی فرنگی صلیبوں تلے کھڑے ہوں گے ہم کامیاب نہیں ہوں گے اور خوارزمیوں نے فرنگیوں سے اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے' ان سے بہت سی چیزیں غنیمت میں حاصل کیں' اور اس نے صالح ایوب کو دمشق کی طرف بھیجا کہ وہ اس کا محاصرہ کرے اور صالح اسماعیل نے اسے مضبوط بنایا تھا اور اس کے اردگرد جو بہت سے گھر تھے اس نے انہیں گرا دیا۔ اور باب توما کے پل کو بھی توڑ دیا اور دریا رواں ہو گیا اور پانی واپس آ گیا' حتیٰ کہ باب توما اور باب السلامۃ کا ایک بحیرہ بن گیا اور ان دونوں کے درمیان جو آبادی تھی وہ غرق ہو گئی اور بہت سے لوگ محتاج ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ملک مغیث عمر بن صالح ایوب:

صالح اسماعیل نے اسے قیدی بنایا تھا اور اسے قلعہ دمشق کے برج میں قید کر دیا' یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب اس نے صالح ایوب کی غیر حاضری میں اس پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے باپ نے ہر ممکن طریق پر اس کی رہائی کی کوشش کی مگر وہ اس کی سکت نہ پا سکا اور اس بارے میں امین الدولہ غزال السلمانی نے اس کا مقابلہ کیا' جو بعلبک کے مدرسہ امینیہ کا وقف کرنے والا ہے اور وہ نوجوان ۶۳۸ھ سے لے کر اس سال کی ۱۲/ ربیع الآخر کی جمعہ کی رات تک مسلسل قلعہ میں محبوس رہا اور وہ غم واندوہ سے قید خانے میں مر گیا۔ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسے قتل کر دیا گیا۔ واللہ اعلم

اور وہ بادشاہوں کے بیٹوں میں سے بہترین بیٹا اور ان سے خوش شکل اور ان سے کامل عقل والا تھا اور اسے اس کے دادا کامل کی قبر کے نزدیک جامع مسجد کے شمال میں دفن کیا گیا اور شاہ دمشق پر اس کے باپ صالح ایوب کا غصہ بڑھ گیا۔

تاج الدین ابوعبداللہ بن عمر بن حمویہ:

شیخ الشیوخ تاج الدین نے دمشق میں وفات پائی آپ ایک فاضل مؤرخ مصنف تھے' آپ کی کتاب آٹھ جلدوں میں ہے جس میں آپ نے اصول کو بیان کیا ہے اور آپ کی ایک کتاب السیاسۃ الملوکیہ بھی ہے' جسے آپ نے کامل محمد وغیرہ کے لیے تصنیف کیا تھا' اور آپ نے حدیث کا سماع کیا' اور قرآن حفظ کیا اور آپ کی عمر ۸۰ سال تھی' اور بعض کا قول ہے کہ آپ ۸۰ سال تک نہیں پہنچے تھے' اور آپ نے ۵۹۳ھ میں بلادِ مغرب کی طرف سفر کیا اور مراکش میں اس کے بادشاہ منصور یعقوب بن یوسف بن عبدالمومن سے رابطہ کیا اور آپ نے وہاں ۶۰۰ھ تک قیام کیا اور پھر آپ دیار مصر میں آ گئے' اور اپنے بھائی صدر الدین بن حمویہ کے بعد شیوخ کی مشیخت سنبھالی۔

وزیر نصر الدین ابوالازہر:

احمد بن محمد بن علی بن احمد الناقد البغدادی' مستنصر کا وزیر تھا' پھر اس کے بیٹے مستعصم کا وزیر بنا' یہ ایک تاجر کا بیٹا تھا' پھر وہ ان دونوں خلیفوں کا وزیر بنا۔ یہ یکتا فاضل' حافظ قرآن اور بہت تلاوت کرنے والا تھا۔ اور اس نے بلند شان قرابتداروں میں پرورش پائی' پھر اسے بڑی وجاہت حاصل ہوگئی اور وہ آخر میں اپاہج ہوگیا' اس کے باوجود اس کا بہت اکرام واحترام تھا اور اس کے اشعار بہت اچھے ہیں جن میں سے ابن الساعی نے کچھ اشعار بیان کیے ہیں اور اس کی عمر پچاس سال سے زیادہ تھی۔

نقیب النقباء خطیب الخطباء:

وکیل الخلفاء ابوطالب الحسین بن احمد بن علی بن احمد بن معین بن ہبۃ اللہ بن محمد بن علی ابن الخلیفہ المہتدی باللہ العباسی آپ عباسیوں کے سردار' مسلمانوں کے امام اور مومنین کے خطیب تھے۔ آپ کے احوال مسلسل روبراہ رہے آپ خطابت سے کبھی الگ

نہیں ہوئے اور نہ کسی بیمار ہوئے حتیٰ کہ اس سال کی ۲۹ تاریخ کو جمعہ کی رات آ گئی تو آپ رات کو اپنے کسی کام کے لیے اٹھے اور منہ کے بل گر پڑے اور آپ کے منہ سے بہت سا خون بہہ گیا اور آپ خاموش ہو گئے اور اس روز رات تک ایک لفظ بھی نہ بول سکے اور فوت ہو گئے اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔ رحمہ اللہ

۶۴۳ھ

یہ خوارزمیوں کا سال ہے اور یہ اس طرح کہ شاہِ مصر صالح ایوب بن کامل نے خوارزمیوں کو ان کے بادشاہ برکات خان کی معیت میں معین الدین ابن الشیخ کے ساتھ بھیجا اور انہوں نے اس کے چچا صالح ابوالجیش' شاہ دمشق کا محاصرہ کرتے ہوئے دمشق کا گھیراؤ کر لیا' اور قصر حجاج' ذخیرۂ ساق اور باب الصغیر کے باہر جامع جراح اور بہت سی مساجد کو نذرِ آتش کر دیا اور باب الصغیر اور باب الجابیہ کے پاس منجنیق نصب کر دی اور اسی طرح شہر کے اندر بھی دو منجنیقیں نصب کر دیں اور دونوں فریق ایک دوسرے کے سامنے ہو گئے اور صالح اسماعیل نے امیر معین الدین ابن الشیخ کی طرف سجادہ' چھڑی اور لوٹا بھیجا اور یہ پیغام بھی بھیجا کہ تیرے لیے ان چیزوں کے ساتھ اشتغال کرنا بادشاہوں کے محاصرہ کے اشتغال سے بہتر ہے' اور معین نے اس کی طرف بانسری' باجا اور زرد اور سرخ ریشم کا شلوکہ بھیجا۔ اور یہ پیغام بھی بھیجا کہ سجادہ تو میرے مناسب حال ہے اور تیرے لیے یہ چیزیں مناسب ہیں' پھر صبح کو ابن الشیخ نے دمشق کا محاصرہ سخت کر دیا اور صالح اسماعیل نے آدمی بھیجا جس نے اس کے باپ عادل کا محل جلا دیا اور آگ زقاق الرمان سے عقیبہ تک پھیل گئی اور اس نے اسے مکمل طور پر جلا دیا اور نہریں بند کر دی گئیں اور نرخ گراں ہو گئے' اور راستے خوفناک ہو گئے اور دمشق میں نہایت بدمزگی ہو گئی جو کبھی وہاں نہ ہوئی تھی۔

اور اس سال جمادی الاولیٰ تک محاصرہ ممتد ہو گیا اور امین الدولہ نے پیغام بھیج کر ابن الشیخ سے اس کے کچھ کپڑے طلب کیے اور اس نے قبا' عمامہ' قمیص اور رومال اس کے پاس بھیج دیا اور امین اس لباس کو پہن کر معین الدین کے پاس چلا گیا اور اس نے عشاء کے بعد اس سے طویل ملاقات کی' پھر واپس آ گیا' پھر دوبارہ گیا اور اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ صالح اسماعیل بعلبک کی طرف چلا جائے اور دمشق کو صالح ایوب کے سپرد کر دے' لوگ اس بات سے خوش ہو گئے اور صبح کو صالح اسماعیل بعلبک کی طرف چلا گیا اور معین الدین ابن الشیخ داخل ہو کر دارِ اسامہ میں اترا اور نصب وعزل اور قطع ووصل کیا' اور صدر الدین بن سنی الدولہ کو قاضی القضاۃ بنا دیا اور قاضی محی الدین ابن الزکی کو معزول کر دیا اور ابن سنی الدولہ التفلیسی کو نائب مقرر کیا جو ابن الزکی اور الغرز السنجاری کا نائب تھا اور معین الدین ابن الشیخ نے امین الدولہ غزال بن السلمانی کو جو صالح اسماعیل کا وزیر تھا' نگرانی کے تحت دیارِ مصر کی طرف بھیج دیا۔

اور خوارزمی صلح کے وقت موجود نہ تھے اور جب انہیں صلح کے طے ہو جانے کا علم ہوا تو وہ ناراض ہو گئے اور داریا کی طرف روانہ ہو گئے' اور اسے لوٹ لیا اور بلادِ مشرق کی طرف چلے گئے' اور انہوں نے صالح اسماعیل سے خط وکتابت کی اور اسے صالح ایوب کے خلاف حلیف بنا لیا جس سے وہ خوش ہو گیا اور جو صلح اس نے کی تھی اسے توڑ دیا اور خوارزمیوں نے واپس آ کر دمشق کا محاصرہ کر لیا' اور صالح اسماعیل بعلبک سے ان کے پاس آیا اور دماشقہ کی حالت تنگ ہو گئی اور اموال ختم ہو گئے اور نرخ نہایت گراں ہو گئے' حتیٰ کہ تھیلے کی قیمت سولہ سو اور ایک قنطار آٹے کی قیمت نو سو اور ڈیڑھ اونس روٹی کی قیمت ۴/۱ درہم' اور گوشت ایک رطل کی قیمت سات

درہم ہوگئی۔ اور آٹے کے عوض میں املاک فروخت کی گئیں۔ اور بلیوں اور کتوں اور مردار کو کھایا گیا اور لوگ راستوں میں مرنے لگے اور وہ غسل و تکفین اور قبروں میں دفن کرنے سے عاجز آ گئے۔ اور وہ اپنے مردوں کو کنوؤں میں پھینک دیتے تھے حتیٰ کہ شہر بدبودار ہو گیا اور لوگ تنگ پڑ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور انہی ایام میں شیخ تقی الدین ابن الصلاح فوت ہو گئے جو دارالحدیث اور دیگر مدارس کے شیخ تھے اور انہیں بڑی مشقت سے باب الفرج سے باہر نکال کر قبرستان صوفیا میں دفن کیا گیا۔ رحمہ اللہ

ابن السبط نے بیان کیا ہے اس صورتِ حال کے باوجود شراب کے دور چل رہے تھے اور اعلانیہ فسق وفجور ہو رہا تھا اور ٹیکس اپنے حال پر تھے۔

اور شیخ شہاب الدین نے بیان کیا ہے کہ اس سال نرخ نہایت گراں ہو گئے اور محتاج اور فقیر لوگ رستوں میں مر گئے' وہ ایک لقمہ کا سوال کرتے تھے' پھر وہ تھوڑی سی چیز کا سوال کرنے لگے' پھر اس سے نیچے اتر کر ایک پیسے کا سوال کرنے لگے۔ جس سے وہ بھوسی خریدتے اور اسے بھگو کر مرغ کی طرح کھاتے۔

راوی بیان کرتا ہے میں نے یہ منظر دیکھا ہے اور اس نے نرخوں کی تفصیل اور کھانوں وغیرہ میں اس کی گرانی کو بیان کیا ہے' پھر یہ کیفیت سال کے آخر میں عیدالاضحیٰ کے بعد دور ہو گئی۔

اور جب صالح ایوب کو اطلاع ملی کہ خوارزمیوں نے اس کے خلاف مدد دی ہے اور اس کے چچا صالح اسماعیل سے مصالحت کر لی ہے تو اس نے شاہ حمص ملک منصور ابراہیم بن اسد الدین شیر کوہ کے ساتھ خط وکتابت کی اور اسے اپنی طرف مائل کیا اور دمشق کے نائب معین الدین حسین ابن الشیخ کا پہلو مضبوط ہو گیا۔ لیکن وہ اس سال کے رمضان میں فوت ہو گیا جیسا کہ ابھی الوفیات میں اس کا ذکر ہو گا اور جب شاہِ حمص منصور نے صالح اسماعیل کی دوستی کو ترک کر دیا تو اس نے دمشق کو خوارزمیوں سے چھڑانے اور وہیں پر ان کا محاصرہ کرنے کے لیے حلبیوں' ترکمانوں اور اعراب کی فوجوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا' خوارزمیوں کو یہ اطلاع ملی تو وہ اس کی تباہی وہلاکت سے خوفزدہ ہو گئے اور کہنے لگے دمشق ہاتھ سے نہیں جائے گا' اور مصلحت یہ ہے کہ اس کے شہر کے نزدیک اس سے جنگ ہو پس وہ بحیرہ حمص کی طرف روانہ ہو گئے اور ناصر نے اپنی فوج کے تیز رفتار آدمی' خوارزمیوں کے ساتھ صالح اسماعیل کے پاس بھیجے اور دمشق کی فوج آ کر شاہ حمص کے ساتھ شامل ہو گئی اور انہوں نے بحیرہ حمص کے پاس خوارزمیوں سے مڈبھیڑ کی اور وہ جمعہ کا دن تھا جس میں اکثر خوارزمی قتل ہوئے اور ان کا بادشاہ برکات خاں بھی مارا گیا۔ اور اس کے سر کو نیزے پر رکھ کر لایا گیا اور اس کی جمعیت پریشان ہو گئی' اور وہ تتر بتر ہو گئے' اور شاہ حمص منصور بعلبک کی طرف آیا اور صالح ایوب نے اس کی سپرداری لے لی اور وہ دمشق آ کر بستانِ سامہ میں صالح ایوب کی خدمت کے لیے اترا' پھر اسے اس پر قبضہ کرنے کی سوجھی تو اتفاق سے وہ بیمار ہو گیا اور آئندہ سال میں فوت ہو گیا اور اسے حمص لایا گیا اور اس کے باپ کے بعد اس کی حکومت کی مدت دس سال تھی اور اس کے بعد اس کے بیٹے ملک اشرف نے دو سال حکومت کی' پھر اس سے حکومت چھن گئی جیسا کہ ابھی بیان ہو گا' اور صالح ایوب کے نائبین نے بعلبک اور بصریٰ کی سپرداری لے لی اور صالح اسماعیل کے پاس پناہ لینے کے لیے بھی کوئی شہر نہ رہا اور نہ اہل واولاد اور نہ مال رہا بلکہ اس کے

سب امراء بھیجے گئے اور اس کے عمال جو زیرنگرانی دیار مصر کی طرف منتقل کر دیا گیا اور خود اس نے جا کر ملک ناصر بن العزیز بن الظاہر غازی شاہ حلب سے پناہ مانگی تو اس نے اسے پناہ دی اور اس کا اعزاز و اکرام کیا اور اتابک لولو حلبی نے اپنے استاد ناصر کے ساتھ ... وہ چھوٹی عمر کا نوجوان تھا ... اور جواد ... الکرک کی جانب چلے گئے اور ملک ... ناصر ... نے ان کی عزت کی اور اس سے حسن سلوک کیا اور ان سے رشتہ داری کی اور انہیں الصلت میں اتارا اور انہوں نے ان کے ساتھ نابلس کو بھی لے لیا اور صالح ایوب نے فخر الدین ابن الشیخ کے ساتھ ان کے مقابلے میں ایک فوج بھیجی اور اس نے انہیں الصلت میں شکست دی اور انہیں اس علاقے سے جلاوطن کر دیا اور اس نے الکرک میں ناصر کا محاصرہ کر لیا اور اس کی حد درجہ اہانت کی اور ملک صالح نجم الدین ایوب دیار مصر سے آیا اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ دمشق میں داخل ہوا اور اس نے دمشق کے باشندوں سے حسن سلوک کیا اور فقراء اور مساکین کو صدقات دیئے اور بعلبک' بصریٰ اور صرخد کی طرف گیا' اور انہیں ان کے حکمران عزالدین ایبک المعظمی سے حاصل کر لیا اور اسے ان کا معاوضہ دیا' پھر مظفر و منصور ہو کر مصر واپس آ گیا اور یہ سارا واقعہ آئندہ سال میں بیان ہوگا۔

اور اس سال خلیفہ کی فوج اور تاتاریوں کے درمیان عظیم معرکہ ہوا' اللہ ان پر لعنت کرے' اور مسلمانوں نے انہیں عظیم شکست دی اور ان کی جمعیت کو پریشان کر دیا اور وہ ان کے آگے شکست کھا گئے' اور انہوں نے ان کے فریب کی ہلاکت کے خوف سے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان جب تک ترک تمہیں چھوڑے رکھیں تم بھی ترکوں کو چھوڑے رکھو۔ پر عمل کرتے ہوئے ان کا پیچھا اور تعاقب نہ کیا۔ اور اس سال بلاد خوزستان میں پہاڑ کی درز کے اندر عجیب و غریب عمارات ظاہر ہوئیں' جنہیں دیکھنے والا حیران رہ جاتا تھا' اور بعض نے بیان کیا ہے کہ یہ جنات کی تعمیرات ہیں۔ اور ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں ان کا حال بیان کیا ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ تقی الدین ابوالصلاح:

عثمان بن عبدالرحمٰن بن عثمان امام علامہ' شام کے مفتی اور محدث شہرزوری ثم الدمشقی' آپ نے بلاد مشرق سے سماع حدیث کیا اور وہاں موصل اور حرب وغیرہ میں فقہ سیکھی اور آپ کا باپ حلب کے اسدیہ میں مدرس تھا' جسے اسدالدین شیرکوہ نے وقف کیا تھا' آپ شام آئے تو آپ کا شمار کبار فضلاء میں ہوتا تھا' اور آپ نے ایک عرصہ تک قدس میں قیام کیا اور الصلاحیہ میں پڑھایا' پھر آپ وہاں سے دمشق منتقل ہو گئے اور الرواحیہ میں پڑھایا' پھر دارالحدیث اشرفیہ میں پڑھایا' اور آپ اس کے پہلے شیخ الحدیث ہیں' اور آپ ہی نے اس کے وقف کی کتاب تصنیف کی ہے' پھر آپ نے شامیہ جوانیہ میں پڑھایا اور آپ نے علوم حدیث و فقہ میں بہت سی مفید کتب تصنیف کی ہیں۔ نیز آپ نے الوسیط اور الفوائد وغیرہ پر بہت اچھے حاشیے لکھے ہیں جن کی طرف لوگ سفر کر کے آتے ہیں۔

اور آپ سلف کے طریق کے مطابق دیندار' درویش' متقی اور عابد شخص تھے' جیسا کہ اکثر متاخر محدثین کا طریق ہے۔ نیز اس کے ساتھ آپ کو بہت سے فنون میں کمال حاصل تھا اور آپ ہمیشہ اچھے طریق پر قائم رہے' حتیٰ کہ دارالحدیث اشرفیہ میں آپ کے گھر

میں آپ کی وفات ۲۵ ربیع الآخر ۶۴۳ھ کو بدھ کی رات ہوئی اور جامع دمشق میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الفرج کے اندر تک لوگوں نے آپ کی مشایعت کی اور ان کے لیے باہر نکلنا ممکن نہ تھا کیونکہ باہر سے خوارزمیوں نے محاصرہ کیا ہوا تھا اور قبرستان صوفیہ تک صرف چند لوگ ہی آپ کے ساتھ گئے۔ تغمدہ اللہ برحمتہ

اور ابو شامہ اور ابن خلکان نے آپ کی تعریف کی ہے اور آپ ان کے شیوخ میں سے ہیں۔ السبط نے بیان کیا ہے کہ شیخ تقی الدین نے اپنے یہ اشعار مجھے سنائے۔

''چار واوات [1] سے احتیاط کر وہ موتیں ہیں' وصیت' ودیعت' وکالت' وقوف کی واؤ سے''۔

اور ابن خلکان نے آپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خواب میں مجھے ان کلمات کا الہام ہوا کہ جہاں تک تجھ سے ہوسکتا ہے سوال سے دور رہ بلاشبہ ہر روز کے لیے نیا رزق ہے اور جستجو میں اصرار کرنا حسن کو برباد کر دیتا ہے اور غم زدہ سے حسن سلوک کرنا بہت اچھا ہے' اور بسا اوقات تنگی آداب الٰہی کی ایک نوع ہوتی ہے اور نصیبے مراتب ہیں اور کسی پھل کے پکنے سے قبل اس کی طرف جلدی نہ کر بلاشبہ تو اس کی وقت پر اسے حاصل کرے گا' اور اپنی ضروریات میں جلدی نہ کر اس سے تیرا دل تنگ پڑ جائے گا اور ناامیدی تجھے ڈھانپ لے گی۔

حافظ ابن النجار مؤلف تاریخ:

محمد بن محمود بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن محاسن ابن النجار' ابوعبداللہ بغدادی' آپ بہت بڑے حافظ تھے' آپ نے کثیر سے سماع کیا اور شرق وغرب میں سفر کیے آپ کی پیدائش ۵۷۳ھ میں ہوئی آپ نے پندرہ سال کی عمر میں اپنی کتاب تاریخ اور قراءت کو لکھنا شروع کیا اور خود بھی بہت سے مشائخ کو سنایا حتیٰ کہ آپ نے تقریباً تین ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا اور ان میں تقریباً چار سو عورتیں بھی شامل ہیں' آپ ۲۸ سال وطن سے باہر رہے' پھر بغداد آئے اور آپ نے بہت سی چیزیں اکٹھی کیں جن میں القمر المنیر فی المسند الکبیر بھی تھی' جس میں ہر صحابی کی وہ روایت موجود ہے جسے اس نے روایت کیا ہے' اور کنز الایام فی معرفۃ السنن والاحکام اور المختلف والمؤتلف' اور السابق واللاحق اور المتفق والمفترق' اور کتاب الالقاب اور نہج الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ اور الکافی فی اسماء الرجال وغیرہ شامل تھیں' جن میں اکثر مکمل نہ تھیں۔ اور آپ نے مدینۃ السلام کی تاریخ پر کتاب الذیل مکمل سولہ جلدوں میں لکھی ہے' اور اخبار مکہ والمدینہ وبیت المقدس بھی آپ کی تصنیف ہے اور غرر الفوائد پانچ جلدوں میں ہے' اور بہت سی چیزیں اور بھی ہیں جن کا ذکر ابن الساعی نے آپ کے حالات میں کیا ہے' اور اس نے بیان کیا ہے کہ آپ جب بغداد واپس آئے تو آپ کو مدارس میں رہائش کی پیشکش کی گئی تو آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا میرے پاس اتنا کچھ ہے جس نے مجھے اس سے بے نیاز کر دیا ہے' پس آپ نے ایک لونڈی خریدی اور اس کے ہاں بچے ہوئے اور آپ ایک مدت تک اپنے آپ پر اپنے بٹوے سے خرچ کرتے رہے' پھر آپ محتاج ہو گئے یہاں تک کہ جب مدرسہ مستنصریہ کی بنیاد رکھی گئی تو آپ اس کی محدثین کی جماعت میں شامل ہو گئے' پھر آپ دو ماہ بیمار رہے اور

---

[1] واوات حرف ''و'' کی جمع ہے شاعر کا مطلب یہ ہے کہ چار الفاظ جن میں واؤ آتی ہے ان سے اجتناب کر۔ مترجم

آپ نے ابن النجار کو اپنے ترکہ کے بارے میں وصیت کی اور آپ کی وفات اس سال ۵ شعبان کو منگل کے روز ۵ ۷ سال کی عمر میں ہوئی اور مدرسہ نظامیہ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور آپ کے جنازہ میں بہت مخلوق جمع ہوئی اور آپ کے جنازے کے ارد گرد یہ اعلان کیا جاتا تھا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا حافظ ہے جو حدیث سے کذب کی نفی کرتا تھا اور آپ نے کوئی وارث نہ چھوڑا اور آپ کا ترکہ بیس دینار اور آپ کے بدن کے کپڑے تھے آپ نے وصیت کی کہ انہیں صدقہ کر دیا جائے۔ اور آپ نے نظامیہ کی لائبریری کو کتابوں کی دو الماریاں وقف کیں جو ایک ہزار دینار کے برابر تھیں' خلیفہ مستعصم نے اسے نافذ کیا اور لوگوں نے آپ کی تعریف کی اور آپ کے بہت سے مرثیے کہے' جنہیں ابن الساعی نے آپ کے حالات کے آخر میں بیان کیا ہے۔

حافظ ضیاء الدین المقدسی:

ابن الحافظ محمد بن عبدالواحد آپ نے کثیر سے حدیث کا سماع کیا اور بہت کچھ لکھا اور سفر کیا اور جمع کیا اور تصنیف کیا' اور کثیر الفوائد مفید کتابیں تالیف کیں' ان میں سے ایک کتاب الاحکام بھی ہے جسے آپ مکمل نہیں کر سکے' اور کتاب المختارۃ بھی ہے جس میں جدید علوم کا بیان ہے اور اگر یہ مکمل ہو جاتی تو حاکم کے مستدرک سے بہتر ہوتی' اور فضائل الاعمال بھی آپ کی تصنیف ہے اور اس کے علاوہ بھی اچھی کتب ہیں جو آپ کے حفظ و اطلاع اور علوم حدیث میں متناً داسناداً آپ کے بہرۂ وافر پر دلالت کرتی ہیں' اور آپ بڑے عابد و زاہد' متقی اور نیک آدمی تھے' اور آپ نے مدرسہ ضیائیہ کی لائبریری کے لیے بہت سی کتب وقف کیں جنہیں آپ نے اپنے محدث اور فقیہ اصحاب پر وقف کیا اور اس کے بعد اور بھی بہت سے اوقاف لائبریری کے لیے وقف ہوئے۔

شیخ علم الدین ابوالحسن سخاوی:

علی بن محمد بن عبدالصمد بن عبدالاحد بن عبدالغالب ہمذانی' مصری' ثم دمشقی' آپ دمشق میں شیخ القراء تھے' ہزاروں لوگوں نے آپ سے علم حاصل کیا اور آپ نے الشاطبی کو سنایا اور اس کے قصیدہ کی شرح کی اور شرح المفصل آپ کی تصنیف ہے' اور آپ کی تفاسیر اور تصانیف بہت ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی مدائح بھی ہیں اور جامع دمشق میں آپ کا ایک حلقہ تھا' اور آپ ام الصالح کے قبرستان میں مشیخۃ الاقراء کے منتظم تھے اور وہیں آپ کا مسکن تھا اور وہیں آپ نے ۱۲ جمادی الآخرۃ کو ہفتہ کے روز وفات پائی اور قاسیون میں دفن ہوئے۔

اور قاضی ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کی پیدائش ۵۵۸ھ میں ہوئی تھی اور اس نے آپ کے یہ اشعار بھی بیان کیے ہیں۔

''لوگوں نے کہا تو کل دیار حمیٰ میں آئے گا اور قافلہ ان کے گھروں میں اترے گا اور ہر وہ شخص جو ان کا مطیع ہوگا ان کی ملاقات سے شاد کام ہوگا' میں نے کہا میں گنہگار ہوں' میرا حیلہ کیا ہوگا' میں کس طرح ان سے مل سکوں گا' انہوں نے کہا کیا عفو کرنا ان کا کام نہیں ہے' خصوصاً اسے جو ان سے امید رکھتا ہو''۔

ربیعہ خاتون بنت ایوب:

سلطان صلاح الدین کی ہمشیرہ' آپ کے بھائی نے سب سے پہلے آپ کی شادی امیر سعد الدین مسعود بن معین الدین سے

کی اور خود اس کی ہمشیرہ عصمت الدین خاتون سے نکاح کیا جو ملک نورالدین کی بیوی تھی جس نے خاتونیہ جوانیہ اور خانقاہ برانیہ کو وقف کیا جب اس کا بھائی امیر معین الدین فوت ہو گیا تو اس نے اس کا نکاح سلطان ملک ناصر صلاح الدین سے کر دیا اور یہ اس کے پاس چالیس سال سے کچھ زیادہ عرصہ اس کے پاس رہی حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا' پھر وہ دمشق آ گئی اور دارالعقیقی میں رہائش پذیر ہو گئی حتیٰ کہ اس سال اس کی وفات ہوئی اور اس کی عمر ۹۰ سال سے زیادہ تھی اور قاسیون میں دفن ہوئی اور شیخہ صالحہ عالمہ امۃ اللطیف بنت ناصح حنبلی اس کی خدمت میں رہتی تھی۔

اور یہ ایک فاضل عورت تھی اور اس کی تصانیف بھی ہیں' اور اسی نے قاسیون کے دامن میں حنابلہ پر مدرسہ وقف کرنے کی طرف اس کی راہنمائی کی تھی' اور امۃ اللطیف نے حنابلہ پر ایک اور مدرسہ وقف کیا جو اب تک رباط ناصری کے مشرق میں موجود ہے' پھر جب خاتون فوت ہو گئی تو عالمہ مطالبات میں پڑ گئی اور مدت تک قید رہی' پھر اسے رہا کر دیا گیا' اور شاہ حمص اشرف نے اس سے نکاح کر لیا اور وہ اس کے ساتھ الرحبہ اور تل راشد کی طرف چلی گئی' پھر ۶۵۳ھ میں وفات پا گئی' اور دمشق میں اس کے بہت سے ذخائر اور قیمتی جواہر پائے گئے' جن کی قیمت املاک و اوقاف کے علاوہ چھ لاکھ درہم تھی۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

معین الدین الحسن بن شیخ الشیوخ:

آپ صالح نجم الدین ایوب کے وزیر تھے' اس نے آپ کو دمشق کی طرف بھیجا اور اس نے خوارزمیوں کے ساتھ پہلی بار اس کا محاصرہ کیا حتیٰ کہ اس نے اسے صالح اسماعیل کے ہاتھ سے چھین لیا' اور وہاں صالح ایوب کی طرف نائب بن کر اقامت اختیار کر لی' پھر خوارزمیوں نے صالح اسماعیل کے ساتھ مل کر اس کے خلاف مدد دی اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ پھر اس سال کے رمضان کے آخری عشرہ میں آپ نے ۵۶ سال کی عمر میں وفات پائی' اور آپ نے ساڑھے چار ماہ دمشق پر امارت کی اور جامع دمشق میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون میں اپنے بھائی عمادالدین کے پہلو میں دفن ہوئے۔

سیف الدین بن قلج:

اور اس سال احناف کے لیے التعلیجیہ کے وقف کرنے والے امیر سیف الدین بن قلج کی وفات ہوئی اور مدرسہ مذکورہ کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔ جو دارفلوس میں ہے' اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمادے۔ اور خطیب الجبل شرف الدین عبداللہ بن الشیخ ابی عمر رحمہ اللہ اور سیف احمد بن عیسیٰ بن امام موفق الدین بن قدامہ نے بھی وفات پائی' اور اس سال امام الکلاسہ شیخ تاج الدین ابوالحسن محمد بن ابی جعفر نے بھی وفات پائی جو اپنے وقت کے مسند اور اپنے زمانے کے روایتاً اور صلاحاً شیخ الحدیث تھے' اور دو بڑے محدثین اور مفید حافظوں شرف الدین احمد بن الجوہری اور تاج الدین عبدالجلیل الابہری نے بھی وفات پائی۔

۶۴۴ھ

اس سال منصور نے خوارزمیوں کو بحیرۂ حمص کے پاس شکست دی اور صالح ایوب کے نائبین کا ہاتھ دمشق بعلبک اور بصریٰ پر مضبوط ہو گیا۔ پھر جمادی الآخرۃ میں فخرالدین بن الشیخ نے خوارزمیوں کو الصلت پر شکست دی جس نے ان کی باقی ماندہ جمعیت کو بھی پریشان کر دیا' پھر ناصر نے الکرک کا محاصرہ کر لیا اور اسے چھوڑ کر دمشق آ گیا اور ذوالقعدہ میں صالح ایوب دمشق آیا اور اس کے

باشندوں سے حسن سلوک کیا اور غزہ و دیگر شہروں کی چودھراہٹ لے لی اور اس نے عز الدین ایبک کے ہاتھ سے صرخد چھین کر اسے اس کا معاوضہ دیا اور الصلت کو ناصر داؤد بن المعظم سے اور قلعہ الصبیبہ کو سعید بن العزیز بن العادل سے چھین لیا اور اس کی تمام باتیں ... کیں اور اسی اثناء میں اس نے بیت المقدس کی زیارت کی اور اس کے اموال کو چیک کیا اور اس کی فصیلوں کو اسی طرح بنانے کا حکم دیا جیسے وہ حکومت ناصریہ میں تھیں اور یہ کہ خراج اور بیت المقدس سے جو مدات حاصل ہوتے ہیں انہیں اس پر خرچ کیا جائے اور اگر وہ کسی چیز کا محتاج ہو تو وہ اسے اپنے پاس سے خرچ کرے گا۔

اور اس سال نصاریٰ کے پوپ کے پاس ایلچی خبر دینے آئے کہ اس نے شاہِ فرنگ ابدور کے خون کو مباح کر دیا ہے کیونکہ اس نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں سہل انگاری سے کام لیا ہے اور اس نے اپنے پاس سے ایک جماعت اسے قتل کرنے کے لیے بھیجی اور جب وہ اس کے پاس پہنچے تو اس نے ان کے لیے تیاری کی اور اس نے اپنے ایک غلام کو تخت پر بٹھایا اور انہوں نے اسے بادشاہ سمجھ کر قتل کر دیا اور اس موقعہ پر ابدور نے انہیں پکڑ لیا اور انہیں قتل کرنے اور ان کی کھال کھینچنے اور ان کے چمڑوں میں توڑی بھرنے کے بعد انہیں اپنے محل کے دروازے پر صلیب دے دیا' اور جب پوپ کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بہت بڑی فوج روانہ کی' اور اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے ان کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا۔

اور اس سال مکہ میں منگل کے روز ۱۰ ربیع الآخر کو شدید آندھی چلی اور اس نے کعبہ مشرفہ کے غلاف کو گرا دیا' جو پرانا ہو چکا تھا' اسے چالیس سال سے ان سالوں میں خلیفہ کی جانب سے حج نہ ہونے کے باعث نیا غلاف نہیں پہنایا گیا تھا' جونہی ہوا تھمی' کعبہ برہنہ ہو چکا تھا اور اس سے سیاہ علامت دور ہو چکی تھی' اور یہ بنو عباس کی حکومت کے زوال کا شگون اور اس کے بعد تاتاریوں کی طرف سے ہونے والے واقعہ کا انتباہ تھا' اللہ ان پر لعنت کرے۔

پس یمن کے نائب عمر بن سول نے شیخ الحرم العفیف بن منعۃ سے کعبہ کو غلاف پہنانے کی اجازت طلب کی' اس نے کہا یہ کام صرف خلیفہ کے مال سے ہوگا' اور اس کے پاس مال نہیں ہے اور اس نے تین سو دینار قرض لیے ہیں اور اس نے سوتی کپڑے خریدے ہیں اور انہیں سیاہ رنگ دیا ہے اور اس پر پرانی دھاریاں لگائی ہیں اور اسے کعبہ کو پہنا دیا ہے' اور کعبہ ۲۱ راتیں بغیر غلاف کے رہا' اور اس سال اس لائبریری کا افتتاح ہوا جسے وزیر مؤید الدین محمد بن احمد العلقمی نے دارالوزارۃ میں بنایا تھا۔ اور وہ لائبریری نہایت خوبصورت تھی اور اس نے اس میں بہت سی فائدہ مند اور نفیس کتب رکھیں' اور شعراء نے خوبصورت قصائد و اشعار میں اس کی تعریف کی اور ذوالحجہ کے آخر میں خلیفہ مستعصم نے اپنے دو بیٹوں' ابوالعباس احمد اور ابوالفضائل عبدالرحمٰن کو غسل دیا اور اس ماہ میں خوشی کی مجالس منعقد کیں جن کی مثل لمبے زمانوں سے نہیں سنی گئی' اور یہ اس زمانے میں بغداد اور اہل بغداد کی مسرتوں کی الوداعی تقریب تھی۔

اور اس سال شاہ الکرک ناصر داؤد نے امیر عماد الدین داؤد بن موسک بن حسکو کی محافظت کی اور یہ بہترین سخی امراء میں سے تھا اس نے اس کے سب اموال لے لیے اور اسے اپنے پاس الکرک میں قید کر دیا اور فخر الدین ابن الشیخ نے اس کے متعلق سفارش کی' کیونکہ وہ الکرک میں اس کا محاصرہ کیے ہوئے تھا سو اس نے اسے رہا کر دیا اور اس کے حلق میں ایک زخم ہو گیا اور اس نے اسے چیر

دیا اور وہ مر گیا اور موتہ میں جعفر اور شہداء کی قبر کے پاس دفن ہوا۔

اور اس سال خوارزمیوں کے بادشاہ برکات خان نے اس وقت وفات پائی جب اس سے اہل حلب وغیرہ کو حمص کے پاس شکست ہوئی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ملک منصور:

ناصر الدین ابراہیم بن ملک مجاہد اسد الدین شیرکوہ شاہ حمص نے صالح ایوب کو بعلبک کے سپرد کر دینے کے بعد دمشق میں وفات پائی اور اسے حمص لایا گیا اور سب سے پہلے اس کی آمد بستان سامہ میں ہوئی اور جب وہ بیمار ہوا تو اسے النیرب میں بستان اشرف میں الدہشۃ کی طرف لایا گیا اور وہ اس جگہ فوت ہو گیا۔

الصائن محمد بن حسان:

ابن رافع العامری الخطیب نے اس سال وفات پائی آپ مسند کا بہت سماع کرتے تھے اور آپ کی وفات قصر حجاج میں ہوئی۔

فقیہ علامہ محمد بن محمود بن عبدالمنعم:

المرامی الحنبلی' آپ فاضل اور صاحب فنون تھے' ابوشامہ نے آپ کی تعریف کی ہے اور بیان کیا ہے کہ میں نے پہلے آپ کی صحبت اختیار کی اور آپ نے اپنے بعد حنابلہ میں دمشق میں اپنا مثل نہیں چھوڑا اور جامع دمشق میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون کے دامن میں آپ کو دفن کیا گیا۔

ضیاء عبدالرحمٰن الغماری:

المالکی' آپ نے شیخ ابوعمر ابن الحاجب کے کاموں کو اس وقت سنبھالا جب وہ ۶۳۸ھ میں دمشق سے باہر گئے' اور آپ ان کے حلقہ میں بیٹھے اور آپ نے زاویہ مالکیہ میں ان کی جگہ پڑھایا اور فقیہ تاج الدین اسماعیل بن جمیل نے حلب میں پڑھایا اور آپ فاضل' دیندار اور سلیم الصدر آدمی تھے۔

۶۴۵ھ

اس سال سلطان صالح نجم الدین ایوب بن کامل شام سے دیار مصر کو واپس آیا اور راستے میں بیت المقدس کی زیارت کی اور وہاں کے باشندوں میں بہت اموال تقسیم کیے اور اس کی فصیلوں کو دوبارہ اسی طرح تعمیر کرنے کا حکم دیا' جیسا کہ اس کے باپ کے چچا ملک ناصر فاتح المقدس کے زمانے میں تھیں۔ اور فرنگیوں کے محاصرہ کے لیے فوجیں آ گئیں اور انہوں نے ۱۰ رصفر کو طبریہ اور جمادی الآخرۃ کے آخر میں عسقلان فتح کر لیا۔ اور رجب میں خطیب عمادالدین داؤد بن خطیب بیت الابار کو جامع اموی کی خطابت اور الغزالیہ کی تدریس سے معزول کر دیا گیا اور اس کام پر قاضی عمادالدین بن عبدالکریم بن الحرستانی کو مقرر کیا گیا' جو ابن الصلاح کے

بعد شیخ دارالحدیث تھے۔

اور اس سال صالح ایوب نے امیان دماشق کی ایک جماعت کو جن پر صالح اسماعیل کی مدد کرنے کا اتہام تھا' تلاش کرنے کے لیے ادھر بھیجے ان مطلوبہ اشخاص میں قاضی محی الدین ابن الزکی اور شرف ابن العماد اور کاتب صالح اسماعیل کا غلام حلیمی اور زمل بصری شہاب غازی شامل تھے' پس جب وہ مصر پہنچے تو انہیں کوئی سزا نہ دی گئی اور نہ ان کی اہانت ہوئی بلکہ اس نے بخشش و خلعت دیے اور انہیں کی مرضی سے باعزت طور پر چھوڑ دیا گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حسین بن حسین بن علی:

ابن حمزۃ العلوی الحسینی' ابوعبداللہ الافساسی' یہ قطب الدین کا نقیب تھا اور اصلاً کوفی تھا' اس نے بغداد میں اقامت اختیار کی اور نقابت سنبھالی' پھر کوفہ میں قید ہوگیا' اور یہ فاضل ادیب اور زبردست شاعر تھا' ابن الساعی نے آپ کے بہت سے اشعار بیان کیے ہیں۔

الشلو بین نحوی:

عمر بن محمد بن عبداللہ ازدی' ابوعلی اندلسی اشبیلی جو الشلو بین کے نام سے مشہور ہے اور اندلسی زبان میں الشلو بین سرخ و سفید کو کہتے ہیں' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ پر ائمہ کا خاتمہ ہوگیا ہے' اور آپ میں غفلت پائی جاتی تھی۔ اور ابن خلکان نے آپ کے اشعار اور تصانیف کا بھی ذکر کیا ہے جن میں شرح الجزولیہ اور کتاب التولیہ بھی شامل ہے اور اس نے آپ کی وفات اس سال میں بیان کی ہے اور آپ ۸۰ سال سے زیادہ عمر کے تھے۔ رحمہ اللہ وعفاعنہ

شیخ علی المعروف بالحریری:

اصلاً یہ بسر' بستی کا ہے جو ذرع کے مشرق میں واقع ہے' اور یہ مدت تک دمشق میں قیام کر کے ریشم بنانے کا کام کرتا رہا پھر اس نے یہ کام چھوڑ دیا اور شیخ علی المغربل کے ہاتھ پر فقیری کرنے لگا اور اس نے اپنے لیے صافے کی چوٹی پر ایک زاویہ بنایا' اور اس سے ایسے افعال سرزد ہوئے جن پر فقہاء نے' جیسے شیخ عزالدین بن عبدالسلام' شیخ تقی الدین ابن الصلاح اور شیخ مالکیہ ابوعمرو بن الحاجب وغیرہ نے اسے ملامت کی اور اشرفی حکومت کے زمانے میں اسے قلعہ عزتا میں دو سال تک قید رکھا گیا' پھر صالح اسماعیل نے اسے رہا کیا اور اس پر شرط عائد کی کہ وہ دمشق میں قیام نہ کرے۔ پس وہ ایک عرصہ تک اپنی بستی بسر میں رہا' حتیٰ کہ اس سال اس کی وفات ہوگئی۔

شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے الذیل میں بیان کیا ہے کہ اسی طرح رمضان میں شیخ علی نے جو حریری کے نام سے مشہور ہے' بسر بستی میں اپنے زاویہ میں وفات پائی اور وہ دمشق آیا کرتا تھا اور فقراء کی ایک جماعت نے اس کی پیروی کی اور وہ اصحاب الحریری کے نام سے مشہور ہیں' یہ لوگ شریعت کے منافی کام کرتے ہیں اور ان کا باطن ان کے ظاہر سے بھی برا ہے' ہاں جو اللہ کی طرف رجوع

کرے اس کی بات الگ ہے یہ حریری امورِ شریعت سے استہزاء کرتا تھا اور فاسقوں اور عاصیوں کے شعائر کا اظہار کر کے امورِ شریعت کی حقارت کرتا تھا اور اس کی وجہ سے دمشق کے بڑے بڑے آدمیوں کے بچوں کی ایک بڑی جماعت خراب ہوگئی اور انہوں نے اس کے اصحاب کا لباس اختیار کر لیا اور اس نے [illegible] اس کی پیروی کی [illegible] پڑھا تھا اور یہ شخص اپنی مجلس میں رقص [illegible] اور امردوں کو جمع کرتا اور کسی کے فعل پر اسے ملامت نہ کرتا اور نماز کو ترک کرتا اور زیادہ اخراجات کرتا اس نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا اور انکار دیا اور علماء شریعت کی ایک جماعت نے کئی بار اس کے قتل کا فتویٰ دیا' پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے راحت دی' یہ لفظ اس کی عبارت ہے۔

امیر عزالدین ایک واقف العزیہ:

استاذ دار المعظم' آپ بزرگ' سخی' عقلاء میں سے تھے معظم نے آپ کو صرخد پر نائب مقرر کیا' اور آپ سے ترقی' کفایت اور راست روی کا ظہور ہوا اور آپ نے العزیتین' الجوانیہ اور البرانیہ کو وقف کیا اور جب صالح ایوب نے آپ سے صرخد کو لے لیا تو اس نے آپ کو اس کا معاوضہ دیا اور آپ نے دمشق میں اقامت اختیار کی' پھر آپ کے خلاف چغلی کی گئی' کیونکہ آپ صالح اسماعیل سے خط و کتابت کرتے تھے' پس آپ کی اور آپ کے اموال و ذخائر کی نگرانی کی گئی' اور آپ بیمار ہو گئے اور زمین پر گر پڑے' اور کہنے لگے یہ میری آخری ملاقات ہے اور مرنے تک آپ نے بات نہیں کی اور آپ کو مصر کے باب النصر میں دفن کیا گیا' پھر آپ کو آپ کی قبر میں جوالوراقہ کے اوپر ہے اس میں منتقل کیا گیا' اور السبط نے آپ کی تاریخ وفات ۶۴۷ ھ میں بیان کی ہے۔ واللہ اعلم

شہاب غازی بن عادل:

میا فارقین' خلاط اور دیگر شہروں کا بادشاہ' یہ بنی ایوب کے عقلاء اور فضلاء میں سے تھا اور ان میں سے دیندار تھا۔ اور اس نے کہا ہے۔

''اور زمانے کے عجائبات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ تو زمین پر بیٹھا ہے اور چل بھی رہا ہے اور تیرا یہ چلنا کشتی کے لوگوں کو لے کر چلنے کی طرح ہے وہ بیٹھے ہوتے ہیں اور بڑی ناقہ اڑ رہی ہوتی ہے''۔

۶۴۶ ھ

اس سال سلطان صالح نجم الدین دیار مصر سے دمشق آیا اور اس نے فوجیں اور منجنیق حمص کی طرف بھیجیں اس لیے کہ دمشق کے حکمران ملک اشرف بن موسیٰ بن منصور بن اسد الدین نے تل باشر کے ساتھ اس کا تبادلہ کیا تھا' جو حلب کے حکمران یوسف بن العزیز کی ملکیت تھا' اور جب حلبیوں کو دماشقہ کے خروج کی اطلاع ملی تو وہ بھی بہت بڑے جرار لشکر کے ساتھ حمص کو ان سے بچانے کے لیے باہر نکلے' اتفاق سے شیخ نجم الدین بادزائی' بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے مدرس رسالہ میں موجود تھے انہوں نے فریقین کے درمیان صلح کروادی اور دونوں پارٹیوں کو اپنے اپنے ٹھکانے کی طرف واپس کر دیا۔

اور اس سال ایک ترکی نوجوان غلام نے اپنے آقا کے نوجوان بچے کو اس لیے قتل کر دیا کہ اس نے اسے اپنے ساتھ اس برائی کے کرنے سے روک دیا تھا' جس کا وہ ارادہ کیے ہوئے تھا' پس اس غلام کو میخیں ٹھونک کر صلیب دیا گیا اور وہ نوجوان بڑا حسین تھا' اور

لوگوں نے اس کے چھوٹا ہونے مظلوم ہونے اور کمسن ہونے کا بہت غم کیا اور اس کے بارے میں قصائد نظم کیے اور شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے الذیل میں اس کے قتل کا ذکر کیا ہے اور اس نے واقعہ کو بڑا طول دیا ہے۔

اور اس سال دمشق کے سوق الفقیین میں بڑی آگ لگ گئی جو قصر ام حکیم کے پاس تھا اور اس کی وجہ سے بہت سے مکانات اور دکانیں منہدم ہو گئیں اور اس سے تھوڑا دن ہوا اور ۲۵ رجب والی رات جامع دمشق کے شرقی مینار میں آگ لگ گئی اور اس کے اندر سب کچھ جل گیا اور اس کی سیڑھیاں پتلی لکڑی کی تھیں' اور وہاں جو لوگوں کی بہت سی امانتیں تھیں تباہ ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ نے جامع کو بچا لیا اور کچھ دنوں کے بعد سلطان دمشق آیا اور اس نے اسے دوبارہ اسی طرح تعمیر کرنے کا حکم دے دیا۔ میں کہتا ہوں' پھر وہ جل گیا اور ۷۴۰ھ کے بعد کلیتہً گر گیا اور اسے دوبارہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت طریق پر تعمیر کر دیا گیا۔ اور اس وقت سے دمشق میں سفید مشرقی مینار قائم ہے' جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کا نزول اس پر ہوگا' اس کی تفصیل اور بیان اپنے موقع پر آئے گا۔ ان شاء اللہ

پھر سلطان صالح ایوب بیمار ہو کر پالکی میں دیار مصر کو واپس آیا اور وہ بوجھل اور قریب المرگ ہو چکا تھا' اور اسے اپنے بھائی عادل ابی بکر بن کامل کے قتل نے جو اپنے باپ کے بعد دیار مصر کا بادشاہ تھا' اپنے آپ سے غافل کر دیا تھا' اور جس سال وہ مصر پر غالب آیا اس نے اسے قید کر دیا تھا' اور جب اس سال کا شوال آیا تو اس نے اس کا گلا گھونٹ دینے کا حکم دے دیا اور شمس الدولہ کے قبرستان میں اس کا گلا گھونٹ دیا گیا' اور اس کے بعد وہ صرف آئندہ سال کے شعبان کے نصف تک برے حال اور شدید مرض میں زندہ رہا' پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں خلق وامر ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

فضل الدین الخونجی:

اس سال دیار مصر کے قاضی القضاۃ فضل الدین الخونجی جو یکتا فلاسفر اور منطقی تھے' نے وفات پائی' اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنے احکام میں نہایت اچھی روش کے حامل تھے' ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ کئی لوگوں نے آپ کی تعریف کی ہے۔

علی بن یحییٰ جمال الدین ابوالحسن المحرمی:

آپ نوجوان' فاضل' ادیب' ماہر شاعر تھے' آپ نے ایک مختصر کتاب تصنیف کی ہے' جو ریاضی' عقل اور خواہشات کی مذمت کے بارے میں بہت سے فنون کی جامع ہے اور آپ نے اس کا نام نتائج الافکار رکھا ہے' آپ نے اس میں فلاسفرانہ اقوال بیان کیے ہیں۔

سلطان' متبوع امام ہے اور دین مشروع ہے اگر وہ ظلم کرے تو حکام اس کے ظلم کی وجہ سے ظلم کرتے ہیں اور اگر وہ عدل کرے تو کوئی اپنے فیصلے میں ظلم نہیں کرتا' اور اللہ جسے اپنی زمین اور شہروں میں طاقت بخشے اور اپنی مخلوق اور بندوں پر امین بنا لے اور اس کے ہاتھ اور اقتدار کو پھیلائے اور اس کے مقام اور مرتبہ کو بلند کرے' وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ وہ امانت کو ادا کرے اور

اخلاص کے ساتھ دینداری کو اختیار کرے اور باطن کو خوبصورت بنائے اور سیرت کو اچھا بنائے اور عدل کو اپنی معمول عادت بنائے اور [illegible]

نیز آپ نے فرمایا طبیعت کا معارضہ تعذیب کو واجب کرتا ہے کئی ایسے قبیلے سے زیادہ نفع مند ہوتے ہیں [illegible] [illegible] میں ایسے خوش رہ جیسے تو اس کی محبت کا خیال رکھتا ہے' تو اشعع بلندی کی شکار گاہ نے حسن ظن کیا اچھا ہے اگر اس میں خرچ نہ ہوا اور بدظنی کیا بری ہے اگر اس میں دانشمندی نہ ہوا اور آپ نے اپنی گفتگو کے دوران فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک خادم نے گناہ کیا اور حضرت ابن عمرؓ نے اس کے گناہ پر اسے سزا دینے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا اے میرے آقا! کیا آپ کا کوئی ایسا گناہ ہے جس کے بارے میں آپ اللہ سے ڈرتے ہوں؟ آپ نے فرمایا بے شک' اس نے کہا' اس نے آپ کو مہلت دی ہے آپ مجھے کیوں مہلت نہیں دیتے' پھر غلام نے دوبارہ گناہ کیا تو آپ نے اسے سزا دینی چاہی تو اس نے پھر اسی قسم کی بات کہی تو آپ نے اسے معاف کر دیا' پھر اس نے تیسری بار گناہ کیا تو آپ نے اسے سزا دی اور وہ بات نہیں کرتا تھا' حضرت ابن عمرؓ نے اسے کہا جس طرح تو نے پہلے دو بار بات کی تھی اب کیوں نہیں کرتا؟ اس نے کہا اپنے تکرار جرم کے ساتھ آپ کے حلم سے حیا آتی ہے' تو حضرت ابن عمرؓ رو پڑے اور فرمایا میں اپنے رب سے حیا کرنے کا زیادہ سزاوار ہوں' تو خدا تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر آزاد ہے اور آپ نے خلیفہ کی مدح میں یہ اشعار کہے ہیں ؎

''اے وہ ذات کہ جب بادل اپنے پانی کا بخل کرتے ہیں تو اس کے دونوں ہاتھ مخلوق پر سونا برساتے ہیں' اے حاتم کو بخیل بنا دینے والے تو نے کسریٰ پر ظلم کیا ہے اور امیدوار تیری طرف سجدہ کرنے لگے ہیں''۔

اور ابن الساعی نے آپ کے بہت سے عمدہ اشعار کو بیان کیا ہے۔

شیخ ابوعمرو بن الحاجب:

المالکی' عثمان بن عمر بن ابی بکر بن یونس الرد ینی ثم المصری علامہ ابوعمرو شیخ المالکیہ' آپ کا باپ امیر عزالدین موسک الصلاحی کا ساتھی تھا۔ اس نے علم میں اشتغال کیا اور قرأت کو پڑھا اور نحو کو انتہائی فصیح و بلیغ تحریر میں لکھا' اور فقہ سیکھی اور اپنے اہل زمانہ کے سردار بن گئے' پھر بہت سے علوم میں جیسے اصول و فروع عربی' تصریف' عروض اور تفسیر وغیرہ میں سرخیل ہو گئے' اور آپ نے ۶۱۷ھ دمشق کو وطن بنایا اور وہیں جامع مسجد میں مالکیہ کے لیے درس دیا' حتیٰ کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام کے ساتھ ۶۳۸ھ میں آپ کا خروج ہوا اور دونوں دیار مصر کو گئے' حتیٰ کہ اس سال اسکندریہ میں شیخ ابوعمر کی وفات ہوئی' اور اس قبرستان میں دفن ہوئے جو مینار اور شہر کے درمیان ہے۔

شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ آپ طبعاً ائمہ سے زیادہ ذہین تھے۔ اور ثقہ' حجت' متواضع' عفیف' کثیر الحیاء' منصف' علم اور اہل علم کے محب تھے' علم کو پھیلانے والے' تکلیف کو برداشت کرنے والے' مصائب پر صبر کرنے والے تھے' آپ کئی دفعہ دمشق آئے' آخری بار ۶۱۷ھ میں آئے اور وہاں آپ نے مالکیہ کے مدرس اور علم قرأت اور علم عربی کے مستفیدین کے لیے' شیخ

بن کر قیام کیا اور آپ علم و عمل میں ارکان دین میں سے ایک رکن' علوم میں یکتا اور مالک بن انس رحمہ اللہ کے مذہب کے ماہر تھے۔ اور ان علماء نے آپ کی بہت تعریف کی ہے اور بیان کیا ہے کہ آپ ان کے پاس [illegible] نہایت [illegible] اس وقت آپ [illegible] آپ مصر میں نائب عدالت تھے اور انہوں نے آپ سے مسئلہ اعتراض الشرط علی الشرط کے بارے میں دریافت کیا' مثلاً جب وہ کہے کہ اگر تو نے کھایا اگر تو نے پیا تو تجھے طلاق ہوگی' اور جب اس نے پہلی بار پیا تو طلاق کیوں نہ ہوگی؟ اور آپ نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس کے متعلق بڑے سکون سے جواب دیا۔ میں کہتا ہوں آپ کی مختصر فی الفقہ' مختصرات میں سب سے بہتر ہے' آپ نے اس میں ابن شاش کے فوائد کو مرتب کیا ہے' اور آپ کی مختصر فی الفقہ سیف الدین آمدی کی فوائد الاحکام کے عام فوائد پوری طرح بیان ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے اسے حفظ کیا ہے اور میں نے کلام کے بارے میں پمفلٹ جمع کیے ہیں اور اسے میں نے احادیث نبوی کے مطابق لکھا ہے اور آپ نے المفصل کی شرح اور عربی زبان کے بارے میں نوٹس اور نحو کے بارے میں مشہور مقدمہ لکھا ہے' اور اس میں آپ نے زمخشری کی المفصل کا اختصار اور اس کی شرح کی ہے' اور اسی طرح دوسروں نے بھی اس کی شرح کی ہے' اور آپ کی التصریف اور اس کی شرح بھی کی ہے اور عروض کی کتاب بھی الشاطبیہ کے وزن پر ہے۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ

۶۴۷ھ

اس سال ملک صالح ایوب کی وفات ہوئی اور اس کا بیٹا توران شاہ قتل ہو گیا اور المعز عز الدین ایک ترکمانی کو حاکم مقرر کیا اور ۴؍ محرم سوموار کو ملک صالح دمشق سے پالکی میں دیار مصر گیا اور دمشق میں اعلان کیا گیا کہ جس کی ہمارے پاس کوئی چیز ہو وہ آ جائے پس قلعہ میں بہت سی مخلوق جمع ہو گئی اور ان کے اموال ان کو دیئے گئے' اور ۱۰؍ صفر کو اس کا نائب امیر جمال الدین بن یغمور جو صالح ایوب کی طرف سے تھا' دمشق آیا اور درب الشعارین میں باب الجابیہ کے اندر اترا اور جمادی الآخرۃ میں نائب نے باب البرید کے وسط میں نئی دو کانوں کے گرانے کا حکم دے دیا۔ اور اس نے حکم دیا۔ کہ ان میں سے کوئی دکان باقی نہ رہے سوائے ان دو کانوں کے جو دونوں جانب الخیاطین کی قبلی اور شامی جانب ہیں اور جو وسط میں ہیں انہیں گرا دیا جائے' ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ عادل نے انہیں گرا دیا تھا' پھر انہیں دوبارہ بنا دیا گیا' پھر ابن یغمور نے انہیں گرا دیا اور امید ہے کہ وہ اسی طرح رہیں گی۔

اور اس سال ناصر داؤد الکرک سے حلب گیا اور صالح ایوب نے اپنے دمشق کے نائب جمال الدین بن یغمور کو پیغام بھیجا کہ وہ دار اسامہ کو جو دمشق میں ناصر کی طرف منسوب ہے گرا دے' اور اس باغ کو جو قابون میں ہے اور وہ بستان القصر ہے اسے برباد کر دے اور اس کے درختوں کو اکھاڑ دے اور محل کو گرا دے۔ اور صالح ایوب نے امجد حسن بن ناصر سے الکرک کی سپرد داری لے لی' اور معظم کے گھر کے جو لوگ وہاں موجود تھے انہیں نکال دیا' اور اس کے ذخائر و اموال پر قبضہ کر لیا' اس میں ایک کروڑ دینار کا سونا تھا' اور صالح نے اس امجد کو اچھی جاگیر دی۔ اور اس سال بغداد میں پانی چڑھ گیا' حتیٰ کہ اس نے بہت سے محلات اور مشہور گھروں کو تباہ کر دیا اور اس کی وجہ سے اکثر جوامع میں سوائے تین جوامع کے اکٹھا ہونا مشکل ہو گیا اور خلفاء کی ایک جماعت کے تابوت الرصافہ کے علاقے کی طرف اس خوف کی وجہ سے منتقل کیے گئے کہ ان کے محلات غرق نہ ہو جائیں' ان میں المقتصد بن امیر ابی احمد المتوکل بھی تھا اور یہ اس کے دفن کے تین سو پچاس سال سے زائد عرصہ بعد ہوا' اسی طرح اس کے بیٹے المکتفی اور المقتضی بن المتقدر باللہ رحمہم اللہ

تک لا کر جسم منتقل کیا گیا۔

اور اس سال فرنگیوں نے دمیاط پر حملہ کیا اور اس میں جو سپاہی اور عوام تھے وہ بھاگ گئے اور فرنگی سرحد پر غالب آ گئے اور انہوں نے بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا اور یہ اس سال کے ربیع الاوّل میں ہوا' پس خیمہ زن سلطان تمام فوج کے ساتھ دشمن کے سامنے کھڑا ہو گیا اور فرنگیوں میں جو لوگ بھاگ گئے تھے' انہیں پھانسی دے دی اور انہیں صبر کے ترک کرنے پر ملامت کی تاکہ وہ اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو ڈرائیں۔ اور مرض بڑھ گیا اور سلطان کی حالت بہت خراب ہو گئی' اور جب ۱۵؍ شعبان کی رات آئی تو وہ منصورہ میں فوت ہو گیا اور اس کی لونڈی ام خلیل نے جسے شجرۃ الدر کہا جاتا تھا' اس کی موت کو پوشیدہ رکھا اور ظاہر کیا کہ وہ قریب المرگ مریض ہے اس تک پہنچا نہیں جا سکتا' اور اس نے بڑے بڑے امراء کو بتایا اور انہوں نے اس کے بیٹے ملک معظم نور انشاء کو جو کیفا کے قلعہ میں تھا پیغام بھیجا اور انہوں نے جلدی سے اسے ان کی طرف آگے کیا اور یہ اکابر امراء کے اشارے سے ہوا' جن میں فخر الدین شیخ بھی شامل تھا' اور جب وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اور سب نے اس کی بیعت کر لی اور وہ شاہی فوجوں کے ساتھ گیا اور فرنگیوں سے جنگ کی اور ان کو شکست دی اور اس نے ان میں سے تیس لاکھ آدمیوں کو قتل کر دیا اور یہ واقعہ آنے والے سال کے آغاز میں ہوا' پھر انہوں نے اس کی حکومت کے دو ماہ بعد قتل کر دیا۔ اسے ایک امیر عز الدین ایبک ترکمانی نے مارا' اس نے اس کے ہاتھ پر تلوار ماری اور اس کی بعض انگلیاں کاٹ دیں تو وہ ایک چوبی محل کی طرف بھاگ گیا جو خیمہ گاہ میں تھا' اور انہوں نے اس میں اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے اس سمیت آگ لگا دی اور وہ اپنے دروازے سے خلیفہ کے ایلچی کی پناہ لینے نکلا مگر انہوں نے اس کی بات کو قبول نہ کیا اور وہ نیل کی طرف بھاگ گیا اور اس میں ڈوب گیا' پھر باہر نکلا اور اسے بری طرح قتل کر دیا گیا۔ اور انہوں نے اپنے پاؤں سے اسے روندا اور اسے مردار کی طرح دفن کر دیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

اور جن لوگوں نے اسے مارا ان میں سے بندقداری نے اس کے کندھے پر تلوار ماری اور تلوار اس کی دوسری بغل کے نیچے سے نکل گئی اور وہ فریاد کر رہا تھا اور اس کی فریاد سنی نہیں جا رہی تھی۔

اس سال میں قتل ہونے والے اعیان

فخر الدین یوسف بن الشیخ بن حمویہ:

آپ فاضل' دیندار بارعب' باوقار حکومت کے سزاوار تھے اور امراء آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے' اور اگر آپ صالح کے بعد اپنی بیعت کی طرف دعوت دیتے تو آپ کے بارے میں دو آدمی بھی اختلاف نہ کرتے لیکن آپ بنی ایوب کی حمایت کی وجہ سے یہ رائے نہ رکھتے تھے' فرنگیوں میں سے الداویہ نے آپ کو معظم نوران شاہ کے مصر آنے سے قبل ذوالقعدہ میں قتل کر دیا اور آپ کے اموال و ذخائر اور گھوڑے لوٹ لیے گئے' اور آپ کا گھر گرا دیا گیا اور انہوں نے ہر ناروا کام کیا' حالانکہ امراء میں سے جن لوگوں نے یہ کام کیا ہے آپ کی حد درجہ تعظیم کرتے تھے' آپ کے اشعار میں یہ اشعار بھی ہیں۔

''میں نے چھٹپنے میں اپنے نفس کی خواہش کی نافرمانی کی اور جب زمانے نے مجھے بڑھاپے کا تیر مارا تو میں نے قضیہ

[illegible]

۶۴۸ھ

[illegible] معظم توران شاہ نے فرنگیوں کو دمیاط کے قریب شکست دی اور اس نے ان سے ۳۰ ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور بعض نے ایک لاکھ بیان کیے ہیں اور انہوں نے بہت سی غنیمت حاصل کی' پھر اس نے امراء کی اس جماعت کو قتل کیا جنہیں قیدی بنایا گیا تھا اور اسیروں میں ملک افرنسیس اور اس کا بھائی بھی تھا اور ملک افرنسیس کا جبہ دمشق کی جانب بھیجا گیا جسے اس کے نائب نے جلوس کے روز پہنا اور وہ سقرلاط سے بنا تھا' جس کے نیچے سنجاب کی پوستین تھی' اور اس بارے میں شعراء کی ایک جماعت نے خوشی سے اشعار سنائے اور فقراء مریم کے گرجا میں داخل ہو گئے' اور وہاں انہوں نے خوشی منائی' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ پر فتح دی تھی' اور قریب تھا کہ وہ اسے گرا دیں' اور بعلبک کے نصاریٰ اس وقت خوش ہوئے تھے' جب نصاریٰ نے دمیاط پر قبضہ کر لیا تھا اور جب انہیں یہ شکست ہوئی تو ان کے چہرے سیاہ ہو گئے' اور نائب شہر نے پیغام بھیجا تو وہ دیوانے ہو گئے اور اس نے یہود کو حکم دیا تو انہوں نے انہیں تھپڑ مارے۔ پھر محرم کا مہینہ نہیں گزرا کہ امراء نے اپنے استاذ کے بیٹے توران شاہ کو قتل کر دیا' اور اسے نیل کی دوسری جانب دفن کر دیا۔

بنی ایوب کے بعد المعز عزالدین ایبک ترکمانی کا مصر کا بادشاہ بننا:

جب بحری امراء اور دیگر صالحیہ نے اپنے معظم استاذ غیاث الدین توران شاہ بن صالح ایوب بن کامل بن عادل ابی بکر نجم الدین ایوب کے بیٹے کو قتل کر دیا' اور اپنے باپ کے بعد اس کی حکومت دو ماہ رہی' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور جب قتل کے ذریعے اس کا معاملہ منفصل ہو گیا' تو انہوں نے آپس میں اعلان کیا کہ کوئی حرج نہیں' اور انہوں نے اپنے میں سے امیر عزالدین ایبک ترکمانی کو بلایا اور اسے اپنا بادشاہ بنالیا اور اس کی بیعت کر لی اور اسے الملک المعز کا لقب دیا اور قاہرہ کی طرف گئے پھر پانچ دن کے بعد انہوں نے بنی ایوب کے ایک دس سالہ بچے ملک اشرف مظفر الدین موسیٰ بن ناصر یوسف ابن المسعود اقسیس بن کامل کو اپنا بادشاہ مقرر کر دیا۔ اور انہوں نے المعز کو اس کا اتالیق بنا دیا' پس سکہ اور خطبہ دونوں کے درمیان تھا' اور انہوں نے اس بارے میں امرائے شام سے خط وکتابت کی مگر شام میں ان کی حکومت مکمل نہ ہوئی' بلکہ وہ ان کے ہاتھوں سے نکل گئی' اور صرف دیار مصر پر ان کی حکومت قائم ہوئی' اور یہ سب کچھ خاتون شجرۃ الدر ام خلیل کے حکم سے ہوا' جو صالح ایوب کی چہیتی لونڈی تھی' سو اس نے المعز سے نکاح کر لیا اور سکہ اور خطبہ شجرۃ الدر کا ہوتا تھا' اور مصر اور اس کے مضافات میں جمعہ کے ایام میں منابر پر اس کے لیے دعا ہوتی تھی' اس طرح سکہ اس کے نام ام خلیل پر ڈھالا جاتا تھا۔

اور المعز سے تین ماہ قبل شاہی فرامین اور مہروں پر اس کے خط اور اس کے نام کی علامت لگائی جاتی تھی' پھر نوبت بایں جا رسید کہ وہ ذلت اور قتل تک پہنچی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

شاہ حلب ناصر بن العزیز بن الظاہر کا دمشق پر قبضہ کرنا:

جب دیار مصر میں معظم توران شاہ بن صالح ایوب کے امراء کے قتل کا واقعہ ہوا تو حلب کے باشندے اپنے استاد کے بیٹے

ناصر یوسف بن العزیز محمد بن الظاہر غازی بن ناصر یوسف فاتح بیت المقدس اور ملوک بنی ایوب میں سے جو ان کے پاس تھے کے ساتھ لڑے جن میں صالح اسماعیل بن عادل بھی تھا اور وہ موجود لوگوں میں سے عمر بعمر، حرمت اور ریاست کے لحاظ سے حکومت کا سب سے بڑا امیر اور تھا اور ان میں ناصر داؤد بن معظم بن عادل اور اشرف موسیٰ بن منصور ابراہیم بن اسد الدین شیر کوہ شاہ حمص وغیرہ بھی شامل تھے پس وہ دمشق آئے اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر کے اس پر جلد ہی قبضہ کر لیا اور الکرک اور الشوبک ملک مغیث عمر بن عادل کے ساتھ ان کے لیے ناقابل حصول بن گئے وہ ان دونوں پر اس فتنہ میں متغلب ہوا تھا' جس وقت معظم تورانشاہ قتل ہوا تھا' پس مصریوں نے اسے طلب کیا تا کہ وہ اسے اپنا بادشاہ بنالیں اور وہ اس مصیبت سے ڈر گیا' جو اس کے دو عمزادوں پر نازل ہوئی تھی' سو وہ ان کے پاس نہ گیا اور جب حلبیوں کا ہاتھ دمشق اور اس کے مضافات پر مضبوط ہو گیا تو ناصر قلعہ میں بیٹھا اور اس نے لوگوں کے دلوں کو خوش کیا پھر وہ غزہ کی طرف گئے تا کہ دیار مصر کی سپرداری لے لیں۔ اور مصری فوج ان کے مقابلے میں نکلی اور انہوں نے ان کے ساتھ شدید قتال کیا' پہلے پہل تو مصریوں نے شکست دی اس لیے کہ اس نے وہاں ناصر کے لیے خطبہ دیا تھا' پھر شامیوں کو شکست دی گئی' اور ان کے اعیان میں سے بہت سے لوگوں کو انہوں نے قیدی بنالیا اور فوج سے صالح اسماعیل گم ہو گیا۔ اور اس موقعہ پر شیخ ابوشامہ نے کسی کے یہ اشعار ہمیں سنائے ہیں۔

''اسماعیل نے ہمارے اموال کو ضائع کر دیا ہے اور گھر کو کسی مطلب کے بغیر گرا دیا ہے اور وہ جلق سے چلا گیا ہے اور یہ اس شخص کی جزا ہے جس نے لوگوں کو محتاج کیا ہے' اور خود بھی غنی نہیں ہوا''۔

قبرستانِ صالح کا وقف کرنے والا صالح اسماعیل:

صالح رحمہ اللہ ایک عاقل اور دانا بادشاہ تھا اس کے حالات نے بڑے پلٹے کھائے' اور اشرف نے اپنے بعد دمشق کے بارے میں اس کے لیے وصیت کی تھی اور وہ کئی ماہ تک اس پر قابض رہا' پھر اس کے بھائی کامل نے اسے اس سے چھین لیا' پھر اس نے مکر و فریب سے صالح ایوب کے ہاتھ سے اس پر قبضہ کر لیا اور وہ چار سال سے زیادہ عرصہ اس پر قابض رہا' پھر صالح ایوب نے خوارزمیوں کے سال ۶۴۳ھ میں اس سے اسے دوبارہ حاصل کر لیا' اور اس کے ہاتھ میں اس کے دو شہر بعلبک اور بصریٰ قائم رہے' پھر اس سے چھن گئے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور اس کے پاس پناہ لینے کے لیے بھی کوئی شہر نہ رہا اور وہ مملکت حلبیہ میں اس کے حکمران ناصر یوسف کی پناہ لینے پر مجبور ہوا اور جب یہ سال آیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اس نے معرکہ میں دیار مصر کو بھی کھو دیا۔ اور معلوم نہیں اس کے ساتھ کیا ہوا' واللہ اعلم' اور وہ دمشق میں قبرستان' مدرسہ' دار الحدیث اور جھنگلی گدھوں کا وقف کرنے والا ہے۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ملک معظم توران شاہ بن صالح ایوب:

ابن الکامل ابن العادل' پہلے یہ اپنے باپ کی زندگی میں کیفا قلعے کا مالک تھا اور اس کا باپ اسے اپنے زمانے میں بلاتا تھا اور یہ اسے جواب نہیں دیتا تھا' اور جب اس کا باپ فوت ہو گیا' جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو امراء نے اسے بلایا اور اس نے انہیں جواب دیا اور ان کے پاس آیا اور انہوں نے اسے اپنا بادشاہ بنالیا' پھر انہوں نے اسے قتل کر دیا' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' اور یہ ۲۷ محرم سوموار کے دن کا واقعہ ہے' اور بعض نے بیان کیا ہے کہ وہ متخلف تھا اور حکومت کے مناسب نہ تھا اور اس کے باپ کو اس کے بیٹے کے قتل کے بعد خواب میں دیکھا گیا اور وہ کہہ رہا تھا۔

''انہوں نے اسے بری طرح قتل کیا ہے اور وہ دنیا کے لیے عبرت بن گیا اور انہوں نے اس بارے میں کسی عہد کی رعایت نہیں کی اور نہ اس سے پہلے کسی کی دوستی کی رعایت کی اور عنقریب تو انہیں دیکھے گا کہ وہ کم تر لوگوں کا کھاجا بن جائیں گے''۔

اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے' یہ مصریوں اور شامیوں کے اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کرنے سے ہوا اور دونوں صفوں کے درمیان جو اعیان امراء لاپتہ ہو گئے ان میں شمس لؤلؤ حلبیوں کے ممالک کا منتظم بھی تھا' اور وہ اللہ کے نیک بندوں میں سے تھا' جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں۔

خاتون ارغوانیہ:

اس سال خاتون ارغوانیہ حافظیہ کی وفات ہوئی اس کا نام حافظیہ اس لیے رکھا گیا کہ اس نے قلعہ جعبر کے مالک حافظ کی خدمت اور تربیت کی تھی یہ عقلمند اور منتظم عورت تھی' جس نے لمبی عمر پائی اور اس کے اموال بہت سے تھے' اور یہی مغیث عمر بن صالح ایوب کے لیے کھانوں کو درست کرتی تھی' سو صالح اسماعیل نے اس سے مطالبہ کیا اور اس سے مال کے چار سو صندوق لے لیے اور اس نے دمشق میں اپنے گھر کو اپنے خدام پر وقف کر دیا' اور اس نے نجیب یاقوت کے باغ کو خرید لیا' جو شیخ تاج الدین کندی کا خادم تھا' اور اس نے اس میں قبرستان اور مسجد بنادی اور اس نے اس میں اس پر بہت سے اوقاف وقف کیے۔

امین الدولہ ابوالحسن غزال طبیب:

بعلبک کے امینیہ کا وقف کرنے والا' صالح اسماعیل' ابوالجیش کا وزیر جو اپنے اور اپنے سلطان کے بارے میں منحوس اور اس کی نعمت اور اس کے مخدوم کی نعمت کے زوال کا سبب تھا' اور یہی وہ اس کا بڑا وزیر ہے جس پر السبط نے تہمت لگائی ہے' کہ وہ دین کی ہتک کرنے والا تھا' اور حقیقت میں اس کا کوئی دین ہی نہیں تھا' پس اللہ تعالیٰ نے عوام مسلمانوں کو اس سے راحت دی اور جب صالح اسماعیل دیار مصر میں گم ہو گیا تو وہ اس سال قتل ہو گیا' کچھ امراء نے اس کا اور ابن یغمور کا قصد کیا اور انہوں نے ان دونوں کو پھانسی دے کر قلعہ مصر پر آمنے سامنے صلیب دے دیا' اور اس امین الدولہ غزال کے اموال' تحائف' جواہر اور اثاث پائے گئے' جو تین کروڑ

دینار کے برابر تھے۔ اور دس ہزار کتابیں خط منسوب میں تھیں اور دیگر نفیس خطوط بھی تھے۔

۶۴۹ھ

اس سال ملک ناصر شاہ حلب دمشق واپس آ گیا اور مصریوں کی فوجیں آ گئیں اور انہوں نے بلاد سواحل پر ... کر لیا ... تک حکومت لی اور ملک ناصر نے ان کے لیے فوج تیار کی اور انہوں نے انہیں دھتکار دیا حتیٰ کہ انہوں نے انہیں دیار مصر تک واپس کر دیا۔ اور اس سال ام خلیل شجرۃ الدر نے ملک المعز عزالدین ایبک ترکمانی سے نکاح کیا' جو اس کے خاوند صالح ایوب کا غلام تھا۔

اور اس سال صالح ایوب کا تابوت اس کے مدرسہ کی قبر میں منتقل کیا گیا' اور ترکوں نے تعزیتی لباس پہنا اور ام خلیل نے اس کی طرف سے بہت سے اموال صدقہ دیئے۔ اور اس سال ترکوں نے دمیاط کو ویران کر دیا اور باشندوں کو مصر لے گئے' اور انہوں نے فرنگیوں کی واپسی کے خوف سے جزیرہ کو خالی کر دیا۔

اور اس سال کتاب نہج البلاغہ کی شرح بیس جلدوں میں مکمل ہوئی' جسے عبدالحمید بن داؤد بن ہبۃ اللہ بن ابی الحدید المدائنی نے تالیف کیا' جو وزیر مؤید الدین بن العلقمی کا کاتب تھا' پس وزیر نے اسے ایک سو دینار خلعت اور گھوڑا دیا' اور عبدالحمید نے ایک قصیدہ میں اس کی مدح کی اس لیے کہ وہ شیعہ معتزلی تھا' اور رمضان میں شیخ سراج الدین نے عمر بن برکۃ النہر قلی کو بلایا جو بغداد کے مدرسہ نظامیہ کا مدرس تھا اور اسے تدریس مذکور کے ساتھ بغداد کا قاضی القضاۃ مقرر کر دیا۔ اور اسے خلعت دیا۔ اور شعبان میں اس نے تاج الدین عبدالکریم بن شیخ محی الدین یوسف بن الشیخ ابوالفرج بن الجوزی کو آپ کے بھائی عبداللہ کے بعد' جس نے بے رغبتی سے احتساب کو چھوڑ دیا تھا' بغداد کا محتسب مقرر کیا اور اسے چادر بطور خلعت دی اور اس کے سر پر ٹوپی رکھی اور اس کی خدمت میں پردہ لگایا۔ اور اس سال نماز عیدالفطر عصر کے بعد پڑھی گئی' اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے۔

اور اس سال شاہ یمن صلاح الدین بن یوسف بن عمر بن رسول کی طرف سے خلیفہ کو خط پہنچا' جس میں اس نے بیان کیا کہ یمن میں ایک شخص نے خروج کر کے خلافت کا دعویٰ کیا ہے اور اس نے اس کی طرف فوج روانہ کی ہے' جس نے اسے شکست دی ہے اور اس کے بہت سے اصحاب کو قتل کر دیا ہے اور ان سے صنعاء کو چھین لیا ہے اور وہ اپنے باقی ماندہ اصحاب کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ بھاگ گیا۔ اور اس سال خلیفہ نے اس کی طرف خلعت اور احکام بھیجے۔

بہاؤ الدین علی بن ہبۃ اللہ بن سلامۃ حمیری:

اس سال خطیب قاہرہ بہاؤ الدین علی بن ہبۃ اللہ نے وفات پائی' آپ نے چھٹپنے میں عراق کی طرف سفر کیا' اور وہاں اور دوسرے مقامات پر سماع کیا' اور آپ فاضل آدمی تھے' آپ نے شافعی مذہب میں مہارت حاصل کی' آپ دیندار' خوش اخلاق' وسیع دل اور بہت نیک آدمی تھے' جو شخص آپ کے پاس آتا آپ اسے کچھ نہ کچھ کھلاتے اور آپ نے کثیر سے سلفی وغیرہ کے طریق پر سماع کیا اور آپ نے اپنی مرویات سے لوگوں کو بہت کچھ سنایا' اور آپ کی وفات اس سال کے ذی الحجہ میں ہوئی' آپ کی عمر ۹۰ سال تھی' اور آپ القرافہ میں دفن ہوئے۔

قاضی ابوالفضل عبدالرحمٰن بن عبدالسلام:

ابن اسماعیل بن عبدالرحمن بن ابراہیم اللمعانی الحنفی آپ علم وفضل والے تھے اور فقہ سے تعلق رکھتے تھے آپ نے مزار ابوحنیفہ میں درس دیا اور قاضی القضاۃ ابن فضلان الشافعی کی نیابت کی، پھر قاضی القضاۃ ابوصالح نصر بن عبدالرزاق حنبلی کی نیابت کی، پھر قاضی القضاۃ عبدالرحمن بن مقبل واسطی کی نیابت کی پھر ان کی وفات کے بعد ۶۳۳ھ میں قاضی عبدالرحمن اللمعانی بغداد کے بااختیار قاضی بن گئے، اور آپ کو اقضی القضاۃ کا لقب دیا گیا۔ اور آپ کو قاضی القضاۃ سے مخاطب نہیں کیا گیا اور آپ نے ۶۳۵ھ میں مستنصریہ میں حنفیہ کے لیے درس دیا آپ اپنے احکام اور نقض وابرام میں قابل تعریف سیرت کے حامل تھے۔ اور جب آپ وفات پا گئے تو آپ کے بعد شیخ النظامیہ سراج الدین النہرقلی بغداد کے قاضی القضاۃ بنے۔

۶۵۰ھ

اس سال تاتاری، جزیرہ، سروج، راس العین اور ان شہروں کے مضافاتی علاقوں میں پہنچ گئے اور انہوں نے لوگوں کو قتل کیا، قیدی بنایا، لوٹا اور برباد کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور حران اور راس العین کے درمیان چلتے چلتے سنجار پر حملہ کیا، اور ان سے چھ سو بوجھ شکر اور دیار مصر کی ساختہ چیزیں اور چھ لاکھ دینار چھین لیے۔ اور اس سال انہوں نے تقریباً دس ہزار اہل جزیرہ کو قتل کر دیا۔ اور اتنے ہی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

السبط نے بیان کیا ہے کہ اس سال لوگوں نے بغداد سے حج کیا اور انہوں نے مستنصر کے زمانے سے دس سال ہوئے حج نہیں کیا تھا، اور اس سال حلب میں آگ لگی جس کی وجہ سے چھ سو گھر جل گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فرنگیوں نے ارادۃً اس میں آگ پھینکی تھی، اللہ ان پر لعنت کرے اور اس سال قاضی القضاۃ عمر بن علی النہرقلی نے مدرسہ تاجیہ کے معاملہ کو لوٹایا جس پر عوام کے الگ گروہ نے قبضہ کر لیا تھا، اور اسے قیساریہ کی طرح بنا دیا تھا، اور وہ اس میں طویل مدت تک خرید وفروخت کرتے رہے، اور یہ ایک بہت اچھا مدرسہ ہے جو نظامیہ کی مانند ہے، اور اس کے بانی کو تاج الملک کہا جاتا تھا، جو ملک شاہ سلجوقی کا وزیر تھا اور سب سے پہلے شیخ ابوبکر الشاشی نے اس میں درس دیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

جمال الدین مطروح:

آپ فاضل، رئیس، ذہین، شاعر اور بڑے آسودہ حال لوگوں میں شامل تھے، پھر ملک صالح ایوب نے آپ کو ایک وقت دمشق کا نائب مقرر کیا اور آپ نے فوجی لباس پہنا، السبط نے بیان کیا ہے اور وہ اس کے اہل نہیں تھے، اور آپ نے ناصر داؤد شاہ الکرک کے متعلق اس وقت اشعار کہے، جب اس نے فرنگیوں سے القدس کو واپس لیا، جبکہ ۶۴۳ھ میں حکومت کاملیہ میں اسے ان کے سپرد کر دیا گیا تھا، اور ابن مطروح نے اس بارے میں کہا۔

''مسجد اقصیٰ کا ایک دستور ہے جو ایک مشہور مثال بن گیا ہے کہ جب وہ کفر کا وطن بن جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کسی ناصر کو بھیج دیتا ہے‘ سو سب سے پہلے ناصر نے اسے پاک کیا اور آخر میں بھی ناصر نے ہی اسے پاک کیا''۔

اور جب صالح نے آپ کو نیابت سے معزول کیا تو آپ گمنام ہو گئے‘ آپ فقراء اور مساکین کے ساتھ بہت نیکی کرتے تھے‘ آپ کی وفات مصر میں ہوئی۔

شمس الدین محمد بن سعد المقدسی:

آپ خوش خط کاتب اور بہت شائستہ تھے‘ آپ نے حدیث کا بہت سماع کیا اور سلطان صالح اسماعیل اور ناصر داؤد کی خدمت کی‘ آپ دیندار فاضل اور شاعر تھے‘ آپ کا ایک قصیدہ بھی ہے جس میں آپ نے سلطان صالح اسماعیل اور اس کے وزیر اور قاضی اور دیگر خواص وغیرہ سے لوگوں کو جو تکالیف پہنچتی تھیں‘ اس کے متعلق نصیحت کی ہے۔

عبدالعزیز بن علی:

ابن عبدالجبار المغربی‘ آپ کا باپ بغداد میں پیدا ہوا اور وہیں حدیث کا سماع کیا‘ اور حصول علم کے لیے مشقت اٹھائی اور حدیث میں حروف معجم کے متعلق کئی جلدوں میں کتاب تصنیف کی اور اس میں حضرت امام مالک کے مذہب کی حکایت لکھی۔

شیخ ابوعبداللہ محمد بن غانم بن کریم:

اصبہانی‘ آپ بغداد آئے تو آپ فاضل نوجوان تھے آپ نے شیخ شہاب الدین سہروردی کی شاگردی اختیار کی‘ آپ کا طریق اچھا تھا اور تفسیر میں آپ کو مہارت حاصل تھا‘ اور آپ میں لطافت پائی جاتی تھی اور آپ نے وعظ میں فرمایا: اس کی عظمت کی فضا میں عالم ایک ذرہ کی مانند ہے اور ذرہ اس کی کتاب حکمت میں عالم کی مانند ہے‘ جب اس کی اولیت کا جمال روشن ہو تو اصول فروع بن جاتے ہیں‘ رات کے پردے لٹکے ہوئے ہیں اور ستاروں کی شمعیں روشن ہیں‘ اور رقیبوں کی آنکھیں عشاق سے غافل ہیں اور ابواب وصل سے پردوں کا پردہ الگ ہو چکا ہے‘ یہ معرکہ کیا ہے حالانکہ حبیب نے دروازہ کھولا ہوا ہے‘ یہ کمزوری کیسی ہے جبکہ محبوب نے پردے کا کنارہ پھاڑ دیا ہے‘ میرا ابلا ارادہ عقیق کے اکناف میں قیام کرنا‘ نافرمانی ہے‘ جبکہ اس میں آنسو ہی عقیق ہیں‘ اور جب میں الحمٰی کے رہنے والے کے عشق میں مر نہ جاؤں تو میں اپنے دعویٰ میں سچا نہ ہوں گا‘ اے لیلیٰ کی حویلی! سب عاشق‘ عشق میں برابر نہیں ہوتے‘ اور نہ ہر شراب خالص ہوتی ہے اور نہ ہر وہ شخص جسے تو ملے اس کا دل تجھ سے ملے گا‘ اور نہ ہر وہ شخص جو تیرا مشتاق ہوگا وہ عاشق ہوگا‘ محبت کے دعوے دار بہت ہیں اور محبت کی فریفتگی کا اسیر اور آزاد برابر ہو گئے ہیں۔

اے پرسکون لوگو! کیا تم میں کوئی شخص آسمان کی طرف چڑھ سکتا ہے؟ اے اپنے ناموں کے زمین دوز قید خانوں کے اسیرو! کیا تم میں کوئی صحیح سمجھ والا شخص ہے جو وحشی جانوروں اور پرندوں کے رموز کو سمجھتا ہو؟ کیا تم میں کوئی موسوی الشوق شخص ہے جو اپنی زبانِ شوق سے کہے مجھے دکھا میں تیری طرف دیکھوں‘ انتظار طویل ہو گیا ہے اور جب لوگوں نے پانی مانگا تو آپ نے دعائے استقاء کے بعد فرمایا‘ جب عاشق کا دل اللہ کی طرف صعود کرتا ہے تو آفاق کی آنکھیں روتی ہیں اور بادل کی مرضعہ موتی برساتی ہے اور مٹی کا شیر خوار رحمت کا دودھ چوستا ہے اور بادلوں کے اخلاف سے صاف پانی کے قطرے نکلتے ہیں‘ جس سے بے آب وگیاہ زمین لہلہا اٹھتی

ہے اور مٹی کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔ اور باغات سبز ریشم سے آراستہ ہو جاتے ہیں اور رنگ اس کی خوبصورتی کو اچھی طرح آراستہ کر دیتا ہے اور صبا کی انگلیوں سے کلیوں کے شگوفے کھل جاتے ہیں اور اس کی سانس کی لپٹوں سے پھولوں کے گریبان پھٹ جاتے ہیں اور کائنات کے اجزاء اس کی صفات کی زبانوں سے بولتے ہیں اے سونے والو! بیدار ہو جاؤ! اے دور جانے والو! سنو اور غور کرو (آثار رحمت الٰہی کی طرف دیکھو کہ وہ زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد کیسے زندہ کرتا ہے بلاشبہ وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)۔

ابوالفتح نصر اللہ بن ہبۃ اللہ:

ابن عبدالباقی بن ہبۃ اللہ بن الحسین بن یحییٰ بن صاقعۃ الغفاری الکنانی المصری ثم الدمشقی آپ ملک معظم اور اس کے بیٹے ناصر داؤد کے خاص آدمیوں میں سے تھے اور آپ نے ۶۳۳ھ میں اس کے ساتھ بغداد کی طرف سفر کیا اور آپ خوش گفتار ادیب تھے آپ کے اشعار ہیں ۔

”اے میرے سردارو! جب تم نے میری ملاقات سے انکار کیا اور تم نے مجھے قرب کے بدلے دوری دی اور تم نے حالت بیداری میں مجھے وصل کی اجازت نہ دی اور میرا دل رقت کی وجہ سے تم سے صبر نہ کر سکا تو میری آنکھوں نے خیال کے شکار کے لیے جال نصب کیا اور میں نے نیند اور راگ میں زندگی کی آسودگی کو پالیا“۔

۶۵۱ھ

اس سال خلیفہ کے ایلچی نجم الدین البادرائی نے شاہ مصر اور شاہ شام کے درمیان ہو کر دونوں فوجوں کے درمیان صلح کروادی حالانکہ ان کے درمیان سخت معرکہ آرائی ہو چکی تھی اور مصری فوج نے فرنگیوں کی مدد کی اور ان سے وعدہ کیا کہ اگر وہ انہیں شامیوں پر فتح دلا دیں تو وہ بیت المقدس کو ان کے سپرد کر دیں گے اور بہت سی مصیبتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا پس اس نے ان کے درمیان صلح کروادی اور دیار مصر کے شاہی گھرانوں کی ایک جماعت کو اس نے بچا دیا۔ جس میں صالح اسماعیل کے بیٹے اور اشرف کی بیٹی اور شاہ حمص وغیرہ کے بیٹے بھی تھے۔ جزاہ اللہ خیراً

اور ابن الساعی کے بیان کے مطابق اس سال بغداد میں ایک شخص تھا جس کے سر پر خوبصورت پیالہ تھا وہ شخص پھسلا تو پیالہ ٹوٹ گیا اور وہ کھڑا ہو کر رونے لگا لوگوں کو اس کے فقر و حاجت کی وجہ سے تکلیف محسوس ہوئی اور وہ اس کے سوا کسی اور چیز کا مالک نہ تھا سو حاضرین میں سے ایک شخص نے اسے ایک دینار دیا۔ اور جب اس نے اسے لیا تو اسے دیر تک دیکھتا رہا پھر کہنے لگا خدا کی قسم میں اس دینار کو پہچانتا ہوں اور یہ پہلے سال جملہ دنانیر میں میرے پاس سے چلا گیا تھا تو حاضرین میں سے ایک شخص نے اسے گالی دی اور اس شخص نے اسے پوچھا تو نے جو بات کہی ہے اس کی نشانی کیا ہے؟ اس نے کہا اس کا اتنا اتنا وزن ہے اور اس کے پاس ۲۳ دینار نکال کر اسے دے دیئے اور اسے وہ اس وقت ملے تھے جب وہ اس سے گر پڑے تھے پس لوگ اس بات سے حیران رہ گئے راوی بیان کرتا ہے اور اس کے قریب قریب ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ ایک شخص نے مکہ میں زمزم کے پانی سے غسل کرنے کے لیے اپنے کپڑے اتارے اور اس نے اپنے بازو سے ایک بازو بند نکالا جس کا وزن پچاس مثقال تھا اور اس نے اسے اپنے کپڑوں کے ساتھ

رکھ دیا اور جب وہ اپنے غسل سے فارغ ہوا تو اس نے اپنے کپڑے پہنے اور بازو بند کو بھول گیا اور چلا گیا اور بغداد آ گیا اور اس کے بعد دو سال زندہ رہا اور اس سے مایوس ہو گیا' اور اس کے پاس تھوڑا سا مال رہ گیا' جس سے اس نے شیشہ اور برتن خریدے تا کہ انہیں فروخت کر کے کمائی کرے اسی دوران میں کہ وہ ان کو لے کر چکر لگا رہا تھا کہ وہ پھسل گیا اور برتن گر کر ٹوٹ گئے اور وہ کھڑا ہو کر رونے لگا' اور لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو کر افسوس کرنے لگے اور اس نے اپنی جملہ گفتگو میں کہا اے جماعت قسم بخدا' دو سال کی مدت سے مجھ سے سونے کا بازو بند گم ہو گیا ہے' جس کا وزن پچاس دینار تھا' میں نے اس کے گم ہو جانے کی اسی طرح پرواہ نہیں کی جیسے میں نے ان برتنوں کے ٹوٹنے کی پرواہ نہیں کی اور یہ پرواہ میں نے اس وجہ سے نہیں کی کہ میں صرف انہی چیزوں کا مالک تھا۔ تو جماعت میں سے ایک شخص نے اسے کہا' خدا کی قسم مجھے وہ بازو بند ملا ہے اور اس نے اسے اپنے بازو سے نکالا' پس لوگ اور حاضرین متعجب ہو گئے۔ واللہ اعلم بالصواب

الذہبی نے بیان کیا ہے کہ اس سال محرم میں ابوالبقاء صالح بن شجاع بن محمد بن سید ہم المدلجی الخیاط نے وفات پائی' اور سبط السلفی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن ابی الحرم المکی بن عبدالرحمٰن طرابلسی اسکندرانی نے شوال میں ۸۱ سال کی عمر میں وفات پائی' اور ابومحمد بن جمیل البدنجی البواب نے بھی وفات پائی' یہ آخری شخص ہے جس نے عبدالحق یوسفی سے روایت کی ہے۔

۶۵۲ھ

سبط ابن الجوزی نے اپنی کتاب مرآۃ الزمان میں بیان کیا ہے' اس میں مکہ کے متعلق خبریں بیان ہوئی ہیں کہ ارض عدن کے ایک پہاڑ میں آگ نمودار ہوئی کہ اس کے شرارے شب کو سمندر تک اڑ کر جاتے تھے' اور دن کے دوران اس سے بہت دھواں اٹھتا تھا' اور انہیں یقین ہو گیا کہ یہ وہ آگ ہے جس کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہو گی پس لوگوں نے توبہ کی اور مظالم اور فساد کی روش کو چھوڑ دیا اور نیکی کے کاموں اور صدقات دینے میں مصروف ہو گئے۔

اور اس سال فارس اقطائی' صعید سے آیا اور اس نے مسلمانوں کے اموال کو لوٹا اور بعض کو قیدی بنایا اور اس کے ساتھ البحریہ کی ایک جماعت بھی تھی' جو زمین میں فساد کرتے تھے' انہوں نے بغاوت سرکشی اور تکبر اختیار کیا' اور وہ ملک المعز ایک ترکمانی اور اس کی بیوی شجرۃ الدر کی طرف التفات کرتے تھے' اور المعز نے اپنی بیوی شجرۃ الدر کے ساتھ اقطائی کے قتل کے بارے میں مشورہ کیا تو اس نے اسے اجازت دے دی تو اس نے اس کے متعلق کوشش کی اور اسے اس سال مصر کے قلعہ منصورہ میں قتل کر دیا اور مسلمانوں نے اس کے شر سے راحت پائی۔

اور اس سال شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے دو محلات کے درمیان مدرسہ صالح ایوب میں درس دیا۔ اور اس سال شاہ روم کی بیٹی' جو دمشق کے حکمران ناصر بن العزیز بن الظاہر بن الناصر کی بیوی تھی' بڑی زیب و زینت اور بڑے ساز و سامان کے ساتھ دمشق آئی اور اس کے باعث دمشق میں رونق ہو گئی۔



اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر

عبدالحمید بن عیسیٰ:

شیخ شمس الدین بن الخسر وشاہی ایک مشہور متکلم تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے فخر الدین رازی سے اصول وغیرہ میں اشتغال کیا ہے' پھر آپ شام آ گئے اور ملک ناصر داؤد بن معظم کے ساتھ رہنے لگے اور اس کے ہاں مرتبہ حاصل کیا۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے' آپ بارعب فاضل' متواضع اور خوبصورت شیخ تھے' السبط نے بیان کیا ہے کہ آپ متواضع' ذہین اور نیک کام کرنے والے تھے' آپ کے متعلق یہ روایت منقول نہیں کہ آپ نے کسی کو ایذا دی ہو' اگر کسی کو فائدہ پہنچا سکتے تو پہنچا دیتے' ورنہ خاموش رہتے آپ نے دمشق میں وفات پائی اور قاسیون میں ملک معظم کی قبر کے دروازے پر دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ

شیخ مجدالدین بن تیمیہ مؤلف الاحکام:

عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم الخضر ابن محمد بن علی بن تیمیہ الحرانی الحنبلی تقی الدین ابن تیمیہ کے دادا' آپ ۵۹۰ھ کی حدود میں پیدا ہوئے اور چھوٹی عمر میں اپنے چچا خطیب فخر الدین سے فقہ سیکھی اور کثیر سے سماع کیا اور شہروں کی طرف سفر کیا اور فقہ و حدیث وغیرہ میں مہارت حاصل کی اور درس اور فتویٰ دیا اور طلبہ نے آپ سے فائدہ اٹھایا اور عیدالفطر کے روز آپ نے حران میں وفات پائی۔

شیخ کمال الدین بن طلحہ:

آپ نے الدولعی کے بعد دمشق کی خطابت سنبھالی پھر معزول ہو کر جزیرہ کی طرف چلے گئے' اور نصیبین کی قضا سنبھالی' پھر آپ حلب گئے' اور اس سال وہیں وفات پا گئے' ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ آپ عالم' فاضل تھے' آپ کو وزارت سنبھالنے کے لیے طلب کیا گیا تو آپ نے اس سے انکار کر دیا اور یہ تائید الٰہی کی بات ہے۔

السید بن علان:

آپ آخری شخص ہیں جنہوں نے دمشق میں سماع کر کے حافظ ابن عساکر سے روایت کی ہے۔

ناصح فرج بن عبداللہ حبشی:

آپ مسند کا بہت سماع کرنے والے' صالح اور مواظبت کے ساتھ حدیث کا سماع کرنے اور کروانے والے تھے' آپ کی وفات دارالحدیث نوریہ دمشق میں ہوئی۔ رحمہ اللہ

نصرت بن صلاح الدین یوسف بن ایوب:

آپ نے اس سال حلب میں وفات پائی اور دوسرے لوگوں نے بھی وفات پائی۔ رحمہم اللہ اجمعین

۶۵۳ھ

السبط نے بیان کیا ہے کہ اس سال ناصر داؤد انبار سے دمشق واپس آیا' پھر واپس آ کر عراق سے حج کیا اور عراقیوں اور اہل مکہ کے

درمیان صلح کروائی' پھر وہ ان کے ساتھ محلّہ کی طرف واپس آ گیا۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال ۱۸؍صفر سوموار کی شب کو شیخ الفقیہ حلب میں فوت ہو گئے۔

ضیاء الدین صقر بن یحییٰ بن سالم:

آپ دیندار فاضل آدمی تھے آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''جو شخص یہ ادعا کرے کہ اس کی ایسی حالت ہے جو اسے شرع کے طریق سے باہر نکال دیتی ہے تو اس کا نہ بن' وہ ضرر ہے' جس کا کوئی فائدہ نہیں''۔

ابوالمعز[1] اسماعیل بن حامد:

ابن عبدالرحمٰن الانصاری القوصی' آپ نے اہل حدیث کے لیے اپنا وہ گھر وقف کر دیا جو الرحبہ کے قریب ہے اور وہیں آپ کی قبر ہے اور آپ جمال اور سلام کے حلقہ میں' جو البدارہ[2] کے سامنے ہے مدرس تھے اور وہ آپ کے نام سے مشہور ہے' آپ فطرۃً ذہین اور خوش گفتار تھے' اور آپ نے ایک معجم تالیف کیا ہے جس میں اپنے مشائخ سے بہت سی مفید باتیں بیان کی ہیں۔ ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کی تحریر میں اسے پڑھا ہے اور میں نے اس میں اسماء الرجال کے بارے میں غلط اور وہمی باتیں دیکھی ہیں اور ان میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ آپ نے سعد بن عبادہ ابن دلم کی طرف اپنا انتساب کیا ہے۔

اور سعد بن عبادہ بن الصامتؓ نے بیان کیا ہے کہ یہ غلط ہے اور خرقہ تصوف کی شدت کے بارے میں بیان کیا ہے اور غلطی کی ہے۔ اور حی ابومحمد حسین کو لکھنے میں غلطی کی ہے' ابوشامہ نے بیان کیا ہے' میں نے آپ کی تحریر میں یہ بات دیکھی ہے' آپ نے اس سال ۱۷؍ربیع الاوّل کو سوموار کے روز وفات پائی اور حلب کے نقیب الاشراف شریف المرتضٰی نے بھی حلب میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

۶۵۴ھ

اس سال ارضِ حجاز میں وہ آگ ظاہر ہوئی جس نے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دیں جیسا کہ متفق علیہ حدیث میں بیان ہوا ہے' اور اس بارے میں شیخ امام علامہ حافظ شہاب الدین ابوشامہ مقدسی نے اپنی کتاب الذیل اور اس کی شرح میں مفصل طور پر بیان کیا ہے اور اسے بہت سی کتب سے بیان کیا ہے' جو حجاز سے دمشق تک متواتر آئی ہیں' جس میں اس آگ کا بیان ہے جسے آنکھوں سے دیکھا گیا اور اس کے خروج کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے' اور یہ بات السیرۃ النبویہ کی کتاب دلائل النبوۃ میں لکھی گئی ہے جو اس کتاب کے آغاز میں ہے۔

اور جو کچھ ابوشامہ نے بیان کیا ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ مدینہ نبویہ سے دمشق خطوط آئے جن میں ان کے ہاں اس سال کی ۵؍جمادی الآخرۃ کو آگ کے ظاہر ہونے کا بیان تھا' اور خطوط ۵؍رجب کو لکھے گئے اور آگ اپنی حالت پر قائم تھی اور ۱۰؍شعبان کو خطوط ہمارے یہاں پہنچے پھر اس نے بیان کیا ہے:

---

1. ایک نسخہ میں ابوالمعز ہے۔ 2. ایک نسخہ میں البرارۃ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''اوائل شعبان ۶۵۴ھ کو مدینۃ الرسول ﷺ سے شہر دمشق میں خطوط آئے جن میں ایک عظیم واقعہ کی شرح کی گئی ہے جو وہاں ظہور پذیر ہوا اور اس میں صحیحین کی اس حدیث کی تصدیق پائی جاتی ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے قیامت اس وقت قائم ہوگی جب ارض حجاز سے آگ ظاہر ہوگی جو بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کردے گی اور مجھے ایک قابل اعتبار شخص نے' جس نے اس آگ کو دیکھا ہے' بتایا ہے کہ اس نے قیماء میں اس آگ کی روشنی میں خطوط لکھے اس نے بیان کیا ہے کہ ہم ان راتوں میں اپنے گھروں میں تھے' اور ہمارے ہر گھر میں چراغ تھا اور اس کی بڑائی کے باوجود اس کی گرمی اور لپٹ نہیں تھی' اور وہ اللہ کے نشانات میں سے ایک نشان تھی' ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس بارے میں جو خطوط آئے ہیں' ان کے مطابق اس کی صورت یہ تھی۔

جب ۳ر جمادی الآخرۃ ۶۵۴ھ کو بدھ کا روز آیا تو مدینہ نبویہ میں ایک عظیم گونج پیدا ہوئی' پھر عظیم زلزلہ آیا' جس سے زمین' دیواریں' چھت' لکڑیاں اور دروازے ماہ مذکور کی پانچ تاریخ تک جمعہ تک لحہ بہ لحہ لرزتے رہے' پھر اس سیاہ سنگ زمین میں جو قریظہ کے قریب سے بڑی آگ ظاہر ہوئی' جسے ہم شہر کے اندر سے اپنے گھروں سے یوں دیکھتے تھے' کہ گویا وہ ہمارے پاس ہے' اور وہ بہت بڑی آگ تھی' جس کا شعلہ تین میناروں سے بھی زیادہ تھا اور وادی شظا تک وادیاں آگ سے پانی کی طرح بہہ پڑیں اور شظا کی پانی کی گزرگاہ پھیل گئی اور وہ دوبارہ نہیں بہے گی' اور قسم بخدا ہم ایک جماعت اسے دیکھنے کو چڑھی کیا دیکھتے ہیں کہ پہاڑ آگ سے بہہ رہے ہیں اور اس نے سیاہ سنگ زمین کو جو عراقی حاجیوں کا راستہ ہے' بند کر دیا اور وہ چل کر سیاہ سنگ زمین تک پہنچ گئی اور جب ہم ڈر گئے کہ وہ ہمارے پاس ہی نہ آ جائے تو وہ ٹھہر گئی' اور وہ پلٹ کر مشرق میں بہنے لگی' اور اس کے وسط سے آگ کے پہاڑ نکلے جو پتھروں کو کھاتی تھی' اور اس میں اس آگ کا نمونہ تھا جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے (وہ محلات کی مانند شرارے پھینکتی ہے' گویا وہ زرد اونٹ ہیں) اور اس نے زمین کو کھا لیا' اور میں نے یہ خط ۵ر رجب ۶۵۴ھ کو لکھا اور آگ میں اضافہ ہو رہا تھا' اور وہ سیاہ سنگ زمین کی طرف قریظہ میں' عراقی حاجیوں کے قافلے کے راستے میں پلٹ آئی' اور سیاہ سنگ زمین ساری کی ساری آگ سے بھڑک رہی تھی' ہم اسے رات کو مدینہ سے دیکھ رہے تھے گویا وہ حاجیوں کی مشعلیں تھیں اور بڑی آگ کی اصل آگ کے سرخ پہاڑ تھے' اور بڑی اصل سے قریظہ کے پاس آ گئیں بہہ پڑیں اور ان میں اضافہ ہوتا گیا اور لوگوں کو دوبارہ معلوم نہ ہوا کہ اس کے بعد کون سی چیز مکمل ہوگئی' اور اللہ اس کا انجام بخیر کرے اور میں اس آگ کی صفت بیان نہیں کر سکتا۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ ایک دوسرے خط میں ہے کہ جمادی الآخرۃ ۶۵۴ھ کے پہلے جمعہ میں مدینہ کے مشرق میں ایک عظیم آگ ظاہر ہوئی' جس کے درمیان اور مدینہ کے درمیان نصف دن کی مسافت تھی' وہ زمین سے پھوٹ پڑی اور اس سے آگ کی ایک وادی بہہ پڑی' حتیٰ کہ وہ جبل احد کے برابر ہوگئی' پھر وہ ٹھہر گئی' اور الساعت کی طرف واپس آ گئی' اور ہمیں معلوم نہ تھا' کہ ہم کیا کریں اور اس کے ظہور کے وقت اہل مدینہ اپنے نبیؐ کے پاس اللہ کے حضور توبہ واستغفار کرتے ہوئے گئے' اور یہ قیامت کے دلائل ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک اور خط میں ہے کہ جب جمادی الآخرۃ ۶۵۴ھ کے آغاز میں سوموار کا دن آیا تو مدینہ میں کبھی کبھی اس کڑک کی مانند جو دور ہو آواز آتی یہ حالت دو دن رہی اور جب ماہ مذکور کی تین تاریخ کو بدھ کا روز آیا تو اس آواز کے بعد سخت سخت زلزلے آئے اور جب ماہ مذکور کی پانچ تاریخ کو جمعہ کا دن آیا تو سیاہ سنگ زمین سے عظیم آگ پھوٹ پڑی جو رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے برابر تھی اور وہ مدینہ سے آنکھ کے دیکھنے کے فاصلہ پر تھی ہم اسے دیکھ رہے تھے اور وہ قول الٰہی کے مطابق محل کی مانند شرارے پھینک رہی تھی' اور وہ اس جگہ پر تھی' جسے اجیلین[1] کہا جاتا ہے اور اس آگ سے ایک وادی بہہ پڑی جس کی مقدار چار فراسخ تھی' اور اس کی چوڑائی چار میل تھی اور اس کی گہرائی ڈیڑھ قامت تھی' اور وہ سطح زمین پر دوڑ رہی تھی اور اس سے پست زمینیں اور چھوٹے پہاڑ نکلتے تھے اور وہ سطح زمین پر چل رہے تھے اور وہ چٹان پگھل رہی تھی حتیٰ کہ وہ سیسے کی مانند ہوگئی' اور جب وہ جم جاتا تو سیاہ ہو جاتا اور جم جانے سے قبل اس کا رنگ سرخ تھا' اور اس آگ کے باعث لوگ گناہوں سے رُکے اور طاعات کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کیا اور امیر مدینہ نے اہل مدینہ سے بہت سی ناانصافیاں چھوڑ دیں۔

اور شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ شمس الدین بن سنان بن عبدالوہاب بن نمیلہ حسینی قاضی مدینہ نے اپنے ایک دوست کو لکھا' جب ۳ رجمادی الآخرۃ کو بدھ کی رات کو آخری تہائی کا وقت آیا تو ایک عظیم زلزلہ آیا جس سے ہم ڈر گئے اور بقیہ رات میں تقریباً دس دفعہ زلزلہ آیا خدا کی قسم ایک زلزلہ آیا تو ہم رسول اللہ ﷺ کے حجرے کے ارد گرد تھے جس سے منبر ہل گیا' حتیٰ کہ ہم نے اس سے اس لوہے کی آواز سنی جو اس میں لگا ہوا ہے اور حرم شریف کی قندیلیں ہلنے لگیں اور جمعہ کی چاشت کو زلزلہ مکمل ہوا اور اس کی گونج توڑنے والی گرج کی طرح تھی پھر جمعہ کے روز سیاہ سنگ زمین کے راستے میں اجیلین کی چوٹی پر مدینہ کی مانند آگ ظاہر ہوئی' اور وہ ہمارے سامنے ہفتہ کی رات کو ظاہر ہوئی اور ہم اس سے سخت خوفزدہ ہو گئے' اور میں نے امیر کے پاس جا کر اسے کہا' عذاب نے ہمارا گھیراؤ کر لیا ہے' اللہ کی طرف رجوع کیجیے اور اپنے سب غلاموں کو آزاد کر دیجیے' اور لوگوں کو ان کے اموال واپس کیجیے' اور جب اس نے یہ کام کر دیئے تو میں نے کہا ہمارے ساتھ اتر کر حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ساعت کے لیے چلیے' پس وہ اترا اور ہم نے اور سب لوگوں نے اور عورتوں نے ہفتے کی رات گذاری اور جو شخص بھی کھجوروں اور مدینہ میں موجود تھا وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس تھا' پھر اس سے آگ کی نہر رواں ہوگئی اور وادی اجیلین میں اثر انداز ہونے لگی اور راستہ بند ہو گیا' پھر وہ بحرۃ الحاج کی طرف بڑھی اور وہ آگ کا ایک رواں سمندر تھا' اور اس کے اوپر انگارے چل رہے تھے' حتیٰ کہ انہوں نے وادی شظا کو طے کر لیا اور پھر کبھی وادی میں سیلاب نہیں آیا' کیونکہ اس نے اسے دو آدمیوں کی قامت اور اس کی بلندی کے ایک تہائی تک اسے کھود دیا تھا' اے میرے بھائی قسم بخدا' ہماری زندگی مکدر ہوگئی ہے اور مدینہ کے سب بندوں نے توبہ کی اور اس میں چنگ ورباب سننے والا اور شراب پینے والا کوئی نہ رہا اور آگ یوں بہنے لگی کہ اس نے حاجیوں کے ایک راستے اور بحرۃ الحاج کے بعض حصے کو بند کر دیا' اور وادی میں سے ہمارے پاس اس کا کچھ حصہ آیا اور ہمیں خوف پیدا ہو گیا کہ وہ ہمارے پاس آئے گا' پس لوگ جمع ہو کر حضرت نبی کریم ﷺ

---

[1] مصری نسخہ میں الراجلین' اور نجوم الزاہرہ میں احیلین اور اس کے حاشیے پر تاریخ مکہ والمسجد الحرام والمدینۃ الشریفہ میں اُحیلین ہے۔

کے پاس گئے اور سب نے جمعہ کی شب آپ کے پاس توبہ کرتے گزاری' اور اس کا کچھ حصہ جو ہمارے پاس تھا وہ قدرتِ الٰہی سے بجھ گیا اور وہ اس لمحہ تک اسی طرح ہے اور اس میں کمی نہیں ہوئی اور تو اونٹوں کی مانند پتھروں کو دیکھے گا اور ان کی گونج نہیں سونے دیتی ہے اور کھانے پینے نہیں دیتی ہے اور میں اس کی بڑائی اور اس کے احوال کو بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اہل ینبع نے بھی اسے دیکھا ہے اور انہوں نے اپنے قاضی ابن سعد کو متوجہ کیا تو وہ اس کی طرف آیا اور وہ بھی اس کی بڑائی کو بیان کرنے کی سکت نہیں رکھتا تھا' اور ۵؍رجب کو خط لکھا گیا اور آگ اسی حالت پر تھی اور لوگ اس سے خوفزدہ تھے اور سورج اور چاند گہنا کر طلوع ہوتے تھے' ہم اللہ سے عافیت کے دعا گو ہیں۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ہاں دمشق میں اس کے نور کی کمی کی وجہ سے دیواروں پر کسوف کا نشان تھا اور ہم اس بات سے حیران تھے کہ یہ کیا چیز ہے؟ یہاں تک کہ ہمارے پاس اس آگ کی اطلاع آ گئی۔

میں کہتا ہوں ابوشامہ نے خطوط کے آنے سے قبل اس آگ کے بارے میں تاریخ بیان کی تھی اور کہا تھا کہ ۱۶؍جمادی الآخرۃ کو' سوموار کی شب کو' رات کے پہلے حصہ میں چاند کو گرہن لگا اور وہ بہت سرخ تھا' پھر وہ روشن ہو گیا اور سورج کو کسوف ہو گیا اور دوسرے روز وہ اپنے طلوع وغروب کے وقت سرخ ہو گیا اور باقی ایام میں بھی وہ اسی طرح بدلے ہوئے رنگ والا اور کمزور روشنی والا رہا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر اس نے بیان کیا ہے کہ اس سے وہ تصور واضح ہو گیا جو امام شافعیؒ نے کسوف اور عید کے اجتماع کے بارے میں بیان کیا ہے اور اہل نجوم نے اسے مستبعد خیال کیا ہے۔

پھر ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ ایک اور خط میں جو مدینہ کے بنی الفاشانی میں سے ایک شخص نے لکھا ہے اس میں بیان کیا ہے کہ جمادی الآخرۃ میں عراق سے ہمارے پاس کچھ شرفا پہنچے اور انہوں نے بغداد کے بارے میں بتایا کہ وہاں بڑی غرقابی ہوئی ہے' حتیٰ کہ پانی بغداد کی فصیلوں کے اوپر تیر گیا ہے اور اس کے بہت سے لوگ غرق ہو گئے اور پانی شہر کے اندر دارالخلافت میں داخل ہو گیا ہے اور وزیر ہاؤس اور تین سو اسی گھر منہدم ہو گئے ہیں اور خلیفہ کا خزانہ بھی منہدم ہو گیا ہے اور ہتھیاروں کے خزانے میں سے بھی بہت سی چیزیں تباہ ہو گئی ہیں اور لوگ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے ہیں' اور کشتیاں شہر کے وسط تک آتی ہیں اور بغداد کی گلیوں کو چیرتی جاتی ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے اب رہے ہم تو ہمارے ہاں ایک عظیم واقعہ ہوا' وہ یہ کہ جب ۳؍جمادی الآخرۃ کو بدھ کی رات آئی اور اس سے دو روز قبل بھی لوگ رعد کی مانند آواز سننے لگے اور سب لوگ اس سے گھبرا گئے' اور اپنی خواب گاہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں نے اللہ کے حضور استغفار کرتے ہوئے شور ڈال دیا اور مسجد کی پناہ لی اور اس میں نماز پڑھی اور صبح تک گھنٹے بعد لوگوں پر زلزلہ آتا رہا اور یہ کیفیت بدھ کا پورا دن اور جمعرات کی پوری رات اور جمعہ کی رات تک رہی اور جمعہ کی صبح کو زمین پر سخت لرزہ آیا حتیٰ کہ مسجد کے مینار کے حصے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے اور مسجد کی چھت سے ایک عظیم آواز سنی گئی اور لوگ اپنے گناہوں سے ڈر گئے اور جمعہ کی صبح کے بعد ظہر سے قبل زلزلہ تھم گیا' پھر ہمارے ہاں سیاہ سنگ زمین میں قریظہ کے پیچھے سوارقیہ کے راستے پر القاعد میں جو صبح سے ظہر تک کا سفر ہے' بڑی آگ ظاہر ہوئی جو زمین سے پھوٹتی تھی' پس لوگ اس سے سخت خوفزدہ ہو گئے' پھر آسمان میں اس کا

بہت دھواں نمایاں ہوا' حتیٰ کہ وہ سفید بادل کی طرح باقی رہ گیا اور وہ جمعہ کے روز غروب آفتاب سے قبل تک رہا' پھر آگ ظاہر ہوئی جس کے سرخ شعلے آسمانوں کی طرف قلعوں کی طرح بلند ہوتے اور لوگوں نے مسجد نبوی اور حجرہ شریفہ سے قریب جا کر وہاں پناہ لی۔ اور حجرہ کو گھیر لیا اور اپنے سروں کو ننگا کر لیا اور اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور اللہ کے حضور عاجزی کی اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لی اور لوگ ہر راستے سے اور ہر کھجور کے درخت سے مسجد کی طرف آنے اور عورتیں اور بچے گھروں سے نکل آئے اور سب نے جمع ہو کر اللہ کے حضور اظہار اخلاص کیا اور آگ کی سرخی نے سارے آسمان کو ڈھانپ لیا اور لوگ یوں باقی رہ گئے' گویا وہ چاند کی روشنی میں ہیں اور آسمان لوتھڑے کی طرح رہ گیا اور لوگوں کو ہلاکت یا عذاب کا یقین ہو گیا' اور لوگوں نے یہ رات نماز پڑھتے' قرآن پڑھتے' رکوع وسجود کرتے اور اللہ کے حضور دعا کرتے اور اپنے گناہوں سے دستکش ہوتے اور توبہ واستغفار کرتے گذاری' اور آگ اپنی جگہ پر قائم رہی اور اس کا زور اور شعلے کم ہو گئے' اور فقیہ اور قاضی امیر کو نصیحت کرنے گئے اور اس نے ٹیکس ساقط کر دیا اور اس نے اپنے سب غلاموں کو آزاد کر دیا اور اس کے قبضے میں ہمارا جو مال تھا' اس نے سب ہمیں اور دوسرے لوگوں کو واپس کر دیا۔ اور یہ آگ اپنی حالت پر شعلہ زن رہی' اور وہ بلندی میں پہاڑ اور چوڑائی میں شہر کی طرح تھی' اور اس سے سنگریزے نکل کر آسمان کی طرف بلند ہوتے اور اس میں گرتے تھے اور اس سے عظیم پہاڑ کی طرح آگ نکلتی اور رعد کی طرح پھینکتی' اور وہ کئی دن تک ایسے ہی رہی' پھر وادی احلین کی طرف رواں ہوگئی' جو وادی کے ساتھ الشظا کی طرف ڈھل گئی' حتیٰ کہ اس کی روانی بحرۃ الحاج تک جا پہنچی اور اس کے ساتھ ساتھ پتھر بھی حرکت کرتے اور چلتے حتیٰ کہ وہ حرۃ العریض کے قریب پہنچ گئی' پھر وہ ٹھہر گئی اور کئی روز تک ٹھہری رہی' پھر دوبارہ اپنے آگے پیچھے پتھر پھینکنے لگی' حتیٰ کہ پتھروں کے دو پہاڑ بن گئے' اور دونوں پہاڑوں کے درمیان سے جو جگہ باقی رہ گئی اس سے کئی روز تک شعلہ نکلتا رہا' پھر وہ شعلہ بڑا ہو گیا اور اس کی چمک اب تک موجود ہے اور وہ جس قدر زیادہ سے زیادہ بھڑک سکتی ہے بھڑک رہی ہے اور ہر روز رات کے آخری حصے میں چاشت تک اس کی بڑی آواز ہوتی ہے اور اس کے ایسے عجائبات ہیں جن کی میں پوری تشریح کرنے کی سکت نہیں رکھتا' یہ تو صرف ان عجائبات با کفایت کا حصہ ہے۔ اور آفتاب و ماہتاب اب تک یوں ہیں گویا انہیں گرہن لگا ہوا ہے' اور یہ خط لکھا گیا اور آگ اپنی جگہ سے آگے پیچھے نہیں ہوئی اور اسے ایک مہینہ ہو گیا ہے۔

اور ایک شخص نے اس کے متعلق اشعار بھی کہے ہیں۔

''اے تکالیف کے دور کرنے والے ہمارے جرائم سے درگذر فرما' اے ہمارے رب ہمیں مصائب نے گھیر لیا ہے' ہم تیرے پاس ان مصائب کی شکایت کرتے ہیں' جن کے اٹھانے کی ہم سکت نہیں رکھتے' حالانکہ ہم ان کے حقدار ہیں' ایسے زلازل ہیں جن کے سامنے ٹھوس پہاڑ سر جھکاتے ہیں' پس بلند پہاڑ زلازل کے مقابلے میں کیسے قوت پا سکتے ہیں' وہ سات روز تک زمین کو ہلاتا رہا اور وہ پھٹ گئی' اور اس کے منظر سے سورج کی آنکھ چندھی ہو گئی' آگ کے سمندر کے اوپر پہاڑوں کی کشتیاں چلتی ہیں' جو زمین میں استوار ہیں' یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اوپر پہاڑ تیر رہے ہیں' اس کے اوپر موجیں خوبصورتی کے باعث ٹوٹی پڑتی ہیں' وہ محل کی مانند اپنے شراروں کو ادھر ادھر پھینکتی ہے' گویا وہ بارش ہے جو موسلا دھار برسا رہی ہے اور اگر وہ آواز دے تو خوف سے چٹانوں کے دل

پھٹ جاتے ہیں اور کھجور کی شاخ کی مانند روشنیاں کانپتی ہیں اس سے فضا میں اس قدر دھواں اکٹھا ہو گیا ہے کہ اس سے سورج سیاہ ہو گیا ہے اور اس کی ہیبت نے ماہ تمام میں بھی نشان ڈال دیا ہے اور گہن کی رات نور کے بعد سیاہ ہوئی ہے' ساتوں زمینیں اپنی زبانوں سے اس کیفیت کو بیان کر رہی ہیں جس سے پانی ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور اس کے شعلوں نے برج کا احاطہ کر لیا ہے اور قریب ہے کہ گردوغبار انہیں زمین سے ملا دے' اس نشان کے کیا کہنے جو معجزات رسولؐ میں سے ہے اور اسے عقلمند لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں' تیرے پوشیدہ اسم اعظم کی قسم اگر ہمارے گناہ بڑھ گئے ہیں اور دل کی حالت بری ہو گئی ہے تو تو درگذر کر بخش دے' مہربانی فرما' گناہوں کو مٹا دے' معاف کر' ہر خطا' فرطِ جہالت سے ہوئی ہے۔

جب حضرت یونس علیہ السلام کی قوم ایمان لے آئی' تو تو نے ان سے عذاب کو دور کر دیا' اور لوگوں کو نعمتوں سے ڈھانپ دیا۔ اور ہم امتِ مصطفیٰ ہیں' ہم تجھ سے اس عفو کی دعا کرتے ہیں جس کی ہمیں امید ہے' اور اگر یہ رسول نہ ہوتا تو خدا کی طرف کوئی روشن راہ نہ جاتی' پس تو اس وقت تک اپنے رسول مختار پر درود پڑھتا رہ جب تک اوراق کے منبر پر کبوتری بولتی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

میں کہتا ہوں' اس آگ کے بارے میں بیان ہونے والی حدیث صحیحین میں زہری کے طریق سے سعید بن المسیبؒ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ بیان ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت قائم ہو گی جب ارض حجاز سے آگ نکلے گی جو بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی' یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

اور یہ واقعہ اس سال یعنی ۶۵۴ھ میں ہوا' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' اور قاضی القضاۃ' صدرالدین علی بن ابی القاسم تمیمی حنفی حاکم دمشق نے گفتگو میں ایک روز مجھے بتایا اور اس آگ والی حدیث کا ذکر چل پڑا اور جو کچھ اس سال میں اس آگ کا واقعہ ہوا۔ آپ نے فرمایا' میں نے ایک بدو کو سنا وہ میرے والد کو بتا رہا تھا کہ انہوں نے ان راتوں میں بصریٰ میں' حجاز میں ظاہر ہونے والی آگ کی روشنی میں اونٹوں کی گردنوں کو دیکھا۔

میں کہتا ہوں آپ ۶۴۲ھ میں پیدا ہوئے آپ کا والد بصریٰ میں حنفیہ کا مدرس تھا' اور اسی طرح آپ کا دادا بھی وہاں مدرس تھا' پھر آپ دمشق آ گئے اور الصادریہ اور المعدمیہ میں پڑھایا' پھر حنفیہ کے قاضی القضاۃ بن گئے' آپ احکام میں قابل تعریف کردار کے مالک تھے' اور جس وقت حجاز میں یہ آگ ظاہر ہوئی اس وقت آپ کی عمر بارہ سال کی تھی اور اس عمر کے بچے جو بات سنتے ہیں اسے محفوظ کر لیتے ہیں۔ یہ کہ ایک بدو نے انہی راتوں میں آپ کے والد کو خبر دی۔

وصلوٰت اللّٰہ و سلامہ علٰی نبیہ سیدنا محمد واٰلہ وصحبہ وسلم تسلیمًا کثیراً.

اور ایک شاعر نے اس حجازی آگ اور غرق بغداد کے متعلق اشعار کہے ہیں۔

''پاک ہے وہ ذات جس کی مشیت مخلوقات میں ایک اندازے کے مطابق جاری ہے اس نے بغداد کو پانیوں سے اس طرح غرق کیا جس طرح اس نے ارض حجاز کو آگ سے جلایا''۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے' صحیح قول یہ ہے کہ۔

''اس نے ایک سال میں عراق کو غرق کیا اور اس نے ارض حجاز کو آگ سے جلا دیا ہے''۔

اور ابن الساعی نے ۶۵۴ھ کی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ اس سال کی ۱۸؍ رجب کو جمعہ کے روز میں وزیر کے سامنے بیٹھا تھا' کہ ایک قاصد مدینۃ الرسول ﷺ سے اس کے پاس خط آیا' جو قیماز علوی حسنی مدنی کے نام سے معروف تھا' اس نے خط کو پڑھا تو اس کے اندر لکھا تھا کہ ۲؍ جمادی الآخرۃ کو منگل کے روز مدینۃ الرسول میں زلزلہ آیا' حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ کی قبر لرز گئی اور لوہے کی آواز سنی گئی اور زنجیریں ہلنے لگیں اور مدینہ سے چار فرسخ کے فاصلے پر آگ ظاہر ہوئی اور وہ پہاڑوں کی چوٹیوں کی مانند آگ پھینکتی تھی' اور وہ پندرہ روز رہی' قاصد نے بیان کیا ہے کہ میں آیا تو وہ اس وقت تک ختم نہ ہوئی تھی' بلکہ اپنی حالت پر قائم تھی اس نے اس سے پوچھا کہ وہ کس طرف آگ پھینکتی ہے' اس نے کہا مشرق کی طرف' اور میں اور یمن کے شرفاء اس کے پاس سے گزرے اور ہم نے اس میں کھجور کی شاخ پھینکی تو اس نے اسے نہ جلایا بلکہ وہ پتھروں کو جلاتی اور پگھلاتی تھی اور قیماز مذکور نے ایک جلا ہوا پتھر نکالا' جو رنگ اور ہلکا ہونے کے لحاظ سے پتھر کے کوئلے کی طرح تھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے خط میں بیان کیا اور وہ قاضی مدینہ کی تحریر میں تھا کہ جب ان پر زلزلہ آیا تو وہ حرم میں داخل ہو گئے' اور انہوں نے اپنے سروں کو برہنہ کر دیا اور استغفار کیا اور یہ کہ نائب مدینہ نے اپنے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا' اور اس نے تمام بے انصافیوں کو چھوڑ دیا اور وہ مسلسل استغفار کرتے رہے' حتیٰ کہ زلزلہ تھم گیا' مگر جو آگ ظاہر ہوئی تھی وہ ختم نہ ہوئی اور قاصد کو آئے ہوئے پندرہ دن ہو چکے تھے' ابن الساعی نے بیان کیا ہے کہ میں نے العدل محمود بن یوسف بن الامعانی شیخ حرم مدینہ نبویہ کی تحریر میں پڑھا' آپ فرماتے ہیں کہ یہ آگ جو حجاز میں ظاہر ہوئی یہ ایک عظیم نشان ہے اور قرب قیامت کے متعلق ایک صحیح اشارہ ہے' خوش بخت وہ ہے جو موت سے قبل موقع سے فائدہ اٹھائے اور موت سے پہلے اپنے اللہ سے اپنا معاملہ درست کر لے' اور یہ آگ ایک پتھریلی زمین میں تھی جس میں درخت اور روئیدگی نہ تھی' اگر اسے کھانے کو کچھ نہ ملے تو اس کا ایک حصہ دوسرے کو کھا جاتا ہے اور وہ پتھروں کو جلاتی اور انہیں پگھلاتی تھی' حتیٰ کہ وہ گیلی مٹی کی مانند ہو جاتی تھی' پھر اسے ہوا لگتی تھی اور وہ دھونکنی سے نکلنے والے لوہے کے میل کی طرح ہو جاتی تھی' اے اللہ اسے محمدؐ اور آپ کی آل طاہرہ کے طفیل مسلمانوں کے لیے عبرت' اور عالمین کے لیے رحمت بنا دے۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال رمضان کے آغاز میں جمعہ کی شب کو مسجد مدینہ جل گئی' اس کی آگ کی ابتداء شمال سے اس کے غربی کونے سے ہوئی' اور ایک آدمی خزانہ کے پاس آیا اور اس کے پاس آگ تھی' جو دہیں دروازوں سے لپٹ گئی اور جلد ہی چھت کو جا پہنچی' پھر چھتوں میں آہستہ آہستہ بڑھتی چلی گئی اور قبلے کو لگ گئی' اور لوگوں نے اسے ختم کرنے میں سرعت سے کام لیا اور ایک ہی لمحے میں مسجد کے تمام چھت جل گئے' اور اس کے بعض ستون گر گئے' اور ان کا سکہ پگھل گیا اور یہ سب کچھ لوگوں کے سونے سے پہلے پہلے ہو گیا اور حجرہ نبوی کا چھت بھی جل گیا اور جو کچھ اس سے ہونا تھا ہوا اور وہ اپنے حال پر قائم رہا' حتیٰ کہ اس کی اور مسجد نبوی کی چھت کی تعمیر شروع ہوئی اور صبح کو لوگوں نے نماز کے لیے الگ جگہ بنا لی اور اس باہر نکلنے والی آگ اور مسجد کے جلے ہوئے حصے میں جو واقعات ہوئے اس نے انہیں نشانات میں شمار کیا ہے' گویا یہ آگ آئندہ سال میں ہونے والے واقعات کے متعلق' انتباہ کرنے والی تھی' جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے' یہ بیان شیخ شہاب الدین ابوشامہ کا ہے۔ اور ابوشامہ نے اس سال اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کے بارے میں اشعار کہے ہیں۔

۶۵۴ھ کے سال میں حجاز میں آگ لگی جس سے مسجد جل گئی اور دارالسلام غرق ہوگیا پھر اس کے بعد والے سال میں تاتاریوں نے بغداد پر قابو پالیا اور اس کے اہل نے مدد کی اور ان کے خلاف کفر کے مددگار تھے ہائے اسلام کی بربادی اور اس سے خلافت کی حکومت ختم ہوگئی اور مستعصم بے نقافت ہوگیا۔ حجاز ومصر پر مہربانی ہو اور بلاد شام پر غلام ہوئے رب ذوالجلال جو شہر باقی رہ گئے ہیں ان کو بچا اور معاف فرما۔

اور اس سال باب الفرادیس کے اندر مدرسہ ناصریہ جوانیہ مکمل ہوا اور اس کے درس میں اس کا وقف کرنے والا ملک ناصر صلاح الدین یوسف بن عزیز محمد بن ملک الظاہر غیاث الدین غازی ابن ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب شادی فاتح بیت المقدس بھی حاضر ہوا اور اس میں شہر کے قاضی صدرالدین ابن سناء الدولہ نے بھی پڑھایا اور اس کے پاس حکومت کے امراء اور علماء اور دمشق کے جمہور اہل حل وعقد حاضر ہوئے' اور اس سال اس نے قاسیون کے دامن میں رباط ناصری کی تعمیر کا حکم دیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ عمادالدین عبداللہ بن الحسن بن النحاس:

آپ نے مخلوق سے تعلق ترک کردیا اور درویشی' تلاوت' عبادت' مسلسل روزے رکھنے کی طرف متوجہ ہوگئے' اور تقریباً تیس سال تک قاسیون کے دامن میں اپنی مسجد میں گوشہ نشین رہے۔ آپ نیک لوگوں میں سے تھے اور جب آپ فوت ہوئے تو اپنی مسجد کے نزدیک دفن ہوئے اور آپ کی قبر وہاں مشہور ہے اور صالحیہ کے خفیہ راستوں میں ایک حمام بھی آپ کی طرف منسوب ہے اور السبط نے آپ کی تعریف کی ہے اور انہوں نے آپ کی وفات کی تاریخ بیان کی ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔

یوسف بن امیر حسام الدین:

قزاُغلی بن عبداللہ عتیق الوزیر عون الدین بن یحییٰ بن ہبیرہ الحنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ' شیخ شمس الدین ابوالمظفر الحنفی البغدادی' ثم الدمشقی' سبط ابن الجوزی' آپ کی ماں رابعہ ہے جو شیخ جمال الدین ابوالفرج بن الجوزی الواعظ کی بیٹی ہے' آپ خوبصورت' خوش آواز' اچھے واعظ' بہت سے اچھے فضائل اور تصانیف والے تھے آپ کی کتاب مرآۃ الزمان بیس جلدوں میں ہے' جو بہترین تواریخ میں سے ہے جس میں آپ نے اپنے دادا کی المنتظم کو نظم کیا ہے اور اس پر اضافہ بھی کیا ہے اور زمانے تک اس پر ضمیمہ بھی لکھا ہے اور وہ شاندار تواریخ میں سے ہے۔

آپ ۶۰۰ھ کی حدود میں دمشق آئے اور ملوک بنی ایوب کے ہاں مرتبہ حاصل کیا اور انہوں نے آپ کو مقدم کیا اور آپ سے حسن سلوک کیا' اور آپ ہر ہفتے کو صبح سویرے اس ستون کے پاس وعظ کیا کرتے تھے' جس کے نزدیک آج کل واعظین کھڑے ہوتے ہیں' جو علی بن حسین زین العابدین کے مزار کے پاس ہے' اور لوگ ہفتے کی رات جامع میں گذارتے اور گرمیوں میں باغات کو چھوڑ دیتے تھے تاکہ وہ آپ کی مقرر تقاریر کو سنیں' پھر وہ جلدی سے اپنے باغات کی طرف چلے جاتے' اور آپ نے اپنے دادا کے طریق پر جو اچھی باتیں اور فوائد بیان کیے ہوتے' ان کا باہم تذکرہ کرتے' اور شیخ تاج الدین کندی اور دیگر مشائخ باب المشہد کے

پاس قبہ یزید کے نیچے آپ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ کے بیان کی تحسین کرتے اور آپ نے العزیزیۃ البرانیہ میں جسے امیر عز الدین ایبک المعظمی نے تعمیر کیا ہے درس دیا آپ المعظم کے گھرانے کے استاد تھے اور آپ ان سے الکشف میں العزیزیۃ الجوانیہ وقف کیا ہے جو قدیم میں دور ابن منقذ کے نام سے مشہور تھا' اور اسی طرح السبط نے بھی جسر کحیل کے نزدیک جبل میں الشبلیہ میں درس دیا اور اس کے سامنے جو البدریہ ہے اسے بھی آپ کے سپرد کر دیا گیا اور وہیں آپ کی رہائش تھی اور آپ نے اس سال کی ۲۱ ذوالحجہ کو منگل کے روز وہیں وفات پائی اور آپ کے جنازہ میں شہر کا حاکم ناصر بن العزیز اور اس سے کم درجے کے افسران شامل ہوئے اور شیخ شہاب الدین نے آپ کے علوم وفضائل' سرداری' حسن وعظ' خوش آوازی' چہرے کی تروتازگی تواضع اور زہد ومحبت کی تعریف کی ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی وفات کی شب کو بیمار تھا' میں نے بیداری سے پہلے خواب میں آپ کی وفات کو دیکھا اور میں نے آپ کو ناپسندیدہ حالت میں دیکھا اور میرے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی آپ کو اسی حالت میں دیکھا' ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کے دعا گو ہیں' اور میں آپ کے جنازے میں حاضر نہیں ہو سکا اور آپ کا جنازہ بڑا بھرپور تھا' جس میں سلطان اور دوسرے لوگ شامل ہوئے اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا' آپ عالم' فاضل' دانا' گوشہ نشین اور ارباب دول کے ناپسندیدہ افعال پر ملامت کرنے والے تھے اور اپنے لباس میں میانہ رو اور مواظبت کے ساتھ مطالعہ کرنے' علم سیکھنے اور تالیف وتصنیف میں لگے رہتے تھے' اور اہل علم و فضل کے ساتھ انصاف کرنے والے اور جہلاء سے الگ رہنے والے تھے' بادشاہ اور عہدہ دار آپ کی ملاقات کو آتے تھے' اور آپ کی مجلس وعظ خوش کن اور آپ کی آواز خوبصورت اور اچھی تھی۔ رحمہ اللہ

اور شاہِ حلب ملک ناصر کے زمانے میں عاشورہ کے روز آپ سے استدعا کی گئی' کہ آپ قتل حسینؓ کے بارے میں لوگوں کو کچھ بتائیں تو آپ منبر پر چڑھے اور بغیر بات کیے کافی دیر بیٹھے رہے پھر آپ نے اپنے چہرے پر رومال رکھا اور سخت روئے' پھر روتے ہوئے کہنے لگے۔

"اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جس کے سفارشی اس سے جھگڑا کرنے والے ہوں اور مخلوق کو اٹھانے کے بارے میں صور پھونکا گیا ہو' ضروری ہے کہ قیامت کے روز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ کی قمیص خونِ حسینؓ سے لت پت ہو"۔

پھر آپ منبر سے اتر آئے اور آپ رو رہے تھے' پھر آپ اسی حالت میں الصالحیہ کی طرف چلے گئے۔ رحمہ اللہ

الصالحیہ کے ہسپتال کا وقف کرنے والا:

امیر کبیر سیف الدین ابوالحسن یوسف ابن ابی الفوارس بن موسک القمیری' الکردی' آپ القمیریہ کے سب سے بڑے امیر تھے' اور وہ بادشاہوں کے دستور کے مطابق آپ کے سامنے کھڑے ہوتے تھے' اور آپ کی سب سے بڑی نیکی اس ہسپتال کا وقف ہے' جو قاسیون کے دامن میں ہے اور آپ کی وفات اور تدفین دامن کوہ میں اس گنبد میں ہوئی جو مذکورہ ہسپتال کے سامنے ہے اور آپ بہت مال وثروت والے تھے۔

مجیر الدین یعقوب بن ملک عادل ابوبکر بن ایوب:

آپ کو اپنے باپ کے پاس قبرستان عادلیہ میں دفن کیا گیا۔

امیر مظفر الدین ابراہیم:

شاہ مصر محمد عزالدین ایبک استاد دار المعظم اور حنفیہ کے لیے المعزیتین (البرانیہ اور الجوانیہ) کے وقف کرنے والے کا بیٹا ہے، اس کے والد کے پاس قبرستان میں، اور اس کے نزدیک دفن کیا گیا۔

شیخ شمس الدین عبدالرحمن بن نوح:

المقدسی شافعی فقیہ اور شیخ تقی الدین ابن الصلاح کے بعد الرواحیہ کا مدرس' آپ کو قبرستان الصوفیہ میں دفن کیا گیا اور آپ کا جنازہ بڑا بھرپور تھا۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے' اس سال اچانک موتیں بہت ہوئیں اور اس کے باعث بہت سی مخلوق مرگئی۔ اور اس سال مرنے والوں میں دمشق کے معتبر شخص زکی الدین ابوالغوریہ[1] اور دمشق کے رئیس بدرالدین ابن السنی' عزالدین عبدالعزیز بن ابی طالب بن عبدالغفار الثعلبی ابی الحسین شامل ہیں جو قاضی جمال الدین الحرستانی کے نواسے ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ وعفا عنہم اجمعین

۶۵۵ھ

اس سال شاہِ مصر ملک معظم عزالدین ایبک اپنے گھر میں مردہ پایا گیا اور اس کے بعد اس کے استاذ صالح نجم الدین ایوب نے چند ماہ حکومت سنبھالی اور اس میں توران شاہ المعظم بن الصالح بادشاہ بنا' پھر شجرۃ الدر' ام خلیل نے اسے تین ماہ پیچھے کر دیا۔ پھر اسے بادشاہ مقرر کر دیا گیا' اور ملک اشرف موسیٰ بن الناصر یوسف بن اقسیس ابن الکامل مدت تک اس کے ساتھ رہا' پھر وہ بلا منازعت باختیار بادشاہ بن گیا اور جب ناصر نے' دیارِ مصر کو حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے ناصر کو شکست دی اور فارس اقطای ۶۵۳ھ میں قتل ہوا اور اس کے بعد اشرف کو بھی معزول کر دیا گیا اور اکیلا خود مختار بادشاہ بن گیا' پھر اس نے شجرۃ الدر ام خلیل سے نکاح کر لیا اور یہ کریم' شجاع' حیادار اور دیندار شخص تھا' پھر ۲۳ ربیع الاوّل کو منگل کے روز اس کی وفات ہوگئی' اور وہ مصر میں مدرسۃ المعزیہ کا وقف کرنے والا ہے اور اس کا راستہ بہترین چیزوں میں سے ہے اور جب یہ قتل ہوگیا تو اس کے غلاموں نے اس کی بیوی ام خلیل شجرۃ الدر پر اس کی تہمت لگائی' اور اس نے شاہ موصل بدرالدین لؤلؤ کی بیٹی سے نکاح کرنے کا عزم کیا اور اس نے اپنی لونڈیوں کو حکم دیا کہ وہ اسے اس کی خاطر پکڑ لیں۔ اور وہ مسلسل اسے اپنی کھڑاؤں سے مارتی رہی اور لونڈیاں اس کے نازک مقامات کو رگڑتی رہیں' حتیٰ کہ وہ اسی حالت میں مر گیا اور جب اس کے غلاموں نے سنا تو وہ اس کے بڑے غلام سیف الدین قطز کے ساتھ آئے اور انہوں نے اسے قتل کر کے برہنہ کر کے کوڑی پر پھینک دیا' حالانکہ اس سے قبل وہ سخت پردے اور بلند مقام کی حامل تھی' اور اس نے شاہی فرامین اور مہروں پر نشان لگائے' اور خطیبوں نے اس کے نام کے خطبے دیئے اور اس کے نشان کا سکہ ڈھالا گیا اور وہ مر گئی اور اس کے بعد اس کا نام ونشان مٹ گیا۔ (تو کہہ دے اے اللہ تو بادشاہت کا مالک ہے' تو جسے چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے' اور تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے' تیرے ہاتھ میں بھلائی ہے' بلاشبہ

---

[1] ایک نسخہ میں ابن القویرۃ بیان ہوا ہے۔

تو ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے)۔

اور ترکوں نے اپنے استاذ عزالدین ترکمانی کے بعد اس کے بڑے غلام امیر سیف الدین قطز کے مشورے سے اس کے بیٹے نورالدین علی کو تخت پر بٹھا دیا اور اسے ملک منصور کا لقب دیا اور منابر پر اس کے خطبات دیئے گئے اور اس کے نام کا سکہ ڈھالا گیا اور اس کے مشورے اور حکم کے مطابق معاملات چلنے لگے۔

اور اس سال بغداد میں رافضہ اور اہل سنت کے درمیان بڑی جنگ ہوئی اور الکرک اور رافضہ کے گھروں کو لوٹ لیا گیا حتیٰ کہ وزیر ابن العلقمی کے قرابتداروں کے گھروں کو بھی لوٹ لیا گیا' اور یہ تاتاریوں کو اس کے مدد دینے کا سب سے بڑا سبب تھا اور اس سال فقرائے حیدر یہ شام آئے اور ان کی علامت کھلا لباس اور لمبی نوکدار ٹوپی پہننا تھا' وہ اپنی داڑھیوں کو منڈاتے تھے' اور مونچھوں کو چھوڑتے تھے' اور یہ خلافِ سنت ہے' انہوں نے اپنے شیخ حیدر کی متابعت میں انہیں اس وقت چھوڑا جب ملاحدہ نے اسے قیدی بنا کر اس کی داڑھی مونڈ دی اور اس کی مونچھیں چھوڑ دیں اور انہوں نے اس بارے میں اس کی اقتداء کی اور وہ معذور ماجور ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے۔ اور انہیں اس بارے میں شیخ کا نمونہ اختیار نہیں کرنا چاہیے' اور دمشق کے باہر العونیہ کے قریب ان کا زاویہ بنا ہوا ہے۔

اور اس سال کی ۱۸ رذی الحجہ کو بدھ کے روز البادرائیہ کے وقف کرنے والے شیخ نجم الدین عبداللہ بن محمد البادرائی البغدادی مدرس النظامیہ اور امور مہمہ میں آفاق کے بادشاہوں کے پاس خلافت کے ایلچی اور سخت احوال کی اصلاح والے کی تعزیت کی' وہ فاضل یگانہ' رئیس' باوقار اور متواضع شخص تھے' اور انہوں نے امیر اسامہ کے گھر کی جگہ پر دمشق میں ایک شاندار مدرسہ تعمیر کیا۔ اور وہاں پر قیام کرنے والے کے لیے مجرد رہنے کی شرط لگائی اور یہ کہ وہ کسی دوسرے مدرسے میں فقیہ نہ ہو' اور آپ کا مقصد اس سے یہ تھا' کہ فقیہ کا دل اور توجہ علم کی طرف زیادہ ہو' لیکن اس سے بعض لوگوں کو بڑی خرابی اور شر حاصل ہوا۔

اور ہمارے شیخ علامہ امام' جو شام وغیرہ میں شیخ الشافعیہ تھے' یعنی برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن شیخ تاج الدین فزاری' جو اس مدرسہ کے مدرس اور اس کے مدرس کے بیٹے تھے' بیان کرتے ہیں کہ جب وقف کرنے والا پہلے دن حاضر ہوا تو اس نے وہاں درس دیا۔ اور سلطان ناصری بھی اس کے پاس حاضر ہوا اور اس نے وقف کی تحریر پڑھی جس میں یہ ذکر تھا کہ اس میں کوئی عورت داخل نہ ہو' سلطان نے کہا کوئی بچہ بھی داخل نہ ہو' وقف کرنے والے نے کہا اے مولانا سلطان! ہمارا رب دولاٹھیوں سے نہیں مارتا اور جب آپ نے یہ واقعہ بیان کیا تو مسکرا پڑے۔ آپ نے سب سے پہلے وہاں درس دیا' پھر آپ کے بعد آپ کے بیٹے کمال الدین نے درس دیا اور اس کی نگرانی وجیہ الدین بن سوید کے سپرد کر دی' پھر وہ نگرانی اب تک ان کی اولاد میں چلی آتی ہے۔ اور ایک وقت قاضی شمس الدین ابن الصائغ نے بھی اس کی نگرانی کی' پھر اس سے نگرانی لے لی گئی' کیونکہ نگرانی ان کے لیے ثابت تھی۔ اور البادرائی نے اس مدرسہ پر بہت اچھے اوقاف وقف کیے اور اس میں آپ نے مفید کتابوں کی ایک لائبریری بنائی۔ اور اس سال آپ بغداد واپس آ گئے' اور بادل نخواستہ وہاں کے قاضی القضاۃ بنے اور ۱۷ دن قاضی رہے' پھر اس سال کے ذی الحجہ کے آغاز میں فوت ہو گئے اور الشونیزیہ میں دفن ہوئے۔

اور ذی الحجہ ہی میں الباذرائی کی موت کے تھوڑے دنوں بعد تاتاری اپنے بادشاہ ہلاکو بن تولی بن چنگیز خان کے ساتھ بغداد آئے ان پر اللہ کی لعنتیں ہوں اور انہوں نے آئندہ سال کے آغاز میں اسے فتح کیا اور اس پر زیادتیاں کیں اس کی تفصیل ابھی بیان ہو گی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الباذرائیہ کے وقف کرنے والے الباذرائی نے اس سال دمشق میں وفات پائی اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

شیخ تقی الدین عبدالرحمٰن بن ابی الفہم:

البلدانی' آپ نے ۸؍ ربیع الاوّل کو دمشق میں وفات پائی' اور وہیں دفن ہوئے' آپ صالح' شیخ اور حدیث کے سماع واسماع اور کتابت میں مشغول رہتے تھے' آپ نے سو سال کی عمر میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں آپ کی اکثر کتب اور مجموعات الکلاسہ کے مدرسہ فاضلیہ کی لائبریری کے لیے وقف ہیں' اور آپ نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میں ایک اچھا آدمی ہوں؟ آپ نے فرمایا بے شک تو ایک اچھا آدمی ہے۔ رحمہ اللہ و اکرم مثواہ

شیخ شرف الدین:

محمد بن ابی الفضل المرسی' آپ فاضل شیخ' یگانہ' تحقیق کے ماہر اور بہت حج کرنے والے تھے' اکابر کے ہاں آپ کا مقام تھا' آپ نے بہت سی کتب اکٹھی کیں' آپ کا اکثر قیام حجاز میں تھا' اور جہاں بھی اترے اس شہر کے رؤسا نے آپ کی عزت کی اور آپ اپنے امور میں میانہ رو تھے۔ آپ کی وفات اس سال کی ۱۵؍ ربیع الاوّل کو العریش اور الدارادم کے درمیان الذعقہ مقام پر ہوئی۔

المسند الشاعر امیر سیف الدین:

علی بن عمر بن قزل' دمشق میں کونسل کو مضبوط کرنے والا' یہ بڑا شاعر تھا اور اس کا دیوان بھی مشہور ہے' اور ایک شخص نے اسے اس کی موت کی بعد دیکھا تو اس سے اس کا حال پوچھا تو وہ کہنے لگا۔

''مجھے قبر کی مٹی اور اس کی تنگی میں اٹھا کر لایا گیا اور مجھے اپنے گناہوں کے باعث خیال تھا کہ وہ مجھ سمیت لرز جائے گی اور میں نے رحمٰن' رؤف اور نعمتوں سے ملا اور اس نے مجھے میرے ڈرنے کی وجہ سے حوض دیا' اور جو شخص موت کے وقت عفو الٰہی کے متعلق حسن ظن کرے گا' وہ عفو کے زیادہ لائق ہوگا''۔

بشارہ بن عبداللہ:

اصلاً ارمنی ہے' بدرالدین کاتب جو شبل الدولہ کا غلام تھا' اس نے الکندی وغیرہ سے سماع کیا ہے اور یہ بہت اچھا لکھتا تھا۔ اس کے آقا نے اپنے اوقاف کی نگرانی اسے سپرد کی تھی اور اسے اپنی اولاد میں شامل کیا اور وہی اب تک الشبلتین کے نگران ہیں اور اس کی وفات اس سال ۱۵؍ رمضان کو ہوئی۔

قاضی تاج الدین:

ابو محمد عبداللہ بن قاضی القضاۃ جمال الدین مصری آپ نے اپنے باپ کی نیابت کی اور المستنصریہ میں درس دیا اور آپ کے اشعار بھی ہیں جن میں یہ شعر بھی ہیں۔

''میرا منہ اس کے منہ کے لیے بوسہ دینے کی وجہ سے نقاب بن گیا ہے اور میں نے جب اس کے دانتوں سے شراب کو چوسا ہے اس نے ترچھی نظر سے دیکھا اور کہنے لگا تو فقہ میں امام ہے اور میرا لعاب دہن شراب ہے اور تیرے نزدیک شراب حرام ہے''۔

ملک ناصر:

داؤد بن المعظم عیسیٰ بن العادل' یہ اپنے باپ کے بعد دمشق کا بادشاہ بنا' پھر دمشق اس کے ہاتھوں سے چھن گیا اور اس کے چچا اشرف نے اس پر قبضہ کر لیا' اور اس نے الکرک اور نابلس پر اکتفاء کیا۔ پھر احوال اسے لیے پھرے اور اس کے مصائب کا لمبا سلسلہ شروع ہو گیا' حتیٰ کہ محلات میں سے کچھ بھی اس کے پاس نہ رہا' اور اس نے خلیفہ مستنصر کے ہاں تقریباً ایک لاکھ دینار امانت رکھے اور اس نے ان سے انکار کر دیا اور اسے واپس نہ کیے اور یہ بڑا فصیح اور اچھے اشعار کہنے والا تھا' اور اس کے فضائل بہت سے ہیں' اور اس نے فخر رازی کے شاگرد شمس الخسروشاہی سے علم کلام پڑھا اور وہ علوم الاوائل کو بہت جانتا تھا' اور انہوں نے اس سے ایسی باتیں روایت کی ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو وہ اس کی بدعقیدگی پر دلالت کرتی ہیں۔ واللہ اعلم

بیان کیا گیا ہے کہ وہ مستنصریہ کے پہلے درس میں شامل تھا' جو ۶۳۲ھ کو دیا گیا اور شعراء نے مستنصر کی بہت مدح کی اور ایک نے اپنے قصیدہ میں کہا۔

''اگر تو سقیفہ میں حاضر ہوتا تو تو ہی مقدم اور امام اعظم ہوتا''۔

ناصر داؤد نے شاعر سے کہا خاموش رہ تو نے غلط بات کہی ہے' امیر المومنین کے دادا حضرت عباس اس روز موجود تھے اور وہ مقدم نہیں تھے' اور امام اعظم صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ خلیفہ نے کہا آپ نے درست فرمایا ہے' اس سے جو باتیں روایت کی گئی ہیں ان میں سے یہ بات سب سے اچھی ہے اور اس کا معاملہ یہاں تک کوتاہ ہو گیا کہ ناصر بن العزیز نے اس کے چچا مجد الدین یعقوب کو البویفا نامی بستی لکھ دی اور وہ اس سال وہیں پر فوت ہو گیا۔ اور لوگ اس کے جنازہ میں جمع ہوئے اور اسے وہاں سے اٹھا کر اس کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون کے دامن میں اس کے والد کے پاس اسے دفن کر دیا گیا۔

ملک المعز:

عز الدین ایبک ترکمانی' ترکوں کا پہلا بادشاہ' یہ صالح نجم الدین ایوب بن کامل کے غلاموں میں سب سے بڑا تھا' اور دیندار' پاکدامن' عفیف اور کریم تھا' اس نے سات سال حکومت کی' پھر اس کی بیوی شجرۃ الدر ام خلیل نے اسے قتل کر دیا۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا نور الدین علی بادشاہ بنا اور ملک منصور کا لقب اختیار کیا۔ اور اس کی مملکت کا منتظم اس کے باپ کا غلام سیف الدین قطز تھا' پھر اس نے اسے معزول کر دیا۔ اور اس کے بعد قریباً ایک سال تک خود مختار بادشاہ بنا رہا اور مظفر لقب اختیار کیا' اللہ تعالیٰ نے عین

جالوت پر اس کے ہاتھوں تاتاریوں کی شکست مقدر کی تھی اور قبل ازیں حوادث میں ہم اسے تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں اور آئندہ بھی کچھ بیان ہوگا۔

شجرۃ الدر بنت عبداللہ:

ام خلیل ترکیہ یہ ملک صالح نجم الدین ایوب کی چہیتی لونڈیوں میں سے تھی اور اس سے اس کا بیٹا خلیل بہت خوبصورت تھا' جو چھوٹی عمر میں فوت ہو گیا اور یہ اس کی شدت محبت کی وجہ سے سفر و حضر میں اس سے جدا نہیں ہوتی تھی اور اس کی خدمت میں حاضر رہتی تھی' اور اس نے اپنے خاوند کے بیٹے معظم توران شاہ کے قتل کے بعد دیار مصر پر قابض ہوگئی' اور اس کا خطبہ دیا جاتا اور اس کے نام کا سکہ ڈھالا جاتا اور اس نے تین ماہ تک شاہی فرامین پر نشان لگائے' پھر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں المعز بادشاہ بن گیا پھر اس نے دیار مصر کا بادشاہ بننے کے چند سال بعد اس سے نکاح کر لیا' پھر جب اسے یہ خبر ملی کہ وہ شاہ موصل بدر الدین لؤلؤ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اسے اس پر غیرت آئی اور اس نے اس کے خلاف تدبیر کر کے اسے قتل کر دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' پس المعز کے غلاموں نے اس کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی اور انہوں نے اسے قتل کر دیا' اور اسے تین دن تک کوڑی پر پھینک دیا پھر اسے اس کی قبر میں منتقل کر دیا گیا جو سیدہ نفیسہ کی قبر کے قریب ہے اور یہ بڑی مضبوط دل عورت تھی' جب اسے معلوم ہوا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے بہت سے نفیس جواہر اور قیمتی موتی ضائع کر دیئے' اس نے انہیں ہاون میں ڈال کر توڑ دیا تا کہ وہ نہ اس کے کام آئیں اور نہ کسی دوسرے کے کام آئیں اور اس کی حکومت میں اس کا وزیر الصاحب بہاؤ الدین علی بن محمد بن سلیمان تھا' جو ابن حنا کے نام سے مشہور ہے اور وہ اس کا پہلا منصب دار تھا۔

شیخ الاسعد ہبۃ اللہ بن صاعد:

شرف الدین الفائزی' قدیم سے ملک الفائز سابق الدین ابراہیم بن الملک العادل کی خدمت میں تھا' اور یہ نصرانی تھا' پھر مسلمان ہو گیا اور بہت صدقہ وخیرات اور نیک کام کرنے والا تھا' المعز نے اسے وزیر بنا لیا اور اس کے ہاں اس کا بڑا مرتبہ تھا اور وہ اس کی نظر ثانی اور مشورہ کے بعد کوئی کام کرتا تھا' اور اس سے پہلے قاضی تاج الدین[1] ابن بنت المعز وزیر تھا اور اس سے پہلے بدر الدین سنجاری تھا' پھر اس کے بعد یہ سب کچھ شیخ الاسعد السلمانی کے پاس آ گیا' اور الفائزی سے المعز ایک غلام کے ذریعے خط و کتابت کرتا تھا' پھر جب المعز قتل ہو گیا تو الاسعد کی توہین کی گئی' حتیٰ کہ وہ بدبخت بن گیا اور امیر سیف الدین القطز نے اس کی خط و کتابت کو ایک لاکھ دینار میں لے لیا' اور بہاؤ الدین زہیر بن علی نے اس کی ہجو کی ہے' وہ کہتا ہے۔

اللہ اس پر زیادہ لعنت کرے اور اس کے باپ پر اس سے بھی زیادہ کرے اور پھر یکے بعد دیگرے اس کے بیٹوں پر کرے' پھر ان باتوں کے بعد وہ قتل ہو گیا اور القرافہ میں دفن ہوا اور قاضی ناصر الدین ابن المنیر نے اس کا مرثیہ لکھا ہے اور اس کے اس کے متعلق نہایت شاندار اور فصیح اشعار ہیں۔

---

[1] ایک نسخہ میں جمال لکھا ہے۔

ابن ابی الحدید الشاعر العراقی:

عبد الحمید بن ہبۃ اللہ بن محمد بن محمد بن الحسین ابوحامد بن ابی الحدید عز الدین المدائنی کاتب زبردست شاعر اور غالی شیعہ اس نے بیس جلدوں میں نہج البلاغہ کی شرح کی ہے ۵۸۶ھ میں المدائن میں پیدا ہوا پھر بغداد آ گیا اور خلیفتی دیوان میں یہ ایک کاتب اور شاعر تھا اور وزیر ابن العلقمی کے ہاں اس کا بڑا مرتبہ تھا کیونکہ ان دونوں کے درمیان تشیع ادب اور فضیلت میں مناسبت مقاربت اور مشابہت پائی جاتی تھی اور ابن الساعی نے اس کی بہت سی مدائح اور شاندار اشعار کو بیان کیا ہے اور یہ اپنے بھائی المعالی موفق الدین بن ہبۃ اللہ سے ادب وفضیلت میں زیادہ تھا اگرچہ دوسرا بھی یکتا فاضل تھا اور دونوں نے اسی سال میں وفات پائی۔

۶۵۶ھ

بغداد پر تاتاریوں کا قبضہ اور اس کے اکثر باشندوں کا خلیفہ سمیت قتل ہونا اور بنوعباس کی حکومت کا خاتمہ:

اس سال کا آغاز ہوا اور تاتاریوں کی فوجوں نے ان دو امیروں کی صحبت میں جو تاتاریوں کے بادشاہ ہلاکو خان کی ہراول فوجوں کے امیر تھے بغداد سے جنگ کی اور شاہ موصل کی افواج بھی بغدادیوں کے خلاف ان کی مدد کے لیے آ گئیں اور شاہ موصل نے انہیں غلہ ہدایا اور تحائف سے بھی مدد دی اور یہ سب کچھ اس نے اپنے بارے میں تاتاریوں کے خوف اور انہیں رشوت دینے کے لیے کیا اللہ ان کا برا کرے۔ اور بغداد کو چھپا دیا گیا اور اس میں مجانیق اور دیگر دفاعی آلات نصب کر دیئے گئے جو اللہ کی تقدیر کو ٹال نہیں سکتے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ احتیاط قضاوقدر کے مقابلہ میں کچھ کام نہ دے گی۔ اور جیسے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ''بلاشبہ جب اللہ کا مقررہ وقت آ جاتا ہے تو وہ پیچھے نہیں ہوسکتا''۔

اور فرماتا ہے ''تحقیق اللہ اس قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کریں اور جب اللہ کسی قوم سے برائی کا ارادہ کر لیتا ہے تو اسے کوئی ٹالنے والا نہیں اور نہ اس کے سوا ان کا کوئی دوست ہے''۔

اور تاتاریوں نے دارالخلافہ کو گھیر لیا اور ہر طرف سے اسے تیر مارنے لگے حتیٰ کہ وہ ایک لونڈی کو لگے جو خلیفہ کے سامنے کھیل رہی تھی اور اسے ہنسا رہی تھی اور وہ اس کی چہیتی لونڈیوں میں سے تھی اور وہ مولدہ تھی جس کا نام عرفہ تھا اسے ایک کھڑکی سے آ کر تیر لگا جس نے اسے خلیفہ کے سامنے رقص کرتے ہوئے قتل کر دیا پس خلیفہ اس سے گھبرا گیا اور سخت خوفزدہ ہو گیا اور اس کے سامنے وہ تیر لایا گیا جو اسے لگا تھا کیا دیکھتا ہے کہ اس پر لکھا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنی قضاوقدر کو نافذ کرنا چاہتا ہے تو عقلمندوں کی عقلوں کو مار دیتا ہے۔ اس موقع پر خلیفہ نے زیادہ بچاؤ اختیار کرنے کا حکم دیا اور دارالخلافت پر زیادہ پردے ڈال دیئے گئے اور ہلاکو خان اپنی تمام فوجوں کے ساتھ۔ اور وہ تقریباً دو لاکھ جانبازوں پر مشتمل تھیں۔ اس سال کی ۱۲ر محرم کو بغداد آیا اور وہ اس متقدم امر کے باعث جس کا اللہ نے فیصلہ کیا تھا اور اسے جاری ونافذ کیا۔ خلیفہ پر بہت غصے تھا اور وہ یہ کہ جب شروع شروع میں ہلاکو خان کا ہمدان میں ظہور ہوا اور وہ عراق کی جانب جا رہا تھا تو وزیر مؤید الدین محمد بن العلقمی نے خلیفہ کو مشورہ دیا کہ وہ اس کی طرف قیمتی تحائف بھیجے تاکہ جو وہ ان کے شہروں کا قصد کیے ہوئے ہے اس کے لیے یہ بطور مدارات ہوں پس دویدارہ صغیر ایک وغیرہ نے خلیفہ کو اس بات کے ترک کرنے کی ترغیب دی اور کہنے لگے کہ وزیر اس طرح اموال بھیج کر شاہ تاتار کو رشوت دینا چاہتا ہے اور انہوں

نے اسے مشورہ دیا کہ وہ کوئی معمولی سی چیز بھیج دے پس اس نے کچھ ہدایا بھیجے جنہیں ہلاکوخان نے حقیر سمجھا اور خلیفہ کو پیغام بھیج کر اس دویدارہ مذکور اور سلیمان شاہ کو اس سے طلب کیا' پس اس نے ان دونوں کو اس کے پاس نہ بھیجا اور نہ اس کی پرواہ کی۔ حتیٰ کہ اس کی آمد کا وقت قریب آ گیا اور وہ اپنی بہت سی کافر فاجر ظالم اور غاصب افواج کے ساتھ بغداد پہنچ گیا' جو نہ اللہ اور نہ یوم آخرت پر ایمان لاتی تھیں اور انہوں نے بغداد کو اس کی شرقی اور غربی جانب سے گھیر لیا۔ اور بغدادی فوجیں بہت کم اور کمزور تھیں جن کی تعداد دس ہزار سواروں تک بھی نہ پہنچتی تھی' انہوں نے اور باقی ماندہ سب فوج نے اپنے دستوں سے منہ پھیر لیا' حتیٰ کہ ان میں سے بہت سوں نے بازاروں اور مساجد کے دروازوں پر عطیات مانگے اور شعراء نے ان کا مرثیہ کہتے ہوئے اور اسلام اور اہل اسلام پر غم کرتے ہوئے ان کے بارے میں قصائد کہے اور یہ سب کچھ وزیر ابن العلقمی رافضی کے مشوروں سے ہوا' کیونکہ گذشتہ سال اہل سنت اور روافضہ کے درمیان عظیم معرکہ آرائی ہوئی تھی' جس میں الکرج اور روافضہ کا محلّہ لٹ گیا' حتیٰ کہ وزیر کے قرابتداروں کے گھر بھی لوٹ لیے گئے' جس پر اسے سخت غصہ آیا اور اس بات نے اسے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف سازش کرنے پر اکسایا' جس سے وہ قبیح واقعہ پیش آیا' جس سے بڑھ کر گھناؤنا واقعہ تعمیر بغداد سے لے کر آج تک پیش نہیں آیا' اس لیے وہ سب سے پہلے تاتاریوں کے پاس گیا اور وہ اپنے اہل واصحاب اور خدم وحشم کو بھی ساتھ لے گیا اور اس نے سلطان ہلاکوخان سے ملاقات کی' اللہ اس پر لعنت کرے' پھر اس نے واپس آ کر خلیفہ کو اس کے پاس جانے کا مشورہ دیا اور اس کے پیش نظر یہ بات تھی' کہ مصالحت اس شرط پر ہو کہ عراق کا نصف خراج ان کے لیے اور نصف خلیفہ کے لیے ہوگا' پس خلیفہ محتاج ہو کر سات سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوا' جو قضاۃ' فقہاء صوفیاء اور اعیان وامراء اور حکومت کے سرکردہ لوگوں پر مشتمل تھے' اور جب وہ ہلاکوخان کی فرودگاہ کے قریب ہوئے' تو انہوں نے سترہ آدمیوں کے سوا' باقی لوگوں کو خلیفہ کے ساتھ جانے سے روک دیا۔ پس خلیفہ مذکورہ لوگوں کے ساتھ گیا' اور بقیہ کو ان کی سواریوں سے اتار دیا گیا اور انہیں لوٹ لیا گیا اور سب کو قتل کر دیا گیا۔ اور خلیفہ کو ہلاکوخان کے سامنے پیش کیا گیا' تو اس نے اس سے بہت سی باتوں کے متعلق دریافت کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ نے اہانت وجبروت کے خوف کو جو دیکھا تو اس کی گفتگو میں گڑبڑ ہوگئی' پھر وہ بغداد واپس آ گیا اور خواجہ نصیرالدین طوسی اور وزیر ابن العلقمی وغیرہ بھی اس کے ساتھ تھے' اور خلیفہ نگرانی اور مطالبات کے تحت تھا' پس اس نے دارالخلافہ سے سونے' زیورات' ڈھلے ہوئے زیورات' جواہر اور نفیس اشیاء وغیرہ کثرت کے ساتھ منگوائیں' اور روافضہ کے سرداروں اور دیگر منافقین نے ہلاکوخان کو مشورہ دیا کہ وہ خلیفہ سے مصالحت نہ کرے اور وزیر نے کہا' جب نصف نصف پر صلح ہوگئی تو یہ ایک دو سال تک قائم رہے گی' پھر پہلے والی بات ہو جائے گی اور انہوں نے اسے خلیفہ کے قتل کو اچھا کر دکھایا' پس جب خلیفہ' سلطان ہلاکوخان کے پاس واپس آیا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے قتل کا مشورہ وزیر ابن العلقمی اور نصیر الدین طوسی نے دیا تھا' اور نصیرالدین اس وقت ہلاکوخان کی خدمت میں تھا' جب اس نے الموت کے قلعوں کو فتح کیا تھا' اور اس نے انہیں اسماعیلیہ کے ہاتھوں سے چھین لیا' اور نصیرالدین شمس الشموس کا وزیر تھا' اور اس سے پہلے اس کے باپ علاؤ الدین بن جلال الدین کا وزیر تھا اور وہ نزار بن المستنصر العبیدی کی طرف منسوب ہوتے تھے' اور ہلاکوخان نے نصیرالدین کو منتخب کیا تا کہ وہ اس کی خدمت میں مشیر وزیر کی طرح رہے' پس جب ہلاکوخان آیا تو وہ خلیفہ کے قتل کرنے سے خوفزدہ ہوا' مگر وزیر نے اسے یہ کام معمولی کر

دکھایا اور انہوں نے اسے لاتیں مار مار کر قتل کر دیا اور وہ بورے میں بند تھا تاکہ اس کا خون زمین پر نہ گرے اور وہ ڈر گئے کہ اس کا بدلہ نہ لیا جائے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اور کسی نے خیال کیا ہے کہ اس کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ اسے ڈبو دیا گیا تھا۔ واللہ اعلم

پس وہ اس کے گناہ اور اس کے ساتھ جو علماء قضاۃ اکابر رؤسا امراء اور اس کے ملک کے ارباب حل وعقد تھے ان کے گناہ کے ساتھ لوٹے۔ خلیفہ کے حالات ابھی الوفیات میں بیان ہوں گے۔ اور وہ شہر پر جھپٹ پڑے اور انہوں نے مردوں' عورتوں' بچوں' بوڑھوں' ادھیڑ عمر لوگوں اور جوانوں میں سے جن پر بھی قابو پایا' ان سب کو قتل کر دیا' اور بہت سے لوگ کنوؤں اور کھجوروں کے جھنڈوں اور گڑھوں میں داخل ہو گئے' اور اسی طرح کئی روز تک باہر نکلے بغیر چھپے رہے اور کچھ لوگ سراؤں میں جمع ہو جاتے اور دروازے بند کر لیتے تو تاتاری انہیں توڑ کر یا آگ لگا کر کھول لیتے' پھر اندر داخل ہو جاتے اور وہ ان سے خائف ہو کر بلند جگہوں کی طرف بھاگ جاتے' اور وہ انہیں چھتوں پر قتل کر دیتے' حتیٰ کہ گلیوں میں خون کے پرنالے رواں ہو جاتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور یہی حال مساجد' جوامع اور خانقاہوں کا تھا اور ان سے صرف یہود ونصاریٰ کے اہل ذمہ نے اور ان لوگوں نے جنہوں نے ان کی پناہ لے لی تھی' نجات پائی اور ان لوگوں نے بھی نجات پائی جنہوں نے وزیر العلقمی رافضی کے گھر میں پناہ لی تھی' اور تاجروں کی ایک جماعت نے اپنے لیے امان حاصل کی اور انہوں نے اس پر بہت اموال خرچ کیے' حتیٰ کہ وہ اور ان کے اموال بچ گئے' اور بغداد تمام شہروں سے قابل دید شہر ہونے کے بعد ویران ہو گیا۔ اور اس میں صرف تھوڑے سے لوگ باقی رہ گئے' اور وہ بھی خوف' بھوک' ذلت' اور قلت کی حالت میں تھے' اور اس واقعہ سے پہلے وزیر ابن العلقمی فوجوں کے ہٹانے اور رجسٹر سے ان کا نام ساقط کرنے کے بارے میں بہت کوشش کرتا تھا اور مستنصر کے آخری ایام میں فوج تقریباً ایک لاکھ جانبازوں پر مشتمل تھی' اور ان میں سے بعض امراء وہ بھی تھے جو اکابر اکاسر بادشاہوں کی طرح تھے' وہ ہمیشہ ان کے کم کرنے کی کوشش کرتا رہا' حتیٰ کہ وہ صرف دس ہزار رہ گئے' پھر ابن العلقمی نے تاتاریوں سے خط وکتابت کی اور انہیں ملک پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا۔ اور اس نے ان کے لیے یہ بات آسان کر دی اور ان کے سامنے حقیقتِ حال بیان کی اور انہیں مردوں کی کمزوری کے متعلق بتایا اور اس نے یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ وہ اہل سنت کا کلیتہً خاتمہ کر دے اور یہ کہ رافضہ کی بدعت غالب آ جائے' اور وہ فاطمیوں کے خلیفہ کو کھڑا کرے' اور علماء اور مفتیوں کو تباہ کر دے اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے اس نے اس کی تدبیر کو ناکام کر دیا اور اسے پائیدار عزت کے بعد ذلیل کر دیا۔ اور وہ خلفاء کا وزیر ہونے کے بعد تاتاریوں کا دم چھلا بن گیا' اور اس نے بغداد کے مردوں' عورتوں اور بچوں کے قتل کا گناہ کمایا' اور فیصلہ رب السمٰوٰت والارض ہی کا ہے۔

اور بیت المقدس میں بنی اسرائیل کے ساتھ بھی تقریباً وہی واقعہ ہوا' جو اہل بغداد کو پیش آیا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں ہمارے لیے بیان کیا ہے:

''اور ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل کو یہ بات پہنچا دی کہ تم دو مرتبہ زمین میں ضرور فساد کرو گے اور بڑی بلندی حاصل کرو گے' پس جب ان دو وعدوں میں سے پہلا وعدہ آئے گا تو ہم تم پر اپنے سخت جنگجو بندوں کو بھیجیں گے اور وہ گھروں

میں گھس گئے اور اللہ کا وعدہ ہو کر رہنے والا ہے''۔

اور بنی اسرائیل میں سے بہت سے صلحا قتل ہو گئے اور انبیاء کی اولاد کی ایک جماعت قیدی بن گئی اور بیت المقدس عبادت گزاروں اور احبار و انبیاء سے معمور ہونے کے بعد ویران ہو گیا اور کمزور بنیادوں کی وجہ سے چھتوں کے بل گر پڑا۔

اس معرکہ میں بغداد کے جو مسلمان قتل ہوئے ان کی تعداد کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے' بعض آٹھ لاکھ اور بعض ایک کروڑ آٹھ لاکھ بیان کرتے ہیں' اور بعض نے بیان کیا ہے کہ مقتولین کی تعداد دو کروڑ تک ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور بغداد میں ان کی آمد محرم کے آخر میں ہوئی اور تلوار مسلسل چالیس روز تک اس کے باشندوں کو قتل کرتی رہی۔ اور خلیفہ مستعصم باللہ ۱۴ ارصفر کو بدھ کے روز قتل ہوا اور اس کی قبر مٹادی گئی' اس وقت اس کی عمر ۴۶ سال ۴ ماہ تھی اور اس کی مدتِ خلافت ۱۵ سال ۸ ماہ اور کچھ دن تھی' اور اس کے ساتھ اس کا بڑا بیٹا ابوالعباس احمد بھی قتل ہو گیا جس کی عمر ۱۵ سال تھی' پھر اس کا منجھلا بیٹا ابوالفضل عبدالرحمٰن بھی قتل ہو گیا اس کی عمر ۱۳ سال تھی' اور اس کا چھوٹا بیٹا مبارک قیدی بن گیا اور اس کی تینوں بہنوں فاطمہ' خدیجہ اور مریم کو بھی قیدی بنایا گیا اور دارالخلافت سے تقریباً ایک ہزار دوشیزگان کو قیدی بنایا گیا' واللہ اعلم' انا للہ وانا الیہ راجعون

اور دارالخلافۃ کے استاذ شیخ محی الدین یوسف بن شیخ ابوالفرج ابن الجوزی کو بھی قتل کر دیا گیا' وہ وزیر کا دشمن تھا' اور اس کے تینوں بیٹوں عبداللہ' عبدالرحمٰن اور عبدالکریم اور اکابر حکومت کو یکے بعد دیگرے قتل کر دیا گیا' جن میں دیودار صغیر مجاہد الدین ایبک' شہاب الدین سلیمان شاہ اور امرائے اہل سنت اور اکابر شہر کی ایک جماعت بھی شامل تھی اور دارالخلافۃ سے بنو عباس کے ایک شخص کو بلایا جاتا اور وہ اپنی اولاد اور بیویوں سمیت آتا اور اسے الخلال کے قبرستان میں تماشا گاہ کے سامنے لے جایا جاتا اور اسے بکری کی طرح ذبح کر دیا جاتا' اور اس کی بیٹیوں اور لونڈیوں میں سے جسے وہ پسند کرتے قیدی بنا لیا جاتا اور شیخ الشیوخ مؤدب الخلیفہ صدر الدین علی بن النیار کو قتل کر دیا گیا' اور خطباء' ائمہ اور حفاظِ قرآن کو بھی قتل کر دیا گیا اور کئی ماہ تک بغداد میں' مساجد' جماعات اور جمعہ کی نمازیں معطل رہیں اور وزیر ابن العلقمی نے۔ خدا اس پر لعنت کرے۔ چاہا کہ وہ بغداد میں مساجد مدارس اور خانقاہوں کو بیکار کر دے اور رافضیوں کے محلات اور مزارات کو قائم رہنے دے۔ نیز یہ کہ وہ رافضہ کے لیے ایک عظیم مدرسہ تعمیر کرے اور وہ اپنے علم اور علم کو وہاں پھیلائیں' مگر اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی طاقت نہ دی بلکہ اس کی آسودگی کو ختم کر دیا اور اس واقعہ کے چند ماہ بعد اس کی عمر کا خاتمہ کر دیا۔ اور اس کے پیچھے اس کے بیٹے کو بھی بھیج دیا اور وہ دونوں دوزخ کے نچلے گڑھے میں اکٹھے ہو گئے۔ واللہ اعلم

اور جب امیر مقدر گذر گیا' اور چالیس دن بھی گزر گئے' تو بغداد اپنی چھتوں کے بل گرا پڑا تھا۔ اور وہاں کوئی شاذ آدمی ہی تھا' اور راستوں میں مقتولین ٹیلوں کی طرح پڑے تھے اور ان پر بارش ہوئی اور ان کی شکلیں بدل گئیں اور شہر ان کی مردار لاشوں سے بدبودار ہو گیا' اور ہوا بدل گئی جس کے باعث سخت بیماری پیدا ہو گئی' حتیٰ کہ وہ متعدی ہو کر ہوا میں سرایت کر کے بلاد شام کو چلی گئی' اور فضا کے بدل جانے اور ہوا کے خراب ہو جانے سے بہت سے لوگ مر گئے' اور لوگوں پر گرانی' وبا' فنا اور طاعون اکٹھی ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور جب بغداد میں امان کا اعلان کیا گیا' تو وہ لوگ جو زیر زمین' زمین دوز قید خانوں' گڑھوں اور قبرستانوں میں پوشیدہ تھے باہر نکل آئے اور جب انہیں ان کی قبریں اکھیڑ کر نکالا گیا تو وہ مردوں کی طرح تھے اور انہوں نے ایک دوسرے کو نہ پہچانا اور باپ اپنے بیٹے کو اور بھائی اپنے بھائی کو نہ پہچانتا تھا' اور انہیں سخت بیماری نے آلیا' اور وہ فنا ہو گئے اور اپنے پہلے مقتولین کے ساتھ جا ملے اور وہ زمین کے نیچے اس کے حکم سے جمع ہو گئے جو پوشیدہ اور ظاہری باتوں کو جانتا ہے۔

اللّٰہ لا الٰہ الا ھو لہ الاسماء الحسنی.

اور سلطان مسلط ہلاکو خان اس سال کے جمادی الاولیٰ میں بغداد سے اپنے ملک کے ہیڈ کوارٹر کو کوچ کر گیا اور بغداد کے معاملے کو امیر علی بہادر کے سپرد کر دیا۔ اور اس نے اسے الشحنکیہ اور وزیر ابن العلقمی کے سپرد کر دیا' مگر اللہ نے اسے مہلت نہ دی۔ اور نہ اسے چھوڑا۔ بلکہ اسے جمادی الآخرہ ۶۶۳ھ کے آغاز میں مقتدر غالب کی طرح گرفت میں لے لیا اور اسے ان شاء اور ادب میں فضیلت حاصل تھی' لیکن وہ سخت شیعہ اور خبیث رافضی تھا پس وہ غم واندوہ اور ندامت سے مر گیا اور موت نے اس کے کجاوے کو گرا دیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے عزالدین بن الفضل محمد نے وزارت سنبھالی اور اللہ تعالیٰ نے اسے بھی اس سال کے باقی ماندہ ایام میں اس کے باپ کے ساتھ ملا دیا۔

اور ابو شامہ اور ہمارے شیخ ابو عبداللہ الذہبی اور قطب الدین الیونینی نے بیان کیا ہے کہ اس سال لوگوں کو شام میں سخت وبا نے آلیا' اور انہوں نے اس کا سبب فضا اور ہوا کی خرابی بیان کی ہے' جو بلاد عراق میں مقتولین کی کثرت سے خراب ہو گئی تھی' اور یہ خرابی پھیل کر بلاد شام تک پہنچ گئی۔

اور اس سال مصریوں نے شاہ الکرک ملک مغیث عمر بن العادل الکبیر سے جنگ کی اور اس کی قید میں بحری امراء کی ایک جماعت تھی جن میں رکن الدین بیبرس البندقداری بھی شامل تھا پس مصریوں نے انہیں شکست دے دی اور ان کے پاس جو اموال و اثقال تھے انہیں لوٹ لیا۔ اور انہوں نے سرکردہ امراء کی ایک جماعت کو قیدی بنا لیا اور انہیں باندھ کر قتل کر دیا اور وہ نہایت برے حال میں الکرک کی طرف واپس آ گئے اور زمین میں فساد کرنے لگے' اور شہروں میں خرابی کرنے لگے' سو اللہ نے شاہ دمشق ناصر کو بھیج دیا' اس نے انہیں اس بات سے روکنے کے لیے فوج بھیجی تو بحریہ نے انہیں شکست دی اور انہوں نے مدد طلب کی تو ناصر خود ان کے مقابلہ میں گیا' مگر انہوں نے اس کی طرف التفات نہ کیا اور رکن الدین بیبرس کے مشورہ سے اس کے خیمے کی جس میں وہ موجود تھا' طنابیں کاٹ دیں اور جنگوں اور مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا' جن کی تفصیل طویل ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

خلیفہ وقت مستعصم باللہ:

عراق میں بنو عباس کا آخری خلیفہ امیر المومنین ابو احمد عبداللہ بن المستنصر باللہ ابی جعفر منصور بن الظاہر بامر اللہ ابی نصر محمد بن ناصر لدین اللہ ابی العباس احمد بن المستضی بامر اللہ ابی محمد الحسن بن المستنجد باللہ ابی المظفر یوسف بن المقتضی لامر اللہ ابی عبداللہ محمد بن

المستظہر باللہ ابی العباس احمد بن المقتدی باللہ ابی القاسم عبداللہ بن الذخیرہ ابی العباس محمد بن القائم بامر اللہ عبداللہ بن القادر باللہ ابی العباس احمد بن الامیر اسحاق بن المقتدر باللہ ابی الفضل جعفر بن المعتضد باللہ ابی العباس احمد بن الامیر الموفق ابی احمد طلحہ بن المتوکل علی اللہ ابی الفضل جعفر بن المعتصم باللہ ابی اسحاق محمد بن الرشید ابی محمد ہارون بن المہدی ابی عبداللہ محمد بن المنصور ابی جعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب بن ہاشم الہاشمی العباسی اس کی پیدائش ۶۰۹ھ میں ہوئی اور اس کی بیعت خلافت ۲۰/ جمادی الاولیٰ ۶۴۰ھ کو ہوئی اور اس کا قتل ۱۴/ صفر ۶۵۶ھ کو بدھ کے روز ہوا اور قتل کے روز اس کی عمر ۴۷ سال تھی' وہ خوبصورت' نیک نیت' صحیح العقیدہ اور عدل وانصاف اور کثرت صدقات اور علماء وعباد کے اکرام میں اپنے باپ المستنصر کی اقتداء کرنے والا تھا اور اس کے لیے حافظ ابن النجار نے مشائخ خراسان کی ایک جماعت سے اس کے لیے اجازت طلب کی' جس میں المؤید طوسی' ابوروح عبدالعزیز بن محمد الہروی' ابوبکر القاسم بن عبداللہ الصغار وغیرہ شامل تھے' اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے' جس میں اس کا مؤدب شیخ الشیوخ صدر الدین ابوالحسن علی بن محمد النیار بھی شامل ہے اور اس نے امام محی الدین ابن الجوزی اور شیخ نجم الدین البادرائی کو خود اجازت دی اور وہ اپنے باپ اور دادا کی طرف سلف کے طریق اور جماعت کے اعتقاد کے مطابق سنی تھا' لیکن اس میں نرمی' بے احتیاطی اور مال کی محبت اور اس کے جمع کرکے عادت پائی جاتی تھی۔ اور اس کی جملہ عادات میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے اس امانت کو جائز سمجھ لیا جسے ناصر بن داؤد بن المعظم نے اس کے پاس امانت رکھا تھا' اور اس کی قیمت تقریباً ایک لاکھ دینار تھی' اور خلیفہ جیسے آدمی سے یہ بات بری ہے اور اس سے کم تر آدمی کے لیے بھی یہ بات بہت بری ہے' بلکہ اہل کتاب میں سے اگر تو کسی کو ایک ڈھیر پر امین بنائے تو وہ اسے تجھے ادا کر دے گا جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (اور ان میں سے کسی کو تو اگر ایک دینار پر امین بنائے تو وہ اسے تجھے ادا نہیں کرے گا سوائے اس کے کہ تو ہمیشہ اس کی نگرانی کرتا رہے)

تاتاریوں نے اسے مظلومانہ طور پر اس سال ۱۴/ صفر کو بدھ کے روز قتل کر دیا اور اس کی عمر ۴۶ سال چار ماہ تھی' اور اس کی مدت خلافت ۱۵/ سال ۸ ماہ کچھ دن تھی' رحمہ اللہ واکرم مثواہ' اور اس کے بعد اس کے دونوں بیٹے بھی قتل ہو گئے' اور تیسرا بیٹا اس کی تین صلبی بیٹیوں کے ساتھ قیدی بن گیا اور اس کے بعد منصب خلافت زائل ہو گیا اور بنوعباس میں اس کی جگہ پر کرنے والا کوئی نہ رہا' اور یہ لوگوں کے درمیان عدل سے فیصلہ کرنے والے خلفائے بنوعباس میں سے آخری خلیفہ تھا' اور ان میں سے تھا جن سے بخشش کی امید رکھی جاسکتی ہے اور جن کی جنگ سے خوف کھایا جاتا ہے' وہ جس طرح عبداللہ بن سفاح سے شروع ہوئے تھے اسی طرح عبداللہ مستعصم پر ختم ہو گئے' اور سفاح کی بیعت خلافت اور اس کی حکومت کا ظہور بنی امیہ کی حکومت کے خاتمہ پر ۱۳۲ھ میں ہوا جیسا کہ اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے اور ان کا آخری خلیفہ عبداللہ مستعصم تھا' جس کی حکومت وخلافت کا اس سال خاتمہ ہو گیا ان کا مجموعی زمانہ پانچ سو چوبیس سال بنتا ہے اور عراق سے ان کی حکومت کا کلیتہً خاتمہ چار سو پچاس سال بعد البساسیری کے زمانے میں ہوا' پھر وہ پہلے کی طرح دوبارہ قائم ہو گئی' اور ہم نے اسے تفصیل کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم بامر اللہ کے زمانے میں بیان کیا ہے۔

اور بنوعباس تمام بلاد پر اس طرح حکمران نہ تھے' جیسے بنوامیہ تمام بلاد واقطار وامصار پر غالب تھے' بلاشبہ بلاد مغرب بنوعباس کے ہاتھوں سے نکل گئے' شروع شروع میں بنی امیہ کے ایک شخص نے جو ان میں سے عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک کی

اولاد میں سے بچ گیا تھا' اس پر قبضہ کیا' پھر لمبے زمانے کے بعد اس پر ملوک متغلب ہو گئے' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' اور اس نے بنو عباس کو مدعین کی حکومت سے ملایا ہے کہ وہ بلاد مصر اور بعض بلاد مغرب میں فاطمیوں میں سے ہیں اور بعض اوقات بلاد شام اور حرمین میں بھی لمبے زمانے تک رہے ہیں اور اسی طرح ان کے ہاتھوں سے بلاد خراسان اور ماوراء النہر کا علاقہ چھن گیا' جنہیں بادشاہ باری باری لیتے رہے' حتیٰ کہ خلیفہ کے پاس بغداد اور چند بلاد عراق کے سوا کچھ باقی نہ رہا اور یہ ان کی خلافت کی کمزوری اور شہوات میں اشتغال اور اکثر اوقات اموال جمع کرنے کی وجہ سے ہوا' جیسا کہ حوادث اور الوفیات میں سے اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

فاطمیوں کی حکومت تقریباً تین سو سال تک قائم رہی' حتیٰ کہ ان کا آخری خلیفہ العاضد تھا' جو ۵۶۰ھ کے بعد حکومتِ صلاحیہ ناصریہ قدسیہ میں فوت ہوا اور فاطمی بادشاہوں کی تعداد ۱۴ ہے اور ان کی آزاد حکومت کی مدت ۲۹۷ھ سے العاضد کی وفات تک ہے جو ۵۶۰ھ سے چند سال اوپر ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے بعد آنے والی خلافت نبوت تیس سال تھی' جیسا کہ صحیح حدیث نے بیان کیا ہے اور اس میں حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم پھر آپ کے بیٹے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما چھ ماہ تک خلیفہ رہے حتیٰ کہ تیس سال پورے ہو گئے' جیسا کہ ہم نے دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے' پھر وہ حکومت بن گئی' اور سب سے پہلا اسلامی بادشاہ بنی ابی سفیان میں سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ تھا پھر اس کا بیٹا یزید پھر اس کے بیٹے کا بیٹا یزید بن معاویہ بادشاہ بنا' اور یہ بطن جس کا آغاز حضرت معاویہؓ سے ہوا' معاویہ پر ختم ہو گیا' پھر مروان بن الحکم ابن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بادشاہ بنا پھر اس کا بیٹا عبدالملک' پھر ولید بن عبدالملک' پھر اس کا بھائی سلیمان' پھر اس کا عمزاد' حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز' پھر یزید بن عبدالملک' پھر ہشام بن عبدالملک پھر ولید بن یزید' پھر یزید بن ولید پھر اس کا بھائی ابراہیم الناقص' وہ بھی ولید کا بیٹا تھا' پھر مروان پھر محمد بن مروان' جس کا لقب حمار تھا' اور یہ ان کا آخری خلیفہ تھا اور ان کے پہلے خلیفہ کا نام مروان تھا' اور آخری کا نام بھی مروان تھا پھر ان کا اوّل سے آخر تک خاتمہ ہو گیا اور بنو عباس کا پہلا خلیفہ عبداللہ سفاح تھا اور آخری عبداللہ مستعصم تھا' اور اسی طرح فاطمیوں کے پہلے خلیفہ کا نام عبداللہ العاضد تھا اور آخری کا نام بھی عبداللہ العاضد تھا۔ اور یہ اتفاق نہایت ہی عجیب وغریب ہے اور بہت کم لوگ اس سے آگاہ ہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم

اور یہ اشعار ایک فاضل شخص کے ہیں' جن میں اس نے سب خلفاء کا ذکر کیا ہے۔

اس خدا کی تعریف ہے جس کا عرش عظیم ہے اور وہ غالب یگانہ اور اس کی گرفت سخت ہے جو زمانے کو پلٹنے والا اور لوگوں کو نشور کے لیے جمع کرنے والا ہے' پھر محمد ﷺ پر ہمیشہ صلوٰۃ وسلام ہو اور آپ کی آل' اصحاب اور ائمہ اعلام پر بھی ہو' میں نے اختصار کے ساتھ یہ اشعار نظم کیے ہیں' جن میں میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد کھڑے ہونے والے خلفائے راشدین کو نظم کیا ہے' پھر ان کے بعد اب تک جو خلفاء بنے ہیں' میں نے نصیحت اور غور وفکر کے لیے انہیں بیان کیا ہے تاکہ عقلمند کو معلوم ہو جائے کہ واقعات کیسے رونما ہوئے ہیں' تمام صاحب اقتدار اور بادشاہ ہلاکت وفنا کے سامنے پیش ہونے والے ہیں اور ہر عبرت حاصل کرنے والے کے لیے گردش لیل ونہار میں غور وفکر کی باتیں موجود ہیں اور اصلاح کرنے والا بادشاہ جسے چاہتا ہے اپنے ملک میں وارث بنا دیتا ہے۔ تمام

مخلوق اور بادشاہ فنا ہونے والے ہیں اور پیدا کرنے والے بادشاہ کے سوا کوئی بادشاہ ہمیشہ نہیں رہے گا' وہ ملک قہار' پاک ہے اور عزو بقاء میں منفرد ہے اور اس کے سوا باقی ہر چیز ختم ہونے والی ہے' حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے پہلے ابن ابی قحافہ کی بیعت خلافت ہوئی' یعنی حضرت صدیق امام ہادی بنے پھر آپ کے بعد فاروق بنے آپ نے بلاد امصار کو فتح کیا اور آپ کی تلواروں نے کفار کی بیخ کنی کی اور آپ نے عدل کر کے زمین و آسمان کے جبار کو راضی کیا اور لوگوں نے ذوالنورین کو بھی پسند کیا' پھر سبطین کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی پسند کیا پھر حضرت حسنؓ کے ساتھ فوجیں آئیں' قریب تھا کہ وہ از سر نو فتنے پیدا کریں' مگر اللہ نے آپ کے ہاتھ پر اصلاح کر دی' جیسا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے آپ کی طرف یہ بات منسوب کی ہے اور لوگوں نے حضرت معاویہؓ پر اتفاق کر لیا اور یہ واقعہ سب راویوں نے بیان کیا ہے اور آپ نے اپنی مرضی کے مطابق حکومت کو استوار کیا' پھر آپ کے بعد یزید خلیفہ بنا' پھر اس کے بیٹا جو نیک اور ہدایت والا تھا' خلیفہ بنا یعنی ابولیلیٰ' جو درویش تھا اس نے امارت کو چھوڑ دیا۔ کسی کے غلبہ سے نہیں بلکہ اسے اس کی خواہش ہی نہ تھی' اور حضرت ابن زبیر حجاز میں حکومت کی جستجو میں کوشاں تھے' اور شام میں انہوں نے مروان کی بیعت اس کے حکم سے کی جو کن کہتا ہے اور کام ہو جاتا ہے اور اس نے ایک سال ہی حکومت کی اور اس کے ساتھ موت کے تیروں نے کشتی کی اور عبدالملک کے لیے حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کا سعد ستارہ فلک میں روشن ہوا اور جس نے بھی حکومت میں اس سے کشاکش کی وہ ہلاکت کی تلواروں سے قتل ہو کر گرا۔

اور مصعب عراق میں قتل ہو گئے' اور اس نے پھاڑنے والے حجاج کو انتقام کی تلواروں کے ساتھ حجاز کی طرف روانہ کیا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما حرم کی پناہ لیے ہوئے تھے' اور اس نے آپ کے قتل کے بعد آپ کو صلیب دے کر ظلم کیا اور ان کے بارے میں اپنے رب سے نہ ڈرا اور جب اس کے معاملات صاف ہو گئے' تو زمانہ اس سے پلٹ گیا' پھر اس کے بعد ولید آیا' پھر سلیمان آیا' جو صاحبِ رشد جوان ہے' پھر مخلوق میں حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کا عدل پھیل گیا' آپ نے حکم الٰہی کے مطابق اپنے رب کی اطاعت کی اور آپ کو زخمی سر والا اور صوم وصلوٰۃ کا پابند اور متقی کہا جاتا تھا۔ آپ نے عدل و احسان کیا اور ظالموں اور سرکشوں کو رکاوٹ کی اور سنت رسول کی اقتداء کی اور خلفائے راشدین کی اقتدا کی اور اسلام نے آپ کی موت کا پیالہ گھونٹ گھونٹ کر کے پیا اور لوگوں نے آپ کے بعد آپ کی مثال نہیں دیکھی' پھر یزید بن ہشام پھر ولید خلیفہ بنا' جس کی کھوپڑی پھٹ گئی اور پھر یزید الناقص خلیفہ بنا اور اس کے پاس اس کی موت کشتی کرتی ہوئی آئی اور ابراہیم کی مدت دراز نہ ہوئی' اور اس کے ہر معاملے میں سقم تھا' پھر مروان کو بادشاہت ملی اور جو کچھ ہونا تھا ہوا اور اس کے ہاتھوں حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور حوادث زمانہ نے اس پر حملہ کیا اور اس کا قتل الصعید میں ہوا اور کثرت تعداد نے اسے کچھ فائدہ نہ دیا۔ اور اس میں آل الحکم کی موت تھی' اور ان سے کئی قسم کی نعمتیں چھن گئیں' پھر بنو عباس کی حکومت آ گئی جو ہم میں پختہ بنیاد کے ساتھ قائم رہی اور ارض عجم سے بیعت آ گئی اور سب قوموں نے ان کی بیعت گلے میں ڈالی' اور لوگوں میں سے جس نے بھی ان سے کشاکش کی وہ ہاتھوں اور منہ کے بل قتل ہو کر گرا۔

اور میں نے ان لوگوں کا ذکر جنہوں نے حکومت سنبھالی' اس وقت کیا ہے جب مستعصم نے حکومت سنبھالی ہے' ان کی پہلی کی صفت سفاح بیان کی جاتی ہے اور اس کے بعد منصور ذوالجناح ہوا ہے۔ پھر اس کے بعد مہدی ہوا اور اس کے پیچھے موسیٰ ہادی ہوا' اس

کے بعد ہارون الرشید ہوا' پھر جب اس نے موت کا مزہ چکھا تو امین خلیفہ بنا اور اس کے قتل کے بعد مامون خلیفہ بنا اور اس کے بعد معتصم خلیفہ بنا اور معتصم کے بعد واثق خلیفہ بنا' پھر اس کے بعد عہد و پیمان کا پورا کرنے والا جعفر خلیفہ بنا اور خدائے عرش نے متوکل کے بارے میں نیت صاف کی اور اس نے اپنے زمانے میں بدعت کو غلط ثابت کیا اور سنت اس کے زمانے میں قائم ہوئی اور اس کے زمانے میں کوئی گمراہ کن بدعت نہ رہی اور اس نے معتزلی کو ذلت کا لباس زیب تن کرا دیا جب تک آسمان میں ستارے طلوع وغروب ہوتے ہیں اس پر ہمیشہ اللہ کی رحمت ہو' اس کے بعد معتمد خلیفہ بنا اور اس نے حکومت کو استوار کیا اور اس کی شہادت پر المستنصر کھڑا ہوا' اور اس کے بعد المستعین خلیفہ بنا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اور اس کی وفات کے بعد المعتز آ گیا۔ جو ہدایت کا جویاں اور صاحب عزت ہے اور المکتفی کا ذکر بلند صحائف میں لکھا ہے اور اس کے بعد المقتدر نے امور کا انتظام کیا اور القاہر کی عزت سے حکومت مضبوط ہوئی اور اس کے بعد الراضی فخر والا ہوا' اور المتقی کے بعد المستکفی ہوا' پھر مطیع خلیفہ بنا' جس کی کوئی اولاد نہیں' پھر القادر خلیفہ بنا جو زاہد و شاکر تھا' پھر المقتدی اور اس کے بعد المستظہر' پھر المسترشد خلیفہ بنا' پھر اس کے بعد الراشد' پھر المقتفی خلیفہ بنا اور جب وہ مر گیا تو انہوں نے یوسف سے مدد طلب کی' جو اپنے افعال میں عادل اور اپنے اقوال میں صادق و مصدوق ہے' اور ناصر لوگوں میں جب تک رہا وہ تیز فہم سخت جنگجو تھا' پھر اس کے بعد الظاہر آیا جس کے عدل کو ہر جاننے والا جانتا ہے اور اس کی حکومت چند ماہ ہی رہی اور وہ ہلاک ہو گیا اور اس کا زمانہ المستنصر تک رہا جو عادل اور شریف الاصل تھا اور وہ سترہ سال چند ماہ تک نیک ارادوں کے ساتھ لوگوں کا انتظام کرتا رہا' پھر وہ جمادی الآخرۃ ۶۴۰ء میں فوت ہو گیا اور لوگوں نے مستعصم کی بیعت کر لی' ہمارا رب اس پر رحم فرمائے' اس نے اطراف میں ایلچی بھیجے جو بیعت اور اتفاق کا فیصلہ کرتے تھے اور انہوں نے اس کے ذکر سے منابر کو شرف بخشا اور اس کی سخاوت میں اچھے کاموں کی اشاعت کی اور آفاق میں اس کے حسن سیرت اور رعیت میں اس کے بے پناہ عدل کا چرچا ہو گیا۔

شیخ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ پھر اس کے بعد میں نے یہ اشعار کہے ہیں ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اسے تاتاریوں کے ذریعے آزمایا جو سرکش چنگیز خان کے پیروکار تھے وہ اس کے پوتے ہلاکو خان کے ساتھ رہا مگر اس کی حکومت سے اسے رہائی نہ ہوئی' انہوں نے اس کی افواج اور جمعیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اسے اور اس کے اہل کو قتل کر دیا اور بغداد اور دیگر شہروں کو برباد کر دیا۔ اور پوتوں اور دادوں کو قتل کر دیا' اور عورتوں کے ساتھ اموال بھی لوٹ لیے اور وہ خدائے عظیم کی سطوت سے نہ ڈرے اور اس کے حلم اور مہلت نے انہیں دھوکہ دیا اور یہ اس کے علم وحکمت کا تقاضا تھا' اور اس کے بعد خلافت کا خاتمہ ہو گیا اور اس جیسی آفت تاریخ نے بیان نہیں کی ۔

پھر الظاہر نے حکومت قائم کی جو المستنصر کا خلیفہ تھا' پھر اس کے بعد امام عالم بیبرس حاکم بنا پھر اس کا بیٹا خلیفہ المستکفی ہوا' پھر اس کے بعد ایک جماعت حکمران بنی جس کے پاس نہ علم تھا نہ پونجی تھی پھر ہمارے وقت کا متولی المعتضد ہوا اور زمانہ اس جیسے شخص کے حسن اخلاق واعتقاد اور شیرینی میں نظیر نہیں پاتا اور اس کی نظیر کیسے نہ ہو جبکہ وہ پہلے لوگوں کی نشانی ہے وہ خدا کے فضل سے بلاد وعباد کے سردار بنے اور انہوں نے علاقوں کو عدل اور انصاف سے بھر دیا' وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں جو بلا شبہ سب مخلوق سے افضل ہیں' جب تک کہ زمانہ قائم ہے خدائے ذوالجلال ان پر رحمت فرمائے۔

باب:

اور فاطمی کم تعداد میں تھے لیکن ان کی مدت دراز ہوئی اور انہوں نے دو سو اٹھاسی سال سے کچھ اوپر حکومت کی اور وہ اہل سنت تھے اور ان کی تعداد چودہ تھی' المہدی' القائم' المنصور' اور المعز' یعنی المعز جس نے قاہرہ کی بنیاد رکھی' پھر العزیز جو نوافرقہ کا حاکم تھا اور الظاہر' المستنصر' اور المستعلی اور الآمر اور الحافظ اور الظافر اور الفائز اور سب کے آخر میں العاضد خلیفہ بنا اور ان کا کوئی انکار کرنے والا نہیں' وہ پانچ سو سال کے چند سالوں بعد ہلاک ہو گیا اور ان کی اصل یہود ہے اور وہ شریف الاصل نہیں' یہ سرکردہ ائمہ نے فتویٰ دیا ہے' اللہ کے دین کے مددگار اس امت سے ہوں گے۔

باب:

اسی طرح خلفائے بنوامیہ کا حال ہے ان کی تعداد رافضیہ کی تعداد کی مانند ہے' لیکن ان کی مدت سو سال سے کم ہے اور امام عمر متقی کے سوا وہ سب ناصبی تھے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پھر آپ کا بیٹا یزید پھر آپ کا پوتا معاویہ جو راست رو تھا' پھر مروان پھر اس کا بیٹا عبدالملک' جو ابن زبیر کا ان کی وفات تک مقابلہ کرتا رہا' پھر وہ آپ کے بعد بقیہ علاقے میں خود مختار بادشاہ بن گیا' پھر شریف الاصل ولید جو جامع کا بانی ہے جس کی مانند کوئی جامع نہیں' پھر سخی سلیمان اور عمر' پھر یزید ہشام اور عہد شکن یعنی ولید بن یزید فاسق پھر یزید بن ولید جس کا لقب ناقص تھا' حالانکہ وہ کامل تھا' پھر ابراہیم جو عقلمند تھا' پھر مروان الحمار الجعدی' یہ ان کا آخری خلیفہ ہے اور تکمیل پر اللہ کا شکر ہے اسی طرح انعام ہم پر ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں' پھر عدد کی تکمیل کے مطابق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہو اور آپ کے آل واصحاب پر دیگر اوقات واعصار میں بھی درود ہو' یہ اشعار کاتب نے نظم کیے ہیں اور آٹھ مناقب کا تتمہ ہے۔

اور خلیفہ کے ساتھ قتل ہونے والوں میں دمشق میں الجوزیہ کا وقف کرنے والا استاد دار الخلافت محی الدین یوسف بن الشیخ جمال الدین ابوالفرج الجوزی' عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبیداللہ بن عبداللہ بن حماد بن احمد بن جعفر بن عبداللہ بن القاسم بن النضر بن محمد بن ابی بکر الصدیق القرشی التیمی' البکری' البغدادی الحنبلی المعروف بابن الجوزی بھی شامل تھا۔

آپ ذوالقعدہ ۵۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور پروان چڑھ کر خوبصورت جوان بنے اور جب آپ کا باپ فوت ہوا تو آپ نے اس کی جگہ پر بہت اچھا وعظ کیا' پھر آپ ہمیشہ ہی مناصب دنیا میں متقدم رہے اور آپ اچھے وعظ اور اچھے اشعار کے ساتھ بغداد کے محتسب بھی بنے' پھر آپ نے ۶۳۲ھ میں المستنصریہ میں حنابلہ کی تدریس کا کام سنبھالا اور آپ اور بھی تدارلیس کراتے تھے' اور آپ نے دار الخلافۃ کے استاد کا کام بھی سنبھالا' اور آپ بنی ایوب وغیرہ خلفاء کی طرف سے ملوک کے ایلچی تھے اور آپ کی جگہ آپ کا بیٹا عبدالرحمٰن احتساب اور وعظ کے لیے کھڑا ہوا' پھر احتساب اس کے تین بیٹوں عبدالرحمٰن' عبداللہ اور عبدالکریم میں منتقل ہو گیا' اور یہ بھی اس کے ساتھ قتل ہو گئے۔ رحمہم اللہ

اور یہ محی الدین احمد کے مذہب کا مصنف ہے۔ اور ابن الساعی نے آپ کے اچھے اشعار بیان کیے ہیں' جن میں وہ اجتماعات اور اعیاد میں خلیفہ کو مبارکباد پیش کرتا ہے' جو فضیلت وفصاحت پر دلالت کرتے ہیں اور اس نے دمشق میں الجوزیہ کو وقف کیا اور یہ بہترین مدارس میں سے ہے' اللہ اسے قبول فرمائے۔

الصرصری المادح رحمہ اللہ:

یحییٰ بن یوسف بن یحییٰ بن منصور بن المعمر عبدالسلام شیخ امام علامہ جو کئی علوم میں یکتا فاضل تھے جمال الدین ابوزکریا الصرصری فاضل مادح حنبلی نابینا بغدادی آپ کے اشعار کا بڑا حصہ رسول اللہ ﷺ کی مدح میں ہے اور آپ کا دیوان اس بارے میں مشہور و معروف ہے بیان کیا جاتا ہے کہ لغت میں آپ کو صحاح الجوہری مکمل طور پر حفظ تھی اور آپ نے شیخ عبدالقادر کے شاگرد شیخ علی بن ادریس کی صحبت اختیار کی آپ تیز فہم تھے اور نور سے بھڑ کتے تھے اور آپ فی البدیہ سرعت کے ساتھ فصیح و بلیغ اشعار نظم کرتے تھے اور آپ نے موفق الدین بن قدامہ کی تالیف الکافی اور مختصر الخرقی کو بھی نظم کیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں آپ کی جو مدائح ہیں ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بیس جلدوں تک پہنچتی ہیں اور آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے مخلوقات میں سے صرف انبیاء کی مدح کی ہے اور جب تاتاری بغداد آئے تو آپ کو کرمون بن ہلاکو کی طرف بلایا گیا تو آپ نے اس کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آپ نے اپنے گھر میں پتھر تیار کیے اور جب تاتاری آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو ان پتھروں سے مارا اور ان میں سے ایک جماعت کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان میں سے ایک کو اپنے سوٹے سے قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ اور آپ کی عمر ۶۸ سال تھی اور قطب الدین الیونینی نے آپ کے دیوان سے کچھ اچھے اشعار الذیل میں آپ کے حالات میں بیان کیے ہیں' جو پورے حروف ابجد پر حاوی ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت سے طویل قصائد بیان کیے ہیں۔

البھاز ہیر صاحب الدیوان:

زہیر بن محمد بن علی بن یحییٰ بن الحسین بن جعفر المہلبی العتکی' المصری' آپ مکہ میں پیدا ہوئے اور قوص میں پروان چڑھے اور قاہرہ میں قیام کیا' آپ زبردست شاعر اور نہایت خوشخط شخص تھے' آپ کا دیوان مشہور ہے آپ سلطان صالح ایوب کے پاس آئے اور آپ لوگوں سے بھلائی کرنے اور ان سے شر کو دور کرنے میں بہت مروت کرنے والے تھے' اور ابن خلکان نے آپ کی تعریف کی ہے اور بیان کیا ہے کہ آپ نے مجھے اپنے دیوان کی روایت کی اجازت دی ہے اور قطب الیونینی نے آپ کے حالات تفصیل سے بیان کیے ہیں۔

حافظ زکی الدین المنذری:

عبدالعظیم بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سلامہ بن سعد بن سعید' امام علامہ محمد ابوزکی الدین المنذری' الشافعی المصری' آپ اصلاً شامی ہیں اور مصر میں پیدا ہوئے اور وہاں طویل مدت تک شیخ الحدیث رہے اور طویل سالوں سے وفارۃ اور رحلت آپ کی طرف ہو رہی تھی اور بعض کا قول ہے کہ آپ ۵۸۱ھ میں شام میں پیدا ہوئے اور کثیر سے سماع کیا اور سفر کیا اور طلب کیا۔ اور اس مقام کے لیے مشقت برداشت کی' حتیٰ کہ اپنے اہل زمانہ سے اس میں فوقیت لے گئے اور تصنیف کی اور مہارت حاصل کی اور صحیح مسلم اور سنن ابی داؤد کا اختصار کیا اور یہ پہلے اختصار سے بہترین ہے اور آپ کو لغت' فقہ اور تاریخ میں ید طولیٰ حاصل تھا اور آپ ثقہ' حجت' متلاشی اور زاہد تھے' اور آپ نے اس سال کی ۴ ذیقعدہ کو ہفتہ کے روز دارالحدیث کاملیہ مصر میں وفات پائی اور القرافہ میں دفن ہوئے۔

الانور ابوبکر بن محمد بن محمد بن عبدالعزیز:

ابن عبدالرحیم بن رستم اشعری' مشہور بیہودہ گو شاعر قاضی صدر الدین بن سناء الدولہ نے اسے گواہوں کے ساتھ کھڑیوں کے نیچے بٹھایا' پھر حاکم شہر ناصر نے اسے بلایا اور اسے اپنے ہمنشینوں اور ندیموں میں شامل کر لیا اور اسے فوجی خلعت دیئے اور آپ اس فن سے کسی دوسرے فن کی طرف نکل گئے اور آپ نے ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے جس کا نام آپ نے ''الزرجون فی الخلاعۃ والمجون'' رکھا ہے اور اس میں نظم ونثر اور بیہودہ گوئی کی بہت سی باتیں بیان کی ہیں' اور آپ کے ناقابل تعریف اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''عمر کی لذت پانچ چیزوں میں ہے اسے تو بے حیا شخص سے حاصل کر تو ادیب' فقیہ ہو جائے گا' وہ لذت شراب نوش ساتھی' گلوکارہ لونڈی' محبوب' شراب اور اس شخص کو گالی دینے میں ہے جو اس کے بارے میں ملامت کرے''۔

وزیر ابن العلقمی رافضی:

محمد بن احمد بن محمد بن علی بن ابی طالب' وزیر مؤید الدین ابوطالب ابن العلقمی وزیر المستعصم البغدادی اور اس نے المستنصر کے زمانے میں طویل مدت تک دار الخلافۃ کا استاد بن کر اس کی خدمت کی' پھر مستعصم کا وزیر بنا۔ اپنے بارے میں اور مستعصم کے بارے میں اور مسلمانوں کے بارے میں بڑا وزیر بن گیا' حالانکہ وہ انشاء وادب میں فاضل تھا اور وہ خبیث رافضی اور اسلام اور اہل اسلام کے بارے میں بری نیت رکھتا تھا اور اسے مستعصم کے زمانے میں اس قدر تعظیم اور وجاہت حاصل تھی جو کسی دوسرے وزیر کو حاصل نہ تھی' پھر اس نے اسلام کے خلاف مدد دی اور اس کے ساتھی کفار ہلاکو خان تھے' حتیٰ کہ اس نے اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ وہ کچھ کیا جس کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے' پھر اسے ان تاتاریوں کے ہاتھوں جن کی اس نے مدد کی تھی' ذلت اور اہانت پہنچی اور اس سے اللہ کا پردہ ہٹ گیا اور اس نے دنیاوی زندگی میں رسوائی کا مزا چکھا اور آخرت کا عذاب بڑا سخت اور باقی رہنے والا ہے۔ اور اسے ایک عورت نے دیکھا اور وہ تاتاریوں کے زمانے میں ذلت ورسوائی کی حالت میں ایک ٹٹو پر سوار تھا' اور اس پر نشان لگا ہوا تھا' اور اسے ایک ہانکنے والا ہانک رہا تھا' اور اس کے گھوڑے کو مار رہا تھا اور وہ اس کے ایک طرف کھڑے ہو کر اسے کہنے لگی اے ابن العلقمی بنو عباس اس طرح تیرے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے؟ یہ بات اس کے دل میں گڑ گئی اور وہ اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گیا' یہاں تک کہ غم' دھوکے' تنگی اور قلت وذلت میں اس سال کے جمادی الآخرہ کے آغاز میں مر گیا اور اس کی عمر ۶۳ سال تھی اسے روافض کی قبور میں دفن کیا گیا اور اس نے اپنے دونوں کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے تاتاریوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی ایسی اہانت دیکھی جو بیان نہیں کی جا سکتی' اور اس کے بعد اس کے خبیث بیٹے نے وزارت سنبھالی' پھر اللہ تعالیٰ نے ظالم بستیوں کی طرح اسے جلد ہی پکڑ لیا' اور ایک شاعر نے اس کی ہجو کرتے ہوئے اس کے بارے میں کہا ہے۔

''اے فرقہ ہائے اسلام نوحہ کرو اور افسوس کے ساتھ اس مصیبت پر جو مستعصم پر نازل ہوئی ہے مذبہ کرو۔ وزارت کا صدر مقام اس کے زمانے سے قبل ابن فرات کے لیے تھا' پس وہ ابن العلقمی کے لیے ہو گیا''۔

محمد بن عبدالصمد بن عبداللہ بن حیدرہ:

فتح الدین ابوعبداللہ العدل محتسب دمشق' آپ قابل تعریف اچھے طریق پر تھے اور آپ کا دادا العدل نجیب الدین ابومحمد

عبداللہ بن حیدرہ تھا' اس نے ۵۹۰ھ میں اس مدرسہ کو وقف کیا' جو الزبدانی مقام پر ہے اللہ اسے قبول فرمائے اور اسے نیک جزا دے۔

القرطبی مؤلف المفہم شرح مسلم:

احمد بن عمر بن ابراہیم بن عمر ابوالعباس انصاری قرطبی' مالکی فقیہ محدث اور اسکندریہ کا مدرس' آپ ۵۷۸ھ میں قرطبہ میں پیدا ہوئے اور وہاں کثیر سے سماع کیا اور صحیحین کا اختصار کیا اور صحیح مسلم کی شرح لکھی جس کا نام المفہم ہے اور اس میں اچھی باتیں لکھی ہوئی ہیں۔

کمال اسحاق بن احمد بن عثمان:

آپ شافعیہ کے ایک مشائخ ہیں' آپ سے شیخ محی الدین النووی وغیرہ نے علم حاصل کیا ہے' آپ الرواحیہ میں مدرس تھے' آپ نے اس سال کے ذوالقعدہ میں وفات پائی۔

العماد داؤد بن عمر بن یحییٰ بن عمر بن کامل:

ابوالمعالی وابوسلیمان الزبیدی المقدسی ثم الدمشقی خطیب بیت الآبار' آپ نے ابن عبدالسلام کے بعد جامع اموی میں چند سال خطابت کی اور الغزالیہ میں درس دیا پھر آپ بیت الآبار میں واپس آ گئے' اور وہیں وفات پائی۔

علی بن محمد بن الحسین صدرالدین ابوالحسن بن النیار شیخ الشیوخ بغداد' آپ پہلے امام مستعصم کے مؤدب تھے' اور جب تھوڑے وقت کے لیے خلافت اس کے پاس آئی تو اس نے آپ کو بلند کیا اور عظمت دی اور آپ کو اس کے ہاں وجاہت حاصل ہوئی اور امور کی باگ ڈور آپ کے پاس آ گئی' پھر آپ تاتاریوں کے ہاتھوں یوں ذبح ہوئے جیسے بکری ذبح ہوتی ہے۔

شیخ علی عابد خباز:

بغداد میں آپ کے اصحاب واتباع تھے اور آپ کا زاویہ بھی تھا' جس کی زیارت کی جاتی تھی' تاتاریوں نے آپ کو قتل کر کے آپ کے زاویہ کے دروازے کی کوڑی پر پھینک دیا آپ تین دن وہاں پڑے رہے' حتیٰ کہ کتے آپ کا گوشت کھا گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے اس حال کی خبر دے دی تھی۔

محمد بن اسماعیل بن احمد بن ابی الفرج ابوعبداللہ المقدسی:

آپ راد کے خطیب تھے آپ نے کثیر سے سماع کیا اور نوے سال زندہ رہے اور ۵۵۳ھ میں پیدا ہوئے اور لوگوں نے آپ کو کثیر سے سماع کرایا اور آپ نے اس سال اپنے شہر رادا میں وفات پائی۔

شاہ موصل بدرلؤلؤ:

اس کا لقب الملک الرحیم ہے' اس نے سو سال[1] کی عمر میں وفات پائی اور اس نے تقریباً پچاس سال موصل پر حکومت کی' یہ

---

[1] مصری نسخہ میں ۸۰ سال کی عمر میں وفات پانے کا ذکر ہے۔

عقلمند زیرک اور فریب کار شخص تھا' یہ اپنے استاد کے بیٹوں کے خلاف ہمیشہ سازشیں کرتا رہا' حتیٰ کہ اس نے انہیں تباہ کر دیا اور موصل سے اتابکی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور جب عظیم قبیح معرکہ کے بعد ہلاکو خان بغداد سے الگ ہوا تو یہ اس کی خدمت میں اس کا مصیح بن کر گیا اور اس کے پاس ہدایا اور تحائف بھی تھے' سو اس نے اس کا اعزاز و اکرام بھی کیا اور یہ اس کے ہاں سے واپس آ کر تھوڑے دن ہی موصل میں ٹھہرا پھر مر گیا' اور اسے اس کے مدرسہ بدریہ میں دفن کیا گیا' اور لوگوں نے اس کی حسن سیرت اور عدل گستری کے باعث اس پر غم و افسوس کیا اور شیخ عزالدین نے اپنی کتاب الکامل فی التاریخ کو اس کے لیے تصنیف کیا تو اس نے انہیں انعام دیا اور ان سے حسن سلوک کیا اور یہ ایک شاعر کو ایک ہزار دینار دیا کرتا تھا' اور اس کے بعد اس کے بیٹے صالح اسماعیل نے حکومت سنبھالی اور یہ بدرالدین لؤلؤ ارمنی تھا' اسے ایک درزی نے خریدا' پھر یہ ملک نورالدین ارسلان شاہ بن عزالدین مسعود بن مودود بن زنگی ابن آقسنقر شاہ موصل کے پاس آ گیا اور یہ خوبصورت شخص تھا' پس اس نے اس کے ہاں رتبہ حاصل کر لیا اور اس کی حکومت میں پیش پیش رہا' حتیٰ کہ سب باتیں اس کے گرد گھومنے لگیں اور ان کے ملک کی بقیہ جہات کے وفود اس کے پاس آنے لگے' پھر اس نے اپنے استاد کے بیٹوں کو یکے بعد دیگرے دھوکے سے قتل کیا حتیٰ کہ ان میں سے ایک بھی اس کے پاس نہ رہا اور یہ خود مختار بادشاہ بن گیا اور اس کے معاملات صاف ہو گئے' اور یہ ہر سال مزار علی پر ایک سنہری قندیل بھیجا کرتا تھا' جس کا وزن ایک ہزار دینار ہوتا تھا' اس نے تقریباً نوے سال عمر پائی اور یہ اپنے چہرے کی تروتازگی کی وجہ سے خوبصورت جوان تھا' اور عوام اسے قضیب الذہب (سونے کی شاخ) کا لقب دیتے تھے اور یہ بڑا عالی ہمت' زیرک' زبردست مکار اور گہری نظر کا آدمی تھا' اور ہر سال اس کا مزار علی پر سنہری قندیل بھیجنا اس کی کمی عقل اور اس کے شیعہ ہونے کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم

ملک ناصر داؤد معظم:

قطب الدین الیونینی نے اپنی التذییل علی المرآۃ میں' اس سال میں آپ کے حالات لکھے ہیں اور آپ کے حالات کو بڑی تفصیل کے ساتھ اوّل سے آخر تک بیان کیا ہے۔ اور ہم نے آپ کے حالات کو حوادث میں بیان کیا ہے اور یہ کہ آپ نے خلیفہ مستعصم کے پاس ۶۴۷ھ میں ایک امانت رکھی' جس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی' خلیفہ نے اس امانت سے انکار کر دیا' اور آپ کے وفود بار بار اس کے پاس آئے اور اس نے اس کی واپسی کے بارے میں لوگوں سے توسل کیا لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا' اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس نے اس شاعر سے جس نے خلیفہ کی مدح میں یہ شعر کہا تھا کہ ؎

''اگر تو سقیفہ کے روز حاضر ہوتا تو تو ہی مقدم اور حسن و شجاعت کے باعث حیرت میں ڈالنے والا امام ہوتا''۔

کہا: تو نے غلط کہا ہے' امیر المومنین کے دادا حضرت عباسؓ' سقیفہ کے روز حاضر تھے' لیکن وہ مقدم نہیں تھے' اور وہ امیر المومنین سے افضل ہیں' اور مقدم صرف حضرت ابوبکرؓ تھے' خلیفہ نے کہا تو نے درست کہا ہے اور اسے خلعت دیا۔ اور اس شاعر الوجیہ الفزاری کو مصر کی طرف جلاوطن کر دیا اور ناصر داؤد کی وفات البویقا بستی میں ہوئی جو اس کے نام لکھی ہوئی ہے اور اس کے جنازے میں شاہ دمشق بھی شامل ہوا۔

۶۵۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو مسلمانوں کا کوئی خلیفہ نہ تھا اور دمشق اور حلب کا سلطان' ملک ناصر صلاح الدین یوسف بن العزیز محمد بن ابی الظاہر غازی بن الناصر صلاح الدین تھا اور وہ اس کے اور مصریوں کے درمیان رہنے والا تھا اور انہوں نے نورالدین علی بن المعز ایبک ترکمانی کو اپنا بادشاہ بنالیا تھا اور اسے منصور کا لقب دیا تھا' اور غاصب بادشاہ ہلاکو خان نے شاہ دمشق ملک ناصر کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا۔ تو اس نے اپنے چھوٹے بیٹے العزیز کو بہت سے ہدایا کے ساتھ اس کے پاس بھیجا مگر ہلاکو خان نے اس کی پرواہ نہ کی بلکہ وہ اس کے باپ پر اپنے پاس نہ آنے کی وجہ سے ناراض ہوا' اور اس نے اس کے بیٹے کو پکڑ لیا اور کہنے لگا میں خود اس کے ملک کی طرف جاؤں گا' پس اس بات سے ناصر گھبرا گیا' اور اس نے اپنی بیوی اور اہل کو الکرک کی طرف بھیج دیا تاکہ انہیں وہاں محفوظ کر دے اور اہل دمشق سخت خوفزدہ ہو گئے' خصوصاً اس وقت جب انہیں اطلاع ملی کہ تاتاریوں نے فرات کو کاٹ دیا ہے اور ان میں سے بہت سے لوگ موسم سرما میں مصر کی طرف سفر کر گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ مر گئے اور لٹ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور ہلاکو خان اپنے جنود وعساکر کے ساتھ شام آیا اور میافارقین کو وہ ڈیڑھ سال سے سر کر سکا تھا سو اس نے اپنے بیٹے اشموط کو اس کی طرف روانہ کیا اور اس نے اسے بزور قوت فتح کر لیا اور اس کے بادشاہ کامل بن شہاب غازی بن عادل کو اتار کر اپنے باپ کے پاس بھیج دیا جو حلب کا محاصرہ کیے ہوئے تھا' اس نے اسے اپنے سامنے قتل کر دیا اور اشرف کے ایک غلام کو اس پر نائب مقرر کیا اور کامل کے سر کو شہروں میں گھمایا گیا اور وہ اس کے سر کو دمشق لائے' اور اسے باب الفرادیس البرانی پر نصب کر دیا گیا' پھر اسے باب الفرادیس الجوانی کے اندر مسجد الراس میں دفن کر دیا گیا' اور ابوشامہ نے اس بارے میں ایک قصیدہ نظم کیا ہے' جس میں وہ اس کے فضل و جہاد کا ذکر کرتا ہے اور اسے مظلومانہ طور پر قتل ہونے میں حضرت حسینؓ کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے اور اس کے سر کو آپ کے سر کے پاس دفن کیا گیا ہے۔

اس سال خواجہ نصیر الدین طوسی نے مراغہ شہر میں رصدگاہ بنائی اور بغداد میں اوقاف کی جو بہت سی کتب تھیں انہیں یہاں لے آیا اور اس نے ایک دارالحکمت بھی بنایا' جس میں فلاسفہ کو مقرر کیا اور ہر ایک کے لیے دن رات کا تین درہم وظیفہ مقرر کیا اور دارالطب میں طبیب کے لیے ایک دن کے دو درہم مقرر کیے' اور مدرسہ میں ہر فقیہ کے لیے ایک دن کا ایک درہم مقرر کیا' اور دارالحدیث میں ہر محدث کے لیے ایک دن کا نصف درہم مقرر کیا۔

اور اس سال قاضی وزیر کمال الدین عمر بن ابی جرادہ جو ابن العدیم کے نام سے مشہور ہے' شاہ دمشق ناصر بن العزیز کی طرف سے ایلچی بن کر مصریوں سے تاتاریوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے مدد مانگتا ہوا آیا اور وہ شام کے نزدیک آیا ہی چاہتے تھے اور وہ بلاد جزیرہ وغیرہ پر قابض ہو چکے تھے اور اشموط بن ہلاکو خان فرات کو پار کر کے حلب کے قریب آ گیا۔ اس موقع پر انہوں نے منصور بن المعز ترکمانی کے سامنے ایک مجلس منعقد کی اور قاضی مصر بدرالدین سنجاری اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام حاضر ہوئے' اور انہوں نے فوج کی امداد کے لیے عوام کے کچھ اموال لینے کے بارے میں باہم گفتگو کی' اور ابن عبدالسلام کی بات قابل اعتماد تھی اور اس کی گفتگو کا حاصل یہ تھا' اس نے کہا جب بیت المال میں کچھ نہ رہے تو پھر تم سنہری حوضوں کے اموال اور دیگر چاندی اور زینت

[illegible] جنگی ہتھیاروں [illegible] گھوڑا باقی رہے جس پر وہ سوار ہوتا ہے اس وقت حاکم کے لیے جائز ہوگا کہ وہ لوگوں کے اموال میں سے کچھ مال دشمنوں کو ان سے دور کرنے کے لیے لے لے' اس لیے کہ جب دشمن اچانک ملک پر ٹوٹ پڑتا ہے تو سب لوگوں پر واجب ہوتا ہے کہ وہ اپنے اموال اور انفس کے ذریعے اسے دور کریں۔

ملک مظفر قطز کی حکومت:

اس سال امیر سیف الدین قطز نے اپنے استاد کے بیٹے نور الدین کو جس کا لقب منصور تھا' گرفتار کر لیا اور یہ کارروائی اس کے باپ کے غلاموں کے اکثر امراء کی غیر حاضری اور دوسروں کے شکار پر چلا جانے کی وجہ سے ہوئی اور جب اس نے اسے پکڑ لیا تو اسے اس کی ماں اور دونوں بیٹوں اور بہنوں کے ساتھ بلاد الاشکری کی طرف بھجوا دیا اور خود سلطان بن گیا اور اپنا نام ملک مظفر رکھا اور یہ شخص مسلمانوں کے لیے رحمت تھا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں تاتاریوں کو شکست دی جیسا کہ اس کی تفصیل ابھی بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ

اور اس کا وہ عذر جو اس نے فقہاء قضاۃ اور ابن العدیم کے سامنے پیش کیا تھا' واضح ہو گیا' اس نے کہا مسلمانوں کے لیے ایک قاہر سلطان کا ہونا ضروری ہے' جو مسلمانوں کی طرف سے ان کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرے اور یہ ایک چھوٹا بچہ ہے جو مملکت کے انتظام کو نہیں جانتا۔

اور اس سال شاہ دمشق ملک ناصر فطاء کی طرف گیا' وہ بہت سی افواج' رضا کاروں اور بدوؤں کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور جب اسے پتہ چلا کہ وہ مغلوں کے مقابلہ میں کمزور ہے تو اس نے اس فوج کو چھوڑ دیا اور نہ وہ چلا اور نہ وہ چلے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

صدر الدین اسعد بن المنجاۃ بن برکات بن مؤمل:

التنوخی المغربی ثم الدمشقی الحنبلی' آپ ایک معتبر مالدار' صاحبِ مروت اور بہت صدقات کرنے والے تھے آپ نے حنابلہ کے لیے مدرسہ وقف کیا' اور آپ کی قبر وہاں پر قاضی مصر کی قبر کے پہلو میں درب الریحان کے سرے پر جامع اموی کی طرف ہے۔ آپ نے مدت تک جامع کی نگرانی کی' اور بہت سی نئی چیزیں بنائیں' جن میں سے جامع کے سامنے سوق النحاسین بھی ہے اور اب آپ نے سناروں کو اس کی جگہ منتقل کر دیا ہے اور اس سے قبل وہ پرانے سناروں میں سے تھے اور آپ نے ان دوکانوں کو جو زیارت کے ستونوں کے درمیان میں از سر نو تعمیر کیا اور جامع میں بہت سے اموال پھیلا دیئے' اور آپ کے صدقات بہت سے تھے۔ اور آپ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ آپ کیمیا کے فن کو جانتے تھے اور اس کے ساتھ آپ نے صحیح چاندی بھی بنائی اور میرے نزدیک یہ صحیح نہیں اور نہ آپ کے متعلق یہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

شیخ یوسف الاقمینی:

آپ اقمینی کے نام سے مشہور تھے' کیونکہ آپ قمین حمام نور الدین شہید میں ٹھہرتے تھے اور آپ لمبے کپڑے پہنتے تھے' جو

زمین پر نشان ڈالتے جاتے تھے اور آپ کپڑوں میں پیشاب کر دیتے تھے' اور آپ کا سر ننگا ہوتا تھا' لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کے احوال و کشوف بہت ہیں اور بہت سے عوام اور دوسرے لوگ آپ کی نیکی اور ولایت کا اعتقاد رکھتے ہیں اور یہ خیال اس وجہ سے ہے کہ وہ صلاح و ولایت کی شروط کو نہیں جانتے' اور انہیں یہ بھی علم نہیں کہ کشوف' نیک' فاجر' مومن' کافر' رہبان' دجال اور ابن صاد وغیرہ سے بھی صادر ہوتے ہیں' جو شبہ جنات پوری پوری سنتے ہیں اور اسے انسانوں کے کانوں میں ڈال دیتے ہیں' خصوصاً اس شخص کے کانوں میں' جو مجنون نجاست آلود کپڑوں والا ہو۔

ضروری ہے کہ صاحبِ حال کا امتحان کتاب وسنت سے کیا جائے اور جس کا حال کتاب وسنت کے مطابق ہو تو وہ صالح شخص ہوگا' خواہ اسے کشف ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو' اور جس کا حال کتاب وسنت کے مطابق نہ ہو وہ صالح شخص نہیں' خواہ اسے کشف ہو یا نہ ہو۔ امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی شخص کو پانی پر چلتے اور ہوا میں اڑتے دیکھو تو اس سے دھوکہ نہ کھاؤ' حتیٰ کہ اس کے معاملے کو کتاب وسنت پر پیش کرو۔

اور جب یہ شخص فوت ہوا تو اسے قاسیون کے دامن میں جو قبرستان ہے اس میں دفن کیا گیا اور وہ الرواحیہ کے مشرق میں ایک مشہور قبرستان ہے اور وہ بہت خوبصورت ہے اور بعض معتقد عوام نے اس کا اہتمام کیا ہے' پس آپ نے اسے آراستہ کیا اور آپ کی قبر پر لکھے ہوئے پتھر لگائے اور یہ سب بدعتیں ہیں۔

اور اس کی وفات اس سال کی ۶ شعبان کو ہوئی اور شیخ ابراہیم بن سعید جیعانہ کا خیال تھا کہ وہ اقمینی کی زندگی میں شہر میں داخل ہونے کی جسارت نہیں کر سکے گا۔ اور جس روز اقمینی فوت ہوا وہ شہر میں داخل ہو گیا اور عوام بھی اس کے ساتھ تھے' وہ دمشق میں چیختے ہوئے داخل ہوئے اور آواز دے رہے تھے کہ ہمیں شہر میں داخل ہونے کا اذن مل گیا ہے اور وہ ہر کائیں کائیں کرنے والے کے پیروکار ہوتے ہیں اور وہ نورِ علم سے روشنی حاصل نہیں کرتے' جیعانہ سے دریافت کیا گیا آج سے پہلے تجھے شہر میں داخل ہونے سے کس نے منع کیا تھا؟ اس نے کہا' میں جب بھی شہر کے دروازوں میں سے کسی دروازے پر آیا میں نے اس درندے کو اس میں بیٹھے پایا اور میں داخل ہونے کی سکت نہ پا سکا اور اس نے شاغور میں سکونت اختیار کر لی تھی اور یہ جھوٹ' مکر و تدبیر اور شعبدہ ہے اور جیعانہ کو اس کی قبر کے پاس دامن کوہ میں دفن کیا گیا' اور اللہ بندوں کے احوال کو بہتر جانتا ہے۔

شمس علی بن الشعبی محدث:

آپ احتساب میں صدر البکری کے نائب تھے آپ نے کثیر سے پڑھا اور سماع کیا اور سماع کروایا اور اپنی تحریر میں بہت کچھ لکھا۔

ابو عبداللہ الفاسی شارح شاطبیہ:

آپ نے کنیت سے شہرت پائی' بعض نے بیان کیا ہے کہ آپ کا نام قاسم ہے آپ نے حلب میں وفات پائی' آپ عربی زبان اور قرأت وغیرہ کے فاضل تھے اور آپ نے شاطبیہ کی بہت اچھی شرح کی ہے اور شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے اس کی تحسین کی ہے اور انہوں نے بھی اس کی شرح کی ہے۔

النجم اخو البدر مفضل:

آپ الکلاسہ میں فاضلیہ کے شیخ تھے اور آپ کو سماع خطیب العقیبہ بدرالدین یحییٰ بن الشیخ عزالدین بن عبدالسلام سے اجازت حاصل تھی اور آپ کو باب الصغیر میں آپ کے والد کے پاس دفن کیا گیا اور آپ کا جنازہ بھرپور تھا رحمہ اللہ

سعد الدین محمد بن الشیخ محی الدین بن عربی:

ابوشامہ نے آپ کا ذکر کیا ہے اور آپ کی فضیلت' ادب اور شعر کی تعریف کی ہے۔ اگرچہ آپ اپنے باپ کے اتباع میں سے نہ تھے' اور ابوشامہ نے اس سال میں ناصر داؤد کی وفات کا ذکر کیا ہے۔

سیف الدین بن صبرہ:

دمشق کی پولیس کا منتظم' ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ جب وہ فوت ہوا تو ایک سانپ نے آ کر اس کی رانوں کو ڈس لیا۔ اور بعض نے بیان کیا ہے کہ وہ اس کے کفن میں لپٹ گیا اور لوگ اس کے ہٹانے سے عاجز آ گئے' راوی نے بیان کیا ہے کہ بعض نے بیان کیا ہے کہ وہ نصیری رافضی خبیث اور ہمیشہ شراب پینے والا تھا' ہم اللہ سے پردہ داری اور عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

النجیب بن شعیشعۃ الدمشقی:

دمشق کا ایک گواہ ہے اس نے سماع حدیث کیا اور اپنے درب البانیاسی والے گھر کو وقف کر کے دارالحدیث بنا دیا۔ اور یہی وہ گھر ہے جس میں ہمارے شیخ المزی' دارالحدیث اشرفیہ میں منتقل ہونے سے پہلے رہائش رکھتے تھے۔ ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ ابن شعیشعۃ یعنی النجیب ابوالفتح نصر اللہ بن ابی طالب الشیبانی کذب اور بے دینی میں مشہور ہے اور یہ ان گواہوں میں سے ایک ہے جن کے بارے میں قدح کی گئی ہے اور یہ اس لائق نہیں کہ اس سے علم حاصل کیا جائے' اور احمد بن یحییٰ الملقب بالصدر ابن سنی الدولہ نے قاضی ہونے کی حالت میں اسے بٹھایا تو ایک شاعر نے اس کے بارے میں کہا۔

''بدبخت شعیشعۃ گواہی دینے بیٹھا ہے' تم ہلاک ہو جاؤ جو کچھ ظاہر ہوا ہے اس میں اس نے تجاوز نہیں کیا' کیا زلزال نے ہلا دیا ہے؟ یا دجال کا خروج ہو گیا ہے' یا ہدایت والے لوگ ناپید ہو گئے ہیں؟ اس کمزور عقیدہ شخص پر تعجب ہے جو شریعت سے جاہل ہے اور انہوں نے اسے بیٹھنے کی اجازت دے دی ہے''۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ ۶۵۷ھ میں ایک زندیق فوت ہو گیا جو فلسفہ اور علوم اوائل میں غور و فکر کرتا تھا' اور وہ مسلمانوں کے مدارس میں رہتا تھا' اور میری اطلاع کے مطابق اس نے نوجوان طالب علموں کے عقاید کو بگاڑ دیا۔ اور اس کے باپ کا خیال تھا کہ وہ ری کے خطیب رازی کا شاگرد ہے جو صاحبِ تصانیف ہیں۔ سانپ کا بچہ سانپ ہی ہوتا ہے۔

۶۵۸ھ

اس سال کا آغاز جمعرات کے روز ہوا اور لوگوں کا کوئی خلیفہ نہ تھا اور عراقین اور خراسان وغیرہ بلاد مشرق پر شاہ تاتار ہلاکو خان کا اقتدار تھا' اور دیار مصر کا سلطان' ملک مظفر سیف الدین قطز تھا' جو المعز ایبک ترکمانی کا غلام تھا' اور دمشق و حلب کا سلطان ملک ناصر بن العزیز بن الظاہر تھا اور بلاد الکرک اور' الشوبک پر ملک مغیث بن عادل بن کامل محمد بن عادل ابی بکر بن ایوب کی حکومت تھی'

اور وہ شاہ دمشق ناصر کے ساتھ مل کر مصریوں کے خلاف مصروف پیکار تھا' اور ان دونوں کے ساتھ امیر رکن الدین بیبرس البند قداری بھی تھا انہوں نے مصریوں کے ساتھ جنگ کرنے اور ان سے مصر کو چھین لینے کا عزم کر لیا اور لوگ ابھی ان حالات میں تھے کہ متواتر اطلاعات آنے لگیں کہ تاتاری بلادشام کا قصد کیے ہوئے ہیں اور اچانک مغلوں کی ایک فوج نے اپنے بادشاہ ہلاکو خان کے ساتھ فرات کو ان پلوں کے ذریعے پار کیا جو انہوں نے بنائے تھے۔ اور وہ اس سال کی ۲ صفر کو حلب پہنچے اور انہوں نے سات روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر انہوں نے امان کے ذریعے اسے فتح کر لیا۔ پھر اس کے باشندوں کے ساتھ خیانت کی اور ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا' جن کی تعداد کو اللہ ہی جانتا ہے اور اموال لوٹ لیے اور بچوں اور عورتوں کو قیدی بنالیا۔ اور ان کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا جو اہل بغداد کے ساتھ ہوا اور وہ گھروں میں گھس گئے۔ اور انہوں نے وہاں کے معزز باشندوں کو ذلیل کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور قلعہ ایک ماہ تک ان سے سر نہ ہو سکا' پھر انہوں نے امان کے ذریعے اس کی سپرداری لے لی اور شہر کی فصلیں اور قلعے کی فصلیں گرا دیں اور حلب ایک خارشی گدھے کی طرح باقی رہ گیا اور اس کا نائب ملک معظم توران شاہ بن صلاح الدین دانا اور عقلمند شخص تھا' لیکن فوج نے جنگ کرنے کے بارے میں اس سے اتفاق نہ کیا اور اللہ کا فیصلہ طے شدہ ہوتا ہے' اور ہلاکو خان نے اہل حلب کو پیغام دینے کے لیے آدمی بھیجا کہ وہ انہیں کہے کہ ہم دمشق کے مالک ناصر سے جنگ کرنے آئے ہیں' تم ہمارے لیے رسالے کا دستہ تیار کرو' اگر ہمیں فتح ہوئی تو تمام شہر ہماری حکومت میں ہوں گے اور اگر ہم نے شکست کھائی تو تم اپنی پسند کے متعلق اگر رسالے کے دستے کو قبول کرنا چاہو تو قبول کر لینا ورنہ اسے آزاد کر دینا' انہوں نے اسے جواب دیا کہ ہمارے پاس تلوار کے سوا اور کوئی چیز نہیں' پس وہ ان کی کمزوری اور ان کے جواب سے حیران رہ گیا' اور اسی وقت اس نے دھیرے دھیرے ان کی طرف بڑھ کر شہر کا گھیراؤ کر لیا اور جو کچھ ہوا اللہ کی تقدیر کے مطابق ہوا' اور جب حلب فتح ہو گیا تو حماہ کے حکمران نے اس کی چابیاں ہلاکو خان کے پاس بھیج دیں اور اس نے ایک عجمی شخص کو اس پر نائب مقرر کیا' جس کا دعویٰ تھا کہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ذریت سے ہے اسے خسرو شاہ کہا جاتا تھا' اس نے حلب شہر کی طرح اس کی فصلیں گرا دیں۔

دمشق پر قبضہ کرنے اور اس سے ان کی حکومت کے جلد زوال پذیر ہونے کا بیان:

ہلاکو خان نے حلب میں فروکش ہونے کی حالت میں اپنی حکومت کے ایک امیر کبیر کتبغا نوین کے ساتھ ایک فوج روانہ کی اور وہ صفر کے آخر میں دمشق پہنچی اور اس نے کسی رکاوٹ کے بغیر اس پر قبضہ کر لیا بلکہ شہر کے بڑے لوگوں نے اسے فراخدلی کے ساتھ خوش آمدید کہا اور ہلاکو خان نے اہل شہر کے لیے امان لکھی جسے میدان اخضر میں پڑھا گیا اور شہر میں اس کا اعلان کیا گیا اور لوگوں نے خیانت کے ڈر سے مان لیا جیسا کہ اہل حلب کے ساتھ ہوا تھا' یہ اور قلعہ مضبوط اور مستور تھے' اور اس کے اوپر مجانیق نصب تھیں اور حالت بہت نازک تھی' پس تاتاری بھی ایک منجنیق لائے جو ایک چھکڑے پر لدی ہوئی تھی اور گھوڑے اسے کھینچ رہے تھے اور وہ گھوڑوں پر سوار تھے' اور ان کے ہتھیار بہت سی گاڑیوں پر تھے' پس اس نے قلعہ کی غربی جانب مجانیق نصب کر دیں اور بہت سی دیواروں کو گرا دیا اور انہوں نے اس کے پتھروں کو لے کر قلعہ پر موسلا دھار بارش کی طرح سنگباری کی اور اس کے بہت سے برجوں کو گرا دیا اور وہ گرنے کے لیے تڑخ گئیں اور اس کے متولی نے دن کے آخری حصے میں انہیں مصالحت کا جواب دیا اور انہوں نے اسے

فتح کرلیا اور جو زرہیں اس میں موجود تھیں انہیں برباد کر دیا اور اس کے بلند برجوں کو گرا دیا اور یہ اس سال کی ۱۵؍ جمادی الاولیٰ کا واقعہ ہے اور انہوں نے اس کے متولی بدرالدین قراجا اور اس کے نقیب جمال الدین ابن الاثیر فی سبیل کو قتل کر دیا اور انہوں نے شہر اور قلعے کو ان کے ایک امیر اہل سیان کے سپرد کر دیا اور وہ ملعون دین نصاریٰ کی عزت کرتا تھا اور ان کے اساقفہ اور بشپوں نے اس سے ملاقات کی اور اس نے ان کی بہت عزت کی اور ان کے گرجوں کی زیارت کی اور اس کی وجہ سے انہیں حکومت اور غلبہ حاصل ہو گیا اور نصاریٰ کی ایک پارٹی ہلاکو خان کے پاس گئی اور اپنے ساتھ ہدایا و تحائف بھی لے گئی اور وہ اس کے پاس آئے تو ان کے پاس اس کی جانب سے امان کا فرمان بھی تھا' اور وہ باب توما سے داخل ہوئے تو ان کے ساتھ ایک منصوب صلیب بھی تھی جسے وہ لوگوں کے سروں پر رکھتے تھے' اور وہ اپنے شعار کا اعلان کرتے تھے اور کہتے تھے صحیح دین' دین مسیح ظاہر ہو گیا ہے اور وہ دین اسلام اور اہل اسلام کی مذمت کرتے تھے اور ان کے برتن بھی تھے' جن میں شراب تھی اور وہ جس مسجد کے دروازے کے پاس سے گزرتے اس کے نزدیک شراب کا چھڑکاؤ کرتے اور جو شخص بھی گلی کوچوں میں اس کے پاس سے گزرتا اسے حکم دیتے کہ وہ ان کی صلیب کے لیے کھڑا ہو جائے اور وہ درب الحجر سے داخل ہوئے اور شیخ ابوالبیان کی خانقاہ کے پاس ٹھہر گئے' اور انہوں نے اس کے پاس شراب کا چھڑکاؤ کیا اور اسی طرح درب الحجر کی مسجد کے چھوٹے اور بڑے دروازے پر چھڑکاؤ کیا اور بازار سے گزر کر درب الریحان یا اس کے پاس پہنچ گئے' اور مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں کلیسائے مریم کے بازار کی طرف لوٹا دیا اور ان کے خطیب نے ایک دوکان کے چبوترے پر جو بازار کے کونے پر تھا کھڑے ہو کر دین نصاریٰ کی تعریف کی اور دین اسلام اور اہل اسلام کی مذمت کی انا للہ وانا الیہ راجعون پھر اس کے بعد وہ کلیسائے مریم میں داخل ہوئے جو آباد تھا اور یہی اس کی ویرانی کا سبب بنا اور شیخ قطب الدین نے اپنی کتاب الذیل علی المرآۃ کہ انہوں نے کلیسائے مریم میں ناقوس بجایا۔

راوی بیان کرتا ہے' بیان کیا جاتا ہے کہ وہ شراب لے کر جامع مسجد میں داخل ہو گئے' اور ان کا ارادہ یہ تھا کہ اگر تاتاریوں کی مدت دراز ہو تو وہ بہت سی مساجد وغیرہ کو گرا دیں گے اور جب شہر میں یہ واقعہ ہوا تو مسلمانوں کے قضاۃ' گواہ اور فقہاء جمع ہوئے اور اس واقعہ کی شکایت کرنے کے لیے قلعہ کی سپرداری لینے والے اہل سیان کے پاس قلعہ میں گئے' پس ان کی اہانت کی گئی اور انہیں دھتکار دیا گیا اور نصاریٰ کی بات کو اس نے ان پر مقدم کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ واقعہ اس سال کے آغاز میں ہوا اور سلطان شام ناصر بن العزیز وطاۃ برزہ میں مقیم تھا اور اس کے ساتھ امراء اور شاہزادگان کی بہت سی افواج تھیں تا اگر تاتاری ان کے پاس آئیں تو وہ ان سے جنگ کریں اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان میں امیر بیبرس البندقداری بھی بحریہ کے ایک دستے کے ساتھ موجود تھے' لیکن افواج کے درمیان اتفاق نہ تھا' اس لیے کہ منشاء الٰہی یہی تھا اور امراء کی ایک جماعت نے ناصر کو معزول کرنے اور اسے قید کرنے اور اس کے سگے بھائی ملک الظاہر علی کی بیعت کرنے کا عزم کیا' پس جب ناصر کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ قلعہ کی طرف بھاگ گیا اور فوجیں ادھر ادھر منتشر ہو گئیں اور امیر رکن الدین بیبرس اپنے اصحاب کے ساتھ غزہ کی طرف آیا اور ملک مظفر قطز نے اسے اپنی طرف بلایا اور اسے مقدم کیا اور قلیوب اسے جاگیر میں دیا۔ اور اسے وزیر ہاؤس میں اتارا اور اس کے ہاں اس کی شان بڑھ گئی اور اس کی موت بھی اس کے ہاتھوں ہوئی۔

عین جالوت کا معرکہ:

اس سال کے رمضان کے آخری دہے میں ان سب باتوں کا وقوع ہوا اور ابھی تین دن ہی گزرے تھے کہ عین جالوت میں تاتاریوں پر مسلمانوں کے فتح پانے کی بشارت آ گئی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب شاہ مصر ملک مظفر قطز کو اطلاع ملی کہ تاتاریوں نے شام میں وہ کچھ لیا ہے جسے ہم بیان کر چکے ہیں اور انہوں نے سب شہروں کو لوٹ لیا ہے اور غزہ تک پہنچ گئے ہیں اور وہ مصر میں داخل ہونے کا ارادہ کیے ہوئے ہیں اور شاہِ دمشق ملک ناصر نے بھی مصر کی طرف کوچ کرنے کا عزم کر لیا۔ کاش وہ ایسا کرتا۔ اور ملک ناصر کے ساتھ حماہ کا حکمران اور بہت سے امراء اور شہزادگان بھی تھے اور وہ قطیہ پہنچ گیا اور ملک مظفر قطز نے حماہ کے حکمران کی عزت کی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ وفاداری کے صلہ میں اسے اس کا شہر دے گا' مگر ملک ناصر مصر میں داخل نہ ہوا بلکہ بنی اسرائیل کے تیہ کی جانب واپس پلٹ گیا اور جو عوام اس کے ساتھ تھے وہ مصر میں داخل ہو گئے' اور اگر وہ بھی داخل ہو جاتا تو معاملہ اس کے لیے زیادہ آسان ہو جاتا لیکن وہ عداوت کی وجہ سے ان سے ڈر گیا اور الکرک کی جانب مڑ گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا اور کاش وہ وہیں رہتا' لیکن وہ مضطرب ہو کر جنگل کی طرف چلا گیا۔ اور کاش وہ اس میں چلتا چلا جاتا۔ اور اس نے اعراب کے ایک امیر سے پناہ مانگی اور تاتاریوں نے اس کا قصد کیا اور وہاں جو اموال تھے انہیں تلف کر دیا اور گھروں کو گرا دیا اور چھوٹوں بڑوں کو قتل کر دیا' اور ان نواح میں جو اعراب تھے انہوں نے ان پر حملہ کر کے ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا اور ان کی اولاد اور عورتوں کو قیدی بنا لیا۔ اور اس کے بعد عربوں نے ان سے قصاص لیا اور انہوں نے ان کے چرنے والے گھوڑوں پر ۱۵ رشعبان کو غارت گری کی اور سب کو ہانک کر لے گئے' اور تاتاریوں نے بھی ان کا پیچھا کیا لیکن وہ ان کے غبار کو بھی نہ مل سکے اور نہ ان سے کوئی گھوڑا یا گدھا واپس لا سکے اور تاتاری' مسلسل ناصر کے تعاقب میں رہے' حتیٰ کہ انہوں نے اسے زیزی کے تالاب پر پکڑ لیا اور اسے اس کے چھوٹے بیٹے اور اس کے بھائی کے ساتھ اپنے بادشاہ ہلاکو خان کے پاس بھیج دیا جو حلب میں اترا ہوا تھا اور وہ اس کے قیدی رہے' حتیٰ کہ آئندہ سال اس نے انہیں قتل کر دیا' جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے۔

حاصل کلام یہ کہ مظفر قطز کو جب ان واقعات کی اطلاع ملی جو تاتاریوں نے محروسہ شام میں کیے تھے اور یہ کہ وہ شام میں اپنی حکومت کے استوار کرنے کے بعد دیار مصر میں داخل ہونے کا عزم کیے ہوئے ہیں تو اس نے ان کے سبقت کرنے سے قبل ان کی طرف سبقت کی اور اپنی فوجوں کے ساتھ باہر نکلا اور وہ اس پر متفق تھیں' حتیٰ کہ شام پہنچ گیا اور مغل فوج بھی اس کے لیے بیدار ہوئی اس کا سالار کتبغا نوین تھا اور اس وقت وہ بقاعیں تھا' پس اس نے شاہ حمص اشرف اور مجیر ابن الزکی سے مشورہ کیا اور انہوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ہلاکو سے مدد لیے بغیر مظفر کا سامنا نہیں کر سکتا' مگر اس نے اس کے ساتھ جلد جنگ کرنے کے سوا اور کوئی بات نہ مانی' پس وہ اس کی طرف روانہ ہو گئے' اور مظفر ان کی طرف روانہ ہو گیا اور ۲۵ رمضان بروز جمعہ عین جالوت پر ان کا اجتماع ہوا اور انہوں نے زبردست جنگ کی اور اللہ کے فضل سے اسلام اور اہل اسلام کو فتح حاصل ہوئی اور مسلمانوں نے انہیں زبردست شکست دی اور مغلوں کا امیر کتبغا نوین اور اس کے گھر کی ایک جماعت قتل ہو گئی۔

کہتے ہیں کہ کتبغا نوین کو امیر جمال الدین آقوش شمسی نے قتل کیا اور اسلامی فوج نے ہر مقام پر قتل کرتے ہوئے ان کا

تعاقب کیا اور حماۃ کے حکم ان ملک منصور نے ملک مظفر کے ساتھ مل کر سخت جنگ کی اور اسی طرح امیر فارس الدین اقطائی المستعرب نے جنگ کی اور وہ فوج کا امیر تھا اور اس نے تتبعا تاریوں کی جماعت سے ملک سعید بن العزیز بن العادل کو قیدی بنا لیا اور مظفر نے اس کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور شاہ حمص اشرف نے امان طلب کی یہ تاتاریوں کے ساتھ تھا اور ہلاکو خان نے اسے سارے شام کا نائب مقرر کیا تھا سو ملک مظفر نے اسے امان دی اور اس کو حمص واپس کر دیا' اور اسی طرح اس نے منصور کو حماۃ واپس کر دیا اور مزید اسے المعرہ وغیرہ کا علاقہ بھی دے دیا اور اس نے امیر شرف الدین عیسیٰ بن مہنا بن مانع امیر العرب کو سلمیہ کا علاقہ دے دیا۔ اور امیر بیبرس البندقداری اور بہادروں کی ایک جماعت تاتاریوں کا تعاقب کر کے انہیں ہر جگہ قتل کرنے لگے' یہاں تک کہ ان کے پیچھے پیچھے حلب پہنچ گئے اور ان میں سے جو لوگ دمشق میں تھے۔ وہ اتوار کے روز ۲۷ رمضان کو بھاگ گئے' اور دمشق کے مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور انہیں قتل کرنے لگے اور ان کے ہاتھوں سے قیدیوں کو چھڑانے لگے اور اس کی بشارت بھی آ گئی' اور اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے لطف سے اسے درست کیا اور قلعہ سے خوشخبریوں کی آواز نے اسے جواب دیا اور مومنین نصرتِ الٰہی سے شاداں وفرحاں ہو گئے' اور اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کی مدد کی اور یہود ونصاریٰ اور منافقین کو ذلیل کیا اور ان کی ناپسندیدگی کے باوجود اللہ کا دین غالب آ گیا اس موقع پر مسلمانوں نے اس کلیسا کی طرف سبقت کی جس سے صلیب نکلی تھی اور جو کچھ اس میں موجود تھا اسے لوٹ لیا اور اسے جلا دیا اور اس کے اردگرد آگ پھینک دی اور نصاریٰ کے بہت سے گھر جل گئے' اور اللہ تعالیٰ نے ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے پر کر دیا اور ایک شخص نے کلیسا الیعاقبہ کو جلا دیا' اور ایک گروہ نے یہود کو لوٹنے کا ارادہ کیا تو انہیں بتایا گیا کہ ان میں وہ پرستارانِ صلیب کی طرح سرکشی نہیں پائی' اور عوام نے جامع کے وسط میں ایک رافضی شیخ کو قتل کر دیا جو لوگوں کے اموال پر تاتاریوں کو رفیق بناتا تھا' اسے فخر محمد بن یوسف بن محمد الکنجی کہا جاتا تھا' وہ بدنیت اور مسلمانوں کے اموال پر ان کی مدد کرنے والا تھا اللہ اسے ہلاک کرے اور انہوں نے اس جیسے منافقین کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور ظالموں کی بیخ کنی ہو گئی' والحمد للہ رب العالمین

اور ہلاکو خان نے تمام شہروں مدائن' شام' جزیرہ' موصل' ماردین اور اکراد وغیرہ ذالک کے لیے قاضی کمال الدین عمر بن بدار التفلیسی کو قاضی بنانے کا حکم بھیجا اور آپ دمشق میں پندرہ سال سے قاضی صدر الدین احمد بن یحییٰ بن ہبۃ اللہ ابن سنی الدولہ کے نائب عدالت تھے' اور ۲۶ ربیع الاوّل کو حکم پہنچا تو اسے میدانِ اخضر میں پڑھا گیا اور وہ دمشق میں بااختیار فیصلہ کرنے والے بن گئے اور آپ ایک فاضل آدمی تھے اور دونوں معزول قاضی صدر الدین بن سنی الدولہ اور محی الدین ابن الزکی' حلب میں ہلاکو خان کی خدمت میں گئے' اور ابن الزکی نے ابن سنی الدولہ کو دھوکہ دیا اور بہت سے اموال خرچ کیے اور دمشق کی قضا سنبھال لی اور دونوں واپس آ گئے اور ابن سنی الدولہ نے بعلبک میں وفات پائی' اور ابن الزکی قضا پر راضی ہو گیا اور اس کے پاس اس کا حکم اور سنہرا خلعت بھی تھا اس نے اسے پہنا اور قبۃ النسر کے نیچے بڑے دروازے کے پاس اہل سنان کی خدمت میں بیٹھا اور ان دونوں کے درمیان اہل سنان کی زوجہ خاتون منہ سے نقاب ہٹائے موجود تھی' اور اسی حالت میں حکمنامہ پڑھا گیا اور جب ہلاکو کے نام کا ذکر ہوا تو سونا اور چاندی لوگوں کے سروں پر نچھاور کیا گیا' انا للہ وانا الیہ راجعون' اللہ تعالیٰ اس قاضی' امیر' بیوی اور سلطان کا برا کرے۔ اور ابو شامہ نے بیان کیا ہے کہ ابن الزکی اس تھوڑی سی مدت میں بہت سے مدارس پر قابض ہو گیا' بلاشبہ اسے سال کے سر پر معزول کیا گیا اور اس نے

اس مدت میں الندرایہ السلطانیہ الفلکیہ الرکنیہ القیمریہ اور العزیزیہ پر قبضہ کر لیا' اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے ہاتھ میں دو مدرسے القوصیہ اور العزیزیہ بھی تھے اور اس نے اپنے بیٹے [illegible] کے لیے امینیہ [illegible] حاصل کیا [illegible] اپنے ایک ساتھی العماد المصری کے لیے حاصل کیا اور الشامیہ البرانیہ کو اپنے ایک دوست کے لیے حاصل کیا اور اپنے ایک ماں جائے بھائی شہاب الدین اسماعیل بن اسعد بن [illegible] کو قضا میں نائب مقرر کیا اور اسے الرواحیہ اور الشامیہ البرانیہ کا امیر مقرر کیا۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس کے وقف کرنے والے نے شرط عائد کی ہے کہ اسے اور کسی دوسرے مدرسے کو اکٹھا نہ کیا جائے' اور جب دمشق اور دوسرے شہر مسلمانوں کو واپس ملے تو اس نے قضا کے بارے میں کوشش کی اور اموال خرچ کیے تا کہ وہ اس پر اور جو مدارس اس کے ہاتھ میں ہیں ان پر برقرار رہے مگر وہ برقرار نہ رہا' بلکہ قاضی نجم الدین ابی بکر بن صدر الدین بن سنی الدولہ کے ذریعے معزول کیا گیا۔ اور قضا کے بارے میں شاہی فرمان ۲۱ رذی القعدہ کو نماز جمعہ کے بعد جامع دمشق میں مزار عثمان کی کمالی کھڑکی کے پاس پڑھا گیا اور جب ملک مظفر قطز نے عین جالوت پر تاتاریوں کو شکست دی تو وہ ان کے پیچھے پیچھے آیا اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ دمشق میں داخل ہو گیا اور لوگوں کو اس سے بڑی خوشی ہوئی اور انہوں نے اس کے لیے بہت دعائیں کیں اور اس نے شاہ حمص اشرف کو حمص پر برقرار رکھا اور اسی طرح حماہ کے حکمران کو بھی برقرار رکھا اور اس نے ہلاکو کے ہاتھ سے حلب کو واپس لے لیا اور حق اپنے اصل کی طرف واپس آ گیا اور اس نے قواعد وضوابط کو درست کیا اور اس نے اپنے آگے امیر رکن الدین بیبرس البند قداری کو بھیجا کہ وہ تاتاریوں کو حلب سے نکال باہر کرے اور اس کی سپرداری لے لے اور اس نے اس سے اس کی نیابت کا وعدہ کیا اور جب اس نے انہیں وہاں سے نکال باہر کیا اور دھتکار دیا اور مسلمانوں نے اس کی سپرداری لے لی تو اس نے کسی اور کو اس کا نائب مقرر کر دیا' اور وہ شاہ موصل کا بیٹا علاؤ الدین تھا اور یہی ان دونوں کے درمیان نفرت کا سبب تھا' جس نے ملک مظفر قطز کے جلد قتل کا تقاضا کیا **وللّٰہ الامر من قبل و من بعد۔**

اور جب مظفر شام سے فارغ ہوا تو اس نے مصر کی طرف واپسی کا عزم کیا اور اس نے امیر علم الدین سنجر الحلبی الکبیر اور امیر مجیر الدین ابن الحسین بن آقشتمر کو مصر پر نائب مقرر کیا' اور قاضی ابن الزکی کو دمشق کی قضا سے معزول کر دیا۔ اور ابن سنی الدولہ کو قاضی مقرر کیا' پھر وہ دیار مصر کی طرف واپس آ گیا اور اسلامی افواج اس کی خدمت میں تھیں اور اعیان کی آنکھیں اس کی شدت ہیبت سے اسے ترچھی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

ملک الظاہر بیبرس البند قداری کی سلطنت کا بیان:

اور یہ ایک شیر ژیاں تھا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ سلطان ملک مظفر قطز جب مصر جانے کے ارادے سے واپس لوٹا اور الغزالی اور الصالحیہ کے درمیان پہنچا تو امراء نے اس پر حملہ کر کے اسے وہاں پر قتل کر دیا۔ اور یہ ایک صالح شخص تھا جو جماعت کے ساتھ بہت نمازیں پڑھتا تھا اور منشیات کا استعمال نہیں کرتا تھا اور نہ ہی ایسی باتوں میں مشغول رہتا تھا' جن میں بادشاہ مشغول رہتے ہیں' اور جب سے اس نے اپنے استاد کے بیٹے منصور علی بن المعز ترکمانی کو معزول کیا تھا' اس وقت سے لے کر اس وقت تک جو ذوالقعدہ کا آخر ہے' اس کی مدتِ حکومت تقریباً ایک سال بنتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے' اور اسے اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے

تیر دے اور امیر رکن الدین بیبرس البند قداری نے امراء کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے قتل کے متعلق اتفاق کیا اور جب وہ اس مقام تک پہنچا تو اس نے اپنی ڈیوڑھی کو مارا اور ایک خرگوش کے پیچھے لگ گیا اور وہ امراء بھی اس کے ساتھ گئے اور اس نے رکن الدین بیبرس کے پاس کسی چیز کے بارے میں سفارش کی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور اس نے اس کے ہاتھ کو بوسہ دینے کے لیے پکڑا تو اس نے اسے روک دیا اور ان امراء نے تلواروں کے ساتھ اس پر حملہ کر کے اسے مارا اور اسے اس کے گھوڑے سے گرا دیا اور اسے تیر مارے حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا' رحمہ اللہ' پھر وہ خیمہ گاہ کی طرف پلٹے اور ان کے ہاتھوں میں سونتی ہوئی تلواریں تھیں اور وہاں جو لوگ موجود تھے' انہوں نے انہیں اطلاع دی تو ان میں سے ایک شخص نے پوچھا اسے کس نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا' رکن الدین بیبرس نے' انہوں نے پوچھا تو نے اسے قتل کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں' انہوں نے کہا پھر تو تو بادشاہ ہے۔ اور بعض نے بیان کیا ہے کہ جب وہ قتل ہو گیا تو امراء آپس میں حیران رہ گئے کہ وہ کسے بادشاہ بنائیں اور ان میں سے ہر کوئی اس کے شر سے ڈرتا تھا کہ وہ اسے بھی جلد ہی پہنچے گا جو اس کے غیر کو پہنچا ہے' پس انہوں نے اتفاق کر کے بیبرس البند قداری کی بیعت کر لی حالانکہ وہ اکابر پیشروؤں میں سے نہ تھا' لیکن انہوں نے اس کا تجربہ کرنا چاہا اور اسے ملک الظاہر کا لقب دیا' پس وہ تختِ حکومت پر بیٹھا اور بشارتوں کا کھڑا گ ہوا' اور طبل و بگل بج گئے' اور شور ڈالنے والوں نے سیٹیاں بجائیں اور بھیڑوں بکریوں نے شور ڈالا اور وہ جمعہ کا دن تھا' اور اس نے اللہ پر توکل کیا اور اس سے مدد مانگی' پھر وہ مصر میں داخل ہوا اور فوجیں اس کی خدمت میں تھیں' پس وہ قلعہ جبل میں داخل ہوا اور اس کی کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے حکم وعدل' قطع و وصل اور نصب وعزل کیا اور وہ تیز فہم اور بہادر آدمی تھا' جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی شاید احتیاج کے وقت کھڑا کیا' سب سے پہلے اس نے ملک قاہر کا لقب اختیار کیا تو وزیر نے اسے کہا یہ لقب اس شخص کو کامیاب نہیں کرے گا جو اسے اختیار کرے گا۔ القاہر بن المعتمد نے یہ لقب اختیار کیا تو اس کا زمانہ لمبا ہوا حتیٰ کہ وہ معزول ہوا اور اس کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی' اور شاہ موصل نے قاہر کا لقب اختیار کیا تو اسے زہر دیا گیا اور وہ مر گیا' تو اس نے اسی وقت اسے چھوڑ کر ملک الظاہر کا لقب اختیار کر لیا' پھر اس نے اکابر امراء میں سے ان کو پکڑنا شروع کیا جو اپنے آپ کو امیر خیال کرتے تھے' حتیٰ کہ اس نے حکومت کو استوار کر لیا' اور جب ہلاکو خان کو اس سلوک کی اطلاع ملی جو مسلمانوں نے اس کی فوج کے ساتھ عین جالوت پر روا رکھا تھا' تو اس نے اپنی بہت سی فوج میں سے ایک دستے کو بھیجا۔ کہ وہ شام کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے واپس لے لیں' پس وہ ان کے اور ان کے ارادوں کے درمیان حائل ہو گیا اور وہ خائب و خاسر ہو کر واپس لوٹ آئے' اس لیے کہ طاقتور شیر اور شمشیر براں ملک الظاہر نے سرعت کے ساتھ ان پر حملہ کیا تھا' پس وہ دمشق آیا اور اس نے سرحدوں اور قلعوں کی حفاظت کے لیے ہر طرف مسلح افواج بھیج دیں اور تاتاری اس کے قریب پھٹکنے کی بھی سکت نہ پا سکے اور انہوں نے دیکھا کہ حکومت بدل چکی ہے اور کلائیاں تیار ہو چکی ہیں اور شام اور اہل شام کو عنایتِ الٰہی حاصل ہو چکی ہے اور اس کی رحمت ان پر نازل ہو چکی ہے' اس موقع پر ان کے شیاطین اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے' اور اس خدا کا شکر ہے جس کے فضل سے اچھے کام مکمل ہوتے ہیں۔

اور ملک مظفر قطز رحمہ اللہ نے ایک ترک امیر علم الدین سنجر حلبی کو دمشق پر نائب مقرر کیا اور جب اسے مظفر کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے قلعے میں داخل ہو کر اپنے لیے دعا کی اور ملک مجاہد کا نام اختیار کیا اور جب ملک الظاہر کی بیعت آئی اور ۶/ ذوالحجہ کو جمعہ کے

روز اس کا خطبہ خطیب نے سب سے پہلے مجاہد کے لیے اور پھر الظاہر کے لیے دیا [illegible]
پھر اس مجاہد کو درمیان سے اٹھا دیا گیا' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور اس سال عجیب امور کا اتفاق ہوا اور وہ یہ کہ اس سال کے آغاز میں شام' سلطان ناصر ابن العزیز کے تصرف میں تھا پھر ۱۵ صفر کو شاہ تاتار ہلاکو خان کے تصرف میں آ گیا' پھر رمضان کے آخر میں مظفر قطز کے تصرف میں آ گیا اور پھر ذوالقعدہ کے آخر میں الظاہر بیبرس کے تصرف میں آ گیا اور دمشق میں ملک مجاہد سنجر بھی اس کا شریک ہو گیا' اسی طرح شام میں اس کے شروع میں قضاء ابن سنی الدولہ صدر الدین کے پاس تھی' پھر ہلاکو خان کی طرف سے کمال عمر التفلیسی کو' پھر ابن الزکی کو' پھر نجم الدین ابن سنی الدولہ کو مل گئی۔

اسی طرح طویل سالوں سے عماد الدین بن الحرستانی جامع دمشق کا خطیب تھا' پھر اسے العماد الاسودی کے ذریعے معزول کر دیا گیا۔ اور یہ عیوب سے محفوظ اور اچھا قاری تھا پھر اس سال کے ذوالقعدہ کے آغاز میں دوبارہ الحرستانی کو خطیب بنا دیا گیا

فسبحان من بیده الامور یفعل مایشاء و یحکم مایرید.

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

قاضی القضاۃ صدر الدین ابوالعباس ابن سنی الدولہ:

احمد بن یحییٰ بن ہبۃ اللہ بن الحسین بن یحییٰ بن محمد بن علی یحییٰ ابن صدقہ بن الخیاط قاضی القضاۃ صدر الدین ابوالعباس ابن سنی الدولہ' تغلبی دمشقی' شافعی' اور سنی الدولہ الحسین بن یحییٰ مذکور ۵۰۰ھ کی حدود میں دمشق کے ایک بادشاہ کا قاضی تھا' اور اس نے اس کی اولاد کو اوقاف بھی دیئے ہیں اور ابن الخیاط شاعر صاحب دیوان ہے اور وہ ابوعبداللہ احمد بن محمد بن علی بن یحییٰ بن صدقہ تغلبی ہے جو سنی الدولہ کا چچا ہے' سنی الدولہ ۵۵۹ھ میں پیدا ہوا اور الخشوعی اور ابن طبرزد اور الکندی وغیرہ سے سماع کیا اور کئی مدارس میں حدیث بیان کی اور پڑھایا اور فتویٰ دیا' اور وہ مذاہب کا جاننے والا قابل تعریف سیرت کا حامل تھا' لیکن ابوشامہ اسے سب وشتم کرتا ہے اور اس کی مذمت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

اور اس نے دمشق میں ۶۴۳ھ میں بااختیار ہو کر عدالت سنبھالی اور مسلسل ایک سال تک قاضی رہا اور جب اسے کمال التفلیسی کے ذریعے معزول کیا گیا تو اس نے اور ابن الزکی نے ہلاکو خان کی طرف اس وقت سفر کیا جب اس نے حلب پر قبضہ کیا پس اس نے ابن الزکی کو قاضی بنا دیا۔ اور ابن سنی الدولہ نے بعلبک کو منتخب کیا۔

اور وہ یہاں آیا اور وہ بیمار تھا' پس وہ یہیں مر گیا اور اسے شیخ عبداللہ الیونینی کے پاس دفن کیا گیا اور ملک ناصر اس کی اسی طرح تعریف کرتا تھا' اور جب ملک الظاہر بیبرس کی حکومت قائم ہو گئی تو اس نے اس کے بیٹے نجم الدین ابن سنی الدولہ کو قاضی بنا دیا' اور وہ وہی ہے جس نے زردآلو کے زمانے میں اسباق کے بیکار ہونے کی بات بیان کی تھی' کیونکہ ارض السہم میں اس کا ایک باغ تھا' اور اسے زردآلو سے مفارقت کرنا اور مدارس کی طرف جانا گراں گزرتا تھا' پس اس نے ان ایام میں لوگوں کو بیکار کر دیا اور انہوں نے

[illegible] اور راحت کو ترجیح دیتے ہیں خصوصاً باغات کے مالک پھلوں کے ایام میں اور ان ایام میں بکثرت خواہشات ہوتی ہیں اور خصوصاً قضاۃ کو۔

شاہ ماردین ملک سعید:

نجم الدین بن ابی غازی بن المنصور ارتق بن ارسلان بن ابی غازی بن البنی بن تمرتاش ابن ابی غازی بن ارتق اور یہ شجاع شخص تھا' اس نے یوما پر قبضہ کیا اور اس کے قلعے میں نوران شاہ بن ملک صلاح الدین داخل ہوا اور وہ ملک الظاہر بن العزیز بن الظاہر بن الناصر شاہ دمشق کا حلب پر نائب تھا اور اس نے ایک ماہ تک حلب کو مغلوں کے ہاتھوں سے بچایا' پھر شدید محاصرہ کے بعد صلح کے ساتھ اس کی سپرداری دے دی اور اس کی وفات اس سال ہوئی اور اسے اپنے گھر کی ڈیوڑھی میں دفن کیا گیا۔

ملک سعید حسن بن عبدالعزیز:

ابن العادل ابی بکر بن ایوب یہ اپنے باپ کے بعد الصبیبہ اور بانیاس کا مالک تھا' پھر یہ دونوں مقامات اس سے لے لیے گئے اور اسے قلعہ منیرہ میں قید کر دیا گیا اور جب تاتاری آئے تو یہ ان کے ساتھ تھا' اور انہوں نے اس کے شہروں کو اسے واپس کر دیا اور جب عین جالوت کا معرکہ ہوا تو اسے قیدی بنا کر مظفر قطز کے سامنے لایا گیا تو اس نے اسے قتل کر دیا اس لیے کہ اس نے تاتاریوں کا سرقوج پہنا ہوا تھا' اور اس نے مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کی خیر خواہی کی تھی۔

عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم بن الحسن بن عبدالرحمٰن بن طاہر:

ابن محمد بن الحسین بن علی بن ابی طالب شرف الدین بن العجمی الحلبی الشافعی' آپ حلب کے علمی اور امارتی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں' آپ نے الظاہریہ میں پڑھایا اور وہاں ایک مدرسہ کو وقف کیا اور وہیں دفن ہوئے اور جب تاتاری حلب میں داخل ہوئے تو اس وقت آپ نے صفر میں وفات پائی' سو انہوں نے آپ کو سزا دی اور آپ پر موسم سرما میں ٹھنڈا پانی ڈالا' جس سے آپ کو تشنج ہو گیا' حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

ملک مظفر قطز بن عبداللہ:

سیف الدین ترکی المعز ترکمانی کا اخص غلام اور صالح ایوب بن کامل کے غلاموں سے ایک غلام' جب اس کا استاد المعز قتل ہو گیا تو یہ اس کے بیٹے نور الدین منصور علی کا متولی بن گیا اور جب اس نے تاتاریوں کے بارے میں سنا تو اپنے استاد کو بیٹے کی صغرسنی کی وجہ سے اختلاف سے خوفزدہ ہو گیا اور اس نے اسے معزول کر کے اپنی طرف دعوت دی اور ذوالقعدہ ۶۵۷ھ میں اس کی بیعت ہوئی' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' پھر یہ تاتاریوں کے مقابلے میں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں اسلام کی نصرت کی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ دلیر' شجاع' بہت بھلائی کرنے والا اور اسلام اور اہل اسلام کا خیر خواہ تھا اور لوگ اس سے محبت کرتے تھے۔ اور اس کے لیے بہت دعائیں کرتے تھے' اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عین جالوت کے معرکہ کے روز اپنے گھوڑے کو قتل کر دیا' اور اس نازک گھڑی میں اس نے الوشاقیہ میں سے جن کے پاس کوتل گھوڑے تھے' کسی ایک کو بھی نہ پایا تو وہ پیادہ ہو گیا اور زمین پر جم کر کھڑا ہو گیا اور میدان کارزار میں جنگ جاری تھی اور وہ قلب میں سلطان کی جگہ پر تھا' اور جب ایک امیر نے اسے دیکھا

تو اپنے گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہو گیا اور اس نے سلطان کو حلف دیا کہ وہ ضرور اس گھوڑے پر سوار ہو جائے مگر اس نے انکار کیا اور اس امیر سے کہنے لگا میں مسلمانوں کو تیرے فائدے سے محروم کرنے کا نہیں اور وہ اسی حالت میں رہا حتیٰ کہ اوشاقیہ گھوڑوں کے ساتھ اس کے پاس آ گئے تو وہ سوار ہو گیا اور ایک امیر نے اسے ملامت کی اور کہا اے اخوند آپ فلاں کے گھوڑے پر کیوں نہیں سوار ہوئے؟ اگر کسی دشمن نے آپ کو دیکھ لیا تو وہ آپ کو قتل کر دے گا' فلاں فلاں قتل ہو چکے ہیں اور اس نے بہت سے بادشاہوں کو شمار کیا۔ اور اس نے اسلام کو دوسروں سے بچانے کے لیے آدمی کھڑے کر دیئے اور اسلام کو ضائع نہیں کیا اور جب وہ مصر سے روانہ ہوا تو بحریہ کے بہت سے بڑے بڑے امراء وغیرہ اس کی خدمت میں تھے اور اس کے ساتھ حماہ کا حکمران منصور اور شاہزادگان کی ایک جماعت بھی تھی' اور اس نے حماہ کے حکمران کو ایک پیغام بھیجا کہ وہ ان ایام میں دسترخوان بچھانے کی مشقت نہ اٹھائے' بلکہ سپاہی کے پاس گوشت کا ایک ٹکڑا ہو جسے وہ کھائے' جلدی کرو' جلدی کرو' اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' دشمن کے ساتھ اس کی ملاقات رمضان کے آخری عشرہ میں جمعہ کے روز ہوئی اور یہ ایک عظیم بشارت تھی' بلاشبہ بدر کا معرکہ بھی رمضان میں جمعہ کے روز ہوا تھا' اور اس میں اسلام کو فتح ہوئی تھی اور جب وہ شوال میں دمشق آیا تو اس نے وہاں' عدل وانصاف کیا اور معاملات کو مرتب کیا اور بیبرس کو تاتاریوں کے پیچھے بھیجا کہ وہ انہیں حلب سے نکال باہر کرے اور انہیں بھگا دے اور اس نے اس سے حلب کی نیابت کا وعدہ کیا لیکن مصلحت کے تحت اس سے یہ وعدہ پورا نہ کیا' جس کے باعث دونوں کے درمیان نفرت پیدا ہو گئی' اور جب وہ مصر واپس آیا تو امراء نے بیبرس کے ساتھ مل کر اس کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی اور انہوں نے اسے القرابی اور الصالحیہ کے درمیان قتل کر دیا اور وہ محل میں مدفون ہوا اور اس کی قبر کی زیارت کی جاتی ہے۔

اور جب الظاہر نے حکومت پر قابو پایا تو اس نے اس کی قبر کی طرف آدمی بھیج کر اسے لوگوں کی نظروں سے غائب کر دیا اور اس کے بعد اسے پہچانا نہ جاتا تھا۔ اور وہ ۱۶ رذوالقعدہ کو ہفتہ کے روز قتل ہوا۔

شیخ قطب الدین الیونینی نے الذیل علی المرآۃ میں شیخ علاؤ الدین بن غانم سے بحوالہ المولیٰ تاج الدین احمد بن الاثیر جو ناصر شاہ دمشق کے زمانے میں پرائیویٹ سیکرٹری تھا' بیان کیا ہے کہ اس نے کہا کہ جب ہم ناصر کے ساتھ وطاہ برزہ میں تھے تو ایلچی خبر لائے کہ قطز نے مصر کی حکومت سنبھال لی ہے' میں نے سلطان کو یہ خبر سنائی تو اس نے کہا فلاں فلاں شخص کو جا کر یہ خبر بتاؤ۔

راوی بیان کرتا ہے جب میں اس کے ہاں سے نکلا تو مجھے ایک سپاہی ملا اور اس نے مجھ سے پوچھا' تمہارے پاس مصر سے خبر آئی ہے کہ قطز بادشاہ بن گیا ہے؟ میں نے کہا مجھے اس کے متعلق کوئی علم نہیں' تجھے یہ بات کس نے بتائی ہے؟

اس نے کہا خدا کی قسم وہ عنقریب مملکت کا والی بن کر تاتاریوں کو شکست دے گا' میں نے پوچھا تجھے اس بات کا علم کہاں سے ہوا ہے؟ اس نے کہا وہ چھوٹا تھا اور میں اس کی خدمت کیا کرتا تھا اور اسے بہت جوئیں پڑی ہوئی تھیں اور میں اس کی جوئیں نکالتا تھا اور اس کی اہانت ومذمت کیا کرتا تھا' ایک روز اس نے مجھے کہا' تو ہلاک ہو جائے' جب میں دیار مصر کا بادشاہ بنوں گا تو تو جو چیز چاہے گا' میں تجھے دوں گا' میں نے اسے کہا تو مجنون ہے' اس نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے مجھے فرمایا ہے کہ تو دیار مصر کا بادشاہ بنے گا اور تاتاریوں کو شکست دے گا اور رسول اللہ ﷺ کا قول حق ہے اور اس میں کوئی شک نہیں' اور

میں نے اسے اس وقت کہا اور وہ بچہ تھا۔ میں تجھ سے پچاس سواروں کی امارت چاہتا ہوں اس نے کہا بہت اچھا خوش رہو۔

ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ جب اس نے مجھے یہ بات بتائی تو میں نے اسے کہا یہ مصریوں کے خطوط ہیں اس نے سلطنت کو سنبھال لیا ہے اس نے کہا تم بخدا وہ ضرور تاتاریوں کو شکست دے گا اور ایسے ہی وقوع میں آیا اور جب ناصر دیار مصر کی طرف لوٹا اور اس نے اس میں داخل ہونا چاہا تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور اکثر شامی افواج اس میں داخل ہو گئیں۔ اور یہ حکایت بیان کرنے والا امیر بھی دیار مصر میں داخل ہونے والوں میں شامل تھا' پس مظفر نے اسے پچاس سواروں کی امارت دے دی اور اس سے وعدہ پورا کر دیا۔ اور وہ امیر جمال الدین ترکمانی تھا' ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ وہ امیر بننے کے بعد مجھے مصر میں ملا اور اس نے مجھے وہ بات یاد دلائی' جو اس نے مجھے مظفر کے بارے میں بتائی تھی' سو میں نے اسے یاد کیا' اس کے بعد تاتاریوں کے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی اور اس نے انہیں شکست دی اور انہیں شہروں سے نکال باہر کیا۔

اور اس سے روایت کی گئی ہے کہ جب اس نے تاتاری فوجوں کو دیکھا تو اس نے ان امراء اور افواج سے جو اس کے ساتھ تھیں' کہا' ان سے اس وقت جنگ کرو جب سورج ڈھل جائے اور سائے پلٹ آئیں اور ہوائیں چل پڑیں اور خطباء اور لوگ اپنی نمازوں میں ہمارے لیے دعائیں کریں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

اور اس سال بلاد شام پر ہلاکو کا نائب کتبغا نوین ہلاک ہو گیا اللہ اس پر لعنت کرے اور نوین کے معنی ہیں دس ہزار کا امیر' اور اس خبیث نے اپنے استاذ ہلاکو کے لیے بلاد عجم کے دور دراز علاقوں سے لے کر شام تک کے علاقے فتح کیے اور اس نے ہلاکو کے دادا چنگیز خان کو بھی دیکھا اور یہ کتبغا مسلمانوں کے ساتھ جنگوں میں ایسی باتوں پر اعتماد کرتا تھا' جن کی طرف کسی نے سبقت نہیں کی' جب یہ کسی شہر کو فتح کرتا تو اس شہر کے جانبازوں کو دوسرے نزدیکی شہر میں لے جاتا اور اس شہر کے باشندوں سے مطالبہ کرتا کہ وہ ان کو اپنے ہاں پناہ دیں' اور اگر وہ ایسا کرتے تو اس کا مقصد یعنی ان پر کھانے پینے کی تنگی کرنا حاصل ہو جاتا' اور اس کے محاصرہ کی مدت کم ہو جاتی کیونکہ اہل شہر کو اپنی خوراک کی تنگی ہو جاتی اور اگر وہ انہیں اپنے ہاں پناہ دینے سے انکار کرتے تو وہ ان جانبازوں کے ساتھ ان سے جنگ کرتا۔ جو اس سے پہلے مفتوحہ شہر کے باشندے ہوتے تھے' اگر فتح ہو جاتی تو ٹھیک' بصورت دیگر وہ ان کے ذریعے ان کو کمزور کر دیتا حتیٰ کہ یہ جانباز فنا ہو جاتے' پس اگر فتح حاصل ہو جاتی تو ٹھیک' ورنہ وہ اپنے سپاہیوں اور اصحاب کے ساتھ' اپنے اصحاب کی راحت اور اہل شہر کی تھکن اور کمزوری کے ساتھ ان سے جنگ کرتا اور جلد ہی ان پر فتح حاصل کر لیتا اور وہ قلعے کی طرف فوج بھیج کر کہتا تمہارا پانی کم ہو گیا ہے' ہمیں خدشہ ہے کہ ہم تم کو زبردستی پکڑ لیں گے اور تم سب کو قتل کر دیں گے اور تمہارے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیں گے اور تمہارے پانی کے خاتمے کے بعد تمہاری بقاء کیا ہو گی' صلح سے قلعے کو کھول دو قبل اس کے کہ ہم تم کو زبردستی پکڑ لیں اور وہ اسے کہتے ہمارے پاس بہت پانی ہے ہم پانی کے محتاج نہیں ہوں گے اور وہ کہتا میں اس کی تصدیق نہیں کروں گا جب تک میں اپنی طرف سے کسی شخص کو اس کے دیکھنے کے لیے نہ بھیجوں' پس اگر پانی زیادہ ہوا تو میں تمہیں چھوڑ کر واپس چلا جاؤں گا' اور وہ کہتے کسی آدمی کو اسے دیکھنے کے لیے بھیجو اور وہ اپنی فوج کے کچھ جوانوں کو بھیج دیتا جن کے پاس کھوکھلے اور زہر سے بھرے ہوئے نیزے ہوتے اور جب وہ اس قلعے میں داخل ہو جاتے' جس نے اسے درماندہ کر دیا ہوتا تو وہ نیزوں کے ساتھ اس پانی میں دوڑتے گویا وہ

اس کا اندازہ کر رہے ہیں' پس یہ زہر گھل جاتا اور اس پانی میں ٹھہر جاتا اور وہ ان کی ہلاکت کا سبب بن جاتا۔ اور انہیں پتہ بھی نہ ہوتا' اس پر اللہ کی ایسی لعنت ہو جو قبر میں اس کے ساتھ داخل ہو جائے اور وہ عمر رسیدہ بوڑھا تھا اور نصاریٰ کے دین کی طرف میلان رکھتا تھا' لیکن چنگیز خان کے حکم کے مطابق اس کے لیے اس سے نکلنا ممکن نہ تھا۔

شیخ قطب الدین الیونینی نے بیان کیا ہے کہ جب اس نے بعلبک کے قلعے کا محاصرہ کیا تو میں نے اسے دیکھا وہ ایک خوبصورت بوڑھا تھا اور اس کی داڑھی طویل اور سیدھی تھی' اس نے اسے لاسہ کی طرح گوندھا ہوا تھا اور کبھی کبھی وہ اسے پیچھے سے اپنے کان کے ساتھ بھی لٹکا لیتا تھا اور وہ بڑا بارعب اور سخت حملہ کرنے والا تھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ وہ جامع میں داخل ہو کر مینار پر چڑھا تا کہ وہاں سے قلعہ کو دیکھے' پھر وہ غربی دروازے سے باہر نکل گیا اور ایک ویران دوکان میں داخل ہو کر اس نے قضائے حاجت کی اور لوگ اس کی طرف دیکھ رہے تھے اور وہ پوشیدہ اعضا کو برہنہ کیے ہوئے تھا اور جب وہ قضائے حاجت سے فارغ ہوا تو اس کے ایک ساتھی نے اسے گتھی ہوئی روئی سے ایک ہی بار پونچھا۔ راوی بیان کرتا ہے جب اسے اطلاع ملی کہ مظفر اپنی افواج کے ساتھ مصر سے روانہ ہو چکا ہے تو اس نے اپنے معاملے میں دیر کی اور حیران رہ گیا کہ وہ کیا کرے' پھر اس کے متکبر نفس نے اسے اس کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اس نے خیال کیا کہ وہ حسبِ عادت فتح پائے گا' سو اس روز اس نے میسرہ پر حملہ کر کے اسے شکست دی' پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تائید کی اور انہیں میدانِ کارزار میں ثابت قدم رکھا اور انہوں نے تاتاریوں پر بہادرانہ حملہ کیا اور انہیں ایسی شکست دی جس کا زخم کبھی درست نہ ہو سکے گا' اور ان کا امیر کتبغا نوین میدان کارزار میں قتل ہوا اور اس کا بیٹا اسیر ہوا اور وہ خوبصورت جوان تھا' اسے مظفر قطز کے سامنے پیش کیا گیا تو اس سے پوچھا کیا تیرا باپ بھاگ گیا ہے؟ اس نے کہا وہ نہیں بھاگے گا' پس انہوں نے اسے تلاش کیا تو اسے مقتولین کے درمیان پایا' اور جب اس کے بیٹے نے اسے دیکھا تو وہ رویا اور چلایا' اور جب مظفر نے اسے دیکھا تو اس نے اللہ کے حضور سجدہ کیا' پھر کہنے لگا میں میٹھی نیند سوؤں گا' اور یہ شخص تاتاریوں کی سعادت تھا' اور اس کے قتل ہونے سے ان کی سعادت جاتی رہی اور اسی طرح ہوا جیسے کہ فرمایا تھا' کہ اس کے بعد وہ کبھی کامیاب نہیں ہوئے اور وہ ۲۵ رمضان کو جمعہ کے روز قتل ہوا اور اسے امیر آقوش الشمسی رحمہ اللہ نے قتل کیا۔

شیخ محمد الفقیہ الیونینی:

الحنبلی البعلبکی الحافظ محمد بن احمد بن عبداللہ بن عیسیٰ بن ابی الرجال احمد بن علی ابن محمد بن محمد بن الحسین بن اسحاق بن جعفر الصادق اسی طرح یہ نسب شیخ قطب الدین الیونینی نے اپنے بڑے بھائی ابوالحسین علی کی تحریر سے نقل کیا ہے اور اسے بتایا ہے کہ اس کے والد نے اسے بتایا کہ ہم جعفر صادق کی اولاد میں سے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اسے یہ بات موت کے وقت کہی تاکہ وہ قبول صدقات سے باہر رہے۔

ابوعبداللہ بن ابی الحسین الیونینی الحنبلی تقی الدین الفقیہ الحنبلی الحافظ المفید البارع العابد الناسک آپ کی پیدائش ۵۷۲ھ میں ہوئی اور آپ نے الخشوعی' حنبل' الکندی اور حافظ عبدالغنی سے سماع کیا اور آپ اس کی تعریف کرتے تھے اور آپ نے الموفق سے فقہ سیکھی اور شیخ عبداللہ الیونینی کے ساتھ رہے اور آپ سے فائدہ اٹھایا اور شیخ عبداللہ آپ کی تعریف کرتے تھے اور آپ کو

مقدم کرتے تھے اور آپ سے فائدہ اٹھایا اور شیخ عبداللہ آپ کی تعریف کرتے تھے اور آپ کو مقدم کرتے تھے اور فتاویٰ میں آپ کی اقتدا کرتے تھے اور آپ نے ان کے شیخ کے شیخ عبداللہ البطائحی سے خرقہ پہنا اور علم حدیث میں مہارت حاصل کی اور صحیحین کے درمیان فاء اور واؤ سے مطابقت کرنا حفظ کیا اور آپ نے مسند احمد کا ایک اچھا حصہ یاد کیا اور آپ عربی زبان کو جانتے تھے اسے آپ نے تاج الکندی سے سیکھا اور بہت خوبصورت لکھا اور لوگ آپ کے فنون کثیرہ سے فائدہ حاصل کرتے تھے۔ اور آپ سے اچھے طریق سیکھتے تھے۔ اور بادشاہوں کے ہاں آپ کو بڑی وجاہت حاصل تھی۔

ایک دفعہ آپ نے ملک اشرف کے پاس قلعہ میں زبیدی کو بخاری کا سماع کرانے کے حال میں وضو کیا اور جب وضو سے فارغ ہوئے تو سلطان نے اپنے چمڑے کا مصلّٰی جھاڑا اور اسے زمین پر بچھا دیا تاکہ آپ اسے پامال کریں۔ اور سلطان نے آپ کے سامنے حلف اٹھایا کہ وہ پاک ہے اور ضروری ہے آپ اسے اپنے پاؤں سے پامال کریں' تو آپ نے ایسے ہی کیا' اور کامل اپنے بھائی اشرف کے پاس دمشق آیا تو اس نے اسے قلعہ میں اتارا اور اشرف نے دارالسعادت کا حیلہ کیا اور کامل کے سامنے شیخ فقیہ کے محاسن بیان کرنے لگا' کامل نے کہا میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں سو اس نے بعلبک کی طرف خط بھیجا اور اسے بلایا اور وہ دارالسعادت تک پہنچ گیا اور کامل اس کے پاس گیا اور دونوں نے علم کے بارے میں کچھ مذاکرات کیے تو بھاری چیز کے ساتھ قتل کرنے کا مسئلہ شروع ہو گیا اور اس لونڈی کی حدیث کا ذکر بھی چل پڑا جسے ایک یہودی نے قتل کر دیا تھا' اور اس کے سر کو دو پتھروں کے درمیان کچل دیا تھا سو رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا تھا' کامل نے کہا اس نے اعتراف نہیں کیا تھا' شیخ فقیہ نے کہا صحیح مسلم میں ہے کہ اس نے اعتراف کیا تھا' کامل نے کہا میں نے صحیح مسلم کا اختصار کیا ہے اور میں نے اس میں یہ لفظ نہیں پایا پس کامل نے پیغام بھیجا تو اس نے صحیح مسلم کا جو اختصار کیا تھا' اس کی پانچ جلدیں حاضر کی گئیں ایک جلد کامل نے اور دوسری جلد اشرف نے اور تیسری جلد عماد الدین موسک نے اور چوتھی جلد شیخ فقیہ نے پکڑ لی اور سب سے پہلے اس نے جو اسے کھولا تو شیخ فقیہ کے قول کے مطابق حدیث پائی سو کامل اس کی حاضر جوابی اور سرعت کشف سے حیران رہ گیا اور اس نے آپ کو اپنے ساتھ دیار مصر لے جانا چاہا لیکن اشرف نے جلدی سے آپ کو بعلبک کی طرف بھیج دیا اور کامل سے کہنے لگا' وہ بعلبک پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا' پس کامل نے اسے بہت سا سونا بھیجا۔ آپ کے بیٹے قطب الدین نے بیان کیا ہے کہ میرے والد ملوک کے عطیات کو قبول کر لیتے تھے اور کہتے تھے' کہ بیت المال میں میرے اس سے بھی زیادہ عطیات ہیں' لیکن امراء اور وزراء سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے سوائے اس کے کہ وہ کوئی کھانے وغیرہ کا کوئی ہدیہ ہو اور آپ اس میں سے انہیں بھی بھیجتے تھے اور وہ اسے تبرک اور شفایابی کے لیے قبول کر لیتے تھے۔

آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ کا مال زیادہ ہو گیا' اور آپ صاحب ثروت ہو گئے اور آپ کو بہت مالی وسعت حاصل ہو گئی' اور آپ نے بیان کیا ہے کہ اشرف نے آپ کو یونین بستی سے خط لکھا اور اسے محی الدین بن الجوزی کو دیا کہ وہ خلیفہ کے خط کی نگرانی کرے اور جب میرے والد کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے خط لکھ کر پھاڑ دیا اور کہنے لگے میں اس سے بے نیاز ہوں اور میرے والد صدقہ کو قبول نہیں کرتے تھے' اور اپنے آپ کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ذریت سے خیال کرتے تھے۔ یعنی جعفر صادق بن محمد باقر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی نسل سے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپ اس سے قبل فقیر تھے۔ آپ کے پاس کوئی چیز نہیں تھی اور شیخ عبداللہ کی بیوی بھی تھی اور اس کی ایک خوبصورت بیٹی بھی تھی' اور شیخ اسے کہا کرتا تھا' کہ شیخ محمد کے ساتھ اس کا نکاح کر دو اور وہ کہتی وہ فقیر ہے اور میں چاہتی ہوں کہ میری بیٹی نیک بخت ہو اور شیخ عبداللہ کہتے کہ میں ان دونوں کو ایک گھر میں دیکھ رہا ہوں جس میں برکت اور بہت رزق ہے اور بادشاہ اس کی ملاقات کو آتے ہیں' اس نے اس لڑکی کا اس سے نکاح کر دیا اور واقعتاً ایسے ہی ہوا اور یہ آپ کی پہلی بیوی تھی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

اور سب بادشاہ آپ کا احترام کرتے تھے' اور بنو عادل وغیرہ آپ کے شہر میں آتے تھے' اور اسی طرح فقہاء کے مشائخ جیسے ابن الصلاح' ابن عبدالسلام' ابن الحاجب' المصری' شمس الدین بن سنی الدولہ اور ابن الجوزی وغیرہ آپ کی تعظیم کرتے تھے' اور آپ کے علم و عمل اور امانت و دیانت کی وجہ سے آپ کے قول کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور آپ کے بہت سے احوال و مکاشفات اور کرامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ آپ ۱۲ سال کی عمر سے قطب تھے۔ واللہ اعلم

اور شیخ فقیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ میں نے حران جانے کا عزم کیا اور مجھے اطلاع ملی کہ وہاں ایک شخص علم الفرائض کو بہت اچھی طرح جانتا ہے اور جب وہ رات آئی جس کی صبح کو میں سفر کرنا چاہتا تھا' تو میرے پاس شیخ عبداللہ الیونینی کا خط آیا' جس میں آپ نے مجھے قدس شریف آنے کی قسم دی اور میں نے اسے پسند نہ کیا اور میں نے مصحف کو کھولا تو یہ قولِ الٰہی سامنے آیا (اس کی پیروی کرو جو تم سے اجر نہیں مانگتا اور وہ ہدایت پانے والے ہیں) پس میں آپ کے ساتھ قدس کی طرف گیا اور میں نے اس حرانی شخص کو قدس شریف میں دیکھا اور میں نے اس سے علم الفرائض سیکھا حتیٰ کہ مجھے خیال آیا کہ میں اس میں اس سے بھی زیادہ ماہر ہو گیا ہوں اور شیخ ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ شیخ فقیہ ایک فربہ آدمی تھے' اور آپ کو امراء وغیرہ میں قبولیت حاصل تھی' اور آپ شیخ عبداللہ الیونینی کی طرح کھال کی ٹوپی پہنتے تھے' جس کی اون باہر کو ہوتی تھی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے معراج کے بارے میں ایک تصنیف کی ہے اور میں نے ایک کتاب میں اس کا رد کیا ہے' جس کا نام میں نے الواضح الجلی فی الرد علی الحنبلی رکھا ہے' اور آپ کے بیٹے قطب الدین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال کی ۱۹ رمضان کو ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔

محمد بن خلیل بن عبدالوہاب بن بدر:

ابوعبداللہ البیطار الاکال' آپ اصلاً جبل بنی بلال سے ہیں آپ کی پیدائش قصر حجاج میں ہوئی آپ الشاغور میں مقیم تھے' اور آپ میں بھلائی اور دینداری اور فقراء' محتاجین اور قیدیوں کے لیے خاصی توجہ پائی جاتی تھی' اور آپ کی حالت عجیب تھی' کسی کی چیز اجرت کے بغیر نہ کھاتے تھے اور اہل شہر آپ کے پاس آتے تھے تا کہ آپ کی اچھی اور طیب چیزوں کو کھائیں' مگر آپ اچھی اجرت کے بغیر انکار کر دیتے تھے اور جوں جوں آپ اس سے بچتے لوگوں کو بھلے معلوم ہوتے اور وہ آپ کو پسند کرتے اور آپ کی طرف مائل ہوتے' اور آپ کے پاس بہت سی چیزیں جیسے مٹھائیاں اور بھنے ہوئے گوشت وغیرہ لاتے تو آپ انہیں واپس کر دیتے اور اس کے باوجود انہیں معاوضہ میں اچھی اجرت دیتے اور یہ بہت عجیب بات ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

۶۵۹ھ

دسمبر کے کچھ دن گزر چکے تھے کہ سوموار کے روز اس کا آغاز ہوا' اور مسلمانوں کا کوئی خلیفہ نہ تھا اور مکہ کا حکمران ابونمی بن ابی سعید بن علی بن قتادۃ الحسنی اور اس کا شریک ادریس بن علی اور مدینہ کا حکمران امیر عزالدین جماز بن شیحۃ الحسینی اور مصر وشام کا حکمران' سلطان ملک الظاہر بیبرس البند قداری' اور دمشق' بعلبک' الصبیبۃ اور بانیاس میں اس کا شریک امیر علم الدین سنجر جس کا لقب ملک مجاہد تھا' اور حلب میں اس کا شریک امیر حسام الدین لاشین الجوکنداری العزیزی' اور الکرک اور الشوبک ملک مغیث فتح الدین عمر بن العادل بن سیف الدین ابی بکر الکامل محمد بن العادل الکبیر سیف الدین ابی بکر بن ایوب کے زیرنگیں تھے۔ اور جیہون کا قلعہ اور بازریا امیر مظفرالدین عثمان بن ناصرالدین مکورس کے قبضے میں تھے اور حماہ کا حکمران' منصور بن تقی الدین محمود تھا' اور حمص کا حکمران اشرف بن منصور ابراہیم بن اسدالدین الناصر تھا' اور موصل کا حکمران ملک صالح بن بدرلؤلؤ تھا' اور اس کا بھائی ملک مجاہد' جزیرہ ابن عمر کا حکمران تھا' اور ماردین کا حکمران' ملک سعید نجم الدین ایل غازی بن ارتق تھا اور بلاد روم کا حکمران' رکن الدین قلیج ارسلان بن کیخسرو سلجوقی تھا' اور حکومت میں اس کا شریک اس کا بھائی کیکاؤس تھا' اور ملک دونوں کے درمیان نصف نصف تھا اور بقیہ بلادِ مشرق تاتاریوں کے قبضے میں تھے۔ جو ہلاکو کے ساتھی تھے۔ اور بلاد یمن میں کئی بادشاہ تھے' اور اسی طرح بلاد الجوکندی المغرب کے ہر علاقے میں ایک بادشاہ تھا۔

اور اس سال تاتاریوں نے حلب پر غارت گری کی اور حلب کے حکمران حسام الدین العزیزی حماہ کے حکمران منصور اور حمص کے حکمران اشرف نے ان کے ساتھ جنگ کی اور حمص کے شمال میں حضرت خالدؓ بن ولید کی قبر کے نزدیک معرکہ آرائی ہوئی' تاتاری چھ ہزار تھے اور مسلمانوں کی تعداد چودہ سو تھی' پس اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی اور مسلمانوں نے ان کی اکثریت کو قتل کر دیا۔ اور تاتاریوں نے حلب واپس آ کر اس کا چار ماہ تک محاصرہ کیے رکھا اور اس کو خوراک کی تنگی دی۔ اور بہت سے مسافروں کو باندھ کر قتل کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور جن افواج نے انہیں حمص میں شکست دی تھی وہ حمص میں مقیم تھیں' وہ حلب واپس نہیں آئیں' بلکہ وہ مصر کو چلی گئیں' اور ملک الظاہر نے سلطنت کی شان وشوکت کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور ان سے حسن سلوک کیا اور حلب محصور ہو کر رہ گیا اور اس مدت میں اس کا کوئی مددگار نہ تھا' لیکن اللہ نے بچالیا۔

اور ۷رصفر سوموار کے روز الظاہر شاہانہ شان وشوکت کے ساتھ سوار ہوا اور امراء اور افواج اس کے آگے آگے پیدل چلیں اور یہ اس کی پہلی سواری تھی اور اس کے بعد وہ لگاتار سوار ہو کر پولو کھیلتا رہا۔

اور ۱۷رصفر کو امرائے دمشق نے اس کے بادشاہ علم الدین سنجر کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کے ساتھ جنگ کر کے اسے شکست دے دی اور وہ قلعہ میں داخل ہو گیا اور انہوں نے اس میں اس کا محاصرہ کر لیا اور وہ وہاں سے قلعہ بعلبک کی طرف بھاگ گیا اور قلعہ دمشق کی سپرداری امیر علم الدین ایدکین البند قداری نے لے لی' جو جمال الدین یغمور اور پھر صالح ایوب بن کامل کا غلام تھا' اور ملک الظاہر اس کی طرف منسوب ہے' الظاہر نے اسے بھیجا کہ وہ علم الدین سنجر حلبی سے دمشق کی سپرداری لے لے' سو اس نے دمشق

پر قبضہ کرلیا۔ اور الظاہر کی نیابت میں اس کے قلعہ میں رہائش اختیار کرلی' پھر انہوں نے بعلبک میں حلبی کا محاصرہ کرلیا' حتیٰ کہ اسے پکڑ کر اور ایک خچر پر سوار کر کے ملک الظاہر کی طرف مصر بھیج دیا اور یہ رات کو اس کے پاس گیا تو اس نے اسے ملامت کی' پھر اسے چیزیں دیں اور اس کی عزت کی۔

اور ۸ ربیع الاوّل کو سوموار کے روز الظاہر نے بہاؤ الدین علی بن محمد المعروف بابن الحنا کو وزیر مقرر کیا اور ربیع الآخر میں الظاہر نے امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کیا' اسے ان کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ وہ اس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسی ماہ میں اس نے الشوبک کی طرف پیغام بھیجا اور اسے الکرک کے حکمران مغیث کے نائبین کے ہاتھوں سے لے لیا۔ اور اس میں الظاہر نے ایک فوج حلب کی طرف بھیجی تاکہ وہ تاتاریوں کو وہاں سے بھگا دے۔ اور جب فوج غزہ پہنچی تو فرنگیوں نے تاتاریوں کو انتباہ کا خط لکھ دیا اور وہ جلدی سے وہاں سے کوچ کر گئے' اور حلب پر اہل حلب کی ایک جماعت قابض ہوگئی اور انہوں نے مطالبات کیے اور لوٹ مار کی اور اپنے مقاصد کو حاصل کرلیا اور الظاہر کی فوج نے ان کے مقابلے میں آ کر ان سب باتوں کا خاتمہ کر دیا اور اس کے باشندوں سے ایک کروڑ چھ لاکھ کا مطالبہ کیا' پھر الظاہر کی طرف سے امیر شمس الدین آقوش ترکی نے آ کر شہر کی سپرد داری لے لی اور جوڑ توڑ کیا اور فیصلہ اور انصاف کیا۔

اور ۱۰ رجمادی الاوّل منگل کے دن' تاج الدین عبدالوہاب بن قاضی الاعز ابی القاسم خلف بن رشید الدین بن ابی الثنا محمود بن بدر العلائی نے مصر کی قضا سنبھالی اور اس بات کو اس نے الظاہر کے سامنے سخت شروط پیش کرنے کے بعد قبول کیا' پس الظاہر ان شروط کے تحت آ گیا اور اس نے بدرالدین ابوالمحاسن یوسف بن علی سنجاری کو معزول کر دیا اور کئی دن تک اسے لکھا' پھر اس سے الگ ہوگیا۔

مستنصر باللہ ابوالقاسم احمد بن امیر المومنین الظاہر کی بیعتِ خلافت:

یہ بغداد میں قید تھا' اسے رہا کر دیا گیا اور یہ اعراب کی ایک جماعت کے ساتھ عراق کے علاقے میں تھا' پھر جب الظاہر کو حکومت ملی تو اس نے اس کا قصد کیا اور اعراب کے دس امراء کے ساتھ مصر آیا' جن میں سے امیر ناصر الدین مہنا ۸ رجب کو آیا' پس سلطان باہر نکلا اور اس کے ساتھ وزیر گواہ اور اطلاع دینے والے بھی تھے اور انہوں نے اس کا استقبال کیا اور یہ جمعہ کا دن تھا' اور اہل تورات اپنی تورات کے ساتھ اور نصاریٰ اپنی انجیل کے ساتھ باہر نکلے اور وہ باب النصر سے بڑی شان وشوکت کے ساتھ داخل ہوا اور جب ۱۳ رجب کو سوموار کا دن آیا تو سلطان اور خلیفہ' قلعہ جبل کے ایوان میں بیٹھے اور وزیر قاضی اور امراء اپنے اپنے طبقات کے مطابق بیٹھے اور خلیفہ مذکور کے نسب کو حاکم تاج الدین بن الاعز نے ثابت کیا اور یہ خلیفہ' مستنصریہ کے بانی المستنصر کا بھائی اور مستعصم کا چچا ہے' اس کی بیعت خلافت مصر میں ہوئی اور ملک الظاہر اور قاضی اور امراء نے اس کی بیعت کی اور وہ مجلس خلافت کے ساتھ دیار مصر گیا اور امراء اس کے آگے آگے اور لوگ اس کے اردگرد تھے' اور وہ ۱۳ رجب کو قاہرہ سے گزرا اور یہ خلفائے بنوعباس میں سے اڑتیسواں خلیفہ تھا' اس کے اور حضرت عباسؓ کے درمیان چوبیس آباء ہیں اور سب سے پہلے قاضی تاج الدین نے اس کی بیعت کی کیونکہ اس نے اس کے نسب کو ثابت کیا تھا' پھر سلطان' پھر شیخ عزالدین ابن عبدالسلام پھر امراء اور پھر حکومت نے بیعت کی اور منابر پر اس کا خطبہ دیا گیا اور اس کے نام کا سکہ ڈھالا گیا اور منصب خلافت ساڑھے تین سال سے بغیر محافظ کے تھا' اس لیے کہ

مستعصم ۶۵۶ھ کے شروع میں قتل ہوا تھا اور اس کی بیعت اس سال کی ۱۳ر رجب کو سوموار کے روز ہوئی یعنی ۱۳ر رجب ۶۵۹ھ کو اور وہ گندم گوں خوبصورت شدید القوی عالی ہمت دلیر اور جری تھا اور انہوں نے اسے مستنصر کا لقب دیا جیسا کہ اس کے بھائی بانی مدرسے کا تھا' اور یہ بات اس سے پہلے نہیں ہوئی کہ دو خلیفہ جو بھائی ہوں ایک دوسرے کا لقب اختیار کریں ان دو بھائیوں کی طرح سفاح اور اس کے بھائی منصور نے بھی خلافت سنبھالی اور اسی طرح محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس اور ہادی اور رشید نے بھی اور المسترشد اور المقتضی نے بھی جو المستظہر کے بیٹے تھے۔

اور خلافت سنبھالنے والے تین بھائی' امین' مامون اور معتصم ہیں جو رشید کے بیٹے ہیں' اور المنتصر اور المعتز اور المطیع بھی ہیں جو المقتدر کے بیٹے ہیں' اور خلافت سنبھالنے والے چار بھائی' عبدالملک بن مروان کے بیٹے ہیں یعنی ولید' سلیمان' یزید اور ہشام' اور اس کی مدتِ خلافت جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' پانچ ماہ بیس دن ہیں' بنوعباس کے خلفاء سے اس کی مدت کم ہے اور بنوامیہ میں سے معاویہ بن یزید بن معاویہ کی مدت خلافت چالیس روز ہے' اور ابراہیم بن یزید الناقص کی ستر روز اور اس کے بھائی یزید بن ولید کی پانچ ماہ ہے اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی مدتِ خلافت اپنے باپ کے بعد سات ماہ گیارہ دن ہے' اور مروان بن الحکم کی مدتِ خلافت نو ماہ دس دن ہے' اور خلفائے بنوعباس میں سے جنہوں نے ایک سال کی مدت پوری نہیں کی' ان میں المنتصر بن المتوکل کی مدت چھ ماہ اور المہتدی بن الواثق کی مدت گیارہ ماہ اور کچھ دن ہیں' اور اس خلیفہ کو قلعہ جبل کے ایک برج میں اس کے قرابتداروں اور نوکروں کے ساتھ اتارا گیا' اور جب ۱۷ر رجب کا دن آیا تو وہ عوام کے ساتھ سوار ہو کر قلعہ کی جامع کی طرف آیا اور اس نے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا' جس میں بنوعباس کے شرف کا ذکر کیا' پھر اس نے آغاز خطبہ میں سورہ انعام کا ابتدائی حصہ پڑھا' پھر رسول کریم ﷺ پر درود پڑھا' پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کی رضامندی چاہی اور سلطان الظاہر کے لیے دعا کی' پھر اس نے اتر کر لوگوں کو نماز پڑھائی' لوگوں نے اس کے اس کام کو بنظر استحسان دیکھا اور یہ ایک اچھا وقت اور جمعہ کا دن تھا۔

مستنصر باللہ کی خلافت ملک الظاہر کے سپرد کرنا:

جب ۴ر شعبان کو سوموار کا دن آیا تو خلیفہ' سلطان' وزیر' قضاۃ' امراء اور ارباب حل وعقد ایک عظیم خیمہ کی طرف گئے جو قاہرہ کے باہر لگایا گیا تھا اور وہ اس میں بیٹھ گئے' اور خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے سلطان کو سیاہ خلعت پہنایا اور اس کی گردن میں طوق ڈالا اور اس کے پاؤں میں بیڑی ڈالی اور یہ دونوں چیزیں سونے کی تھیں' اور ہیڈ کاتب فخر الدین ابراہیم بن لقمان منبر پر چڑھا اور اس نے لوگوں کو سلطان کا حکم سنایا اور وہ اس کا اپنا وضع کردہ اور اس کی اپنی تحریر میں تھا' پھر سلطان اس شان کے ساتھ گیا کہ بیڑی اس کے پاؤں میں تھی اور طوق اس کی گردن میں تھا' اور وزیر اس کے آگے آگے تھا اور اس کے سر پر حکمنامہ تھا' اور امراء اور حکومت' وزیر کے سوا اس کی خدمت میں پیدل چل رہے تھے' اس نے قاہرہ کو پار کیا اور اسے اس کی خاطر سجایا گیا اور وہ جمعہ کا دن تھا' اور شیخ قطب الدین نے اس مکمل حکمنامے کو بیان کیا ہے اور وہ لمبا ہے۔ واللہ اعلم

خلیفہ کی بغداد کی طرف روانگی:

پھر خلیفہ نے سلطان سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے بغداد بھجوا دے سو سلطان نے اس کے لیے ایک عظیم فوج منظم کی اور اس کے

لیے ہر اس چیز کا انتظام کیا جو خلفاء اور ملوک کے لیے ضروری ہے' پھر سلطان اس کے ساتھ دمشق گیا' اور سلطان کے مصر سے شام جانے تک جب یہ حالت تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ترکی حلب پر قابض ہو چکا تھا اور اس سے امیر علم الدین سنجر الحلبی جو دمشق پر متغلب ہو چکا تھا اس کی طرف بھیجا تو اس نے اسے حلب سے بھگا دیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے وہاں سلطان کی طرف سے نائب مقرر کیا' پھر ترکی مسلسل کوشش کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے اس سے حلب کو واپس لے لیا اور اسے وہاں سے بھاگتے ہوئے نکال دیا۔ اور الظاہر نے عز الدین ایدمر الحلبی کو مصر پر نائب مقرر کیا اور مملکت کا انتظام وزیر بہاؤ الدین بن الحنا کے سپرد کر دیا اور اس کے بیٹے فخر الدین کو بھی اس کے ساتھ وزیر بنا دیا اور افواج وعساکر کا انتظام امیر بدر الدین بعلبک الخازندار کے سپرد کر دیا' پھر وہ سارے چل کر ۷؍ ذی القعدہ کو سوموار کے روز دمشق آ گئے اور یہ جمعہ کا دن تھا' اور دونوں نے جامع دمشق میں نماز جمعہ پڑھی اور خلیفہ باب البرید سے داخل ہوا اور سلطان باب الزیارۃ سے داخل ہوا اور یہ بھی جمعہ کا دن تھا' پھر سلطان نے خلیفہ کو بغداد بھیجا اور اس کے ساتھ شاہ موصل کے بیٹے بھی تھے اور اس نے اس پر اور ان پر اور فوج کے جو جوان اس کے ساتھ کھڑے ہو کر اس کا دفاع کرتے تھے' ان پر اس قدر خرچ کیا جس کی اللہ نے طاقت نہیں دی تھی' یعنی ایک کروڑ دینار کا خالص سونا' اور اس نے اسے دے دیا اور مزید دیا۔ جزاہ اللہ خیراً

اور شاہِ حمص ملک اشرف اس کے پاس آیا تو اس نے اسے خلعت دیا اور مال دیا اور مزید اسے تل باشر بھی دے دیا۔ اور حماہ کا حکمران منصور آیا تو اس نے اسے خلعت دیا اور اسے مال دیا اور اس کے ملک کا حکمنامہ اسے لکھ دیا۔ پھر اس نے امیر علاؤ الدین البندقداری کے ساتھ حلب کی طرف فوج بھیجی تا کہ وہ اس ترکی سے جنگ کرے جو اس پر متغلب ہو کر اس میں فساد کر رہا ہے اور اس سال کے معرکوں کے متعلق ہمیں جو معلومات پہنچی ہیں' یہ ان کا ملخص ہے۔

۶۶۰ھ

اس سال کے آغاز میں ۳؍ محرم کو خلیفہ مستنصر باللہ قتل ہو گیا' جس کی گذشتہ سال رجب میں بیعت ہوئی تھی اور اس کے ساتھ جو افواج تھیں ان کی شکست کے بعد وہ ارض عراق میں قتل ہو گیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) اور سارے مصر وشام پر الظاہر خود مختار بادشاہ بن گیا اور اس کے حالات ٹھیک ہو گئے' اور ترکی کے سوا اس سے کشاکش کرنے والا اور کوئی نہ رہا' اس نے المنیرہ جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کی نافرمانی شروع کر دی اور اس سال ۳؍ محرم کو سلطان ملک الظاہر نے بلاد مصر کے تمام امراء' خواص' وزیر' قاضی تاج الدین اور پسر دختر اعز کو خلعت دیئے اور وہاں سے برہان الدین سنجاری کو معزول کر دیا' اور محرم کے آخر میں امیر بدر الدین بعلبک الخازندار شاہ موصل امیر لؤلؤ کی بیٹی کو دلہن بنا کر لایا اور اس دعوت ولیمہ پر الظاہر نے بڑا زبردست انتظام کیا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس سال الظاہر کے ایک امیر نے حماۃ کی حدود میں ایک جنگلی گدھے کو شکار کیا اور اسے پکایا' مگر وہ نہ پکا اور نہ ہی ایندھن کی کثرت اس پر اثر انداز ہوئی پھر انہوں نے اس کے چمڑے کو تلاش کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے کان پر بہرام جور لکھا ہوا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اسے میرے پاس لائے تو میں نے بھی اسے اسی طرح پڑھا' یہ بات اس امر کی مقتضی ہے کہ وہ گدھا تقریباً آٹھ سو سال کا تھا' بلاشبہ بہرام جور بعثت نبویؐ سے طویل مدت پہلے ہوا ہے اور جنگلی گدھے لمبا عرصہ زندہ رہتے

ہیں' میں کہتا ہوں ہو سکتا ہے یہ بہرام شاہ ملک امجد ہو کیونکہ اس قسم کی چیز کا شکار کیے بغیر اتنی طویل مدت زندہ رہنا مستبعد ہے اور کاتب نے غلطی کی ہے اور اس نے بہرام شاہ کی بجائے بہرام جور لکھ دیا ہے' جس سے یہ اشتباہ پیدا ہو گیا ہے۔ واللہ اعلم

الحاکم بامر اللہ عباسی کی بیعت کا بیان

۲۷ ربیع الآخر کو خلیفہ ابوالعباس الحاکم بامر اللہ احمد بن امیر ابی علی القبی بن امیر علی بن امیر ابی بکر بن امام مسترشد باللہ بن مستظہر باللہ ابی العباس احمد بلاد شرق سے آیا اور اس کے ساتھ اس علاقے کے سرکردہ لوگوں کی بھی ایک جماعت تھی اور وہ ایک جماعت کے ساتھ میدانِ کارزار سے بھاگا اور بچ گیا اور جب اس کی آمد کا دن آیا تو سلطان الظاہر نے اس کا استقبال کیا اور خوشی کا اظہار کیا اور جلسہ کیا اور قلعہ جبل کے بڑے برج میں اسے اتارا اور اس کی مستقل رسد کا اجراء کر دیا اور اس سے حسن سلوک کیا' اور ربیع الآخر میں ملک الظاہر نے امیر جمال الدین آقوش النجیبی کو اس کے عہدے سے معزول کر دیا اور اس کی بجائے کسی دوسرے کو مقرر کر دیا۔ اور اس کے بعد اس نے اسے شام کا نائب بنا کر بھیج دیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور ۹ رجب منگل کے روز' سلطان الظاہر ایک کنوئیں کے محاکمہ میں دار العدل میں قاضی تاج الدین عبدالوہاب ابن بنت الاعز کے گھر حاضر ہوا تو قاضی کے سوا سب لوگ کھڑے ہو گئے' اس نے اسے حکم دیا کہ وہ کھڑا نہ ہو اور دونوں نے دعویٰ کیا' اور حق سلطان کے ساتھ تھا اور اس کے پاس عادلانہ گواہی تھی' پس قرض خواہ کے ہاتھ سے کنواں چھین لیا گیا۔ اور قرض خواہ ایک امیر تھا۔

اور شوال میں الظاہر نے امیر علاؤ الدین ایدکین الشہابی کو حلب پر نائب مقرر کیا اور اس وقت سیس کی فوج' ارضِ حلب سے قلعہ پر سمت آئی اور الشہابی ان کے مقابلہ میں ڈٹ گیا اور اس نے انہیں شکست دی اور ان میں سے ہر ایک جماعت کو قیدی بنایا اور اس نے انہیں مصر بھیج دیا۔ اور انہیں قتل کر دیا گیا۔ اور اس سال سلطان نے امیر جمال الدین آقوش النجیبی کو دمشق پر نائب مقرر کیا اور وہ اکابر امراء میں سے تھا اور اس نے علاؤ الدین طیبرس الوزیری کو وہاں سے معزول کر دیا۔ اور اسے قاہرہ لے گیا۔

اور ذوالقعدہ میں قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز کو سلطان کا شاہی فرمان پہنچا کہ وہ تینوں مذاہب سے نائب مقرر کرے' پس اس نے حنفیہ سے صدر الدین سلیمان الحنفی اور حنابلہ سے شمس الدین محمد بن الشیخ العماد' اور مالکیہ سے شرف الدین السبکی المالکی کو نائب مقرر کیا۔

اور ذوالحجہ میں تاتاریوں کے بہت سے وفود ملک الظاہر کے پاس امان طلب کرتے ہوئے آئے سو اس نے ان کا اکرام کیا اور ان سے حسن سلوک کیا اور ان کو اچھی جاگیریں دیں اور یہی سلوک اس نے شاہ موصل کے لڑکوں سے کیا اور ان کے کافی وظائف مقرر کر دیئے۔

اور اس سال ہلاکو نے اپنی فوج ایک ٹکڑی کو' جو دس ہزار جوانوں پر مشتمل تھی' بھیجا اور انہوں نے موصل کا محاصرہ کر لیا اور اس پر ۲۴ مجانیق نصب کر دیں اور وہاں خوراک کی تنگی ہو گئی۔

اور اس سال ملک صالح نے اسماعیل بن لؤلؤ کو ترکی کے پاس مدد طلب کرتے ہوئے بھیجا' پس وہ اس کے پاس آیا اور تاتاری شکست کھا گئے' پھر وہ کھڑے ہو گئے' اور انہوں نے اس کے ساتھ جنگ کی' اور اس کے پاس سات سو جانباز تھے' سو انہوں نے

اسے شکست دی اور وہ البیرہ کی طرف واپس آ گیا' اور اس کے اکثر اصحاب اسے چھوڑ گئے' اور وہ دیار مصر میں داخل ہو گئے' پھر وہ ملک الظاہر کے پاس آیا اور اس نے اس پر انعام کیا اور اس سے حسن سلوک کیا اور اسے سترہ سوار دیئے اور تاتاری موصل کی طرف واپس آ گئے اور وہیں رہے حتیٰ کہ انہوں نے اس کے حکمران ملک صالح کو اپنی طرف اتار لیا اور انہوں نے شہر میں امان کا اعلان کر دیا حتیٰ کہ لوگ مطمئن ہو گئے' پھر انہوں نے ان پر حملہ کیا اور انہیں نو دن تک قتل کیا اور ملک صالح اسماعیل اور اس کے بیٹے علاؤ الدین کو بھی قتل کر دیا۔ اور شہر کی فصیلوں کو گرا دیا اور اسے ویران کر کے چھوڑ دیا' پھر وہ واپس پلٹ گئے' اللہ ان کو ہلاک کرے۔

اور اس سال ہلاکو خان اور اس کے عمزاد سلطان برکہ خان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا' اور برکہ نے اس کی طرف مفتوحہ بلاد کا حصہ طلب کرتے ہوئے پیغام بھیجا اور اس سے اموال اور اسرار حاصل کیے جیسا کہ ان کے ملوک کا دستور ہے' پس اس نے اس کے ایلچیوں کو قتل کر دیا اور برکہ کا غصہ شدت اختیار کر گیا اور اس نے الظاہر سے خط وکتابت کی تاکہ وہ دونوں ہلاکو کے خلاف اتفاق کر لیں۔

اور اس سال شام میں شدید گرانی ہو گئی' اور گندم کا ایک بورا چار سو اور جو کا ایک بورا دو سو پچاس میں فروخت ہوا اور ایک رطل گوشت چھ یا سات درہم میں فروخت ہوا اور ۱۵ ارشعبان کو تاتاریوں کا شدید خوف پیدا ہو گیا' اور بہت سے لوگوں نے مصر کی تیاری کر لی اور غلہ جات کو فروخت کیا گیا' حتیٰ کہ قلعہ اور امراء کے ذخائر بھی فروخت کر دیئے گئے اور والیانِ امر نے حکم دیا کہ جسے طاقت حاصل ہو وہ دمشق سے بلاد مصر کی طرف سفر کر جائے۔ اور شام اور بلاد روم میں عظیم زلزلہ آیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تاتاری بلاد کو بھی ایسے ہی شدید خوف لاحق ہوا' پس پاک ہے وہ ذات' جو چاہتی ہے کرتی ہے اور اس کے ہاتھ میں حکومت ہے۔

اور اہل دمشق کو' دمشق سے مصر منتقل ہونے کا حکم دینے والا' مصر کا نائب امیر علاؤ الدین طیبرس الوزیری تھا' اور سلطان نے ذوالقعدہ میں اس کی طرف آدمی بھیجا اور اسے پکڑ لیا' اور بہاؤ الدین التجیبی کو اس پر نائب مقرر کیا اور دمشق میں عز الدین بن دواعہ کو وزیر بنایا۔

اور اس سال ابن خلکان' ابوشامہ کے لیے ''الرکنیۃ'' کی تدریس سے دستبردار ہو گیا اور جب اس نے درس دیا تو وہ اس کے پاس حاضر ہوئے اور مختصر المزنی کے آغاز سے شروع کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

خلیفہ مستنصر بن الظاہر بامر اللہ العباسی:

جس کی مصر میں الظاہر نے بیعت کی تھی' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' اور اس سال کی ۳ محرم کو اس کا قتل ہوا اور وہ تیز فہم' شجاع' بہادر اور دلیر تھا' اور الظاہر نے اس پر خرچ کیا' حتیٰ کہ اس نے اس کے لیے ایک کروڑ دینار یا اس سے زیادہ کی فوج کھڑی کی اور وہ اس کی خدمت میں مشہور ہو گیا' اور اس کے ساتھ بہت سے اکابر امراء اور شاہ موصل کے بیٹے بھی تھے اور ملک صالح اسماعیل اس وفد کے لوگوں میں تھا' جو الظاہر کے پاس آئے تھے' اور اس نے اسے خلیفہ کی صحبت میں بھیج دیا اور جب معرکہ ہوا تو مستنصر مر گیا اور صالح

اپنے ملک کی طرف واپس آ گیا اور تاتاری اس کے پاس آئے اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس نے ملک کو ویران کر دیا اور اس نے اس کو قتل کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

العز الفریر النحوی اللغوی:

آپ کا نام حسن بن محمد بن احمد بن نجا تھا' آپ اہل تصنیفین میں سے آپ نے اربل میں پرورش پائی اور علوم اوائل کے بہت سے علوم سے اشتغال کیا اور اہل ذمہ وغیرہ اس سے اشتغال کرتے تھے' اور آپ کی طرف انحلال' بے دینی اور ترکِ نماز کو منسوب کیا گیا ہے اور آپ ذہین نہیں تھے' زبان کے عالم اور دل کے جاہل تھے' باتوں کے دانا اور افعال کے خبیث تھے' اور آپ کے اشعار بھی ہیں' جن میں سے بعض اشعار کو شیخ قطب الدین نے آپ کے حالات میں بیان کیا ہے اور آپ ابوالعلاء المصری کی مانند تھے' اللہ ان دونوں کا برا کرے۔

ابن عبدالسلام:

عبدالعزیز بن عبدالسلام بن القاسم بن الحسن بن محمد المہذب' الشیخ عزالدین بن عبدالسلام ابومحمد السلمی الدمشقی الشافعی' شیخ المذہب اور اہل مذہب کو فائدہ دینے والا' اور آپ کی تصنیفات خوبصورت ہیں جن میں التفسیر اختصار النہایہ' القواعد الکبریٰ کتاب الصلوٰۃ' الفتاوی الموصلیہ وغیرہ شامل ہیں۔

آپ ۵۷۷ھ یا ۵۷۸ھ میں پیدا ہوئے اور آپ نے بہت سماع کیا اور فخر الدین بن عساکر وغیرہ سے اشتغال کیا اور مذہب میں ماہر ہو گئے' اور بہت سے علوم کو جمع کیا اور طلبہ کو علم عطا کیا اور دمشق کے کئی مدارس میں پڑھایا اور اس کی خطابت سنبھالی' پھر مصر کی طرف سفر کر گئے' اور وہاں پڑھایا اور خطبہ دیا اور فیصلہ کیا اور شافعیہ کی سرداری آپ کو ملی' اور آفاق سے آپ کے پاس فتاویٰ آئے اور آپ مہربان اور دانا تھے' اور اشعار سے استشہاد کرتے تھے' اور شام سے آپ کے خروج کا سبب یہ تھا کہ آپ نے صالح اسماعیل کو' صفد اور شقیف کے فرنگیوں کو سپرد کرنے پر ملامت کی اور شیخ ابوعمرو بن الحاجب المالکی نے آپ سے موافقت کی اور اس نے ان دونوں کو اپنے شہر سے نکال دیا اور ابوعمرو الکرک کے حکمران ناصر داؤد کے پاس چلا گیا اور اس نے اس کی عزت کی اور ابن عبدالسلام مصر کے حکمران ملک صالح ایوب بن کامل کے پاس چلے گئے' اور اس سے آپ کو مصر کا قاضی اور پرانی جامع کا خطیب مقرر کر دیا' پھر اس نے آپ سے یہ دونوں عہدے چھین لیے اور آپ کو الصالحیہ کی تدریس پر مقرر کر دیا۔ اور جب آپ کو موت آئی تو آپ نے قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز کو الصالحیہ کے بارے میں وصیت کی اور آپ نے ۱۰ جمادی الاولیٰ کو ۸۰ سال سے زیادہ عمر کے ہو کر وفات پائی اور دوسرے دن المعظم کے دامن میں دفن ہوئے اور آپ کے جنازہ میں سلطان الظاہر اور بہت سے لوگ شامل ہوئے۔

کمال الدین بن العدیم الحنفی:

عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ بن محمد بن ہبۃ اللہ بن احمد بن یحییٰ بن زہیر بن ہارون بن موسیٰ بن عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن ابی جرادۃ عامر بن ربیعہ بن خویلد بن عوف بن عامر بن عقیل الحلبی الحنفی ابوالقاسم بن العدیم الامیر الوزیر الرئیس الکبیر۔ آپ ۵۸۶ھ میں پیدا

ہوئے آپ نے حدیث کا سماع کیا اور حدیث بیان کی اور فقہ سیکھی فتویٰ دیا' درس دیا اور تصنیف کی' آپ فنون کثیرہ میں امام تھے' آپ نے متعدد بار خلفاء اور ملوک سے خط و کتابت کی' آپ بہت اچھا لکھتے تھے اور آپ سے تقریباً تیس جلدوں میں حلب کی مفید تاریخ لکھی' آپ حدیث کی بہت اچھی معرفت رکھتے تھے اور فقراء اور صالحین سے حسن ظن رکھتے تھے اور ان سے بہت حسن سلوک کرتے تھے اور آپ نے حکومت ناصریہ متاخرہ میں دمشق میں قیام کیا اور مصر میں وفات پائی اور ابن عبدالسلام کے دس دن بعد المقطم کے دامن میں دفن ہوئے اور قطب الدین نے آپ کے اچھے اشعار کو بیان کیا ہے۔

یوسف بن یوسف بن سلامہ:

ابن ابراہیم بن الحسن بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن سلیمان بن محمد القاقانی الزینبی بن ابراہیم ابن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب محی الدین ابوالمعز' اور آپ کو ابوالمحاسن الہاشمی العباسی الموصلی المعروف بابن زبلاق الشاعر بھی کہا جاتا ہے' جب تاتاریوں نے اس سال موصل پر قبضہ کیا تو آپ کو ۵۷ سال کی عمر میں قتل کر دیا' آپ اپنے اشعار میں کہتے ہیں:

''تو نے اپنی آنکھوں کے سحر سے ہمارے لیے اونگھ بھیجی ہے' بے خوابی نیند کو دور کر دیتی ہے کہ وہ آنکھوں سے مالوف نہ ہو' اور میرے جسم نے تیری باریک کمر کے حسن کو دیکھا تو اس کے مشابہ ہو گیا لیکن وہ مفہوم کی باریکی میں بڑھ گئی' اور تو نے ایسے چہرے کو نمایاں کیا' جس نے طلوع ہوتی صبح کو خجل کر دیا' اور تو باریک کمر قد کے ساتھ لچکدار شاخ پر فوقیت لے گئی ہے۔

تو چاند کی تکمیل کی رات کو اپنے بھائی ماہ تمام سے مشابہ ہو گئی ہے اور تم دونوں کی روشنی ایک جیسی ہو گئی ہے''۔

اور اسی طرح آپ کو ایک جگہ بلایا گیا تو آپ نے ان دو اشعار کے ذریعے معذرت کی۔

''میں اپنے گھر میں ہوں اور اللہ نے مجھے شراب نوش رفیق' گلوکارہ لونڈی اور جاگیر بخشی ہے' عذر کو پھیلاؤ کہ میں تم سے پیچھے رہ گیا ہوں' عشق سے خالی شخص اس بات کا اہل ہے کہ اس پر عیب لگایا جائے''۔

البدر المراغی الخلانی:

المعروف بالطّویل' یہ بے دین تارک الصلوٰۃ اور متاخرین کی اصطلاح کے مطابق جدل و خلاف کا دلدادہ اور بے فائدہ باتوں کو پسند کرنے والا تھا' ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال ۱۲ر جمادی الآخرۃ کو اس نے وفات پائی۔

محمد بن داؤد بن یاقوت الصارمی:

المحدث' آپ نے طبقات وغیرہ کو لکھا' آپ بہت اچھے دیندار تھے' اور اپنی کتابوں کو عاریۃً دیتے تھے' اور مداومت کے ساتھ سماع حدیث میں مشغول رہتے تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

۶۶۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا اور شامی اور مصری علاقے کا سلطان الظاہر بیبرس تھا اور شام پر اس کا نائب آقوش النجیبی تھا اور دمشق کا قاضی ابن خلکان اور وہاں کا وزیر عزالدین بن دواعہ تھا' اور لوگوں کا کوئی خلیفہ نہ تھا' اور مقتول مستنصر کے نام کا سکہ ڈھالا جاتا تھا۔

الحاکم بامر اللہ ابی العباس کی خلافت کا بیان:

احمد بن الامیر ابی علی القبی ابن الامیر علی بن الامیر ابی بکر بن الامام المسترشد باللہ امیر المومنین ابی منصور الفضل بن الامام المستظہر باللہ احمد العباسی الہاشمی' جب ۲ محرم جمعرات کا دن آیا تو سلطان الظاہر اور امراء قلعہ جبل کے بڑے ایوان میں بیٹھے اور خلیفہ الحاکم بامر اللہ سوار ہو کر آیا اور ایوان کے پاس اتر گیا اور سلطان کے پہلو میں اس کے لیے فرش بچھایا گیا اور یہ کام اس کے ثبوت نسب کے بعد ہوا' پھر اس کا نسب لوگوں کو سنایا گیا' پھر الظاہر بیبرس اس کے پاس آیا اور اس نے اس کی بیعت کی اور اس کے بعد لوگوں نے اس کی بیعت کی اور یہ جمعہ کا دن تھا' اور جب دوسرا جمعہ آیا تو خلیفہ نے لوگوں سے خطاب کیا اور اس نے اپنے خطبہ میں کہا۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے آل عباس کو کھڑا کیا اور ہم مددگار رتھے اور اپنی جناب سے ان کے لیے مددگار سلطان بنایا۔ میں خوشحالی اور تنگی میں اس کا شکر کرتا ہوں اور جو اس نے مکمل نعمتیں دی ہیں' میں شکر ادا کر کے اس سے مدد مانگتا ہوں اور اس سے دشمنوں کے دور کرنے کے لیے مدد مانگتا ہوں' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحدہ' لاشریک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں' اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کے آل واصحاب پر جو ہدایت کے ستارے اور فداکاری کے امام ہیں' خصوصاً چار خلفاء پر' اور حضرت عباسؓ پر جو آپ کے غم کو دور کرنے والے اور سادات خلفاء کے باپ ہیں اور تمام بقیہ صحابہؓ پر اور قیامت کے دن تک ان کی احسان کے ساتھ پیروی کرنے والوں پر رحم کرے' اے لوگو! یاد رکھو امامت فرائض اسلام میں سے ایک فرض ہے اور جہاد تمام بندوں پر واجب ہے' اور جہاد کا علم بندوں کے اتحاد سے کھڑا ہوتا ہے اور حرم کو محارم کی بے حرمتی سے آرام پہنچایا جا سکتا ہے اور ارتکابِ جرائم سے خون ریزی ہوتی ہے اور اگر تم دشمنانِ اسلام کو دیکھتے تو وہ دارالسلام میں داخل نہ ہوتے' انہوں نے خون اور اموال کو مباح کیا اور رجال واطفال کو قتل کیا اور بچوں اور بچیوں کو قیدی بنایا' اور انہیں آباء وامہات سے یتیم کر دیا اور حرم خلافت اور حریم کی بے عزتی کی اور اس طویل دن کے خوف سے چیخیں بلند ہوئیں' کتنے ہی بوڑھے ہیں جن کے بالوں کی سفیدی کو ان کے خون سے رنگ دیا گیا اور کتنے ہی بچے ہیں جو روپڑے اور ان کے رونے پر رحم نہ کیا گیا' اے بندگانِ خدا' فرض جہاد کے احیاء کے لیے تیار ہو جاؤ اور حق المقدور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو (اور سمع واطاعت کرو اور خرچ کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور جو اپنے نفس کے بخل سے بچائے جائیں گے وہی لوگ فلاں پانے والے ہوں گے) اور دشمنان دین سے رکنے اور مسلمانوں کی حمایت کرنے سے کوئی عذر باقی نہیں رہا اور یہ سلطان ملک الظاہر عظیم سردار' عالم' عادل' مجاہد' مؤید دین ودنیا کا ستون ہے اور انصار کی قلت کے وقت وہ امامت کی مدد کے لیے کھڑا ہوا ہے اور اس نے جیوش کفار کو گھروں کے درمیان گھس جانے کے بعد بھگا دیا ہے اور اس کی ہمت سے بیعت مرتب ہو گئی ہے اور اس کی وجہ سے حکومتِ عباسی کی افواج بکثرت ہو گئی ہیں' اے بندگانِ خدا اس نعمت کے شکر ادا کرنے میں سبقت کرو اور اپنی نیتوں کو صاف کرو تمہاری مدد کی جائے گی اور شیطان کے مددگاروں سے جنگ کرو' تم کامیاب ہو گے اور جو کچھ ہو چکا ہے وہ تمہیں خوفزدہ نہ کرے' جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا ہے اور انجام متقین کے لیے ہے اور زمانہ دو دن ہے اور اجر مومنین کے لیے ہے' اللہ تعالیٰ تمہارے امر کو ہدایت پر جمع کرے اور ایمان سے تمہاری مدد کو قوت دے اور میں اللہ سے اپنے لیے اور بقیہ مسلمانوں کے لیے بخشش طلب کرتا ہوں اور تم بھی اس سے بخشش طلب کرو بلاشبہ وہ غفور رحیم ہے' پھر اس نے دوسرا خطبہ دیا اور اتر کر نماز پڑھی۔

اور اس نے اطراف کو اپنی بیعت کے لیے لکھا کہ اس کا خطبہ دیا جائے اور اس کے نام کا سکہ ڈھالا گیا۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال کی ۱۶ ؍ محرم کو جمعہ کے دن جامع دمشق اور بقیہ جوامع میں اس کا خطبہ دیا گیا' اور یہ خلفائے بنی عباس میں سے اڑتیسواں خلیفہ تھا' اور سفاح اور منصور کے بعد جو عباسی ہیں' ان کے سوا کسی نے خلافت نہیں سنبھالی' جس کا باپ اور دادا خلیفہ نہ ہو اور جن کا والد خلیفہ نہیں تھا' وہ بہت ہیں' اور ان میں سے المستعین احمد بن محمد ابن المعتصم' المعتضد بن طلحہ بن المتوکل' القادر بن اسحاق بن المقتدر اور المقتدی بن الذخیرہ ابن القائم بامر اللہ شامل ہیں۔

الظاہر کا الکرک پر قبضہ کرنا اور اس کے حکمران کو پھانسی دینا:

الظاہر مصر سے فتح مند افواج کے ساتھ بلاد الکرک کی جانب گیا اور اس نے اس کے حکمران ملک مغیث عمر بن عادل ابی بکر بن کامل کو بلایا اور جب وہ بڑی مشقت کے بعد اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قید کر کے مصر کی طرف بھیج دیا اور یہ اس کی آخری ملاقات تھی' اور یہ واقعہ یوں ہے کہ اس نے ہلاکو خان سے خط وکتابت کی اور اسے دوبارہ شام آنے کی ترغیب دی اور نیابت بلاد اور ثبات کے متعلق تاتاریوں کے خطوط بھی اس کے پاس آئے اور یہ کہ وہ دیار مصر کی فتح کے لیے بیس ہزار کی تعداد میں اس کے پاس آ رہے ہیں اور سلطان نے اس کے قتل کے بارے میں فقہاء کے فتاویٰ نکال اور انہیں ابن خلکان کے سامنے پیش کر دیا اور اس نے آپ کو دمشق سے بلایا تھا اور امراء کی ایک جماعت کے سامنے بھی وہ فتاویٰ پیش کیے' پھر اس نے چل کر ۱۳ ؍ جمادی الاولیٰ کو جمعہ کے روز الکرک کی سپرداری لے لی' اور اس روز اس میں شاہانہ شان وشوکت کے ساتھ داخل ہوا' پھر مظفر ومنصور ہو کر مصر واپس آ گیا۔

اور اس سال برکہ خان کے ایلچی الظاہر کے پاس آئے اور اسے کہنے لگے تو میری محبت اسلام کو جانتا ہے اور جو کچھ ہلاکو خان نے مسلمانوں کے ساتھ کیا ہے اسے بھی جانتا ہے' پس تو بھی ایک طرف سے سوار ہو اور میں بھی ایک طرف سے آتا ہوں تاکہ ہم اس کے بارے میں صلح کریں یا اسے ملک سے نکال دیں اور میں وہ تمام شہر تجھے دے دوں گا جو اس کے قبضے میں ہیں' پس الظاہر نے اس رائے کو درست خیال کیا اور اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کے ایلچیوں کو خلعت دیئے اور ان کی عزت کی۔

اور اس سال موصل میں زبردست زلزلہ آیا اور اس کے اکثر گھر گر گئے اور رمضان میں الظاہر نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے جل جانے کے بعد اس کی تعمیر کے لیے' کاریگر' لکڑیاں اور آلات بھیجے اور ان لکڑیوں اور آلات کو خوشی اور ان کی شان کی عظمت کے لیے مصر میں پھرایا گیا پھر وہ انہیں مدینہ نبویہ لے گئے' اور شوال میں الظاہر' اسکندریہ کی طرف گیا اور اس نے اس کے احوال وامور میں غور وفکر کیا اور اس کے قاضی اور خطیب ناصر الدین احمد بن المنیر کو معزول کر دیا اور کسی اور کو مقرر کر دیا۔

اور اس سال برکہ خان اور ہلاکو خان کی مڈبھیڑ ہوئی اور ہر ایک کے ساتھ بڑی افواج تھیں' پس انہوں نے باہم جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے ہلاکو خان کو بری طرح شکست دی اور اس کے اکثر اصحاب قتل ہو گئے' اور باقی بچ رہنے والوں سے زیادہ ڈوب گئے' اور وہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ بھاگ گیا۔ وللہ الحمد

اور جب برکہ خان نے مقتولین کی کثرت کو دیکھا تو کہنے لگا' مجھے یہ بات گراں گزرتی ہے کہ مغل' ایک دوسرے کو قتل کریں' لیکن اس شخص کے بارے میں کیا حیلہ ہو سکتا ہے جو چنگیز خاں کی سنت کو بدل دے' پھر برکہ خان نے بلاد قسطنطنیہ پر غارت گری کی اور

اس کے حکم ان نے اسے رشوت دی اور الظاہر نے برکہ خان کی طرف بڑے تحائف بھیجے اور ترکی نے حلب میں ایک اور خلیفہ کھڑا کر دیا اور اسے الحاکم کا لقب دیا اور جب مستنصر اس کے پاس سے گزرا تو وہ اس کے ساتھ عراق روانہ ہو گیا اور دونوں نے مصلحت اور مستنصر کو حاکم بنانے پر اتفاق کر لیا کیونکہ وہ اس سے بڑا تھا لیکن تاتاریوں کی ایک جماعت نے ان دونوں کے خلاف بغاوت کر دی اور انہوں نے ان دونوں کی جمعیت کو پریشان کر دیا۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے انہیں قتل کر دیا اور مستنصر مارا گیا اور الحاکم بدوؤں کے ساتھ بھاگ گیا' اور اس مستنصر نے شام سے عراق جاتے ہوئے بہت سے شہروں کو فتح کیا' اور جب بغداد کے کوتوال بہادر علی نے اس سے جنگ کی تو مستنصر نے اسے شکست دی اور اس کے اکثر اصحاب کو قتل کر دیا' لیکن تاتاریوں کی گھاتی فوج مدد کے لیے نکل آئی اور العربان اور اکراد جو مستنصر کے ساتھی تھے' بھاگ گئے اور وہ اپنے ترک ساتھیوں کے ساتھ ثابت قدم رہا اور ان کی اکثریت قتل ہو گئی اور وہ ان کے درمیان سے کھو گیا' اور الحاکم ایک جماعت کے ساتھ بچ گیا۔

اور یہ معرکہ یکم محرم ۶۶۰ھ کو ہوا۔ اور یہ کثرتِ افواج کے ساتھ' ارض عراق میں گھسنے کے لحاظ سے حضرت حسین بن علیؓ کے مشابہ تھا' اور اس کے لیے مناسب یہ تھا' کہ وہ بلاد شام میں ٹھہرتا' حتیٰ کہ اس کے حالات رو براہ ہو جاتے' لیکن یہ اللہ کا فیصلہ تھا اور اس نے جو چاہا کیا اور سلطان نے ایک اور فوج دمشق سے بلاد فرنگ کو بھیجی اور انہوں نے قتل و غارت کی اور قیدی بنائے اور صحیح سالم واپس آ گئے اور فرنگیوں نے اس سے مصالحت کرنے کا مطالبہ کیا اور اس نے حلب اور اس کے مضافات میں اشتغال کی وجہ سے ایک مدت تک ان سے مصالحت کر لی۔

اور اس نے شوال میں قاضی مصر تاج الدین ابن بنت الاعز کو معزول کر دیا اور برہان الدین الخضر بن الحسین سنجاری کو اس کا قاضی مقرر کر دیا اور اس نے دمشق کے قاضی نجم الدین ابوبکر بن صدر الدین احمد ابن شمس الدین بن ہبۃ اللہ بن سنی الدولہ کو معزول کر دیا' اور شمس الدین احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بن خلکان کو اس کا قاضی مقرر کر دیا' اور یہ قاہرہ میں طویل مدت تک بدر الدین سنجاری کا نائب عدالت رہا' اور اس نے اس کے ساتھ اسے اوقاف' جامع' ہسپتال اور سات مدارس' العادلیہ' الناصریۃ' الندراویۃ' الفلکیۃ' الرکینۃ' الاقبالیۃ اور البہنسیۃ کی تدریس کی نگرانی بھی سپرد کر دی' اور اس کا حکم عرفہ کے دن' جمعہ کی نماز کے بعد' جامع دمشق کی کمال کھڑکی سے سنایا گیا اور نہتے قاضی نے نشان مند ہو کر سفر کیا' اور شیخ ابوشامہ نے اس کی متعلق اعتراض کیا اور بیان کیا ہے کہ اس نے سونے کی امانت میں خیانت کی ہے اس نے اسے پیسے بنا لیا تھا۔ واللہ اعلم

اور اس کی مدتِ حکومت ایک سال چند ماہ تھی' اور عید کے روز ہفتہ کو سلطان نے مصر کی طرف سفر کیا اور اسماعیلیہ کے ایلچی دمشق میں سلطان کے پاس اسے ڈراتے اور دھمکاتے' اور اس سے بہت سی جاگیریں طلب کرتے ہوئے آئے اور سلطان مسلسل ان سے جنگ کرتا رہا' حتیٰ کہ اس نے ان کی بیخ کنی کر دی اور ان کے شہروں پر قابض ہو گیا۔

اور ۲۶ ربیع الاوّل کو' سلطان الناصر صلاح الدین یوسف ابن العزیز محمد بن الظاہر غازی بن الناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب بن شادی فاتح بیت المقدس کی تعزیت کا اہتمام ہوا' اور اس تعزیت کا اہتمام سلطان الظاہر رکن الدین بیبرس کے حکم سے مصر میں قلعہ جبل پر ہوا اور یہ کام اس وقت ہوا' جب انہیں اطلاع ملی کہ شاہ تاتار ہلاکو خان نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اور وہ مدت سے اس

کے قبضے میں تھا' اور جب ہلاکو کو اطلاع ملی کہ اس کے اصحاب عین جالوت پر شکست کھا گئے ہیں تو اس نے اسے اپنے سامنے بلایا اور اسے کہنے لگا تو نے مصر میں فوجوں کو پیغام بھیجا ہے اور انہوں نے آ کر مغلوں سے جنگ کر کے انہیں شکست دی ہے' پھر اس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس کے پاس عذر کیا اور اسے بتایا کہ مصری اس کے دشمن ہیں اور اس کے اور ان کے درمیان دشمنی ہے تو اس نے اسے معاف کر دیا' لیکن اس کا مقام اس کے ہاں گر گیا' حالانکہ وہ اس کی خدمت میں ملازم تھا' اور اس نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ جب وہ مصر کا بادشاہ بنے گا تو اسے شام میں نائب مقرر کرے گا۔

اور جب اس سال حمص کا معرکہ ہوا اور اس میں ہلاکو کے ساتھی اپنے پیشرو بیدرہ کے ساتھ قتل ہو گئے تو وہ ناراض ہو کر اسے کہنے لگا' العزیزیہ میں تیرے اصحاب' تیرے باپ کے امراء ہیں' اور تیرے الناصریہ کے اصحاب نے ہمارے اصحاب کو قتل کیا ہے' پھر اس نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اور مؤرخین نے اس کے قتل کی کیفیت کے بارے میں بیان کیا ہے کہ اس نے اسے تیر مارے اور وہ اس کے سامنے کھڑا ہو کر اس سے معافی مانگ رہا تھا' مگر اس نے اسے معاف نہ کیا' حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا گیا اور اس کے بھائی علی کو اس کے سگے بھائی الظاہر نے قتل کر دیا' اور اس نے ان دونوں کے بیٹوں العزیز محمد بن الناصر اور زبالہ بن الظاہر کو رہا کر دیا' جو دونوں چھوٹے بچے تھے' اور بہت خوبصورت تھے' العزیز تو وہیں تاتاریوں کی قید میں فوت ہو گیا اور زبالہ مصر چلا گیا اور وہ بھی خوبصورت تھا اور اس کی ماں ام ولد تھی' جسے ماہ رو کہا جاتا تھا' اور اس کے استاد کے بعد ایک امیر نے اس سے نکاح کر لیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ہلاکو نے ناصر کے قتل کا ارادہ کیا تو اس نے چار درختوں کے متعلق حکم دیا' جو ایک دوسرے سے دور تھے اور ان کی چوٹیوں کو رسیوں سے اکٹھا کر دیا گیا' پھر ناصر کے ہاتھ پاؤں کو ان چاروں درختوں کی چوٹیوں سے باندھ دیا گیا' پھر رسیوں کو کھول دیا گیا' تو ہر درخت اس کے ایک ایک عضو کو لے کر اپنے مرکز کی طرف واپس آیا' اور بعض کا قول ہے کہ یہ ۲۵ رشوال ۶۵۸ھ کا واقعہ ہے' اور اس کی پیدائش ۶۲۷ھ میں حلب میں ہوئی تھی' اور جب ۶۳۴ھ میں اس کا باپ فوت ہوا تو حلب میں اس کی سلطنت کی بیعت ہوئی اور اس وقت اس کی عمر سات سال تھی اور اس کی مملکت کا انتظام اس کے باپ کے غلاموں کی ایک جماعت نے کیا اور سب معاملات اس کی دادی ام خاتون بنت العادل ابی بکر بن ایوب کے مشورے سے طے ہوتے تھے' اور جب ۶۴۰ھ میں وہ فوت ہوئی تو ناصر بااختیار بادشاہ بن گیا اور رعیت کے ساتھ اس کی روش اچھی تھی' اور وہ انہیں محبوب تھا اور بہت اخراجات کرنے والا تھا' خصوصاً اس وقت جب وہ حلب اور اس کے مضافات' بعلبک' حران اور بلاد جزیرہ کے بہت سے حصے کے ساتھ ساتھ دمشق کا بھی' بادشاہ بن گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہر روز اس کا دسترخوان مرغوں' بطخوں اور مختلف قسم کے پرندوں کے علاوہ چار سو بکریوں کے سروں پر مشتمل ہوتا تھا' جس میں بھنے ہوئے اور کڑاہی میں پکے ہوئے گوشت کے علاوہ کئی قسم کے کھانے پکتے تھے' اور دسترخوان پر روزانہ مجموعی طور پر بیس ہزار درہم خرچ اٹھتا تھا' اور اس کے دونوں ہاتھوں سے اس کا اکثر حصہ یوں نکلتا تھا' کہ گویا اس سے کچھ بھی نہیں کھایا گیا' اور اسے قلعہ کے دروازے پر نہایت سستی قیمت پر فروخت کر دیا جاتا تھا' حتیٰ کہ بہت سے گھرانے اپنے گھروں میں کوئی کھانا نہ پکاتے تھے' بلکہ سستی قیمت پر اس کھانے کو خرید لیتے تھے' اور اس جیسا کھانا وہ بہت سے خرچ اور تکلیف کے بغیر نہ پکا سکتے

تھے' اور ان میں سے ایک شخص نصف درہم یا ایک درہم میں وہ چیز خرید لیتا جس کی وہ بہت نقصان کے بغیر سکت نہ رکھتا تھا' اور شاید وہ اس کی مانند کھانا پکانے کی طاقت ہی نہ رکھتا تھا۔ اور اس کے زمانے میں رزق بہت تھا اور وہ بے حیا' ذہین' خوش شکل' ادیب اور متوسط درجے کا شاعر تھا۔

اور شیخ قطب الدین نے الذیل میں اس کے کچھ اچھے اشعار کو بیان کیا ہے جو تعجب میں ڈالنے والے اور مناسب ہیں۔

اسے بلاد مشرق میں قتل کیا گیا اور وہیں دفن ہوا' اور اس نے قاسیون کے دامن میں اپنی تعمیر کردہ خانقاہ میں اپنی قبر تیار کی تھی' لیکن وہ وہاں دفن نہ ہو سکا اور دامن کوہ میں الناصریہ اور البرانیہ' جامع اخرم کے سامنے بہت عجیب وغریب خوبصورت عمارات ہیں اور اس نے اس خانقاہ کو ان کے بہت عرصہ بعد بنایا۔

اور اسی طرح باب الفرادیس کے اندر اس نے جو الناصریہ الجوانیہ تعمیر کیا وہ بھی خوبصورت ترین مدارس میں سے ہے۔

اور اس نے الزنجاری کے سامنے ایک بہت بڑی سرائے بنوائی اور باورچی خانہ بھی ادھر ہی منتقل کر دیا گیا۔ اور اس سے پہلے وہ قلعہ کے مغرب میں تھا' جہاں آج کل سلطان کا اصطبل ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن عبداللہ:

ابن محمد بن یحییٰ سید الناس ابوبکر الیعمری الاندلسی الحافظ آپ ۵۹۷ھ میں پیدا ہوئے اور کثیر سے سماع کیا اور بہت کتابیں حاصل کیں اور اچھی چیزوں کو تصنیف کیا۔ اور اس علاقے میں آپ خاتم الحفاظ تھے۔ آپ نے اس سال کی ۲۷ ررجب کو تونس شہر میں وفات پائی۔

عبدالرزاق بن عبداللہ:

ابن ابی بکر بن خلف عزالدین ابو محمد الرسعنی المحدث المفسر' آپ نے کثیر سے سماع کیا اور حدیث بیان کی' آپ ادباء فضلاء میں سے تھے اور شاہ موصل بدر لؤلؤ کے ہاں آپ کو بڑا مرتبہ حاصل تھا' اور اسی طرح شاہ سنجار کے ہاں بھی آپ کو مقام حاصل تھا' اور آپ نے ۱۲ ررربیع الآخر کو جمعہ کی شب کو سنجار میں وفات پائی اور آپ کی عمر ۷۰ سال سے زیادہ تھی۔

آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''کوے نے کائیں کائیں کی اور اس نے اپنی کائیں کائیں سے ہمیں بتایا کہ محبوب کی غیوبت کا وقت قریب آ گیا ہے' اے وہ شخص جو ان کے بعد میری زندگی کی خوشگواری کے بارے میں مجھ سے پوچھ رہا ہے میرے لیے زندگی کی سخاوت کر پھر اس کی خوشگواری کے متعلق پوچھ''۔

محمد بن احمد بن عنتر السلمی الدمشقی:

آپ دمشق کے محتسب' عادل اور بڑے لوگوں میں سے تھے اور وہاں آپ کے املاک واوقاف بھی تھے' آپ نے قاہرہ میں

وفات پائی اور المعظم میں دفن ہوئے۔

علم الدین ابوالقاسم بن احمد:

ابن الموفق بن جعفر المرسی البورقی اللغوی النحوی المقری' آپ نے الشاطبیہ کی مختصر شرح کی اور المفصل کی متعدد جلدوں میں 19
شرح کی اور الجزولیہ کی بھی شرح کی' اور آپ نے اس کے مصنف سے بھی ملاقات کی اور اس سے اس کے بعض مسائل کے متعلق دریافت کیا اور آپ متعدد فنون کے ماہر تھے' خوش شکل اور خوب رو تھے' آپ کی ہیبت اور لباس خوبصورت تھا' آپ نے الکندی وغیرہ سے سماع کیا ہے۔

شیخ ابوبکر الدینوری:

آپ الزادیۃ الصالحیہ کے بانی ہیں اور وہاں آپ کے مریدوں کی ایک جماعت ہے جو خوش آوازی سے ذکر الٰہی کرتی ہے۔

شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ کی پیدائش:

شیخ شمس الدین ذہبی نے بیان کیا ہے کہ اس سال ۱۰ ربیع الاوّل ۶۶۱ھ کو سوموار کے روز ہمارے شیخ تقی الدین ابوالعباس احمد بن الشیخ شہاب الدین عبدالحلیم بن ابی القاسم بن تمیہ' حران میں پیدا ہوئے۔

امیر کبیر مجیر الدین:

ابوالہیجا' عیسٰی بن حشیر الازکشی الکردی' الاموی' آپ اعیان اور بہادر امراء میں سے تھے اور آپ نے عین جالوت کے معرکہ میں تاتاریوں کو شکست دینے میں کارنامہ کیا اور جب معرکہ کے بعد ملک مظفر دمشق آیا تو اس نے آپ کو امیر علم الدین سنجر کے ساتھ دمشق کا نائب' مشیر اور فرامین اور انتظام اور مشورے میں حصہ دار بنا دیا۔ اور آپ دار العدل میں اس کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے اور آپ کے پاس بڑی جاگیریں اور کھلا رزق تھا' یہاں تک کہ اس سال میں آپ کی وفات ہوگئی۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ آپ کا باپ امیر حسام الدین ملک اشرف کی فوج میں بلاد مشرق میں فوت ہوگیا اور امیر عماد الدین احمد بن المشطوب نے بھی وہیں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں اور اس کا بیٹا امیر عز الدین شہر دمشق کا مدت کا امیر رہا۔ اور اس کی سیرت قابل تعریف تھی' اور الصاغۃ العتیقۃ میں درب ابن سنون اسی کی طرف منسوب ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ درب ابن ابی الہیجا بھی اسی کی طرف منسوب ہے اس لیے کہ یہ وہاں رہتا تھا اور اس میں حکمرانی کرتا تھا' اور وہ اسی کے نام سے مشہور ہوگیا اور اس کی موت کے تھوڑے عرصہ بعد حران سے آتے ہوئے ہمارا نزول وہاں ہوا' اس وقت میں چھوٹا بچہ تھا' اور میں نے اس میں قرآن پاک ختم کیا۔ وللہ الحمد

۶۶۲ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو الحاکم بامر اللہ عباسی خلیفہ تھا' اور الظاہر بیبرس سلطان تھا اور نائب دمشق امیر جمال الدین آقوش النجیبی تھا اور اس کا قاضی ابن خلکان تھا۔ اور اس کے آغاز میں القصرین کے درمیان مدرسہ ظاہریہ کی تکمیل ہوئی۔ اور وہاں پر شافعیہ کی

تدریس کے لیے قاضی تقی الدین محمد بن الحسین بن رزین کو اور حنفیہ کی تدریس کے لیے مجد الدین عبد الرحمٰن بن کمال الدین عمر بن العدیم کو مقرر کیا گیا۔ اور حدیث کی مشیخت کے لیے شیخ شرف الدین عبد المومن بن خلف الحافظ الدمیاطی کو مقرر کیا گیا۔ اور اس سال الظاہر نے قدس میں ایک سرائے آبادی اور وہاں آنے والوں کے لیے اوقاف وقف کیے تا کہ ان کے ذریعے ان کی جوتیوں کی مرمت اور کھانے وغیرہ کا انتظام ہو' اور اس نے وہاں ایک چکی اور چولہا بھی بنایا۔ اور اس سال برکہ خان کے ایلچی ملک الظاہر کے پاس آئے اور ان کے ساتھ اشرف بن شہاب غازی بن عادل بھی تھا' اور ان کے پاس خطوط' اور زبانی باتیں بھی تھیں' جن میں ہلاکو اور اس کے اہل پر نازل ہونے والی مصیبت کے باعث اسلام اور اہل اسلام کو خوشی کا سامان تھا۔

اور اس سال کے جمادی الآخرۃ میں شیخ شہاب الدین ابوشامہ عبدالرحمٰن بن اسماعیل المقدمی نے عماد الدین بن الحرستانی کی وفات کے بعد دار الحدیث اشرفیہ میں درس دیا اور قاضی ابن خلکان اور اعیان وقضاۃ کی ایک جماعت اس کے پاس حاضر ہوئی۔ اور آپ نے اپنی کتاب المبعث کے خطبہ کا ذکر کیا' اور حدیث کو اس کی سند اور متن کے ساتھ بیان کیا' اور بہت سے اچھے فوائد کا ذکر کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے کسی چیز کی مراجعت نہیں کی' اور نہ ہی اسے پڑھا ہے اور آپ جیسا آدمی اس پر فخر نہیں کرتا۔ واللہ اعلم

اور اس سال نصیر الدین طوسی' ہلاکو خاں کی جانب سے بغداد آیا' اور اس کے اوقاف اور شہر کے احوال پر غور کیا اور بقیہ مدارس سے بہت سی کتابیں لیں' اور انہیں اپنی اس رصدگاہ میں منتقل کر دیا جو اس نے مراغہ میں بنائی تھی' پھر وہ واسط اور بصرہ کی طرف چلا گیا۔

ملک اشرف کی وفات:

اس سال ملک اشرف موسیٰ بن ملک منصور ابراہیم بن ملک مجاہد اسد الدین شیرکوہ بن ناصر الدین محمد بن اسد الدین شیرکوہ الکبیر نے وفات پائی۔ یہ بڑے بڑوں سے اس وقت تک حمص کے بادشاہ چلے آ رہے تھے' اور قابل تعریف سخی اور دراشقہ کے بڑے سرمایہ داروں میں سے تھے' اور کھانے' پینے' پہننے' سواری کرنے اور خواہشات وضروریات کے پورا کرنے اور خوبصورت اور محبوب عورتوں سے بکثرت آسودہ رہنے میں مشغول رہتے تھے۔ پھر یہ حالت جاتی رہی گویا کبھی تھی ہی نہیں۔ یا یہ ایک پریشان خواب تھا یا مٹ جانے والا سایہ تھا۔ اور اس کے تاوان' سزائیں' حساب اور عار باقی رہ گئی۔ اور جب وہ فوت ہوا تو اس کے نفیس جواہر' اور کثیر اموال کے ذخائر پائے گئے' اور اس کی حکومت الظاہری حکومت کی طرف منتقل ہوگئی۔ اور اس سال اس کے ساتھ حلب کے نائب امیر حسام الدین الجوکندار نے بھی وفات پائی۔

اور اسی سال تاتاریوں کو حمص میں شکست ہوئی' اور خدا تعالیٰ کی خوبصورت قضاؤ قدر سے ان کا پیشرو بیدرہ قتل ہو گیا۔ اور اسی سال رشید عطار محدث نے مصر میں وفات پائی جس نے ملک اشرف موسیٰ بن عادل کے مسخرے اور مشہور تاجر الحاج نصر بن وس کو حاضر کیا تھا اور یہ جامع میں نماز کا پابند تھا' اور بڑا آسودہ حال اور پر آسائش تھا۔

خطیب عماد الدین بن الحرستانی:

عبدالکریم بن جمال الدین عبدالصمد بن محمد بن الحرستانی' آپ دمشق میں خطیب تھے اور اشرفی حکومت میں ابن الصلاح کے

بعد اپنے باپ کے نائب عدالت تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے ۲۹/ جمادی الاولیٰ کو دارالخطابۃ میں وفات پائی‘ اور جامع میں آپ کا جامع جنازہ پڑھا گیا۔ اور آپ اپنے باپ کے پاس قاسیون میں دفن ہوئے۔ اور آپ کا جنازہ بھرپور تھا۔ اور آپ کی عمر ۸۵ سال تھی اور آپ کے بعد آپ کے بیٹے مجد الدین نے خطابت اور الغزالیہ کو سنبھالا‘ اور دارالحدیث کی مشیخت شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے لے لی۔

محی الدین محمد بن احمد بن محمد:

ابن ابراہیم بن الحسین بن سراقہ حافظ محدث انصاری شاطبی‘ ابوبکر المغربی‘ دین کے عالم وفاضل‘ آپ نے مدت تک حلب میں قیام کیا۔ پھر مصر جاتے ہوئے دمشق سے گذرے‘ اور آپ نے زکی الدین عبدالعظیم المنذری کے بعد دارالحدیث الکاملیہ کی ذمہ داری لی۔ اور آپ نے بغداد اور دیگر بلاد میں خوب سماع کیا۔

آپ کی عمر ۷۰ سال سے زائد تھی۔

شیخ صالح محمد بن منصور بن یحییٰ شیخ ابی القاسم القباری الاسکندرانی:

آپ اپنے باغ میں مقیم تھے‘ اور اسی سے خوراک حاصل کرتے‘ اور اسی میں کام کرتے تھے۔ اور بہت صاحب ورع تھے‘ اور لوگوں کو اس کے پھل کھلایا کرتے تھے۔ آپ نے ۶/ رمضان کو ۷۵ سال کی عمر میں اسکندریہ میں وفات پائی۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے۔ اور حکمرانوں کو ظلم سے روکتے تھے اور وہ آپ کی سنتے تھے‘ اور آپ کی درویشی کی وجہ سے آپ کی اطاعت کرتے تھے۔ اور جب لوگ آپ کی ملاقات کو آتے تو آپ ان کے ساتھ گھر کی کھڑکی سے بات کرتے۔ اور وہ آپ کی اس بات سے خوش ہو جاتے۔ اور آپ سے یہ عجیب بات روایت کی گئی ہے کہ آپ نے اپنا ایک جانور کسی شخص کے پاس فروخت کر دیا‘ پھر وہ شخص جس نے جانور خریدا تھا‘ کچھ دنوں کے بعد آیا‘ اور کہنے لگا‘ اے میرے آقا میں نے آپ سے جو جانور خریدا تھا وہ میرے ہاں کوئی چیز نہیں کھاتا۔ شیخ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا‘ تو کون سا کام کرتا ہے‘ اس نے کہا‘ میں والی کے پاس رقص کرتا ہوں‘ آپ نے فرمایا‘ ہمارا جانور‘ حرام نہیں کھاتا۔ اور آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے‘ اور اسے دراہم عطا کیے اور ان کے ساتھ اور بھی بہت سے دراہم تھے جو ان کے ساتھ مل جل گئے تھے اور ان کی شناخت نہیں رہی تھی‘ پس لوگوں نے برکت کی خاطر اس رقاص سے ہر درہم کو تین دراہم کے عوض خرید لیا‘ اور آپ نے اپنا جانور لے لیا۔

اور جب آپ نے وفات پائی تو آپ نے پچاس درہم کے مساوی بنیاد چھوڑی جسے بیس ہزار میں فروخت کیا گیا۔

محی الدین عبداللہ بن صفی الدین:

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ ۲۴/ ربیع الآخر کو محی الدین عبداللہ بن صفی الدین ابراہیم بن مرزوق نے اپنے دمشق والے گھر میں‘ جو مدرسہ نوریہ کے نزدیک ہے‘ وفات پائی۔

میں کہتا ہوں‘ آپ کا یہ گھر وہ ہے‘ جسے شافعیہ کے لیے مدرسہ بنا دیا گیا ہے‘ جسے امیر جمال الدین آقوش النجیبی نے جسے النجیبیہ کہا جاتا ہے‘ وقف کیا تھا۔ اللہ اسے قبول فرمائے اور وہیں ہماری اقامت ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بعد ازاں فوز عظیم کا دارالقرار بنا

دے۔ اور ابو جمال الدین التجیبی' ملک اشرف کا وزیر صفی الدین ہے۔ اور وہ املاک واثاث اور ساز وسامان کو چھوڑ کر چھ لاکھ دینار کا مالک تھا۔ اور اس کے باپ کی وفات ۶۵۹ھ میں مصر میں ہوئی اور اسے المعظم کے پاس قبرستان میں دفن کیا گیا۔ ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ مصر سے فخر عثمان مصری کی وفات کی خبر آئی جو عین غین کے نام سے مشہور ہے۔

اور ۱۰رذوالحجہ کو شمس دبار موصلی نے وفات پائی۔ اور اس نے کچھ علم ادب حاصل کیا تھا۔ اور اس نے مدت تک المزہ کی جامع میں خطبہ دیا۔ اور اس نے خود مجھے بڑھاپے' اور اس کے خضاب کے بارے میں یہ اشعار سنائے ۔

جب سے میرے رخسار پر سبزہ آیا' میں اور وہ ایک جسم میں دو روحوں کی طرح تھے اور میں نے عہد شکنی نہیں کی۔ اور جب بڑھاپا میرے پاس ہمارے درمیان قطع کرتے ہوئے آیا تو میں نے اسے تلوار خیال کیا اور میں نے اسے میان چڑھا دیا۔

اور اس سال ملک ہلاکو خان نے الزین الحافظی کو بلایا۔ اور وہ سلیمان بن عامر العقر بانی ہے جو الزین الحافظی کے نام سے مشہور ہے۔ اور اس نے اسے کہا' تمہاری خیانت میرے نزدیک ثابت ہو چکی ہے' جب تاتاری ہلاکو خاں کے ساتھ دمشق وغیرہ آئے' تو اس فریب خوردہ شخص نے مسلمانوں کے خلاف اسے مدد دی' اور ان کو اذیت دی' اور ان کی کمزوریاں اسے بتائیں' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس پر انواع واقسام کی سزاؤں کے ساتھ مسلط کر دیا (اور ہم اسی طرح ظالموں کو ایک دوسرے پر مسلط کر دیتے ہیں) اور جو ظالم کی مدد کرتا ہے وہ اسے اس پر مسلط کر دیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم کے ذریعے ظالم سے انتقام لیتا ہے۔ پھر وہ سب ظالموں سے انتقام لے گا۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کے انتقام غضب اور عذاب اور اس کے بندوں کے شر سے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

۶۶۳ھ

اور اس سال سلطان الظاہر نے ایک بڑی فوج کو فرات کی طرف البیرہ میں اترے ہوئے تاتاریوں کو بھگانے کے لیے بھیجا۔ اور جب انہوں نے فوجوں کی آمد کے متعلق سنا تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ اور یہ طرف اور یہ صوبہ پرسکون ہو گیا۔ اور قبل ازیں کثرتِ فساد وخوف کی وجہ سے پرسکون نہ تھا' پس یہ آباد ہو گیا اور پرسکون ہو گیا۔

اور اس سال ملک الظاہر اپنی فوجوں کے ساتھ بلاد ساحل کی طرف فرنگیوں سے جنگ کرنے گیا۔ اور اس نے ۸رجمادی الاولیٰ کو جمعرات کے روز' جس دن وہ وہاں اترا تھا۔ تین گھنٹوں میں قیساریہ کو فتح کر لیا۔ اور دوسری جمعرات ۱۵رجمادی الاولیٰ کو اس نے اس کے قلعہ کی سپرد داری لے لی۔ اور اسے گرا دیا' اور وہ دوسرے قلعے کی طرف چلا گیا' پھر اطلاع آئی کہ اس نے ارسوف کے شہر کو فتح کر لیا ہے' اور وہاں جو فرنگی تھے' انہیں قتل کر دیا ہے اور یہ خبر ایلچی لے کر آئے' اور مسلمانوں کے شہروں میں خوش خبریوں سے طبل بج گئے اور وہ اس سے بہت خوش ہوئے۔

اور اس سال بلاد مغرب سے خبر آئی کہ انہوں نے فرنگیوں سے بدلہ لے لیا ہے اور ان میں سے ۴۵ ہزار کو قتل کر دیا ہے۔ اور دس ہزار کو قیدی بنا لیا ہے۔ اور انہوں نے ان سے ۳۲ شہر واپس لے لیے ہیں' جن میں برنس' اشبیلیہ' قرطبہ اور مرسیہ شامل ہیں اور رفتح ۱۴ررمضان ۶۶۲ھ کو جمعرات کے روز ہوئی تھی۔

اس سال کے رمضان میں اس نے باب البرید کا فرش لگانا شروع کیا جو باب الجامع سے اس نالی تک ہے جو راستے کے پاس

ہے اور اس نے اس کے سامنے کی صف میں تالاب اور شاذ رواں بنایا اور اس کی جگہ پر ایک نالی تھی' جس سے لوگ نہر مانا س کے بند ہو جانے پر فائدہ اٹھاتے تھے اس نے اسے تبدیل کرکے شاذ رواں بنایا' پھر اسے تبدیل کرکے اس کی جگہ دو کانیں بنا دیں۔

اور اس سال الظاہر نے اپنے دمشق کے نائب امیر آقوش کو بلایا' اور وہ سمع و اطاعت کرتا ہوا اس کے پاس گیا اور علم الدین الحصنی نے اس کی نیابت کی۔ حتیٰ کہ وہ اعزاز و اکرام کے ساتھ واپس آ گیا۔

اور اس سال الظاہر نے مصر میں بقیہ مذاہب کے باختیار فیصلہ کرنے والے قاضی مقرر کیے۔ اور وہ اپنی طرف سے شہروں میں شافعی کی طرح جسے چاہتے تھے' مقرر کرتے تھے۔ پس شافعیہ کی قضاۃ تاج عبدالوہاب ابن بنت الاغر نے' اور حنفیہ کی شمس الدین سلیمان نے' اور مالکیہ کی شمس الدین السبکی نے' اور حنابلہ کی شمس الدین محمد المقدسی نے سنبھالی' اور یہ دارالعدل میں ۲۲رذوالحجہ بروز سوموار کا واقعہ ہے۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ قاضی ابن بنت الاغر ان امور میں جو شافعی مذہب کے مخالف' اور دیگر مذاہب کے موافق تھے' بکثرت توقف کرتا تھا' پس امیر جمال الدین ایدغدی العزیزی نے سلطان کو مشورہ دیا کہ وہ ہر مذہب کا مستقل قاضی مقرر کرے' جو اپنے مذہب کے مقتضاء کے مطابق فیصلہ کرے۔ تو اس نے اس کی بات قبول کر لی' اور وہ اس کی رائے اور مشورے کو پسند کرتا تھا' اور اس نے لکڑیاں' سیسہ اور بہت سا سامان رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی تعمیر کے لیے بھجوا دیا' اور اس نے ایک منبر بھی بھیجا جو وہاں نصب کیا گیا۔

اور اس سال بلاد مصر میں بڑی آگ لگی' اور نصاریٰ پر تہمت لگائی گئی' اور ملک الظاہر نے انہیں سخت سزا دی۔

اور اس سال اطلاعات آئیں کہ شاہ تاتار ہلاکو ۷ر ربیع الآخر کو مراغہ میں مرگی کی بیماری سے مر گیا ہے اور اسے قلعہ تلا میں دفن کیا گیا ہے۔ اور اس پر ایک گنبد تعمیر کیا گیا ہے اور تاتاریوں نے اس کے بیٹے ابغا پر اتفاق کر لیا ہے۔ پس ملک برکۃ خان نے اس کا قصد کیا اور اس سے شکست دی' اور اس کی فوج کو پراگندہ کر دیا' جس سے ملک الظاہر خوش ہوا۔ اور اس نے بلاد عراق پر قبضہ کرنے کے لیے افواج کو جمع کرنے کا عزم کیا۔ لیکن وہ افواج کے مختلف علاقوں میں متفرق ہو جانے کی وجہ سے ایسا کرنے کی قوت نہ پا سکا۔

اور اس سال ۱۲رشوال کو' ملک الظاہر نے اپنے بیٹے ملک سعید محمد برکۃ خان کو بادشاہ بنایا اور امراء سے امن کی بیعت لی' اور اسے سوار کرایا' اور امراء اس کے آگے آگے چلے' اور اس کے باپ الظاہر نے خود اور امیر بدرالدین بیری روٹی اٹھانے والے نے پردہ اٹھایا اور قاضی تاج الدین اور وزیر بہاؤ الدین ابن حنا اس کے آگے سوار تھے اور بڑے بڑے امراء سوار تھے' اور باقی پیادہ تھے' حتیٰ کہ انہوں نے قاہرہ کو اسی حالت میں پار کیا۔

اور الظاہر نے ذوالقعدہ میں اپنے بیٹے ملک سعید مذکور کا ختنہ کیا اور اس کے ساتھ امراء کے بچوں کی ایک جماعت کا بھی ختنہ کیا گیا' اور یہ جمعہ کا دن تھا۔

خالد بن یوسف بن سعد نابلسی:

اس سال خالد بن یوسف بن سعد نابلسی شیخ زین الدین ابن الحافظ شیخ دارالحدیث نوریہ دمشق نے وفات پائی آپ فن حدیث کے عالم' اور اسماء الرجال کے حافظ تھے۔ اور اس بارے میں شیخ محی الدین النواوی وغیرہ نے بھی اشتغال کیا اور آپ کے بعد

دارالحدیث نوریہ کی مشیخت تاج الدین فزاری نے سنبھالی اور شیخ زین العابدین خوش اخلاق ہنس مکھ اور محدثین کے طریق کے مطابق بہت مزاح کرنے والے تھے آپ نے بغداد کی طرف سفر کیا اور وہاں اشتغال کیا اور حدیث کا سماع کیا اور آپ بھلے نیک اور عابد شخص تھے' اور آپ کا جنازہ بھرپور تھا اور آپ کو باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

شیخ ابوالقاسم الحواری:

ابوالقاسم یوسف ابن ابی القاسم بن عبدالسلام اموی' آپ خانقاہ حواری کے مشہور شیخ ہیں۔ آپ نے اپنے شہر میں وفات پائی اور آپ بھلے اور نیک آدمی تھے۔ اور آپ کے اتباع واصحاب بھی تھے جو آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ کے حوران کی دو بستیوں الحل اور الشبسنیہ میں بہت سے مرید تھے۔ اور وہ حنابلہ تھے جو دف بجانے بلکہ ہتھیلی سے بجانے کی رائے نہیں رکھتے تھے اور وہ دوسروں سے زیادہ بہتر تھے۔

قاضی بدرالدین کردی سنجاری:

آپ نے مصر میں کئی بار قضاء سنبھالی' اور قاہرہ میں وفات پائی۔ ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ آپ اطراف کے قضاء اور جھگڑے لے کر آنے والوں سے رشوت لینے میں مشہور تھے مگر کریم اور سخی بھی تھے۔

۶۶۴ھ

اس سال کا آغاز ہوا اور خلیفہ' حاکم عباسی' اور سلطان ملک الظاہر تھا' اور مصر کے قاضی چار تھے۔ اور اس سال اس نے دمشق میں چار قاضی بنائے۔ یعنی ہر مذہب سے ایک قاضی بنایا جیسا کہ اس نے پہلے سال مصر میں بنائے تھے' اور شام کا نائب آقوش النجیبی تھا' اور شافعیہ کا قاضی القضاۃ ابن خلکان' حنفیہ کے شمس الدین عبداللہ بن محمد بن عطاء' حنابلہ کے شمس الدین عبدالرحمٰن ابن الشیخ ابی عمر اور مالکیہ کے عبدالسلام بن الزوادی تھے' آپ نے ولایت سے انکار کیا اور وہ آپ کے ساتھ لازم کر دی گئی۔ حتیٰ کہ آپ نے قبول کر لیا۔ پھر آپ نے خود کو معزول کر دیا۔ پھر آپ کو ولایت لازم کر دی گئی' تو آپ نے اس شرط کے ساتھ اسے قبول کیا کہ آپ اوقاف کو نہیں سنبھالیں گے' اور اپنے فیصلوں پر تنخواہ لینے سے انکار کر دیا' اور فرمایا ہمارا گذارا ہو رہا ہے۔ تو آپ کو اس سے معافی دے دی گئی۔ اور یہ وہ کام تھا' جس جیسا کام اس سے پہلے نہیں ہوا تھا۔ اور اس نے پہلے سال مصر میں یہ کام کیا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور اس طریق پر حالات ٹھیک ٹھاک ہو گئے۔

اور اس سال اس حوض کی تعمیر مکمل ہوئی جو باب البرید کی نالی کے مشرق میں ہے۔ اور اس نے اس کے لیے شاذ روان' گنبد اور پائپ بنائے جن سے پانی شمالی راستے کی طرف بہتا تھا۔

اور اس سال الظاہر نے صفد سے جنگ کی' اور دمشق سے مجانیق منگوائیں' اور اس کا گھیراؤ کر لیا اور وہ مسلسل اس کا محاصرہ کیے رہا۔ حتیٰ کہ اس نے اسے فتح کر لیا۔ اور اس کے باشندوں نے اس کا فیصلہ تسلیم کر لیا۔ اور اس نے ۱۸؍ شوال کو جمعہ کے روز شہر کی سپردداری لے لی' اور اس نے جانبازوں کو قتل کیا اور بچوں کو قیدی بنا لیا' اور اسی طرح ملک صلاح الدین یوسف بن ایوب نے اسے شوال ۵۸۴ھ میں فتح کیا۔ پھر فرنگیوں نے اسے واپس لے لیا اور الظاہر نے اسے ان سے اس سال زبردستی چھین لیا۔ وللہ الحمد' اور سلطان

الظاہر اپنے دل میں ان سے بہت ناراضگی رکھتا تھا۔ اور جب وہ اسے فتح کرنے گیا' تو انہوں نے امان طلب کی اور اس نے اپنی مملکت کے تحت پر امیر سیف الدین کرمون التسزی کو بٹھایا اور ان کے ایلچیوں نے آکر اسے معزول کر دیا۔ اور واپس چلے گئے۔ اور انہیں معلوم نہ تھا کہ جس نے انہیں امان کے عہد دیئے ہیں وہی وہ امیر ہے جس نے اسے تخت پر بٹھایا ہے' اور جنگ ایک دھوکہ ہے۔ اور جب اسفنار یہ اور الداویہ قلعہ سے نکلے اور انہوں نے مسلمانوں سے قبیح افعال کیے اور اللہ نے اسے ان پر قدرت دی۔ پس سلطان نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا' اور ہرکارے شہروں میں یہ خبر لائے اور خوشخبریوں کے طبل بج گئے' اور شہروں کو آراستہ کیا گیا۔ پھر اس نے بلاد فرنگ میں دائیں بائیں دستے بھیجے' اور مسلمانوں نے تقریباً بیس قلعوں پر قبضہ کر لیا اور تقریباً ایک ہزار عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا اور بہت سی چیزیں غنیمت میں حاصل کیں۔

اور اس سال خلیفہ مستعصم بن مستنصر کا بیٹا قید سے آیا' اور اس کا نام علی تھا۔ اور اس کا اکرام کیا گیا اور اسے العزیزیہ بالمقابل دارالاسدیہ میں اتارا گیا' اور وہ تاتاریوں کے ہاتھوں میں اسیر تھا اور جب برکتہ خان نے انہیں شکست دی تو وہ ان کے ہاتھوں سے بچ گیا۔ اور دمشق کی طرف چلا گیا۔ اور جب سلطان نے صغد کو فتح کیا تو وہ وہاں جو مسلمان قیدی تھے ان میں سے ایک نے اسے بتایا کہ ان کی قید کا سبب یہ تھا کہ بستی فائرا کے باشندے انہیں پکڑتے تھے' اور انہیں فرنگیوں کے پاس لے جاتے تھے اور وہ انہیں فروخت کر دیتے تھے' اس موقع پر سلطان فائرا جانے کے لیے سوار ہوا۔ اور اس نے اس پر شدید حملہ کیا۔ اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور اس نے مسلمانوں کا بدلہ لینے کے لیے ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔ جزاہ اللہ خیراً

پھر سلطان نے ایک بہت بڑی فوج بلادسیس کی طرف بھیجی' اور وہ گھروں کے درمیان گھس گئی۔ اور اس نے بلادسیس کو بزور قوت فتح کیا اور اس کے بادشاہ کے بیٹے کو قیدی بنا لیا' اور اس کے بھائی کو قتل کر دیا۔ اور سیس کے باشندوں کو قتل کر دیا' اور ان سے اسلام اور اہل اسلام کا بدلہ لے لیا' اس لیے کہ وہ تاتاریوں کے زمانہ سے مسلمانوں کے سب سے زیادہ ضرررساں تھے' کیوں کہ انہوں نے شہر حلب وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور مسلمانوں کے بہت سے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا۔ اور اس کے بعد وہ ہلاکوں کے زمانے میں مسلمانوں کے شہروں پر غارتگری کرنے لگے' پس اللہ نے اسے اور اس کے امیر کتبغا کو انصار اسلام کے ہاتھوں ذلیل و رسوا کر دیا۔

اور اس سال کی ۲۳ رذوالقعدہ کو منگل کے روز سیس پر قبضہ ہوا' اور شہروں کو اس کی خبریں آئیں' اور خوشخبریوں کے طبل بج گئے' اور ۲۵ رذوالحجہ کو سلطان داخل ہوا اور شاہ سیس کا بیٹا' اور شاہانِ زمین کی ایک جماعت قیدی اور ذلیل ہو کر اس کے آگے آگے چل رہی تھی' اور فوجیں اس کے ساتھ تھیں' اور وہ جمعہ کا دن تھا۔ پھر وہ مظفر و منصور ہو کر مصر گیا اور شاہ سیس نے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے بیٹے کا فدیہ دے گا۔ سلطان نے کہا' ہم اس کے فدیہ میں اپنا وہ قیدی لیں گے' جو تاتار کے پاس ہے' جسے سنقر الاشقر کہا جاتا ہے' پس شاہ سیس' شاہ تاتار کے پاس گیا اور اس کے سامنے تذلل کیا' اور عاجزی اختیار کی' حتیٰ کہ اس نے اسے رہا کر دیا۔ اور جب سنقر الاشقر سلطان کے پاس پہنچا' تو اس نے شاہ سیس کے بیٹے کو رہا کر دیا۔

اور اس سال الظاہر نے فرارا اور دامیہ کے درمیان مشہور پل کو تعمیر کیا' اس کی تعمیر کی ذمہ داری امیر جمال الدین محمد بن بہادر

اور بدرالدین محمد بن رحال جو نابلس اور اغوار کا والی تھا نے لی' اور جب اس کی تعمیر مکمل ہوگئی تو اس کا ایک ستون ہل گیا' جس سے سلطان گھبرا گیا اور اسے مضبوط بنانے کا حکم دیا۔ لیکن وہ پانی کی روانی کی قوت سے ایسا نہ کر سکے۔ پس اللہ کے حکم سے اس طرف سے نہر پر ایک ٹیلہ آ گیا۔ پس پانی اس مقدار سے ٹھہر گیا کہ وہ جو کچھ ٹھیک کرنا چاہتے تھے' اسے ٹھیک کر لیا۔ پھر پانی پہلے کی طرح بہنے لگا۔ اور یہ سب کچھ اللہ کی مدد سے ہوا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ایدغدی بن عبداللہ:

امیر جمال الدین العزیزی' یہ اکابر امراء میں سے تھا' اور ملک الظاہر کے پاس اس کا بڑا مرتبہ تھا۔ اور الظاہر اس کی رائے سے باہر نہ جاتا تھا اور اسی نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ ہر مذہب کے قاضیوں کو مستقل طور پر مقرر کر دے۔ اور وہ متواضع تھا۔ اور وہ بے رنگا کپڑا پہنتا تھا۔ اور کریم' باوقار' رئیس اور حکومت میں بڑا عزت دار تھا۔ رحصار صفد میں آپ کو زخم لگا' اور وہ اس سال مسلسل مریض رہا' حتیٰ کہ عرفہ کی رات کو مر گیا۔ اور قاسیون کے دامن میں خانقاہ ناصری میں جو صلاحیہ دمشق میں ہے' دفن ہوا۔ رحمہ اللہ

ہلاکو خان بن تولی خان بن چنگیز خان:

شاہ تاتار بن شاہ تاتار' یہ ان کے بادشاہوں کا باپ ہے۔ اور عوام اسے ہولا دون مثل قلا دون کہتے ہیں۔ اور ہلاکو ایک سرکش' فاجر اور کافر بادشاہ تھا۔ اللہ اس پر لعنت کرے' اس نے مشرق و مغرب میں اتنے مسلمانوں کو قتل کیا' جن کی تعداد ان کے خالق کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور عنقریب وہ اسے اس کی بڑی جزاء دے گا۔ وہ کسی دین کا پابند نہ تھا' اور اس کی بیوی ظفر خاتون عیسائی ہوگئی تھی' اور وہ عیسائیوں کو باقی مخلوق پر فضیلت دیتی تھی۔ اور وہ معقولات کی محبت کا فدائی تھا اور ان سے کسی چیز کا تصور نہ کرتا تھا' اور ان کے اہل فلاسفہ کے چوزے تھے۔ اور انہیں اس کے ہاں وجاہت اور مرتبہ حاصل تھا۔ اور اس کا ارادہ اپنی مملکت کے انتظام کرنے' اور آہستہ آہستہ شہروں پر قبضہ کرنے میں لگا ہوا تھا' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس سال میں تباہ کر دیا۔ اور بعض نے ۶۶۳ھ میں اس کا تباہ ہونا بیان کیا ہے' اور اسے شہر تلا میں دفن کیا گیا' اللہ اس پر رحم نہ کرے۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابغا خان بادشاہ بنا' جو دس بھائیوں میں سے ایک تھا' واللہ سبحانہ اعلم' و ھو حسبنا اللہ و نعم الوکیل.

۶۶۵ھ

۲ محرم بروز اتوار' ملک الظاہر دمشق سے دیار مصر کو گیا' اور اس کے فاتح افواج بھی تھیں۔ اور اس سال اسلامی حکومت تمام بلاد سیس اور فرنگیوں کے بہت سے قلعوں پر قابض ہوگئی۔ اور اس نے اپنے آگے آگے غزہ کی طرف فوج بھیجی۔ اور خود الکرک کی جانب بڑھ گیا' تاکہ اس کے اموال پر غور کرے۔ اور جب وہ زیزی کے تالاب کے پاس پہنچا تو اس نے وہاں شکار کیا' اور وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑا' اور اس کی ران ٹوٹ گئی۔ اور اس نے وہاں کئی دن قیام کر کے علاج کیا۔ حتیٰ کہ وہ پالکی میں سوار ہونے کے قابل ہوگیا۔ اور مصر کی طرف چلا گیا۔ اور راستے ہی میں اس کی ٹانگ تندرست ہوگئی۔ اور وہ اکیلے ہی گھوڑے پر سوار ہونے کے

قابل ہوگیا۔

اور وہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ قاہرہ میں داخل ہوا اور شہر کو آراستہ کیا گیا۔ اور لوگوں نے اس کے لیے بڑا اجتماع کیا۔ اور وہ اس کی آمد اور صحت یاب ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ پھر وہ اس سال کے رجب میں قاہرہ سے صفد کی طرف واپس آیا' اور اس کے قلعے کے اردگرد خندق کھودی' اور اس نے خود اور اس کے امراء نے اور اس کی فوج نے اس میں کام کیا۔ اور اس نے عسکا کی طرف غارت گری کی' اور اس نے قتل کیا اور قیدی بنایا۔ اور سالم و غانم رہا اور دمشق میں اس بات کی خوشخبریوں کے طبل بج گئے۔

اور ۱۲؍ربیع الاوّل کو الظاہر نے جامع ازہر میں جمعہ کی نماز پڑھی۔ اور عبیدیوں کے زمانے سے اس وقت تک اس میں جمعہ نہیں ہوتا تھا' حالانکہ وہ پہلی مسجد ہے جو قاہرہ میں تعمیر کی گئی ہے۔ اسے قائد جوہر نے تعمیر کیا تھا' اور اس میں جمعہ قائم کیا تھا' اور جب الحاکم نے اپنی جامع مسجد بنائی تو جمعہ کو اس سے اس میں منتقل کر دیا گیا اور ازہر کو چھوڑ دیا' اس میں کوئی جمعہ نہ ہوتا تھا' اور وہ بھی بقیہ مساجد کے حکم میں ہوگئی۔ اور اس کا حال خراب اور متغیر ہوگیا' پس سلطان نے اس کی تعمیر' سفیدی اور جمعہ کے قائم کرنے کا حکم دیا۔ نیز جامع حسینیہ میں اس کی تعمیر کا حکم دیا۔ اور وہ ۶۶۷ھ میں مکمل ہوگئی' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور اس سال الظاہر نے حکم دیا کہ مجاوروں میں سے کوئی شخص جامع دمشق میں رات نہ گذارے اور اس نے اس کے ان خزائن اور حجروں کو نکالنے کا حکم دے دیا جو اس میں موجود تھے' اور وہ تین سو تھے۔ اور انہوں نے اس میں پیشاب کی بوتلیں' بچھونے اور بہت سے سجادے دیکھے۔ پس لوگوں نے اور جامع نے اس سے راحت پائی' اور وہ نمازیوں کے لیے کشادہ ہوگئی۔

اور اس سال سلطان نے صفد کی فصیلوں اور اس کے قلعہ کی تعمیر کا حکم دیا کہ اس پر (**ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون**) اور (**اولئک حزب الله الا ان حزب الله ھم المفلحون**) لکھا جائے۔

اور اس سال ابغا اور منکوتمر کی جنگ ہوئی جو برکتہ خاں کا قائمقام تھا' سو ابغا نے اسے شکست دی' اور اس سے بہت سی چیزیں غنیمت میں حاصل کیں۔

اور ابن خلکان نے شیخ قطب الدین الیونینی کے خط سے نقل کر کے بیان کیا ہے کہ بصریٰ کی جانب ایک شخص کو ابو سلامہ[1] کہا جاتا تھا' اور اس میں بے حیائی اور لغویت پائی جاتی تھی' اس کے پاس مسواک اور اس کی فضیلت کا ذکر کیا گیا' تو وہ کہنے لگا' خدا کی قسم' میں تو دبر میں مسواک کروں گا پس انہوں نے مسواک پکڑ کر اس کی دبر میں ڈال دی' اور پھر اسے نکال دیا۔ اور اس کے بعد وہ نو ماہ زندہ رہا' اور وہ پیٹ اور دبر کی تکلیف کی شکایت کرتا رہا' اور اس نے چوہوں کی مانند ایک بچہ جنا' جس کی چار ٹانگیں تھیں' اور اس کا سر مچھلی کے سر کی طرح تھا' اور اس کی کچلیاں نمایاں تھیں' اور ایک بالشت چار انگشت لمبی دم تھی۔ اور اس کی دبر خرگوش کی دبر کی طرح تھی۔ اور جب اس نے اسے جنا تو اس حیوان نے چار چیخیں ماریں تو اس شخص کی بیٹی نے اٹھ کر اس کا سر کچل دیا' اور وہ مر گیا۔ اور یہ شخص اس کے جننے کے بعد دو دن زندہ رہا۔ اور تیسرے دن مر گیا۔ اور وہ کہتا تھا کہ اس حیوان نے مجھے قتل کر دیا ہے' اور میری آنتیں

---

[1] شذرات الذہب میں ہے کہ ایک بستی کو درابی سلامہ کہا جاتا ہے' وہاں العربان میں سے ایک شخص تھا جس میں لغویت پائی جاتی تھی۔

کاٹ دی ہیں اور اس طرح کے باشندوں کی ایک جماعت' اور اس جگہ کے خطباء نے اسے دیکھا' اور ان میں سے بعض نے اس حیوان کو زندہ دیکھا اور بعض نے اسے اس کی موت کے بعد دیکھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

سلطان برکہ خان بن تولی بن چنگیز خان:

یہ ہلاکو کا عمزاد تھا' اور اس برکہ خان نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور یہ علماء اور صالحین سے محبت کرتا تھا اور اس کی سب سے بڑی نیکی ہلاکو کو شکست دینا' اور اس کی فوج کو پراگندہ کرنا تھا۔ اور وہ ملک الظاہر کی خیر خواہی کرتا تھا' اور اس کی تعظیم و تکریم کرتا تھا' اور اس کے جو ایلچی اس کے پاس آتے تھے' ان کی عزت کرتا تھا اور انہیں بہت سی چیزیں دیتا تھا۔ اور اس کے بعد اس کے اہل بیت میں سے ایک شخص منکوتمر بن طغان بن باد بن تولی بن چنگیز خان نے حکومت سنبھالی' اور وہ بھی اسی کے طریق پر تھا۔

دیار مصر کا قاضی القضاۃ:

تاج الدین عبدالوہاب بن خلف بن بدر بنت الاعز الشافعی' آپ دیندار' عفیف اور پاکدامن تھے۔ اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے' اور نہ کسی کی سفارش قبول کرتے تھے' اور آپ کے پاس سارے مصر کی قضاۃ' خطابت' احتساب' شیوخ کی مشیخت' فوجوں کی نگہداشت اور الشافعی اور الصالحیہ کی تدریس اور جامع کی امامت کے کام جمع تھے۔ اور آپ کے ہاتھ میں پندرہ کام تھے۔ اور بعض اوقات آپ نے وزارت بھی سنبھالی۔ اور سلطان آپ کی تعظیم کرتا تھا۔ اور وزیر ابن حنا آپ سے بہت ڈرتا تھا۔ اور وہ سلطان کے ہاں آپ کو گرانا چاہتا تھا' لیکن وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتا تھا کہ آپ اس کے گھر آئیں خواہ عیادت کرنے ہی آئیں۔

اور ایک دفعہ وہ بیمار ہو گیا' اور قاضی اس کی عیادت کے لیے آیا تو وہ گھر کے وسط میں اس کے استقبال کے لیے کھڑا ہوا تو قاضی نے اسے کہا' ہم آپ کی عیادت کے لیے آئے ہیں اور تم صحیح سلامت ہو' تم پر سلامتی ہو اور وہ واپس چلا گیا اور اس کے پاس نہ بیٹھا۔ آپ کی پیدائش ۶۰۴ھ میں ہوئی' اور آپ کے بعد تقی الدین ابن رزین نے قضاء سنبھالی۔

امیر کبیر ناصر الدین واقف القمیریہ:

ابوالمعالی الحسین بن العزیز بن ابی الفوارس القمیری الکرری آپ بادشاہوں کے ہاں امراء سے بڑا مرتبہ رکھتے تھے اور جب توران شاہ بن الصالح ایوب مصر میں قتل ہوا تو آپ نے شام کو' شاہ حلب ملک ناصر کے سپرد کر دیا۔ اور آپ ہی نے فیروز کی اذان گاہ کے نزدیک مدرسہ قمیریہ کو وقف کیا اور اس کے دروازے پر گھڑیاں بنائیں' جن کی مثل اس سے پہلے موجود نہ تھی' اور نہ ان کی شکل کے مطابق بنائی گئی تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے ان پر چالیس ہزار درہم ادا کیے۔

شیخ شہاب الدین ابوشامہ:

عبدالرحمان بن اسماعیل بن ابراہیم بن عثمان بن ابی بکر بن عباس ابو محمد وابوالقاسم المقدسی' شیخ' امام' عالم' حافظ' محدث فقیہ اور

مؤرخ جو ابوشامہ شیخ دارالحدیث اشرفیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ الرکنیۃ کے مدرس اور متعدد مفید کتب کے مصنف ہیں۔ آپ نے تاریخ دمشق کا اختصار دس جلدوں میں لکھا ہے۔ اور شرح الشاطبیہ اور الرد الی الامر الاول اور المبعث اور الاسرار اور کتاب الروضتین فی الدولتین النوریہ والصلاحیہ بھی آپ کی تصانیف ہیں۔

ان کے علاوہ آپ نے ایک ضمیمہ اور عجیب وغریب سنہری شاندار فوائد بھی بیان کیے ہیں آپ ۲۳؍ربیع الآخر ۵۹۹ھ کو جمعہ کی شب کو پیدا ہوئے۔ اور آپ نے الذیل میں اپنے حالات بیان کیے ہیں۔ اور اپنی پرورش گاہ حصول علم، سماع حدیث اور فخر بن عساکر، ابن عبدالسلام، سیف آمدی اور شیخ موفق الدین بن قدامہ سے فقہ سیکھنے کا حال بھی بیان کیا ہے اور آپ کے بارے میں جو اچھے خواب دیکھے گئے، ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ بہت سے فنون کے ماہر تھے۔ مجھے حافظ علم الدین البرزالی نے بحوالہ شیخ تاج الدین فزاری بتایا ہے کہ وہ بیان کیا کرتے تھے کہ شیخ شہاب الدین ابوشامۃ اجتہاد کے رتبہ کو پہنچ تھے، اور آپ بعض اوقات اشعار بھی نظم کیا کرتے تھے جن میں سے کچھ شیریں اور کچھ غیر شیریں ہوتے تھے۔ اللہ ہمیں اور ان کو معاف فرمائے۔

مختصر یہ کہ آپ کے وقت میں آپ کی مثل موجود نہ تھی۔ اور نہ ہی دیانت وعفت وامامت میں کوئی آپ کی مانند تھا۔ آپ کی وفات لوگوں کے آپ کی عداوت میں متحد ہو جانے کی تکلیف کے باعث ہوئی۔ اور انہوں نے آپ کو دھوکے سے قتل کرنے کے لیے آدمی بھیجے، آپ اس وقت طواحین الاشنان میں اپنے گھر میں تھے، اور آپ رائے سے متہم تھے، اور آپ نے بظاہر اس سے برأت کی۔ اور اہل حدیث کی ایک جماعت اور دیگر لوگوں نے بیان کیا ہے کہ آپ مظلوم تھے اور آپ مسلسل تاریخ کے بارے میں لکھتے رہے، حتیٰ کہ اس سال کے رجب تک پہنچ گئے اور بیان کیا کہ آپ کو طواحین الاشنان میں اپنے گھر میں تکلیف پہنچائی گئی، اور جن لوگوں نے آپ کو قتل کیا وہ پہلے بھی آپ کے پاس آئے، اور انہوں نے آپ کو مارا، تاکہ آپ مرجائیں۔ لیکن آپ نہ مرے۔ آپ سے پوچھا گیا، کیا آپ ان کے خلاف شکایت نہیں کریں گے، آپ نے شکایت نہ کی اور کہنے لگے۔

جس نے مجھے کہا کہ آپ شکایت نہیں کریں گے، میں نے اسے کہا، جو کچھ ہو چکا ہے، وہ بہت بڑا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اسے مقرر کرے گا جو حق کرے گا، اور پیاس کو بجھا دے گا اور جب ہم اس پر توکل کریں گے تو وہ کافی ہوگا۔ اور ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

اور گویا وہ لوگ دوبارہ آپ کے پاس آئے اور آپ مذکورہ گھر میں موجود تھے تو انھوں نے ۹؍رمضان کی منگل کی رات آپ کو کلیتاً قتل کر دیا۔ اور اسی روز آپ کو دارالفرادیس کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اور آپ کے بعد شیخ محی الدین نووی نے دارالحدیث اشرفیہ کی مشیخت کو سنبھالا، اور اسی سال میں حافظ علم الدین القاسم بن محمد البرزالی کی پیدائش ہوئی۔ اور آپ نے تاریخ ابوشامہ کا ضمیمہ لکھا، کیونکہ جس سال وہ فوت ہوا، اس سال آپ کی پیدائش ہوئی۔ اور آپ نے ان کی پیروی کی، اور آپ کی الترتیب کو مرتب کیا، اور آپ کی التہذیب کی کاٹ چھانٹ کی۔ اور آپ اپنے حالات میں بیان کردہ شعر کے مصداق تھے۔

''تجھے تاریخ میں ہمیشہ مختی لکھا جائے گا حتیٰ کہ میں نے تاریخ میں تجھے لکھا ہوا دیکھا''۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ پر یہ شعر پڑھا جائے۔

''جب ہمارا کوئی سردار فوت ہو جاتا ہے تو دوسرا سردار کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور وہ بزرگوں کے قول کے مطابق گفتار و کردار کا پیکر ہوتا ہے''۔

۶۶۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو الحاکم عباسی خلیفہ' اور شہروں کا سلطان' ملک الظاہر تھا۔ اور یکم جمادی الآخرۃ کو سلطان فاتح افواج کے ساتھ دیار مصر سے نکلا' اور اچانک اس نے پافا شہر میں اتر کر اس پر بزور قوت قبضہ کر لیا۔ اور اس کے باشندوں نے پافا کے قلعے کو صلح کے ساتھ اس کے سپرد کر دیا' اور اس نے انہیں وہاں سے عسکا کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اور قلعہ اور شہر کو برباد کر دیا اور رجب میں وہاں سے الشقیف کے قلعے کی طرف گیا' اور راستے میں اس نے فرنگیوں کے ایک ایلچی سے اہل عسکا کا ایک خط جو اہل الشقیف کے نام تھا' پکڑ لیا' جس میں انہوں نے ان کو بتایا تھا کہ سلطان ان کے پاس آ رہا ہے۔ اور انہیں مشورہ دیا کہ شہر کو مضبوط کر لیں۔ اور ان جگہوں کو جلدی سے درست کر لیں' جن سے شہر کے متعلق خطرہ ہو سکتا ہے' سو سلطان کو سمجھ آ گئی کہ وہ شہر پر کیسے قبضہ کرے گا۔ نیز اسے یہ بھی پتہ چل گیا کہ کندھا کہاں سے کھایا جائے گا۔ اس لیے اس نے فوراً ایک فرنگی شخص کو بلایا' اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کے بدلے میں ان کی زبان میں اہل الشقیف کو خط لکھے اور بادشاہ کو وزیر سے اور وزیر کو بادشاہ سے ڈرائے' اور حکومت کے درمیان اختلاف پیدا کر دے پس وہ اس کے پاس پہنچا' اور اس نے اپنی قوت وطاقت سے ان کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا اور سلطان نے آ کر ان کا محاصرہ کر لیا' اور منجنیق سے ان پر سنگباری کی۔ اور انہوں نے ۲۹ ر رجب کو قلعہ اس کے سپرد کر دیا۔ اور اس نے انہیں صور کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اور غنائم دمشق کی طرف بھجوا دیں۔ پھر فوج کے ایک چاق و چوبند دستے نے طرابلس اور اس کے مضافات پر غارت گری کی' اور لوٹ مار اور قتل عام کیا۔ اور مظفر و منصور ہو کر واپس پلٹ آیا' اور چراگاہ کی محبت کی وجہ سے اکراد کے قلعے میں اترا اور اس کے فرنگی کے باشندے اپنی ڈیوٹی کے مطابق چیزیں اس کے پاس لائے تو اس نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگا' تم نے میری فوج کے ایک سپاہی کو قتل کیا ہے۔ اور مجھے اس کی ایک لاکھ دینار دیت درکار ہے۔

پھر وہ روانہ ہو کر حمص جا اترا۔ پھر وہاں سے حماہ اور پھر فامیہ چلا گیا۔ پھر کسی دوسری منزل کی طرف چلا گیا۔ پھر رات کو چلا اور فوج آ گئی۔ اور انہوں نے جنگی ہتھیار پہنے' اور اس نے جا کر انطاکیہ شہر کا گھیراؤ کر لیا۔

سلطان ملک الظاہر کے ہاتھوں انطاکیہ کی فتح:

یہ بہت بڑا اور خوبیوں والا شہر ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی فصیلوں کا چکر بارہ میل کا ہے اور اس کے برجوں کی تعداد ۱۳۶ ہے' اور اس کے کنگروں کی تعداد ۲۴ ہزار ہے۔ یہ وہاں پر ماہ رمضان کے آغاز میں وارد ہوا اور اس کے باشندے اس کے پاس امان طلب کرتے ہوئے آئے۔ اور انہوں نے کچھ شروط اس پر عائد کیں' جن کے قبول کرنے سے اس نے انکار کر دیا' اور ان کو ناکام و نامراد واپس کر دیا' اور انطاکیہ کے محاصرے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اور ۱۴ ر رمضان کو ہفتہ کے روز اسے تائید الٰہی سے فتح کر لیا' اور اس نے بہت سی غنائم حاصل کیں۔ اور امراء کو بہت سے اموال دیئے۔ اور اس نے قیدیوں میں بہت سے حلبی مسلمانوں کو پایا۔ یہ سب کچھ چار دن میں ہوا۔ اور انطاکیہ کا حکمران اغریس اور طرابلس کا حکمران اس وقت سے مسلمانوں کو سخت تکلیف دیتے تھے۔ جب سے

تاتاریوں نے حلب پر قبضہ کیا تھا۔ اور لوگ وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس سے اس کے ذریعے انتقام لیا جسے اس نے اسلام کا مددگار اور کاسر صلیب مقرر کیا تھا۔ اور ایلچیوں کے ساتھ یہ بشارت بھی آئی' اور مفتوح قلعہ سے بھی جواباً بشارتیں آئیں۔ اور جب اہل بغراس نے سنا کہ سلطان ان کا قصد کیے ہوئے ہے تو انہوں نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ ان کی طرف اس کی سپردداری لینے کے لیے آدمی بھیجے تو اس نے ۱۳ر رمضان کو اپنے گھر کے استاد امیر آقسنقر فارقانی کو ان کے پاس بھیجا' اور اس نے ان کی سپردداری لے لی۔ اور انہوں نے بہت سے بڑے بڑے قلعوں کو حاصل کر لیا' اور سلطان مظفر ومنصور ہو کر واپس آیا۔ اور وہ اس سال کی ۲۷ر رمضان کو بڑی شان وشوکت اور رعب وہیبت کے ساتھ دمشق میں داخل ہوا' اور شہر کو اس کے لیے سجایا گیا' اور کمینے کفار پر اسلام کے فتح پانے کی خوشی میں خوشخبریوں کے طبل بج گئے۔ لیکن اس نے بہت سی اراضی یعنی ان بستیوں اور باغات پر قبضہ کرنے کا عزم کیا ہوا تھا' جو ان کے بادشاہوں کے قبضہ میں تھیں اس کا خیال تھا کہ تاتاریوں نے ان پر قبضہ کیا تھا۔ پھر اس نے انہیں ان سے چھڑا لیا ہے۔ اور حنفیہ کے بعض فقہاء نے اسے تفریعاً یہ فتویٰ دیا کہ کفار جب مسلمانوں کے اموال میں سے کسی چیز پر قبضہ کر لیں تو وہ اس کے مالک ہو جاتے ہیں۔ اور جب وہ اموال واپس لیے جائیں تو انہیں ان کے مالکان کو واپس نہیں کیا جاتا۔ اور یہ ایک مشہور مسئلہ ہے۔ اور لوگوں کے اس بارے میں دو قول ہیں' ان دونوں میں اصح قول جمہور کا ہے کہ ان اموال کو ان کے مالکان کو واپس کرنا واجب ہے۔ اس لیے کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ناقہ العضباء کو واپس لیا تھا حالانکہ اسے مشرکین نے لے لیا تھا۔

جمہور نے اس حدیث سے اور اس قسم کی دیگر احادیث سے امام ابوحنیفہ کے خلاف استدلال کیا ہے۔ اور بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ جب کفار مسلمانوں کے اموال لے لیں' اور وہ مسلمان ہو جائیں اور وہ اموال ان کے قبضے میں ہوں' تو وہ اپنی املاک پر قائم رہیں گے۔ اور انہوں نے حضور علیہ السلام کے اس قول سے استدلال کیا ہے کہ کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہے۔ اور عقیل نے ہجرت کر جانے والے مسلمان کی املاک پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور جب عقیل مسلمان ہوئے تو وہ املاک آپ کے قبضے میں تھیں' جنہیں آپ کے ہاتھ سے چھینا نہیں گیا۔ اور جب وہ آپ کے ہاتھ سے چھین لی جائیں تو انہیں حدیث العضباء کے مطابق ان کے مالکان کو واپس کیا جاتا۔

حاصل کلام یہ کہ الظاہر نے ایک اجلاس بلایا' جس میں دیگر مذاہب کے قضاۃ اور فقہاء بھی جمع ہوئے۔ اور انہوں نے اس بارے میں گفتگو کی۔ اور سلطان کے ہاتھ میں جو فتویٰ موجود تھا وہ اس پر ڈٹا ہوا تھا۔ اور لوگ اس بات کی مصیبت سے ڈر گئے۔ سوفخر الدین بن الوزیر بہاؤ الدین بن اعنا ثالث بنا' اور اس نے ابن بنت الاعز کے بعد الشافعی میں پڑھایا' اور اس نے کہا' اے اخوند اہل شہر اس سب کچھ کے عوض آپ کے ایک کروڑ درہم پر مصالحت کرتے ہیں۔ آپ کو ہر سال دو لاکھ درہم کی قسط ادا کی جائے گی' اس نے کہا' نہیں' یہ چند یوم تک جلد ادائیگی کرنی پڑے گی' اور وہ دیار مصر کی طرف چلا گیا اور اس نے اس رقم کو قسط وار ادائیگی کو قبول کر لیا اور اس کی خوشخبری بھی آ گئی' اور اس نے حکم دیا کہ وہ اس رقم سے چار لاکھ درہم فوراً ادا کریں۔ اور یہ کہ وہ غلہ جات اس کو لوٹائے جائیں جن کی انہوں نے تقسیم اور پھل کے زمانے میں نگہداشت کی تھی۔ اور اس فعل کی وجہ سے لوگوں کے دل سلطان کے خلاف بگڑ گئے۔

اور جب ابغا کی حکومت تاتاریوں پر قائم ہوگئی تو اس نے اپنے وزیر نصیر الدین طوسی کے قائم رہنے کا حکم دیا اور اس نے بلاد روم پر البرواناہ کو نائب مقرر کیا' اور اس کی قدر اس کے ہاں بہت بڑھ گئی اور وہ ان شہروں کے انتظام میں بااختیار ہوگیا اور ان میں اس کی شان بڑھ گئی۔

اور اس سال یمن کے حکمران نے الظاہر کو عاجزانہ اور اس کی جانب منسوب ہونے کا خط لکھا' نیز یہ کہ بلاد یمن میں اس کا خطبہ دیا جائے' اور اس نے اس کی طرف بہت سے تحائف وہدایا بھیجے' اور سلطان نے اس کی طرف تحائف' خلعت' جھنڈا اور حکم بھیجا۔

اور اس سال ضیاء الدین بن الفقاعی نے الصاحب بہاؤ الدین بن الحنا کو الظاہر کے پاس شکایت کر کے حاضر کروایا' اور ابن الحنا اس پر غالب آ گیا اور الظاہر نے اسے اس کے سپرد کر دیا' اور وہ مسلسل اسے کوڑوں سے مارتا رہا' اور اس سے مال لیتا رہا' حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اسے مرنے سے قبل ۱۷ ہزار سات سو کوڑے مارے۔ واللہ اعلم

اور اس سال البرداناہ[1] نے قونیہ کے حکمران ملک علاؤ الدین کے قتل کا پروگرام بنایا' اور اس نے اس کی جگہ اس کے بیٹے غیاث الدین کو کھڑا کیا۔ جس کی عمر دس سال تھی' اور شہروں اور بندوں میں البرداناہ کی پوزیشن مضبوط ہوگئی' اور رومی فوج نے اس کی اطاعت کی۔

اور اس سال' الصاحب علاؤ الدین بغداد کے صاحب الدیوان نے ابن الخشکری النعمانی الشاعر کو قتل کر دیا' اس لیے کہ اس کے بارے میں بڑی باتیں مشہور ہو چکی تھیں۔ ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ اس کا اعتقاد تھا کہ اس کے اشعار قرآن مجید پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اتفاق سے الصاحب واسط کی طرف آیا۔ اور جب وہ النعمانیہ میں تھا تو ابن الخشکری اس کے پاس آیا' اور اس نے اسے وہ قصیدہ سنایا جو اس نے اس کے متعلق کہا تھا۔ اسی دوران میں کہ وہ اس کے سامنے قصیدہ سنا رہا تھا' مؤذن نے اذان دے دی تو الصاحب نے اسے خاموش رہنے کو کہا تو ابن الخشکری کہنے لگا مولانا نئی بات سنیئے' اور برسوں اس بات سے اعراض کیا' سو الصاحب کے نزدیک وہ بات ثابت ہوگئی جو اس کے بارے میں بیان کی جاتی تھی' پھر اس نے اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے باتیں کیں۔ اور اسے یہ تاثر دیا کہ وہ زندیق ہے۔ اور جب وہ سوار ہوا تو اس نے ایک شخص سے جو اس کے ساتھ تھا' کہا راستے میں اسے اکیلے پا کر قتل کر دینا۔ پس وہ شخص اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا حتیٰ کہ جب وہ لوگوں سے الگ ہوگیا تو اس نے اپنی ساتھی جماعت سے کہا' اسے دل لگی کرنے والے کی طرح اس کے گھوڑے سے اتار دو' سو انہوں نے اسے اتار دیا اور وہ ان کو سب وشتم اور لعنت کرنے لگا۔ پھر اس نے کہا' اس کے کپڑے اتار دو' انہوں نے اس کے کپڑے چھین لیے اور وہ ان سے جھگڑتا رہا' اور کہنے لگا' تم اجڈ ہو' اور یہ ایک ٹھنڈا کھیل ہے۔ پھر اس نے کہا' اسے قتل کر دو۔ تو ان میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر اسے تلوار مار کر اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔

---

[1] البرداناہ' فارسی لفظ ہے جس کے اصل معنی حاجب کے ہیں۔ پھر ایشیائے کوچک میں سلاجقہ رومیوں کی حکومت میں اس کا اطلاق وزیر اعظم پر ہونے لگا۔

شیخ عفیف الدین یوسف بن البقال:

المرزبانیہ کی خانقاہ کا شیخ، آپ صالح متقی، اور درویش تھے۔ آپ نے خود بیان کیا ہے کہ میں مصر میں تھا کہ مجھے فتنہ تاتار میں بغداد میں حد سے متجاوز قتل کی اطلاع ملی اور میں نے اپنے دل میں برا منایا۔ اور میں نے کہا اے میرے رب یہ کیسے ہوا جبکہ ان میں بچے بھی ہیں اور وہ لوگ بھی ہیں جن کا کوئی گناہ نہیں۔ سو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک خط تھا۔ میں نے اسے لے کر پڑھا تو اس میں یہ اشعار تھے جن میں مجھے ملامت کی گئی تھی۔

اعتراض کرنا چھوڑ دے، حرکاتِ فلک میں تیرا کوئی اختیار اور حکم نہیں چلتا اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فعل کے بارے میں دریافت نہ کر، جو سمندر کی گہرائی میں گھسے گا ہلاک ہو جائے گا، بندوں کے امور بھی اسی کی طرف جائیں گے، اعتراض کو چھوڑ دے تو کس قدر جاہل ہے۔

حافظ ابوابراہیم اسحاق بن عبداللہ:

ابن عمر، جو ابن قاضی الیمن کے نام سے مشہور ہیں آپ نے ۶۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور شرف اعلیٰ میں دفن ہوئے۔ اور آپ جید روایات میں متفرد ہیں۔ اور لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا اور اس سال شیخ شرف الدین عبداللہ بن تیمیہ پیدا ہوئے، جو شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اور خطیب قزوینی کے بھائی ہیں۔

۶۶۷ھ

اس سال کے صفر میں سلطان الظاہر نے اپنے بیٹے ملک سعید محمد برکۃ خان کے لیے از سرنو بیعت لی کہ وہ اس کے بعد بادشاہ ہوگا اور اس نے سب امراء، قضاۃ اور اعیان کو بلایا، اور اسے سوار کرایا، اور اس کے آگے آگے چلا، اور ابن نعمان نے اس کے لیے ایک زبردست تحریر لکھی، کہ وہ اپنے باپ کے بعد بادشاہ ہوگا۔ اور یہ کہ وہ اس کی زندگی میں اس کی طرف سے فیصلے کرے گا۔

پھر جمادی الآخرۃ میں سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ شام کو گیا۔ اور جب وہ دمشق میں داخل ہوا تو اس کے پاس شاہ تاتار ابغاء کے ایلچی آئے۔ ان کے پاس کچھ تحریری اور کچھ زبانی باتیں تھیں۔ اور زبانی باتوں میں سے ایک یہ تھی کہ تو ایک غلام ہے جو سیو اس میں خرید وفروخت کرتا رہا ہے۔ تمہیں یہ زیبا نہیں کہ تو شاہانِ زمین کی مخالفت کرے۔ اور یاد رکھ اگر تو آسمان پر چڑھ جائے، اور زمین کی طرف اتر آئے تو تو مجھ سے بچ نہیں سکے گا۔ اپنے آپ کو سلطان ابغا سے مصالحت کرنے پر آمادہ کر، مگر اس نے اس کی طرف توجہ نہ کی، اور نہ ہی اسے کوئی اہمیت دی، بلکہ اس کا مکمل جواب دیا، اور اس نے اس کے ایلچیوں سے کہا، اسے بتا دینا کہ میں اس سے مطالبہ کے درپے ہوں۔ اور میں مسلسل مطالبہ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ میں اس سے خلیفہ کے وہ تمام علاقے چھین لوں گا جن پر اس نے قبضہ کیا ہے۔

اور جمادی الآخرہ میں سلطان ملک الظاہر نے تمام شہروں میں شراب کے گرا دینے اور غلط کار عورتوں کے چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ پس غلط کار عورتوں کے پاس جو کچھ موجود تھا، لوٹ لیا گیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے نکاح کر لیے۔ اور اس نے سب شہروں کی طرف یہ حکم لکھا کہ اس کام پر جو ٹیکس لگا تھا، اسے ساقط کر دیا۔ اور جو کام اس کے بغیر محال تھا اس کا عوضانہ دیا۔ پھر سلطان اپنی افواج کے

ساتھ مصر واپس آ گیا۔ اور جب وہ راستے میں خربتہ اللصوص کے پاس تھا تو ایک عورت اس کے در پے ہوگئی' اور اس نے اسے بتایا کہ اس کا بیٹا صور شہر میں داخل ہو گیا ہے۔ اور اس کے فرنگی حکمران نے اس سے خیانت کی ہے' اور اسے قتل کر دیا ہے۔ اور اس کا مال لے لیا ہے' پس سلطان سوار ہوا اور اس نے صور پر غارت گری کی' اور اس کے بہت سے حصے پر قبضہ کر لیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور اس کے بادشاہ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ اس کا سبب کیا ہے؟ تو اس نے تاجروں کے ساتھ اس کے فریب وخیانت کا ذکر کیا۔ پھر سلطان نے فوجوں کے پیشرو سے کہا' میں لوگوں کو وہم میں ڈالتا ہوں کہ میں مریض ہوں اور میں پالکی میں ہوں۔ اطباء کو بلاؤ' اور ان سے میرے لیے نسخہ تجویز کرواؤ' جو اس قسم کے مریض کے مناسب ہو۔ اور جب وہ تجھے نسخہ بتائیں تو مشروبات کو چلتے چلتے پالکی میں حاضر کرنا پھر سلطان ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اور اسے جلدی سے چلایا اور اس نے اپنے بیٹے کے حالات معلوم کیے کہ اس کے بعد دیار مصر کی حکومت کیسے رہے گی۔ پھر وہ جلدی سے فوج کی طرف واپس آ گیا اور پالکی میں بیٹھ گیا اور انہوں نے اس کی صحت کا اظہار کیا اور انہوں نے ایک دوسرے کو اس کی خوش خبری دی۔ اور یہ ایک عظیم جرأت اور بڑا اقدام ہے۔

اور اس سال سلطان ملک الظاہر نے حج کیا اور اس کے ساتھ امیر بدرالدین الجزندار قاضی القضاۃ سلیمان الحنفی' فخر الدین بن لقمان تاج الدین بن الاثیر' اور تقریباً تین سو غلام اور فاتح افواج بھی تھیں۔ اور الکرک کے راستے پر چلا۔ اور اس نے اس کے احوال پر غور کیا۔ پھر وہ وہاں سے مدینہ منورہ گیا اور وہاں کے باشندوں سے حسن سلوک کیا' اور ان کے احوال میں غور وفکر کیا۔ پھر وہاں سے مکہ آیا' اور مجاورین کو صدقہ دیا' پھر اس نے عرفہ میں وقوف کیا اور طواف افاضہ کیا اور اس کے لیے کعبہ کو کھولا گیا۔ اور اس نے اسے اپنے ہاتھ سے عرقِ گلاب اور اس کی خوشبو سے دھویا پھر وہ کعبہ کے دروازے میں کھڑا ہوا' اور اس نے لوگوں کے ہاتھوں کو پکڑا کہ وہ کعبہ میں داخل ہو جائیں اور وہ بھی ان کے درمیان تھا۔ پھر اس نے واپس آ کر جمرات پر کنکر پھینکے۔ پھر اس نے چلنے میں جلدی کی' اور مدینہ منورہ واپس آ کر دوبارہ قبر شریف کی زیارت کی' جس کے ساکن پر **افضل الصلوٰۃ والتسلیم و علیٰ آلہ و اهل بیته الطیبین الطاهرین و صحابته الکرام اجمعین الیٰ یوم الدین۔**

پھر وہ الکرک کی طرف روانہ ہو گیا اور ۲۶ رذوالحجہ کو اس میں داخل ہو گیا' اور اس نے اپنی بخیریت آمد پر دمشق کی طرف خوشخبری دینے والا بھیجا' اور دمشق کا نائب امیر جمال الدین النجیبی ۲ رمحرم کو خوش خبری دینے والے کے استقبال کو نکلا' کیا دیکھتا ہے کہ سلطان خود میدان اخضر میں چل رہا ہے' اور وہ سب سے آگے ہے۔ اور لوگ اس کی سرعت رفتار' صبر اور دلیری سے تعجب کرنے لگے' پھر وہ جلدی سے چل کر ۶ رمحرم کو حلب میں داخل ہو گیا تا کہ اس کے حالات کی تفتیش کرے' پھر وہ حماۃ کو واپس آیا' پھر دمشق کو لوٹا۔ پھر مصر کو چلا گیا اور آئندہ سال کی ۳ رصفر کو منگل کے روز اس میں داخل ہو گیا۔

اور ذوالحجہ کے آخر میں شدید ہوا چلی' جس نے دریائے نیل میں دوسو کشتیوں کو غرق کر دیا' اور اس میں بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے' اور وہاں شدید بارش پڑی' اور شام میں بجلی پڑی جس نے پھلوں کو تباہ کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور اس سال اللہ تعالیٰ نے تاتاریوں کے درمیان یعنی اصحاب ابغا اور اس کے عمزاد ابن منکوتمر کے اصحاب کے درمیان اختلاف ڈال دیا' اور وہ منتشر ہو گئے۔ اور ایک دوسرے سے الجھ پڑے اور اس سال اہل حران نے خروج کیا' اور ان میں کچھ لوگ

شام آ گئے اور ان میں ہمارے شیخ علامہ ابوالعباس احمد بن تیمیہ بھی اپنے باپ کے ساتھ آئے اور آپ کی عمر ۶ سال تھی اور آپ کے بھائی زین الدین عبدالرحمن اور شرف الدین عبداللہ بھی آئے اور وہ دونوں آپ سے چھوٹے تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امیر عزالدین ایدمر بن عبداللہ:

الحلبی الصالحی آپ اکابر امراء میں سے تھے اور بادشاہوں کے ہاں ان کے زیادہ رتبہ رکھتے تھے پھر ملک الظاہر کے ہاں بھی رتبہ حاصل کیا۔ اور وہ اپنی غیر موجودگی میں آپ کو نائب مقرر کرتا۔ اور جب یہ سال آیا تو وہ آپ کو اپنے ساتھ لے گیا اور آپ کی وفات قلعہ دمشق میں ہوئی اور آپ الیغموریہ کے قریب قبرستان میں دفن ہوئے۔ اور آپ نے اپنے پیچھے بہت اموال چھوڑے۔ اور اپنی اولاد کے بارے میں سلطان کو وصیت کی۔ اور سلطان جامع دمشق میں آپ کی تعزیت کے لیے آیا۔

شرف الدین ابوالظاہر:

محمد بن الحافظ ابی الخطاب عمر بن دحیۃ المصری آپ کی پیدائش ۶۱۰ھ میں ہوئی اور اپنے باپ سے اور ایک جماعت سے سماع کیا اور دارالحدیث الکاملیہ کی مشیخت کو مدت تک سنبھالے رکھا اور حدیث بیان کی اور آپ ایک فاضل شخص تھے۔

قاضی تاج الدین ابوعبداللہ:

محمد بن وثاب بن رافع البجیلی الحنفی آپ نے درس دیا اور دمشق میں ابن عطاء کی طرف سے فتویٰ دیا۔ اور آپ حمام سے نکلنے کے بعد حمام کے چبوترے پر اچانک مر گئے اور قاسیون میں دفن ہوئے۔

شرف الدین ابوالحسن ماہر طبیب:

علی بن یوسف بن حیدرۃ الرحبی دمشق کے شیخ الاطباء اور الدخواریہ کے وقف کرنے والے کی وصیت کے مطابق الدخواریہ کے مدرس آپ کو اس فن میں اپنے ہمعصر ساتھیوں پر سبقت حاصل تھی اور آپ کے اشعار میں یہ اشعار بھی ہیں۔

''دنیا کے فرزندوں کو زبردستی موت کی طرف لے جایا جاتا ہے اور باقی رہنے والے لوگ گذر جانے والے کے حال کا شعور نہیں رکھتے گویا وہ بعض کی جہالت کے باعث چوپائے ہیں کیونکہ وہ ایک دوسرے کی خونریزی کر رہے ہیں''۔

شیخ نصیرالدین:

المبارک بن یحییٰ بن ابی الحسن ابی البرکات بن الصباغ الشافعی فقہ وحدیث کے علامہ آپ نے پڑھایا فتوے دیئے تصنیف کی اور آپ سے فائدہ اٹھایا گیا آپ کی عمر ۸۰ سال تھی اور آپ کی وفات اس سال کی ۱۱۔ جماع الاولیٰ کو ہوئی۔

شیخ ابوالحسن:

علی بن عبداللہ بن ابراہیم الکوفی المقری النحوی ملقب بہ سیبویہ آپ فن نحو میں یکتا فاضل تھے۔ آپ نے اس سال ۶۷ سال کی عمر میں قاہرہ کے شفاخانے میں وفات پائی۔ آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''تو نے مسلسل جدائی سے میرے دل کو عذاب دیا ہے۔ اے ... جس کی محبت ضمیر غیر منفصل ہے اور اس نے مجھے تجھ سے روکنے کی تاکید کی ہے اور حطف سے بدل تک تیرا کوئی دشمن نہیں ہے''۔

اور اسی سال میں ہمارے شیخ علامہ کمال الدین محمد بن علی انصاری بن الزملکانی شیخ الشافعیہ کی ولادت ہوئی۔

۶۶۸ھ

اس سال کی ۲ رمحرم کو سلطان حجاز سے الکرک آیا اور لوگوں نے اسے میدان اخضر میں چلتے دیکھا تو وہ خوش ہو گئے' اور اس نے لوگوں کو ہدایا اور تحائف کے ساتھ استقبال کرنے سے راحت دی' اور یہ اس کا دستور تھا۔ اور لوگ اس کی سرعت رفتار اور عالی ہمتی سے حیران رہ گئے۔ پھر وہ حلب کی طرف گیا' پھر مصر کی طرف گیا' اور مصری قافلے کے ساتھ اس میں مہینے کی چھ تاریخ کو داخل ہوا۔ اور اس سال اس کی بیوی ام الملک سعید' حجاز میں تھی' پھر وہ اور اس کا بیٹا اور امراء ۱۳ رصفر کو اسکندریہ کی طرف گئے۔ اور وہاں اس نے شکار کیا' اور امراء کو بہت سے اموال اور خلعت دیئے۔ اور مظفر ومنصور ہو کر واپس لوٹا۔

اور اس سال کے محرم میں شاہ مراکش ابوالعلاء اور ادریس بن عبداللہ بن محمد بن یوسف ملقب بہ واثق قتل ہو گیا۔ اسے بنومزین نے اس جنگ میں قتل کیا جو اس کے اور ان کے درمیان مراکش کے درمیان ہو رہی تھی۔ اور اس سال کی ۱۳ رربیع الآخر کو سلطان اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ دمشق پہنچا' اور وہ راستے میں سردی اور کیچڑ کے باعث سخت مشقت سے دو چار ہوئے' پس اس نے الزبقیہ پر خیمہ لگا لیا' اور اسے اطلاع ملی کہ زیتون کا بھانجا عسکا سے مسلمانوں کی فوج کا قصد کیے ہوئے نکلا ہے سو وہ جلدی سے اس کے مقابلہ میں گیا اور اس نے اسے عسکا سے نزدیک پایا' اور وہ اس کے خوف سے اس میں داخل ہو گیا۔ اور رجب میں سلطان کے نائبین نے اسماعیلیہ سے موسم گرما گذارنے کی جگہ کی سپرداری لے لی' اور وہاں سے ان کا امیر الصارم مبارک بن الرضی بھاگ گیا اور حماہ کے حکمران نے اس کے خلاف حیلہ کر کے اسے قیدی بنا لیا' اور اسے سلطان کی طرف بھیج دیا' اور اس نے اسے قاہرہ کے ایک قلعہ میں قید کر دیا۔

اور اس سال سلطان نے لکڑی کے ستونوں کو حجرۂ نبویہ کی طرف بھیجا' اور حکم دیا کہ انہیں قبر کی حفاظت کے لیے اس کے ارد گرد کھڑا کیا جائے۔ اور اس نے ان کے لیے دیار مصر سے نکلنے اور بند ہونے والے دروازے بنوائے' اور انہیں وہاں لگا دیا۔ اور اس سال اطلاعات ملیں کہ فرنگی بلاد شام کا قصد کیے ہوئے ہیں۔ پس سلطان نے ان سے جنگ کرنے کے لیے فوج تیار کی۔ اور اس کے باوجود وہ اسکندریہ کے بارے میں ان سے خائف تھا۔ اور اس نے انہیں مضبوط کیا۔ اور اگر اچانک دشمن آ جائے تو اس نے ان کی طرف آنے کے لیے پل بنایا' اور اسکندریہ سے کتوں کو مارنے کا حکم دے دیا۔ اور اس سال بلاد مغرب سے بنو عبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ان کا آخری بادشاہ ادریس بن عبداللہ بن یوسف تھا جو مراکش کا حکمران تھا' بنومزین نے اسے اس سال قتل کر دیا تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الصاحب زین الدین یعقوب بن عبداللہ الرفیع:

ابن زید بن مالک المصری جو ابن الزبیری کے نام سے مشہور ہے' اور یہ ایک فاضل رئیس تھا۔ یہ ملک مظفر قطز کا وزیر بنا۔ پھر الظاہر بیبرس کی حکومت کے آغاز میں اس کا وزیر بنا۔ پھر اس نے اسے معزول کر دیا' اور بہاؤالدین ابن الحنا کو وزیر مقرر کیا' پس وہ

اپنے گھر کا ہو رہا' حتیٰ کہ اس سال کی ۱۴ ربیع الآخر کو اس کی وفات ہوگئی اور آپ کی نظم بھی اچھی ہے۔

شیخ موفق الدین:

احمد بن القاسم بن خلیفۃ الخزرجی الطبیب جو ابن ابی اصیبعہ کے نام سے مشہور تھے' آپ کی تاریخ الاطباء دس جلدوں میں ہے اور وہ جامع اموریہ میں مزار ابن عروہ پر وقف ہے۔ آپ نے صرخد میں وفات پائی۔ آپ کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی۔

شیخ زین الدین احمد بن عبدالدائم:

ابن نعمۃ بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن احمد بن بکیر' ابوالعباس المقدسی النابلسی' آپ مشائخ کی ایک جماعت سے روایت کرنے میں متفرد ہیں' آپ کی ولادت ۵۷۵ھ میں ہوئی۔ آپ نے سماع کیا۔ اور مختلف شہروں کی طرف سفر کیا۔ آپ فاضل آدمی تھے' اور جلد جلد لکھتے تھے۔

اور شیخ علم الدین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے مختصر الحزنی کو ایک رات میں لکھا' اور آپ کا خط خوبصورت اور پختہ تھا۔ اور آپ نے تاریخ ابن عساکر کو دو بار لکھا اور اسے اپنے لیے مختصر بھی کیا' اور آپ اپنی عمر میں چار سال اندھے ہوئے۔ اور آپ کے اشعار بھی ہیں جنہیں قطب الدین نے التذییل میں بیان کیا ہے۔ آپ نے قاسیون میں وفات پائی' اور وہیں ۱۰ ررجب کو منگل کی صبح کو دفن ہوئے۔ آپ کی عمر نوے سال سے زیادہ تھی۔

قاضی محی الدین ابن الزکی:

ابوالفضل یحییٰ بن قاضی القضاۃ بہاؤالدین ابی المعالی محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ بن علی بن عبدالعزیز بن علی بن عبدالعزیز بن علی بن حسین بن محمد بن عبدالرحمٰن بن القاسم بن الولید ابن عبدالرحمٰن بن ابان بن عثمان بن عفان القرشی الاموی بن الزکی' آپ نے کئی بار دمشق کی قضا سنبھالی' اور آپ سے پہلے یہی حال آپ کے آباء کا تھا' سب نے قضا کو سنبھالا۔ آپ نے حنبل' ابن طبرزد' الکندی اور ابن الحرستانی اور ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا' اور آپ نے حدیث بیان کی' اور بہت سے مدارس میں پڑھایا۔ اور آپ نے الملادونیہ میں شام کی قضا سنبھالی۔❶ لیکن ابوشامہ کے بیان کے مطابق آپ کی تعریف نہیں کی گئی۔

آپ نے ۱۴ ررجب کو مصر میں وفات پائی' اور المعظم میں دفن ہوئے' اور آپ کی عمر ستر سال سے زائد تھی' اور آپ کے اشعار بہت اچھے ہیں۔ اور شیخ قطب الدین نے اس بارے میں آپ کا نسب بیان کرنے کے بعد بیان کیا ہے جیسا کہ ہم نے آپ کے والد قاضی بہاؤالدین کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ آپ شیخ محی الدین ابن عربی کو موافقت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دیتے ہیں۔ اور آپ نے جامع دمشق میں ایک خواب میں آپ کو اپنے سے اس وجہ سے اعراض کیے دیکھا کہ آپ کو ایام صفین میں بنی امیہ سے تکلیف پہنچی تھی۔ صبح ہوئی تو آپ نے اس بارے میں ایک قصیدہ نظم کیا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اپنے میلان کا ذکر کیا اگرچہ آپ اموی تھے۔

میں وصی کے دین کو قبول کرتا ہوں' اور میں اس کے سوا کوئی رائے نہیں رکھتا' اگرچہ بنوامیہ بھی اصل والے ہیں۔ اور اگر

❶ شذارت الذہب میں ہے کہ ہلاکو نے شام کی قضا آپ کے سپرد کی۔

[illegible] صفین میں حاضر ہوتے تو [illegible] کی موجودگی [illegible] کہ انہیں کو مشکل میں ڈال دیتی اور میں ان کی [illegible]
تلواروں کو تیز کرتا اور ہاتھ سے انہیں خلافت حاصل کرنے سے روکتا۔

اور آپ کا شعر ہے:

''انہوں نے کہا دمشق کے مرغزار میں کوئی تفریح نہیں اور جس چیز کا تو دلدادہ ہے اسے بھول جا۔ اے میرے ملامت گر
اس کے تیر نگاہ سے بچ' اور اس سے ایک قطار نے معارضہ کیا ہے''۔

الصاحب فخر الدین:

محمد بن الصاحب بہاؤ الدین علی بن محمد بن سلیم بن الحنا مصری' آپ وزیر صحبت تھے' اور فاضل آدمی تھے۔ آپ نے قرافہ کبریٰ میں ایک خانقاہ بنائی' اور مصر میں اپنے والد کے مدرسہ میں پڑھایا۔ اور ابن بنت الاعز کے بعد الشافعی میں بھی پڑھایا۔ آپ نے شعبان میں وفات پائی۔ اور المعظم کے دامن میں دفن ہوئے اور سلطان نے اس کے بیٹے تاج الدین کو وزارت صحبت سونپ دی۔

شیخ ابونصر بن ابی الحسن:

ابن الخراز صوفی' بغدادی' شاعر' آپ کا ایک اچھا دیوان بھی ہے اور آپ مل جل کر رہنے اور گفتگو کرنے کے لحاظ سے بہت اچھے تھے۔ آپ کا ایک دوست آپ کے پاس آیا تو آپ اس کے اعزاز کے لیے کھڑے نہ ہوئے' اور آپ نے اسے اپنا شعر سنایا۔

''جب تو آیا تو دل اس محبت کی وجہ سے' جو اس میں موجود ہے' تیرے احترام کے لیے کھڑا ہو گیا اور محبت کے ساتھ دل کا
کھڑا ہونا اجسام کے لیے اجسام کے کھڑا ہونے سے بہتر ہے''۔

۶۶۹ھ

اس سال کے صفر کے آغاز میں سلطان دیار مصر سے ایک دستہ فوج کے ساتھ عسقلان کی طرف گیا۔ اور اس نے اس کی باقی ماندہ فصیل کو' جسے حکومت صلاحیہ نے بیکار قرار دے دیا گیا تھا گرا دیا۔ اور جو فصیل اس نے گرائی' اس میں اس نے دو پیالے پائے' جن میں دو ہزار دینار تھے' جس میں اس نے امراء پر تقسیم کر دیا اور ابھی وہ وہیں تھا کہ خوشخبری آ گئی کہ منکوتمر نے ابغا کی فوج کو شکست دے دی ہے۔ اور وہ اس سے خوش ہو گیا۔ پھر وہ قاہرہ کی طرف واپس آ گیا۔ اور ربیع الاوّل میں سلطان کو اطلاع ملی کہ اہل عسکا نے ان مسلمان قیدیوں کو جو ان کے قبضے میں تھے' عسکا کے باہر باندھ کر قتل کر دیا ہے۔ اور اس کے قبضے میں اہل عسکا کے جو قیدی تھے' ان کے بارے میں اس نے قتل کا حکم دے دیا اور ایک ہی صبح کو انہیں قتل کر دیا گیا' اور وہ تقریباً دو سو قیدی تھے۔ اور اس سال جامع المنشیہ مکمل ہوئی اور ۲۲ ربیع الآخر کو اس میں جمعہ کی نماز ہوئی۔ اور اس سال اہل تونس اور فرنگ کے درمیان جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا' جن کا بیان طویل ہے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے فریقین کے بے شمار آدمیوں کے قتل ہو جانے کے بعد صلح کرنے اور جنگ ساقط کرنے پر مصالحت کر لی۔

اور ۸ رجب بروز جمعرات' الظاہر دمشق میں داخل ہوا' اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا ملک سعید اور وزیر ابن الحنا اور فوج کی اکثریت بھی تھی۔ پھر وہ متفرق ہو کر باہر چلے گئے اور باہم وعدہ کیا کہ وہ ساحل پر آپس میں ملاقات کریں' تا کہ وہ جبلہ' لاذقیہ' مرقب'

عرقہ اور وہاں جو شہر ہیں' ان پر غارت گری کریں۔ پس جب وہ اکٹھے ہوئے تو انہوں نے صافیثا اور مجدل کو فتح کرلیا پھر روانہ ہو کر ۱۹ر رجب بروز منگل اکراد کے قلعے پر اترے جس کی تین فصیلیں تھیں۔ پس انہوں نے مجانیق نصب کر دیں اور اسے ۱۵ر شعبان کو بزور قوت فتح کرلیا اور فوج داخل ہوگئی۔ اور اس کا محاصرہ کرنے والا سلطان کا بیٹا ملک سعید تھا۔ سلطان نے اہل قلعہ کو رہا کر دیا' اور ان پر احسان کیا۔ اور انہیں طرابلس کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اور فتح سے ۱۰ دن بعد قلعہ کو حاصل کرلیا۔ اور اہل قلعہ کو اسی طرح جلاوطن کر دیا اور شہر کے کلیسا کو جامع مسجد بنا دیا' اور اس میں جمعہ قائم کیا۔ اور اس پر نائب اور قاضی مقرر کیا۔ اور شہر کو تعمیر کرنے کا حکم دیا اور حاکم طرسوس نے اس شرط پر اسے صلح کی پیشکش کرتے ہوئے اپنے شہر کی چابیاں بھجوا دیں کہ اس کے ملک کا نصف غلہ سلطان کے لیے ہوگا۔ اور یہ کہ اس کا نائب وہاں ہوگا تو اس نے اس کی بات کو قبول کرلیا۔ اور اسی طرح المرقب کے حاکم نے بھی کیا۔ اور اس نے اس کے ساتھ بھی نصف نصف غلہ پر' اور دس سال جنگ ساقط کرنے پر مصالحت کر لی اور سلطان کو اکراد کے قلعہ پر خیمہ زن ہونے کی حالت میں اطلاع ملی کہ جزیرہ قبرص کا حکمران اپنی فوج کے ساتھ عسکا کی طرف روانہ ہوگیا ہے۔ تا کہ اس کے باشندوں کو سلطان کے خوف سے بچائے۔

پس سلطان نے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ سو اس نے بارہ شینی کے ساتھ بہت بڑی فوج بھیجی' تا کہ وہ جزیرہ قبرص پر اس کے حاکم کی عدم موجودگی میں قبضہ کرلیں۔ اور کشتیاں سرعت کے ساتھ روانہ ہوگئیں' اور جب وہ شہر کے نزدیک پہنچیں' تو سخت جھکڑ چل پڑا اور وہ ایک دوسرے سے ٹکرا گئیں۔ اور ان میں سے چودہ کشتیاں حکم الٰہی سے ٹوٹ پھوٹ گئیں' اور بہت سے لوگ غرق ہو گئے۔ اور فرنگیوں نے کاریگروں اور جوانوں میں سے تقریباً اٹھارہ سو آدمیوں کو قیدی بنالیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

پھر سلطان روانہ ہوا اور اس نے قلعہ عسکا پر مجانیق نصب کر دیں' اور اس کے باشندوں نے اس شرط پر اس سے امان طلب کی کہ وہ انہیں چھوڑ دے' تو اس نے ان کی بات مان لی' اور اس نے عید کے روز شہر میں داخل ہو کر اس کی سپرداری لے لی' اور وہ قلعہ مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچانے والا تھا۔ اور وہ دو پہاڑوں کے درمیان وادی ہے۔ پھر سلطان طرابلس گیا اور اس کے حکمران نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ اس زمین میں سلطان کا کیا مقصد ہے؟ اس نے کہا میں اس لیے آیا ہوں کہ تمہاری کھیتیوں کو چر جاؤں اور تمہارے شہروں کو ویران کر دوں۔ اور پھر آئندہ سال تمہارے محاصرہ کے لیے آؤں۔ پس اس نے اسے مصالحت و مہربانی اور دس سال تک جنگ ساقط کرنے کی پیشکش کی' تو اس نے اس بات کو قبول کرلیا۔ اور اس نے اسماعیلیہ کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اپنے والد کے متعلق اس سے مہربانی کی درخواست کریں' اور وہ قاہرہ میں قید تھا۔ اس نے کہا العلیقہ کو میرے سپرد کر دو اور نیچے اتر آؤ' اور قاہرہ میں جاگیریں لو اور اپنے باپ کی سپرداری بھی لو۔ پس جب وہ نیچے اترے' تو اس نے قاہرہ میں انہیں قید کرنے کا حکم دیا۔ اور العلیقہ کے قلعے میں نائب مقرر کر دیا۔

اور ۱۲ر شوال بروز اتوار' دمشق میں بڑا سیلاب آیا' اور اس نے بہت سی چیزوں کو تباہ کر دیا اور اس کی وجہ سے بہت سے لوگ غرق ہو گئے' خصوصاً وہ رومی حجاج جو دو دریاؤں کے درمیان اترے ہوئے تھے۔ سیلاب انہیں ان کے اونٹوں اور بوجھوں کو بہا لے گیا۔ اور وہ ہلاک ہو گئے۔ اور شہر کے دروازوں کو بند کر دیا گیا اور فصیلوں کی سیڑھیوں اور باب الفرادیس سے پانی شہر کے اندر

آ گیا۔ اور ابن المقدم کی سرائے غرق ہوگئی اور اس نے بہت سی چیزوں کو برباد کر دیا۔ اور یہ واقعہ گرمیوں میں زرد آلو کے موسم میں ہوا۔ اور سلطان ۱۵؍شوال کو بدھ کے روز دمشق میں داخل ہوا۔ اور اس نے قاضی ابن خلکان کو معزول کر دیا۔ آپ دس سال سے قضاء کا کام کر رہے تھے۔ اور اس نے قاضی عز الدین ابن الصائغ کو مقرر کر دیا اور اسے خلعت دیا۔

اور اس نے طرابلس کے باہر وزیر ابن الحنائی سفارت کے ساتھ اس کا حکم لکھا۔ اور ابن خلکان ذوالقعدہ میں مصر چلے گئے اور ۱۲؍شوال کو شیخ السلطان ملک الظاہر اور اس کے اصحاب کردوں کے قلعے سے داخل ہوکر یہود کے کنیسہ میں آئے' اور اس میں نماز ادا کی۔ اور اس میں یہود کے جو شعائر تھے' انہیں مٹا دیا' اور اس میں دستر خوان بچھایا اور سماع کیا' اور کئی روز تک اسی حالت میں رہے۔ پھر کنیسہ یہود کو واپس کر دیا گیا' پھر سلطان سواحل کی طرف چلا گیا۔ اور بعض ساحلی علاقوں کو فتح کیا اور عسکا کے نزدیک جا پہنچا' اور اس کے متعلق غور وفکر کیا۔ پھر دیار مصر کو روانہ ہوگیا۔ اور اس میں اور ان غزوات میں اس کے قرض کی مقدار تقریباً اٹھارہ ہزار دینار تھی۔ اور اللہ نے اسے اس کا عوض دیا' اور وہ ۱۳؍ذوالحجہ کو جمعرات کے روز قاہرہ پہنچا' اور پہنچنے سے سترھویں روز اس نے امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔ جن میں حلبی وغیرہ بھی تھے' اسے اطلاع ملی تھی کہ انہوں نے الثقیف پر اس کی گرفتاری کا ارادہ کیا تھا۔

اور ۱۷؍ذوالحجہ کو اس نے بقیہ شہروں میں بھی شراب کے گرانے کا حکم دے دیا۔ اور اسے نچوڑنے اور پینے والے کو قتل کی دھمکی دی' اور اس کی کفالت کو ساقط کر دیا۔ اور صرف قاہرہ میں روزانہ اس کی کفالت ایک ہزار دینار ہوتی تھی' پھر ایلچی اس حکم کو آفاق میں لے کر چلے گئے۔ اور اس سال سلطان نے الکرک کے حکمران العزیز بن المغیث اور اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔ انہوں نے اس کی سلطنت پر قبضہ کرنے کا عزم کیا ہوا تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ملک تقی الدین عباس بن ملک عادل:

ابی بکر بن ایوب بن شادی' یہ اولاد عادل میں سے زندہ رہنے والا آخری بچہ تھا' اس نے الکندی اور ابن الحرستانی سے حدیث کا سماع کیا اور ملوک کے ہاں اس کا بڑا احترام تھا' کوئی شخص مجالس اور مجامع میں اس سے اوپر نہیں ہوتا تھا۔ اور یہ نرمی اخلاق اور اچھے میل جول والا تھا اور اس کی ہمنشینی اکتاہٹ پیدا نہیں کرتی تھی۔ اس نے ۱۲؍جمادی الآخرۃ کو جمعہ کے روز' درب الریحان میں وفات پائی۔ اور قاسیون کے دامن میں اس کے قبرستان میں دفن ہوا۔

قاضی القضاۃ شرف الدین ابوحفص:

عمر بن عبداللہ بن صالح بن عیسیٰ السبکی المالکی' آپ ۵۸۵ھ میں پیدا ہوئے' اور حدیث کا سماع کیا۔ اور فقہ سیکھی' اور الصلاحیہ میں فتویٰ دیا' اور قاہرہ کے محتسب بنے۔ پھر ۶۶۳ھ میں قاضی بنے اس لیے کہ انہوں نے ہر مذہب کا قاضی مقرر کیا تھا۔ آپ نے سخت انکار کیا۔ پھر مجبور کرنے کے بعد اس شرط پر قاضی بننا قبول کیا کہ آپ قضا کی تنخواہ نہیں لیں گے۔ آپ علم اور دین میں مشہور تھے' آپ سے قاضی بدرالدین ابن جماعۃ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ آپ نے ۲۵؍ذوالقعدہ کو وفات پائی۔

شجاع الدین آختہ مرشد المظفری الحموی.

یہ شخص دلیر اور شجاع بہادروں میں سے تھا' اور اس کا مشورہ نہایت صائب ہوتا تھا اور اس کا استاد اس کی مخالفت نہیں کرتا تھا۔ اور یہی حال ملک الظاہر کا تھا۔ اس نے ماہ ... میں وفات پائی۔ اور ماہ ... ہی اپنے مدرسہ کے قریب اس کے قبرستان میں دفن ہوا۔

ابن سبعین' عبدالحق بن ابراہیم بن محمد :

ابن نصر بن محمد بن نصر بن محمد بن قطب الدین ابومحمد المقدسی الرقوطی آپ رقوطہ کی طرف نسبت سے الرقوطی کہلاتے ہیں۔ یہ مرسیہ کے نزدیک ایک شہر ہے۔ آپ ۶۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اور علم الاوائل اور فلسفہ سے اشتغال کیا' جس سے آپ میں ایک قسم کا الحاد پیدا ہو گیا۔ اور آپ نے اس بارے میں ایک کتاب بھی تصنیف کی جو ایسمیاہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور آپ اس کے ذریعے غبی اور غنی امراء پر بات کو خلط ملط کر دیتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ یہ لوگوں کے احوال میں سے ایک حال ہے۔ اور آپ کی تصانیف میں سے کتاب البدؤ اور کتاب الہوبھی ہیں۔ آپ نے مکہ میں اقامت کی' اور اس کے حکمران ابن سمی کی عقل پر قبضہ کر لیا۔ اور بعض اوقات غار حرا کی اس امید پر مجاورت کی کہ اس کے بارے میں روایت ہے کہ اس میں وحی آتی ہے' جیسا کہ حضرت نبی کریم ﷺ پر آتی تھی۔ اس کا یہ اعتقاد اس فاسد عقیدہ پر قائم تھا کہ نبوت مکتسب چیز ہے اور یہ ایک فیض ہے جو عقل کے صفا ہونے پر ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ اسی عقیدے پر مرا ہے تو اسے دنیا اور آخرت میں رسوائی حاصل ہوئی ہے۔ اور جب وہ بیت اللہ کے گرد طواف کرنے والوں کو دیکھتا تو ان کے بارے میں کہتا کہ یہ گھومنے کی جگہ کے گرد گدھے ہیں۔ اور اگر یہ لوگ مدار کے گرد طواف کرتے' تو وہ ان کے بیت اللہ کے طواف سے بہتر ہوتا' اللہ اس کے اور اس کے امثال کے بارے میں فیصلہ کرے گا' اور اس سے بڑے بڑے اقوال و افعال منقول ہیں۔ اس نے ۲۸ رشوال کو مکہ میں وفات پائی۔

۶۷۰ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو الحاکم بامر اللہ ابوالعباس احمد العباسی خلیفہ تھا اور سلطانِ اسلام ملک الظاہر تھا۔ اور ۱۴رمحرم کو اتوار کے روز سلطان سمندر کی طرف گیا' تاکہ اس شوانی سے جنگ کرے جنہوں نے جزیرہ قبرص میں غرق ہونے والوں کا عوض مقرر کیا تھا' اور وہ چالیس شینی تھے' اور وہ شینی کے ساتھ گیا' اور امیر بدرالدین بھی اس کے ساتھ تھا' اور وہ ان پر غالب آ گئے' اور خزندار سمندر میں گر گیا۔ اور اس نے پانی میں غوطہ لگایا۔ اور ایک شخص نے اس کے پیچھے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا' اور اس کے بالوں کو پکڑ کر اسے غرق ہونے سے بچا لیا۔ پس سلطان نے اس شخص کو خلعت دیا' اور اس سے حسن سلوک کیا۔ اور محرم کے آخر میں سلطان الخاصکیہ کی ایک چھوٹی سی جماعت اور دیار مصر کے امراء کے ساتھ روانہ ہو کر الکرک آیا۔ اور اس کے نائب کو اپنے ساتھ دمشق لے گیا۔ اور ۱۲رصفر کو اس میں داخل ہوا اس کے ساتھ الکرک کا نائب امیر عزالدین ایدمر بھی تھا۔ پس اس نے اسے دمشق کا نائب مقرر کیا' اور جمال الدین آقوش النجیبی کو ۱۴رصفر کو اس سے معزول کر دیا۔ پھر وہ حماۃ کی طرف روانہ ہو گیا' اور دس دن کے بعد واپس آ گیا۔ اور تاتاریوں کے خوف سے بھگوڑے' حلب' حماۃ اور حمص سے' دمشق پہنچے' اور اہل دمشق میں سے بھی بہت سے لوگ بھاگ گئے' اور ربیع الآخر میں مصری افواج سلطان کے پاس دمشق پہنچ گئیں اور وہ ان کے ساتھ مہینے کی سات تاریخ کو روانہ ہوا' اور حماۃ سے گذرا' اور

اس نے وہاں کے بادشاہ کو ساتھ لیا۔ پھر حلب کو روانہ ہو گیا' اور وہاں میدان اخضر میں خیمہ زن ہو گیا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ رومی افواج نے تقریباً دس ہزار سواروں کو اکٹھا کیا اور انہوں نے اپنے میں سے کچھ سواروں کو بھیجا' جنہوں نے عین تاب پر غارت گری کی' اور نسطون تک پہنچ گئے اور حارم اور انطاکیہ کے درمیان ترکمانوں کی ایک پارٹی پر حملہ کر دیا' اور ان کی بیخ کنی کر دی۔ اور جب تاتاریوں نے سنا کہ سلطان پہنچ گیا ہے' اور اس کے ساتھ فاتح افواج بھی ہیں' تو وہ اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے۔ اسے اطلاع ملی تھی کہ فرنگیوں نے بلاد قاقون❶ پر غارت گری کی ہے۔ اور ترکمانوں کی ایک جماعت کو لوٹ لیا ہے' پس اس نے وہاں کے امراء کو گرفتار کر لیا' کیونکہ انہوں نے ملک کی حفاظت کا فکر نہیں کیا تھا' اور وہ دیار مصر کو واپس آ گئے۔

اور ۳ رشعبان کو سلطان نے حنابلہ کے قاضی مصر' شمس الدین احمد بن العماد المقدسی کو گرفتار کر لیا' اور اس کے پاس جو امانات تھیں' انہیں لے لیا' اور ان کی زکوٰۃ بھی لی' اور کچھ امانتیں ان کے مالکان کو واپس کر دیں' اور اسے شعبان ۶۷۲ھ تک قید رکھا اور اس کے متعلق حران کے ایک شخص نے شکایت کی تھی' جسے شبیب کہا جاتا تھا' پھر سلطان پر قاضی کی پاک دامنی واضح ہو گئی تو اس نے اسے دوبارہ ۶۷۲ھ میں اپنے منصب پر بحال کر دیا۔ اور شعبان میں سلطان عسکا کے علاقے کی طرف آیا' اور اس پر غارت گری کی۔ اور اس کے حکمران نے اس سے صلح کی درخواست کی تو اس نے اس کی بات مان لی' اور اس نے اس سے دس سال دس ماہ دس دن اور دس گھنٹوں تک مصالحت کی اور وہ دمشق واپس آ گیا۔ اور دار السعادات میں صلح کی تحریر پڑھی گئی' اور یہی حالت قائم رہی' پھر سلطان نے بلاد اسماعیلیہ کی طرف واپس آ کر ان کے اکثر حصے کو قابو کر لیا۔

قطب الدین نے بیان کیا ہے کہ جمادی الآخرۃ میں قلعہ جبل میں زرافہ پیدا ہوا' جسے گائے کا دودھ پلایا گیا۔ راوی بیان کرتا ہے' یہ وہ بات ہے جس کی مثل نہیں دیکھی گئی۔

شیخ کمال الدین:

سلار بن حسن بن عمر بن سعید الاربلی الشافعی آپ مشائخ مذہب میں سے ایک ہیں۔ اور شیخ محی الدین نووی نے آپ سے اشتغال کیا اور آپ نے الرویانی کی البحر کا متعدد جلدوں میں اختصار کیا ہے۔ اور وہ آپ کے ہاتھ کی تحریر میں میرے پاس موجود ہے۔ اور دمشق میں فتاویٰ آپ کے گرد گھومتے تھے' آپ نے ستر کے دہے میں وفات پائی' اور باب الصغیر میں دفن ہوئے' اور آپ الواقف کے ایام سے البادرائیہ میں افادہ کر رہے تھے' آپ نے اس سے زیادہ کی جستجو نہیں کی' یہاں تک کہ اس سال میں آپ کی وفات ہو گئی۔

وجیہ الدین محمد بن علی بن ابی طالب:

ابن سوید الشکرینی' آپ تاجروں کے درمیان بہت بڑے سرمایہ دار تاجر تھے' اور حکومت کے ہاں بھی آپ معظم تھے۔ خصوصاً ملک الظاہر کے ہاں وہ آپ کا اعزاز و اکرام کرتا تھا' اس لیے کہ آپ نے اس کی امارت کے زمانے میں اس کے سلطنت کے حاصل

---

❶ قاقون فلسطین میں الرملہ کے نزدیک ایک قلعہ ہے۔

کرنے سے قبل اس سے احسان کیا تھا۔ آپ کو اپنی خانقاہ میں دفن کیا گیا' اور آپ کی قبر قاسیون میں رباط ناصری کے نزدیک ہے اور خلیفہ کے خطوط بروقت آپ کے پاس آتے تھے اور آپ کے مکاتیب تمام ملوک کے ہاں مقبول تھے حتیٰ کہ السواحل کے فرنگی ملوک کے ہاں بھی اور آپ تاتاریوں کے دور میں ہلاکو کے زمانے میں بہت صدقات وخیرات کرتے تھے

نجم الدین یحییٰ بن محمد بن عبدالواحد بن اللبودی:

حمام الفلک جو اطباء کو عطیہ کے طور پر دیا گیا ہے' کے پاس اللبودیہ کا وقف کرنے والا' آپ کو طب کی معرفت میں کمال حاصل تھا۔ آپ کو دمشق میں کونسل کا نگران مقرر کیا گیا' اور آپ کو اللبودیہ کے پاس قبرستان میں دفن کیا گیا۔

شیخ علی البکاء:

حضرت خلیل کے شہر کے نزدیک آپ ایک زادیہ کے مالک تھے اور صلاح وعبادت اور گذرنے والوں' اور زائرین کو کھانا کھلانے میں مشہور تھے اور ملک منصور قلادون آپ کی تعریف کرتے ہوئے کہا کرتا تھا کہ میں نے آپ سے ملاقات کی۔ اس وقت آپ امیر تھے' اور آپ نے اسے کچھ باتوں کے متعلق خبر دی جو سب کی سب پوری ہو چکی ہیں۔ اور ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ وہ عنقریب بادشاہ بنے گا۔ اسے قطب الدین الیونینی نے نقل کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ آپ کے زیادہ گریہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ آپ نے ایک شخص کی مصاحبت کی' جو صاحبِ احوال وکرامات تھا' نیز یہ کہ آپ اس کے ساتھ بغداد سے نکلے اور ایک گھنٹے میں اس شہر پہنچ گئے جس کے درمیان اور بغداد کے درمیان ایک سال کی مسافت پائی جاتی ہے' نیز یہ کہ اس شخص نے آپ کو بتایا کہ میں عنقریب فلاں وقت مر جاؤں گا اور اس وقت مجھے فلاں شہر میں دیکھ لینا۔

راوی بیان کرتا ہے' جب وہ وقت آیا' تو میں اس کے پاس حاضر ہوا اور وہ نزع کی حالت میں تھا اور مشرق کی طرف گھوم گیا تھا' میں نے اسے قبلہ کی طرف پھیر دیا تو وہ مشرق کی طرف پھر گیا' پھر میں نے اسے اسی طرح پھیرا' تو اس نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں اور کہنے لگا' تو پریشان نہ ہو' میں اسی جہت پر مروں گا۔ اور وہ درویشوں کی سی گفتگو کرنے لگا' حتیٰ کہ مر گیا' ہم نے اسے اٹھا کر وہاں ایک خانقاہ میں لائے تو ہم نے انہیں بڑے غم میں مبتلا پایا' ہم نے اس سے پوچھا' تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا' ہمارے پاس ایک سو سال بوڑھا' اور آج کے دن وہ اسلام پر فوت ہوا ہے' ہم نے کہا' اس کے عوض ہم سے اسے لے لو اور ہمارا ساتھی ہمارے سپرد کر دو۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے اسے سنبھالا اور اسے غسل دیا اور اس کا جنازہ پڑھا۔ اور اسے مسلمانوں کے ساتھ دفن کر دیا۔ اور انہوں نے اس شخص کو سنبھالا اور اسے نصاریٰ کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کی دعا کرتے ہیں۔ شیخ علی نے اس سال کے رجب میں وفات پائی ہے۔

۶۷۱ھ

۵/ محرم کو الظاہر دمشق سے بلاد السواحل میں پہنچا جن کو اس نے فتح کیا اور ہموار کیا تھا اور آخر محرم میں قاہرہ کو چلا گیا' اور وہاں ایک سال تک ٹھہرا رہا' پھر واپس آیا اور ۱۴/ صفر کو دمشق میں داخل ہوا۔ اور اسی سال کے محرم میں التوبہ کا حکمران عیذاب پہنچا' اور اس

نے وہاں کے تاجروں کو لوٹا' اور اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا' جن میں قاضی اور والی بھی تھے۔ اور امیر علاؤ الدین ایدغدی الخزندار اس کے مقابلے میں گیا' اور اس نے اس کے ملک کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا اور لوٹ مار کی اور آگ لگائی اور مکانوں کو گرا دیا' اور شہروں پر قبضہ کر لیا' اور اپنا بدلہ لے لیا۔ وللہ الحمد

اور ربیع الاول میں صہیون کے حکمران امیر سیف الدین محمد بن مظفر الدین عثمان بن ناصر الدین منکورس نے وفات پائی' اور ستر کے دہے میں اپنے باپ کی قبر میں دفن ہوا اور صہیون اور برزیہ کا گیارہ سال بادشاہ رہا' اور اس کے بعد اس کے بیٹے سابق الدین نے اس کی سپرداری لے لی' اور ملک الظاہر کے پاس حاضری کی اجازت طلب کرنے کے لیے آدمی بھیجا' تو اس نے اسے اجازت دے دی' اور جب وہ حاضر ہوا تو اس نے اسے خیز کو جاگیر میں دے دیا اور اپنی جانب سے اسے دوشہروں کا نائب بنا کر بھیجا۔

اور ۵/ جمادی الآخرۃ کو سلطان اپنی فوج کے ساتھ فرات پہنچا' اس لیے کہ اسے اطلاع ملی تھی کہ وہاں تاتاریوں کی ایک پارٹی موجود ہے۔ پس وہ خود اور اس کی فوج فرات میں گھس کر ان کے پاس پہنچے' اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور اس روز سب سے پہلے امیر سیف الدین قلادون اور بدرالدین بیسری فرات میں داخل ہوئے' اور ان دونوں کے پیچھے سلطان فرات میں گھسا پھر اس نے تاتاریوں کے ساتھ جو کرنا تھا' کیا' پھر وہ البیرہ کی طرف گیا جس کا تاتاریوں کی ایک دوسری پارٹی نے محاصرہ کیا ہوا تھا' پس جب انہوں نے اس کی آمد کے متعلق سنا تو وہ بھاگ گئے' اور اپنے اموال و اثقال کو چھوڑ گئے۔ اور سلطان بڑی شان و شوکت کے ساتھ البیرہ آیا اور اس نے وہاں کے باشندوں میں بڑا مال تقسیم کیا۔ پھر وہ ۳/ جمادی الآخرۃ کو اپنے ساتھ قیدیوں کو لیے ہوئے دمشق واپس آ گیا۔ اور ۷/ جمادی الآخرۃ کو دیار مصر کو روانہ ہو گیا۔ اور اس کا بیٹا ملک سعید اس کے استقبال کو باہر نکلا' اور دونوں قاہرہ چلے گئے' اور یہ جمعہ کا دن تھا۔ اور اس کے بیٹوں کو بنوالشہاب محمود کہا جاتا ہے' اور قاضی شہاب الدین محمود کاتب نے سلطان کے فوج سمیت دریا میں گھس جانے کے بارے میں کہا ہے۔

''تو جہاں چاہے چلا جا' تجھے نگران خدا پناہ دینے والا ہے اور فیصلہ کر' تیرے مقصد کو قضا وقدر خوشی سے پورا کرے گی۔ اے دین کے رکن' جس دین کو تو نے غالب کیا ہے' دشمنوں کے نزدیک اس کا کوئی بدلہ باقی نہ رہا تھا' جب سروں نے رقص کیا تو تیری کمانوں کے مطربوں سے چلوں نے حرکت کی' تو فوج کے ساتھ فرات میں گھس گیا' جسے فرات کی موجوں نے آثار کے مطابق پہنچا دیا' تجھے فرات کی موجوں نے اٹھا لیا۔ اور کس نے تیرے سوا وہ سمندر دیکھا ہے' جسے نہریں اٹھائے ہوئے ہوں' اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور تیرے لشکر جرار کے سوا وہاں کوئی بڑا ٹیلہ نہ تھا''۔

اور اس منظر کو دیکھنے والے ایک شخص نے کہا ہے۔

''اور جب ہم نے اپنے گھوڑوں کے ساتھ فرات کا سامنا کیا تو ہم نے اسے نیزوں اور تلواروں سے مدہوش کر دیا' اور ہم داخل ہو گئے تو اس نے مال اور غنائم کے ساتھ ہماری واپسی کے وقت تک موجوں کو روانی سے روک دیا''۔

اور ایک دوسرے شخص نے کہا ہے اور اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہے۔

''ملک الظاہر ہمارا سلطان ہے' ہم اہل و مال سے اس پر قربان ہیں' وہ پانی میں گھس گیا تا کہ حرارت قلب کو جو پیاس کی

وجہ سے پیدا ہوگئی ہے اس سے ٹھنڈا کرے''۔

اور ۳ ررجب بروز منگل اس نے اپنے تمام خواص امراء اور حلقہ کے پیشروؤں اور ارباب حکومت کو خلعت دیئے اور ہر آدی اس کے مناسب مال گھوڑے سونا اور چاندی دیئے اور جو کچھ اس نے خرچ کیا اس کی قیمت تقریباً تین لاکھ دینار تھی۔ اور شعبان میں سلطان نے منکوتمر کی طرف عظیم تحائف ارسال کیے اور ۱۲ ر شوال کو سوموار کے روز سلطان نے اپنے شیخ شیخ خضر کردی کو قلعہ میں اپنے پاس بلایا' اور اس کے ذمے کچھ باتوں کو واجب کیا جن کا اس نے ارتکاب کیا تھا' پس سلطان نے اس موقع پر اس کے قید کرنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے اسے فریب سے قتل کرنے کا حکم دیا' اور یہ اس کی آخری ملاقات تھی' اور ذوالقعدہ میں اسماعیلیہ نے ان قلعوں کو بھی سپرد کر دیا جو ان کے قبضے میں تھے۔ اور وہ الکھف' القدموس اور المنطقہ تھے۔ اور ان کے عوض انہیں جاگیریں دی گئیں' اور شام میں کوئی قلعہ ان کے پاس نہ رہا' اور سلطان نے اس میں نائب مقرر کیا اور اس سال سلطان نے السواحل میں پل بنانے کا حکم دیا اور اس پر بہت مال خرچ کیا' جس سے لوگوں کے لیے بڑی سہولت ہوگئی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ تاج الدین ابوالمظفر محمد بن احمد:

ابن حمزہ بن علی بن ہبۃ اللہ بن الحوی' التغلبی الدمشقی' آپ اہل دمشق کے اعیان میں سے تھے آپ نے تیموں کی نگہداشت اور احتساب کا کام سنبھالا' پھر بیت المال کی ذمہ داری لے لی۔ اور کثیر سے سماع کیا۔ اور ابن بلبان نے مشیخہ کو اس کے لیے مقرر کیا' اور شیخ شرف الدین الفراری نے جامع میں اسے سنایا' اور اعیان اور فضلاء کی ایک جماعت نے اس کا سماع کیا۔

خطیب فخر الدین ابو محمد:

عبدالقاہر بن عبدالغنی بن محمد بن ابی القاسم بن محمد بن تیمیہ حرانی' جو حران کے خطیب تھے' اور آپ کا گھرانہ علم وخطابت اور ... میں مشہور ہے۔ آپ صوفیہ کے قبرستان میں دفن ہوئے' اور آپ کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی اور آپ نے اپنے دادا فخر ... ین سے حدیث کا سماع کیا جو مشہور دیوان الخطیب کے مؤلف ہیں۔ آپ نے دمشق کے باہر خانقاہ قصر میں وفات پائی۔

شیخ خضر بن ابی بکر المہرانی العددی:

ملک الظاہر بیبرس کا شیخ' آپ کو اس کے ہاں بڑا مقام حاصل تھا' اور سلطان ہفتہ میں ایک یا دو دفعہ خود آپ کے زاویہ میں جاتا تھا جسے آپ نے الحسینیہ میں تعمیر کیا تھا۔ اور آپ نے اس کے پاس ایک جامع بھی بنائی تھی' جس میں آپ جمعہ کا خطبہ دیتے تھے' اور وہ آپ کو بہت مال دیتا تھا' اور جو آپ چاہتے تھے' آپ کو دیتا تھا۔ اور اس نے آپ کے زاویہ کے لیے بہت سی چیزیں وقف کر دی تھیں' اور سلطان کی محبت وتعظیم کی وجہ سے آپ خاص وعام کے ہاں معظم تھے اور جب وہ آپ کے پاس بیٹھتا تو آپ اس سے مزاح کرتے۔ اور اس میں بھلائی' دین اور صلاح پائی جاتی تھی' اور آپ نے بہت سی باتوں کے متعلق سلطان کو خبر دی تھی۔ اور ایک دفعہ آپ بیت المقدس میں کنیسۃ القمامہ میں داخل ہوئے' اور اس کے پادری کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا' اور جو کچھ اس میں موجود تھا

اپنے اصحاب کو دے دیا' اور اسی طرح آپ نے ایک دفعہ اسکندریہ کے کنیسہ میں گیا جوان کے بڑے کنائس میں سے ہے' آپ نے اسے لوٹا اور اسے مسجد اور مدرسہ میں تبدیل کر دیا' اور بیت المال سے اس پر بہت سے اموال خرچ کیے' اور اس کا نام المدرستہ الخضریہ رکھا' اور اسی طرح آپ نے دمشق میں یہود کے کنیسہ کے ساتھ کیا۔ آپ نے اس میں داخل ہو کر جو کچھ وہاں آلات اور سامان پڑے تھے لوٹ لیے اور اس میں دستر خوان بچھا دیا' اور اسے مدت تک مسجد بنائے رکھا' پھر انہوں نے کوشش کی کہ وہ اسے انہیں واپس کر دیں اور ان پر رحم کریں۔ پھر اتفاق سے اس سال آپ سے کچھ ناپسندیدہ امور سرزد ہوئے' اور سلطان الظاہر کے ہاں ان باتوں کو ثابت کر دیا گیا۔ اور آپ سے ایسی باتیں ظاہر ہوئیں جنہوں نے آپ کو قید کرنا واجب کر دیا' پھر اس نے آپ کو پھانسی دینے اور ہلاک کر دینے کا حکم دیا۔[1]

اور آپ کی وفات اس سال ہوئی' اور آپ کو اپنے زاویہ میں دفن کیا گیا۔ اللہ آپ سے درگذر فرمائے۔ اور سلطان آپ سے بڑی محبت کرتا تھا' حتیٰ کہ اس نے اپنے ایک بچے کا نام آپ کے نام کی موافقت کی وجہ سے خضر رکھا اور آپ ہی کی طرف وہ گنبد منسوب ہے جو پہاڑ پر اس ٹیلے کے مغرب میں ہے جسے قبۃ الشیخ خضر کہا جاتا ہے۔

التعجیز کا مصنف:

علامہ تاج الدین عبدالرحیم بن محمد بن محمد بن یونس بن محمد بن سعد بن مالک ابوالقاسم موصلی' آپ فقہ و ریاست اور تدریس کے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں' آپ ۵۹۸ھ میں پیدا ہوئے' اور سماع واشتغال کیا اور علم حاصل کیا۔ اور تصنیف کا کام کیا' اور آپ نے اپنی کتاب التعجیز کا اختصار الوجیز میں کیا ہے۔ اور المحصول کا بھی اختیار کیا ہے' اور مسائل خلافیہ میں آپ کا ایک طریق ہے' جسے آپ نے رکن الدین الطاروسی سے حاصل کیا ہے' اور آپ کا دادا اپنے وقت میں شیخ المذہب تھا' جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۶۷۲ھ

اس سال کے صفر میں الظاہر دمشق آیا' اسے اطلاع ملی تھی کہ ابغاء بغداد پہنچ گیا ہے' اور اس نے اس جانب شکار کیا ہے' سو اس نے مصری افواج کی طرف پیغام بھیجا' کہ آنے کے لیے تیار ہو جائیں' اور سلطان نے بھی اس کام کے لیے تیاری کی' اور جمادی الآخرۃ میں اس نے الکرج کے بادشاہ کو اپنے ہاں دمشق بلایا' اور وہ بھیس بدل کر بیت المقدس کی زیارت کو آیا تھا۔ اور وہ اس پر چڑھا' تو اسے اٹھا کر اس کے سامنے لایا گیا' تو اس نے اسے قلعہ میں قید کر دیا۔ اور اس سال قاہرہ کے باہر جامع دیرالطین کی تعمیر مکمل ہوگئی۔ اور اس میں جمعہ پڑھا گیا اور اس سال سلطان قاہرہ کی طرف گیا' اور ۷؍رجب کو اس میں داخل ہوا اور آخر رمضان میں ملک سعید ابن الظاہر فوج کے ایک دستے کے ساتھ دمشق آیا' اور ایک ماہ تک وہاں رہا' پھر واپس چلا گیا۔ اور عیدالفطر کے روز سلطان نے اپنے بیٹے خضر کا ختنہ کیا' یہ وہی لڑکا ہے جس کا نام اس نے اپنے شیخ کے نام پر رکھا ہے۔ اور اس کے ساتھ امراء کے بیٹوں کی ایک جماعت کا

---

[1] شذرات الذہب میں ہے کہ اس نے آپ کو قلعہ میں قید کر دیا اور قیمتی کھانے آپ کے لیے مقرر کر دیئے' حتیٰ کہ آپ محرم ۶۷۶ھ میں وفات پا گئے اور النجوم الزاہرۃ میں بھی اسی طرح لکھا ہے نیز اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کو شوال ۶۷۱ھ میں قید کیا گیا۔

بھی ختم کیا گیا اور یہ بڑا خوفناک وقت تھا اور اس سال شاہ تاتار نے بغداد کے صاحب الدیوان علاء الدین کو تستر اور اس کے مضافات کی نگرانی سونپ دی اور وہ اس کے احوال کو معلوم کرنے گیا۔ اس نے وہاں تاجروں کے بیٹوں میں سے ایک جوان کو پایا جسے ''لی'' کہا جاتا تھا' اس نے قرآن کریم' کچھ فقہ اور اشارات ابن سینا کو پڑھا تھا' اور نجوم میں بھی غور وفکر کیا تھا۔ پھر اس نے عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کر دیا اور اس نواح کے جہلاء کی ایک جماعت نے اس کی تصدیق کی' اور اس نے ان سے نماز عصر اور عشاء کی نماز کے فرائض ساقط کر دیئے۔ اس نے اسے بلا کر اس بارے میں دریافت کیا تو اس نے اسے تیز فہم پایا۔ اور یہ کہ وہ ارادۃً ایسا کر رہا ہے' پس اس نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور اسے اس کے سامنے قتل کر دیا گیا۔ جزاہ اللہ خیراً اور اس نے عوام کو حکم دیا تو انہوں نے اس کا سامان اور عوام میں سے اس کے جو پیروکار تھے' ان کا سامان لوٹ لیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

مؤید الدین ابوالمعالی الصدر الرئیس:

اسعد بن غالب المظفری ابن الوزیر مؤید الدین اسعد بن حمزہ بن اسعد بن علی محمد التمیمی ابن القلانسی آپ کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی' اور بڑے آسودہ حال رئیس تھے۔ کسی کام کے سنبھالنے سے غافل نہیں رہتے تھے۔ اور ابن سوید کے بعد انہوں نے سلطان کے مصالح آپ کے ذمے لگائے آپ نے تنخواہ کے بغیر ان کی ذمہ داری قبول کر لی' اور آپ کی وفات بستانہ میں ہوئی اور ۳ رمحرم منگل کے روز قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے۔ آپ الصدر عزالدین حمزہ جو دمشق اور قاہرہ کے رئیس تھے' کے والد ہیں۔ اور مؤید الدین اسعد بن حمزہ ان کا دادا ہے جو ملک افضل علی بن ناصر فاتح قدس کا وزیر تھا' وہ فاضل رئیس تھا۔ اور کتاب الوصیۃ فی الاخلاق المرضیۃ آپ کی تصنیف ہے' اور نظم میں آپ کو کمال حاصل تھا' آپ کہتے ہیں۔

''اے میرے رب! جب میری قبر مجھے اپنے ساتھ لگا لے تو میرے لیے اپنی رحمت کی سخاوت کر جو مجھے آگ سے نجات دے۔ اور جب میں اپنی لحد میں تیرا ہمسایہ بن جاؤں تو میری اچھی طرح ہمسائیگی کرنا' بلاشبہ تو نے پڑوسی کے متعلق وصیت کی ہے''۔

اور حمزہ بن اسعد بن علی بن محمد التمیمی کا والد' الحمید ہے اور وہ بہت اچھا کاتب تھا۔ اور اس نے ۴۴۰ھ کے بعد سے اپنے سن وفات ۵۰۵ھ تک تاریخ لکھی ہے۔

امیر کبیر فارس الدین اقطائی:

المستعربی اتابک الدیار المصریہ یہ سب سے پہلے ابن یمن کا غلام تھا' پھر صالح ایوب کا غلام بن گیا اور اس نے اسے امیر بنا دیا۔ پھر مظفر کی حکومت میں اس کی شان بڑھ گئی اور یہ فوج کا امیر بن گیا۔ اور جب یہ قتل ہو گیا تو حکومت کے لیے امراء کی خواہشات دراز ہو گئیں۔ سو اقطائی نے ملک الظاہر کی بیعت کر لی اور فوج نے بھی بیعت میں آپ کی اتباع کی اور الظاہر اس کی اس بات کو جانتا تھا اور اسے نہیں بھولتا تھا۔ پھر وفات سے تھوڑا عرصہ قبل الظاہر کے ہاں اس کا حق کم ہو گیا اور اس سال قاہرہ میں فوت ہو گیا۔

شیخ عبداللہ بن غانم:

ابن علی بن ابراہیم بن عساکر بن الحسین المقدسی' نابلس میں آپ کا ایک زادیہ ہے' اور آپ کے اشعار شاندار ہیں۔ اور علم تصوف میں آپ کا کلام قوی ہے۔ اور الیونینی نے آپ کے حالات لوطول دیا ہے اور آپ کے بہت سے اشعار بیان کیے ہیں۔

قاضی القضاۃ کمال الدین:

ابوالفتح عمر بن بندار بن عمر بن علی التفلیسی الشافعی' آپ ۶۰۱ھ میں تفلیس میں پیدا ہوئے' اور آپ فاضل اصول اور مناظر تھے۔ آپ مدت تک نائب عدالت رہے' پھر ہلاکو کی حکومت میں با اختیار قاضی بن گئے۔ آپ عفیف اور پاکدامن آدمی تھے' آپ نے کثرتِ عیال اور قلتِ مال کے باوجود منصب اور تدریس کو رد نہیں کیا۔ اور جب ان کا زمانہ ختم ہوگیا تو بعض لوگ آپ سے ناراض ہوگئے۔ پھر قاہرہ کی طرف روانگی آپ پر لازم کی گئی' اور آپ وہاں قیام کر کے لوگوں کو افادہ کرتے رہے' حتیٰ کہ اس سال کے ربیع الاوّل میں فوت ہوگئے اور قرافہ صغریٰ میں دفن ہوئے۔

اسماعیل بن ابراہیم بن شاکر بن عبداللہ:

التنوخی' تنوخ' قضاعہ میں سے ہے' آپ صدر کبیر تھے' اور آپ نے ناصر داؤد بن المعظم کے لیے بہترین خطبہ لکھا' اور نوری شفاخانے کی نگہداشت وغیرہ کی ذمہ داری لی' آپ کی سیرت قابل تعریف تھی' اور کئی لوگوں نے آپ کی تعریف کی ہے۔ آپ کی عمر ۸۰ سال سے زیادہ تھی' آپ کہتے ہیں۔

''اس شخص کی آرزو ناکام ہوگئی جس نے آسمان کے رب کے سوا کسی سے امید رکھی ہے حالانکہ اس نے اسے جوڑا ہے کیا وہ اس کے سوا کوئی اور قابل اعتماد ہستی کا خواہاں ہے حالانکہ اس نے انتڑیوں کے اندر اس کی کفالت کی ہے''۔

پھر کہتا ہے۔

''زبان گونگی ہوگئی ہے' اور تمہارے اوصاف کے بیان کرنے سے درماندہ ہے وہ کیا کہے' اور تم جو کچھ ہو تم ہی ہو۔ معاملہ بات کرنے والے کی بات سے بہت بڑا ہے' اور عقل نے اس کے بیان سے روک دیا ہے۔ عجز و تقصیر میرا دائمی وصف ہے۔ اور نیکی اور احسان کا تم سے پتہ معلوم ہوتا ہے''۔

ابن مالک مؤلف الفیہ:

شیخ جمال الدین محمد بن عبداللہ بن مالک ابوعبداللہ الطائی الحیانی النحوی' مشہور اور مفید تصانیف کے مؤلف' جن میں الکافیۃ الشافیہ اور اس کی شرح' اور التسہیل اور اس کی شرح اور الفیہ' جس کی مفید شرح آپ کے بیٹے بدرالدین نے کی ہے' شامل ہیں۔ آپ ۶۰۰ھ میں حیان میں پیدا ہوئے' اور مدت تک حلب میں قیام پذیر رہے۔ پھر دمشق رہے' آپ ابن خلکان سے بہت ملاقات کرتے تھے' اور کئی لوگوں نے آپ کی تعریف کی ہے۔ اور قاضی بدرالدین بن جماعۃ نے آپ سے روایت کی ہے' اور آپ نے ہمارے شیخ علم الدین البرزانی کو اجازت دی ہے' ابن مالک نے ۱۲ رمضان بدھ کی رات کو دمشق میں وفات پائی اور قاسیون میں قاضی عزالدین الصائغ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

نصیر طوسی:

محمد بن عبداللہ طوسی' اسے مولیٰ نصیر الدین بھی کہا جاتا ہے اور خواجہ نصیر الدین بھی کہا جاتا ہے' اس نے اپنی جوانی میں اشتغال کیا اور علم الاوائل کو اچھی طرح حاصل کیا۔ اور اس کے متعلق علم کلام میں تصنیف کی' اور ابن سینا کی اشارات کی شرح کی' اور اسماعیلیہ کے اصحاب قلاع الالموت کا وزیر بنا' پھر ہلاکو کا وزیر بنا۔ اور بغداد کی جنگ میں اس کے ساتھ تھا۔

اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس نے ہلاکو خان کو خلیفہ کے قتل کرنے کا مشورہ دیا۔ واللہ اعلم

اور میرے نزدیک یہ بات کسی عاقل اور فاضل سے صادر نہیں ہو سکتی' ایک بغدادی نے اس کا ذکر کر کے اس کی تعریف کی ہے۔ اور یہ عاقل فاضل اور اچھے اخلاق والا تھا۔ اور اسے موسیٰ بن جعفر کے مزار میں سرداب میں دفن کیا گیا' جسے اس نے خلیفہ ناصر الدین کے لیے تیار کیا تھا' اور اسی نے مراغہ میں رصد گاہ بنائی تھی' اور اس میں فلاسفہ' متکلمین' فقہاء' محدثین اور اطباء اور کئی قسم کے دیگر فضلاء' حکماء کو مقرر کیا تھا۔ اور اس میں اپنے لیے ایک بڑا گنبد بنایا تھا' اور اس میں بہت زیادہ کتابیں رکھیں۔

اس نے اس سال کی ۱۲رذوالحجہ کو ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی' اور اس کے اشعار اچھے ہیں اور اس کا اصل اشتغال المعین سالم بن بدار بن علی مصری معتزلی شیعہ کے ساتھ تھا' اور اس نے اس کی بہت سی رگیں کھینچیں' حتیٰ کہ اس نے اس کے اعتقاد کو خراب کر دیا۔

شیخ سالم البرقی:

قرافہ صغریٰ میں خانقاہ کا مالک' آپ صالح اور عبادت گذار تھے۔ اور لوگ آپ کی زیارت اور آپ کی دعا سے برکت حاصل کرنے کے لیے آپ کے پاس جاتے تھے' اور آپ کے اصحاب آج بھی اپنے طریق پر مشہور ہیں۔

۶۷۳ھ

اس سال سلطان کو تیرہ امراء کے متعلق اطلاع ملی' جن میں قبقار الحموی بھی شامل تھا کہ انہوں نے تاتاریوں کو خط لکھ کر انہیں مسلمانوں کے شہروں کی طرف دعوت دی ہے۔ اور یہ کہ وہ سلطان کے مقابلہ میں ان کے ساتھ ہوں گے' پس انہیں پکڑا گیا۔ اور انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا اور ان کے خطوط بھی ایلچیوں کے ساتھ آ گئے' اور یہ ان کی آخری ملاقات تھی' اور اس سال سلطان فوجوں کے ساتھ آیا' اور ۲۱ر رمضان کو سوموار کے روز بلاد سیس میں داخل ہو گیا۔ اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا جن کی تعداد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور انہوں نے بہت سی گائیں' بکریاں' بوجھ' جانور اور چوپائے غنیمت میں حاصل کیے' اور انہیں ارزاں قیمت پر فروخت کر دیا۔ پھر وہ واپس آ کر ذوالحجہ کے مہینے میں مظفر و منصور ہو کر دمشق میں داخل ہوا اور اس نے وہیں اقامت اختیار کر لی' حتیٰ کہ سال شروع ہو گیا۔ اور اس سال اہل موصل پر ریت نے حملہ کر دیا' حتیٰ کہ افق پر چھا گئی' اور وہ اپنے گھروں سے اللہ کے حضور عاجزی سے دعائیں کرتے ہوئے نکلے' حتیٰ کہ اللہ نے اس مصیبت کو ان سے دور کر دیا۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابن العطا الحنفی:

قاضی القضاۃ شمس الدین ابو محمد عبداللہ بن شیخ شرف الدین محمد بن عطاء بن حسن بن عطاء بن جبیر بن جابر بن وہیب الاوزاعی الحنفی' آپ ۵۹۵ھ میں پیدا ہوئے' اور حدیث کا سماع کیا۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ کے مذہب کے فقیہ بنے' اور مدت تک الشافعی کی طرف نائب عدالت رہے۔ پھر حنفیہ کے بااختیار قاضی بن گئے آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مذاہب' اربعہ کے قاضی مقرر کیے۔ اور جب لوگوں کی املاک کی دیکھ بھال ہوئی تو سلطان نے چاہا کہ آپ اس کے مذہب کے مطابق فیصلہ کریں' تو آپ نے ناراض ہو کر کہا' یہ املاک ان کے مالکان کے قبضے میں ہیں' اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان کے درپے ہو۔ پھر آپ مجلس سے اٹھ کر چلے گئے' جس سے سلطان کو شدید غصہ آیا۔ پھر اس کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو وہ آپ کی مدح وتعریف کرتا تھا اور کہتا تھا' صرف انہی سے تحریرات لکھواؤ' اور ابن عطاء نیک علماء میں سے تھے' بہت متواضع' اور دنیا کی طرف بہت کم رغبت کرنے والے تھے۔

ابن جماعۃ نے آپ سے روایت کی ہے۔ اور آپ نے البرزالی کو اجازت دی ہے' آپ نے ۹/جمادی الاولیٰ جمعہ کے روز وفات پائی۔ اور قاسیون کے دامن میں المعظمیہ کے نزدیک دفن ہوئے۔

بمیند بن بمیند بن بمیند:

ابرنس طرابلس الفرنجی' اس کا دادا بنت صیجل کا نائب تھا جس نے ۵۰۰ھ کی حدود میں ابن عمار سے طرابلس پر قبضہ کر لیا۔ اور یہ ایک یتیم لڑکی تھی' جو ایک سمندری جزیرہ میں رہتی تھی۔ پس یہ شہر پر متغلب ہو گیا کیونکہ وہ اس سے دور تھی' پھر اس کا بیٹا وہاں بااختیار ہو گیا۔ پھر اس کا یہ پوتا وہاں بااختیار رہا' اور وہ بہت خوبصورت تھا۔

قطب الدین الیونینی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اسے ۶۵۸ھ میں بعلبک میں دیکھا جب وہ مسلمان ہو کر کتبغا نوین کے پاس آیا' اور اس نے اس سے بعلبک لینے کا ارادہ کیا' اور یہ بات مسلمانوں پر گراں گذری' اور جب وہ فوت ہوا تو اسے طرابلس کے کلیسا میں دفن کیا گیا اور جب ۶۸۸ھ میں مسلمانوں نے اسے فتح کیا تو لوگوں نے اس کی قبر کو اکھیڑ کر اسے وہاں سے نکال دیا اور اس کی ہڈیوں کو کتوں کے لیے کوڑا کرکٹ کے ڈھیروں پر پھینک دیا۔

۶۷۴ھ

جب ۸/جمادی الاولیٰ کو جمعرات کا دن آیا تو تاتاری تیس ہزار جانبازوں کے ساتھ البیرہ میں اترے' جن میں پندرہ ہزار مغل' اور پندرہ ہزار رومی تھے۔ اور شاہ تاتار ابغا کے حکم سے البرداناہ سب پر مقدم تھا۔ اور ان کے ساتھ موصل کی فوج اور ماردین اور اکراد کی فوج بھی تھی۔ اور انہوں نے اس پر ۲۳ مجانیق نصب کیں۔ اور البیرہ کے باشندے رات کو باہر نکلے' اور تاتاری فوج پر حملہ کر دیا' اور مجانیق کو جلا دیا۔ اور بہت سی اشیاء کو لوٹ لیا' اور اپنے گھروں کو صحیح وسالم واپس آ گئے۔ اور فوج نے شہر مذکور پر اس ماہ کی ۱۹ تاریخ تک قیام کیا۔ پھر اسے چھوڑ کر اپنے غصے میں واپس آ گئے' اور انہیں کوئی بھلائی حاصل نہ ہوئی' اور اللہ تعالیٰ مومنین کو جنگ سے

کفایت کر گیا' اور اللہ تعالیٰ قوی اور غالب ہے۔ اور جب سلطان کو تاتاریوں کے البیرہ آنے کی اطلاع ملی تو اس نے فوج میں چھ لاکھ دیا [illegible] پھر وہ جلدی سے سوار ہوا اور اس کے ساتھ [illegible]
کہ تاتاری وہاں سے کوچ کر گئے ہیں۔ سو وہ دمشق کی طرف واپس آ گیا۔ پھر وہ رجب میں سوار ہو کر قاہرہ گیا اور ۱۸ ر رجب کو اس 2
میں داخل ہوا تو اس نے وہاں زمین کے بادشاہوں کی طرف سے قاصد' ایلچی اپنے انتظار میں پائے' پس انہوں نے اس سے ملاقات کی' اور اس سے باتیں کیں۔ اور اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا' اور وہ بڑی شان وشوکت کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوا۔ اور جب البرداناہ بلادروم کی طرف واپس آیا' تو بڑے بڑے امراء نے' جن میں الخطیری کے دونوں بیٹے شرف الدین مسعود اور ضیاء الدین محمود' اور امین الدین میکائیل اور حسام الدین میجار اور اس کا بیٹا بہاؤ الدین شامل تھے' حلف اٹھایا کہ وہ ملک الظاہر کی جانب ہیں اور وہ ابغا سے جنگ کریں گے' اور انہوں نے اس سے یہ عہد و پیمان کیا۔ اور اس نے یہ بات الظاہر کو لکھ دی۔ نیز یہ کہ وہ اس کی طرف فوج بھیجے' اور جس قدر فوج تاتاریوں کی طرف لے جا سکتا ہے' لے جائے اور غیاث الدین کنجری اپنی پوزیشن پر رہے گا' اور وہ مملکت روم کے تخت پر بیٹھے گا۔

اور اس سال اہل بغداد نے تین یوم تک بارش کی دعا کی اور وہ سیراب نہ ہوئے۔ اور اس سال رمضان میں ایک مرد اور ایک عورت کو دن کے وقت زنا کی بے حیائی کا مرتکب پایا گیا' اور علاء الدین صاحب الدیوان نے ان دونوں کے رجم کرنے کا حکم دیا' اور دونوں کو رجم کر دیا گیا' اور جب سے بغداد کی بنیاد پڑی ہے' ان دونوں سے پہلے کسی کو بغداد میں رجم نہیں کیا گیا' اور یہ روایت نہایت غریب ہے۔ اور اسی طرح اس سال اہل دمشق نے رجب کے آخر اور شعبان کے اوائل میں یہ جنوری کے آخر کا واقعہ ہے۔ دو دفعہ بارش کی دعا مانگی' اور انہیں سیراب نہ کیا گیا۔ اور اس سال سلطان نے ایک فوج ونقلہ کی طرف بھیجی' اور اس نے سوڈانیوں کی فوج کو شکست دی' اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بہت سے سوڈانیوں کو قیدی بنا لیا۔ اس طرح پر ایک غلام تین دراہم میں فروخت ہوا' اور ان کا بادشاہ داد واہ' النوبہ کے حکمران کے پاس چلا گیا' اور اس نے اسے حفاظت کے ساتھ ملک الظاہر کے پاس بھیج دیا۔ اور ملک الظاہر نے اہل ونقلہ پر جزیہ مقرر کر دیا جو ہر سال اس کے پاس لایا جاتا' یہ سب کچھ اس سال کے شعبان میں ہوا۔

اور اس سال ملک سعید بن الظاہر کا عقد سلطان اور حکومت کی موجودگی میں محل میں پانچ ہزار دینار پر امیر سیف الدین قلادون الالفی کی بیٹی سے ہوا' جن میں سے دو ہزار دینار معجل تھے' اور یہ نکاح محی الدین بن عبدالظاہر نے پڑھا' اور اسے ایک سو دینار دیئے گئے' اور خلعت بھی دیا گیا' پھر سلطان جلدی سے سوار ہو کر الکرک کے قلعہ میں پہنچا' اور وہاں جو القیمر یہ موجود تھے' انہیں جمع کیا اور وہ چھ سو آدمی تھے' اس نے انہیں پھانسی دینے کا حکم دیا' اور ان کے بارے میں اس کے پاس سفارش کی گئی۔ پس اس نے انہیں رہا کر دیا۔ اور وہاں سے انہیں مصر کی طرف جلاوطن کر دیا' اور اسے ان کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ وہ قلعہ میں جو لوگ موجود تھے' انہیں قتل کرنا چاہتے تھے' اور اپنا بادشاہ بنانا چاہتے تھے۔ اور اس نے قلعہ کو شمس الدین رضوان السہیلی آختہ کے سپرد کر دیا۔ پھر وہ بقیہ مہینے میں دمشق کو واپس آ گیا۔ اور اس ماہ کی ۱۸ ر تاریخ کو جمعہ کے روز اس میں داخل ہوا اور اس سال اخلاط میں زلزلہ آیا جو بلاد بکر تک پہنچ گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ امام علامہ ادیب تاج الدین ابوالثنا محمود بن عابد بن الحسین بن محمد بن علی التمیمی الصرخدی الحنفی آپ فقہ ادب عفت صلاح پاکیزگی نفس اور مکارم اخلاق میں مشہور تھے آپ ۵۷۸ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور روایت کی اور اس سال کے ربیع الآخر میں صوفیاء کے قبرستان میں دفن ہوئے اور آپ کی عمر ۹۶ سال تھی۔ رحمہ اللہ

شیخ امام عماد الدین عبدالعزیز بن محمد:

ابن عبدالقادر بن عبداللہ بن خلیل بن مقلد انصاری دمشقی جو ابن الصائغ کے نام سے مشہور ہیں آپ الفدراویہ میں مدرس تھے اور قلعہ کے خزانہ کے نگران تھے آپ حساب بہت اچھا جانتے تھے اور آپ کا سماع اور روایت بھی ہے اور آپ کو قاسیون میں دفن کیا گیا۔

مؤرخ ابن الساعی:

تاج الدین ابن المحتسب جو ابن الساعی بغدادی کے نام سے معروف ہیں۔ آپ کی ولادت ۵۹۳ھ میں ہوئی اور آپ نے حدیث کا سماع کیا اور تاریخ کا اہتمام کیا اور تالیف وتصنیف کی اور آپ حافظ اور ماہر ضابطہ نہ تھے اور ابن النجار جب فوت ہوئے تو آپ نے انہیں وصی مقرر کیا اور آپ کی ایک تاریخ کبیر بھی ہے جس کا اکثر حصہ میرے پاس ہے اور دیگر مفید تصانیف بھی ہیں۔ اور آپ نے آخر میں زہاد کے بارے میں کتاب تصنیف کی اور اس کے حاشیے پر زکی الدین عبیداللہ حبیب کاتب نے لکھا۔

تاج الدین عمر بھر ہمیشہ ہی سفر میں تیر چلتا رہا اور طلب علم اور اس کی تدوین میں ہمیشہ لگا رہا۔ اور اس کا فعل بلا نقصان نفع دینے والا ہے اور وہ مجھ سے اپنی تصانیف کے ذریعے بلند ہو گیا ہے اور یہ خاتمہ بالخیر ہے۔

۶۷۵ھ

اس سال کی ۱۳ رمحرم کو سلطان دمشق آیا اور فوجیں بلاد حلب کی طرف سبقت کر گئیں۔ اور جب وہ اس کے پاس آئیں تو اس نے اپنے آگے امیر بدر الدین اتابکی کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ البلستین کی طرف بھیجا اور وہاں اس نے رومی فوج کی ایک جماعت کو پایا پس وہ اس کی طرف گئے اور اپنی ضرورت کی اشیاء بھی اس کی طرف لے گئے اور ان کی ایک جماعت نے اس سے بلاد اسلام میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو اس نے انہیں اجازت دے دی۔ اور ان کی ایک جماعت بیجار اور ابن الخطیر میں داخل ہو گئی۔ اور اس نے قاہرہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تو ملک سعید نے ان کا استقبال کیا۔ پھر سلطان حلب سے قاہرہ واپس آ گیا اور ۱۲ ربیع الآخر کو اس میں داخل ہو گیا۔

اور ۵ رجمادی الاولیٰ کو سلطان نے اپنے بیٹے ملک سعید کا جس کا دختر قلادون کے ساتھ نکاح ہوا تھا ولیمہ کیا اور سلطان نے

ایک عظیم جلسہ منعقد کیا' اور فوج میدان میں پانچ دن کھیلتی' اور ایک دوسرے پر حملہ کرتی رہی۔ پھر اس نے امراء اور ارباب مناصب کو [illegible] اور سلطان نے ایک عظیم دستر خوان بچھایا' جس پر عوام وخواص' گھوڑے اور نو دارد حاضر ہوئے۔ اور اس میں تاتاریوں اور فرنگیوں کے ایلچیوں [illegible] خلعت [illegible] اجتماع کا وقت تھا [illegible] عظیم تھا [illegible] دینے کے لیے مصر گیا' اور ۱۱ر شوال کو محمل اور غلاف کعبہ کو قاہرہ میں گھمایا گیا' اور وہ جمعہ کا دن تھا۔

البلستین کا معرکہ اور قیساریہ کی فتح:

سلطان مصر سے فوجوں کے ساتھ آیا اور ۱۷ر شوال کو دمشق میں داخل ہوا' اور وہاں تین دن اس نے قیام کیا۔ پھر چل کر ذوالقعدہ کے شروع میں حلب میں داخل ہوا' اور وہاں ایک دن قیام کیا اور حلب کے نائب کو حکم دیا کہ وہ حلب کی فوج کو فرات پر میناروں کی حفاظت کے لیے کھڑا کرے' اور سلطان نے جا کر نصف دن میں دربند کو کاٹ دیا' اور سنقر الاشقر نے راستے کے دوران میں تین ہزار مغلوں کے ساتھ حملہ کر دیا' اور اس نے ۹ر ذوالقعدہ کو جمعرات کے روز انہیں شکست دی' اور فوج پہاڑوں پر چڑھ گئی۔ اور وہ البلستین کے راستہ کے نزدیک آ گئے۔ اور انہوں نے تاتاریوں کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی فوج کو منظم کر لیا ہے' اور وہ گیارہ ہزار جانباز تھے' اور رومی فوج ان کے ساتھ خلط ملط ہونے کے خوف سے ان سے الگ ہو گئی۔ اور جب دونوں فوجوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو تاتاریوں کے میسرہ نے حملہ کر دیا' اور سلطان کے جھنڈوں سے ٹکرا گیا' اور اس کے ایک دستے نے ان کے درمیان داخل ہو کر اسے چیر دیا اور وہ میمنہ کی طرف چلا آیا' اور جب سلطان نے یہ پوزیشن دیکھی تو وہ خود' اور اس کے ساتھی مسلمانوں کے پیچھے ہو گئے۔ میسرہ کو مڑ کر دیکھا تو اسے نظر آیا کہ وہ تباہ ہوا چاہتا ہے تو اس نے امراء کی ایک جماعت کو اس کے پیچھے ہو جانے کا حکم دیا۔ پھر تمام فوج نے یکبارگی تاتاریوں پر حملہ کر دیا' اور وہ اپنے آخری آدمی تک پیادہ ہو گئے اور انہوں نے مسلمانوں سے شدید جنگ کی۔ اور مسلمانوں نے بڑا استقلال دکھایا' اور اللہ نے مسلمانوں پر اپنی مدد نازل کی' اور ہر جانب سے فوجوں نے تاتاریوں کو گھیر لیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور اسی طرح مسلمانوں سے بھی ایک جماعت قتل ہو گئی۔ اور مسلمانوں کے جو سردار قتل ہوئے' ان میں امیر کبیر ضیاء الدین ابن الخطیر' سیف الدین قیماز' سیف الدین بنجو الجاشنکیر اور عز الدین ایبک ثقفی شامل ہیں۔

اور مغل امراء کی ایک جماعت اور رومی امراء کی ایک جماعت قیدی بن گئی' اور البرداناہ نے بھاگ کر جان بچائی' اور وہ ۱۲ر ذوالقعدہ کو اتوار کی صبح کو قیساریہ میں داخل ہوا' اور رومی امراء نے اپنے بادشاہ کو بتایا کہ البلستین میں تاتاریوں کو شکست ہوئی ہے اور اس نے انہیں شکست کا مشورہ دیا تو انہوں نے وہاں سے شکست کھا کر اسے خالی کر دیا۔ اور ملک الظاہر نے اس میں داخل ہو کر ۱۷ر ذوالقعدہ کو وہاں جمعہ کی نماز پڑھائی اور بہا' نے اس کا خطبہ دیا' پھر وہ مظفر ومنصور ہو کر واپس آ گیا' اور شہروں میں خوش خبریاں پھیل گئیں' اور اس روز مؤمنین اللہ کی مدد سے خوش ہو گئے۔ اور جب ابغا کو اس معرکے کی اطلاع ملی تو وہ آیا' حتیٰ کہ وہ اور اس کی فوج کھڑی ہو گئی' اور اس نے میدان کارزار اور اس میں مقتول مغلوں کو دیکھا' سو اس بات نے اسے غصہ دلایا اور اس نے اسے بری بات خیال کیا اور اسے البرداناہ پر غصہ آیا' کیونکہ اس نے اسے واضح طور پر صورتِ حال نہیں بتائی تھی' اور وہ ملک الظاہر کے معاملے کو اس

سے کمتر سمجھتا تھا' اور اسے اہل قیساریہ اور اس نواح کے باشندوں پر سخت غصہ آیا' اور اس نے ان میں سے تقریباً دو لاکھ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور کہتے ہیں ... بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے قیساریہ کے پانچ لاکھ آدمیوں کو قتل کیا اور اندازاً اتنے ہی رومیوں کو قتل کیا اور بجملہ مقتولین میں قاضی جلال الدین حبش بھی شامل تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ ابوالفضل ابن الشیخ عبید بن عبدالخالق دمشقی:

آپ شیخ ارسلان کے قریب دفن ہوئے' شیخ علم الدین کا بیان ہے کہ آپ بیان کیا کرتے تھے کہ آپ کی پیدائش ۵۶۴ھ میں ہوئی ہے۔

یمن الحبشی آختہ:

حرم شریف کا شیخ الخدم' آپ دیندار' دانشمند' عادل' راست گفتار تھے' آپ نے ستر کے دہے میں وفات پائی۔

الشیخ المحدث شمس الدین ابوالعباس:

احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابی بکر موصلی ثم الدمشقی الصوفی' آپ نے کثیر سے سماع کیا اور بڑے شاندار خط میں بڑی بڑی کتابیں لکھیں' آپ کی عمر ۷۰ سال سے متجاوز تھی' اور آپ کو باب الفرادیس میں دفن کیا گیا۔

شہاب الدین ابوالمکارم شاعر:

محمد بن یوسف بن مسعود بن برکتہ بن سالم بن عبداللہ الشیبانی التلعفری' مؤلف دیوان اشعار' آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی' آپ نے حماہ میں وفات پائی' شعراء آپ کی فضیلت کے معترف' اور اس فن میں آپ کے تقدم کو تسلیم کرتے تھے۔ آپ کہتے ہیں۔

''اے مقصود آرزو! میری زبان تمہارے ذکر سے تر ہے' اور یہ بھی میرے غم سے سرگشتہ وحیران ہونے کی بات ہے کہ میں خطیب اور شاعر ہوں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں تیرے چہرے کے حسن کی وجہ سے نظم کہتا ہوں' اور میرے آنسو تیرے جنون میں بکھرے ہوئے ہیں''۔

قاضی شمس الدین:

علی بن محمود بن علی عاصم الشہز وری الدمشقی القیمر یہ کے وقف کرنے والے کی شرط کے مطابق آپ اس کے مدرس تھے۔ اور آپ کے بعد آپ کی اولاد میں سے جو بھی تدریس کا اہل ہوگا وہ بھی اس کا مدرس ہوگا' آپ نے وہاں پڑھایا' یہاں تک کہ اس سال میں وفات پائی' اور آپ کے بعد آپ کے بیٹے صلاح الدین نے پڑھایا' پھر ابن جماعۃ کے بعد آپ کے پوتے نے پڑھایا' اور آپ کے پوتے کی مدت طویل ہوگئی۔ اور ولایت اولیٰ میں ابن خلکان کی نیابت پر شمس الدین کو مقرر کیا گیا۔ آپ اچھے فقیہ اور مذہب کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے والے تھے' اور آپ نے ابن العدیم کے ساتھ بغداد کا سفر کیا اور وہاں سماع کیا اور ابن الصلاح

[illegible]

شیخ صالح عالم درویش:

ابو اسحاق ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ بن علی بن جماعۃ بن حازم بن صخر الکنانی الحموی آپ کو فقہ و حدیث کی معرفت تھی آپ ۵۹۶ھ میں حماۃ میں پیدا ہوئے اور قدس شریف میں فوت ہوئے۔ اور ماملا میں دفن ہوئے۔ اور آپ نے فخر ابن عساکر سے سماع کیا۔ اور آپ سے آپ کے بیٹے قاضی القضاۃ بدرالدین ابن جماعۃ نے روایت کی ہے۔

شیخ صالح جندل بن محمد المنینی:

آپ عابد زاہد اور اعمال صالحہ کرنے والے تھے اور لوگ منین میں آپ کی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ آپ غریب الفاظ کے ساتھ بکثرت گفتگو کرتے تھے جسے حاضرین میں سے کوئی ایک بھی نہ سمجھتا تھا اور شیخ تاج الدین نے آپ سے روایت کی ہے کہ اس نے آپ کو بیان کرتے سنا کہ عاجزی اور انکساری کی مانند کوئی شخص اللہ کے قریب نہیں ہوا۔ اور اس نے آپ کو بیان کرتے سنا متحیر اللہ کے راستے سے دور کیا ہوا ہے اور وہ اپنے آپ کو واصل خیال کرتا ہے۔ اور اگر اسے معلوم ہو جاتا کہ وہ دھتکارا ہوا ہے تو وہ جس حالت میں ہے اس سے رجوع کر لیتا اس لیے کہ اہل سلوک کے راستے پر صرف ٹھوس عقلمند ہی قائم رہ سکتے ہیں اور آپ فرمایا کرتے تھے سماع بیکاروں کا وظیفہ ہے۔

شیخ تاج الدین نے بیان کیا ہے کہ شیخ جندل اہل طریق اور علمائے تحقیق میں سے تھے راوی بیان کرتا ہے آپ نے ۶۶۱ھ میں مجھے بتایا کہ آپ ۹۵ سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں میں کہتا ہوں اس لحاظ سے آپ ایک سو سال سے زائد عمر کے تھے اس لیے کہ آپ نے اس سال کے رمضان میں وفات پائی ہے اور آپ کو منین بستی میں آپ کے مشہور زاویہ میں دفن کیا گیا۔ اور لوگ کئی دنوں تک آپ کی قبر پر دعا کرنے کے لیے دمشق اور اس کے مضافات سے آتے رہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد:

حافظ بدرالدین ابوعبداللہ بن النویرہ السلمی الحنفی آپ نے صدر سلمان اور ابن عطاء سے اشتغال کیا اور نحو میں ابن مالک سے اشتغال کیا اور علم حاصل کیا اور ماہر ہو گئے اور نظم ونثر لکھی۔ اور الشبلیہ اور القعاعین میں پڑھایا۔ اور آپ کو قضاۃ کی نیابت کے لیے طلب کیا گیا تو آپ نے انکار کر دیا۔ اور آپ نے عشقیہ تحریرات لکھیں۔ آپ کے مرنے کے بعد آپ کے ایک دوست نے خواب میں آپ کو دیکھا اور اس نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ تو آپ نے کہا۔

''میرے اس اعتقاد کے سوا کہ وہ واحد ہے اور کوئی اس کے پاس میرا سفارشی نہ تھا''۔

آپ کی وفات جمادی الآخرۃ میں ہوئی اور آپ کو دمشق کے باہر دفن کیا گیا۔ رحمہ اللہ

محمد بن عبدالوہاب بن منصور:

شمس الدین ابوعبداللہ الحرانی الحنبلی شیخ مجدالدین ابن تیمیہ کے شاگرد آپ حنابلہ میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز کی نیابت میں دیار مصر میں فیصلے کیے۔ پھر شمس الدین ابن شیخ العماد مستقل قاضی بن گئے۔ اور انہوں

[illegible]
کہ آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی عمر ساٹھ سال سے کچھ اوپر تھی۔

۶۷۶ھ

اس سال ملک الظاہر رکن الدین بیبرس کی وفات ہوئی' جو بلادِ مصر وشام وحلب وغیرہ کا حکمران تھا۔ اوراس کے بعد اس نے اپنے بیٹے ناصر الدین ابوالمعالی محمد برکتہ خان ملقب بہ سعید خان کو کھڑا کیا۔ اوراس سال امام الشافعیہ شیخ محی الدین النووی نے ۷ رمحرم کو وفات پائی۔ اور سلطان ملک الظاہر نے بلادِ روم میں داخل ہوکر البلستین میں تاتاریوں کو شکست دی' اور مظفر ومنصور ہوکر واپس لوٹا اور دمشق آیا۔ اوراس کی آمد کا دن' جمعہ کا دن تھا' اور وہ قصر ابلق میں اترا' جسے اس نے دمشق کے مغرب میں دو سبز میدانوں کے درمیان بنایا ہے' اوراسے متواتر اطلاعات ملتی رہیں کہ ابغا میدان کارزار میں آیا' اوراسے دیکھا' اور جو مغل قتل ہو گئے تھے ان پر متاسف ہوا' اوراس نے البرداناہ کے قتل کا حکم دے دیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس نے شام کا قصد کیا ہوا تھا' سو سلطان نے امراء کے جمع کرنے اور مشورہ کرنے کا حکم دیا' اور اس نے امراء کے ساتھ اتفاق کیا کہ وہ جہاں بھی ہے وہیں اس سے ملاقات کی جائے۔ اوراس نے محل کے آگے لمبا تنگ راستہ بنانے کا حکم دیا۔ پھر اطلاع آئی۔ کہ ابغا اپنے ملک کو واپس چلا گیا ہے تو اس نے لمبا تنگ راستہ بنانے کا حکم رد کر دیا۔ اور قصر ابلق میں قیام پذیر ہو گیا۔ اور اعیان وامرائے حکومت نہایت خوش دلی اور شادمانی کے ساتھ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے تھے۔ اور ابغاء نے البرداناہ کے قتل کا حکم دے دیا۔ اور وہ بلادِ روم میں اس کا نائب تھا۔ اوراس کا نام معین الدین سلیمان ابن علی بن محمد حسن تھا' اوراس نے اسے اس لیے قتل کیا کہ اس نے اس پر الظاہر کی مدد کرنے کا اتہام لگایا تھا۔ اوراس کے خیال میں اسی نے اسے بلادِ روم میں داخل ہونا خوبصورت کر کے دکھایا اور البرداناہ' بہادر' دانشمند' کریم اور سخی شخص تھا۔ اوراس کا میلان ملک الظاہر کی طرف تھا' جب وہ قتل ہوا تو اس کی عمر ۵۰ سال سے زیادہ تھی۔

پھر جب ۱۵ رمحرم کو ہفتہ کا دن آیا' تو ملک قاہر بہاؤ الدین عبدالملک بن سلطان معظم عیسیٰ بن عادل ابی بکر بن ایوب نے ۶۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور یہ شخص صاف دل' خوش اخلاق' نرم گفتار اور بہت متواضع تھا' جو عربوں کے ملبوسات' اوران کی سواریوں کی مشقت برداشت کرتا تھا اور حکومت میں بھی شجاع اور دلیر تھا۔ اوراس نے ابن اللیثی سے روایت کی ہے اور البرزانی کو اجازت دی ہے۔ البرزانی کا بیان ہے۔ کہتے ہیں کہ اسے زہر دیا گیا تھا اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ سلطان ملک الظاہر نے اسے جام شراب میں زہر دیا۔ اور سلطان الظاہر نے وہ پیالہ اسے پکڑایا' اور وہ اسے پی گیا۔ اور سلطان آرام گاہ کی طرف چلا گیا۔ پھر واپس آیا' اور ساقی نے قاہر کے ہاتھ سے جام لے لیا اوراسے بھر کر سلطان الظاہر کو پکڑا دیا۔ اور جو ماجرا ہوا ساقی کو اس کا علم نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے سلطان کو وہ جام بھلا دیا۔ اس نے خیال کیا کہ یہ کوئی اور جام ہے۔ اور یہ ارادۂ الٰہی اوراس کے فیصلے سے ہوا' اور پیالے میں اس زہر کا بہت سا حصہ باقی تھا۔ اور جو کچھ پیالے میں تھا' الظاہر اسے نوش کر گیا۔ اوراسے پتہ نہ چلا' حتیٰ کہ اسے پی گیا۔ اسی وقت اس کے پیٹ میں گڑبڑ ہو گئی۔ اوراس نے فوراً گرمی' تپش اور شدید تکلیف محسوس کی' اور قاہر کو اس کے گھر لے جایا گیا۔ اور

وہ مغلوب [illegible]
قصر ابلق میں فوت ہو گیا۔ اور یہ دن امراء پر بہت دشوار تھا اور نائب سلطنت عز الدین ایدمر اور بڑے بڑے امرائے حکومت حاضر ہوئے اور انہوں نے خفیہ طور پر اس کا جنازہ پڑھا اور اسے ایک تابوت میں رکھ کر فصیل کے قلعے میں لے گئے اور اسے ایک [illegible] گھر میں رکھ دیا۔ تا آنکہ اسے اس قبر میں منتقل کر دیا جسے اس کے بیٹے نے اس کی موت کے بعد بنایا تھا اور وہ عادلیہ کبیرہ کے بالمقابل العقیقی کا گھر ہے۔ اور یہ جمعہ کی شب اور اس سال کی ۵؍رجب کا واقعہ ہے۔ اور اس کی موت کو پوشیدہ رکھا گیا۔ اور عوام کو ربیع الاول کے آخری دہے میں اس کا پتہ چلا۔ اور مصر سے اس کے بیٹے سعید کی بیعت آ گئی اور لوگوں نے اس پر بہت غم کیا اور اس کے لیے بکثرت رحمت کی دعا کی اور اسی طرح دمشق میں بھی تجدید بیعت ہوئی۔ اور شام کے نائب عز الدین ایدمر کے پاس از سر نو شام کی نیابت کا حکم آیا۔

اور ملک الظاہر تیز فہم شجاع عالی ہمت بہت گہرا دلیر جسور امور سلطنت کا اہتمام کرنے والا اسلام کا مہربان اور حکومت سے آراستہ تھا۔ اسلام اور اہل اسلام کی نصرت اور حکومت کی علامات قائم کرنے میں اس کا ارادہ نیک تھا۔

اور ۱۷؍ ذوالقعدہ ۶۵۸ھ سے لے کر اس وقت تک اس کی حکومت مسلسل قائم رہی۔ اور اس نے اس مدت میں بہت سی فتوحات کیں۔ قیساریہ ارسوف یافا الثقیف انطاکیہ بعراض طبریۃ القصیر قلعہ اکراد قلعہ عسکا الغرین اور صافینا اور ان کے علاوہ اور بھی مضبوط قلعے فتح کیے جو فرنگیوں کے قبضے میں تھے۔ اور اس نے اسماعیلیہ کے پاس کوئی قلعہ نہ چھوڑا اور اس نے المرقب بانیاس بلاد انطرسوس اور جو شہر اور قلعے ان کے قبضے میں باقی رہ گئے تھے ان سے نصف نصف مال فرنگیوں سے لیا۔ اور جن سے مناصفت کی ان پر اپنے حصے کے لیے نائبین اور کارندے مقرر کیے اور بلاد روم سے قیساریہ کو فتح کیا۔ اور البلستین میں رومیوں اور مغلوں سے ایسی جنگ کی جس کی مثل طویل زمانوں سے نہیں سنی گئی۔

اور اس نے سیس کے حکمران سے کئی شہروں کو واپس لے لیا اور ان کے گھروں اور قلعوں میں گھس گیا۔ اور متغلب مسلمانوں کے ہاتھوں سے بعلبک بصریٰ صرخد حمص عجلون الصلت تدمر الرحبہ تل باشر الکرک اور الشوبک وغیرہ کو واپس لے لیا۔ اور بلاد سوڈان میں سے بلاد نوبہ کو مکمل طور پر فتح کر لیا۔ اور تاریوں سے بھی بہت سے شہر چھین لیے جن میں شیرزور اور البیرہ شامل ہیں۔ اور اس کی حکومت فرات سے بلاد نوبہ کے انتہائی علاقوں تک پھیل گئی اور اس نے بہت سے قلعوں اور پہاڑوں کو آباد کیا۔ اور بڑے بڑے دریاؤں پر پل بنائے۔ اور قلعہ جبل میں ایک سنہری گھر بنایا اور بارہ ستونوں پر ایک رنگدار سنہری گنبد بنایا اور اس میں خاصکیہ تصویریں بنائیں۔ اور بلاد مصر میں بہت سی نہریں اور ندیاں بنائیں جن میں سے نہر السرداس بھی ہے۔ اور اس نے متعدد جوامع اور مساجد بنائیں۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کی مسجد جل گئی تو اس نے اسے از سر نو تعمیر کیا اور حجرۂ شریفہ کے ارد گرد لکڑی یا لوہے کے ستون بنائے اور اس میں ایک منبر بھی بنایا اور اس کا چھت سونے کا تھا۔ اور مدینہ کے شفاخانے کو از سر نو تعمیر کیا۔ اور حضرت خلیل علیہ السلام کی قبر کو بھی نئے سرے سے بنایا اور اس کے کونے میں اور جو حصہ مقیمین کی طرف مڑتا ہے اس میں اضافہ کیا ہے۔ اور وہ جگہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اس پر اریحا کے سامنے گنبد بنا دیا۔ اور قدس میں بھی خوبصورت نئی چیزیں بنائیں جن میں

[illegible] بہت بڑی جامع تعمیر کروائی اور مصر کے فاطمی خلفاء کے محل کے دروازہ کو وہاں سے لایا اور اس میں ایک چکی اور چولہا اور باغ بنایا اور اس کی طرف آنے والوں کے لیے چیزیں وقف کیں جو ان کے اخراجات اور ان کے سامان کی درستی کے لیے ترتیب ہوئی تھیں۔

اور اس نے عمتا کے قریب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر مزار بنوایا اور اس کی طرف آنے والوں کے لیے چیزیں وقف کیں اور دامیہ کے پل کو تعمیر کیا اور الکرک کی جانب حضرت جعفر طیار کی قبر کو از سر نو تعمیر کیا اور اس کی زیارت کرنے والوں کے لیے بہت سی اشیاء وقف کیں اور قلعہ صفت اور اس کی جامع مسجد کو بھی از سر نو تعمیر کیا اور الرملہ کی جامع اور دیگر بہت سے شہروں کی جوامع اور مساجد کو از سر نو تعمیر کروایا جن پر فرنگیوں نے قبضہ کر کے ان کی جوامع اور مساجد کو ویران کر دیا تھا۔ اور حلب میں ایک بڑی حویلی بنائی اور دمشق میں قصر ابلق اور مدرسہ ظاہر یہ بنایا۔ اور لوگوں کے درمیان خوش معاملگی کے لیے خالص دراہم و دنانیر ڈھالے۔ اور اس نے جہاد میں مشغول ہونے کے باوجود خوبصورت آثار اور جگہیں بنائیں جو خلفاء اور شاہان بنی ایوب کے زمانے میں بھی نہیں بنائی گئیں اور اس نے فوجوں سے بہت کام لیا ہے اور اس کے پاس تقریباً تین ہزار مغل آئے تو اس نے انہیں جاگیریں دیں۔ اور ان میں سے بہت سوں کو امیر بنا دیا۔ اور وہ اپنے کھانے پینے اور پہننے کے بارے میں میانہ رو تھا اور یہی حال اس کی فوج کا تھا۔

اور اسی نے عباسی حکومت کو اس کی مٹ جانے کے بعد زندہ کیا تھا۔ اور لوگ تقریباً تین سال تک خلیفہ کے بغیر رہے اور اسی نے ہر مذہب کے بااختیار قاضی کو قاضی القضاۃ بنایا اور مرحوم بیدار مغز تیز فہم اور دلیر تھا اور رات دن دشمنوں کے بارے میں کوتاہی نہیں کرتا تھا بلکہ وہ اسلام اور اہل اسلام کے دشمنوں کے ساتھ برسر پیکار رہتا تھا۔ اور اس نے اس کی خرابی کو درست کیا اور اس کی پراگندگی کو مجتمع کیا۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس آخری وقت میں اسے اسلام اور اہل اسلام کا مددگار بنایا۔ اور وہ فرنگیوں تاتاریوں اور مشرکوں کے گلوں میں ہڈی بن کر اٹک گیا اور اس نے شراب کو ضائع کر دیا اور فساق کو ملک بدر کر دیا۔ اور وہ جس خرابی اور فساد کو دیکھتا اس کے دور کرنے کے لیے مقدور بھر کوشش کرتا۔ اور ہم نے اس کی سیرت میں ایسے واقعات بیان کیے ہیں جو اس کی نیک نیتی کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔

اور اس کے کاتب ابن عبدالظاہر نے اس کی سیرت کو تفصیل کے ساتھ تالیف کیا ہے۔ اور اسی طرح ابن شداد نے بھی اس کی سیرت تالیف کی ہے۔ اور اس نے دس بچے چھوڑے ہیں جن میں تین بچے اور سات بچیاں ہیں۔ وفات کے وقت اس کی عمر پچاس یا ساٹھ کے درمیان تھی اور اس کے اوقاف عطیات اور صدقات بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور برائیوں سے درگذر فرمائے۔ واللہ سبحانہ اعلم

اور اس کے بعد اس کے بیٹے سعید نے حکومت سنبھالی اس کے باپ نے اپنی زندگی میں ہی اس کے لیے بیعت لے لی تھی اس وقت سعید کی عمر بیس سال سے بھی کم تھی اور وہ خوش شکل اور مکمل جوان تھا۔ اور صفر میں الفنس کی طرف سے ایلچیوں کے ہاتھ دیار مصر کو تحائف آئے اور انہیں پتہ چلا کہ سلطان فوت ہو چکا ہے اور اس کی جگہ اس کے بیٹے ملک سعید کو بادشاہ بنایا گیا ہے اور حکومت

تبدیلی نہیں ہوئی اور اس کے بعد پہچان بھی نہیں بدلی لیکن ملک نے اپنے شیر کو کھو دیا ہے بلکہ اسے کھو دیا ہے جس نے اسے استوار اور مضبوط کیا تھا۔ بلکہ اسے جو مضبوط کرنے میں انتہا کو پہنچ گیا تھا اور جب کبھی اسلام میں کوئی رخنہ پیدا ہوتا تو وہ اسے پُر کر دیتا اور [illegible] تعلق [illegible] مضبوطی [illegible] کوئی باغی کر دے پر حریم اسلام میں داخل ہونے کا ارادہ کرتا تو وہ اسے روک دیتا اور واپس کر دیتا اللہ اسے درگذر فرمائے اور اس کی قبر کو رحمت سے تر کرے اور جنت میں اس کا ٹھکانہ بنائے۔

اور شامی افواج' دیار مصر کو روانہ ہو گئیں' اور ان کے ساتھ ایک پالکی بھی تھی' وہ اس بات کا اظہار کر رہے تھے کہ سلطان اس میں بیمار پڑا ہے' حتیٰ کہ وہ قاہرہ پہنچ گئے' اور انہوں نے راست رو بادشاہ کی وفات کے اظہار کے بعد جوان شاء اللہ شہید ہو گا' سعید کے لیے تجدید بیعت کی' اور ۲۷ رصفر جمعہ کے روز' دیار مصر کی تمام جوامع میں ملک سعید کا خطبہ دیا گیا' اور اس کے والد ملک الظاہر کا جنازہ پڑھایا گیا' اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ پڑیں' اور ۱۵ ر ربیع الاوّل کو ملک سعید حسب عادت فوجی دستوں کے ساتھ روانہ ہوا' اور اس کے آگے آگے پوری مصری اور شامی فوج تھی' حتیٰ کہ وہ جبل احمر پہنچ گیا' اور لوگوں کو اس سے بڑی خوشی ہوئی' اور اس وقت اس کی عمر ۱۹ سال تھی' اور اس پر شاہانہ شان و شوکت اور سلطنت کی امارت نمایاں تھی' اور ۴ ر جمادی الاولیٰ بروز سوموار' وزیریہ محلّہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے مطابق قاہرہ میں امیر شمس الدین آقسنقر فارقانی کا مدرسہ کھولا گیا' اور اس میں شیخ الحدیث اور قاری مقرر کیا گیا' اور اس کے ایک روز بعد' خلیفہ کے بیٹے المستمسک باللہ ابن الحاکم بامر اللہ کا خلیفہ مستنصر ابن الظاہر کی بیٹی سے عقد ہوا' اور اس کا والد سلطان اور سرکردہ لوگ حاضر ہوئے۔ اور ۹ ر جمادی الاولیٰ بروز ہفتہ اس نے اس حویلی کی تعمیر شروع کی جو دار العقیقی کے نام سے مشہور ہے اور العادلیہ کے بالمقابل واقع ہے تاکہ اسے ملک الظاہر کا مدرسہ اور تربت بنایا جائے۔ اور اس سے قبل وہ صرف العقیقی کا گھر تھا جو العقیقی کے حمام کے نزدیک تھا۔ اور ۵ ر جمادی الآخرۃ کو مدرسہ اور تربت کی بنیاد رکھی گئی۔

اور رمضان میں صفت شہر میں ایک عظیم بادل آیا' جس سے شدید بجلی چمکی' اور اس سے آگ کی ایک زبان بلند ہو کر پھیل گئی' اور اس سے خوفناک آواز سنی گئی' اور اس سے صفت کے مینار پر بجلی گری جس نے اسے اوپر سے نیچے تک اتنا شگاف ڈال دیا جس میں ہتھیلی داخل ہو جاتی تھی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

البردانا ہ' محرم کے پہلے دہے میں اور ملک الظاہر آخری دہے میں فوت ہوا' اور قبل ازیں دونوں کے کچھ حالات بیان ہو چکے ہیں۔

امیر کبیر بدر الدین بیلبک بن عبد اللہ:

الخزندار' دیار مصر میں ملک الظاہر کا نائب' یہ ایک قابل تعریف سخی تھا' اور اسے ایام الناس اور تاریخ کی معرفت اور سمجھ حاصل تھی' اور اس نے جامع ازہر میں الشافعیہ کے لیے درس کو وقف کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسے زہر دیا گیا اور یہ مر گیا۔ اور جب یہ فوت ہو گیا' تو اس کے بعد ملک سعید کی رسی کھل گئی' اور اس کے حالات دگرگوں ہو گئے۔

قاضی القضاۃ شمس الدین حنبلی:

محمد ابن الشیخ العماد ابی اسحاق ابراہیم بن عبدالواحد بن علی بن سرور المقدسی آپ پہلے شخص ہیں جو دیارِ مصر میں حنابلہ کے قاضی القضاۃ بنے' آپ نے حدیث کا سماع کیا' خصوصاً ابن طبرزد وغیرہ سے اور بغداد کی طرف کوچ کرنے اور فقہ سے اشتغال کیا۔ اور بہت سے علوم میں صاحب فن بنے اور سعید السعداء کی مشیخت سنبھالی' آپ بارعب شیخ اور خوبصورت سفید بالوں والے بہت متواضع' اور بہت صدقہ وخیرات کرنے والے تھے۔ اور آپ نے قاضی بننے کے لیے شرط عائد کی کہ آپ تنخواہ نہیں لیں گے تا کہ آپ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرسکیں۔

اور الظاہر نے ۶۷۰ھ میں آپ کو قضاء سے معزول کر دیا' اور آپ کے پاس جو امانتیں تھیں ان کی وجہ سے آپ کو قید کر دیا۔ پھر دو سال بعد اس نے آپ کو رہا کر دیا' اور آپ اپنے گھر کے ہو رہے اور الصالحیہ کی تدریس پر قائم ہو گئے' حتیٰ کہ محرم کے آخر میں فوت ہو گئے۔ اور جبل معظم کے دامن میں چچا حافظ عبدالغنی کے پاس دفن ہوئے' اور آپ نے البرزانی کو اجازت دی۔

حافظ البرزانی نے بیان کیا ہے کہ ۱۸ ربیع الآخر کو ہفتہ کے روز دیار مصر میں جید امراء' سنقر البغدادی' بسطا البلدی التستری' بدرالدین الوزیری' سنقر الرومی اور آق سنقر الفارقانی رحمہم اللہ کے وفات پانے کی خبر آئی۔

شیخ خضر الکردی' ملک الظاہر کا شیخ:

خضر بن ابی بکر بن موسیٰ الکردی النہروانی العدوی' بیان کیا جاتا ہے کہ اصلاً یہ محمد یہ بستی کا ہے جو جزیرہ ابن عمر میں موجود ہے۔ آپ کی طرف احوال و مکاشفات منسوب کیے جاتے ہیں' لیکن جب آپ نے لوگوں سے میل جول کیا تو بعض امراء کی لڑکیوں کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے' اور آپ ملک الظاہر کے بارے میں' جب کہ وہ امیر تھا' فرمایا کرتے تھے کہ وہ عنقریب حکومت سنبھالے گا' اسی وجہ سے کہ ملک الظاہر آپ پر اعتقاد رکھتا تھا۔ اور حکومت کے سنبھالنے کے بعد آپ کا بے حد احترام کرتا تھا۔ اور آپ کو بڑی عظمت دیتا تھا' اور ہفتہ میں ایک دو بار آپ کے زاویہ میں بھی جاتا تھا' اور آپ کو اپنے بہت سے سفروں میں اپنے ساتھ رکھتا تھا' اور آپ کے ساتھ رہتا تھا' اور آپ کا احترام کرتا تھا۔ اور آپ اسے اپنی رائے سے' اور مکاشفاتِ صحیحہ سے مشورہ دیتے تھے۔ یہ مکاشفات یا رحمانی تھے یا شیطانی' یا حال اور سعادت تھے' لیکن جب آپ نے لوگوں سے میل جول کیا تو بعض امراء کی لڑکیوں کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے' اور وہ آپ سے پردہ نہیں کرتی تھیں' پس آپ فتنہ میں پڑ گئے' اور اکثر یہ بات لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنے سے ہو جاتی ہے' اور ان سے میل جول کرنے والا فتنہ سے نہیں بچ سکتا۔ خصوصاً دوستوں کو چھوڑ کر عورتوں سے ملاقات کرنے والا' اور ایسا شخص البتہ ان سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

پس جب وہ ہو چکا جو ہونا تھا' تو سلطان کے پاس قیسری' قلاوون اور فارس اقطامی اتابک نے حق مطالبہ کیا۔ تو اس نے اعتراف کیا' تو سلطان نے اس کے قتل کا ارادہ کیا' تو اس نے سلطان سے کہا' میرے اور تیرے درمیان تھوڑے ہی دن ہیں۔ اور اس نے اس کے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ پس اسے کئی سال یعنی ۶۷۱ھ سے ۶۷۶ھ تک قید کر دیا گیا۔ اور اس نے قدس میں ایک کنیسہ کو گرا دیا' اور اس کے پادری کو ذبح کر دیا' اور اسے خانقاہ بنا لیا۔

اور ہم قبل ازیں اس کے حالات بیان کر چکے ہیں' پھر وہ مسلسل قید رہا' حتیٰ کہ اس سال کی ۶ محرم کو جمعرات کے روز مر گیا۔

[illegible]
کی وفات ساٹھ کے دہے میں ہوئی۔ اور وہ سلطان کو بعض باتوں کے بارے میں خبر دیا کرتا تھا۔ اور اسی کی طرف شیخ خضر کا قبہ منسوب ہے جو پہاڑ پر نیٹے کے مغرب میں ہے اور قدس شریف میں بھی اس کا ادارہ ہے۔

شیخ محی الدین النووی:

یحییٰ بن شرف بن حسن بن حسین بن جمعہ بن حزام الحازمی العالم محی الدین ابوزکریا النووی ثم الدمشقی الشافعی علامہ شیخ المذہب آپ اپنے زمانے میں فقہاء کے سردار تھے آپ نوی میں ۶۳۱ھ میں پیدا ہوئے اور نوی حوران کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے اور آپ ۶۴۹ھ میں دمشق آئے اور آپ نے قرآن حفظ کیا اور التنبیہ کی قرأت میں لگ گئے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے اسے ساڑھے چار ماہ میں پڑھا اور بقیہ سال میں مذہب کی عبادات کا چوتھائی حصہ پڑھا پھر تصحیح وشرح کے لیے مشائخ کے ساتھ رہنے لگے اور بہت سی کتابوں کو تصنیف کیا جن میں سے بعض کو مکمل کیا اور بعض کو مکمل نہ کر سکے۔ اور جن کتابوں کو آپ نے مکمل کیا ان میں شرح مسلم الروضہ المنہاج الریاض الاذکار والتبیان تحریر التنبیہ اور اس کی تصحیح تہذیب الاسماء واللغات اور طبقات الفقہاء وغیرہ شامل ہیں۔ اور جن کتابوں کو آپ نے مکمل نہیں کیا اگر آپ انہیں مکمل کرتے تو اس باب میں اس کی کوئی نظیر نہ ہوتی شرح المذہب اس کا نام آپ نے المجموع رکھا ہے اس میں آپ کتاب الربا تک پہنچے ہیں۔ آپ نے اس میں نادر باتیں بیان کی ہیں اور خوب اچھی طرح افادہ کیا ہے اور خوب تنقید کی ہے اور اس میں مذہب کے بارے میں فقہ لکھی ہے اور مناسب رنگ میں حدیث لکھی ہے اور غریب لغت اور اہم باتیں بیان کی ہیں جو صرف اسی میں پائی جاتی ہیں۔ اور آپ کے سامنے جو کچھ آیا ہے آپ نے اسے اس کا خلاصہ بتا دیا ہے اور فقہ کی کتابوں میں اس سے بہتر کتاب نہیں سمجھی جاتی۔ اس کے باوجود اس میں بہت سی باتوں کے اضافے کی ضرورت ہے اور آپ کو زہادت عبادت تقویٰ جستجو اور لوگوں سے اجتناب کرنے میں بڑا مقام حاصل تھا آپ کے سوا کوئی فقیہ اس پر قدرت نہیں پا سکا آپ صائم الدہر تھے اور دو سالن اکٹھے نہیں کرتے تھے اور آپ کی خوراک کا بڑا حصہ آپ کے والد نوی سے آپ کے پاس لے کر آتے تھے اور آپ نے ابن خلکان کی نیابت میں اقبالیہ کی تدریس کا کام سنبھالا اور اسی طرح آپ نے الفلکیہ اور الرکنیہ میں بھی نیابت کی اور آپ نے دارالحدیث اشرفیہ کی مشیخت کو بھی سنبھالا اور آپ اپنا تھوڑا سا وقت بھی ضائع نہیں کرتے تھے۔ اور آپ نے دمشق کے قیام کے دوران حج بھی کیا اور آپ ملوک وغیرہ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے آپ نے اس سال ۲۴؍ رجب کی رات کو نوی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ وعفا عنا وعنہ

علی بن علی بن اسفندیار:

نجم الدین واعظ جو تین ماہ کے دوران جامع دمشق میں ہفتہ کے دن وعظ کیا کرتے تھے آپ خانقاہ مجاہدیہ کے شیخ تھے اور اس سال وہیں آپ نے وفات پائی آپ یکتا فاضل تھے۔ اور آپ کا دادا خلیفہ ناصر کا خطبہ لکھا کرتا تھا اصلاً یہ بوشنج کے ہیں اور نجم الدین کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''جب میرا غیر اجسام کی ملاقات کرتا ہے۔ تو میں دل کے ساتھ پل پل میں تیرے گھر کی زیارت کرتا ہوں۔ اور گھروں سے دور ہونے والا ہر شخص دور جانے والا نہیں ہوتا اور نہ ہر قریب رہنے والا حقیقت میں قریبی ہوتا ہے''۔

۶۷۷ھ

اس سال کا پہلا دن بدھ تھا اور الحاکم بامر اللہ العباسی خلیفہ تھا۔ اور مصر و شام اور حلب کے بلاد کا سلطان ملک سعید تھا۔ اور محرم کے آغاز میں دمشق میں یہ بات مشہور ہوئی کہ ابن خلکان نے سات سال معزول رہنے کے بعد آخر ذوالحجہ میں پھر دمشق کی قضاء سنبھال لی ہے اور ۶ رمحرم کو قاضی عزالدین بن الصائغ فیصلہ کرنے سے رک گیا۔ اور لوگ ابن خلکان کے استقبال کو نکلے اور ان میں سے کچھ رملہ پہنچ گئے۔ اور وہ ۲۳ رمحرم کو جمعرات کے روز آئے اور نائب سلطنت عزالدین ایدمر تمام امراء اور جماعتوں کے ساتھ ان کے استقبال کو نکلا اور لوگ اس سے خوش ہوئے اور شعراء نے آپ کی مدح کی۔ اور فقیہ شمس الدین محمد بن جعفر نے یہ اشعار سنائے۔

''جب شام کی قضا اس کے حاکم قاضی القضاۃ ابوالعباس سخی نے سات سخت سالوں کے بعد سنبھالی تو اس کے خادم نے کہا' اس سال لوگوں کی نعماء سے فریادرسی ہوگی''۔

اور سعداللہ بن مروان الفارقی نے کہا۔

''تو نے سات سال شام کو قحط کا مزہ چکھایا ہے' اور جب صبح کو تو اس سے جدا ہوا' بہت اچھی طرح جدا ہوا۔ اور جب ارض مصر سے تو اس کی ملاقات کو آیا تو تو نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کی بخشش کو اس پر پھیلا دیا''۔

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا۔

''تو نے سب اہل شام کو دیکھا ہے' ان میں کوئی ناراض نہیں ہے' انہیں شر کے بعد خیر نے آ لیا ہے' اور یہ وقت بلا انقباض' بسط کا ہے' اور انہیں غم کے عوض خوشی دی گئی' اور زمانے نے فیصلے میں انصاف کیا ہے' اور طویل غم کے بعد انہیں قاضی کی آمد اور قاضی کے عزل نے خوش کیا ہے' اور وہ سب لوگ شکرگذار ہیں' اور مستقبل اور ماضی کے حال کے بارے میں شاکی ہیں''۔

الیونینی نے بیان کیا ہے کہ ۱۳ رصفر بدھ کے روز آپ نے الظاہریہ میں سبق بیان کیا اور نائب سلطنت ایدمر ظاہری بھی حاضر ہوا اور یہ سبق بڑا بھرپور تھا' جس میں قضاۃ حاضر ہوئے۔ اور الشافعیہ کا مدرس شیخ رشید الدین محمود ابن الفارقی تھا۔ اور الحنفیہ کا مدرس صدرالدین سلیمان الحنفی تھا' اور مدرسہ کی تعمیر مکمل نہیں ہوئی تھی' اور جمادی الاولیٰ میں صدرالدین مذکور نے مجدالدین ابن العدیم کے عوض الحنفیہ کی قضاء سنبھالی' کیونکہ وہ فوت ہو چکے تھے۔ پھر صدرالدین مذکور بھی رمضان میں وفات پا گئے' اور آپ کے بعد حسام الدین ابوالفضائل الحسن بن ابوشروان الرازی الحنفی نے قضاء سنبھالی' جو اس سے قبل ملطیہ کے قاضی تھے' اور ذوالقعدہ کے پہلے دہے میں مدرسہ نجیبیہ کھولا گیا۔ اور ابن خلکان بنفس نفیس اس میں تدریس کے لیے حاضر ہوئے' پھر اپنے بیٹے کمال الدین موسیٰ کی وجہ سے اس سے دست کش ہو گئے' اور خانقاہ نجیبیہ بھی کھولی گئی' اور یہ دونوں اور ان کے اوقاف اب تک زیر نگرانی ہیں۔

اور ۵ رذوالحجہ منگل کے روز' سلطان سعید دمشق آیا' اور دمشق کو اس کے لیے آراستہ کیا گیا اور اس کے لیے بڑے بڑے خیمے لگائے گئے' اور اہل شہر اس کے استقبال کو نکلے' اور اس کے والد کی محبت کی وجہ سے اس سے بہت خوش ہوئے' اور اس نے عیدالاضحیٰ میدان میں پڑھی' اور قلعہ منصورہ میں عید منائی اور دمشق میں الصاحب فتح الدین عبیداللہ بن القیسرانی کو' اور دیار مصر میں بہاؤالدین ابن الحنا کی موت کے بعد الصاحب برہان الدین بن الحضر بن الحسن نجاری کو وزیر مقرر کیا' اور ذوالحجہ کے آخری دہے میں سلطان نے

فوجوں کو امیر سیف الدین قلاوون الصالحی کے ساتھ بلادسیس کی طرف بھیجا' اور سلطان نے چند امراء خاصکیہ اور خواص کے ساتھ دمشق میں قیام کیا [illegible] بیٹھا' اور اس نے اہل دمشق کے باغات پر وہ ٹیکس معاف کر دیا جو اس کے باپ نے لگایا تھا۔ پس انہوں نے اسے دلی دعائیں دیں اور اس سے بہت محبت کی' بلاشبہ اس ٹیکس نے بہت سے اصحاب املاک کو ہلاک کر دیا تھا۔ اور ان میں سے بہت سے لوگ چاہتے تھے کہ کاش وہ اس ٹیکس کی وجہ سے کلیتہً اس کے ملک ہی کو چھوڑ جائیں' اور اس سال اس نے اہل دمشق سے پچاس ہزار دینار طلب کیا جو دو ماہ کی مدت میں ان کی املاک پر ٹیکس کی صورت میں لگایا گیا اور ان سے زبردستی اور ظلم سے اٹھا کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

آقوش بن عبداللہ امیر کبیر جمال الدین النجیبی:

ابو سعید الصالحی' نجم الدین ایوب الکامل نے اسے آزاد کیا' اور اسے اکابر امراء میں سے بنایا' اور اسے اپنے گھر کا استاد مقرر کیا' اس کی پیدائش ۶۰۹ھ یا ۶۱۰ھ میں ہوئی' اور اسی طرح ملک الظاہر نے بھی اسے اپنے گھر کا استاد مقرر کیا۔ پھر شام میں اسے نو سال اپنا نائب مقرر کیے رکھا' اور اس نے وہاں مدرسہ نجیبیہ بنایا' اور اس پر وسیع اوقاف وقف کیے' لیکن مستحقین کے لیے اس نے وہ اندازہ مقرر نہ کیا جو ان پر وقت کے مناسب حال ہوتا' پھر سلطان نے اسے معزول کر دیا' اور اسے مصر بلایا' وہاں پر اس نے ایک مدت تک بیکار اقامت اختیار کیے رکھی' پھر چار سال فالج کا مریض رہا' اور ایک سال ملک الظاہر نے اس کی عیادت کی' اور وہ مسلسل اسی حالت میں رہا' حتیٰ کہ ۵/ربیع الآخر جمعہ کی شب کو قاہرہ میں اپنے گھر میں درب الملوخیہ میں فوت ہو گیا۔ اور جمعہ کے روز نماز سے قبل اسے اس قبر میں دفن کر دیا گیا' جو اس نے قرافہ صغریٰ میں بنائی تھی' اس نے نجیبیہ میں اپنی قبر بنائی تھی' اور اس کی وہ کھڑکیاں راستے کی طرف کھلتی تھیں' لیکن وہ وہاں دفن نہ ہو سکا۔ اور یہ بہت صدقہ دینے والا' اور علماء کا محب اور ان سے حسن سلوک کرنے والا تھا' اچھے اعتقاد والا' اور شافعی المذہب تھا۔ سنت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت اور روافض سے بغض میں غلو کرنے والا تھا' اور اس کے خوب صورت اوقاف میں باغ اور اراضی بھی ہیں' جنہیں اس نے اس پل پر وقف کیا ہے جو آج کل جامع کریم الدین کے سامنے ہے' اور اس پر بہت سے اوقاف ہیں' اور اس نے ابن خلکان کو اپنے اوقاف کی نگہداشت پر مقرر کیا۔

ایدکین بن عبداللہ:

امیر کبیر علاؤ الدین الشہابی' باب الفرج کے اندر خانقاہ شہابیہ کا وقف کرنے والا' یہ دمشق کے بڑے امراء میں سے تھا۔ الظاہر نے مدت تک اسے حلب کا امیر مقرر کیے رکھا۔ اور یہ اچھے اور بہادر امراء میں سے تھا' اور اسے فقراء کے متعلق حسن ظن تھا' اور ان سے حسن سلوک کرتا تھا' اور اسے ۱۵/ربیع الاوّل کو قاسیون کے دامن میں شیخ عمار رومی کے قبرستان میں دفن کیا گیا' اور یہ پچاس کے دہے میں تھا' اور خانقاہ باب الفرج کے اندر ہے' اور اس کی ایک کھڑکی راستے کی طرف ہے' اور شہابی کی نسبت شہاب الدین رشید الکبیر الصالحی آختہ کی طرف ہے۔

قاضی القضاۃ صدر الدین سلیمان بن ابی العز:

ابن وہیب [illegible] آپ اپنے زمانے میں شیخ الحنفیہ تھے [illegible] دمشق [illegible] آپ نے دمشق میں [illegible] کر کے مدت تک پڑھایا اور فتوے دیے۔ پھر دیار مصر کی طرف منتقل ہو گئے اور الصالحیہ میں پڑھاتے تھے۔ پھر واپس دمشق آ گئے اور الظاہریہ میں پڑھانا شروع کر دیا، اور مجد الدین ابن العدیم کے بعد تین ماہ آپ نے قضا سنبھالی، پھر ۹ شعبان جمعہ کی رات کو آپ وفات پا گئے اور صبح کو نماز کے بعد قاسیون کے دامن میں اپنے گھر میں دفن ہوئے۔

آپ کی عمر ۸۳ سال تھی اور آپ کے لطیف اشعار میں سے وہ شعر بھی ہیں جو آپ نے ایک غلام کے بارے میں کہے ہیں جس نے ملک معظم کی لونڈی سے نکاح کیا تھا۔

''اے میرے دو دوستو! ذرا میرے لیے ٹھہر جاؤ اور تعجب سے دیکھو کہ زمانہ ہم میں اپنے عجائبات لے کر آیا ہے' ماہ تمام' مقام کے لحاظ سے سورج سے بالا ہو گیا ہے' اور سورج سے بلند ہونا اس کے مراتب میں شامل نہیں ہے' وہ حسن میں اس کا مماثل ہو گیا ہے اور کفو ہونے کے لحاظ سے اس کا شریک بن گیا ہے اور اپنی جماعت کے ساتھ اس کی طرف گیا ہے اگر اس کی کنپٹی پر نقش و نگار کی دھاریاں اور اس کی مونچھوں کے اوپر سبزہ نہ ہوتا تو فرق کرنا مشکل ہو جاتا''۔

طٰہٰ بن ابراہیم بن ابی بکر کمال الدین الہمدانی:

الاربلی الشافعی' آپ ادیب فاضل اور شاعر تھے آپ کو دو بیت لکھنے پر بڑی قدرت حاصل تھی' آپ نے قاہرہ میں اقامت اختیار کی حتیٰ کہ آپ اس سال کے جمادی الاولیٰ میں وفات پا گئے' آپ نے ایک دفعہ ملک صالح ایوب سے ملاقات کی اور وہ علم نجوم کے بارے میں گفتگو کرنے لگا تو آپ نے اسے یہ دو شعر فی البدیہہ سنائے۔

''نجوم کو میرے رات کے آنے کے لیے چھوڑ دے' ان سے زندگی بسر کی جاتی ہے اور اے بادشاہ عزم کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو' بلاشبہ حضرت نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب نے نجوم سے منع فرمایا ہے اور میں نے اسے دیکھ لیا ہے جس کے وہ مالک ہوئے ہیں''۔

اور اس نے اپنے ایک دوست کو جس کا نام شمس الدین تھا' آشوبِ چشم کے عارضہ کے بعد تندرست ہو جانے پر' اسے ملاقات کے لیے خط لکھا۔

''مجھے سرمہ فروش کہتا ہے تیری آنکھ کو سکون آ گیا ہے' پس تو دل کو مشغول نہ کر اور اس سے اپنے دل کو خوش کر' اے شمس رات ہوئی میں نے تمہیں وہاں نہیں دیکھا اور آنکھ کے صحت یاب ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ سورج کو دیکھے''۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ:

ابن محمد بن الحسن بن عبداللہ بن الحسن بن عفان' جمال الدین ابن الشیخ نجم الدین الباد رائی البغدادی ثم الدمشقی آپ نے اپنے باپ کے بعد اس کے مدرسہ میں پڑھایا حتیٰ کہ رجب کو بدھ کے روز آپ کی وفات ہوگئی اور آپ کو قاسیون کے دامن میں دفن کیا گیا' اور آپ خوش اخلاق رئیس تھے اور پچاس سال سے زیادہ عمر کے تھے۔

قاضی القضاۃ مجد الدین عبدالرحمٰن بن جمال الدین:

[illegible] تھے آپ احسان کرنے والے اور خوش اخلاق تھے آپ نے قاہرہ کی جامع کبیر کی خطابت سنبھالی اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسے سنبھالا آپ نے اس سال کے ربیع الآخر میں اپنے محل میں دمشق میں وفات پائی اور اس قبر میں دفن ہوئے جسے آپ نے مزی کے زاویہ کے پاس زیتون کے مغرب میں سامنے کی چوٹی پر بنایا تھا۔

وزیر ابن الحنا:

علی بن محمد بن سلیم بن عبداللہ الصاحب بہاؤ الدین ابوالحسن بن الحنا الوزیر المصری جو ملک الظاہر اور اس کے بیٹے سعید کا وزیر تھا حتیٰ کہ ذوالقعدہ کے آخر میں فوت ہو گیا اور وہ بڑا صاحب نصیب تھا اور صاحب الرائے اولوالعزم منتظم اور الظاہر یہ حکومت میں بڑی قوت والا تھا' اور تمام امور اسی کے مشورے اور حکم سے جاری ہوتے تھے اور اسے امراء وغیرہ پر برتری حاصل تھی اور شعراء نے اس کی مدح کی ہے اور اس کا بیٹا تاج الدین وزیر صحبت تھا اور اسے حکومت سعیدیہ میں لایا گیا۔

شیخ محمد ابن الظہیر اللغوی:

محمد بن احمد بن عمر بن احمد بن ابی شاکر مجد الدین ابوعبداللہ الاربلی الحنفی المعروف بابن الظہیر' آپ ۶۰۲ھ میں اربل میں پیدا ہوئے پھر آپ نے دمشق میں اقامت اختیار کی اور القایمازیہ میں پڑھایا اور وہیں اقامت اختیار کی حتیٰ کہ ۱۲ ربیع الآخر جمعہ شب کو وہیں وفات پائی اور صوفیہ کے قبرستان میں دفن ہوئے' اور آپ نحو اور لغت میں ماہر تھے اور آپ کو نظم میں ید طولیٰ حاصل تھا' آپ کا دیوان بھی مشہور ہے اور آپ کے اشعار عمدہ ہیں آپ کہتے ہیں ۔

''ہر زندہ کے لوٹنے کی جگہ موت ہے اور اس کی عمر کی مدت جلد ختم ہونے والی ہے' وہ گھر کو ویران کرتا ہے حالانکہ وہی دار بقا ہے پھر اسے تعمیر کرتا ہے جس نے جلد ہی ویران ہو جانا ہے' تعجب ہے کہ وہ مٹی میں غرق ہے' اسے اس کی خوشبو اور بدبو کیسے غافل کر دیتی ہے' خواہ وہ کس قدر عمر پائے اس کی کمی میں اضافہ ہو رہا ہے اس کے جوڑ اور بیماریاں' ڈھیلی پڑھ گئی ہیں اور مخلوق' زمانے کے مراحل میں ایسا قافلہ ہے جو ہمیشہ رواں رہنے والا ہے اور اس کی واپسی کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی اور زادراہ لے' اور تقویٰ' بہترین زادراہ ہے اور اس میں عقل مند کا حصہ تھوڑا ہے اور صاحب عقل وہ ہے جو سچا فیصلہ کرے اور اس کی جوانی اور بڑھاپا اس کی بہتری میں ہو اور جاہل ہوائے نفس سے لذت حاصل کرتا ہے' اور شہد' صبح کو اس کے لیے مصیبت بن جائے گا''۔

اور یہ بہت طویل قصیدہ ہے' جو تقریباً ۱۵۰ اشعار پر مشتمل ہے اور شیخ قطب الدین نے اس کے بہت سے اچھے اشعار کو بیان کیا ہے۔

ابن اسرائیل الحریری:

محمد بن سوار بن اسرائیل بن الخضر بن اسرائیل بن الحسن بن علی بن محمد بن الحسین نجم الدین ابوالمعالی' الشیبانی الدمشقی' آپ ۱۲ ربیع الاوّل ۶۰۳ھ کو سوموار کے روز پیدا ہوئے اور ۶۱۸ھ میں شیخ علی بن ابی الحسن بن منصور الیسری الحریری کی صحبت اختیار کی

اور اس سے قبل آپ نے شیخ شہاب الدین سہروردی سے خرقہ پہنا اور آپ کا خیال ہے کہ انہوں نے آپ کو تین خلوتوں میں بٹھایا اور ابن اسرائیل کا خیال ہے کہ آپ کے آباء حضرت خالد بن ولید کے ساتھ شام آئے اور دمشق کو وطن بنایا آپ ادیب اور شعر میں فاضل اور نظم میں ماہر تھے لیکن آپ کے کلام اور نظم میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو اس کے ناجائز اغراض اور آپ کے شیخ حریری کے طریق کے مطابق ایک قسم کے حلول و اتحاد کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور اللہ اس کے حال اور اس کی حقیقت امر کو بہتر جانتا ہے آپ نے اس سال کی ۱۴؍ربیع الآخر' اتوار کی رات کو ۷۴ سال کی عمر میں دمشق میں وفات پائی اور شیخ رسلان کی قبر میں اس کے ساتھ گنبد کے اندر دفن ہوئے' اور شیخ رسلان' علی المغربل کے شیخ الشیخ تھے جس کے ہاتھ پر شیخ علی الحریری شیخ ابن اسرائیل نے تربیت پائی تھی' آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''عیادت کرنے والے نے' عشق کی جلانے والی آگ سے میری عیادت کی' کیا دامن کوہ میں خال والی کا زمانہ لوٹنے والا ہے اور کیا اس کی آگ بے آب وگیاہ میدان پر ایک یکتا شخص کے لیے غالب آجائے گی جس نے تاریکیوں کو سفید کر دیا ہے حالانکہ وہ گواہ ہے' میرے سعدی کے ندیم اس کی باتوں کو پھیر پھیر کر بیان کر میرا اس کی محبت کو بیان کرنا اور شراب ایک ہی چیز ہے' وہ اچھے چوکیداروں والی ہے اور اس کے محاسن' شیریں ہیں اور جو مشقت میں برداشت کر رہا ہوں وہ اس کی محبت کی وجہ سے مجھے شیریں معلوم ہوتی ہے' اور ماہ تمام پر اس کی اوڑھنی نہیں لپٹی اور نہ ہی سورج پر تاروں نے گردش کی ہے''۔

نیز اس نے کہا۔

''اے نیند کے بدلے بے خوابی لینے والے' اور بھولنے والے' سوچ کے سمندر میں تیر' اور امر کو اس کے مالک کے سپرد کر دے اور صبر کر' صبر کا انجام کامیابی ہے' کشادگی سے مایوس نہ ہو نا زمانہ صرف عبرتیں لاتا ہے' صفائی کے وقت کدورت ظاہر ہوتی ہے اور کدورت کے وقت صفائی پیدا ہوتی ہے اور جب زمانہ ایک دفعہ دکھ دے تو وہ اہل زمانہ کو خوش کرتا ہے اور دکھ اور خوشی کب تک ہے اور سب کے فیصلوں پر راضی رہ' تو صرف قضا وقدر کا اسیر ہے''۔

اور حضرت نبی کریم ﷺ کی مدح میں اس کا ایک طویل خوبصورت قصیدہ بھی ہے جسے شیخ کمال الدین ابن الزملکانی اور اس کے اصحاب نے شیخ احمد الاعقف سے سنا ہے اور شیخ قطب الدین الیونینی نے اس کے بہت سے اشعار بیان کیے ہیں اور ان میں سے اس کا قصیدہ والیہ بھی ہے جس کے پہلے اشعار یہ ہیں۔

''جس سے میں محبت کرتا ہوں وہ مجھے اعلانیہ طور پر میری وعدہ گاہ پر ملا' اور اس نے میرے ملامت گروں اور حاسدوں کو ذلیل کر دیا اور اس نے عادی نہ ہونے کے باوجود شوق وصل کی وجہ سے زیارت گاہ کی دوری کے باوصف طویل ملاقات کی' اس حسن کے کیا کہنے جس نے میری آنکھ کو اپنا جمال تحفۃً دیا' اور اس ٹھنڈک کے کیا کہنے جس نے میرے دل کو پیاس تحفہ میں دی ہے اور میرے خواب کی سچائی کے کیا کہنے' جس نے مجھے اس کے وصال کی بشارت دی' اور میری آرزوؤں کے حصول اور اے میرے مقصد کی کامیابی۔

جب اس نے سعید کے نصیبے یا سعد جد کے باعث میرے باطن میں تجلی کی تو میرا وجود روشن ہو گیا' وجود اور زائل وجود کے نقش کا مجھے حق دیا گیا ہے اور میرے غم کے مطابق میری دونوں ہتھیلیاں ایک غم دینے والے کی وجہ سے جمعیت سے چپک گئیں''۔

پھر اس نے طویل غزل کہی اور کہا۔

''پس جب ہر شاہد پردہ مجھ پر ظاہر ہوا اور ہر مجلس میں اس نے مجھ سے رمز کے ساتھ بات چیت کی اور آغاز میں اس سے میرا اسماع آزاد ہو گیا اور میرے جیسا شخص مقید سماع سے بچتا ہے اور میرے ہر قلبی مشہود کے لیے شاہد موجود ہے اور اس کے ہر مسموع کے لیے ایک طے شدہ طرز ہے''۔

پھر اس نے کہا۔

مشاہد جمال میں وصل:

میں اسے حلول کے اعتقاد کے بغیر جمال کے تمام اوصاف کے ساتھ دیکھتا ہوں اور ہر خوبصورت باریک کمر اور چمکدار گردن اور نازک اندام میں دیکھتا ہوں اور ہر اس چاند میں جو اپنے بالوں کی رات میں نرم اور لچکدار شاخ پر چمکتا ہے اور ہر باریک کمر سے معانقہ کرتے وقت اور ٹھنڈی شراب کی طرح لعاب دہن چوستے وقت' اور موتی' یاقوت' خوشبو اور زیور میں جو ہر جھکی ہوئی نگاہ والی کی گردن میں پڑا ہوتا ہے اور کپڑوں کے جوڑوں میں' جو میری آنکھوں کو سنہری اور سرخ زبرجد کے ساتھ بھلے لگتے ہیں' اور شراب' خوشبو' اور سننے اور گانے میں اور گانے والے کبوتر کے بار بار مقفی کلام کہنے ہیں' اور درختوں' دریاؤں' پھولوں اور تری میں' اور ہر باغ اور بلند محل میں' اور آسمان کے نیچے مہکنے والے باغ میں جس کی ترکلیاں آفتاب کے نور کو ہنساتی ہیں اور تالاب کی روانی کی صفائی میں جب وہ حکایت بیان کرے اور ہوا اسے ریتی کے پہلو کی طرح سکیڑ دے اور کھیل' کود' خوشی اور اسی غفلت میں جو ہر مقصد کے لیے فرقہ والوں میں مضبوطی سے جم گئی ہے۔

اور ہر مجلس میں دور شراب کے وقت جو انواع واقسام کے پھلوں کی ترتیب سے بھلی ہوتی ہے اور ہر جمعہ اور عید میں لوگوں کے اجتماع کے وقت اور نئے کپڑوں کے اظہار کے وقت' اور میدان کارزار میں مشرقی تلواروں کی چمک کے وقت اور تیڑھے نیزوں کے پہلوؤں کے جھکاؤ' میں مجھے اس کے جمال کے تمام اوصاف نظر آتے ہیں۔

مظاہر علویہ:

اور اصیل گھوڑوں میں جب وہ ہر میدان میں ہوا سے سبقت کر جاتے ہیں اور وہ سورج کے مشابہ ہو جاتے ہیں جب کہ وہ اپنے نور برج میں ہوتا ہے اور مشرقی افق کے پاس سونے کا آئینہ ہوتا ہے اور ماہ تمام میں' جب وہ اپنی تکمیل کی رات کو افق کا بدر ہوتا ہے آسمان نے اسے شیشہ سے مرصع محل کی مانند چمکا دیا ہے اور ستاروں میں جنہوں نے اس کی تاریکی کو زینت دی ہے گویا وہ زبرجد کی بساط پر بکھرے ہوئے موتی ہیں اور بارش میں جس نے زمین کو اس کے خشک ہو جانے کے بعد سیراب کیا ہے اس کی بخشش کا تسمہ نجد جانے کے بعد تہامہ جانے والا ہے اور بجلی میں' جو اپنے بادل میں کسی وقت ہنستے دانتوں یا سونتی ہوئی تلوار کی طرح ظاہر ہوتی ہے

... کے نقش ... میں ... اور ... میں اور شاندار نظاروں میں مظاہر علویہ کے اوصاف دیکھتا ہوں۔

مظاہر معنویہ:

اور اشعار کی نزاکت میں جو بننے والے کو اچھے لگتے ہیں اور ان کے بدائع کو ناپسند کرنے والے اور استعارے عمدہ بنانے والے سے ظاہر ہوتے ہیں اور جفا کے بعد تجدید وصل کے واپس آنے میں اور دھتکارے اور بھگائے ہوئے شخص کے اندر دنے کے پرسکون ہونے میں اور معشوق کی مہربانی میں جو اپنے محب کا شکوہ کرتا ہے اور دوستی کے وقت نازک الفاظ میں اور کریم الاصل کی سخاوت میں اور ہر سردار کے جذبات عفو ہیں اور عارفین کی حالت بسط وانس میں اور سماع مقید کے وقت ان کے جھومنے میں اور آیات کتاب کے لطف میں جن میں دھمکی کے بعد وعدہ کی روح آہستہ آہستہ چلتی ہے۔

مظاہر جلالیہ:

اسی طرح جلال کے اوصاف ظاہر ہیں جنہیں میں بلاتردد دیکھتا ہوں اور قاضی جلیل کی سطوت اور خاموشی میں اور سخت سرکش بادشاہ کی سطوت میں اور غضبناک آدمی کی طیش کی تیزی میں اور رعب دار سردار کی نخوت میں اور صہباء کے جوش میں جسے اس کے گردش دینے والے نے جائز قرار دیا ہے اور بداخلاق ندیم کے اخلاق کی شدت میں اور گرمی اور سردی میں جنہوں نے زمانے کو تقسیم کرلیا ہے اور ہر حاسد کے تکلیف دینے میں اور نفوس کے مجھ پر اپنا شر مسلط کرنے کے راز میں اور ظالم کے ظلم کی تحسین میں اور عادات کی تنگی میں جو فیصلے سے محسوس کی جاتی ہے اور اس سے سورج کی آنکھ کو سرمہ ڈالنے میں اور ہر میدان کارزار میں سواروں کے حملہ کرنے کے وقت جس میں مرتب نیزوں کے ساتھ لغزش دلائی جاتی ہے اور حملہ آور شیر کی شدت اور حملے میں اور تنگ کرنے والی بیماری کی بدحال زندگی میں اور محبوب کے وصال کے بعد اس کی جفا کاری میں اور پختہ وعدہ کے بعد اس کی عہد شکنی میں اور تکلیف دینے والی جدائی کے خوف میں اور غمگین کے الوداع کرنے کے مقام میں اور دوستوں کے اکٹھے ہونے کے بعد جدا ہو جانے میں اور ہر جمعیت کے پریشان ہونے میں اور ہر اس گھر میں جو آباد ہونے کے بعد ویران ہو گیا ہے اور ہر ٹیلے میں جس کے نشانات مٹ گئے ہیں اور سمندروں کی امواج اور ویرانوں کی وحشت اور جھاگ پیدا کرنے والے پرنالوں کی روانی میں اور میرے تمام فرائض کے قیام میں اور راز عبادت کے سپرد کرنے کی حالت میں اور ہم راز کی عزت کی خاطر نماز میں میرے خشوع کرتے وقت اور رات کے وقت تہجد کو جانے میں حاجیوں کے اپنے حج میں تلبیہ کہنے کی حالت میں اور ہر جنگل میں زندگی کے لیے ان کے کام کرنے میں اور عابد وزاہد کے دل میں ملال سے جو سستی پیدا ہو جاتی ہے اور حلال کو آمیزش سے پاک کرنے کی تنگی میں میں مظاہر جلالیہ کو دیکھتا ہوں۔

مظاہر کمالیہ:

عذاب کے تذکروں اور ظلمت حجاب اور درویش کی حالت قبض میں وہ اوصاف کمال کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اور میں اس کے دیکھنے سے کسی چیز کو قبیح اور بیکار نہیں دیکھتا اور مجھے ہر تکلیف دینے والا محسن کی طرح نظر آتا ہے اور ہر گمراہ کرنے والا راہنمائی کرنے والا نظر آتا ہے اور میرے نزدیک انس و وحشت اور نور و ظلمت اور دور و نزدیک کرنے والے میں کوئی فرق نہیں ہے اور میرا روزہ رکھنا اور افطار کرنا اور میرا سستی کرنا اور کوشش کرنا اور سونا اور تہجد کا دعا کرنا دونوں برابر ہیں میں کبھی شراب کی دوکان میں اپنے آپ کو

گمراہیوں میں مبتلا دیکھتا ہوں اور کبھی مسجد کی محراب میں اور حقیقت میری خواہش کے مطابق ظاہر ہوا ہے میرا وقت ایک مدت کشف کے ساتھ ملا ہوا ہے مجھ سے وطن آباد ہوئے ہیں اور ان کے مظاہر کو میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے میرا دل اشیاء سے متفق ہے اور میرا چینا بڑھ گیا ہے ... ہو چکا ہے ... ہوں ... اور ... کا ... اور ... اور میری عبادت گاہ کا قبلہ اور ہرنوں کی چراگاہ اور قہوہ کی دکان اور پھولوں کا باغ اور مطلع سعد اور اسرار عرفان اور مفتاح حکمت اور انفس وجدان اور آبادی کی کثرت اور شیر کے جوش اور ابھرے ہوئے پستان والی لڑکی کے دبلے پن اور پڑوسیوں کی تاریکی اور راہ پانے والے کا نور میرے نزدیک تمام اضداد مشقت والے کی تکلیف اور عطیہ دینے والے کی بخشش میں آمنے سامنے آ گئے ہیں اور میں نے صورۃً اور معناً مراتب اچھی طرح بیان کر دیا ہے اور میرا گھاٹ تفرد کے چشمہ سے ہے اور ہر وطن میں میرا میدان کارزار ہے جو تفرد کے حق کے ساتھ پاؤں پر کھڑا ہے اگر سب لوگوں سے آگے نکل گیا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اور تو محمد ﷺ کی رسی سے چمٹ گیا ہے آپ پر ہمیشہ بار بار اللہ کی رحمت اور سلامتی ہوتی رہے۔

ابن العود الرافضی:

ابوالقاسم حسین بن العود نجیب الدین الاسدی الحلی شیعہ کا شیخ اور ان کا عالم اسے فضیلت حاصل تھی اور بہت سے علوم میں اس کا حصہ تھا اور یہ خوش گفتار اور خوش معاملہ تھا اور عمدہ کلام کرنے والا تھا اور رات کو بہت عبادت کرنے والا تھا اور اس کے اشعار بھی بہت اچھے ہیں یہ ۵۸۱ھ میں پیدا ہوا اور اس سال کے رمضان میں ۹۶ سال کی عمر میں فوت ہوا اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں اور ان کی نیت کو بہتر جانتا ہے۔

۶۷۸ھ

اس سال کا پہلا دن اتوار تھا اور خلیفہ اور سلطان وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے اور اس سال عجیب امور کا اتفاق ہوا اور وہ یہ کہ تمام حکومتوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور تاتاریوں کا بھی آپس میں اختلاف ہو گیا اور انہوں نے باہم جنگ کی اور ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور السواحل میں فرنگیوں کا اختلاف ہو گیا اور انہوں نے ایک دوسرے پر حملے کیے اور ایک دوسرے کو قتل کیا اور یہی حال ان فرنگیوں کا تھا جو جزائر اور سمندروں کے اندر رہتے تھے انہوں نے اختلاف کیا اور باہم قتال کیا اور اعراب کے قبائل نے بھی ایک دوسرے سے سخت جنگ کی اور اسی طرح حورانہ کے قبیلہ میں اختلاف پیدا ہو گیا اور ان کے درمیان جنگ ٹھن گئی اور اسی طرح الظاہری امراء کے درمیان اس وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا کہ جب سلطان ملک سعید بن الظاہر نے سیس کی طرف فوج روانہ کی تو اس نے دمشق میں قیام کیا اور الخاصکیہ کے ساتھ لہو ولعب میں مشغول ہو گیا اور انہوں نے امور پر قابو پا لیا اور بڑے بڑے امراء اس سے دور ہو گئے اور ان میں سے ایک پارٹی ناراض ہو کر اس سے الگ ہو گئی اور وہ لوگ ان افواج کی راہ میں ٹھہر گئے جو سیس وغیرہ کی طرف گئی تھیں پس فوجیں ان کی طرف واپس آئیں اور جب وہ اکٹھے ہوئے تو انہوں نے ان کے دلوں کو ملک سعید کے بارے میں پریشان کر دیا اور فوج کے دل اس سے منقبض ہو گئے اور کہنے لگے بادشاہ کے لیے لہو ولعب مناسب نہیں بلکہ بادشاہوں کو عدل مسلمانوں کے مصالح اور ان کے دفاع کے بارے میں فکرمند رہنا چاہیے جیسا کہ اس کا باپ تھا اور انہوں نے جو کہا

پیچ کی بلاشبہ ملوک وامراء کا لہو ولعب زوال نعمت اور بربادی حکومت اور خرابی رعیت کی دلیل ہے پھر فوج نے اس سے مراسلت کی کہ وہ الخاصکیہ کو اپنے سے دور کر دے اور اپنے باپ کی طرح اہل دانش کو اپنے قریب کرے مگر اس نے ایسا نہ کیا اس لیے کہ الخاصکیہ کی قوت وشوکت اور کثرت کی وجہ سے اس کے لیے ایسا کرنا ممکن نہ تھا پس فوج سوار ہو کر مرج الصفر کی طرف روانہ ہوگئی اور ابھی وہ قاہرہ دمشق سے نہیں گزرے تھے کہ انہیں دمشق کے مشرق میں پکڑ لیا گیا اور جب وہ سب کے سب مرج الصفر میں جمع ہو گئے تو سلطان نے اپنی والدہ کو ان کے پاس بھیجا تو انہوں نے اس کا استقبال کیا اور اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور وہ ان سے بناوٹی طور پر دوستی کرنے لگی اور امور کی اصلاح کرنے لگی، پس انہوں نے اس کی بات مان لی اور اس کے بیٹے سلطان پر کچھ شروط عائد کیں اور جب وہ سلطان کے پاس واپس آئی تو اس نے ان شروط کی پابندی نہ کی اور نہ ہی الخاصکیہ نے اسے کچھ کرنے دیا' سوافواج دیار مصر کی طرف چلی گئیں اور سلطان بھی ان کے پیچھے پیچھے گیا تا کہ وہ امور کے بگڑنے سے قبل ان کی اصلاح کر لے' مگر وہ ان سے نہ مل سکا اور وہ قاہرہ کی طرف اس سے سبقت کر گئے اور اس نے اپنے بچوں' اہل اور اثقال کو الکرک کی طرف بھیج دیا اور اس میں انہیں محفوظ کر دیا اور فوج کے جو لوگ اس کے پاس باقی رہ گئے تھے ان کے اور الخاصکیہ کے ساتھ دیار مصر کو روانہ ہو گیا اور جب وہ مصر کے نزدیک ہوا تو انہوں نے اسے مصر میں داخل ہونے سے روک دیا اور اس سے جنگ کی اور فریقین میں تھوڑے سے لوگ قتل ہوئے اور ایک امیر نے اسے پکڑ کر اس سے صفوں کو چیرا اور اسے قلعہ جبل میں داخل کر دیا تا کہ حالات پر سکون ہو جائیں مگر اس بات سے وہ مزید بدک گئے اور اسی وقت انہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور اس کا پانی بند کر دیا اور طویل مصائب اور مشکلات کا سلسلہ شروع ہو گیا پھر اس کے بعد امیر سیف الدین قلادون الالفی الصالحی کے ساتھ معاملہ طے پا گیا کہ ملک سعید حکومت کو چھوڑ دے اور اس کے عوض الکرک اور الشوبک لے لے' اور اس کے ساتھ اس کا بھائی نجم الدین خضر بھی رہے اور حکومت اس کے چھوٹے بھائی بدرالدین سلامش کو مل جائے اور امیر سیف الدین قلادون اس کا اتالیق ہو۔

ملک سعید کی معزولی اور اس کے بھائی ملک عادل سلامش کی تقرری:

جب مذکورہ حالات ہوئے تو ۱۷ ربیع الآخر کو سلطان ملک سعید' قلعہ سے اتر کر دار العدل میں آیا اور قضاۃ اور حکومت کے ارباب حل وعقد حاضر ہوئے اور سعید نے خود کو سلطنت سے معزول کر دیا اور انہیں اس بارے میں اپنے پر گواہ بنایا اور انہوں نے اس کے بھائی بدرالدین سلامش کی بیعت کر لی اور اسے ملک عادل کا لقب دیا' اس وقت اس کی عمر سات سال تھی اور انہوں نے امیر سیف الدین قلادون الالفی الصالحی کو اس کا اتالیق مقرر کیا اور خطباء نے اس کا خطبہ دیا اور ان دونوں کے نام کا سکہ بنا اور اس نے اپنے بھائی کو الکرک اور اپنے بھائی خضر کو الشوبک دیا اور اس کے خطوط بھی لکھے اور قضاۃ اور مفتیوں نے بھی اس پر دستخط کیے اور ایلچی شامیوں سے وہ پیمان کرنے آئے جس پر مصریوں نے پیمان کیا تھا اور شام کے نائب امیر ایدمر الظاہری کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کے نائب کے پاس قلعہ میں قید کر دیا گیا اور اس وقت اس کا امیر علم الدین سنجر الا داداری تھا اور شام کے نائب کے اموال وذخائر کو زیر نگرانی رکھا گیا اور امیر شمس الدین سنقر الاشقر بڑی شان وشوکت اور بڑے تصرف کے ساتھ شام کی نیابت پر آیا' اور دار سعادت میں اترا اور لوگوں نے اس کی تعظیم کی اور اس کے ساتھ بادشاہوں کا سا سلوک کیا اور سلطان نے مصر کے تینوں' شافعی' حنفی' حنبلی' قاضیوں

کو معزول کر دیا اور شافعی قاضی کے عوض انہوں نے صدر الدین عمر بن القاضی تاج الدین بن بنت الاعز کو قاضی بنایا اور اس کا نام تقی الدین بن رزین تھا اور انہوں نے اسے اس لیے معزول کیا کہ اس نے ملک سعید سے معزول کرنے میں توقف کیا تھا۔ واللہ اعلم

ملک منصور قلاوون الصالحی کی بیعت

۲۱ رجب بروز منگل امرائے مصر قلعہ جبل میں جمع ہوئے اور انہوں نے ملک عادل سلامش ابن الظاہر کو معزول کر دیا اور اسے نسب سے نکال دیا اور انہوں نے اس کی بیعت صرف اس لیے کی تھی تا کہ سعد کے معزول کرنے پر شر ختم ہو جائے پھر انہوں نے ملک منصور قلادون الصالحی کی بیعت پر اتفاق کر لیا اور اسے ملک منصور کا لقب دیا اور بیعت دمشق آئی تو امراء نے اتفاق کیا اور قسم کھائی' بیان کیا جاتا ہے کہ امیر شمس الدین سنقر الاشقر نے لوگوں کے ساتھ قسم نہ کھائی اور نہ ہی وہ اس کام سے راضی تھا جو ہوا' گویا وہ اندرونی طور پر منصور سے حسد رکھتا تھا کیونکہ وہ اپنے آپ کو الظاہر کے ہاں اس سے بڑا سمجھتا تھا اور دیار مصر و شام میں منابر پر منصور کا خطبہ دیا گیا اور اس کے نام کا سکہ ڈھالا گیا اور اس کی رائے کے مطابق امور کا سلسلہ شروع ہو گیا اور اس نے عزل و نصب کیا اور بقیہ بلاد میں بھی اس کے احکام نافذ ہوئے سو اس نے برہان الدین بخاری کو وزارت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ فخر الدین ابن لقمان کو سیکرٹری اور دیار مصر میں دیوان الانشاء کا افسر مقرر کیا۔

اور اس سال کے ۲۱ ذوالقعدہ کو جمعرات کے دن ملک سعید ابن ملک الظاہر نے الکرک میں وفات پائی اور ابھی اس کے حالات بیان ہوں گے۔ ان شاء اللہ

اور اس سال شام کے نائب امیر ایدمر کو ایک بیماری کے باعث پالکی میں اٹھا کر دیار مصر لایا گیا اور وہ ذوالقعدہ کے آخر میں اس میں داخل ہوا اور اسے قلعہ مصر میں قید کر دیا گیا۔

دمشق میں سنقر الاشقر کی سلطنت:

جب ۲۴ رذوالقعدہ کو جمعہ کا دن آیا تو امیر شمس الدین سنقر الاشقر نماز عصر کے بعد دار السعادت سے سوار ہوا اور اس کے آگے آگے امراء کی ایک جماعت اور فوج پیدل چل رہی تھی اور اس نے قلعہ کے اس دروازے کا قصد کیا جو شہر کے نزدیک ہے اور اچانک اس سے قلعہ میں داخل ہو گیا کیا اور امراء کو بلایا اور انہوں نے سلطنت پر اس کی بیعت کی اور اس نے ملک کامل کا لقب اختیار کیا اور قلعہ میں ٹھہر گیا اور منادی کرنے والوں نے دمشق میں اس کا اعلان کر دیا اور جب ہفتہ کی صبح ہوئی تو اس نے قضاۃ' علماء اعیان اور شہر کے سرکردہ لوگوں کو قلعہ میں مسجد ابوالدرداء میں بلایا اور انہیں حلف دیا اور بقیہ امراء اور فوج نے بھی اسے حلف دیا اور اس نے اطراف کی حفاظت اور غلہ جات حاصل کرنے کے لیے فوج کو بھیجا اور ملک منصور کو الشوبک کی طرف بھیجا اور اس کے نائبین نے اس کی سپردداری لے لی' اور نجم الدین خضر نے انہیں رکاوٹ نہ کی اور اس سال قبۃ النسر میں غربی چار نئے پہلو بنائے گئے اور اس سال فتح الدین بن قیسرانی کو دمشق کی وزارت سے معزول کر کے تقی الدین بن توبۃ التکریتی کو اس کا وزیر مقرر کیا گیا۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عز الدین بن غانم الواعظ

عبدالسلام بن احمد بن غانم بن علی بن ابراہیم بن عساکر بن حسین عزالدین احمد الانصاری المقدسی عجیب کلام لکھنے والا فصیح شاعر اور لگاتار وعظ کرنے والا واعظ تھا جس نے ابن الجوزی اور اس کے امثال کے طریق پر وعظ کیا اور قطب الدین نے آپ کی بہت سی شاندار باتیں بیان کی ہیں اور لوگوں کے ہاں آپ کو قبولیت حاصل تھی' ایک دفعہ آپ نے کعبہ کے سامنے تقریر کی اور شیخ تاج الدین بن الفزاری اور شیخ تقی الدین بن دقیق العید اور یمن کے ابن الجمیل اور دیگر علماء اور عباد بھی لوگوں میں موجود تھے' آپ نے نہایت شاندار اور بلیغ تقریر کی اس مجلس کا حال شیخ تاج الدین الفزاری نے بیان کیا ہے' اس وقت آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔

ملک سعید بن ملک الظاہر:

برکہ خان ناصر الدین محمد بن برکۃ ابوالمعالی ابن السلطان' ملک الظاہر رکن الدین بیبرس البندقداری' اس کے باپ نے اپنی زندگی میں امراء سے اس کی بیعت لی' اور جب اس کا باپ فوت ہو گیا تو بادشاہ کی حیثیت سے اس کی بیعت کی گئی اور اس کی عمر ۱۹ سال تھی اور شروع میں اس کے لیے امور' سعادت کے ساتھ چلے' پھر الخاصکیہ نے اس پر غلبہ پالیا اور یہ ان کے ساتھ میدان اخضر میں کھیلنے لگا' بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اس کی پہلی گراوٹ تھی اور بسا اوقات یہ موقع بھی آیا کہ یہ ان کے لیے اتر پڑتا' سو بڑے بڑے امراء نے اس کو ناپسند کیا اور اس بات سے برا منایا کہ ان کا بادشاہ بچوں کے ساتھ کھیلے' اور اپنے آپ کو ان کی طرح سمجھے اور انہوں نے اس بارے میں اس سے خط وکتابت کی کہ وہ اپنی روش سے باز آ جائے مگر اس نے اسے قبول نہ کیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں انہوں نے اسے معزول کر دیا اور سلطان ملک منصور قلاوون کو رجب کے آخر میں اپنا بادشاہ بنا لیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر اس سال ۱۱ ذوالقعدہ کو جمعہ کے روز الکرک میں اس کی وفات ہوگئی' بیان کیا جاتا ہے کہ اسے زہر دیا گیا تھا۔ واللہ اعلم

اور پہلے اسے جعفر کی قبر کے پاس اور اس کے ان اصحاب کے پاس جنہیں اس کی موت کی وجہ سے قتل کر دیا گیا تھا دفن کیا گیا پھر اسے دمشق منتقل کیا گیا اور ۶۸۰ھ میں اس کے باپ کی قبر میں دفن کر دیا گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی نجم الدین خضر الکرک کا بادشاہ بن گیا اور ملک مسعود کا لقب اختیار کر لیا اور منصور نے اس کے ہاتھ سے الکرک کو چھین لیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

۶۷۹ھ

اس سال کا پہلا دن جمعرات ۳ مئی تھا اور الحاکم بامر اللہ' خلیفہ' اور مصر کا بادشاہ ملک منصور قلاوون الصالحی تھا اور اسی طرح وہ بعض بلاد شام کا بادشاہ بھی تھا اور دمشق اور اس کے مضافات پر سنقر الاشقر نے قبضہ کر لیا تھا اور الکرک کا حکمران ملک مسعود بن الظاہر تھا اور حماۃ کا حکمران ملک منصور ناصر الدین محمد بن الملک المظفر تقی الدین محمود تھا اور عراق' بلاد جزیرہ' خراسان' موصل' اربل آذربائیجان' بلاد بکر اور خلاط اور اس کے اردگرد کا علاقہ اور دیگر شہر تاتاریوں کے قبضے میں تھے اور اسی طرح بلاد روم بھی ان کے قبضے میں تھے لیکن ان میں غیاث الدین بن رکن الدین صرف نام کا حکمران تھا اور یمن کا حکمران ملک مظفر شمس الدین یوسف بن عمر تھا اور

حرم شریف کا حکمران نجم الدین بن ابی نمی الحسنی تھا اور مدینہ کا حکمران عز الدین جماز بن شیحہ الحسینی تھا اور مذکورہ سال کے آغاز میں سلطان ملک کامل سنقر الاشقر قلعہ سے سوار ہو کر میدان کی طرف گیا اور اس کے آگے آگے امراء اور [illegible] تھے اور وہ خلعت پہنے ہوئے تھے اور قضاۃ اور اعیان اس کے ساتھ سوار تھے اس نے کچھ وقت میدان میں اگلے لوگوں سے باتیں بیان کیں پھر قلعہ کی طرف واپس آ گیا اور عربوں کا بادشاہ امیر شرف الدین عیسیٰ بن مہنا اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور دستر خوان پر اس کے پہلو میں بیٹھ گیا اور کامل اس کے لیے ٹھہر گیا اور اسی طرح حجاز کے اعراب کا بادشاہ اس کی خدمت میں آیا اور کامل سنقر نے حکم دیا کہ حلبی علاقے کو قاضی شمس الدین بن خلکان کی حکومت کے ساتھ شامل کر دیا جائے اور اس نے امینیہ کی تدریس پر آپ کو مقرر کیا اور اسے ابن سنی الدولہ سے چھین لیا۔

اور جب دیار مصر میں ملک منصور کو اس بات کی اطلاع پہنچی جو سنقر الاشقر نے شام میں کی تھی تو اس نے اس کے مقابلے میں زبردست فوج بھیجی اور انہوں نے سنقر الاشقر کی فوج کو شکست دی جسے اس نے غزہ کی طرف بھیجا تھا اور وہ اسے اپنے آگے لگا کر لے آئے' حتیٰ کہ مصری فوج دمشق کے قریب پہنچ گئی پس کامل نے حکم دیا کہ جسورہ میں تنگ راستہ بنایا جائے یہ ۱۲ صفر بدھ کے دن کا واقعہ ہے اور وہ خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ اٹھا اور وہاں اترا اور بہت سے لوگوں کو خادم بنایا اور بہت مال خرچ کیا اور عربوں کا امیر شرف الدین عیسیٰ بن مہنا اور شہاب الدین احمد بن حجی بھی اس کے ساتھ آ ملے اور نجد وحماۃ کی فوج اور بہت سے بعلبک کے جوان بھی اس کے پاس آ گئے اور جب ۱۶ صفر کو اتوار کا دن آیا تو حلبی فوج امیر علم الدین سنجر الحلبی کے ساتھ آئی جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو انہوں نے دن کے چوتھے پہر تک جنگ کی اور بہت سے لوگ مارے گئے اور ملک کامل سنقر الاشقر نے بڑی ثابت قدمی دکھائی لیکن فوج نے گڑبڑ کر دی' ان میں سے کچھ لوگ مصری کی طرف چلے گئے اور ان میں سے کچھ نے ہر طرف شکست کھائی اور اس کے اصحاب اسے چھوڑ گئے' اور اسے عیسیٰ بن مہنا کے ساتھ المرح کے راستے میں ایک چھوٹی سی جماعت کے ہمراہ شکست کھانے کے سوا کوئی چارانہ رہا' پس وہ انہیں الرحبہ کے جنگل کی طرف لے گیا اور انہیں بالوں والے خیموں میں اتارا اور جب تک وہ اس کے پاس قیام کئے رہے اس نے انہیں اور ان کے چوپاؤں کو ٹھہرائے رکھا پھر اس نے ان امراء کی طرف پیغام بھیجا جو اسے شکست کھا کر چھوڑ گئے تھے اور انہوں نے ان کے لیے امیر سنجر سے امان حاصل کی اور وہ دمشق کے باہر اترا اور دمشق بند تھا سو اس نے نائب قلعہ سے مراسلت کی اور وہ وہیں رہا حتیٰ کہ دن کے آخر میں باب الفرج کو اس نے فتح کر لیا اور شہر کے اندر سے قلعہ فتح ہو گیا اور اس نے منصور کے لیے اس کی سپرد داری لے لی' اور امیر رکن الدین بیبرس العجمی کو جو حالق کے نام سے مشہور ہے اور امیر الاجین حسام الدین منصوری وغیرہ امراء کو جنہیں امیر سنقر الاشقر نے قید کیا تھا' رہا کر دیا اور سنجر نے ایلچیوں کو ملک منصور کے پاس بھیجا کہ وہ اسے صورت حال سے آگاہ کریں' اور سنجر نے تین ہزار فوج کو سنقر الاشقر کی تلاش میں بھیجا۔

اور آج کے دن ابن خلکان' امیر سنجر حلبی کو سلام کرنے آئے تو اس نے آپ کو خانقاہ نجیبیہ کے بالائی حصے میں قید کر دیا اور ۲۰ صفر کو جمعرات کے روز معزول کر دیا اور قاضی نجم الدین بن سنی الدولہ کے قاضی بننے کا حکم جاری کیا اور اس نے اسے سنبھال لیا پھر ایلچی ملک منصور قلادون کا خط لے کر آئے جس میں کچھ لوگوں پر اظہار ناراضگی کیا اور سب کو معاف کر دیا اس کے لیے دعاؤں میں

اضافہ ہو گیا اور امیر حسام الدین لاجین السلحداری المنصوری کے لیے شام کی نیابت کا حکم آیا اور علم الدین سنجر حلبی بھی اس کے ساتھ داخل ہوا اور اس نے اسے دار السعادۃ میں مقرر کیا اور سنجر نے قاضی ابن خلکان کو حکم دیا کہ وہ مدرسہ عادلیہ کبیرہ میں منتقل ہو جائیں تاکہ نجم الدین بن سنی الدولہ وہاں ٹھہر سکے اور آپ سے اس بارے میں اصرار کیا تو آپ نے ایک شتربان کو بلایا کہ وہ آپ کے اثاث واثقال وغیرہ الصالحیہ لے جائے تو اچانک سلطان کا خط لے کر آیا جس میں ابن خلکان کے قضاء پر مقرر کرنے اور اس سے درگذر کرنے کا ذکر تھا نیز اس میں آپ کی تعریف بھی کی گئی تھی اور اس نے آپ کی پہلی خدمات کا بھی ذکر کیا اور اس کے ساتھ آپ کے لیے ایک قیمتی خلعت بھی تھا جسے آپ نے پہنا اور اس کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کی اور امراء کو سلام کیا تو انہوں نے آپ کی تعظیم اور اکرام کیا اور لوگ اس سے خوش ہو گئے اور اس کے درگذر کرنے سے بھی خوش ہوئے۔

اور جب افواج' سنقر الاشقر کی تلاش میں نکلیں تو اس نے امیر عیسیٰ بن مہنا کو چھوڑ دیا اور سواحل کی طرف چلا گیا اور وہاں اس نے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا' جن میں صہیون بھی تھا جس میں اس کی اولاد اور ذخائر تھے اور بلاطس' برزیہ' عسکا' جبلہ' لاذقیہ' شغر بکاس اور شیزر کے قلعے بھی شامل تھے اور اس نے امیر عز الدین ازدمر الحاج کو اس میں نائب مقرر کیا اور سلطان منصور نے قلعہ شیزر کے محاصرہ کے لیے فوج کا ایک دستہ بھیجا' اسی اثناء میں جب تاتاریوں نے مسلمانوں کے اختلاف کے بات سنی تو وہ اچانک آ گئے اور بقیہ بلاد کے لوگ ان کے آگے شام کی طرف بھاگ گئے اور شام سے مصر کی طرف چلے گئے اور تاتاریوں نے حلب پہنچ کر بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بہت بڑی فوج کو لوٹ لیا اور انہوں نے خیال کیا کہ سنقر اشقر کی فوج' منصور کے خلاف ان کے ساتھ ہو گئی مگر انہوں نے معاملہ اس کے برعکس پایا اور یہ بات یوں ہوئی کہ منصور نے سنقر الاشقر کو لکھا کہ تاتاری مسلمانوں کی طرف آ گئے ہیں اور مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان کے خلاف متحد ہو جائیں تاکہ ہمارے اور ان کے درمیان مسلمان ہلاک نہ ہوں اور جب وہ شہروں پر قبضہ کر لیں گے تو ہم میں سے کسی کو نہیں چھوڑیں گے' اور سنقر نے اسے سمع واطاعت کا خط لکھا اور اپنے قلعے سے باہر آیا اور اپنی فوج کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا تاکہ تیار رہے اور جب اسے طلب کیا جائے تو وہ جواب دے اور اس کے نائبین بھی اپنے اپنے قلعوں سے اتر آئے اور تاتاریوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور ملک منصور فوجوں کے ساتھ جمادی الآخرۃ کے آخر میں مصر سے نکلا اور جمادی الآخرہ کے تیسرے جمعہ کو جامع دمشق کے منبر پر سلطان کا خط سنایا گیا کہ اس نے اپنے بیٹے علی کے متعلق وصیت کی ہے اور اس نے ملک صالح کا لقب اختیار کیا اور جب وہ خط پڑھنے سے فارغ ہوا تو ایلچیوں نے آ کر خبر دی کہ تاتاری حلب سے اپنے ملک کو واپس چلے گئے ہیں اور یہ واپسی اس وقت سے ہوئی جب انہیں اطلاع ملی کہ مسلمان متحد ہو گئے ہیں' پس مسلمان اس بات سے خوش ہو گئے۔ وللہ الحمد

اور منصور' مصر کی طرف واپس آ گیا حالانکہ وہ غزہ تک پہنچ گیا تھا اور اس سے اس کا مقصد شام پر دباؤ کا کم کرنا تھا سو وہ ۱۵ر شعبان کو مصر پہنچ گیا' اور جمادی الآخرۃ میں برہان الدین سنجاری کو دوبارہ مصر کی وزارت دے دی گئی اور فخر الدین بن لقمان کتابت انشاء کی طرف واپس آ گیا اور رمضان کے آخر میں' ابن رزین کو دوبارہ قاضی بنا دیا گیا اور ابن بنت الاعز کو معزول کر دیا گیا اور قاضی نفیس الدین بن شکر مالکی اور معین الدین حنفی کو دوبارہ قاضی بنا دیا گیا اور عز الدین المقدسی حنابلہ کے قاضی بن گئے' اور ذوالحجہ

میں ابن خلکان کے متعلق حکم آیا کہ حلبی علاقے کو ان کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے وہ اپنے نائبین میں سے جسے چاہیں وہاں نائب مقرر کر دیں اور ذوالحجہ کے آغاز میں ملک منصور بلاد مصر سے فوج کے ساتھ شام جانے کے ارادے سے نکلا اور اس نے مصر پر اپنے بیٹے ملک صالح علی بن منصور کو اپنی واپسی کے وقت تک نائب مقرر کیا‘ شیخ قطب الدین نے بیان کیا ہے کہ [illegible] مصر میں بہت بڑے اولے پڑے جنہوں نے بہت سے غلوں کو تباہ کر دیا اور اسکندریہ میں بجلی گری اور اسی روز جبل احمر کے نیچے چٹان پر دوبارہ بجلی گری اور اس نے اسے جلا کر رکھ دیا اور اس لوہے کو لے کر پگھلایا گیا تو اس سے مصری رطل اوقیے نکلے‘ اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ آ کر عسکا کے سامنے اتر پڑا اور فرنگی اس سے سخت خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے مصالحت کی تجدید کے لیے اس سے مراسلت کی اور امیر عیسیٰ بن مہنا بلاد عراق سے‘ منصور کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ اسی مقام پر تھا پس سلطان نے اپنی فوج کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اس کا اکرام واحترام کیا اور اس سے عفو واحسان کا معاملہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امیر کبیر جمال الدین آقوش الشمسی:

آپ امرائے اسلام میں سے ایک امیر تھے اور آپ ہی نے تاتاریوں کے ایک سالار کتبغا نوین کے قتل کی ذمہ داری لی تھی اور وہ عین جالوت کے روز ان میں مطاع تھا اور آپ ہی نے عزالدین ایدمر الظاہری کو گزشتہ سال حلب میں گرفتار کیا تھا اور آپ کی وفات بھی وہیں ہوئی۔

شیخ صالح داؤد بن حاتم:

ابن عمر الحبال‘ آپ حنبلی المذہب تھے‘ آپ کے احوال وکرامات اور مکاشفات صالحہ بھی ہیں اور آپ کے آباء کا اصل وطن حران ہے اور آپ کی اقامت بعلبک میں تھی اور آپ نے وہیں پر ۹۶ سال کی عمر میں وفات پائی‘ اور شیخ قطب الدین ابن الشیخ الفقیہ الیونینی نے آپ کی تعریف کی ہے۔

امیر کبیر:

نورالدین علی بن عمر ابوالحسن الطوری‘ آپ اکابر امراء میں سے تھے اور آپ کی عمر ۹۰ سال سے زیادہ تھی اور آپ کی موت اس وجہ سے ہوئی کہ آپ سنقر الاشقر کی جنگ کے روز گھوڑے کے سم تلے گر پڑے اور اس کے بعد بیمار ہی رہے یہاں تک کہ دو ماہ بعد فوت ہو گئے اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے۔

جزار شاعر:

یحییٰ بن عبدالعظیم بن یحییٰ بن محمد بن علی جمال الدین ابوالحسین مصری‘ بیہودہ گو شاعر جو الجزار کے نام سے مشہور ہے اس نے ملوک‘ وزراء اور امراء کی مدح کی اور یہ ذہین اور بیہودہ گو اور دلچسپ بحث کرنے والا تھا‘ اس کی پیدائش ۶۰۰ھ کی حدود میں ایک یا دو سال بعد ہوئی اور اس سال کی ۱۲ شوال کو منگل کے روز اس نے وفات پائی اس کے شعر ہیں۔

''مجھے پکڑ لو مجھے سردی سے ڈھانپ لینے والا غم لاحق ہے اور میرے اندر آگ بھڑک رہی ہے امیدوں نے مجھے وہم کا لباس پہنا دیا ہے اور دیکھ یہ تیرا غم بڑھ رہا ہے اور تیرے پاس نہیں اور تجھ سے ہیں اور جب تو سردی سے تیرا غم زیادہ ہو جاتا ہے تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ مستجاب ہے''۔

اس کے باپ نے ایک بڑھیا سے نکاح کیا تو اس نے کہا:

''میرے بوڑھے باپ نے ایک بڑھیا سے نکاح کیا ہے جس میں نہ عقل ہے نہ ذہن ہے گویا وہ اپنے فرش میں ایک بوسیدہ ہڈی ہے اور اس کے بال اس کے اردگرد کپاس کی طرح ہیں اور اس نے مجھ سے پوچھا اس کی عمر کیا ہے میں نے کہا اس کے منہ میں کوئی دانت نہیں ہے اور اگر وہ تاریکی میں اپنی پیشانی کو ننگا کرے تو جن بھی اس کو دیکھنے کی جسارت نہ کریں''۔

اس سال کا آغاز ہوا تو الحاکم' خلیفہ' اور شہروں کا سلطان ملک منصور قلادون تھا اور ۱۰ محرم کو اہل عسکا المرقب اور سلطان کے درمیان صلح ہوگئی اور سلطان الرحاء میں اترا ہوا تھا اور جو امراء اس کے ساتھ تھے اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور دوسرے قلعہ صہیون کی طرف بھاگ کر سنقر الاشقر کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ۱۹ محرم کو منصور' دمشق آیا اور قلعہ میں اترا اور شہر کو اس کے لیے سجایا گیا اور ۲۹ محرم کو عزالدین بن الصائغ کو اس نے دوبارہ قاضی بنا دیا اور ابن خلکان کو معزول کر دیا اور یکم صفر کو نجم الدین ابن الشیخ شمس بن ابی عمر نے حنابلہ کی قضا سنبھالی اور جب سے آپ کے والد نے اپنے آپ کو قضاء سے علیحدہ کر لیا تھا یہ منصب خالی پڑا تھا اور اس ماہ میں تاج الدین یحییٰ بن محمد بن اسماعیل کردی نے حلب کی قضاء سنبھالی اور اس ماہ ملک منصور دار العدل میں بیٹھا اور فیصلے کیے اور مظلوم کو ظالم سے اس کا حق لے کر دیا اور حماۃ کا حکمران اس کے پاس آیا تو منصور نے اپنی جماعت کے ساتھ خود اس کا استقبال کیا اور وہ باب الفرادیس میں اس کے گھر میں اترا اور ربیع الاوّل میں ملک منصور قلادون اور سنقر الاشقر ملک کامل کے درمیان اس شرط پر صلح ہوگئی کہ وہ سلطان کو شیزر دے دے اور وہ اس کے عوض اسے انطاکیہ' کفر طاب اور شغر بکاس وغیرہ دے گا نیز یہ کہ اس کے ہاتھ میں جو چھ سو سوار ہیں وہ ان کی نگہداشت کرے گا اور دونوں نے اس پر عہد و پیمان کیا اور خوشخبریوں کے طبل بج گئے اور اسی طرح الکرک کے حکمران اور ملک منصور خضر بن الظاہر نے اس شرط پر صلح کی کہ جو کچھ اس کے پاس ہے اور وہ اسی کے پاس رہے گا' اور شہروں میں اس کا اعلان کر دیا گیا اور اس ماہ کے پہلے دہے میں اس نے دمشق میں شراب اور زنا کی کفالت کی اور اس کے لیے ایک کونسل اور سختی کرنے والا آدمی مقرر کیا اور اس حکم کے باطل کرنے کے لیے علماء صلحاء اور عباد کی ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوئی اور بیس روز کے بعد اس نے حکم کو باطل قرار دے دیا اور شرابوں کو گرا دیا گیا اور حدود کو قائم کر دیا گیا۔ وللہ الحمد

اور ۱۹ ربیع الاوّل کو خاتون برکتہ خاں زوجہ ملک الظاہر اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا سعید بھی پہنچا اور وہ اسے الکرک کے نزدیک سے قریۃ المساجد سے اٹھا کر لائی تاکہ اسے اس کے باپ کے پاس الظاہریہ کے قبرستان میں دفن کرے پس اسے فصیل سے رسیوں کے ساتھ اٹھا کر اس کے والد الظاہر کے پاس دفن کر دیا گیا اور اس کی ماں حمص کے حکمران کے ہاں اتری اور اس کے لیے ڈیوٹیاں لگائی گئیں اور اس نے مذکورہ قبرستان میں ۲۱ ربیع الآخر کو اس کے بیٹے کی تعزیت کا عمل کیا' اور سلطان منصور' ارباب حکومت'

قراء اور حفاظ حضرات حاضر ہوئے۔

اور ربیع الآخر کے آخر میں التقی بن توبہ التکریتی کو دمشق کی وزارت سے معزول کر دیا گیا اور اس کے بعد اسے تاج الدین السنہوری نے سنبھالا اور سلطان مصر نے مصر وغیرہ شہروں کی طرف تاتاریوں کے قریب آ جانے کی وجہ سے فوجوں کو بلانے کے لیے خط لکھا پس احمد بن حجی آیا اور اس کے ساتھ بہت سے اعراب بھی تھے اور الکرک کا حکمران ملک مسعود ۱۲؍ جمادی الآخرۃ کو ہفتہ کے روز سلطان کی مدد کو آیا اور لوگ اس کے پاس آئے اور ہر جگہ سے اس کے پاس آئے اور ترکمان اور اعراب بھی اس کے پاس آئے اور دمشق میں بہت افواہیں اڑیں اور وہاں پر بہت سی افواج بھی جمع ہوئیں اور بلاد حلب اور ان نواح سے لوگ بھاگ گئے اور اس خوف سے بھاگ گئے کہ کہیں تاتاری دشمن ان پر اچانک نہ آ پڑے اور تاتاری منکوتمر بن ہلاکو خاں کے ساتھ عنتاب پہنچ گئے اور فاتح افواج' ایک دوسرے کے پیچھے حلب کے نواح کی طرف روانہ ہوگئیں اور تاتاریوں نے جمادی الآخرۃ کے آخر میں الرحبہ میں اعراب کی ایک جماعت سے جنگ کی اور ان میں شاہ تاتار ابغا بھی پوشیدہ طور پر دیکھ رہا تھا کہ اس کے اصحاب کیا کر رہے ہیں اور اس کے دشمنوں کے ساتھ کیسے جنگ کر رہے ہیں پھر منصور دمشق سے نکلا اور اس سے اس کا خروج جمادی الآخر میں ہوا اور خطباء اور آئمہ نے جوامع اور مساجد میں نمازوں وغیرہ میں دعائیں کیں اور سلطان کا حکم آیا کہ کونسلوں اور رجسٹروں میں درج ذمیوں کو مسلمان کیا جائے اور جو اسلام قبول نہ کرے اسے صلیب دیا جائے سو وہ مجبوراً مسلمان ہو گئے اور وہ کہنے لگے ہم ایمان لے آئے ہیں اور حاکم نے ہمارے اسلام کا فیصلہ کیا ہے اور اس سے قبل اس نے پیشکش کی کہ اگر کسی نے ان میں سے انکار کیا تو اسے سوق الخیل میں صلیب دیا جائے گا اور ان کی گردنوں میں رسیاں ڈالی جائیں گی' پس انہوں نے اسی حالت میں اسلام قبول کیا اور جب ملک منصور' حمص پہنچا تو اس نے ملک کامل سنقر الاشقر کو مدد طلب کرتے ہوئے خط لکھا' پس وہ اس کی خدمت میں آیا اور سلطان نے اس کا اکرام واحترام کیا اور اس کے لیے ڈیوٹیاں لگائیں اور سب افواج' ملک منصور کی صحبت میں مکمل ہو کر لامحالہ مخلصانہ طور پر دشمن سے جنگ کرنے کا عزم کیے ہوئے تھیں اور بادشاہ کے نکلنے کے بعد' لوگ جامع دمشق میں جمع ہو گئے اور انہوں نے مصحف عثمانی کو اپنے آگے رکھا اور وہ اسلام اور اہل اسلام کے دشمنوں پر فتح پانے کے لیے اللہ سے عاجزانہ دعائیں کرنے لگے' اور وہ اسی حالت میں' مصحف کو سر پر رکھے دعائیں کرتے' عاجزی کرتے اور روتے ہوئے مصلے کی طرف گئے اور تاتاری تھوڑے تھوڑے ہو کر آئے اور جب وہ حماۃ پہنچے تو انہوں نے بادشاہ کے باغ اور محل اور وہاں جو رہائش گاہیں تھیں انہیں جلا دیا اور سلطان منصور' ترکوں اور ترکمانوں کی فوج کے ساتھ حمص میں خیمہ زن تھا اور دوسری فوج بھی بہت بڑی تھی' اور تاتاری ایک لاکھ یا اس سے زائد جانبازوں کے ساتھ آئے' انا للہ وانا الیہ راجعون' ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

معرکہ حمص:

جب ۱۴؍ رجب کو جمعرات کا دن آیا تو دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی اور طلوع آفتاب کے وقت دونوں مخالفوں کا آمنا سامنا ہوا اور تاتاریوں کی فوج ایک لاکھ تھی اور مسلمانوں کی فوج اس سے نصف یا اس سے کچھ زیادہ تھی اور سب کے سب حضرت خالد بن ولیدؓ کے مزار کے درمیان الرستن تک تھے' پس انہوں نے شدید جنگ کی جس کی مثل طویل زمانوں سے نہیں دیکھی گئی' پس دن کے

پیچھے ہٹے ہیں تو تاتاری غالب آ گئے اور انہوں نے میسرہ کو شکست دی اور اس کی طرح میمنہ بھی پریشان ہو گیا اور اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے اور قلب کا بایاں بازو لوٹ گیا اور سلطان نے ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ بڑی ثابت قدمی دکھائی اور مسلمانوں کی فوج میں سے بہت سے لوگوں نے شکست کھائی اور تاتاری ان کے تعاقب میں تھے حتیٰ کہ وہ ان کے پیچھے پیچھے حمص تک پہنچ گئے اور اس کے دروازے بند تھے پس انہوں نے عوام نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور مسلمان ہلاکت کے بڑے قطعہ ارض کے قریب ہو گئے پھر بہادروں اور سواروں کے بڑے بڑے امراء جیسے سنقر الاشقر' طیبرس الوزیری' بدرالدین امیر صلاح' اتمش' السعدی' حسام الدین لاجین' حسام الدین طرنطائی' الردیداری اوران کے امثال نے باہم مشورہ کیا اور جب انہوں نے سلطان کے ثبات کو دیکھا تو فوج کو سلطان کی طرف لوٹا دیا اور انہوں نے بے جگری کے ساتھ متعدد حملے کیے اور وہ مسلسل پے در پے حملے کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت وطاقت سے تاتاریوں کو شکست دی اور منکوتمر زخمی ہو گیا اور امیر عیسیٰ بن مہنا العرض کی جانب سے ان کے پاس آیا اور تاتاریوں سے ٹکرا گیا اور اس کے ٹکراؤ سے افواج کو مار پڑی اور شکست مکمل ہوگئی۔

اور انہوں نے بہت سے تاتاریوں کو قتل کر دیا اور جن تاتاریوں نے شکست خوردہ مسلمانوں کا تعاقب کیا تھا جب وہ واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے ساتھی شکست کھا چکے ہیں اور فوجیں ان کے تعاقب میں قتل کر رہی ہیں اور قیدی بنا رہی ہیں اور سلطان جھنڈوں تلے اپنی جگہ پر ڈٹا ہوا ہے اور ڈھول اس کے پیچھے بج رہے ہیں حالانکہ اس کے ساتھ صرف ایک ہزار سوار تھے پس انہوں نے اس کا لالچ کیا اور اس سے جنگ کی اور وہ ان کے سامنے ڈٹا رہا اور وہ اس کے سامنے شکست کھا گئے اور اس نے انہیں پیچھے سے مل کر ان کی اکثریت کو قتل کر دیا اور یہ مکمل فتح تھی اور غروب آفتاب سے قبل تاتاریوں کو شکست ہوگئی اور وہ دو گروہوں میں بٹ گئے اور ان میں سے ایک گروہ سلمیہ اور البریہ کی طرف چلا گیا اور دوسرا حلب اور فرات کی طرف چلا گیا اور سلطان نے ان کے پیچھے تعاقب کرنے کے لیے آدمی بھیجے اور ۱۵/رجب کو جمعہ کے روز' فتح کی' بشارت کا خط دمشق آیا اور خوشخبریوں کے طبل بج گئے اور شہر کو سجایا گیا اور شمعیں جلائی گئیں اور لوگ خوش ہو گئے اور جب ہفتہ کی صبح ہوئی تو شکست خوردہ لوگوں کا ایک گروہ آیا جن میں بعلبک الناصری اور حالق وغیرہ بھی تھے اور شروع شروع میں انہوں نے جو شکست دیکھی تھی اس کے متعلق لوگوں کو بتایا اور اس کے بعد انہوں نے کچھ نہیں دیکھا اور لوگ سخت گھبراہٹ اور شدید خوف میں باقی رہے اور بہت سے لوگ بھاگنے کے لیے تیار ہو گئے' اسی اثناء میں اچانک ایلچیوں نے آ کر لوگوں کو پہلی اور پچھلی صورتحال کے متعلق خبر دی' پس لوگ واپس آ گئے اور بہت خوش ہوئے۔

پھر سلطان ۲۲/رجب کو دمشق آیا اور اس کے آگے آگے قیدی تھے جن کے ہاتھوں میں نیزے تھے جن پر مقتولین کے سروں کے ٹکڑے تھے اور وہ جمعہ کا دن تھا اور سلطان کے ساتھ سنقر الاشقر کے اصحاب کی ایک جماعت تھی جن میں علم الدین الردیداری بھی تھا۔ اور سلطان مظفر ومنصور ہو کر قلعہ میں اترا اور اس کے لیے محبت میں اضافہ ہوا اور بہت دعائیں ہوئیں اور سنقر الاشقر نے سلطان کو حمص سے الوداع کہا اور صہیون کی طرف لوٹ آیا اور تاتاریوں نے برے اور تباہ کن حالات میں شکست کھائی انہیں ہر جانب سے اچک لیا جاتا اور ہر راستے میں انہیں قتل کیا جاتا حتیٰ کہ وہ فرات تک پہنچ گئے اور ان کی اکثریت غرق ہوگئی اور اہل البیرہ ان کے پاس آئے اور انہوں نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور دوسروں کو قیدی بنا لیا اور فوجیں ان کے تعاقب میں انہیں شہروں سے

بھگا رہی تھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ان سے راحت دی۔

اور اس معرکہ میں سادات امراء کی ایک جماعت نے شہادت پائی جن میں امیر الحاج عز الدین ازدمر جمعدار بھی تھا اور اس نے اس روز شاندار کارنامہ [illegible] اور زخمی ہو گیا تھا اس نے [illegible] میں [illegible] کہ وہ اس کی طرف چھلانگ لگانے والا ہے اور اس نے اپنے نیزے سے اس کا پیچھا کیا حتیٰ کہ اس تک پہنچ گیا اور اسے نیزہ مار کر زخمی کر دیا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا اللہ اس پر رحم فرمائے اور اسے حضرت خالد بن ولیدؓ کے مزار کے قریب دفن کیا گیا۔

اور سلطان ۲ رشعبان کو اتوار کے روز' دمشق سے دیار مصر کو گیا اور لوگ اس کے لیے دعائیں کرنے لگے اور علم الدین الردیداری بھی اس کے ساتھ گیا پھر وہ غزہ سے واپس آ گیا' اور المشد نے اسے شام میں امیر اور مصالح کا نگران مقرر کیا اور ۱۲ شعبان کو سلطان مصر آیا اور شعبان کے آخر میں اس نے مصر اور قاہرہ کی قضا' قاضی وجیہ الدین البہنسی الشافعی کے سپرد کی اور ۷ ررمضان کو اتوار کے دن دمشق میں مدرسہ جوہریہ' اس کے بنانے والے اور وقف کرنے والے شیخ نجم الدین محمد بن عباس بن ابی المسکارم التمیمی الجوہری کی زندگی میں کھولا گیا اور حنفیہ کے قاضی حسام الدین رازی نے وہاں پڑھایا اور ۲۹ رشعبان ہفتے کی صبح کو قاسیون میں ابوعمر کے مدرسہ کی اذان گاہ پرانی مسجد پر گر پڑی اور ایک شخص مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے باقی جماعت کو بچا لیا' اور ۱۰ ررمضان کو دمشق میں بڑی برف اور سخت ہوا کے ساتھ بہت سردی پڑی حتیٰ کہ وہ برف زمین سے ایک ہاتھ اونچی ہوگئی اور سبزیاں خراب ہوگئیں اور لوگوں کے روزگار بند ہو گئے اور شوال میں سنجار کا حکمران تاتاریوں سے بھاگ کر دمشق پہنچا اور اپنے اہل و مال کے ساتھ سلطان کی اطاعت میں شامل ہو گیا اور شہر کے نائب نے اس کا استقبال کیا اور اس کی عزت کی اور اسے اعزاز و اکرام کے ساتھ مصر کی طرف بھجوا دیا۔

اور شوال میں ان اہل کتاب ذمیوں کے بارے میں ایک مجلس منعقد ہوئی جنھوں نے مجبوراً اسلام قبول کیا تھا اور مفتیوں کی ایک جماعت نے ان کے لیے لکھا کہ چونکہ ان کے ساتھ زبردستی کی گئی ہے انہیں اپنے دین کی طرف واپس جانے کا حق حاصل ہے اور قاضی جمال الدین ابن ابی یعقوب مالکی کے سامنے زبردستی ثابت کر دی گئی' پس ان کی اکثریت اپنے دین کی طرف واپس آ گئی اور پہلے کی طرح ان پر جزیہ عائد کر دیا گیا' اللہ ان کو اس روز روسیاہ کرے جب کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ انہیں اس پر بہت تاوان ڈالا گیا اللہ ان کا برا کرے۔

اور ذوالقعدہ میں' سلطان نے ایتمش السعدی کو گرفتار کر کے قلعہ جبل میں قید کر دیا اور اس کے نائب نے دمشق میں سیف الدین بلبان الہارونی کو گرفتار کر کے اس کے قلعہ میں قید کر دیا اور ۲۹ رذوالقعدہ کو جمعرات کی صبح کو یعنی ۱۰ رمارچ کو لوگوں نے دمشق کی عیدگاہ میں نماز استسقاء پڑھی اور دس دن بعد وہ سیراب ہو گئے اور اس سال ملک منصور نے تمام آل ملک الظاہر یعنی عورتوں بچوں اور خدام کو دیار مصر سے الکرک کی طرف نکال دیا تا کہ وہ ملک مسعود خضر بن الظاہر کی پناہ میں رہیں۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شاہ تاتار ابغا بن ہلاکو خان

ابن تولی بن چنگیز خان' یہ عالی ہمت' بہت گہری سوچ والا اور صاحب الرائے اور صاحب تدبیر تھا اور اس کی عمر پچاس سال تھی اور اس کی مدت حکومت ۱۸ سال تھی اور وہ اپنے والد کے بعد تدبیر اور دانشمندی میں اس کی مثل نہ تھا اور حمص کا یہ معرکہ اس کی رائے اور مشورے سے نہ ہوا تھا لیکن اس کے بھائی منکوتمر کو یہ بات پسند تھی اور اس نے اس کی مخالفت نہ کی اور میں نے ایک بغدادی کی تاریخ میں دیکھا ہے کہ شام کی طرف منکوتمر کی آمد سنقر الاشقر کی خط و کتابت کی وجہ سے ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

اور یہ ابغا بنفس نفیس آیا اور فرات کے نزدیک اترا تا کہ دیکھے کہ کیا معاملہ ہے اور جو ماجرا ان کے ساتھ ہوا اس نے اسے تکلیف دی اور وہ غم و حزن کے باعث مر گیا اس نے اس سال کی عیدین کے درمیان وفات پائی اور اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان احمد بادشاہ بنا۔

اور اس سال قاضی القضاۃ نجم الدین ابوبکر بن قاضی القضاۃ صدر الدین احمد بن قاضی القضاۃ' شمس الدین یحییٰ بن ہبۃ اللہ ابن الحسن بن یحییٰ بن محمد بن علی الشافعی ابن سنی الدولہ نے وفات پائی آپ ۶۱۶ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور مذہب میں مہارت حاصل کی' اور اپنے باپ کے نائب بنے آپ کی سیرت قابل تعریف ہے اور حکومت مظفریہ میں آپ بااختیار قاضی بنے اور آپ کی تعریف ہوئی اور شیخ شہاب الدین آپ کو اور آپ کے باپ کو گالیاں دیتا تھا اور البرزالی نے بیان کیا ہے کہ آپ احکام کے بارے میں سخت تھے اور فضیلت والے تھے اور آپ مصر میں ٹھہر گئے اور جامع مصر میں پڑھایا پھر دمشق کی طرف واپس آ گئے اور امینیہ اور رکینہ میں پڑھایا اور حلب کی قضاء سنبھالی اور دمشق کی طرف واپس آ گئے اور سنجر نے اسے دمشق کی قضاء سپرد کی پھر اسے ابن خلکان کے ذریعے معزول کر دیا گیا جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر ۳ رمحرم کو منگل کے روز آپ کی وفات ہو گئی اور دوسرے روز' نویں محرم کو اسے قاسیون میں اس کے دادے کی قبر میں دفن کیا گیا۔

قاضی القضاۃ صدر الدین عمر:

اور ۱۰ رمحرم کو قاضی صدر الدین عمر ابن القاضی تاج الدین عبدالوہاب بن خلف بن ابی القاسم العلائی ابن بنت الاعز' مصری نے وفات پائی' آپ یکتا فاضل اور مذہب کے عارف اور اپنے باپ کی طرف احکام میں جستجو کرنے والے تھے اور القرافہ میں دفن ہوئے۔

شیخ ابراہیم بن سعید الشاغوری:

بدحواس جو الجیعانہ کے نام سے مشہور تھا یہ شخص دمشق میں مشہور و معروف تھا اور لایعقل عوام کی زبانوں پر اس کے احوال و مکاشفات کا تذکرہ تھا اور یہ نہ نمازیں پڑھتا تھا اور نہ لوگوں کے ساتھ روزے رکھتا تھا اس کے باوجود بہت سے عوام اس کے متعلق اعتقاد رکھتے تھے' اس نے ۷ رجمادی الاولیٰ کو اتوار کے پائی روز وفات پائی اور قاسیون کے دامن میں بدحواسوں کے قبرستان میں شیخ

یوسف القمینی کے پاس دفن ہوا اور شیخ یوسف اس سے مدت پہلے فوت ہو چکا تھا اور شیخ یوسف البر درعین میں اقمین حمام نور الدین شہید میں رہتا تھا اور نجاستوں اور گندگی پر بیٹھا کرتا تھا اور صحرائی لباس پہنتا تھا اور گلیوں میں نجاستوں کی طرف مائل ہوتا تھا اور لوگوں میں اسے قبولیت حاصل تھی اور اطاعت حاصل تھی اور لوگ اس سے نسبت اور اعتقاد میں غلو کرتے تھے اور وہ نماز نہیں پڑھتا تھا اور نہ نجاست سے پرہیز کرتا تھا اور جو اس کی ملاقات کو آتا وہ باب الاقمین پر نجاست پر بیٹھ جاتا اور عوام اس سے مکاشفات و کرامات کا ذکر کرتے تھے اور یہ سب باتیں عوام اور نامعقول لوگوں کی خرافات ہیں اور وہ دوسرے مجانین اور بدحواس لوگوں کے بارے میں بھی ایسا ہی اعتقاد رکھتے ہیں اور جب شیخ یوسف القیمنی فوت ہو گیا تو بے شمار عوام اس کے جنازہ کے لیے نکلے اور اس کا جنازہ ان کی وجہ سے بھرپور تھا اور اسے لوگوں کی گردنوں پر اٹھا کر قاسیون کے دامن میں لایا گیا اور اس کے آگے آگے کمینے اور فریب کار لوگ تھے اور تہلیل ہو رہی تھی اور ایسے امور بھی تھے جو عوام میں بھی جائز نہیں ہیں حتیٰ کہ وہ اسے قاسیون میں بدحواسوں کے قبرستان میں لے آئے اور وہاں اسے دفن کر دیا اور ایک شخص نے اس کی قبر کا اہتمام کیا اور اس پر منقوش پتھر لگا دیئے اور اس کی قبر پر پینٹ والا چھت لگایا اور اس پر ایک کمرہ اور دروازے بھی بنائے اور اس میں بڑا غلو کیا اور مدت تک وہ اور ایک جماعت اس کے پاس رہ کر قرأت و تہلیل کرتے رہے اور وہ ان کے لیے کھانا پکاتا اور وہ کھاتے پیتے' حاصل کلام یہ کہ جب شیخ یوسف القیمنی فوت ہوا تو شیخ ابراہیم جیعانہ الشاغور سے اپنے پیروکاروں کی ایک جماعت کے ساتھ باب الصغیر کی طرف آیا اور وہ بہت شور و غوغا کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے' ہمیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت دو' ہمیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت دو' اس بارے میں اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا مجھے بیس سال ہو گئے ہیں' میں دمشق کی فصیل کے اندر نہیں گیا اور جب کبھی میں اس کے کسی دروازے پر آتا ہوں اس درندے کو دروازے پر بیٹھے پاتا ہوں' اور میں اس کے خوف کے باعث داخل نہیں ہو سکتا اور جب وہ مر گیا تو اس نے ہمیں داخل ہونے کی اجازت دے دی اور یہ سب رذیل اور بے عقل لوگوں کی باتیں ہیں جو حقیقت کو چھپانے کے لیے مزین کر کے بیان کی جاتی ہیں اور اس قسم کے لوگ ہر کائیں کائیں کرنے والے کے پیروکار ہو جاتے ہیں' اور بعض نے بیان کیا ہے کہ شیخ یوسف کے پاس جو فتوح آتی تھیں وہ انہیں جیعانہ کی طرف بھیج دیتا تھا اور اللہ ہی اپنے بندوں کے احوال کو بہتر جانتا ہے اور اسی کی طرف ٹھکانہ ہے اور اسی نے حساب لینا ہے۔

اور ہم نے بیان کیا ہے کہ معرکہ حمص میں امراء کی ایک جماعت شہید ہو گئی جن میں امیر عز الدین از دمر السلحد اری بھی ۶۰ سال کی عمر میں شہید ہو گئے آپ نیک امراء میں سے تھے اور عالی ہمت تھے' امید ہے کہ انہیں جنت میں عالی مقام حاصل ہو گا۔

قاضی القضاۃ تقی الدین ابوعبداللہ محمد بن الحسین بن رزین بن موسیٰ العامری الحموی الشافعی آپ ۶۰۳ھ میں پیدا ہوئے اور آپ نے سماع حدیث کیا اور شیخ تقی الدین بن الصلاح سے انتفاع کیا اور مدت تک دارالحدیث کی امامت کی اور الشامیہ میں پڑھایا اور دمشق کے بیت المال کی سپرداری لی' پھر مصر چلے گئے اور وہاں متعدد مدارس میں پڑھایا اور وہاں جج بھی بنے آپ قابل تعریف شخص تھے آپ نے اس سال کی ۳؍رجب کو' اتوار کی رات کو وفات پائی اور مقطم میں دفن ہوئے۔

ملک اشرف:

۲۲ رذوالقعدہ بروز ہفتہ ملک اشرف مظفر الدین موسیٰ بن ملک الزاہر تقی الدین داؤد المجاہد بن اسد الدین شیرکوہ بن الناصر ناصر الدین محمد بن اسد الدین شیرکوہ بن شاذی ابن ... صاحب حمص نے وفات پائی اور قاسیون میں اس کے قبرستان میں دفن ہوا۔

شیخ جمال الدین اسکندری:

اور ذوالقعدہ میں شیخ جمال الدین اسکندری حساب دان دمشق نے وفات پائی اور اس کا مکتب نیروز کے مینار کے نیچے تھا اور بہت سے لوگوں نے اس سے انتفاع کیا ہے اور اپنے وقت میں یہ حساب کے شیخ تھے۔

شیخ علم الدین ابوالحسن:

محمد بن امام ابی علی الحسین بن عیسیٰ بن عبداللہ بن رشیق الربعی المالکی المصری' آپ القرافہ میں دفن ہوئے آپ کا بہت بھرپور تھا اور آپ مفتی اور فقیہ تھے' آپ نے سماع حدیث کیا' اور ۸۵ سال عمر پائی۔

صدر کبیر ابوالغنائم المسلم:

۲۵ رذوالحجہ سوموار کے روز' صدر کبیر ابوالغنائم المسلم محمد بن المسلم مکی بن خلف بن غیلان' القیسی الدمشقی نے وفات پائی آپ ۵۹۴ھ کو پیدا ہوئے اور آپ کبار رؤساء اور بڑے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور آپ دمشق میں کچہری کے نگران تھے پھر آپ ان سب باتوں کو چھوڑ کر عبادت اور کتابت حدیث کی طرف متوجہ ہو گئے اور آپ بہت سرعت سے لکھتے تھے آپ ایک دن میں' تین پمفلٹ لکھ لیتے تھے اور آپ نے مسند امام احمد کا تین بار سماع کرایا اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی کو بیان کیا اور البرزالی' المزی اور ابن تیمیہ نے آپ سے سماع کیا اور اسی روز آپ کو ۸۶ سال کی عمر میں قاسیون کے دامن میں دفن کر دیا گیا۔ رحمہم اللہ جمیعاً

شیخ صفی الدین:

ابوالقاسم بن محمد بن عثمان بن محمد التیمی الحنفی' بصریٰ کے شیخ الحنفیہ' آپ نے بہت سالوں تک امینیہ میں پڑھایا اور آپ یکتا فاضل عالم اور عابد اور گوشہ نشین تھے اور آپ قاضی القضاۃ صدر الدین علی کے والد تھے آپ نے لمبی عمر پائی آپ ۵۸۳ھ کو پیدا ہوئے اور اس سال کے شعبان میں ۹۹ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

۶۸۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو الحاکم بامر اللہ خلیفہ اور سلطان' ملک منصور قلادون تھا' اور اس سال شاہ تاتار احمد نے ملک منصور کی طرف پیغام بھیجا اور اسے مصالحت کرنے اور باہمی خون ریزی سے بچنے کی پیشکش کی اور ایلچیوں میں نصیر الدین طوسی کا ایک شاگرد قطب الدین شیرازی بھی آیا' منصور نے اس بات کو قبول کر لیا۔ اور اس بارے میں شاہ تاتار کو خطوط لکھے اور صفر کے آغاز میں سلطان نے امیر کبیر بدر الدین بیسری السعدی اور امیر علاؤ الدین' السعدی الشمس کو گرفتار کر لیا۔

اور اس سال قاضی بدر الدین بن جماعۃ نے القیمریۃ میں' اور شیخ شمس الدین ابن الصفی' الحریری نے السرحانیہ میں' اور علاؤ الدین بن الزملکانی نے امینیہ میں پڑھایا اور ۱۱ رمضان سوموار کے روز' اللبادین میں عظیم آگ لگی اور نائب سلطنت بھی حاضر ہوا

[illegible] بڑی جماعت بھی موجود تھی [illegible] بڑی خوفناک تھی اللہ نے اس کے شر سے بچا لیا [illegible] کے بعد قاضی نجم الدین [illegible] ناظر الجامع نے اس کی تلافی کر دی [illegible] درست کر دیا اور پہلے سے بھی [illegible]

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ صالح بقیۃ السلف:

برہان الدین ابو اسحاق ابن الشیخ صفی الدین ابی الغداء اسماعیل بن ابراہیم بن یحییٰ بن علوی ابن الرضی الحنفی جو کشک میں المعزیۃ کے امام تھے اور آپ نے ایک جماعت کو سماع کرایا جن میں الکندی اور ابن الحرستانی بھی شامل ہیں لیکن آپ کی وفات کے بعد آپ کا ان دونوں کو سماع کرانا معلوم ہوا ہے' اور آپ کو ابو نصر صیدلانی' عفیفۃ الغارقانیہ اور ابن المید انی نے اجازت دی اور آپ ایک صالح شخص تھے جو حدیث کے سنانے کو پسند کرتے تھے اور اپنے طالب علموں سے بہت نیک سلوک کرتے تھے اور حافظ جمال الدین المزی نے آپ کو معجم الطبرانی الکبیر سنائی اور آپ نے اور ایک بڑی جماعت نے اس سے اسے حافظ البرزالی کی قرأت میں سنا آپ ۵۹۹ھ کو پیدا ہوئے اور ۷رصفر اتوار کے روز فوت ہو گئے اور وہ یہ دن تھا جس میں حجاج' حجاز سے دمشق آئے اور آپ بھی ان کے ساتھ تھے اور آپ دمشق میں ٹھہرنے کے بعد فوت ہو گئے۔

قاضی امین الدین الاشتری:

ابو العباس احمد بن شمس الدین ابو بکر عبداللہ بن عبدالجبار بن طلحہ الحلبی' آپ الاشتری الشافعی کے نام سے مشہور تھے' محدث بھی تھے۔ آپ نے کثیر سے سماع کیا اور علم حاصل کیا اور دارالحدیث اشرفیہ کے کچھ حصے وقف کر دیئے اور شیخ محی الدین النووی آپ کی تعریف کرتے تھے اور بچوں کو آپ کے پاس بھیجتے تھے تاکہ وہ آپ کے گھر میں آپ کو سنائیں اس لیے کہ آپ ان کے نزدیک امانت دار' دیانت اور پاک تھے۔

شیخ برہان الدین ابو الثناء:

محمود بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن المراغی الشافعی' الفلکیہ کے مدرس' آپ یکتا فاضل تھے آپ کو قضاء کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے اسے قبول نہ کیا اور ۲۳ ربیع الآخر کو جمعہ کے روز' ۹۶ سال کی عمر میں وفات پا گئے' اور حدیث کا سماع کیا اور کرایا اور آپ کے بعد قاضی بہاؤ الدین بن الزکی نے الفلکیہ میں پڑھایا۔

قاضی امام علامہ شیخ القراء زین الدین:

ابو محمد بن عبدالسلام بن علی بن عمر الزدادی المالکی' دمشق میں مالکیہ کے قاضی القضاۃ' آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے وہاں قضاء سنبھالی' اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے اپنے آپ کو اس سے الگ کر لیا اور مسلسل آٹھ سال ولایت کے بغیر رہے پھر ۸ رجب منگل کی

[illegible] سے اشتغال کیا۔

شیخ صلاح الدین:

محمد بن قاضی شمس الدین علی بن محمود بن علی الشہرزوری الشیخ یہ اس مدرسہ کے مدرس اور اس کے مدرس کے بیٹے آپ نے آخر رجب میں وفات پائی اور آپ کے ایک ماہ بعد آپ کا بھائی شرف الدین بھی فوت ہو گیا اور آپ نے اصطلاح مذکور قاضی بدرالدین ابن جماعۃ کے بعد القیمریہ میں پڑھایا۔

قاضی القضاۃ ابن خلکان:

شمس الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بن خلکان الاربلی الشافعی' آپ فضلاء آئمہ سادات علماء اور سرکردہ رؤساء میں سے ایک تھے' آپ پہلے شخص ہیں' جنہوں نے اپنے زمانے میں ازسرنو بقیہ مذاہب کے قاضی القضاۃ بنائے اور آپ کے نائب ہونے کے بعد انہوں نے احکام سے اشتغال کیا اور یہ منصب آپ کے اور قاضی ابن الصائغ کے درمیان چکر لگاتا رہتا تھا' کبھی یہ معزول ہو جاتے اور وہ مقرر کر دیئے جاتے اور کبھی وہ مقرر کر دیئے جاتے اور یہ معزول کر دیئے جاتے اور ابن خلکان نے متعدد مدارس میں پڑھایا' جو کسی دوسرے کے لیے اکٹھے نہیں ہوئے اور آخر وقت میں آپ کے پاس سوائے امینیہ کے اور کوئی مدرسہ نہ تھا اور آپ کے بیٹے کمال الدین موسیٰ کے ہاتھ میں نجیبیہ مدرسہ تھا اور ابن خلکان نے مذکورہ مدرسہ نجیبیہ کے ایوان میں ہفتہ کے دن کے آخری حصے میں ۲۶/رجب کو وفات پائی اور دوسرے دن قاسیون کے دامن میں ۷۳ سال کی عمر میں دفن ہوئے اور بہت اچھی نظم کہتے تھے اور آپ کی گفتگو نہایت خوبصورت ہوتی تھی اور آپ کی مفید تاریخ جو وفیات الاعیان کے بارے میں ہے عمدہ تصانیف میں سے ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

۶۸۲ھ

اس سال ملک منصور ۷/رجب کو جمعہ کے روز بڑی شان وشوکت کے ساتھ دمشق آیا اور وہ جمعہ کا دن تھا اور اسی سال محی الدین ابن الحرستانی کے وفات پا جانے کی وجہ سے شیخ عبدالکافی بن عبدالملک بن عبدالکافی نے دمشق کی خطابت سنبھالی اور اس سال کی ۲۱ رجب کو جمعہ کے روز اس نے خطبہ دیا اور اس روز نماز سے قبل قاضی عزالدین بن الصائغ کی قلعہ میں نگرانی کی گئی اور ابن الحصری نائب الحنفی نے محضر لکھا جو اس بات پر مشتمل تھا کہ ابن الاسکاف کی جیب سے اس کے پاس آٹھ ہزار دینار کی امانت ہے اور جس شخص نے اس بات کو اٹھایا وہ حلب سے آیا تھا اور اسے تاج الدین سنجاری کہا جاتا تھا اور اس کے بعد بہاؤ الدین یوسف بن محی الدین ابن الزکی نے قضاء سنبھالی' اور ۲۳/رجب اتوار کے روز فیصلہ کیا اور اس نے لوگوں کو ابن الصائغ کی ملاقات سے روک دیا' اور ایک دوسرے محضر میں شکایت کی گئی کہ اس کے پاس صالح اسماعیل بن اسد الدین کی ۲۵/ہزار دینار کی امانت ہے اور ابن الشاکری اور الجمال بن الحموی اور دوسروں نے گواہی دی پھر اس نے اس کے لیے حذائی مجلس منعقد کی' جس میں بڑی شدت پائی جاتی تھی' اور انہوں نے مقابلہ کیا پھر اسے دوبارہ قید کر دیا گیا اور اس کی صف میں نائب سلطنت حسام الدین لاجین اور امراء کی ایک جماعت بھی کھڑی ہوگئی اور انہوں نے اس کے بارے میں سلطان سے گفتگو کی' تو اس نے اسے رہا کر دیا اور وہ اپنے گھر کی طرف چلا

[illegible] ۲۳ شعبان [illegible] کی طرف منتقل ہو گیا اور آپ عام طور پر اپنے گھر کے سامنے مسجد میں بیٹھا کرتے تھے۔

اور [illegible] جمال الدین بن الحرستی سے دمشق کی [illegible] خطیب جمال الدین ابن عبدالکافی سے خطیب ابن الحرستانی کی جگہ الغزالیہ میں درس دیا اور جمال الدین بن النجار [illegible] بیت المال [illegible] تھا اس سے [illegible] لے لیا پھر شمس الدین الاربلی نے ابن الکافی مذکور سے الغزالیہ کی تدریس کا کام لے لیا اور شعبان کے آخر میں ابن الزکی سے شرف الدین احمد بن نعمۃ المقدسی نے نیابت عدالت سنبھال لی جو ایک فاضل امام اور سرکردہ مصنف علماء میں سے تھے۔ اور جب آپ کا بھائی شمس الدین محمد شوال میں فوت ہوا تو آپ نے اس کی جگہ الشامیۃ البرانیہ کی تدریس کا کام سنبھال لیا اور اس سے العالیۃ الصغیرہ کو لے لیا' اور قاضی نجم الدین احمد بن مصری التغلبی نے اس میں ذوالقعدہ میں پڑھایا اور اسی طرح شرف الدین سے الرواجیہ کو لے لیا گیا اور اس میں نجم الدین البسیالی نائب عدالت نے پڑھایا۔ رحمہم اللہ اجمعین

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

صدر کبیر عماد الدین ابوالفضل:

محمد بن قاضی شمس الدین ابی نصر محمد بن ہبۃ اللہ بن الشیرازی' جو کتابت میں طریقہ منصوبہ کے مؤجد تھے آپ نے سماع حدیث کیا اور آپ دمشق کے اعیان اور رؤساء میں سے تھے اور آپ نے اس سال کے صفر میں وفات پائی۔

شیخ الجبل شیخ علامہ شیخ الاسلام:

شمس الدین ابومحمد عبدالرحمن بن الشیخ ابی عمر محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ حنبلی' آپ نے سب سے پہلے دمشق میں حنابلہ کی قضاء سنبھالی' پھر اسے چھوڑ دیا اور آپ کے بیٹے نجم الدین نے اسے سنبھالا اور آپ نے جبل میں اشرفیہ کی تدریس بھی سنبھالی' اور آپ نے کثیر سے حدیث کا سماع کیا اور آپ لوگوں کے علماء میں سے تھے اور اپنے زمانے میں ان سے امانت و دیانت میں زیادہ تھے۔ اور اس کے ساتھ نیک ارادہ اور خشوع و وقار والے تھے آپ نے اس سال کے ربیع الآخر کے آخر میں منگل کی رات کو ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور اپنے والد کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ رحمہم اللہ

ابن ابی جفوان:

علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عباس بن ابی جفوان انصاری دمشقی محدث شافعی فقیہ اور نحو اور لغت کے ماہر' میں نے اپنے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اور شیخ حافظ ابوالحجاج المزی کو ایک دوسرے کو کہتے سنا ہے کہ اس شخص نے مسند امام احمد کو پڑھا اور وہ دونوں سنتے تھے اور انہوں نے آپ کی کوئی اعرابی غلطی نہیں پکڑی اور ان دونوں کا آپ کی تعریف کرنا ہی تیرے لیے کافی ہے اور ان دونوں کا جو مقام ہے وہ ہے۔

خطیب محی الدین:

یحیی بن خطیب قاضی القضاۃ عماد الدین عبدالکریم بن قاضی القضاۃ جمال الدین الحرستانی الشافعی خطیب دمشق اور الغزالیہ

[illegible] تھے آپ [illegible] اپنے باپ کے بعد خطابت [illegible] کو سنبھالا اور آپ کے جنازہ میں نائب سلطنت اور بہت سے لوگ شامل ہوئے آپ نے جمادی الآخرۃ میں ۲۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور قاسیون میں دفن ہوئے۔

امیر کبیر ملک عرب آل مری:

اور ۱۵ر رجب کو امیر کبیر ملک عرب آل مری احمد بن حجی نے بصری شہر میں وفات پائی اور دمشق میں آپ کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔

شیخ امام عالم شہاب الدین:

عبدالحلیم بن الشیخ الامام العلامہ مجدالدین عبداللہ بن عبداللہ بن ابی القاسم ابن تیمیہ الحرانی' جو ہمارے شیخ علامۃ العلم تقی الدین ابن تیمیہ کے والد تھے' جو فرقوں کے درمیان فیصلہ کرنے والے مفتی تھے اور آپ کو بہت فضائل حاصل تھے اور جامع دمشق میں آپ کا ایک تخت تھا جس پر آپ گفتگو کرتے تھے اور آپ نے قصاعین میں دارالحدیث السکریہ کی مشیخت سنبھالی' اور وہیں آپ کی رہائش تھی پھر آپ کے بیٹے شیخ تقی الدین نے آئندہ سال وہاں درس دیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور آپ کو صوفیہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

۶۸۳ھ

اس سال ۲ محرم سوموار کے روز' شیخ علامہ امام تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام ابن تیمیہ الحرانی نے قصاعین کے دارالحدیث السکریہ میں درس دیا اور قاضی القضاۃ بہاؤ الدین ابن الزکی الشافعی' شیخ تاج الدین الفزاری شیخ الشافعیہ' شیخ زین الدین ابن المرحل' اور زین الدین بن المنجا الحنبلی آپ کے پاس حاضر ہوئے اور وہ بڑا عظیم درس تھا۔ اور شیخ تاج الدین الفزاری نے اس کے کثرت فوائد' اور حاضرین کی کثرت تحسین کی وجہ سے اسے اپنے خط میں لکھا اور حاضرین نے' آپ کی نوعمری اور صغرسنی کی وجہ سے آپ کی بہت تعریف کی اور بلاشبہ اس وقت آپ کی عمر ۲۲ سال تھی پھر شیخ تقی الدین مذکور اسی طرح جمعہ کے روز' ۱۰ ر صفر کو جامع اموی میں نماز جمعہ کے بعد منبر پر بیٹھے جو آپ کے لیے قرآن عزیز کی تفسیر کے لیے مہیا کیا گیا تھا' پس آپ نے اس کی ابتداء سے تفسیر کی' اور مقنوع علوم کو' جو دیانت وزہادت اور عبادت کے ساتھ لکھے ہوئے تھے آپ کے بکثرت بیان کرنے کی وجہ سے بے شمار لوگ آپ کے پاس جمع ہو جاتے تھے اور بقیہ صوبوں اور شہروں میں سوار آپ کے ذکر کو لے جاتے تھے اور آپ طویل سالوں تک ایسے ہی قائم رہے۔

اور اس سال ۱۲ ر جمادی الآخرۃ کو ہفتہ کے روز' سلطان' دمشق آیا اور حماۃ کا حکمران ملک منصور بھی اس کی خدمت میں آیا اور سلطان نے اپنے رسالہ کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اس کی عزت کی اور جب ۲۴ ر شعبان کو بدھ کی رات آئی تو دمشق میں شدید بارش ہوئی اور کڑک اور بجلی پڑی اور بہت بڑا سیلاب آیا جس نے باب الفرادیس کے قفل توڑ دیئے اور پانی بہت زیادہ بلند ہوگیا جس نے بہت سے لوگوں کو غرق کر دیا اور مصری فوج کے اونٹ اور بوجھ لے کر تین دن کے بعد' سلطان دیار مصر کو چلا گیا اور علم الدین سنجر

اگر دبداری کے عوض امیر شمس الدین سنقر نے وفاتر کی ذمہ داری سنبھالی اور اس سال تاتاریوں نے باہم اپنے بادشاہ سلطان احمد کے بارے میں اختلاف کیا اور اسے اپنے سے معزول کر کے قتل کر دیا اور سلطان ارغون بن ابغا کو اپنا بادشاہ بنالیا اور اپنی فوج میں اس کا [illegible] ہو گئی اور ارغون بن ابغا کی حکومت قائم ہوئی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ طالب الرفاعی:

قصر حجاج میں آپ کا مشہور زادیہ ہے اور آپ بعض مریدوں کی ملاقات کیا کرتے تھے۔

قاضی امام عز الدین ابو لمفاخر:

محمد بن شرف الدین عبد القادر بن عفیف الدین عبد الخالق بن خلیل انصاری دمشقی' آپ نے دوبار دمشق کی قضاء سنبھالی آپ کو ابن خلکان کے ذریعے معزول کیا گیا پھر ابن خلکان نے انہیں دوسری بار معزول کر دیا پھر آپ کو معزول کیا گیا اور قید کر دیا گیا اور آپ کے بعد بہاؤ الدین ابن الزکی نے قضاء کو سنبھالا اور آپ معزول ہی رہے حتیٰ کہ ۹ ربیع الاوّل کو بستانہ میں فوت ہو گئے اور سوق الخیل میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے' آپ کی پیدائش ۶۲۸ھ میں ہوئی' آپ کی سیرت قابل تعریف تھی' اور آپ صاحب عقل و تدبیر اور صالحین کے بہت معتقد تھے آپ کو ابن بلبان نے شیخہ سے حدیث کا سماع کرایا اور ابن جفوان نے آپ کو سنایا اور آپ کے بعد العزدریۃ میں' بیت المال کے وکیل شیخ زین الدین عمر بن مکی بن المرحل نے پڑھایا اور آپ کے بیٹے محی الدین احمد نے آپ کے بعد العمادیہ اور جامع دمشق المرحل کے زادیۃ الکلاسہ میں پڑھایا پھر اس کے بعد آپ کا بیٹا احمد بدھ کے روز ۹ رجب کو فوت ہو گیا اور شیخ زین الدین بن الفارقی شیخ دار الحدیث نے' قاضی عز الدین الصائغ' بدر الدین اور علاء الدین کی نیابت میں العمادیہ اور الدماغیہ میں پڑھایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ملک سعید فتح الدین:

عبد الملک بن ملک صالح ابی الحسن اسماعیل بن ملک عادل' نے ۳؍رمضان کو سوموار کے روز وفات پائی آپ ملک کامل ناصر الدین محمد کے باپ تھے اور دوسرے دن امام الصالح کے قبرستان میں دفن ہوئے' اور آپ ایک نیک محترم امیر اور بڑے رئیس تھے' آپ نے موطا کو یحییٰ بن بکیر سے بحوالہ مکرم بن ابی الصغر روایت کیا ہے اور ابن اللیثی وغیرہ سے سماع کیا ہے۔

قاضی نجم الدین عمر بن نصر بن منصور:

البیانی الشافعی' آپ نے اس سال کے شوال میں وفات پائی آپ ایک فاضل شخص تھے آپ نے زرع کی قضاء اور پھر حلب

فی فقہ الحنفیہ آپ نے دمشق میں کئی مدارس میں پڑھایا اور آپ کے بعد شمس الدین عبدالرحمٰن بن نوح المقدسی نے ۱۰/شوال کے روز پڑھایا اور آپ نے ان ایام میں اس کے بادشاہ نے وفات پائی۔

ملک منصور ناصر الدین:

محمد بن محمود بن محمد بن ملک شاہ بن ایوب آپ ۶۳۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۴۲ھ میں حماۃ کے بادشاہ بنے اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی اور آپ چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک بادشاہ رہے اور آپ صدقہ خیرات کرنے والے تھے اور آپ نے موت سے کچھ وقت قبل بہت سے غلاموں کو آزاد کیا۔

اور آپ کے بعد آپ کے بیٹے ملک مظفر نے ملک منصور کی تقلید میں حکومت کا انتظام سنبھالا۔

قاضی جمال الدین ابو یعقوب:

یوسف بن عبداللہ بن عمر الرازی' مالکیہ کے قاضی القضاۃ اور قاضی زین الزوادی جنہوں نے اپنے آپ کو معزول کر لیا تھا' کے بعد ان کے مدرس تھے۔ آپ ان کی نیابت کیا کرتے تھے اور آپ کے بعد بااختیار فیصلہ کرنے والے بن گئے' آپ نے راہ حجاز میں ۵/ ذوالقعدہ کو وفات پائی اور آپ عالم فاضل اور کم تکلیف وتکلف کرنے والے تھے اور آپ کے بعد تین سال تک عہدہ خالی رہا اور آپ کے بعد شیخ جمال الدین الشریشی نے مالکیہ کو پڑھایا اور ان کے بعد ابواسحاق اللوری نے پڑھایا اور ان کے بعد بدرالدین ابوبکر ابریسی نے پڑھایا' پھر جب قاضی جمال الدین بن سلیمان حاکم بن کر پہنچا تو اس نے مدارس میں پڑھایا۔ واللہ سبحانہ اعلم

۶۸۴ھ

اور آخر محرم میں' ملک منصور دمشق آیا اور اس کے ساتھ فوجیں بھی تھیں اور اس کی خدمت میں حماۃ کا حکمران ملک مظفر بن منصور آیا تو اس نے تمام افواج کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اسے شاہانہ خلعت دیا پھر سلطان نے مصری اور شامی افواج کے ساتھ سفر کیا اور المرقب میں اترا اور اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر ۱۸' سفر کو جمعہ کے روز فتح دی اور اس کی خوشخبری' دمشق آئی اور خوشخبریوں کے طبل بج گئے اور شہر کو آراستہ کیا گیا اور مسلمان اس سے خوش ہو گئے اس لیے کہ یہ قلعہ مسلمانوں کے لیے ضرررساں تھا اور شاہان اسلام میں سے کسی بادشاہ کو اس کے فتح کرنے کا اتفاق نہ ہوا اور نہ ہی ملک صلاح الدین اور نہ ہی ملک الظاہر رکن الدین بیبرس البندقداری کو اس کے فتح کرنے کا اتفاق ہوا اور اس نے اس کے اردگرد بلنیاس اور مرقب کو فتح کیا اور یہ سمندر کی جانب ایک چھوٹا سا شہر ہے جو نہایت مضبوط قلعہ کے پاس ہے نہ اس تک تیر پہنچ سکتا ہے اور نہ منجنیق کا پتھر پہنچ سکتا ہے پس اس نے حاکم طرابلس کی طرف پیغام بھیجا اور اس نے اسے ملک منصور تقرب حاصل کرنے کے لیے گرا دیا اور منصور نے' بہت سے مسلمان قیدیوں کو جو فرنگیوں کے پاس تھے چھڑا لیا' پھر منصور دمشق کی طرف واپس آیا پھر مصری فوجوں کے ساتھ قاہرہ کی طرف سفر کر گیا۔

اور جمادی الآخرۃ کے آخر میں' منصور کے ہاں اس کا بیٹا ملک ناصر محمد بن قلادون پیدا ہوا اور اس سال محی الدین ابن النحاس کو جامع کی نگہداشت سے معزول کر دیا گیا اور عزالدین بن محی الدین بن الزکی نے اس کی نگرانی کو سنبھالا اور التقی توبۃ التکریتی کے عوض ابن النحاس نے وزارت کو سنبھالا اور التقی توبہ کو دیار مصر میں طلب کیا اور اس کے اموال واملاک کی نگرانی کی' اور سیف الدین

ملک خان ... کی امارت سے معزول کیا اور عز الدین بن ابی الہیجاء نے اسے سنبھالا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ عز الدین محمد بن علی:

ابن ابراہیم بن شداد آپ نے صفر میں وفات پائی اور آپ مشہور فاضل تھے اور آپ کی ایک کتاب سیرت ملک الظاہر بھی ہے اور آپ تاریخ کا اہتمام کرنے والے تھے۔

البند قداری:

استاد ملک الظاہر بیبرس آپ امیر کبیر علاؤ الدین ایدکین البند قداری الصالحی تھے آپ نیک امراء میں سے تھے اللہ آپ کو معاف کرے آپ نے اس سال کے ربیع الآخر میں وفات پائی اور صالح نجم الدین نے اس البند قداری سے پر اصرار مطالبہ کیا اور اس سے اس کے غلام بیبرس کو لے لیا اور اسے اس کی تیز فہمی اور قابلیت کی وجہ سے اپنے ساتھ ملا لیا اور وہ اس کے ہاں اپنے استاد سے بھی مقدم ہو گیا۔

شیخ صالح عابد زاہد:

شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن الحسن بن اسماعیل الاخیمی آپ کا جنازہ بہت بڑا تھا اور آپ قاسیون میں دفن ہوئے۔

ابن عامر المقری:

جس کی طرف المیعاد الکبیر منسوب ہے شیخ صالح المقری شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن عامر بن ابی بکر الغسولی الحنبلی آپ نے شیخ موفق الدین بن قدامہ وغیرہ سے سماع حدیث کیا اور آپ اتوار کی رات کو وعدہ کا وقت مقرر کرتے تھے اور جب وہ اس سے فارغ ہو جاتے تو آپ ان کو بلاتے پھر انہیں وعظ کرتے آپ نے ۱۱ر جمادی الآخرۃ کو بدھ کے روز وفات پائی اور شیخ عبداللہ ارمنی کے قریب دفن ہوئے۔

قاضی عماد الدین:

داؤد بن یحییٰ کامل القرشی النصروی الحنفی الکشک میں العزیۃ کے مدرس اور مجد الدین بن العدیم کے نائب عدالت آپ نے سماع حدیث کیا اور آپ ۱۵ر شعبان کو وفات پا گئے اور آپ نجم الدین القحفازی شیخ الحنفیہ اور خطیب جامع تنکز کے والد تھے۔

شیخ حسن الرومی:

قاہرہ کے شیخ سعید السعداء آپ کے بعد شمس الدین تا بکی نے اسے سنبھالا الرشید سعید بن علی بن سعید شیخ رشید الدین حنفی مدرس الشبلیہ آپ کی بہت سی مفید تصانیف ہیں اور آپ کی نظم بھی اچھی ہے آپ کہتے ہیں۔

''جو اس بات سے خائف ہے کہ اسے مصائب زمانہ آلیں گے اسے کہہ دو کہ ڈر کا کچھ فائدہ نہیں میرے اس اعتقاد نے غم کو دور کر دیا ہے کہ ہر چیز قضا وقدر کے مطابق ہوتی ہے''۔

پس آپ کہتے ہیں:

"اے میرے اللہ نعمتوں پر تیرا شکر ہے اور تو ہی اس کا اہل ہے ان نعمتوں میں سے شکر کی طرف تیرا راہنمائی کرنا بھی ہے [illegible] [illegible] [illegible] تیری مہربانی [illegible] [illegible] اور میں یتیم تھا اور [illegible] تو نے میرا [illegible] تھا تو تو نے مجھے پناہ دی اور [illegible] والی چیز سے مجھے بچایا اور تو نے مجھے وہ عقل بخشی ہے جس کی روشنی میں طالب ہدایت ہر بھلائی کی طرف راہ پاتا ہے اور اگر میں اس خوبی کا بدلہ دینا چاہتا جس کی تو نے مجھ پر نوازش کی ہے تو میری کوشش اس کی اطراف کا بھی بدلہ نہ دے سکتی اور میں نے اپنے دل اور گفتار کو اسلام کے لیے وقف کر دیا ہے اور ہر نعمت' موقع کے مطابق مجھے ملی ہے کیا تو وہی نہیں جس سے میں اس وقت مہربانی کی امید کرتا ہوں' جب میرے اہل مجھے میری قبر میں اکیلا چھوڑ جائیں گے' پس تو مجھ پر اپنی مہربانی فرما' جو میرے قلب ونیت کی راہنمائی کرے اور مجھے دوری کے بغیر تیرے قریب کرے"۔

آپ ۳ رمضان کو ہفتہ کے روز فوت ہوئے اور جامع مظفری میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور دامن کوہ میں دفن ہوئے۔

ابوالقاسم علی بن بلبان بن عبداللہ:

الناصری المحدث المفید الماہر' آپ نے آغاز رمضان میں جمعرات کے روز وفات پائی۔

امیر مجیر الدین:

محمد بن یعقوب بن علی جو ابن تمیم حموی شاعر کے نام سے مشہور ہے اور اس کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے وہ کہتا ہے۔

''میں نے باغ کے گلاب کو اس کے رخسار پر طمانچہ مارتے دیکھا اور وہ بنفشہ کے بارے میں غصے میں ایک بات کہہ رہا تھا کہ اس کے نزدیک نہ جاؤ خواہ اس کی خوشبو مہک رہی ہو وہ ایک سخت دشمن ہے''۔

شیخ عارف شرف الدین:

ابوعبداللہ محمد بن الشیخ عثمان بن علی الرومی' آپ' قاسیون کے دامن میں ان کے قبرستان میں دفن ہوئے اور ان کے ہاں سے شیخ جمال الدین محمد الساوجی باہر نکلے اور سر منڈایا اور ذوالجوالقیہ میں داخل ہوئے اور ان کے شیخ اور لیڈر بن گئے۔

۶۸۵ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو الحاکم ابوالعباس احمد خلیفہ اور ملک منصور قلاوون' سلطان تھا اور شام میں اس کا نائب امیر حسام الدین لاجین السلحد اری المنصوری تھا' اور امیر بدر الدین الصوابی گذشتہ سال کے آخر میں الکرک کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اور امیر حسام الدین طرقطائی کے ساتھ مصر سے اس کے پاس فوج آئی اور انہوں نے الکرک کے محاصرہ پر اتفاق کر لیا حتیٰ کہ انہوں نے الکرک کے حکمران ملک مسعود خضر بن مالک الظاہر کو مہینے کے آغاز میں اس سے اتار لیا اور اس کی خوشخبری دمشق آئی اور تین دن تک خوشیوں کے شادیانے بجتے رہے اور طرقطائی ملک خضر اور اس کے اہل بیت کو دیار مصر کی طرف واپس لایا جیسا کہ اس کے باپ ملک الظاہر نے ملک مغیث عمر بن العادل کے ساتھ کیا تھا جیسا کہ قبل ازیں یہ بات بیان ہو چکی ہے اور منصور کے حکم سے الکرک کا نائب

ان [illegible] منتظم بنایا اور بہت سے لوگوں کو وہاں سے جلاوطن کر دیا اور انہوں نے قلعہ دمشق سے کام لیا اور جب الظاہر کی آل قلعہ میں داخل ہونے لگی تو منصور نے اس کا استقبال کیا اور عزت سے ساتھ انہیں ملا اور دونوں بھائیوں نجم الدین خضر اور بدر الدین سلامش سے نیک سلوک کیا اور [illegible] ان کے دونوں بیٹوں [illegible] خلیل کے [illegible] اس نے ان دونوں پر جاسوس مقرر کر دیئے کہ وہ ان دونوں کے افعال کی نگرانی کریں اور انہیں قلعہ کے برجوں میں اتار دیا اور اس نے ان کے رسد اور نفقات مقرر کر دیئے جو ان کی کفایت سے بہت زیادہ تھے اور امیر بدرالدین بکتو العلائی نے جو حمص میں کوشش کر رہا تھا' دمشق کے نائب لاجین کو خط لکھا کہ ۷ رصفر کو جمعرات کے روز ارض حمص میں ایک بگولہ آیا پھر وہ ستون اور بڑے سانپ کی طرح آسمان کو چڑھ گیا اور بڑے بڑے پتھروں کو اچکنے لگا پھر وہ انہیں فضا میں لے گیا گویا وہ تیر ہیں اور وہ بہت سے اونٹوں کو ان کے بوجھوں سمیت اٹھا لے گیا اور اثاث وخیام اور چوپاؤں کو بھی لے گیا اور اس قسم کی بہت سی چیزیں لوگوں نے کھو دیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون' اور اس دن دمشق میں بڑی بارش ہوئی اور بڑا سیلاب آیا خصوصاً الصالحیہ میں۔

اور اس سال علم الدین الردیداری کو دوبارہ دمشق کی کچہری کا منتظم مقرر کیا گیا اور الصاحب تقی الدین بن توبہ کو دوبارہ دمشق کا وزیر بنایا گیا اور مصر میں قاضی تقی الدین بدساس مرحوم کی جگہ زین الدین بن ابی مخلوف البریدی نے مالکیہ کی قضا سنبھالی۔

اور اس سال الغزالیہ میں بدرالدین بن جماعۃ نے پڑھایا اس نے الغزالیہ کو شمس الدین امام الکلاسہ کے ہاتھ سے چھین لیا تھا جو شمس الدین الایکی کا نائب تھا اور الایکی شیخ سعید السعداء تھا وہ ایک ماہ تک اس کا منتظم رہا پھر حکم آیا کہ اسے دوبارہ الایکی کے سپرد کر دیا جائے اور جمال الدین الباجریقی نے اس کی نیابت کی اور الباجریقی نے ۳ ررجب کو نیابت سنبھالی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن شیبان:

ابن تغلب الشیبانی' آپ دمشق کے معمر مشائخ حدیث میں سے تھے' جو حدیث کی سند کو اس کے قائل تک پہنچاتے ہیں' آپ نے ۸۸ سال کی عمر میں صفر میں وفات پائی اور قاسیون میں دفن ہوئے۔

یکتا فاضل:

شیخ جمال الدین ابوبکر محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن سحمان البکری الشریشی المالکی آپ شریش میں ۶۰۱ھ میں پیدا ہوئے اور عراق کی طرف کوچ کر گئے اور وہاں مشائخ اور القطیعی' ابن زوربۃ اور ابن اللیثی وغیرہ سے سماع حدیث کیا اور حصول علم میں مصروف رہے اور اپنے زمانے کے لوگوں کے سردار بن گئے پھر مصر کی طرف واپس آئے اور الفاضلیہ میں پڑھایا پھر قدس میں شیخ الحرم بن کر اقامت کی پھر دمشق آئے اور ام الصالح کی تربت میں حدیث کی مشیخت اور الصفح میں رباط ناصری کی مشیخت اور مالکیہ کی مشیخت سنبھالی اور آپ کو قضاء کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے اسے قبول نہ کیا اور آپ نے قاسیون میں ۲۴ رجب کو سوموار کے روز' رباط ناصری میں وفات پائی اور الناصریہ کے سامنے قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے آپ کا جنازہ نہایت بھرپور تھا۔

قاضی القضاۃ:

یوسف ابن قاضی القضاۃ محی الدین ابی الفضل یحییٰ بن محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ بن علی ابن عبدالعزیز بن علی بن الحسین بن محمد بن عبدالرحمن بن ابان بن عثمان بن عفان القرشی الدمشقی جو ابن الزکی الشافعی کے نام سے مشہور ہیں آپ خوبیوں والے فاضل تھے اور بنی الزکی میں سے آخر تک جن لوگوں نے قضا سنبھالی ہے آپ ان میں سے آخری شخص ہیں آپ ۶۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور ۱۱؍ذوالحجہ کو سوموار کی شب کو وفات پائی اور قاسیون میں دفن ہوئے اور آپ کے بعد ابن الخوی شہاب الدین نے قضا سنبھالی۔

شیخ مجد الدین:

یوسف بن محمد بن محمد بن عبداللہ المصری ثم الدمشقی الشافعی الکاتب' جو ابن المہتار کے نام سے مشہور ہیں آپ حدیث و ادب میں فاضل تھے اور بہت اچھے خوشنویس تھے آپ نے دارالحدیث نوریہ کی مشیخت سنبھالی اور کثیر سے سماع کیا اور لوگوں نے آپ کی کتابت سے فائدہ اٹھایا' آپ نے ۱۰؍ذوالحجہ کو وفات پائی اور باب الفرادیس میں دفن ہوئے۔

شاعر اور ادیب:

شہاب الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالمنعم بن محمد جو ابن الخیمی کے نام سے مشہور ہیں' آپ کو بہت سے علوم میں بہرہ حاصل تھا اور شاندار نظم میں آپ کو مہارت حاصل تھی اور آپ نے ۸۰ سال سے زیادہ عمر پائی اور قصیدہ بائیہ [1] کے بارے میں آپ کا اور نجم الدین بن اسرائیل کا جھگڑا ہو گیا اور وہ دونوں اپنے جھگڑے کے فیصلے کے لیے ابن العارض کے پاس گئے آپ نے دونوں کو حکم دیا کہ وہ اس وزن پر نظم لکھیں' اور دونوں نے نہایت اچھی نظمیں لکھیں لیکن ابن الخیمی کو اس پر برتری حاصل تھی اور اسی طرح ابن خلکان نے بھی کیا اور اس وزن پر شاندار اشعار سے اس کی مدح کی اور الجزری نے اپنی کتاب میں آپ کے حالات کو بڑی طوالت سے بیان کیا ہے۔

الحاج شرف الدین:

اور اس سال شیخ شرف الدین ابن مری کی وفات ہوئی' آپ شیخ محی الدین النوری کے والد تھے [2] رحمہ اللہ

یعقوب بن عبدالحق:

ابو یوسف المدینی' سلطان بلاد مغرب' اس نے واثق باللہ ابی دبوس کے خلاف خروج کیا اور اس سے بیرون مراکش کی حکومت چھین لی اور اس نے ۶۶۸ھ میں بلاد اندلس اور جزیرہ خضراء پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت اس سال کے محرم تک قائم رہی' اور وہاں کے موحدین کی حکومت اس کے ہاتھوں برباد ہوئی۔

قاضی بیضاوی:

قاضی امام علامہ ناصر الدین عبداللہ بن عمر الشیرازی' شیراز کا قاضی اور عالم اور آذربائیجان اور ان نواح کا عالم' آپ نے

---

[1] یا مطلبا لیس لی فی غیرہ ارب — الیک ال التقصی و انتہی الطلب

[2] آپ کی وفات ۶۸۲ھ میں ہوئی ہے۔

۶۸۵ھ میں تبریز میں وفات پائی اور آپ کی تصانیف میں سے المنہاج فی اصول الفقہ بھی ہے جو ایک مشہور کتاب ہے اور کئی لوگوں نے اس کی شروح لکھی ہیں اور آپ نے چار جلدوں میں التنبیہ کی شرح لکھی ہے اور الغایۃ القصویٰ فی درایۃ الفتویٰ اور شرح المنتخب اور الکافیہ فی المنطق اور الطوالع اور شرح المحصول بھی آپ کی تصانیف ہیں اور اس کے علاوہ بھی آپ کی بہت تصانیف ہیں اور آپ نے وصیت کی آپ کو قطب شیرازی کے پہلو میں تبریز میں دفن کیا جائے۔ واللہ سبحانہ اعلم

۶۸۶ھ

یکم محرم کو صہیون اور قلعہ برزیہ کے محاصرہ کے لیے فوجیں' شام کے نائب حسام الدین لاجین کے ساتھ روانہ ہوئیں اور امیر سیف الدین سنقر الاشقر نے ان کو رکاوٹ کی مگر وہ مسلسل وہیں رہے حتیٰ کہ انہوں نے اسے اتار لیا اور اس نے ملک کو ان کے سپرد کر دیا اور وہ سلطان ملک منصور کی خدمت میں چلا گیا اور اس نے اکرام واحترام کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اسے ہدیۃً ایک ہزار گھوڑے عطا کیے اور وہ منصوری حکومت کے آخر تک معظم رہا اور یہ حالات ختم ہو گئے اور ۱۵رمحرم کو جلال الدین حنفی نے اپنے باپ حسام الدین الرازی کی نیابت میں فیصلہ کیا اور ۱۳ربیع الاوّل کو قاضی شہاب الدین محمد بن القاضی شمس الدین بن الخلیل الخوی قاہرہ سے آ کر دمشق کا قاضی القضاۃ بن گیا اور ربیع الآخر کے آغاز میں جمعہ کے روز اس کی تقرری کا حکم نامہ پڑھا گیا اور وہ شرف الدین المقدسی کی نیابت پر قائم رہا اور ۳ شوال کو اتوار کے روز' شیخ صفی الدین ہندی نے الرواحیہ میں درس دیا اور قضاۃ اور شیخ تاج الدین' الفزاری اور علم الدین الردیداری آپ کے پاس حاضر ہوئے اور برہان الدین خضر سنجاری کے عوض' تقی الدین عبدالرحمٰن ابن بنت الاعز قاہرہ کے قاضی بن گئے اور یہ اس سال کے صفر کے آغاز کی بات ہے۔

اور اس سال سیف الدین سامری کو دمشق سے دیار مصر کی طرف بلایا گیا تا کہ اس سے جزائر کا چوتھائی حصہ خریدا جائے یہ وہ پانی ہے جسے اس نے ملک اشرف موسیٰ کی بیٹی سے خریدا تھا اور اس نے ان کو بتایا کہ یہ وقف ہے اور اس بارے میں علم الدین الشجاعی گفتگو کرنے والا تھا جو ایک ظالم شخص تھا اور منصور نے اسے دیار مصر میں نائب مقرر کیا تھا اور وہ مال حاصل کر کے اس کا قریب حاصل کرنے لگا اور ناصر الدین محمد بن عبدالرحمٰن المقدسی نے ان سے اختلاف کیا کہ دختر اشرف سے اسے سامری نے خریدا تھا اور وہ ایک بیوقوف عورت تھی اور اس نے ظالم اور جاہل زین الدین بن مخلوف کے سامنے اس کی بیوقوفی ثابت کر دی اور اس نے اصلاً بیع کو ہی باطل قرار دے دیا اور سامری کو بیس سال کی پیداوار کے دو لاکھ درہم واپس دلوائے اور انہوں نے اس سے الزنبقیہ کا حصہ لے لیا جس کی قیمت ۸۰ ہزار تھی اور اسے گھروں کی سردی میں فقیر کر کے چھوڑ دیا پھر انہوں نے دختر اشرف کے رشد کو ثابت کیا اور اپنی مرضی کے مطابق اس سے یہ حصص خریدے پھر انہوں نے دماشقہ کو یکے بعد دیگرے بلانا چاہا اور وہ ان سے پرزور مطالبہ کرنے لگے اور یہ کام انہوں نے اس وجہ سے کیا کہ انہیں یہ اطلاع ملی تھی کہ جو شخص شام میں ظلم کرے گا وہ کامیاب نہیں ہو گا اور جو مصر میں ظلم کرے گا وہ کامیاب ہو گا اور اس کی مدت دراز ہو گی اور وہ فراعنہ اور ظلم کے علاقے کی طرف انہیں طلب کرتے تھے' اور جو چاہتے تھے ان کے ساتھ کرتے تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علامہ قطب الدین:

ابوبکر محمد بن شیخ امام ابوالعباس احمد بن علی بن محمد بن الحسن بن عبداللہ بن احمد المیمونی القیسی التوزری المصری ثم المالکی الشافعی جو قسطلانی کے نام سے مشہور ہیں آپ قاہرہ کے دارالحدیث الکاملیہ کے شیخ تھے آپ ۶۱۴ھ کو پیدا ہوئے اور بغداد کی طرف کوچ کر گئے اور کثیر سے سماع کیا اور علوم حاصل کیے' آپ شافعی مذہب کے مطابق فتویٰ دیتے تھے آپ نے طویل مدت تک مکہ میں قیام کیا پھر مصر چلے گئے اور دارالحدیث کی مشیخت سنبھال لی آپ بہت خوش اخلاق اور لوگوں کو محبوب تھے آپ نے آخر محرم میں وفات پائی اور القرافۃ الکبریٰ میں دفن ہوئے اور آپ کے اشعار بھی بہت اچھے ہیں جن میں سے ابن الجزری نے ایک اچھے حصے کو بیان کیا ہے۔

عمادالدین:

محمد بن العباس الدنیسری' ماہر طبیب اور حاذق شاعر' اس نے اکابر اور وزراء کی خدمت کی اور ۸۰ سال عمر پائی' اور اس سال کے صفر میں' دمشق میں وفات پائی۔

قاضی القضاۃ برہان الدین:

الخضر بن الحسین بن علی سنجاری' آپ نے دیار مصر میں کئی دفعہ فیصلہ (قضاء) سنبھالا اور وزیر بھی بنے آپ باوقار اور بارعب رئیس تھے اور آپ کے بعد تقی الدین بن بنت الاعز نے قضاء سنبھالی۔

شرف الدین سلیمان بن عثمان:

آپ مشہور شاعر ہیں اور آپ کا ایک دیوان بھی ہے آپ نے اس سال کے صفر میں وفات پائی۔

شیخ صالح عزالدین:

عبدالعزیز بن عبدالمنعم بن الصیقل الحرانی' آپ ۵۹۴ھ کو پیدا ہوئے اور کثیر سے سماع کیا پھر مصر کو وطن بنا لیا اور وہیں ۱۴ رجب کو وفات پائی' آپ کی عمر نوے سال سے زیادہ تھی اور جب حافظ علم الدین البرزالی نے ۶۸۴ھ میں مصر کی طرف کوچ کیا تو اس نے آپ سے سماع کیا اور آپ سے روایت کی کہ آپ بغداد میں ایک جنازہ میں شامل ہوئے تو گورکن نے ان کا پیچھا کیا اور جب رات ہوئی تو اس نے اس قبر کے پاس آ کر میت کو کھولا اور میت ایک نوجوان کی تھی جسے سکتہ ہو گیا تھا اور جب اس نے قبر کھولی تو یہ مردہ نوجوان اٹھ بیٹھا اور گورکن' مردہ ہو کر قبر میں گر پڑا اور نوجوان اپنی قبر سے باہر نکل آیا اور گورکن کو اس میں دفن کر دیا گیا اور آپ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں قلیوب میں تھا اور میرے آگے گندم کا ایک ڈھیر تھا' پس ایک بھڑ آیا تو وہ ایک دانہ لے گیا پھر آیا دوسرا دانہ لے گیا پھر آیا اور تیسرا دانہ لے گیا اس نے چار بار ایسے ہی کیا' آپ نے بیان کیا ہے کہ میں اس کے پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ان درختوں میں جو وہاں موجود تھے ایک اندھی چڑیا کے منہ میں دانہ ڈال رہا ہے اور راوی کا بیان ہے کہ شیخ عبدالکافی نے مجھے بتایا کہ آپ ایک دفعہ ایک جنازے میں شامل ہوئے اور ایک سیاہ فام غلام ہمارے ساتھ تھا اور جب

لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو اس نے جنازہ پڑھا اور جب اسے دفن کرنے گئے تو اس نے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا میں اس کا عمل ہوں پھر اس نے اپنے آپ کو اس میت کی قبر میں ڈال دیا آپ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا تو مجھے کچھ نظر نہ آیا۔

حافظ ابوالیمن

امین الدین عبدالصمد بن عبدالوہاب بن الحسن بن محمد بن الحسن بن عساکر الدمشقی آپ نے ریاست و املاک کو ترک کیا اور تیس سال مکہ کے پڑوس میں عبادت و زہادت کی طرف متوجہ رہے اور آپ کو شامیوں اور مصریوں میں قبولیت حاصل ہوئی اور آپ نے اس سال کی رجب کو مدینہ نبویہ میں وفات پائی۔

۶۸۷ھ

اس سال الشجاعی اس ارادے سے مصر سے شام آیا کہ وہ اہل شام کے مال داروں سے پرزور مطالبہ کرے گا اور ربیع الآخر کے آخر میں شیخ ناصر الدین عبدالرحمٰن المقدسی قاہرہ سے بیت المال کی سپردگی اوقاف کی دیکھ بھال اور خواص کی نگرانی کے لیے آیا اور اس کے پاس احکام اور خلعت بھی تھے پس لوگ اس کے دروازے پر گئے اور اس نے امور کے بارے میں گفتگو کی اور لوگوں کو ایذاء دی اور اس کی امارت امیر علم الدین الشجاعی کی سفارت سے ہوتی تھی جو دیار مصر میں متکلم تھا' اس نے شیخ شمس الدین الایکی اور ابن الوحید کاتب کے ذریعے اس کا تقرب حاصل کیا اور یہ دونوں اس کے ہاں ایک مقام رکھتے تھے اور اس نے اس سال کے آغاز میں اعیان دماشقہ کی ایک جماعت کو دیار مصر میں طلب کیا اور ان سے کثیر اموال کا مطالبہ کیا گیا اور انہوں نے ایک دوسرے کا دفاع کیا تاکہ وہ ان پر اپنا ظلم کم کرے اور اگر وہ ڈٹ جاتے تو ظالم کو جلد سزا ملتی اور جس کو وہ ناپسند کرتے تھے وہ جلد ان سے دور ہو جاتا اور جب ابن المقدسی' دمشق آئے آپ ام صالح کی تربت پر فیصلے کرتے تھے اور لوگ آپ کے پاس جاتے تھے اور آپ کے شر سے ڈرتے تھے اور آپ نے باب الفرادیس میں' اور باب الساعات میں گواہوں کے لیے چبوترے بنوائے اور باب الجابیہ شمالی کو از سر نو بنایا اور اسے اونچا کیا اور وہ ہموار ہو چکا تھا اور آپ نے اس پل کو بھی درست کیا جو اس کے نیچے تھا اور اسی طرح آپ نے اس پل کو بھی درست کیا جو اس بازار کے نیچے تھا جسے دونوں' جانب سے نئے سرے سے بنایا گیا تھا۔ اور یہ ابن المقدسی کا بہترین کام تھا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ لوگوں کو بہت اذیت دینے والا اور ظالم و غاصب تھا اور لوگوں پر ظلم کے دروازے کھولتا تھا جن کے بیان کی ضرورت نہیں۔

اور ۱۰ رجمادی الاولیٰ کو قاضی القضاۃ حسام الدین حنفی' اور الصاحب تقی الدین توبۃ التکریتی اور قاضی القضاۃ جمال الدین محمد بن سلیمان الزدادی المالکی ساڑھے تین سال دمشق کے حاکم کے بغیر رہنے کے مالکیہ کے قاضی بن کر آئے اور آپ نے منصب کی علامات کو قائم کیا اور درس دیا اور مذہب کو پھیلایا اور آپ کو سیادت اور ریاست حاصل تھی۔

اور ۴ رشعبان کو جمعہ کی رات کو ملک صالح علاؤ الدین بن ملک منصور قلادون نے سنطاریہ میں وفات پائی اور اس کے باپ کو اس کا بڑا غم ہوا اور اس نے اپنے بعد اس کے لیے حکومت کی اور کئی سال کی مدت سے منابر پر اس کے لیے خطبے ہو رہے تھے پس اس نے اسے اپنے بعد اس کے بیٹے اشرف خلیل کو ولی عہد مقرر کر دیا اور جمعہ کے دن اس کے باپ کے ذکر کے بعد منابر پر اس کے لیے

خطبہ دیا اور خوشی کے شادیانے بجائے گئے اور سات روز تک شہر کو آراستہ کیا گیا اور فوج نے خلعت پہنے اور [illegible] اور لوگوں [illegible] تیز بھی پر اظہار خوشی کیا گیا اور جہان کے دلوں میں اس کے باپ کی وفات کا غم تھا کیونکہ الشجاعی نے اس پر ظلم کیا تھا اور رمضان میں شرف الدین ابن المقدسی کی وفات کے بعد [illegible] الدین بن [illegible] کی [illegible] الحسن [illegible] اور اس کے بعد [illegible] میں بدر الدین بن جماعت نے قدس کے خطیب قطب الدین کی موت کے بعد قدس کی خطابت سنبھالی اور اس کے بعد علاؤ الدین احمد بن القاضی تاج الدین بنت الاعز نے القیمریہ کی تدریس کا کام سنبھالا اور رمضان میں ایک نصرانی نے حملہ کیا اور اس کے پاس ایک مسلمان عورت تھی اور وہ رمضان میں دن کے وقت شراب نوشی کر رہے تھے پس نائب سلطنت حسام الدین لاجین نے نصرانی کو جلانے کا حکم دیا اور اس نے اپنی جان کے بارے میں بہت سے اموال قربان کیے مگر اس نے انہیں قبول نہ کیا اور اسے سوق انجیل میں جلا دیا گیا اور اس بارے میں شہاب محمود نے ایک شاندار قصیدہ تیار کیا اور اس عورت کو کوڑوں کی حد لگائی گئی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

قطب الدین خطیب:

ابوالزکا عبدالمنعم بن یحییٰ بن ابراہیم بن علی بن جعفر بن عبداللہ بن محمد بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشی الزہری آپ چالیس سال بیت المقدس کے خطیب رہے اور آپ کبار صلحاء میں سے تھے اور لوگوں کو محبوب تھے خوبصورت' بارعب اور شریف النفس تھے اور نماز فجر کے بعد محراب میں اپنے حفظ سے تفسیر بیان کرتے تھے آپ نے کثیر سے سماع کیا اور آپ نیک لوگوں میں سے تھے آپ ۶۰۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۷ رمضان منگل کی رات کو ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

شیخ ابراہیم بن معضاد:

بن شداد بن ماجد الجعبری' تقی الدین ابواسحاق' آپ اصلاً قلعہ جعبر سے تعلق رکھتے ہیں پھر آپ نے قاہرہ میں اقامت اختیار کی آپ لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے اور لوگ آپ کے کلام سے بہت فائدہ حاصل کرتے تھے آپ نے ۲۴ محرم کو ہفتہ کے روز قاہرہ میں وفات پائی اور الحسینیہ کے قبرستان میں دفن ہوئے اور آپ مشہور صلحاء میں سے تھے۔

شیخ لیس بن عبداللہ:

المقری الحجام' محی الدین النووی کے شیخ الشیوخ' آپ نے بیس حج کیے اور آپ کے احوال وکرامات بھی ہیں۔

الخوندہ غازیہ خاتون:

ملک منصور قلادون کی بیٹی' اور ملک سعید کی بیوی۔

الحکیم الرئیس علاؤ الدین:

بن ابی الحزم بن نفیس' آپ نے القانون ابن سینا کی شرح کی اور الموجز وغیرہ فوائد کو تصنیف کیا اور آپ اپنی یادداشت سے لکھا کرتے تھے اور آپ ابن الدخواری سے اشتغال کرتے تھے آپ نے ذوالقعدہ میں مصر میں وفات پائی۔

شیخ بدرالدین

عبداللہ بن الشیخ جمال الدین بن مالک نحوی الفیہ کا شارح تھا اس کے باپ نے تالیف کیا تھا اور یہ بہترین شرح اور بہت فوائد کی حامل ہے آپ ذہین [illegible] تھے آپ نے ۸ محرم [illegible] کو وفات پائی [illegible] اپنے باپ [illegible] میں دفن ہوئے۔ واللہ اعلم

۶۸۸ھ

اس سال طرابلس شہر فتح ہوا اور اس کی صورت یوں ہوئی' کہ سلطان قلادون فاتح مصری فوجوں کے ساتھ دمشق آیا اور ۱۳؍صفر کو اس میں داخل ہوا پھر وہ ان کے ساتھ اور دمشقی افواج اور بہت سے رضا کاروں کے ساتھ روانہ ہو گیا ان رضا کاروں میں حنابلہ کے قاضی نجم الدین حنبلی اور قدس وغیرہ کے بہت سے آدمی بھی تھے' سو اس نے طرابلس سے ربیع الاول کے آغاز میں جمعہ کے روز جنگ کی اور مجانیق کے ساتھ اس کا سخت محاصرہ کیا اور اس کے باشندوں کو سخت تنگی دی' اور اس پر ۱۳؍مجانیق نصب کر دیں' اور جب ۴؍جمادی الآخرۃ کو منگل کا دن آیا تو دن کے چوتھے پہر طرابلس بزور قوت فتح ہو گیا اور اس کے سب باشندوں پر قتل وقید حاوی ہو گئی اور المیناء کے بہت سے باشندے غرق ہو گئے اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا اور ذخائر پر قبضہ کر لیا گیا جو ۵۰۳ھ سے لے کر آج کے دن تک فرنگیوں کے قبضے میں چلے آتے تھے اور اس سے قبل حضرت معاویہؓ کے زمانے میں وہ مسلمانوں کے قبضے میں تھے اور سفیان بن نجیب نے اسے حضرت معاویہؓ کے لئے فتح کیا تھا اور حضرت معاویہؓ نے یہود کو اس میں آباد کیا اور عبدالملک بن مروان نے اس کو از سر نو تعمیر کیا اور اسے مضبوط کیا اور مسلمانوں کو اس میں آباد کیا اور وہ پر امن آباد اور پرسکون ہو گیا اور وہاں پر مصر و شام کے پھل تھے اور وہاں اخروٹ' کیلے' برف' گھاس اور رواں پانی تھے جو بلند جگہوں کی طرف چڑھتے تھے اور اس سے قبل وہ تین شہر تھے جو قریب قریب تھے پھر یہ ایک شہر بن گیا پھر اسے اس کی جگہ سے منتقل کر دیا گیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا جب خوشخبری دمشق پہنچی تو خوشی کے شادیانے بجے اور شہر کو آراستہ کیا گیا اور لوگوں نے بڑی خوشی منائی۔

پھر سلطان ملک منصور قلادون نے شہر کی عمارات' مکانات اور اس کی مضبوط فصیلوں کو گرانے کا حکم دے دیا اور یہ حکم بھی دیا کہ اس سے ایک میل کے فاصلے پر ایک اور شہر تعمیر کیا جائے جو اس سے خوبصورت اور مضبوط ہو تو ایسے ہی کیا گیا اور یہی وہ شہر ہے جسے طرابلس کہا جاتا ہے پھر وہ مظفر و منصور اور مسرور ہو کر واپس آیا اور ۱۵؍جمادی الآخرۃ کو اس میں داخل ہوا لیکن اس نے تمام امور اور اموال کے بارے میں گفتگو کرنے کا کام علم الدین الشجاعی کے سپرد کر دیا اور اس کی وجہ سے مخلوق کو بڑی تکلیف ہوئی اور یہ بہت برا کام تھا۔

بلاشبہ یہ ظالم کی تباہی اور ہلاکت ہے مگر منصور کو ان اموال نے کچھ فائدہ نہ دیا جو الشجاعی نے اس کے لیے جمع کیے تھے اور وہ اس کے بعد تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ظالم بستیوں کی طرح پکڑ لیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا پھر سلطان نے ۲؍شعبان کو اپنی فوج کے ساتھ دیار مصر کو سفر کیا اور آخر شعبان میں اس میں داخل ہوا اور اس سال حلب' کرکر کی جانب اور ان نواح میں بہت سے قلعے فتح ہوئے اور تاتاریوں کی ایک جماعت کو شکست ہوئی' اور ان کا بادشاہ خربندا جو ملطیہ پر تاتاریوں کا نائب تھا'

قتل ہو گیا

اور اس سال جمال الدین یوسف بن التقی الاسعردی نے دمشق کی احتساب کا کام سنبھالا پھر چند دنوں کے بعد تاج الدین الشیرازی نے اسے سنبھال لیا اور اس نے [illegible] کی وجہ سے جو کچھ [illegible] رکھا گیا اور برہان الدین اسکندری نائب الخطیب [illegible] انہوں نے ۲۲؍ ذوالحجہ کو جمعہ کے روز سے اس کی ابتدا کی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخہ فاطمہ بنت شیخ ابراہیم:

نجم بن اسرائیل کی بیوی' آپ فقر کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے آپ کو طریقہ حریریہ وغیرہم کے مطابق سلطنت' اقدام' ترجمہ اور کلام حاصل تھا' آپ کے جنازہ میں بہت لوگ شامل تھے اور آپ کو شیخ ارسلان کے نزدیک دفن کیا گیا۔

العالم ابن الصاحب:

بے حیا شیخ' شیخ فاضل علم الدین احمد بن یوسف بن عبداللہ بن شکر آپ علم وریاست کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے آپ نے کئی مدارس میں پڑھایا اور آپ کو وجاہت وریاست حاصل تھی پھر آپ نے ان سب باتوں کو ترک کر دیا اور حرفشہ اور حرافیش کی صحبت اور لباس اور طریقہ میں ان سے مشابہت اختیار کرنے اور بھنگ پینے اور استعمال کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے' اور آپ کو بے حیائی مذاق اور ایسی زائد باتوں سے دلچسپی ہوگئی جن میں سے بہت سی باتوں سے ملا ہی نہیں جا سکتا اور آپ کے لڑکے فاضل تھے جو اس بات سے آپ کو روکتے تھے مگر آپ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور ہمیشہ آپ کا یہی طریقہ رہا حتیٰ کہ آپ ۲۱؍ ربیع الاوّل کو جمعہ کی رات کو وفات پا گئے اور جب چار قاضی مقرر کیے گئے تو آپ کی خالہ کا بیٹا تاج الدین بنت الاعز اس سے قبل قضاء میں با اختیار تھا' اور ابن الصاحب مذکور نے اسے کہا' میں نہیں مروں گا جب تک تجھے چوتھائی کا مالک نہ دیکھ لوں' اس نے اسے کہا خاموش رہ' ورنہ وہ تجھے زہر پلا دیں گے' اس نے اسے کہا' تو اپنے دین کی کمی کی وجہ سے کرے گا اور وہ اپنی عقلوں کی کمی کے بارے میں تجھ سے سن لیں گے اور اس نے حقیر بھنگ کے بارے میں کہا۔

''اے عقل وفہم والو! بھنگ کی مستی میں میرے مدعا کا مقصود ہے انہوں نے اسے عقل ونقل کے بغیر حرام کر دیا ہے اور حرام' غیر حرام کی تحریم ہے اے میرے نفس کھیل کود کی طرف مائل ہو اور کھیل کود سے نوجوان زندہ رہتا ہے اور ایک دن کی مستی سے نہ اکتا اگر شراب کا حصول دشوار ہو تو بھنگ ہی سہی' میں نے بھنگ اور شراب کو اکٹھا کر دیا ہے اور میں خوش ہوں کہ میں نشے سے راہ نہیں پا سکتا اے وہ شخص جو مجھے میرے مدرسہ کا دروازہ دکھاتا ہے قسم بخدا اللہ اسے بہت اجر دے گا''۔

اور وہ الصاحب بہاؤ الدین بن الحنا کی ہجو کرتے ہوئے کہتا ہے۔

''بیٹھ اور خوش ہو جا' ضروری ہے کہ تجھے تکلیف ہو تو علی بن محمد لکھتا ہے اے ابن الحنا تجھے کہاں یہ بات حاصل ہے پس

اس نے اسے بلا کر مارا پھر اسے شفاخانے لے جانے کا حکم دیا اور وہ اس میں ایک سال رہا پھر اسے آزاد کر دیا گیا''۔

شمس الدین اصبہانی:

شارح المحصول محمد بن محمود بن محمد بن عباد السلمانی العلامہ آپ ۶۵۰ھ کے بعد دمشق آئے اور فقہاء سے مناظرہ کیا اور آپ کے فضائل مشہور ہو گئے آپ نے سماع حدیث کیا اور رازی کی المحصول کی شرح کی اور چار فنون میں قواعد لکھے اصول فقہ اصول دین منطق اور خلاف میں آپ کو منطق نحو اور ادب کی اچھی واقفیت تھی اور آپ نے مصر کی طرف سفر کیا اور حسین اور شافعی کے مزار وغیرہ پر پڑھایا اور طلبہ کی طرف سفر کیا آپ نے ۲۰ کو ۷۲ سال کی عمر میں قاہرہ میں وفات پائی۔

شمس محمد بن العفیف:

سلیمان بن علی بن عبداللہ بن علی التلمسانی' زبردست شاعر' اس کی وفات اپنے باپ کی زندگی میں ہوئی تو اسے اس کا الم ہوا' اور اس کا بہت غم کیا اور بہت سے اشعار میں اس کا مرثیہ کہا اور اس نے ۱۴ رجب کو بدھ کے روز وفات پائی اور جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور صوفیہ میں دفن ہوئے' آپ کے شاندار اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''اس کے دانت' اس کے چاند کے لیے ستارے ہیں اور وہ حسن کے ہار کے لیے موتی ہیں اور اس کی کمر' کتنی دور رہی اور وہ کمزور تھا اور اس کے دانت کس قدر شیریں ہیں اور وہ ٹھنڈا ہے''۔

اور وہ بھنگ کی مذمت کرتا ہوا کہتا ہے۔

''بھنگ پینے والے کے نزدیک اس کی کوئی خوبی نہیں ہے لیکن وہ اپنے رشد کی طرف پھرنے والی نہیں ہے اس کے چہرے میں زردی ہے اس کے منہ میں سبزی ہے اس کی آنکھ میں سرخی ہے اور اس کے جگر میں سیاہی ہے''۔

اور اس کا شعر ہے:

''اس کا چہرہ اس کے رخسار کی باریکی پر نمایاں ہوا اور وہ زلفوں کی سیاہی میں چمکا اور میں نے کہا عجیب بات ہے تاریکی کیسے نہیں مٹے گی جب کہ نیزے پر سورج طلوع ہو چکا ہے''۔

اور اس کا شعر ہے۔

''میرے نزدیک تو اور لچکدار نیزہ برابر ہیں اسے ہوا' حرکت دیتی ہے اور تو محبت کو حرکت دیتا ہے''۔

ملک منصور شہاب الدین:

محمود بن ملک صالح اسماعیل بن عادل' آپ نے ۱۸ رشعبان کو منگل کے روز وفات پائی اور جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور اسی روز آپ کو اپنے دادا کے قبرستان میں دفن کیا گیا آپ نے کثیر سے حدیث کا سماع کیا اور آپ اہل حدیث سے محبت کرتے تھے اور آپ میں نرمی اور تواضع پائی جاتی تھی۔

شیخ فخر الدین ابو محمد:

عبدالرحمٰن بن یوسف بعلبکی حنبلی' دارالحدیث نوریہ اور ابن عروہ کے مزار کے شیخ الحدیث اور الصدریہ کے شیخ' آپ فتویٰ

دیتے تھے اور دیانت' صلاح' زہادت' اور عبادت کے ساتھ لوگوں کو افادہ کرتے تھے آپ ۶۱۱ھ کو فوت ہوئے اور اس سال کے رجب میں وفات پائی۔

۶۸۹ھ

اس سال ملک منصور قلادون کی وفات ہوئی اور الحاکم عباسی خلیفہ اور مصر کا نائب حسام الدین طرقطائی اور شام کا نائب حسام الدین لاجین اور شام کے قضاۃ شہاب الدین بن الخوئی الشافعی حسام الدین حنفی' نجم الدین بن شیخ الجبل اور جمال الدین الزوادی المالکی تھے اور جب ایلچی شمس الدین سنقر الاشقر کو تلاش کرتا ہوا دیار مصر آیا تو سلطان نے اس کی عزت کی اور اس کے ہاتھ کو مضبوط کیا اور اسے اموال حاصل کرنے کا حکم دیا اور اسے فوجوں کو مزید مضبوط کرنے اور البیرہ اور کختا وغیرہ کے قلعوں کے متعلق گفتگو کرنے کا حکم دیا پس اس کا دل مضبوط ہو گیا اور اس کی سختی میں اضافہ ہو گیا لیکن وہ مروت اور حیا کی طرف رجوع کرتا تھا اور جو شخص آپ کی طرف منسوب ہوتا تھا اسے فائدہ دیتے تھے اور یہ تھوڑے دنوں میں دنیا کی محبت کی وجہ سے تھا' اور جمادی الآخرۃ میں ناصر الدین المقدسی وکیل بیت المال اور ناظر الخاص کی تحقیق کا حکم لے کر ایلچی آیا اور اس کے اوقاف وغیرہ کے کھانے کی رسوائیاں نمایاں ہو گئیں' پس اس نے العذراویہ کا حکم لکھا اور اس سے ان اموال کا مطالبہ کیا گیا اور اسے تنگ کیا گیا اور سیف الدین ابوالعباس سامری نے ایک قصیدہ بنایا جس میں اس نے اس کے ظلم وایذاء سے ٹھنڈک حاصل کی اور اس کے باوجود وہ اس کے پاس گیا اور اس کے لیے غمگین ہوا اور دونوں نے وہاں خوش طبعی کی پھر ایلچی اسے دیار مصر کی طرف لانے کے لیے آیا تو نائبین اس کے جانے سے خوفزدہ ہوئے اور جمعہ کی صبح کو اسے مدرسہ الغد راویہ میں پھانسی دے دی گئی اور قضاۃ اور شہود کو طلب کیا گیا تو انہوں نے اسے اس حالت میں دیکھا پھر اسے تیار کیا گیا اور جمعہ کے بعد اس کا جنازہ پڑھا گیا اور قبرستان صوفیہ میں اسے اپنے باپ کے پاس دفن کر دیا گیا اور وہ دو وکالتوں اور نگہداشت کے ساتھ ساتھ الرواحیہ اور مزار ام الصالح میں مدرس بھی تھا۔

اور ایلچی آیا کہ حصاعسکا کے لیے مجانیق تیار کی جائیں' سوالاعسر بعلبک کے علاقے کی طرف گیا کیونکہ وہاں ایسی بڑی بڑی لکڑیاں ہیں جن کی مانند دمشق میں لکڑیاں نہیں پائی جاتیں اور وہ اس کام کے مناسب حال ہیں' پس گناہ' خراج اور بے گار زیادہ ہو گئی اور لوگوں نے بہت مشقت اٹھائی اور انہوں نے ناپسندیدہ لوگوں کو پکڑ لیا اور انہیں بڑی تکلیف اور سختی کے ساتھ دمشق کی طرف لایا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ملک منصور قلادون کی وفات:

لوگ ابھی اسی غم اور پرزور مطالبات اور اس قسم کی باتوں میں مبتلا تھے کہ ایلچیوں نے آ کر اس سال کی ۶ رذوالقعدہ کو ہفتے کے روز ملک منصور کی وفات کی خبر دی کہ وہ قاہرہ کے باہر الخیم میں فوت ہو گیا ہے پھر رات کو اسے اٹھا کر قلعہ جبل میں لایا گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ملک اشرف خلیل اس کا ولی عہد بن بیٹھا کیونکہ اس نے اسے اپنا ولی عہد بنایا تھا اور تمام امراء نے اس سے عہد و پیمان کیا اور منابر پر اس کا خطبہ دیا گیا اور وہ شاہانہ شوکت کے ساتھ سوار ہوا اور تمام افواج قلعہ جبل سے میدان اسود کی طرف جسے سوق الخیل کہتے ہیں اس کی خدمت میں پیادہ چلیں اور امراء اور پیشرؤوں اور قضاۃ واعیان خلعت پہنے ہوئے تھے اور جب اس کے متعلق

اطلاعات آئیں تو امراء شام نے اس سے عہد و پیمان کیا اور اس نے اپنے باپ کے نائب حسام الدین طرنطائی کو گرفتار کر لیا اور اس سے بہت سے اموال لے لیے جن میں سے کچھ اموال افواج پر خرچ کر دیا۔

اور اس سال جمال الدین بن عبد الکافی کی بجائے دمشق کی خطابت زین الدین عمر بن مکی بن المرحل نے سنبھالی اور یہ کام الآمر کی مدد سے ہوا اور ناصر الدین بن المقدسی کی بجائے جامع کی نگہداشت کا کام رئیس وجیہ الدین بن المنجا الحنبلی نے سنبھالا اور اس نے اس کے وقف کو بڑھایا' اور آباد کیا اور وہ ایک لاکھ پچاس ہزار سے بڑھ گیا اور اس سال حماۃ کے حکمران کا گھر جل گیا اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ اس کی غیر حاضری میں آگ لگ گئی اور کسی نے گھر میں داخل ہونے کی جسارت نہ کی اور آگ اپنا کام کر گئی اور گھر اپنے تمام ساز و سامان سمیت جل گیا۔

اور شوال میں ابن المقدسی کے بعد قاضی امام الدین قونوی نے مزار امام الصالح میں پڑھایا اور اس سال حسین بن احمد بن شیخ ابی عمر نے اپنے عمزاد نجم الدین بن شیخ الجبل کی بجائے اشرف کو سنبھالا اور اس کا حکم منصور نے اپنی وفات سے قبل دیا تھا اور اس سال شام کے لوگوں کو امیر بدر الدین بکتوت الدد باسی نے حج کروایا اور قاضی القضاۃ شہاب الدین بن الخوی اور شمس الدین بن السلعوس اور قافلے کے لیڈر امیر عتبہ نے حج کیا اور ابونمی کو اس سے وہم ہو گیا اور ان دونوں کے درمیان عداوت تھی سو اس نے مکہ کے دروازے بند کر دیئے اور لوگوں کو ان میں داخل ہونے سے روک دیا پس اس نے دروازے کو جلا دیا' اور ایک جماعت کو قتل کر دیا اور بعض جگہوں کو لوٹ لیا اور قبیح مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا پھر انہوں نے فریقین کے درمیان صلح کروانے کے لیے قاضی ابن الخوی کو بھیجا اور جب وہ ابی نمی کے پاس ٹھہرا تو سوار کوچ کر گیا اور وہ حرم میں اکیلا ہی رہ گیا اور ابونمی نے اس کے ساتھ آدمی بھیجا جس نے اسے سلامتی اور عزت کے ساتھ' ان کے ساتھ ملا دیا اور منصور کی موت کی خبر لوگوں کے پاس عرفات میں پہنچی اور یہ ایک عجیب بات ہے اور ایک خط آیا جس میں وزیر ابن السلعوس کو اس بات پر آمادہ کیا گیا تھا کہ وہ دیار مصر کی طرف آئے اور بین السطور ملک اشرف کی تحریر تھی کہ اے شقیر اے روئے مبارک آ کر وزارت حاصل کرو' پس وہ قاہرہ کی طرف گیا اور ۱۰ محرم کو منگل کے روز وہاں پہنچا اور سلطان کے فرمان کے مطابق وزارت حاصل کی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

سلطان ملک منصور قلاؤون:

ابن عبد اللہ الترکی الصالحی الالفی' اسے ملک صالح نجم الدین ایوب بن مالک کامل محمد بن عادل ابی بکر بن ایوب نے دو ہزار دینار میں خریدا تھا اور یہ اس کے ہاں اور اس کے بعد اکابر امراء میں سے تھا اور جب ملک سعید بن الظاہر نے اس کی بیٹی غازیہ خاتون سے نکاح کیا تو الظاہر کے ہاں اس کی عزت بہت بڑھ گئی اور یہ حکومت میں مسلسل ترقی کرتا رہا حتیٰ کہ سلامش بن الظاہر کا اتالیق بن گیا پھر اس نے اسے قرابتداری سے بلند کر دیا اور ۶۸۴ھ میں وہ خود مختار بادشاہ بن گیا اور اس نے ۶۸۸ھ میں طرابلس کو فتح کیا اور عسکا کے فتح کرنے کا بھی عزم کیا اور اس کی طرف گیا مگر ۲۶؍ ذوالقعدہ کو جلد ہی موت نے اسے آ لیا اور اسے اس کے عظیم مدرسہ کی

قبر میں دفن کیا گیا' جسے اس نے دو محلات کے درمیان تعمیر کیا تھا اور دیار مصر و شام میں اس کی مانند کوئی مدرسہ نہیں ہے اور اس میں دارالحدیث اور شفاخانہ بھی ہے اور اس کے بہت سے وقف بھی ہیں اس نے تقریباً ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کی مدت حکومت ۱۲ سال تھی اور وہ خوبرو اور بارعب تھا اور وہ سلطنت کی شان و شوکت اور شاہانہ ہیبت کا حامل تھا' قد پورا' داڑھی خوبصورت' بلند ہمت بہادر اور باوقار تھا اللہ اس سے درگزر کرے۔

امیر حسام الدین طرقطائی:

مصر میں منصوری حکومت کا نائب' اشرف نے اسے گرفتار کر کے قلعہ جبل میں قید کر دیا پھر اسے قتل کر دیا اور یہ آٹھ دن وہیں پڑا رہا اور اس کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا پھر اسے چٹائی میں لپیٹ کر' کوڑی پر پھینک دیا گیا اور بعض لوگوں نے اس کا غم کیا اور بڑی آسودگی اور کشائش دنیوی اور چلتی بات کے بعد اسے ایک فقیر کی طرح کفن دیا گیا اور سلطان نے اس کے ذخائر سے چھ لاکھ دینار اور ستر مصری قنطار چاندی لی' اور گھوڑوں' خچروں' اونٹوں' ساز و سامان' شاندار قالینوں قیمتی ہتھیاروں اور ان کے علاوہ مصر و شام میں جو املاک و ذخائر تھے ان کے سوا بہت سے جواہرات لیے اور اس نے دو بیٹے چھوڑے ان میں سے ایک نابینا تھا اور یہ نابینا' اشرف کے پاس آیا اور اپنے منہ پر رومال رکھ کر کہنے لگا اللہ کے واسطے کوئی چیز دو' اور اس نے اسے بتایا کہ کئی روز سے ان کے ہاں کھانے کو کچھ نہیں تو اسے ترس آیا تو اس نے فوراً انہیں املاک دے دیں اور وہ ان کی پیداوار سے کھاتے تھے پس پاک ہے وہ اللہ جو اپنی مخلوق میں جیسے چاہے تصرف کرتا ہے اور جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔

علامہ رشید الدین:

عمر بن اسماعیل بن مسعود الفارقی الشافعی' آپ الظاہریہ کے مدرس تھے' وہیں آپ نے وفات پائی آپ کی عمر نوے سال سے زیادہ تھی' محرم میں آپ کا گلا گھونٹ دیا گیا اور صوفیہ میں دفن ہوئے اور آپ نے سماع حدیث کیا اور آپ علوم کے بہت سے فنون میں یکتا تھے جیسے علم نحو' ادب' ترجمہ' کتابت' انشاء' فلکیات' نجوم اور رمل و حساب وغیرہ میں' اور آپ کی نظم بھی بہت اچھی ہے۔

خطیب جمال الدین ابو محمد:

عبدالکافی بن عبدالملک بن عبدالکافی الربعی' آپ نے دارالخطابت میں وفات پائی اور جمادی الاولیٰ کے آخر میں ہفتہ کے روز لوگ آپ کی نماز جنازہ میں شامل ہوئے اور آپ کو دامن کوہ میں لے جا کر شیخ یوسف الفقاعی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

فخر الدین ابوالظاہر اسماعیل:

ابن عز القضاۃ ابی الحسن علی بن محمد بن عبدالواحد بن ابی الیمن شیخ درویش اور متاع دنیوی کو کم سمجھنے والا' آپ نے ۲۰ رمضان کو وفات پائی اور جامع میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور بنی الزکی کے قاسیون کے قبرستان میں محی الدین ابن عربی کی محبت میں دفن ہوئے' آپ ہر روز ان کے کلام سے دو ورق اور حدیث کے دو ورق لکھا کرتے تھے اور اس کے باوجود ان سے حسن ظن رکھتے تھے اور آپ جامع میں سب آئمہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور بعض علماء نے آپ کے متعلق بتایا ہے کہ آپ نے ان کی تحریر میں لکھا ہوا دیکھا کہ۔

''ہر چیز میں اس کا ایک نشان ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اس کی عین ہے اور اس نے ''اس کے عین کو'' صحیح

قرار دیا ہے''۔

اور جس نے یہ شعر پڑھا ہے اس سے صحیح طور پر یہ مروی ہے کہ

وہ نشان اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ واحد ہے۔

اور آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''اور دریا جب سے شاخوں میں چھپا ہے نیچے کی طرف گیا ہے اور وہ اس کے دل میں ان کا نمونہ بن گیا ہے اور نسیم نے اس سے غیرت کھائی ہے جو اس کی عاشق ہے اور وہ انہیں اس کے وصل سے ہٹانے لگی ہے''۔

پھر کہتا ہے۔

''جب تمہارے اوپر امکان کا ثبوت ہو گیا اور اس کا حکم عالم صور میں ظاہر ہو گیا تو اس نے جمع کو اپنے سے الگ کر دیا اور وہ یکتا ہے اور عالم صور میں تمہارا فرق ظاہر ہو گیا''۔

پھر کہتا ہے۔

''میں اپنے سرداروں کے سوا' اور کچھ نہیں دیکھتا وہ میرے مفہوم کا عین اور میرے جوف کا عین ہیں اور انہوں نے میرے ہر جز کا احاطہ کر لیا ہے اور میری نگاہ کے پانے سے تسلی پالی ہے انہوں نے میرے فقر کے عموم میری ذلت کے طول اور میری کمزوری کی زیادتی میں غور کیا ہے اور انہوں نے مجھ سے محض سخاوت' نیکی اور مہربانی کا معاملہ کیا ہے اور اگر میں نے ان پر فخر کرتے ہوئے اپنے دامن کو گھسیٹا ہے یا اپنے کندھے کو موڑا ہے تو تو ملامت نہ کر''۔

پھر کہتا ہے۔

''خدائے ذوالجلال کے پے در پے عطیات نے مجھے گونگا کر دیا ہے اور وہ شکر سے بولتے ہیں اور نعمت کے بعد نعمت اور بشارت کے بعد بشارت حاصل ہوئی ہے ان کا آغاز تو ہے لیکن ان کی انتہاء کوئی نہیں اور ان نعمتوں کا مزید حصہ دنیا اور آخرت کو ڈھانپ لے گا''۔

الحاج طیبرس بن عبداللہ:

علاؤ الدین وزیر' ملک الظاہر کا داماد' یہ اکابر امرائے حل وعقد میں سے تھا اور دیندار اور بہت صدقہ وخیرات کرنے والا تھا اور دمشق میں اس کی ایک سرائے تھی جسے اس نے وقف کیا تھا اور اس نے قیدیوں وغیرہ کو بھی چھڑایا اور اس نے اپنی موت کے وقت وصیت کی کہ تین لاکھ درہم شام اور مصر کے سپاہیوں پر خرچ کیے جائیں اور ہر سپاہی کو پچاس درہم ملے اور اس کی وفات ذوالحجہ میں ہوئی اور مقطم کے دامن میں اپنی قبر میں دفن ہوا۔

قاضی القضاۃ نجم الدین:

ابوالعباس بن شیخ شمس الدین بن ابی عمر المقدسی' آپ نے ۱۲؍رجب کو بسوا میں وفات پائی اور آپ یکتا فاضل' خطیب اور اکثر مدارس کے مدرس تھے اور شیخ الحنابلہ اور ان کے شیخ کے بیٹے تھے اور آپ کے بعد شیخ شرف الدین حسین بن عبداللہ بن ابی عمر نے قضاۃ

۶۹۰ھ

اس سال عکا اور سواحل کا بقیہ علاقہ جو بڑی مدت سے فرنگیوں کے قبضے میں تھا فتح ہوا اور اس میں ان کا ایک پتھر بھی باقی نہ رہا۔

اس سال کا آغاز ہوا تو الحاکم بامر اللہ ابوالعباس عباسی خلیفہ اور شہروں کا سلطان ملک اشرف خلیل بن منصور قلاوون تھا اور مصر اور اس کے مضافات میں بدرالدین بیدرا اس کا نائب تھا اور ابن السلعوس الصاحب شمس الدین اس کا وزیر تھا اور شام میں حسام الدین لاجین السلحدار المنصوری اس کا نائب تھا اور شام کے وہی قضاۃ تھے جو اس سے پہلے سال تھے اور یمن کا حکمران ملک مظفر شمس الدین یوسف بن المنصور نورالدین عمر بن علی بن رسول تھا اور مکہ کا حکمران نجم الدین ابونمی محمد بن ادریس بن علی بن قتادۃ الحسینی تھا اور مدینہ کا حکمران عزالدین جماز بن شیحۃ الحسینی تھا اور روم کا حکمران غیاث الدین کیخسر تھا اور وہ رکن الدین قلج ارسلان سلجوقی کا بیٹا تھا اور حماۃ کا حکمران تقی الدین محمود بن ملک منصور ناصر الدین محمد بن ملک مظفر تقی الدین محمد تھا اور بلاد عراق وخراسان اور ان نواح کا سلطان ارغون بن ابغا بن ہلاکو بن تولی بن چنگیز خان تھا۔

اور اس سال کا آغاز جمعرات کے روز سے ہوا اور اس میں ملک منصور کی طرف سے سونے اور چاندی کے بہت سے اموال صدقہ دیئے گئے اور جمعرات کی رات کو سلطان کو اس کی تربت میں اتارا گیا اور وہیں گنبد کے نیچے اسے دفن کیا گیا اور بدرالدین بیدرا اور علم الدین الشجاعی شمس الدین بن السلعوس حجاز سے آیا تو اسے خلعت وزارت دیا گیا اور اس کا حکم قاضی محی الدین بن عبدالظاہر کاتب الانشاء نے اپنے ہاتھ سے لکھا اور روز بڑی شان وزارت کے ساتھ سوار ہو کر اپنے گھر آیا اور واپس گیا اور جب جمعہ کا دن آیا تو اس نے شمس الدین سنقر الاشقر اور سیف الدین بن جرمک ناصری کو گرفتار کر لیا اور امیر زین الدین کتبغا کو رہا کر دیا' اس نے اسے طرقطائی کے ساتھ گرفتار کیا تھا اور اس کی جاگیریں بھی اسے واپس کر دیں' اور التقی توبہ کو دوسری بار دمشق کی وزارت دے دی گئی اور اس سال ابن الخوی نے ایک مختصر نامہ لکھا جس میں تحریر تھا کہ الناصریہ کی تدریس قاضی الشافعی کے سپرد کر دی جائے اور اس نے اسے زین الدین الفارقی سے چھین لیا۔

عسکا اور سواحل کے بقیہ علاقے کی فتح:

اور اس سال' ربیع الاوّل کے شروع میں دمشق کی طرف ایلچی آیا کہ عسکا کے محاصرہ کے لیے سامان تیار کیا جائے اور دمشق میں اعلان کر دیا گیا کہ راہ خدا میں جنگ کرنے والے عسکا کی طرف روانہ ہو جائیں اور اس وقت اہل عسکا نے ان مسلمان تاجروں پر حملہ کر دیا جو ان کے پاس موجود تھے اور انہیں قتل کر دیا اور ان کے اموال قابو کر لیے' پس الجسورہ کی جانب مجانیق کو نکالا گیا اور عوام اور رضا کار' حتیٰ کہ فقہا' مدرسین اور صلحاء بھی دوڑتے ہوئے باہر نکلے اور ان کے ساتھ کی امارت علم الدین الردیداری نے سنبھالی' اور فوجیں' نائب شام کے آگے آگے نکلیں اور وہ ان کے آخر میں نکلا' اور حماۃ کا حکمران ملک مظفر بھی اس کے ساتھ آ ملا اور لوگ ہر جانب سے نکل آئے اور طرابلس کی فوج بھی ان کے ساتھ آ ملی اور اشرف بھی عسکا جانے کے لیے دیار مصر سے اپنی افواج کے ساتھ

نکلا' اور وہاں پر فوجیں ایک دوسرے کے ساتھ آ ملیں' اور اس نے ۴ر ربیع الآخر کو جمعرات کے روز' اس سے جنگ کی اور اس کی ہر جانب جہاں پر مجانیق نصب کرنا ممکن تھا مجانیق کو نصب کر دیا اور اس سے جنگ کرنے اور اس کے باشندوں کو تنگ کرنے میں انتہائی کوشش کی اور لوگ بوائش میں صحیح بخاری کو پڑھنے کے لیے اکٹھے ہوئے اور شیخ شرف الدین الفزاری نے اسے پڑھا اور قضاۃ' فضلاء اور اعیان حاضر ہوئے اور عسکا کے محاصرہ کے دوران' نائب شام حسام الدین کی طرف سے گڑبڑ ہوئی' اسے وہم ہوا کہ سلطان اسے پکڑنا چاہتا ہے اور اسے اس بات کی اطلاع امیر ابوخرص نے دی تھی' پس وہ سوار ہو کر بھاگ گیا اور علم الدین الرویداری نے اسے المسا میں واپس کیا اور اسے سلطان کے پاس لے آیا تو اس نے اس کے دل کو خوش کر دیا اور اس نے اسے خلعت دیا پھر تین دن کے بعد اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے قلعہ صفد کی طرف بھیج دیا اور اس کے ذخائر کی نگرانی کی' اور اس کے گھر کے استاد بدر الدین بکداش کو لکھا اور ایسا معاملہ ہوا جس کا وہاں پر ہونا مناسب نہ تھا جب کہ وہ وقت تنگی' تکلیف اور محاصرے کا تھا اور سلطان نے محاصرہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور تین سو بوجھوں کے لیے ڈھول مقرر کیے پھر وہ ۱۷ر جمادی الاولیٰ کو جمعہ کے روز دھیرے دھیرے روانہ ہوا اور طلوع آفتاب کے وقت یکبارگی ڈھول بجے' اور آفتاب کے طلوع ہوتے ہی مسلمان فصیلوں پر چڑھ گئے اور شہر کی فصیلوں پر اسلامی جھنڈے نصب کر دیئے گئے اور اس موقع پر فرنگی پیٹھ پھیر گئے اور تاجروں کی کشتیوں میں بھاگتے ہوئے سوار ہوئے اور ان میں سے اتنی تعداد کو قتل کیا گیا جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور انہوں نے بہت سا متاع' غلام اور سامان تجارت غنیمت میں حاصل کیا اور سلطان نے اسے اس طرح گرانے اور برباد کرنے کا حکم دیا کہ اس کے بعد اس سے فائدہ نہ اٹھایا جا سکے' پس اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن اس پر اسی طرح فتح دی جیسے فرنگیوں نے اسے مسلمانوں سے جمعہ کے دن ہی حاصل کیا تھا اور صور اور صیدا نے اپنی قیادت' اشرف کے سپرد کر دی' اور ساحل' مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور کافروں سے پاک ہو گیا اور ظالموں کی بیخ کنی ہو گئی۔ والحمد للہ رب العالمین

اور اس کے متعلق دمشق خط آیا تو مسلمان خوش ہو گئے اور بقیہ قلعوں میں بھی خوشی کے شادیانے بجے اور شہروں کو آراستہ کیا گیا تاکہ دیکھنے والے اور خوش ہونے والے ان میں سیر کریں اور سلطان نے صور کی طرف ایک امیر بھیجا جس نے ان کی فصیلوں کو گرا دیا اور اس کے نشان کو مٹا دیا اور وہ ۵۱۸ھ سے فرنگیوں کے قبضے میں تھا اور عسکا کو ملک ناصر یوسف بن ایوب نے فرنگیوں کے قبضے سے حاصل کیا تھا پھر فرنگیوں نے آ کر بہت سے افواج کے ساتھ اس کا گھیراؤ کر لیا پھر صلاح الدین ۳۷ ماہ انہیں اس سے روکنے کے لیے آیا' پھر آخر کار انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور جو مسلمان اس میں موجود تھے انہیں قتل کر دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

پھر سلطان ملک اشرف خلیل بن منصور قلادون شاہانہ شوکت اور بڑی عزت کے ساتھ عسکا سے دمشق گیا اور اس کے ساتھ اس کا وزیر ابن السلعوس اور فاتح افواج بھی تھیں اور اس روز اس نے امیر علم الدین سنجر الشجاعی کو شام کا نائب مقرر کیا اور دار السعادت میں ٹھہرا اور اس نے اس کی جاگیر میں حرستا کا اضافہ کر دیا اور اس نے کسی دوسرے کو جاگیر نہ دی اور یہ قلعہ کے ذخائر کے مصالح کے لیے تھا اور اس نے اس کے لیے ہر روز تین سو درہم باورچی خانے کے لیے مقرر کیے اور اسے اختیار دیا کہ وہ خزانہ سے جو چاہے بغیر مشورہ اور گفتگو کے دے دے' اور سلطان نے اسے صیدا کی طرف بھیجا کیونکہ وہاں ایک نافرمان قلعہ باقی رہ گیا تھا' پس اس

نے اسے فتح کیا اور اس کی وجہ سے خوشی کے شادیانے بج گئے پھر وہ جلدی سے سلطان کی طرف واپس آیا اور اسے الوداع کیا اور آخر رجب میں سلطان دیار مصر کی طرف روانہ ہوا اور اس نے اسے بیروت کی طرف اسے فتح کرنے کے لیے بھیجا اور اس نے اس کی طرف جا کر نہایت تھوڑے وقت میں اسے فتح کر لیا اور عثلیۃ الطرطوس اور جبیل نے فرمانبرداری اختیار کر لی اور خدا نے فضل سے سواحل میں فرنگیوں کا جو بھی قلعہ باقی بچا وہ مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے عباد و بلاد کو ان سے راحت دی اور ۹؍شعبان کو سلطان بڑی شان وشوکت کے ساتھ قاہرہ آیا اور وہ جمعہ کا دن تھا اور اس نے بدرالدین بیسری کو سات سال کی قید کے بعد رہا کر دیا اور مذکورہ مہینے کی ۲۷ تاریخ کو علم الدین سنجر الشجاعی نائب دمشق، دمشق واپس آ گیا اور اس نے سواحل کو فرنگیوں سے کلیتہً پاک کر دیا اور ان کا وہاں ایک پتھر بھی نہ رہا اور ۴؍رمضان کو اس نے حسام الدین لاجین کو قلعہ صفد سے رہا کر دیا اور اس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت بھی تھی اور ان کی جاگیریں انہیں واپس کر دیں اور ان سے حسن سلوک کیا اور ان کا اکرام کیا۔

اور رمضان کے اوائل میں اس نے قاضی بدرالدین ابن جماعۃ کو قدس شریف سے بذریعہ ایلچی دیار مصر طلب کیا اور وہ وہاں کا حاکم اور خطیب تھا اور وہ ۱۴؍رمضان کو مصر آیا اور اس شب اس نے وزیر ابن السلعوس کے ہاں روزہ افطار کیا اور اس نے اس کا بہت اکرام واحترام کیا، اور وہ جمعہ کی شب تھی اور وزیر نے تقی الدین ابن بنت الاعز کے معزول کرنے اور دیار مصر میں ابن جماعۃ کے قاضی القضاۃ مقرر کرنے کی صراحت کی اور قضاۃ اسے مبارکباد دینے آئے اور صبح کو گواہ اس کی خدمت میں آئے اور قضاۃ کے ساتھ جامع ازہر کی خطابت اور الصالحیۃ کی تدریس بھی اس کے سپرد کی اور وہ خلعت اور سبز چادر کے ساتھ سوار ہوا اور اس نے بقیہ قضاۃ کو حکم دیا کہ وہ سبز چادروں کے پہننے پر قائم رہیں اور اس نے جا کر جامع ازہر میں خطبہ دیا اور الصالحیۃ کی طرف آ گیا اور دوسرے جمعہ کو وہاں درس دیا اور وہ ایک بھرپور درس تھا اور جب جمعہ کا دن آیا دن آیا تو سلطان نے حاکم بامراللہ کو حکم دیا کہ وہ خود اس دن لوگوں سے خطاب کرے اور اپنے خطبہ میں بیان کرے کہ اس نے اشرف خلیل بن منصور کو سلطنت کا منتظم مقرر کیا ہے اور اس نے سیاہ خلعت زیب تن کیا اور اس نے لوگوں کو وہ خطبہ دیا جو اس نے حکومت ظاہریہ میں دیا تھا اور وہ خطبہ شیخ شرف الدین المقدسی کا وضع کردہ تھا جو اس نے ۶۶۰ھ میں تیار کیا تھا اور دونوں خطبوں کے درمیان تیس سال سے زیادہ کا عرصہ ہے اور یہ جامع قلعہ جبل میں ہوا پھر ابن جماعۃ، قلعہ میں سلطان کے پاس خطبہ دینے لگا اور وہ جامع ازہر میں نائب مقرر کرتا تھا۔

اور ابن بنت الاعز کو وزیر نے دہشت زدہ کیا اور اس سے پر اصرار مطالبہ کیا اور اس کی بڑی بے عزتی کی، اور اس کا کوئی منصب نہ چھوڑا اور اس کے قبضے میں سترہ منصب تھے جن میں قضاۃ، خطابت اوقاف کی نگہداشت مشیخۃ الشیوخ، خزانہ کی نگرانی اور بڑوں کو پڑھانا شامل ہے اور اس نے اس سے اس کی سواریوں اور دیگر بہت سی چیزوں کے سوا، تقریباً چالیس ہزار کا مطالبہ کیا لیکن اس سے کوئی عاجزی اور فروتنی ظاہر نہ ہوئی پھر وہ واپس آیا اور وہ اس سے راضی ہو گیا اور اس نے اسے الشافعی کی تدریس سپرد کر دی اور اس نے ۴؍ذوالقعدہ کو سوموار کی شب کو منصور کی قبر کے پاس ختم دلایا اور اس میں قضاۃ اور امراء حاضر ہوئے اور سلطان اور اس کے ساتھ خلیفہ بھی سحر کے وقت ان کے پاس آئے اور ختم کے بعد خلیفہ نے ایک پراثر خطبہ دیا اور لوگوں کو بلاد عراق سے جنگ کرنے اور انہیں تاتاریوں کے قبضے سے چھڑانے کی ترغیب دی اور اس سے قبل خلیفہ، حجاب میں تھا اور لوگوں نے اسے آمنے سامنے دیکھا اور

اس کے بعد وہ بازاروں میں گیا اور اہل دمشق نے قصر ابلق کی جانب میدان اخضر میں بڑا ختم دلایا اور بہت سے ختم پڑھے گئے اور ختمات کے بعد شیخ عزالدین الفاروثی اور پھر ابن البزوری نے لوگوں سے خطاب کیا پھر ان لوگوں نے گفتگو کی انہیں گفتگو کرنے کی عادت ہے اور ایلچی عراق سے جنگ کی تیاری کا پیغام لائے اور لوگوں میں اس کا اعلان کر دیا گیا اور مجانیق اور پلوں کے باعث بڑی بڑی زنجیریں بنائی گئیں اور مقصود پر اجرت حاصل کی گئی اگرچہ مقصود حاصل نہ ہوا اور اس وجہ سے بعض لوگوں کو اذیت پہنچی۔

اور اس سال شام کے نائب الشجاعی نے اعلان کیا کہ عورت' بڑا عمامہ نہ پہنے اور اس نے ان عمارات کو تباہ کر دیا جو دریائے بانیاس پر تھیں اور تمام چھوٹی نہریں اور میگزین اور وہ حوض جو دریاؤں پر تھے انہیں بھی تباہ کر دیا اور اس نے الزلابیہ کے پل اور اس پر جو دکانیں تھیں انہیں بھی تباہ کر دیا اور اعلان کر دیا کہ کوئی شخص عشاء کے بعد نہ چلے پھر اس نے فقط ان کے لیے اسے کھول دیا اور اس نے اس حمام کو بھی تباہ کر دیا جسے ملک سعید نے باب النصر کے باہر تعمیر کیا تھا اور دمشق میں اس سے خوبصورت کوئی حمام نہ تھا اور اس نے میدان اخضر کو شمال کی طرف سے اس کے چھٹے حصے کے برابر کشادہ کر دیا اور اس نے اس کے اور دریا کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ چھوڑا اور اس نے خود اور امراء نے اس کی دیواریں بنائیں۔

اور اس سال جمال الدین آقوش الافرم المنصوری اور اس کے ساتھ ایک اور امیر کو قلعہ میں قید کیا گیا اور اس سال امیر علم الدین الردیداری کو پابجولاں دیار مصر کی طرف لایا گیا' اور شیخ شہاب الدین محمود نے فتح عسکا کے بارے میں ایک قصیدہ نظم کیا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ صلیبیوں کی حکومت ختم ہوئی ہے اور مصطفیٰ عربی کے دین نے ترکوں سے قوت پائی ہے اور یہ وہ بات ہے کہ اگر آرزوئیں نیند میں اس کا مطالبہ کرتیں تو میں اس کے مطالبہ سے شرم محسوس کرتا' عسکا کے بعد اس کی بنیادیں سمندر میں گر پڑی ہیں اور ترکوں کو خشکی کے نزدیک اس کی ضرورت ہے اور جب وہ برباد ہو گیا تو اس کے بعد کفر کے لیے بر و بحر میں بھاگنے کے سوا نجات دینے والی کوئی چیز باقی نہ رہی اور جنگوں نے کتنے فتنے پیدا کیے ہیں جن کے خوف سے بچہ بوڑھا ہو جاتا ہے حالانکہ وہ بوڑھا نہیں ہے' اے یوم عسکا' تو نے ان فتوحات کو فراموش کرا دیا ہے جو پہلے ہو چکی ہیں اور کتابوں میں لکھی جا چکی ہیں اور تیرے بارے میں گفتار حد شکر تک نہیں پہنچی اور ممکن نہیں کہ کوئی شاعر اور ادیب اس کی ذمہ داری لے' تو نے جب پرستاران عیسیٰ کو خدا کی رضامندی کے لیے ہلاک کیا تو تو نے انہیں ناراض کر دیا یعنی وہ اس ناراضگی میں راضی ہو گیا اور ہادی مصطفیٰ بشیر نے اس کی طرف دیکھا جسے سلطان اشرف نے قریب سے بھیجا تھا پس تو اس فتح سے آنکھ ٹھنڈی کر اور روشن کعبہ پردوں میں اس کی خوشخبری سے خوش ہوا۔ اور وہ زمین میں ایسی چال چلا کہ میں نے اس کے متعلق سنا ہے' پس خشکی' خوشی میں ہے اور سمندر جنگ میں مصروف ہے۔

یہ قصیدہ بہت طویل ہے' اور اس نے اور دوسروں نے فتح عسکا کے بارے میں بہت اشعار کہے ہیں اور جب ایلچی واپس آیا تو اس نے بتایا کہ جب سلطان' مصر کی طرف واپس آیا تو اس نے وہ تمام کپڑے جو پہنے ہوئے تھے اپنے وزیر کو بطور خلعت دے دیئے اور اپنے نیچے کی سواری بھی دے دی پس وہ اس پر سوار ہوا اور اس نے خزانہ دمشق سے اس کے لیے ۸۷ ہزار کا حکم دیا تاکہ وہ ان سے قرحنا بستی کو بیت المال سے خرید لے۔

اور اس سال قلعہ حلب کی تعمیر' اس بربادی کے بعد جو ہلاکو اور اس کے اصحاب نے ۶۵۸ھ کو کی تھی' مکمل ہوگئی اور اس سال

کے شوال میں اس نے قلعہ دمشق اور سلطانی گھرانوں اور طارمہ اور قبۃ الزرقاء کی تعمیر سلطان اشرف خلیل بن قلادون کے حکم کے مطابق شروع کردی جو اس نے اپنے نائب علم الدین سنجر الشجاعی کو دیا تھا اور اس سال کے رمضان میں امیر ارجواش کو دوبارہ قلعہ کی نیابت دے دی گئی اور قیمتی پوشاکیں بھی دی گئیں اور اس سال شیخ الجیعی نے شیخ یونس کی اولاد سے اسے تنگ کرنے والا ورق جوہرہ کی طرف منسوب کرنے والا بھیجا اور اس سال کمال الدین ابن خلکان کی بجائے عز الدین الفاروثی نے مدرسہ النجیبیۃ میں درس دیا اور اس دن نجم الدین مکی نے' ناصر الدین ابن المقدسی کی بجائے الرواحیہ میں درس دیا اور اس سال میں کمال الدین طبیب نے الاخواریہ کے مدرسہ طبیہ میں درس دیا اور اس ماہ میں شیخ جمال الدین الخبازی نے الخاتونیۃ البرانیۃ میں اور جمال الدین بن الناصر نے الفتحیۃ میں اور برہان الدین اسکندری نے القوصیۃ میں جو جامع میں واقع ہے اور شیخ نجم الدین دمشقی نے مسافروں کے محلّہ کے پاس الشریفیۃ میں درس دیا اور اس سال الناصریہ کو الغارقی کی طرف لوٹا دیا گیا اور اس میں ابن الزملکانی کے بعد قاضی نجم الدین ابن صصری نے امینیہ میں درس دیا اور اس سے عادلیہ صغیرہ کو کمال الدین' ابن الزملکانی کے لیے لے لیا گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شاہ تاتار ارغون بن ابغا:

یہ بڑا ذہین' شجاع اور خونریز تھا اس نے اپنے چچا سلطان احمد بن ہلاکو کو قتل کر دیا اور مغلوں کی آنکھوں میں اس کی شان بڑھ گئی اور جب یہ سال آیا تو زہر آلود شراب پینے سے مر گیا اور مغلوں نے یہود پر اس کا اتہام لگایا۔ اور اس کا وزیر سعد الدولۃ ابن الصفی یہودی تھا۔ اور انہوں نے بہت سے یہودیوں کو قتل کر دیا اور عراق کے تمام شہروں میں ان کے بہت سے اموال لوٹ لیے پھر اس کے بعد انہوں نے اس شخص کے بارے میں اختلاف کیا کہ وہ کسے بادشاہ مقرر کریں پس ایک گروہ کیختو کی طرف مائل ہو گیا اور انہوں نے اسے تخت حکومت پر بٹھا دیا اور وہ ایک مدت تک بعض کے قول کے مطابق ایک سال اور بعض کے قول کے مطابق اس سے بھی کم مدت تک بادشاہ رہا پھر انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد بیدرا کو بادشاہ بنالیا اور ارغون کی وفات کی خبر ملک اشرف کے پاس آئی اور وہ عسکا کا محاصرہ کیے ہوئے تھا سو وہ اس سے بہت خوش ہوا اور ارغون کی مدت حکومت آٹھ سال تھی اور عراق کے ایک مؤرخ نے اس کے عدل اور اچھی سیاست کی تعریف کی ہے۔

المسند المعمر الرحالۃ:

فخر الدین بن النجار' ابوالحسن علی بن احمد بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی جو ابن النجار کے نام سے مشہور ہے' آپ ۵۷۶ھ کے آغاز یا آخر میں پیدا ہوئے اور کثیر سے سماع کیا اور اپنے اہل کے ساتھ کوچ کر گئے' آپ صالح' عابد' زاہد متقی اور درویش آدمی تھے اور اپنی طوالتِ عمر کے باعث بہت سی روایات میں منفرد تھے اور مشیخات اس کے لیے نکلے اور بہت سی مخلوق نے اس سے سماع کیا اور وہ اس بات پر مقرر تھے حتیٰ کہ آپ بڑے اور عمر رسیدہ ہو گئے اور حرکت کرنے سے کمزور ہو گئے اور آپ کے اشعار بہت اچھے ہیں۔

''مجھ پر بار بار سال گذرے حتیٰ کہ میں بوسیدہ ہو گیا اور گراپڑا اہال بن گیا اور میرا نفع کم ہو گیا مگر میں روایت اور سماع

سے بہلائے گا اور اگر وہ مخلص ہے تو اس کے لیے جزا ہے اور اگر وہ چاپلوس ہے تو وہ ضیاع کی طرف جانے والا ہے''۔

نیز وہ کہتا ہے۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں میں تجھ سے معذرت کرتا ہوں اور میں بعد کی نمازوں کی طرف جانے سے عاجز ہوں اور میرا بر مسجد میں فرض نماز کو چھوڑنا جس میں لوگ نمازوں کے لیے جمع ہوں اور اسے میرے رب میری نماز کو ناپسند نہ کر اور مجھے آگ سے نجات دے اور میری ہفوات سے درگذر فرما''۔

آپ نے اس سال کی ۲ ربیع الاول کو بدھ کے دن چاشت کے وقت ۹۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ کے جنازے میں بہت لوگ شامل ہوئے اور آپ کو اپنے والد شیخ' شمس الدین احمد بن عبدالواحد کے نزدیک قاسیون کے دامن میں دفن کیا گیا۔

شیخ تاج الدین الفزاری:

عبدالرحمٰن بن سباع بن ضیاء الدین ابومحمد الغزاری' امام' علامہ' اور اپنے زمانے کے شیخ الشافعیہ' آپ اپنے ساتھیوں سے سبقت لے گئے اور آپ ہمارے شیخ علامہ برہان الدین کے والد ہیں' شیخ تاج الدین ۶۳۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۵ جمادی الآخرۃ کو سوموار کی چاشت کو مدرسہ بادرائیہ میں فوت ہوئے اور ظہر کے بعد جامع اموی میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' قاضی شہاب الدین بن الخوبی آپ کی نماز جنازہ کے امام تھے پھر شیخ زین الدین الفارقی نے جامع جراح کے پاس آپ کا جنازہ پڑھایا اور آپ کو باب الصغیر میں آپ کے باپ کے پاس دفن کیا گیا اور وہ بڑی بھیڑ کا دن تھا اور آپ علوم نافعہ' اخلاق لطیفہ' وضاحت منطق' حسن تصنیف' علو ہمت' اصلاح نفس کے بہت سے فنون کے جامع تھے اور آپ کی کتاب اقلید کو التنبیہ کے ابواب کے مطابق جمع کیا گیا ہے' اس میں آپ باب الغضب تک پہنچے ہیں جو آپ کی اصلاح نفس' علو قدر' قوت ارادی اور وسعت نظر کی دلیل ہے اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے اس کے اکثر حصے میں آپ صحیح اجتہاد سے متصف ہیں اور لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے آپ اور محی الدین النووی ہمارے اکابر مشائخ کے شیخ ہیں اور آپ نے ابن جوزی کی موضوعات کا اختصار کیا ہے اور وہ آپ کی تحریر میں میرے پاس موجود ہے اور آپ نے کثیر سے سماع حدیث کیا اور صحیح بخاری کے لیے ابن الزبیدی کے پاس حاضر ہوئے اور ابن اللیثی اور ابن الصلاح سے سماع کیا اور ابن الصلاح اور ابن عبدالسلام سے فائدہ اٹھایا اور آپ کے ایک شاگرد حافظ علم الدین البرزالی نے ایک سو شیوخ سے دس دس کی مشیخت بنائی اور اعیان نے اسے سماع کرایا اور آپ کے اشعار اچھے ہیں جن میں یہ اشعار بھی ہیں۔

''میں نے جس تاریخ کو تمہارے بارے میں دریافت کیا وہ غم کا آغاز تھا اور میں نے اصل اور اثر سے ملاقات نہیں کی' اے کوچ کرنے والو' تم نے قوت پائی ہے اور نجات تمہارے لیے ہی ہے اور ہم عجز کے لیے ہیں اور ہم قضاء قدر کو عاجز نہیں پاتے''۔

اور آپ کے بعد آپ کے بیٹے برہان الدین نے جو ہمارے شیخ ہیں' البادرائیہ اور حلقہ میں درس دینا اور جامع میں فتویٰ دینا سنبھال لیا اور آپ اپنے باپ کے طریق' ہدایت اور راست روی پر چلے۔

ماہر طبیب عز الدین ابراہیم بن محمد بن طرخان.

السویدی الانصاری' آپ ۹۰ سال کی عمر میں دامن کوہ میں دفن ہوئے اور کچھ حدیث بھی روایت کی' اور فن طب میں اپنے اہل زمانہ سے بڑھ گئے اور اس بارے میں کتابیں بھی تصنیف کیں اور آپ پر بے دینی' ترک نماز' بدعقیدگی اور یوم آخرت سے تعلق رکھنے والے بہت سے امور کے انکار کی تہمت بھی تھی اور اللہ آپ کے اور آپ کے امثال کے بارے میں عادلانہ فیصلہ کرے گا جو ظلم وجور نہیں کرتا' اور آپ کے اشعار میں ایسی باتیں' پائی جاتی ہیں جو آپ کی قلت عقل' قلت دین' عدم ایمان اور تحریم شراب پر آپ کے اعتراض پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ آپ رمضان کے ترک پر فخر کرتے تھے۔

علامہ علاء الدین:

ابوالحسن علی بن امام علامہ کمال الدین عبدالواحد بن عبدالکریم بن خلف الانصاری الزملکانی اور آپ نے اپنے باپ کے بعد امینیہ میں درس دیا اور آپ کے والد نے منگل کی رات ۲۹ ربیع الآخر کو امینیہ میں وفات پائی اور صوفیہ کے قبرستان میں اپنے والد امیر کبیر بدرالدین علی بن عبداللہ الناصری کے پاس دفن ہوئے' جو الصالحیہ میں اپنے استاد کی وصیت کے مطابق' خانقاہ کے نگران تھے اور آپ ہی نے ابن الشریشی جمال الدین کے بعد' شیخ شرف الدین الفزاری کو خانقاہ کی مشیخت سپرد کی تھی اور آپ کو مذکورہ خانقاہ کے اندر بڑے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

شیخ امام ابوحفص عمر بن یحییٰ بن عمر کرخی:

شیخ تقی الدین بن الصلاح کا داماد اور شاگرد' آپ ۵۹۹ھ میں پیدا ہوئے اور اس سال کی ۲ / ربیع الآخر کو بدھ کے روز فوت ہوئے اور ابن الصلاح کے پہلو میں دفن ہوئے۔

ملک عادل بدرالدین سلامش بن الظاہر:

اس کے بھائی ملک سعید کے بعد اس کی بیعت ملوکیت ہوئی اور ملک منصور قلادون کو اس کا اتالیق مقرر کیا گیا پھر قلادون بااختیار بادشاہ بن گیا اور اس نے انہیں الکرک کی طرف بھیج دیا پھر انہیں دوبارہ قاہرہ کی طرف لایا پھر اشرف خلیل نے اپنی حکومت کے آغاز میں انہیں استنبول کی جانب بلاد الاشکری کی طرف سفر پر بھیج دیا اور سلامش وہاں فوت ہو گیا اور اس کا بھائی نجم الدین خضر اور ان کے اہل اسی نواح میں رہے اور سلامش بڑا خوبرو اور خوش منظر تھا اور اس کی وجہ سے بہت سے لوگ اور لوطی جوامردوں کو پسند کرتے ہیں' فتنہ میں پڑے گئے اور شعراء نے اس کی تشبیب کہی اور وہ عقلمند' بارعب اور باوقار رئیس تھا۔

عفیف تلمسانی:

ابوالربیع سلیمان بن علی بن عبداللہ بن علی بن لیس العابدی الکومی ثم التلمسانی' طبعی شاعر اور کئی علوم مثلاً' نحو' ادب' فقہ اور اصول کا ماہر' اور آپ کی اس بارے میں تصانیف بھی ہیں اور شرح مواقف النفر اور شرح اسماء اللہ الحسنیٰ آپ کی تصنیف ہے اور آپ کا مشہور دیوان بھی ہے اور آپ کے بیٹے محمد کا ایک اور دیوان ہے اور اس شخص کے اقوال واعتقاد کو' حلول واتحاد اور زندقہ وکفر کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور آپ کی شہرت آپ کے حالات کے اطناب سے کفایت کرتی ہے' آپ نے ۵ / رجب کو بدھ کے روز وفات

پائی اور قبرستانِ صوفیہ میں دفن ہوئے' آپ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے چالیس خلوتیں کیں اور ہر خلوت' مسلسل چالیس روز کی تھی۔ واللہ اعلم

۶۹۱ھ

اس سال رومیوں کا قلعہ فتح ہوا اور اس قلعہ سے مصر تک اور مصر سے بلاد شام سے انتہائی دور دراز علاقوں تک اور بلاد حلب کے پورے علاقے اور سواحل وغیرہ کا سلطان ملک اشرف صلاح الدین خلیل بن ملک منصور قلاوون تھا اور اس کا وزیر شمس الدین بن السعلوس تھا اور مصر و شام میں اس کے قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور نائب مصر بدر الدین بندار اور نائب شام' علم الدین سنجر الشجاعی اور تاتاریوں کا سلطان بیدار بن ارغون بن ابغا تھا اور خزائن کی تعمیر نے بہت سے ذخائر' نفائس اور کتب کو تلف کر دیا' اور ۲۹ ربیع الاوّل کو' خلیفہ الحاکم نے خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں جہاد اور جنگ کی ترغیب دی اور انہیں جمعہ کی نماز پڑھائی اور جہراً بسم اللہ پڑھی' اور ۱۳ صفر ہفتہ کی رات کو اس سرخ چھڑی کو جو عسکا کے باب البرادۃ پر پڑی تھی' لا کر اس کی جگہ پر رکھی گئی اور ربیع الاوّل میں الطارمہ اور اس کے آس پاس جو گھر اور قبۃ الزرقا تھا' اس کی تعمیر مکمل ہوگئی اور وہ نہایت خوبصورت کامل اور اونچا تھا اور ۲ جمادی الاوّل سوموار کے روز' شیخ صفی الدین محمد بن عبدالرحیم ارموی نے' علاؤ الدین بن بنت الاعز کی بجائے الظاہریہ میں سبق یاد کرایا اور آج کے دن کمال الدین بن الزکی نے الدولعیہ میں درس دیا اور ۷ جمادی الآخرۃ کو سوموار کے روز شیخ ضیاء الدین عبدالعزیز طوسی نے الفارقی کے وہاں سے چھوڑ دینے کے باعث النجیبہ میں درس دیا۔ واللہ اعلم بالصواب

قلعہ روم کی فتح:

اور اس سال کے ربیع الاوّل میں سلطان اشرف فوجوں کے ساتھ شام کی طرف گیا اور دمشق آیا اور اس کے ساتھ اس کا وزیر ابن السلعوس بھی تھا' اس نے افواج کو پیش کرنے کو کہا اور ان میں بہت اموال خرچ کیے پھر وہ انہیں بلاد حلب کی طرف لے گئے پھر وہ قلعہ روم کی طرف گیا اور اسے ۱۱ رجب ہفتہ کے روز' بزور تلوار فتح کیا اور اس کی خوشخبری دمشق آئی' اور شہر کو سات روز تک آراستہ کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی فوج کی کوشش میں برکت دی' اور ہفتہ کا دن' اتوار والوں کی عداوت پر متحد تھا' اور فتح بہت بڑے محاصرے کے بعد ہوئی یعنی تیس دن کی مدت میں' اور مجانیق تیس سے زیادہ تھیں' اور امراء میں سے شرف الدین بن الخیطر شہید ہو گیا اور اہل شہر میں سے بہت سے لوگ قتل ہوئے اور مسلمانوں نے اس سے بہت سی چیزیں غنیمت میں حاصل کیں پھر سلطان دمشق واپس آ گیا اور الشجاعی کو قلعہ روم میں چھوڑ آیا تاکہ محاصرہ کے وقت مجانیق کی سنگباری سے قلعہ کی جو جگہیں کمزور ہو گئی ہیں وہ انہیں درست کر دیں اور وہ ۱۹ شعبان منگل کی صبح کو دمشق میں داخل ہوا اور لوگوں نے اس کی آمد پر جشن کیا اور اس کے لیے دعائیں کیں اور اس سے محبت کی اور وہ جمعہ کا دن تھا اور اس کے لیے اسی طرح خوشی کی گئی جیسے دیار مصر سے اس کی آمد پر خوشی کی جاتی تھی' اور یہ سب کچھ ابن السلعوس کے مشورہ سے ہوا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے اس کے لیے خوشی کی' اور اس کے باپ نے تاتاریوں کو حمص کے مقابلہ میں شکست دی اور اس نے اس کے لیے خوشی نہ کی' اور اسی طرح ملک الظاہر نے تاتاریوں اور رومیوں کو البلقین کے مقابلہ میں شکست دی اور کئی دوسرے معرکوں میں بھی اس نے اس کے لیے خوشی نہ کی' اور یہ ایک قبیح بدعت تھی جو اس وزیر نے بادشاہوں کے لیے ایجاد کی

اور اس میں مال کا اسراف وضیاع اور فخر وتکبر کاری اور لوگوں کے لیے مشقت پائی جاتی ہے اور وہ اموال کو بے جا طور پر خرچ کرنا پایا جاتا ہے اور اللہ اس سے ان اموال کے متعلق پوچھنے والا ہے اور وہ مر چکا ہے اور وہ ان اموال کو چھوڑ گیا ہے اور بادشاہ اور لوگ ان اموال کے وارث ہو گئے ہیں اور اس [illegible] لوگوں پر بڑا ظلم ہوا ہے [illegible] اپنی خواہش نفس سے اسلام میں کوئی ایسی بات ایجاد نہ کرے جو اس سے اللہ کی ناراضگی اور اعراض کا باعث ہو بلاشبہ دنیا کسی کے لیے ہمیشہ نہیں رہے گی اور نہ کوئی ہمیشہ دنیا میں رہے گا۔

اور قلعہ روم کا بادشاہ سلطان کے ساتھ اسیر تھا اور اسی طرح اس کے سرکردہ اصحاب بھی اسیر تھے وہ ان کے ساتھ دمشق آیا اور وہ اپنے اصحاب کے سروں کو نیزوں کے سروں پر اٹھائے ہوئے تھے اور سلطان نے اپنی فوج کا ایک دستہ اس وجہ سے جبل کسروان اور الجزر کی طرف بھیجا کہ وہ قدیم سے مسلمانوں کے خلاف فرنگیوں کو مدد دیتے تھے اور فوجوں کا سالار بندار تھا اور سنقر الاشقر بھی اس کے ساتھ تھا۔ اور اس نے سنقر المنصوری کو جو حلب کا نائب تھا برقرار رکھا اور سلطان نے اسے اس سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ سیف الدین بلبان الطباخی المنصوری کو نائب مقرر کیا اور امرائے کبار کی ایک اور جماعت کو بھی مقرر کیا اور جب انہوں نے جبل کا گھیراؤ کر لیا اور صرف اس کے باشندوں کا تباہ کرنا ہی باقی رہ گیا تو وہ بہت سے بوجھ رات کو بندار کے پاس لائے تو وہ ان کے قبضے میں نرم پڑ گیا پھر وہ فوجوں کے ساتھ ان کے ہاں سے واپس آ گیا اور وہ سلطان کے پاس واپس چلے گئے تو سلطان نے ان کا استقبال کیا اور سلطان' امیر بندار کے پاس پاپیادہ گیا' حالانکہ وہ مصر پر اس کا نائب تھا پھر ابن السلعوس نے سلطان کو بندار کے فعل سے آگاہ کیا تو اس نے اسے ملامت کی اور ڈانٹ پلائی' جس سے وہ شدید بیمار ہو گیا اور موت کے قریب ہو گیا حتیٰ کہ کہا گیا کہ وہ فوت ہو گیا ہے پھر وہ صحت یاب ہو گیا اور اس نے جامع دمشق میں ایک بڑا ختم کرایا جس میں قضاۃ اور اعیان شامل ہوئے اور اس نے ۱۵/ شعبان کی شب کی مانند' جامع کو مشغول کر دیا اور یہ رمضان کے پہلے دہے کی رات تھی اور سلطان نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور ارباب جہات سلطانیہ کو بقیہ تاوان چھوڑ دیا اور اس کی طرف سے بہت سا صدقہ دیا اور وہ بہت سے تاوانوں سے دستکش ہو گیا حالانکہ اس نے ان تاوانوں کے بارے میں تاوان والوں کو حلف دیا تھا اور شہاب محمود نے قلعہ روم کے فتح کرنے پر ملک اشرف خلیل کی ایک زبردست قصیدے میں مدح کی جس کے پہلے اشعار یہ ہیں۔

تیرا جھنڈا زرد ہے جس کے آگے آگے فتح ہے اور کیقباد ان اور کیخسر دنے اسے دیکھا ہے اور جب وہ افق میں لہراتا ہے تو اس کے نور سے شرک کی خواہش ٹوٹ پھوٹ جاتی ہے اور ہدایت بلند ہو جاتی ہے اور دانت روشن ہو جاتے ہیں اور اگر وہ میدان کارزار میں عصر اور مغرب کے درمیانی وقت کی طرح پھیل جائے تو غبار' چاند کے طلوع کی روشنی سے روشن ہو جائے اور اگر وہ نیلی آنکھوں والے دشمن کا قصد کرے تو سبز رنگ دستے اس کے نیچے چلیں گے جن کا سائبان تلواریں اور گندم گوں' نیزے ہوں گے اور غبار کے پھیلنے کی جگہ رات ہو جائے گی اور اس کا لہرانا بجلیوں کی مانند ہو گا اور تو ہی ماہ چہار دہم اور گول فلک ہے اور یکے بعد دیگرے فتوحات ہوئیں گویا اوپر تلے آسمان ظاہر ہو گئے ہیں جن کے ستارے پھول ہیں اور تو نے کتنے ہی پہاڑوں کو کاٹ دیا اور زمانہ گذرا وہ مجرد اور کنوارے تھے اور تو نے ان کے لیے عزم کو خرچ کیا اور اگر خوف نہ ہوتا جو حیا نے انہیں دیا تھا تو وہ تیرے پاس بغیر مہر کے دوڑتے

آئے' اور تو نے قلعہ روم کی رکھ کا قصد کیا اور وہ کسی دوسرے کے لیے مقدر نہ تھی اور جب مغلوں نے انہیں فریب دیا تو وہ فریب کھا گئے اور انہوں نے خفیہ طور پر ان سے دوستی کی تا کہ ان کی ایذاء سے بچ جائیں مگر آخر کار ظاہر و باطن برابر ہو گیا اور تو نے ان کی طرف اس ارادے کو پھیرا ہے اگر تو اسے سمندر کی طرف پھیرتا تو اس کی مد و جزر غالب آ جاتا اور جس قلعہ روم کو تو نے فتح کیا ہے وہ اگرچہ بڑا ہے مگر دوسرے قلعوں کی طرف چل جاتا ہے جو فتوحات اس کے بعد ہوں گی یہ ان کا ہراول ہے جیسے افق میں سورج سے قبل فجر ظاہر ہوتی ہے' تو نے ایسی فوج کے ساتھ صبح کو اس پر حملہ کیا جو خوبصورتی میں باغ کی مانند تھی اور اس کی تلواریں اس کی نہریں اور نیزے پھول تھے اور تو دور چلا گیا جب کہ اس کی موجیں سمندر اور تلواروں کی طرح تھیں اور کم نو عمدہ گھوڑے اور زرہیں' کشتیاں تھے اور تو دور تک گھس گیا جب کہ رات کی طرح اس کی تلواریں ٹیڑھی تھیں' انہوں نے اسے آواز دی اور تیروں کے ستارے پھول تھے اور نگاہیں تھیں' نہیں بلکہ دن کی مانند اس کے سورج تھے اور تیرے زرد جھنڈے تیرا چہرہ اور شام تھی' ترکی شیروں کی جھنگی ان کے نیزے ہیں جنہیں ہر روز چوٹیوں میں فتح حاصل ہوتی ہے اور ان کے باہم پیوست ہونے سے ان کے درمیان ہوا نہیں چلتی اور نہ ان کے اوپر بارش پڑتی ہے اور وہ جاسوس ہیں جب سخت جنگ ان سے نفسانی خطاب کے درپے ہوتی ہے تو وہ اس کے مہر کو گراں نہیں کرتے اور تو موت کو ان کے تیروں کے پھندنوں کے ساتھ بندھا دیکھے گا' جب کمان انہیں پھینکتی ہے تو نگاہیں ٹیڑھی ہوتی ہیں اور ہر لمبے درخت میں بید مجنوں کی باریک شاخ ہوتی ہے اور ہر کمان کو چاند کی کلائی نے کھینچا ہوتا ہے اور جب وہ ٹھوس پہاڑوں سے ٹکراتے ہیں تو وہ لرزہ براندام ہو جاتے ہیں اور ان کے گھوڑوں کے پاؤں تلے' سخت زمین' میدان بن جاتی ہے اور اگر ان کے گھوڑے فرات کے پانی پر آتے تو کہا جاتا کہ یہاں سے دریا گذرا کرتا تھا اور انہوں نے اس کے اردگرد فصیل بنا دی اور وہ چھنگلی کی انگوٹھی کی طرح ہو گیا یا اس کی پیٹی کے نیچے' کمر کی طرح ہو گیا' اور انہوں نے اپنی ہتھیلیوں کے سمندروں سے ہلاکت کے بادل ان کی طرف چھوڑ دیئے جن کا کوئی قطرہ خالی نہ تھا اور جو مجانیق اس کے اردگرد نصب کی گئیں وہ ناراضگی کی کڑک تھیں' اور ان کی بارش آگ اور پتھر تھے' اور اس کی چٹانوں نے رات کو جنگ کی نماز کھڑی کی جس کا اکثر حصہ جفت اور سب سے بڑا حصہ طاق تھا' اور اس کے اردگرد بہت زیادہ سوراخ ہو گئے اور جو کچھ پتھروں نے کیا اس کا اس پر کوئی نشان نہ تھا اور وہ عاشق کی مانند ہو گیا جو اپنی محبت کو دشمنوں کے ڈر سے چھپاتا ہے اور اس کے دل میں انگارے ہوتے ہیں اور وہاں آگ بھڑکائی گئی حتیٰ کہ وہ پھٹ گیا اور جسے اس نے چھپایا تھا' ظاہر ہو گیا اور پردہ پھٹ گیا اور انہوں نے تیرے عفو کے دامن میں پناہ لی اور تو نے ان کی امید کا جواب نہ دیا اگر وہ دھوکا نہ کرتا تو ان کا مقصد فریب کرنا تھا اور مغلوں نے تجھے ان سے غافل کر کے وہاں سے بھاگتے وقت اس سے فریب کیا لیکن وہ چلے گئے اور تو نے بزور قوت اسے محفوظ کر لیا اور اسی طرح تو نے پہلی فتوحات بھی بزور قوت کی ہیں اور وہ اللہ کے فضل سے مضبوط سرحد بن گیا ہے اور وہ راتوں اور دشمنوں کو کمزور ہونے کی حالت میں بھی تباہ و برباد کر دیتا ہے اے صاحب شرف بادشاہ تو جنگ میں کامیاب ہو گیا ہے' جس سے فتح' شہرت اور اجر ملتا ہے' تجھے مصطفیٰ کے پاس ہونا مبارک ہو کہ آپ کے دین کو تیری حکومت کی برکت سے پے در پے فتوحات حاصل ہوئی ہیں' اور تجھے خوشخبری ہو تو نے مسیح اور احمد کو راضی کر دیا ہے اور خواہ یغمور ناراض ہی ہو کہ وہ اور کفر کون ہے' پس تو جہاں چاہے جا ساری زمین اور سب شہر تیری اطاعت کرتے ہیں اور دنیا کے لیے ہمیشہ باقی رہ تا کہ تیرے ذریعے ہدایت زندہ رہے' اور گذشتہ زمانوں پر

تیرا زمانہ فخر کرے میں نے اس سے بہت سے اشعار کو حذف کر دیا ہے۔

اور اس سال زین الدین بن المرحل کی وفات کے بعد شیخ عز الدین احمد الفاروثی الواسطی نے دمشق کی خطابت کو سنبھالا اور خطبہ دیا اور لوگوں کی سیرابی کے لیے دعا مانگی مگر وہ سیراب نہ ہوئے پھر آپ نے اس کے چند دن بعد مسجد القدم میں دوبارہ خطبہ دیا اور وہ سیراب نہ ہوئے پھر لوگوں نے کسی پراپیگنڈے اور دعائے استسقاء کے بغیر عاجزی اختیار کی تو وہ سیراب ہو گئے پھر کچھ دنوں کے بعد الفاروثی کو خطیب موفق الدین ابی المصالی محمد بن محمد بن محمد بن عبدالمنعم بن حسن المہرانی الحموی کے ذریعے معزول کر دیا گیا اور یہ حماۃ کا خطیب تھا پھر اسے اس سال دمشق لایا گیا اور اس کا یقین تھا کہ وزیر نے اسے اس کے علم کے بغیر معزول کیا ہے حالانکہ وہ بھی اس امر کو جانتا تھا اور اس نے عذر پیش کیا کہ اس نے اس کی کمزوری کی وجہ سے اسے معزول کیا ہے' اس نے اسے بتایا کہ وہ آدھی رات کو ایک سو رکعت ایک سو قل ہو اللہ احد کے ساتھ پڑھتا ہے مگر انہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا اور الحموی کو قائم رکھا اور یہ الفاروثی کی کمینگی' بے عقلی اور ناانصافی ہے اور سلطان اس کے معزول کرنے میں درست تھا۔

اور آج کے دن' سلطان نے امیر سنقر الاشقر وغیرہ کو گرفتار کر لیا اور وہ اور امیر حسام الدین لاجین السلحد اری بھاگ گئے اور ڈھنڈورچیوں نے دمشق میں اعلان کیا کہ جو شخص اسے لائے گا اسے ایک ہزار دینار انعام دیا جائے گا اور جو اسے چھپائے گا اسے پھانسی دی جائے گی اور سلطان اور اس کے غلام اس کی تلاش میں گئے اور خطیب نے میدان اخضر میں لوگوں کو نماز پڑھائی اور فوج کے اضطراب اور لوگوں کے اختلاف اور لوگوں کی گڑبڑ کی وجہ سے لوگ غمگین تھے اور جب ۶ رشوال آیا تو عربوں نے سنقر الاشقر کو پکڑ لیا اور اسے سلطان کو واپس کر دیا اور اس نے اسے پابجولاں مصر کی طرف بھیج دیا اور آج کے دن سلطان نے الشجاعی کی بجائے عز الدین ایبک الحموی کو دمشق کا نائب مقرر کیا اور الشجاعی اپنی معزولی کے دوسرے دن روم سے آیا اور الفاروثی نے اس کا استقبال کیا اور کہا ہمیں خطابت سے معزول کر دیا گیا ہے اس نے کہا ہمیں نیابت سے معزول کر دیا گیا ہے' الفاروثی نے کہا (ہوسکتا ہے کہ تیرا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین میں نائب بنا دے اور دیکھے کہ تم کیا کرتے ہو) اور جب' ابن السلعوس کو اطلاع ملی تو وہ اس پر ناراض ہوا اور اسے القیمریہ نے مقرر کیا ہوا تھا پس اس نے اس کام کو چھوڑ دیا اور ۱۰ رشوال کو سلطان مصر کی طرف گیا اور شاہانہ شوکت کے ساتھ اس میں داخل ہوا اور اس نے اپنی آمد کے روز' قراسنقر کو حلب کی نیابت کے عوض میں مصر میں سو سوار دیئے' اور اس سال امیر سیف الدین طفائی الاشقری نے قیساریۃ القطن کو جسے ملک معظم نے بیت المال سے تعمیر کیا تھا' سلطان کے حکم سے خریدا اور وہ اس کے ہاں بڑا مرتبہ رکھتا تھا اور اس عرصہ میں سوق الحریریین کو اس کی طرف منتقل کیا گیا اور سلطان نے قلعہ روم سے واپسی کے بعد علم الدین الردیداری کو رہا کر دیا اور اسے دمشق بلایا اور اسے خلعت دیا اور اسے اپنے ساتھ قاہرہ لے گیا اور اسے ایک سو سوار دیئے اور اسے مجبور کر کے دفاتر کا سررشتہ دار بنا دیا۔

اور ذوالقعدہ میں سلطان نے سنقر الاشقر اور طقصوا کو بلایا اور دونوں کو سزا دی اور دونوں نے اعتراف کیا کہ انہوں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا اور اس نے ان دونوں سے لاجین کے بارے میں دریافت کیا تو دونوں نے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ نہ تھا اور نہ اسے اس کا علم ہے پس اس نے دونوں کا گلا گھونٹ دیا اور اسے اس کے گلے میں قانت ڈالنے کے بعد رہا کر دیا اور وہ ایک مدت اس

کے لیے باقی رہا اور اس کے بعد بادشاہ بن گیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اور ذوالحجہ میں شیخ برہان الدین بن شیخ تاج الدین نے الباد رائیہ کے قاضی القضاۃ شہاب الدین الخوبی کی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا اور اس سال امیر سنقر الاعسر نے وزیر شمس الدین ابن السلعوس کی بیٹی سے ایک ہزار دینار مہر پر ملاقات کی اور پانچ سو دینار اسے جلد دے دیا اور اس سال تاتاریوں کی ایک جماعت جو تقریباً تین سو افراد پر مشتمل تھی' دیار مصر کی طرف چلی گئی اور ان کی عزت کی گئی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

خطیب زین الدین ابوحفص:

عمر بن مکی بن عبدالصمد الشافعی جو ابن المرحل کے نام سے مشہور ہیں اور آپ شیخ صدر الدین بن الوکیل کے والد ہیں' آپ نے سماع حدیث کیا اور فقہ اور مختلف علوم میں مہارت حاصل کی جن میں علم ہیئت بھی ہے آپ نے اس کے متعلق ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے' آپ نے دمشق کی خطابت سنبھالی' درس دیا اور فتویٰ دیا اور ۲۳ ربیع الاوّل کو ہفتہ کی شب کو وفات پا گئے اور دوسرے روز باب الخطابت میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔

شیخ عزالدین الفاروثی:

آپ نے تھوڑا عرصہ خطابت کی پھر معزول ہو گئے پھر مر گئے اور باب الصغیر میں دفن ہوئے۔ عفا اللہ عنہا وعنہ

الصاحب فتح الدین ابوعبداللہ:

محمد بن محی الدین بن عبداللہ بن عبدالظاہر' ابن لقمان کے بعد حکومت منصوری کے سیکرٹری' اور آپ اس فن میں ماہر تھے اور آپ نے منصور کے ہاں رتبہ حاصل کیا اور اسی طرح اس کے بیٹے اشرف کے ہاں بھی رتبہ پایا' اور ابن السلعوس نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ جو کچھ لکھتے ہیں اسے سنایا کریں آپ نے کہا یہ ممکن نہیں بلاشبہ بادشاہوں کے اصرار پر دوسروں کو آگاہ نہیں کیا جاتا اور تم اپنے لیے کسی اور کو تلاش کر لو جو اس مقام پر تمہارے ساتھ رہے اور جب اشرف کو اس بات کی اطلاع ملی تو اسے اس کی یہ بات پسند آئی اور اس کے ہاں آپ کا مقام بڑھ گیا آپ نے ۱۵ رمضان کو ہفتہ کے روز وفات پائی اور آپ کے ترکہ سے ایک قصیدہ نکالا گیا جس میں آپ نے تاج الدین بن الاثیر کا مرثیہ کہا تھا اور اس کی حالت خراب ہو گئی اور آپ کو یقین ہو گیا کہ وہ مر جائے گا پس وہ صحت مند ہو گیا اور وہ قصیدہ آپ کے بعد باقی رہا اور آپ کے بعد ابن الاثیر سیکرٹری بنا اور تاج الدین نے آپ کا اسی طرح مرثیہ کہا جیسے آپ نے اس کا کہا تھا اور ابن الاثیر آپ کے ایک ماہ چار دن بعد فوت ہو گیا۔

یوسف بن علی بن رضوان بن برقش:

امیر عماد الدین' آپ ناصری حکومت میں طبلخانہ میں ایک امیر تھے پھر آپ نے مظفری حکومت کا سب بوجھ اٹھایا اور فوج کو بیکار کر دیا اور اس سال تک یہی حال چلا آ رہا تھا اور الظاہر آپ کا اکرام کرتا ہے آپ نے شوال میں وفات پائی اور خزنمیوں کے

قبرستان میں اپنے والد کے پاس دفن ہوئے۔

جلال الدین الخبازی:

عمر بن محمد بن عمر ابو محمد الخجندی آپ حنفیہ کے بڑے مشائخ میں سے تھے اور اصلاً ماوراء النہر کی ایک بستی خجند سے تعلق رکھتے تھے آپ نے خوارزم میں علم سے اشتغال کیا اور پڑھا اور بغداد میں اس کا اعادہ کیا پھر دمشق آئے العزیزیہ اور الخاتونیۃ البرانیہ میں پڑھایا آپ یکتا فاضل' منصف اور فنون کثیرہ کے مصنف تھے آپ نے اس سال کی ۲۵ رذوالحجہ کو وفات پائی اور صوفیہ میں دفن ہوئے آپ کی عمر ۶۲ سال تھی۔

ملک مظفر:

قراءارسلان الافریقی' ماردین کا حکمران' اس نے ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کے بعد اس کا بیٹا شمس الدین داؤد کھڑا ہوا اور ملک السعد کا لقب اختیار کیا۔ واللہ سبحانہٗ اعلم

۶۹۲ھ

ظہیر الدین الکازرونی کی تاریخ میں ہے کہ اس سال مدینہ نبویہ میں آگ نمودار ہوئی جو ۶۵۴ھ کی آگ کا نمونہ تھی مگر اس آگ کے شعلے بہت بلند تھے اور یہ چٹانوں کو جلاتی تھی اور کھجور کی شاخوں کو نہیں جلاتی تھی اور یہ مسلسل تین دن رہی۔

اس سال کا آغاز ہوا تو الحاکم العباسی' خلیفہ اور سلطان البلاد' ملک اشرف بن منصور تھا اور مصر میں اس کا نائب بدرالدین بیدرا' اور شام میں عزالدین ایبک الحموی اس کا نائب تھا اور مصر وشام کے قضاۃ وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے اور شمس الدین بن السلعوس وزیر تھا اور جمادی الآخرۃ میں' اشرف دمشق آیا اور قصر ابلق اور میدان اخضر میں فروکش ہوا اور فوجوں کو تیار کیا اور بلادسیس سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہوا اور اس دوران میں' بلادسیس کے ایلچی صلح کا مطالبہ کرتے ہوئے آئے اور امراء نے ان کے بارے میں سفارش کی اور انہوں نے بہسنا' تل حمدون اور مرعش کو سپرد کر دیا اور یہ ان کے بڑے' خوبصورت اور مضبوط تر شہر تھے اور یہ دربند کے دہانے پر تھے' پھر ۲ ررجب کو سلطان بڑی فوج کے ساتھ سلمیہ گیا اور وہ امیر حسام الدین لاجین کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا پس امیر منہا بن عیسیٰ نے اس کی ضیافت کی اور جب ضیافت ختم ہوئی تو اس نے حسام الدین لاجین کو اس کے لیے پکڑ لیا اور وہ اس کے پاس ہی تھا وہ اسے لایا تو اس نے اسے قلعہ دمشق میں قید کر دیا اور اس نے منہا بن عیسیٰ کو بھی پکڑ لیا اور اس کی جگہ محمد بن علی بن حذیفہ کو امیر مقرر کیا پھر سلطان نے اپنے نائب' بیدرا اور اپنے وزیر ابن السلعوس کے ساتھ عام فوج کو اپنے آگے دیار مصر کی طرف بھیجا اور خود وہ اپنے خاصکیہ کے ساتھ پیچھے رہا پھر ان سے جاملا۔

اور اس سال کے محرم میں' قاضی حسام الدین الرازی الحنفی نے علویوں اور جعفریوں کے درمیان وباغت میں تشریک کا فیصلہ دیا جس کے متعلق وہ دوسو سال سے جھگڑتے آرہے تھے اور یہ فیصلہ دارالعدل میں ۲۶ رمحرم کو بروز منگل ہوا اور ابن الخوبی اور دیگر لوگوں نے اس سے اتفاق نہ کیا اور اس نے اعناکیوں کے بارے میں فیصلہ دیا کہ حضرت جعفر طیار کی طرف ان کی نسبت درست ہے اور اس سال اشرف نے قلعہ الشوبک کے برباد کرنے کا حکم دے دیا پس اسے گرا دیا گیا اور وہ بڑا مضبوط اور فائدہ بخش قلعہ تھا اور اس

نے اسے عتبۃ العقبی کے مشورے سے برباد کیا اور اس نے اس میں سلطان اور مسلمانوں کی خیر خواہی نہیں کی کیونکہ یہ قلعہ وہاں کے اعراب کے گلے کی ہڈی تھا اور اس سال سلطان امیر علم الدین الردیداری نے قسطنطنیہ کے حکمران اور برکت خان کی اولاد کی طرف ایلچی کے ہاتھ بہت سے تحائف بھیجے مگر ان کے پہنچنے کا موقعہ نہ ملا حتیٰ کہ سلطان قتل ہو گیا اور وہ دمشق واپس آ گیا۔

اور ۱۰/ جمادی الاولیٰ کو قاضی امام الدین قزوینی نے الظاہریۃ البرانیۃ میں درس دیا اور قضاۃ و اعیان اس کے پاس حاضر ہوئے اور ۲۲/ ذوالحجہ کو اتوار کے روز ملک اشرف نے اپنے بھائی ملک ناصر محمد اور اپنے بھتیجے ملک معظم مظفر الدین موسیٰ بن صالح علی بن منصور کو پاک کیا اور ایک بڑا کام کیا' اور اشرف قبق سے کھیلا اور ان کی بڑی خوشی مکمل ہوگئی اور وہ دنیا سے اس کی سلطنت کا وداع تھی اور یکم محرم کو شیخ شمس الدین بن غانم نے العصرونیۃ میں درس دیا اور صفر کے شروع میں کمال الدین ابن الزملکانی نے نجم الدین بن مکی کی بجائے الرواحیہ میں درس دیا کیونکہ اسے حلب منتقل ہونے اور مدرسہ مذکورہ سے اعراض کرنے کا حکم ہو چکا تھا اور شامی قافلہ صفر کے آخر میں آیا اور اس سال شیخ تقی الدین بن تیمیہؒ نے بھی حج کیا اور ان کا امیر الباسطی تھا اور معان میں شدید ہوا نے انہیں آ لیا جس کے باعث ایک جماعت فوت ہوگئی اور ہوا نے اونٹوں کو اپنی جگہ سے اٹھا لیا اور عمامے سروں سے اڑ گئے اور ہر ایک کو اپنی جان کی پڑ گئی اور اس سال کے صفر میں' دمشق میں بڑے اولے پڑے جنہوں نے بہت سے غلہ جات کو تباہ کر دیا اور نوبت بایں جارسید کہ گندم کے دس اوقیے ایک درہم میں فروخت ہوئے اور بہت سے چوپائے مر گئے اور اس ماہ میں الکرک کی جانب زلزلہ آیا اور قلفیت کی بہت سی جگہیں گر گئیں۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ ارموی:

الشیخ الصالح القدرۃ العارف ابواسحاق ابراہیم بن الشیخ الصالح ابی محمد عبداللہ بن یوسف ابن یونس بن ابراہیم بن سلیمان ارموی' آپ قاسیون کے دامن میں اپنے زادیہ میں مقیم تھے اور اس میں عبادت کرتے تھے اور گوشہ نشین تھے' اور آپ کے اوراد واذکار بھی ہیں اور آپ لوگوں کے محبوب تھے آپ نے محرم میں وفات پائی اور قاسیون کے دامن میں اپنے باپ کے پاس دفن ہوئے۔

ابن الاعمیٰ صاحب المقامۃ:

شیخ ظہیر الدین محمد بن المبارک بن سالم بن ابی الغنائم الدمشقی جو ابن الاعمیٰ کے نام سے مشہور تھے' آپ ۶۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور سماع حدیث کیا اور آپ یگانہ فاضل تھے آپ نے اپنے قصائد میں رسول اللہ ﷺ کی مدح کی ہے اور ان کا نام الشفعیۃ رکھا ہے ہر قصیدہ کے ۲۲' اشعار ہیں' البرزالی نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کو سنا ہے اور آپ کا ایک مشہور افسانہ المقامۃ البحریۃ بھی ہے آپ نے محرم میں وفات پائی اور الصوفیہ میں دفن ہوئے۔

ملک الزاہر مجیر الدین:

ابوسلیمان داؤد بن ملک مجاہد اسد الدین شیر کوہ حاکم حمص ابن ناصر الدین محمد بن ملک معظم' آپ نے بستانہ میں ۸۰ سال کی عمر

میں وفات پائی اور جامع مظفری میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون کے دامن میں اپنی قبر میں دفن ہوئے آپ دیندار اور جامع میں بہت نمازیں پڑھنے والے تھے اور آپ کو المؤید طوسی زینب الشعریہ اور ابوروح وغیرہ سے اجازت حاصل تھی آپ نے جمادی الآخرۃ میں وفات پائی۔

شیخ تقی الدین الواسطی:

ابواسحاق ابراہیم بن علی بن احمد بن فضل الواسطی ثم الدمشقی الحنبلی آپ دمشق میں الظاہریہ کے شیخ الحدیث تھے آپ نے ۲۴ رجمادی الآخرۃ کو ۹۰ سال کی عمر میں جمعہ کے دن کے آخر میں وفات پائی آپ صالح اور عابد آدمی تھے اور علو روایت میں متفرد تھے اور آپ نے اپنے بعد اپنی مثل کوئی نہیں چھوڑا آپ نے بغداد میں فقہ سیکھی پھر شام کی طرف کوچ کر گئے اور بیس سال الصالحیہ اور مدرسہ ابی عمر میں پڑھایا اور آخر عمر میں سفر الفاروثی کے بعد الظاہریہ کی مشیخۃ الحدیث کو سنبھالا اور آپ صدر اول اور سلف کے مذہب کے داعی تھے اور بیماروں کی عیادت کرتے تھے اور جنازوں میں شامل ہوتے تھے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے اور اللہ کے نیک بندوں میں سے تھے اور آپ کے بعد شیخ شمس الدین محمد بن عبدالقوی المرداوی نے الصالحیہ میں اور الظاہریہ کے دارالحدیث میں شرف الدین عمر بن خواجہ نے پڑھایا جو جامع ناصح کے امام تھے۔

ابن صاحب حماۃ ملک افضل:

نورالدین علی بن ملک مظفر تقی الدین محمود بن ملک منصور محمد بن ملک مظفر تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب اس نے دمشق میں وفات پائی اور دمشق کی جامع میں اس کا جنازہ پڑھا گیا اور اسے باب الفرادیس سے اٹھا کر اس کے باپ کے شہر لے جایا گیا اور ان کا قبرستان وہیں ہے اور یہ دو بڑے امیروں بدرالدین حسن اور عمادالدین اسماعیل کا باپ ہے جو مدت بعد حماۃ کا بادشاہ بنا تھا۔

ابن عبدالظاہر:

محی الدین بن عبداللہ بن رشید الدین عبدالظاہر بن نشوان بن عبدالظاہر بن علی بن نجدۃ السعدی' دیار مصر کا کاتب انشاء اور یہ آخری شخص ہے جو اس فن میں اپنے زمانے کے لوگوں سے سبقت لے گیا۔ اور اپنے باقی ساتھیوں سے آگے بڑھ گیا اور یہ الصاحب فتح الدین الندیم کا والد ہے اور قبل ازیں اس کی وفات کا ذکر اس کے باپ سے پہلے ہو چکا ہے اور اس کی تصانیف بھی ہیں جن میں سیرت ملک الظاہر بھی ہے اور یہ صاحب مروت تھا اور اس کی نظم ونثر شاندار ہے' اس نے ۴ رجب کو منگل کے روز وفات پائی اور اس کی عمر ۷۰ سال سے متجاوز تھی اور اسے اس قبر میں دفن کیا گیا جو اس نے القرافہ میں بنائی تھی۔

امیر علم الدین سنجر حلبی:

یہ دمشق پر قطز کا نائب تھا اور جب اس کے پاس الظاہر کی بیعت آئی تو اس نے اپنی طرف دعوت دی اور اس کی بیعت ہوئی اور اس نے ملک مجاہد کا نام اختیار کیا پھر اس کا محاصرہ کیا گیا اور یہ بعلبک کی طرف بھاگ گیا' پس اس کا محاصرہ ہوا تو یہ الظاہر کی خدمت میں حاضر ہو گیا اس نے ایک' مدت تک اسے قید کر دیا اور پھر رہا کر دیا اور منصور نے بھی اسے ایک مدت تک قید کیا اور اشرف نے اسے رہا کر دیا اور اس کا احترام واکرام کیا' اس نے ۸۰ سال عمر پائی اور اس سال میں وفات پائی۔

۶۹۳ھ

اس سال کے شروع میں اشرف قتل ہو گیا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ وہ ۳ رمحرم کو شکار کے لیے نکلا اور جب وہ ۱۲ رمحرم کو اسکندریہ کے نزدیک اپنے قلعوں کے علاقے میں تھا تو امراء کی جماعت نے جنہوں نے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ جب وہ فوج سے الگ ہوں تو اسے قتل کر دیں' انہوں نے اس پر حملہ کر دیا سب سے پہلے اس کے نائب بیدرا نے اس کی تصدیق کی اور لاجین منصوری نے اس کی چغلی کی پھر وہ رمضان تک روپوش رہا پھر عید کے دن ظاہر ہوا اور اشرف کے قتل میں جن لوگوں نے اتفاق کیا ان میں بدرالدین بیسری اور شمس الدین قراسنقر منصوری بھی شامل تھے اور جب اشرف قتل ہو گیا تو امراء نے بیدرا کے بادشاہ بنانے پر اتفاق کیا اور انہوں نے اسے ملک قاہر یا اوحد کا نام دیا مگر یہ بات پوری نہ ہوئی اور وہ دوسرے دن کتبغا کے حکم سے قتل ہو گیا پھر زین الدین کتبغا اور علم الدین سنجر نے اس کے بھائی محمد ملک ناصر بن قلادون کے بادشاہ بنانے پر اتفاق کیا اور اس وقت اس کی عمر ۸ سال چند ماہ تھی پس انہوں نے ۱۴ رمحرم کے دن اسے تخت حکومت پر بٹھا دیا اور وزیر ابن السلعوس اسکندریہ میں تھا اور وہ سلطان کے ساتھ باہر نکلا اور وہ اسکندریہ آیا اور اسے پتہ بھی نہ چلا کہ اسے مصیبت نے گھیر لیا ہے اور ہر جانب سے اس پر عذاب آیا اس لیے کہ وہ بڑے امراء سے چھوٹے امراء والا سلوک کرتا تھا' سو انہوں نے اسے پکڑ لیا اور الشجاعی نے اس کی عقوبت کی ذمہ داری لی اور اسے بہت مارا' اور اس نے اموال کا اعتراف کیا اور وہ مسلسل اسے سزا دیتے رہے حتیٰ کہ اسے سب ذخائر کی نگہداشت ہو جانے کے بعد وہ ۱۰ رصفر کو مر گیا اور اشرف کے جسم کو لا کر اس کی قبر میں دفن کیا گیا اور لوگوں کو اس کے مرنے کی تکلیف ہوئی اور انہوں نے اس کے قتل کو بڑی بات خیال کیا اور وہ ذہین' بہادر' عالی ہمت' اور خوش منظر تھا اور اس نے عراق سے جنگ کرنے اور ان علاقوں کو تاتاریوں کے قبضے سے واپس لینے کا عزم کیا ہوا تھا اور اس نے اس کے لیے تیاری کی اور اپنے علاقے میں اس کا اعلان کیا اور اس نے اپنی مدت حکومت میں جو تین سال تھی۔ عسکا اور بقیہ سواحل کو فتح کیا اور فرنگیوں کا اس میں کوئی نشان اور پتھر نہ چھوڑا' نیز اس نے قلعہ روم اور بہنسا کو بھی فتح کیا۔

اور جب ناصر کی بیعت دمشق آئی تو وہاں منابر پر اس کا خطبہ ہوا اور یہی حالت قائم رہی اور اس نے امیر کتبغا کو اس کا اتالیق اور الشجاعی کو مشیر اعلیٰ مقرر کیا پھر وہ چند دن بعد قلعہ جبل میں قتل ہو گیا اور اس کے سر کو کتبغا کے پاس لایا گیا اس نے حکم دیا کہ اسے شہر میں پھرایا جائے' پس لوگ اس سے بہت خوش ہوئے اور جن لوگوں نے اس کا سر اٹھایا ہوا تھا انہیں مال دیا' اور کتبغا کے ساتھ کوئی جھگڑا کرنے والا باقی نہ رہا اور اس کے باوجود وہ امراء کے دلوں کو خوش کرنے کے لیے ان سے مشورہ کرتا تھا۔

اور ابن السلعوس کی موت کے بعد' صفر میں' بدرالدین بن جماعۃ کو قضاء سے معزول کر دیا گیا اور تقی الدین بن بنت الاعز کو دوبارہ قاضی بنا دیا گیا اور ابن جماعۃ مصر میں کفایت وریاست کے ساتھ مدرس رہا اور مصر کی وزارت الصاحب تاج الدین ابن الحنا نے سنبھالی اور ۲۱ صفر کو بدھ کے روز' محراب الصحابہ کا امام مقرر کیا گیا اور وہ کمال الدین عبدالرحمٰن بن قاضی محی الدین بن الزکی تھا' اور خطیب کے بعد آپ نے نماز' پڑھائی اور اسی طرح باب الناطفانیین کے مکتب میں بھی امام مقرر کیا گیا اور وہ ضیاء الدین بن برہان الدین اسکندری تھا اور جامع شریف کی نگہداشت زین الدین حسین بن محمد بن عدنان نے سنبھالی اور سوق الحریریین اس کے بازار کی طرف واپس آ گیا اور انہوں نے قیساریۃ القطن کو خالی کر دیا جہاں طغجی کے نائبین نے ان کو رہائش رکھنا لازم کیا ہوا تھا اور شیخ علامہ

شرف الدین احمد بن جمال الدین احمد بن نعمتہ بن احمد المقدسی نے موفق الدین الحموی کی معزولی کے بعد دمشق کی خطابت سنبھالی' انہوں نے اسے حماۃ کی طرف بلایا اور المقدسی نے ۱۵ر رجب کو جمعہ کے روز خطبہ دیا اور اس کا حلف نامہ پڑھا گیا اور اس کی تقرری وزیر مصر تاج الدین ابن الحنا کے مشورے سے ہوئی اور وہ فصیح و بلیغ اور دوبیکا نہ عالم تھا۔

اور آخر رجب میں امراء نے ملک ناصر محمد بن قلاوون کے ساتھ امیر زین الدین کے لیے حلف اٹھایا اور اس کے ذریعے بقیہ شہروں اور صوبوں میں بھی بیعت رواں ہوگئی۔

عساف نصرانی کا واقعہ:

یہ شخص السویدار کا باشندہ تھا اس کے خلاف ایک جماعت نے گواہی دی کہ اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کو گالیاں دی ہیں اور اس عساف نے امیر آل علی' ابن احمد بن حجی کی پناہ لے لی' پس شیخ تقی الدین بن تیمیہ' اور شیخ زین الدین الفارقی شیخ دارالحدیث اکٹھے ہوئے اور دونوں نائب سلطنت امیر عزالدین ایبک الحموی کے پاس گئے اور اس کے بارے میں اس سے گفتگو کی' اور اس نے ان دونوں کی بات مان لی اور اسے حاضر کرنے کے لیے پیغام بھیجا' پس وہ دونوں اس کے ہاں سے باہر نکلے تو ان کے ساتھ بہت سے لوگ تھے اور جب عساف آیا تو لوگوں نے دیکھا کہ اس کے ساتھ ایک عربی شخص بھی ہے سو انہوں نے اسے سب وشتم کیا اور اس دیہاتی آدمی نے کہا یہ تم سے بہتر ہے۔ یعنی نصرانی' تو لوگوں نے دونوں کو پتھر مارے جو عساف کو لگے اور وہ دیوانہ ہوگیا' نائب نے پیغام بھیج کر شیخ ابن تیمیہ اور الفارقی کو طلب کیا اور اس کے سامنے دونوں کو مارا' اور ان دونوں کو العذ راویہ کے بارے میں لکھا اور نصرانی آ کر مسلمان ہوگیا اور اس کی وجہ سے مجلس منعقد کی گئی اور اس نے ثابت کیا کہ اس کے اور گواہوں کے درمیان عداوت پائی جاتی ہے پس اس کا خون محفوظ ہوگیا پھر اس نے شیخین کو بلایا اور انہیں راضی کیا اور ان کو رہا کر دیا اور اس کے بعد نصرانی بلاد حجاز میں چلا گیا اور اتفاق سے وہ مدینتہ الرسول کے قریب قتل ہوگیا' اسے اس کے بھتیجے نے وہاں قتل کیا اور اس واقعہ کے بارے میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام الصارم المسلول علی ساب الرسول ہے۔

اور اس سال کے شعبان میں ملک ناصر شاہانہ شوکت کے ساتھ سوار ہوکر قاہرہ سے گذرا اور وہ جمعہ کا دن تھا اور یہ اس کی پہلی سواری تھی۔ اور شام میں خوشیوں کے شادیانے بجے اور اس کی جانب سے سرکاری پروانہ آیا جسے جامع کے منبر پر پڑھا گیا اس میں عدل کے پھیلانے اور ظلم کے سمیٹنے اور اوقاف واملاک کے مالکوں کی مرضی سے کفالت کو باطل کرنے کا حکم تھا اور ۲۲ر شعبان کو امام الدین کے بھائی قاضی جمال الدین قذوینی نے المسرور یہ میں درس دیا اور اس کا بھائی اور قاضی القضاۃ شہاب الدین الخوبی اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ حاضر ہوئے اور یہ ایک بھرپور درس تھا' البرزالی نے بیان کیا ہے کہ شعبان میں مشہور ہوگیا کہ جسرین کے باغ میں ایک عظیم اژدھا ہے جس نے بکری کا بڑا سا سر نگل لیا ہے اور رمضان کے آخر میں امیر حسام الدین لاجین ظاہر ہوگیا وہ اشرف کے قتل کے وقت سے روپوش تھا اور اس نے سلطان کے پاس عذر پیش کیا اور اس نے اسے قبول کرلیا اور اسے خلعت دیا اور اس کا اکرام کیا اور اس کا قتل اس کی مرضی سے نہیں ہوا تھا۔

اور اس سال کے شوال میں مشہور ہوگیا کہ مہنا بن عیسیٰ سلطان ناصر کی اطاعت سے خروج کر کے تاتاریوں کے ساتھ جاملا

ہے اور ۸/ ذوالقعدہ کو بدھ کے روز' قاضی القضاۃ شہاب الدین ابن الخولی کی بجائے خطیب شرف الدین المقدسی نے الغزالیہ میں درس دیا قاضی شہاب الدین فوت ہو گئے تھے اور الشامیۃ البرانیہ کو چھوڑ گئے تھے اور ۱۴/ ذوالحجہ کو جمعرات کے روز قاضی بدرالدین احمد بن جماعۃ شام کی قضاء پر آئے اور العادلیہ میں اترے اور نائب سلطنت اور تمام فوج آپ کے استقبال کو نکلی اور شعراء نے آپ کی مدح کی اور آپ نے تاج الدین الجعبری کو نائب خطیب مقرر کیا اور شرف الدین المقدسی کی بجائے شیخ زین الدین الفاروقی نے الشامیۃ البرانیہ کی تدریس کا کام سنبھالا اور الناصریہ کو اس کے قبضے سے چھین لیا گیا اور ابن جماعۃ نے وہاں اور العادلیہ میں ۲۰/ ذوالحجہ کو پڑھایا اور اس ماہ انہوں نے دمشق کے والی جمال الدین اقبای کے حکم سے کتوں کو دمشق سے جنگل کی طرف نکال دیا اور اس بارے میں لوگوں اور دربانوں پر سختی کی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علامہ شیخ تاج الدین موسیٰ:

ملک اشرف خلیل بن قلاؤن منصور' بیدرا' الشجاعی اور شمس الدین بن السلعوس بن محمد بن مسعود المراغی' جو ابوالجواب الشافعی کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے اقبالیہ وغیرہ میں پڑھایا اور آپ فضلائے شافعیہ میں سے تھے اور فقہ' اصول اور نحو میں آپ کو بڑا کمال اور فہم حاصل تھا ہفتہ کے روز آپ اچانک فوت ہو گئے اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے آپ کی عمر ۷۰ سال سے متجاوز تھی۔

خاتون مؤنس بنت سلطان عادل ابی بکر بن ایوب:

یہ دارالقطبیہ اور دار اقبال کے نام سے مشہور ہے اس کی پیدائش ۶۰۳ھ میں ہوئی' اس نے عفیفہ الفارقانیۃ اور عین الشمس بنت احمد بن ابی الفرج الثقفیہ سے اجازت روایت کی ہے اس نے ربیع الآخر میں قاہرہ میں وفات پائی۔

ملک حافظ غیاث الدین بن محمد:

ملک سعید معین الدین بن ملک امجد بہرام شاہ بن المعز عزالدین فرخ شاہ بن شاہنشاہ ابن ایوب آپ یگانہ فاضل تھے آپ نے سماع حدیث کیا اور بخاری کو روایت کیا آپ علماء اور فقراء سے محبت کرتے تھے آپ نے ۶/ شعبان کو جمعہ کے روز وفات پائی اور آپ کو اپنے نانا ابن المقدم کے پاس باب الفرادیس سے باہر دفن کیا گیا۔

قاضی القضاۃ شہاب الدین بن الخولی:

ابوعبداللہ محمد بن قاضی القضاۃ شمس الدین ابی العباس احمد بن خلیل بن سعادۃ بن جعفر ابن عیسیٰ بن محمد الشافعی ان کا اصل خولی ہے آپ نے بہت سے علوم حاصل کیے اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں ان میں ایک کتاب بیس فنون کے بارے میں ہے آپ نے علوم حدیث کو مرتب اور اچھی طرح محفوظ کیا ہے آپ نے کثیر سے سماع حدیث کیا' اور آپ ان سے اور ان کے اہل کے محب تھے اور چھوٹی عمر میں آپ نے الدماغیہ میں پڑھا پھر قدس کی قضاء کو سنبھالا پھر بہسنا کی قضا سنبھالی پھر حلب کے قاضی مقرر ہوئے پھر محلہ کی

طرف واپس آ گئے پھر قاہرہ کے قاضی مقرر ہوئے' پھر العادلیہ اور الغزالیہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ شام کے قاضی مقرر ہوئے اور آپ زمانے کی نیکی اور اکابر علمائے اعلام میں سے تھے اور پاک دامن' پاکیزہ' یگانۂ حدیث اور اس کے علم اور اس کے علماء کے محبّ تھے اور ہمارے شیخ حافظ المزی نے آپ کی متباینہ الاسناد چالیس احادیث بیان کیں ہیں اور تقی الدین ابن عتبہ اسودی اسعردی نے حروف ابجد کے مطابق آپ کی مشیخت بیان کی ہے جو ۲۳۶ مشائخ پر مشتمل ہے' البرزالی نے بیان کیا ہے کہ اس معجم میں تقریباً تین سو شیوخ کا ذکر نہیں کیا گیا آپ نے ۲۵ رمضان کو جمعرات کے روز ۶۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور اسی روز آپ کو قاسیون کے دامن میں آپ کے والد کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

امیر علاؤالدین نابینا:

قدس کا نگران اور آج کے بہت سے نشانات کا بانی' امیر کبیر علاؤالدین ایدکین بن عبداللہ الصالحی النجمی' آپ اکابر امراء میں سے تھے' اور جب نابینا ہو گئے تو قدس شریف میں اقامت اختیار کر لی اور اس کے آباد اور نئے مقامات کی دیکھ بھال کرنے لگے آپ بڑے بارعب تھے آپ کے احکام کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی تھی' آپ ہی نے مسجد نبوی کے قریب نہانے کا کمرہ تعمیر کیا ہے اور لوگوں نے وہاں سے وضو وغیرہ کا بھی فائدہ اٹھایا ہے اور لوگوں کو اس سے آسائش محسوس ہوئی ہے اور آپ نے قدس میں بہت سی خانقاہیں تعمیر کیں اور نیک کام کیے آپ خود کاموں کو سرانجام دیتے تھے اور آپ کی بڑی عزت تھی آپ نے اس سال کے شوال میں وفات پائی۔

وزیر شمس الدین محمد بن عثمان:

ابن ابی الرجال التنوخی' جو ابن السلعوس کے نام سے مشہور تھا اور ملک اشرف کا وزیر تھا وہ اس سال کی ۱۰ رصفر کو اس ضرب کے تحت مرا جو ایک ہزار کوڑوں سے متجاوز تھی اور القرافہ میں دفن ہوا' کہتے ہیں کہ اس کے بعد اسے شام منتقل کیا گیا' شروع شروع میں وہ تاجر تھا پھر اس نے تقی الدین بن توبہ کی سفارت سے دمشق میں انسپکشن سنبھالی' پھر وہ سلطنت سے قبل ملک اشرف سے معاملہ کرنے لگا اور اس سے عدل وصدق ظاہر ہوا اور جب وہ اپنے باپ منصور کے بعد بادشاہ بنا تو اس نے اسے حج سے بلا کر وزارت سونپ دی اور وہ اکابر امراء پر تکبر کرتا تھا اور انہیں ان کے ناموں سے بلاتا تھا اور ان کے لیے کھڑا نہ ہوتا تھا اور جب اس کا استاد اشرف قتل ہو گیا تو انہوں نے اسے ضرب واہانت اور اموال لینے کے لیے قابو کر لیا حتیٰ کہ انہوں نے اس کی زندگی ختم کر دی اور اسے باندھ دیا اور اسے مٹی پر ٹھہرا دیا حالانکہ اس سے قبل وہ ثریا پر پہنچا ہوا تھا اور اللہ پر واجب ہے کہ جو چیز بلند ہوتی ہے وہ اسے نیچے کر دیتا ہے۔

۶۹۴ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو الحاکم بامر اللہ' خلیفہ' اور شہروں کا سلطان' ملک ناصر محمد بن قلادون تھا اور اس وقت اس کی عمر ۱۲ سال چند ماہ تھی اور ممالک کا منتظم اور فوجوں کا اتالیق امیر زین الدین کتبغا تھا اور شام کا نائب امیر عزالدین ایبک الحموی تھا اور دمشق کا وزیر تقی الدین توبہ التکریتی تھا۔

اور کچہریوں کا بلانے والا شمس الدین الاعسر تھا اور شافعیہ کا قاضی ابن جماعۃ اور حنفیہ کا حسام الدین الرازی اور مالکیہ کا جمال الدین الزواوی اور حنابلہ کا قاضی شرف الدین حسن تھا اور محتسب شہاب الدین حنفی اور نقیب الاشراف زین الدین بن عدنان اور بیت المال کا وکیل اور جامع کا نگران تاج الدین شیرازی اور خطیب شہر شرف الدین المقدسی تھا۔

اور جب عاشوراء کا دن آیا تو اشرف کے غلاموں کی ایک جماعت نے اٹھ کر سلطان کی حرمت کو پامال کر دیا اور اس کے خلاف بغاوت کرنی چاہی اور انہوں نے سوق السلاح میں آ کر جو کچھ اس میں تھا لے لیا' پھر ان کی نگرانی کی گئی اور ان میں سے بعض کو صلیب دیا گیا اور بعض کو پھانسی دی گئی اور دوسروں کے ہاتھ اور زبانیں کاٹ دی گئیں اور بڑی دیوانگی پیدا ہوگئی اور وہ تقریباً تین سو یا اس سے زیادہ آدمی تھے۔

ملک عادل کتبغا کی سلطنت:

اور ۱۱؍محرم کی صبح کو امیر کتبغا تخت حکومت پر بیٹھا اور ملک ناصر محمد بن المنصور کو معزول کر دیا اور اسے اپنے اہل کے گھر کا پابند کر دیا اور یہ کہ وہ اس سے باہر نہ نکلے اور امراء نے اس پر اس کی بیعت کی' اور اسے مبارکباد دی اور بڑا دسترخوان بچھایا اور ایلچی اس بات کو صوبوں کی طرف لے گئے اور اس کی بیعت کی گئی اور اس کے لیے مستقل خطبہ دیا گیا اور اس کے نام کا سکہ ڈھالا گیا اور امارت مکمل ہوگئی اور شہروں کو آراستہ کیا گیا اور خوشی کے شادیانے بج گئے اور اس نے ملک عادل کا لقب اختیار کیا اور اس وقت اس کی عمر تقریباً پچاس سال تھی اور وہ حمص کے پہلے معرکہ میں جو عین جالوت کے معرکہ کے بعد ملک الظاہر کے زمانے میں ہوا تھا' قید ہوگیا تھا اور وہ النویرانیہ میں سے تھا جو تاتاریوں کی ایک جماعت ہے اور اس نے امیر حسام الدین لاجین السلحداری کو مصر میں نائب مقرر کیا اور وہ اس کے آگے غلاموں کا منتظم تھا اور الجزری نے اپنی تاریخ میں ایک امیر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اس نے ہلاکو خان کو دیکھا' اس نے اپنے منجم سے پوچھا کہ وہ اس کی فوج کے ان پیشرووں میں سے اس کا استخراج کرے جو دیار مصر پر قبضہ کرے گا اور اس نے حساب لگا کر اسے کہا' میں اس شخص کو دیار مصر پر قابض پاتا ہوں جس کا نام کتبغا ہوگا اور اس نے اسے کتبغا نوین خیال کیا اور وہ ہلاکو کا داماد تھا پس اس نے اسے سالار فوج بنا دیا اور وہ' وہ نہیں تھا اور وہ عین جالوت میں قتل ہوگیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور جس شخص نے اس کو مصر پر قابض کرایا وہ بہترین امیر اور سیرت و انصاف اور نصرت اسلام کے ارادے کے لحاظ سے ان امراء میں سے بہتر شخص تھا۔

اور ربیع الاوّل کے آغاز میں بدھ کے روز' کتبغا شاہانہ شوکت کے ساتھ سوار ہوا اور قاہرہ سے گذرا اور لوگوں نے اس کے لیے دعائیں کیں اور اس نے الصاحب تاج الدین بن الحنا کو وزارت سے معزول کر دیا اور فخر الدین حنبلی کو وزیر بنایا اور لوگوں نے دمشق میں مسجد المقدم کے پاس بارش کی دعا کی اور تاج الدین الجعبری نے' شرف الدین المقدسی کی نیابت میں ان سے خطاب کیا اور وہ مریض تھا اور اس نے اپنے آپ کو قضا' سے معزول کر دیا تھا اور اس کے بعد اس نے لوگوں سے خطاب کیا اور یہ ۵؍جمادی الاولیٰ بدھ کے دن کا واقعہ ہے اور وہ سیراب نہ ہوئے تو پھر انہوں نے دوبارہ ہفتہ کے روز ۷؍جمادی الآخرۃ کو مذکورہ جگہ پر بارش کی دعا کی اور شرف الدین المقدسی نے ان سے خطاب کیا اور مجمع پہلے سے بھی بڑا تھا مگر وہ سیراب نہ ہوئے اور رجب میں جمال الدین ابن

الشریشی نے قاضی بدرالدین بن جماعۃ کی نیابت میں فیصلہ کیا اور اسی مہینے میں قاضی شمس الدین بن العز نے المعظمیہ میں پڑھایا' اس نے اسے علاؤ الدین بن الدقاق سے چھین لیا اور اسی ماہ میں ملک اوحد ابن ملک ناصر داؤد بن المعظم قدس اور عقیل پر متصرف ہوا اور رمضان میں اس نے ضابطہ کو حکم دیا کہ وہ بڑے امام سے پہلے نماز پڑھ لیا کریں اور یہ حکم اس وجہ سے دیا گیا کہ وہ اس کے بعد نماز پڑھتے تھے اور جب محراب الصحابہ کے لیے نیا امام بنا تو وہ سب ایک ہی وقت میں نماز پڑھتے تھے جس کی وجہ سے پریشانی ہوتی تھی' پس یہ ضابطہ بن گیا کہ وہ تیسرے غربی برآمدے میں اپنے محراب کے پاس' صحن میں' نماز کے وقت بڑے امام سے پہلے نماز پڑھ لیا کریں۔

میں کہتا ہوں یہ ضابطہ ۷۲۰ھ کے بعد تبدیل ہو گیا ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور رمضان کے آخر میں' قاضی نجم الدین بن صصری دیار مصر سے شامی افواج کے فیصلے کے لیے آیا' اور ۵؍شوال کو جمعرات کے روز' شرف الدین المقدسی خطیب و مدرس کی بجائے قاضی بدرالدین بن جماعۃ نے جامع کے محراب میں امام اور خطیب بن کر ظہر کی نماز پڑھائی پھر اس نے دوسرے دن خطبہ دیا اور اس کا خطبہ اور قرأت بھرپور تھی اور یہ قضاء وغیرہ سے زائد بات تھی۔

اور شوال کے اوائل میں' دیار مصر سے مختلف احکام آئے جن میں یہ حکم تھا کہ خطیب مقدسی کی بجائے ابن مصری' الغزالیہ میں پڑھائے اور امینیہ کی تدریس کے بارے میں یہ حکم تھا کہ نجم الدین ابن مصری کی بجائے امام الدین قزوینی امینیہ میں پڑھائے اور اس نے اپنے بھائی جلال کو حکم دیا کہ وہ اس کی بجائے الظاہریۃ البرانیۃ میں پڑھائے اور شوال میں اس حمام کی تعمیر مکمل ہوگئی جسے مسجد القصب میں عزالدین الحموی نے بنایا تھا اور وہ خوبصورت ترین حمام تھا۔

اور شرف الدین المقدسی کی بجائے دارالحدیث نوریہ کی مشیخت شیخ علاؤ الدین بن العطار نے سنبھالی اور اس سال ملک مجاہد انس بن مالک عادل کتبغا نے حج کیا اور انہوں نے حرمین وغیرہ میں بہت صدقات دیئے اور یوم عرفہ کو دمشق میں اعلان کیا گیا کہ ذمیوں میں سے کوئی شخص گھوڑے اور خچر پر سوار نہ ہو اور مسلمانوں میں سے جو شخص کسی ذمی کو اس کی خلاف ورزی کرتے دیکھے تو وہ اس کا سامان لے لے' اور اس سال کے آخر میں اور اس کے ساتھ والے سال میں دیار مصر میں سخت گرانی ہوگئی جس کی وجہ سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے' ماہ ذوالحجہ میں تقریباً بیس ہزار آدمی ہلاک ہوئے اور اس سال شاہ تاتار قازان ابن ارغون بن ابغا بن تولی بن چنگیز خاں' مسلمان ہو گیا اور اس نے امیر توزون رحمۃ اللہ کے ہاتھ پر اظہار اسلام کیا اور تاتاری یا ان کی اکثریت اسلام میں داخل ہو گئی اور اس نے اپنے اسلام لانے کے روز' سونا اور چاندی اور موتی' لوگوں کے سروں پر نچھاور کئے' اور محمود کا نام اختیار کیا اور خطبہ اور جمعہ میں حاضر ہوا اور اس نے بہت سے گرجوں کو برباد کر دیا اور ان پر جزیہ عائد کیا اور بغداد وغیرہ شہروں کے مظالم کو واپس کیا اور تاتاریوں کے ساتھ جلال اور قربان گاہیں بھی ظاہر ہوئیں۔ والحمد للہ وحدہٗ



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ ابوالرجال المنینی:

شیخ صالح عابد زاہد ابوالرجال بن مری جو حضرالمتین سے تعلق رکھتے تھے آپ کے احوال ومکاشفات بھی ہیں اور اہل دمشق اور دوسرے شہروں کے باشندے منین بستی میں آپ کی زیارت کرتے تھے اور بسا اوقات آپ دمشق آتے تو آپ کا اکرام اور مہمانی کی جاتی اور آپ کی بستی میں آپ کا زاویہ بھی تھا اور آپ ان شیطانی سماعات سے بری تھے اور شیخ جندل کے شاگرد تھے اور آپ کا شیخ، شیخ جندل کبار صالحین میں سے تھا نیز سلف کے طریق پر چلنے والا تھا اور شیخ ابوالرجال ۸۰ سال کو پہنچ چکے تھے اور آپ نے ۱۰ محرم کو منین میں اپنے گھر میں وفات پائی اور لوگ دمشق سے آپ کے جنازہ کے لیے نکلے اور ان میں سے کچھ لوگ جنازہ میں شامل ہو گئے اور کچھ لوگ شامل نہ ہو سکے اور آپ کی قبر پر جنازہ پڑھا گیا اور اپنے زاویہ میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ

اور اس سال کے اواخر ربیع الاوّل میں خبر آئی کہ عساف بن احمد بن حجی، جس نے اس نصرانی کو پناہ دی تھی جس نے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دی تھیں، قتل ہو گیا ہے، پس لوگ اس سے خوش ہو گئے۔

شیخ جمال الدین:

نیک، عابد، زاہد، متقی، بقیۃ السلف جمال الدین ابی القاسم عبدالصمد بن الحرستانی قاضی القضاۃ، خطیب الخطباء، عمادالدین عبدالکریم بن جمال الدین عبدالصمد آپ نے سماع حدیث کیا اور امامت اور تدریس الغزالیہ میں اپنے باپ کی نیابت کی، پھر آپ نے مناصب اور دنیا کو چھوڑ دیا اور عبادت کی طرف متوجہ ہو گئے اور لوگوں کا آپ کے بارے میں نیک اعتقاد ہے وہ آپ کے ہاتھ چومتے اور آپ سے دعا کی درخواست کرتے تھے آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی اور آپ اواخر ربیع الاوّل میں اپنے اہل کے پاس دامن کوہ میں دفن ہوئے۔

شیخ محبّ الدین طبری مکی:

شافعی، آپ نے کثیر سے سماع کیا اور بہت سے فنون میں تصانیف کیں ان میں سے کتاب الاحکام بہت سی مفید جلدوں میں ہے اور آپ کی ایک کتاب جامع المسانید کی ترتیب کے مطابق ہے آپ نے حاکم یمن کو اس کا سماع کرایا، آپ کی پیدائش اس سال کے ۲۷ ر جمادی الآخرۃ کو جمعرات کے روز ہوئی اور آپ مکہ میں دفن ہوئے آپ کے اشعار اچھے ہیں اور ان میں سے آپ کا وہ قصیدہ بھی ہے جو مکہ اور مدینہ کی درمیانی منازل کے بارے میں ہے اور تین سو اشعار سے زیادہ اشعار پر مشتمل حافظ شرف الدین دمیاطی نے اپنے معجم میں اسے آپ کی طرف سے لکھا ہے۔

ملک مظفر حاکم یمن:

یوسف بن المنصور نورالدین عمر بن علی بن رسول آپ اپنے باپ کے بعد یمن کی مملکت میں ۴۷ سال مقیم رہے اور ۸۰ سال عمر پائی اور آپ کا باپ ملک اقیس ابن الکامل محمد کے بعد بیس سال سے زیادہ مدت امیر رہا اور عمر بن رسول، اقیس کی افواج کا سالار تھا

اور جب اقیس مر گیا تو اس نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت مکمل ہو گئی اور اس نے ملک منصور کا نام اختیار کیا' اور وہ مسلسل تیس سال سے زائد عرصہ بادشاہ رہا پھر اس کا بیٹا مظفر تینتالیس سال بادشاہ رہا' پھر اس نے بعد اس کا بیٹا ملک اشرف بادشاہ بنا جو دین کو استوار کرنے والا تھا اور وہ ایک سال بھی نہ ٹھہرا کہ فوت ہو گیا پھر اس کا بھائی المؤید عزالدین داؤد بن المظفر کھڑا ہوا اور وہ ایک مدت مسلسل بادشاہ رہا اور ملک مظفر مذکور کی وفات اس سال کے رجب میں ہوئی اور وہ نوے سال سے زیادہ عمر کا تھا اور وہ حدیث اور اس کے سماع کو پسند کرتا تھا اور اس نے اپنے لیے چالیس حدیثیں جمع کی تھیں۔

شرف الدین المقدسی:

شیخ' امام' خطیب' مدرس' مفتی' شرف الدین ابوالعباس احمد بن شیخ کمال الدین احمد بن نعمۃ بن احمد بن جعفر بن حسین بن حماد المقدسی الشافعی آپ ۶۲۲ھ کو پیدا ہوئے اور کثیر سے سماع کیا اور اچھا لکھا اور اچھی مفید تصانیف کیں اور دمشق میں بطور نائب قضاء سنبھالی اور دمشق کی تدریس اور خطابت بھی سنبھالی اور آپ خطابت کے ساتھ ساتھ الغزالیہ اور دارالحدیث نوریہ کے مدرس بھی تھے اور ایک وقت آپ نے الشافیۃ البرانیہ میں پڑھایا اور فضلاء کی ایک جماعت کو' افتاء کی اجازت دی' جن میں شیخ امام علامہ شیخ الاسلام ابوالعباس بن تیمیہ بھی شامل تھے اور آپ اس پر فخر کرتے اور خوش ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے ابن تیمیہ کو افتاء کی اجازت دی ہے اور وہ علوم کے فنون کثیرہ میں مہارت رکھتے ہیں' اور آپ کے اشعار اچھے ہیں اور آپ نے اصول فقہ کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں بہت سی چیزیں جمع کر دیں ہیں اور وہ آپ کے شاندار خط میں میرے پاس ہے' آپ نے ۱۷ر رمضان کو اتوار کے روز وفات پائی آپ کی عمر ۷۰ سال سے زیادہ تھی اور آپ کو باب کیسان کے' قبرستان میں اپنے باپ کے پاس دفن کیا گیا' اللہ آپ پر اور آپ کے باپ پر رحم فرمائے اور آپ کے بعد عید کے روز' شیخ شرف الدین الفزاری خطیب جامع جراع نے خطبہ دیا پھر ابن جماعۃ کی خطابت کا سرکاری حکم آیا اور خطیب شرف الدین بن المقدسی کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''پھول کی طرف جاتا کہ تو اس کی چغلی کرے اور غم کی جماعت کو بھاگتے ہوئے تیر مار' اور جو شخص پھول کا طواف قبل اس کے کہ وہ گلے میں ڈالا جائے اس کے وقت میں اس کا طواف نہ کرے' اس نے کوتاہی سے کام لیا ہے''۔

صدر نجم الدین واقف الجوہریہ:

ابوبکر محمد بن عیاش بن ابی المکارم التمیمی الجوہری' دمشق میں حنفیہ پر الجوہریہ کے وقف کرنے والے' آپ نے ۱۹ شوال کو منگل کی رات کو وفات پائی اور اپنے مدرسہ میں دفن ہوئے آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی اور بادشاہوں اور ان سے کم درجہ لوگوں کے پاس آپ کے خادم تھے۔

شیخ مجدالدین:

شیخ' امام' عالم' متقی' خطیب' طبیب' مجدالدین ابومحمد عبدالوہاب بن احمد بن ابی الفتح بن سحنون التنوخی الحنفی' النیرب کے خطیب اور حنفیہ کے الدماغیہ کے مدرس' آپ ماہر اور حاذق طبیب تھے آپ نے النیرب میں وفات پائی اور جامعہ الصالحیہ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور آپ فاضل آدمی تھے اور آپ کے اشعار اچھے ہیں اور آپ نے کچھ احادیث بھی روایت کی ہیں' آپ نے ۵ ذوالقعدہ

ہفتہ کی رات کو ۵ ۷سال کی عمر میں وفات پائی۔

شیخ الفاروثی:

امام عابد زاہد خطیب عز الدین ابوالعباس احمد بن شیخ محی الدین ابراہیم بن عمر بن الفرج بن سابور ابن علی بن غنیمۃ الفاروثی الواسطی' آپ ۶۱۴ھ میں پیدا ہوئے اور سماع حدیث کیا اور اس بارے میں سفر کیا اور آپ کو حدیث' تفسیر' فقہ' وعظ اور بلاغت میں کمال حاصل تھا اور آپ دیندار' تقویٰ شعار اور درویش آدمی تھے' آپ الظاہر کی حکومت میں دمشق آئے تو آپ کو الجاروضیہ کی تدریس اور ابن ہشام کی مسجد کی امامت دی گئی اور مصالح کے مطابق اس میں آپ کے لیے کچھ چیزوں کو مرتب کیا گیا اور آپ میں ایثار پایا جاتا تھا اور آپ کے احوال صالحہ اور بہت سے مکاشفات ہیں ایک روز آپ ابن ہشام کے محراب میں لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے تو آپ نے۔ احرام کی تکبیر سے پہلے اپنی دائیں جانب متوجہ ہو کر کہا باہر جاؤ اور غسل کرو مگر کوئی شخص باہر نہ نکلا' پھر آپ نے دو تین بار اس بات کو دہرایا تو کوئی شخص باہر نہ نکلا' آپ نے کہا اے عثمان باہر جاؤ اور غسل کرو تو صف سے ایک شخص باہر نکلا اور اس نے غسل کیا پھر واپس آ کر شیخ کے پاس معذرت کرنے لگا اور وہ شخص فی نفسہ صالح تھا اس نے بیان کیا ہے کہ اسے کسی شخص کو دیکھے بغیر فیض پہنچا ہے اور اس نے یقین کر لیا کہ اسے غسل کرنا لازم نہیں ہے اور جب شیخ نے وہ بات کہی جو اس نے کہی تو اس نے خیال کیا کہ وہ دوسرے کو مخاطب کر رہا ہے اور جب اس نے معین طور پر اس کا نام لیا تو اسے معلوم ہو گیا کہ وہی اس کا مقصود ہے پھر الفاروثی دوسری بار منصور قلادون کے آخری ایام میں آئے اور آپ نے کئی ماہ جامع دمشق میں خطبہ دیا پھر آپ کو مؤفق الدین الحموی کے ذریعے معزول کر دیا گیا اور یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے اور آپ نے النجیبۃ اور دارالحدیث الظاہریہ میں پڑھایا پھر سب کچھ چھوڑ کر اپنے وطن کی طرف سفر کر گئے' اور ذوالحجہ کے آغاز میں بدھ کی صبح کو وفات پا گئے اور واسط میں آپ کی موت کا دن' قیامت کا دن تھا اور دمشق اور دیگر شہروں میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور آپ نے سہروردی سے خرقہ تصوف زیب تن کیا اور قراءت عشرہ کو پڑھا اور دو ہزار دو سو جلدیں پیچھے چھوڑیں اور کثیر سے حدیث بیان کی اور ابرزالی نے آپ سے صحیح بخاری' جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ' مسند الشافعی' مسند عبدابن حمید معجم الطبرانی' الصغیر' مسند الدارمی' فضائل القرآن لابی عبید اور ۱۸۰ اجزاء وغیرہ سنے۔

محقق جمال:

احمد بن عبداللہ بن الحسین الدمشقی' آپ نے شافعی مذہب کے مطابق فقہ سیکھی اور اس میں مہارت حاصل کی اور فتویٰ دیا اور دہرائی کی' آپ طب میں فاضل تھے اور آپ نے فن طب میں دوسروں پر متقدم ہونے کی وجہ سے الدخواریۃ کی مشیخت سنبھالی' اور اطباء کے ضابطے کے مطابق شفاخانہ نوری میں مریضوں کی عیادت کی اور آپ الفرخشانیہ میں شافعیہ کے مدرس تھے اور متعدد مدارس کے دہرائی کرانے والے تھے اور اچھے ذہین تھے اور بہت سے فنون میں حصہ دار تھے اللہ آپ سے درگذر فرمائے۔

الست خاتون بنت ملک اشرف:

موسیٰ بن عادل' اپنے عمزاد منصور بن صالح اسماعیل بن عادل کی بیوی' اور یہی وہ خاتون ہے جس نے منصور کے زمانے میں اپنی بیوقوفی ثابت کی اور اس نے اس سے حزرم کو خرید لیا اور اس نے زین الدین سامری سے الزنبقیہ لے لیا۔

صدر جمال الدین:

یوسف بن علی بن مہاجر التکریتی انصاحب تقی الدین توبہ کا بھائی ایک وقت یہ دمشق کا انسپکٹر بنا اور اسے اپنے بھائی کی قبر میں دامن کوہ میں دفن کیا گیا اور اس کا جنازہ بھرپور تھا اور یہ بڑا عقلمند مالدار اور صاحب مروت تھا اس نے اپنے پیچھے تین بیٹے چھوڑے شمس الدین محمد علاؤ الدین علی اور بدر الدین حسن۔

۶۹۵ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو خلیفہ وقت' الحاکم بامر اللہ ابوالعباس احمد العباسی اور ملک کا سلطان ملک عادل زین الدین کتبغا تھا اور مصر میں اس کا نائب امیر حسام الدین لاجین السلحدار ی منصوری تھا اور اس کا وزیر فخر الدین بن الخلیلی تھا اور مصر وشام کے قضاۃ وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے اور نائب شام عز الدین الحموی تھا اور اس کا وزیر تقی الدین توبہ اور کچہری کا سررشتہ دار الآ عسر تھا' اور خطیب وقاضی شہر ابن جماعۃ تھا اور محرم میں شرف الدین بن الشیرجی کی بجائے برہان الدین بن ہلال نے یتیموں کی نگہداشت سنبھال لی۔

اور اس سال کے آغاز میں دیار مصر میں سخت گرانی اور سخت فنا طاری ہوئی اور تھوڑے سے لوگوں کے سوا' سب لوگ فنا ہو گئے اور وہ ایک گڑھا کھود کر لوگوں کی کئی جماعتوں کو اس میں دفن کر دیتے اور بھاؤ حد درجہ گراں اور خوراک کی حد درجہ قلت اور گرانی تھی اور موت حکمرانی کر رہی تھی اور ماہ صفر میں تقریباً ایک لاکھ تیس ہزار آدمی مر گئے اور شام میں بھی گرانی ہو گئی اور ایک بورے کی قیمت دو سو درہم تک پہنچ گئی اور العویرانیہ تاتاریوں کو جب اطلاع ملی کہ کتبغا کی سلطنت شام تک آ گئی ہے اور وہ ان میں سے ہے تو ان کی ایک جماعت آئی' اور فوج نے بڑی کشادہ دلی کے ساتھ انہیں خوش آمدید کہا پھر وہ امیر قراسنقر منصوری کے ساتھ دیار مصر کی طرف سفر پر روانہ ہو گئے اور مصر میں گرانی اور فنا کی شدت کی خبر آئی حتیٰ کہ یہاں تک بیان کیا گیا کہ اسکندریہ میں بچے کی قمیص ۳۶ درہم میں اور قاہرہ میں ۱۹ درہم میں فروخت ہوئی اور تین انڈے ایک درہم میں فروخت ہوئے اور گدھے' گھوڑے' خچر اور کتے لوگوں کے کھانے کی وجہ سے ختم ہو گئے اور ان حیوانات میں سے جو بھی نظر آتا وہ اسے کھا جاتے۔

اور ۱۲ر جمادی الاولیٰ کو ہفتہ کے روز' شیخ علامہ تقی الدین بن دقیق العید' تقی الدین بن بنت الاعز کی بجائے مصر کے قاضی القضاۃ بنے پھر دیار مصر میں سستائی ہو گئی' اور جمادی الآخرۃ میں بھوک اور تکلیف جاتی رہی۔ وللہ الحمد

اور ۲ر رجب کو بدھ کے روز' قاضی امام الدین نے القیمریہ میں صدر الدین ابن رزین کی بجائے پڑھایا کیونکہ وہ وفات پا چکے تھے' البرزالی نے بیان کیا ہے کہ اس سال قبہ زمزم پر بجلی گری اور اس نے مسجد الحرام کے مؤذن شیخ علی بن محمد بن عبدالسلام کو مار دیا اور وہ مذکورہ قبہ کی سطح پر اذان دیا کرتا تھا اور اس نے کچھ احادیث بھی روایت کی ہیں اور اس سال رمضان کے آخر میں ملک الظاہر کی بیوی ام سلامش بلاد الاشکری سے دمشق آئی' اور نائب شہر نے اس کی طرف تحائف و ہدایا بھیجے اور اس کے لیے وظائف اور ڈیوٹیاں مرتب کی گئیں اور جب خلیل بن منصور نے سلطنت سنبھالی' تو اس نے انہیں جلاوطن کر دیا تھا۔

الجزری نے بیان کیا ہے کہ رجب میں کمال الدین بن القلانسی نے جلال الدین قزوینی کی بجائے' درس دیا اور ۱۷ رمضان کو

بدھ کے روز شیخ الاسلام تقی الدین بن تیمیہ حرانی نے شیخ زین الدین بن المنجی کی بجائے مدرسہ حنبلیہ میں درس دیا یہ صاحب وفات پا چکے تھے اور ابن تیمیہ نے العماد بن المنجا کا حلقہ شمس الدین بن الفخر البعلبکی کے لیے چھوڑ دیا اور شوال کے آخر میں حاکم زرع قاضی جمال الدین الزرعی' جو سلیمان بن عمر بن سالم الاذرعی تھا' نے دمشق میں ابن جماعۃ کی نیابت کی اور اس سال شوال کے آخر میں سلطان کتبغا مصر سے شام گیا اور جب ایلچی یہ خبر لایا تو قلعہ میں خوشی کے شادیانے بج گئے اور سلطان اور اس کا نائب لاجین اور اس کا وزیر ابن الخلیلی قلعہ میں اترے اور ۱۶؍ ذوالقعدہ کو اتوار کے روز اس نے شیخ تقی الدین سلیمان بن حمزۃ المقدسی کو شرف الدین کی بجائے' حنابلہ کا قاضی مقرر کیا' شرف الدین فوت ہو چکے تھے۔

اور اس نے اسے اور بقیہ حکام اور بڑے بڑے والیوں اور اکابر امراء کو خلعت دیئے اور اس نے ابن الشیرازی کی بجائے نجم الدین بن ابی طیب کو بیت المال کا وکیل مقرر کیا اور جماعت کے ساتھ اسے بھی خلعت دیا اور الاعسر اور اس کے اصحاب کی ایک جماعت اور بہت سے کاتبوں اور والیوں کو لکھا اور ان سے بہت سے اموال کا مطالبہ کیا گیا اور ان کے اموال و ذخائر اور بنت ابن السلعوس اور ابن عدنان اور بہت سے لوگوں کی نگہداشت کی گئی اور بڑی گڑبڑ ہو گئی اور شیخ الحریری کے دو بیٹے حسن اور شیث' بسر سے سلطان کی ملاقات کو آئے اور ان دونوں کو اس سے بخشش اور مدد ملی اور وہ اپنے شہر کو واپس چلے گئے اور المزہ کے دامن کوہ میں قلندریہ نے سلطان کی ضیافت کی اور اسے تقریباً دس ہزار درہم دیئے اور حماۃ کا حکمران سلطان کی خدمت میں آیا اور اس کے ساتھ میدان میں پولو کھیلا اور اشراف نے اپنے نقیب زین الدین بن عدنان سے تکلیف اٹھائی' پس الصاحب نے ان سے اپنا ہاتھ اٹھا لیا اور ان کے معاملے کو قاضی شافعی کے سپرد کر دیا اور جب ۲۲؍ ذوالقعدہ کو جمعہ کا دن آیا تو سلطان ملک عادل کتبغا نے خطابت کے کمرے میں نماز پڑھائی اور اس کی دائیں جانب' حماۃ کا حکمران اور اس کے نیچے بدرالدین امیر صلاح اور اس کی بائیں جانب حریری کے بیٹے حسن اور اس کے دونوں بھائی اور ان کے نیچے نائب مملکت حسام الدین لاجین اور اس کے پہلو میں نائب شام عزالدین الحموی اور اس کے نیچے بدرالدین بیسری اور اس کے نیچے قراسنقر اور اس کے پہلو میں الحاج بہادر اور ان کے پیچھے بڑے بڑے امراء تھے اور اس نے خطیب بدرالدین بن جماعۃ کو قیمتی خلعت دیا اور جب نماز ادا ہو گئی تو اس نے سلطان کو سلام کیا اور سلطان نے مصحف عثمانی کی زیارت کی پھر ہفتے کی صبح کو میدان میں پولو کھیلا۔

اور ۲؍ ذوالحجہ کو سوموار کے روز' اس نے امیر عزالدین الحموی کو' شام کی نیابت سے معزول کر دیا اور سلطان نے اسے بہت سے کاموں پر جو اس سے صادر ہوئے تھے' بہت ملامت کی' پھر اس نے اسے معاف کر دیا اور اسے اپنے ساتھ مصر چلنے کا حکم دیا اور اس نے امیر سیف الدین عزلو العادلی کو شام کا نائب مقرر کیا اور والی بننے والے اور معزول ہونے والے کو خلعت دیئے' اور سلطان دارالعدل میں آیا اور وزیر' قضاۃ اور امراء بھی اس کے پاس حاضر ہوئے' اور وہ اپنے نام کی طرح عادل تھا پھر ۱۲؍ ذوالحجہ کو سلطان نے بلاد حلب کی طرف سفر کیا اور وہ حرستا سے گذرا' پھر اس نے کئی روز البریۃ میں اقامت اختیار کی پھر واپس آیا اور حمص میں اترا' اور شہروں کے نائبین اس کے پاس آئے اور نائب دمشق امیر عزلو دارالعدل میں بیٹھا اور فیصلے کیے اور عدل کیا' اور وہ خوش سیرت اور صحیح فیصلے کرنے والا تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ زین الدین بن المنجی:

امام، عالم، علامہ، مفتی المسلمین، صدر کامل، زین الدین ابوالبرکات بن المنجی بن الصدر عزالدین ابی عمر عثمان بن اسعد بن المنجی بن برکات بن المتوکل التنوخی، حنابلہ کے شیخ اور عالم آپ ۶۳۱ھ میں پیدا ہوئے اور سماع حدیث کیا اور فقہ سیکھی اور اصول وفروع اور عربی اور تفسیر وغیرہ علوم کے بہت سے فنون میں مہارت رکھتے تھے اور مذہب کی سرداری آپ تک پہنچی اور آپ نے اصول کے بارے میں تصانیف کیں اور المقنع کی شرح کی اور تفسیر میں آپ کے حواشی بھی ہیں' اور آپ راست رو' دیانت دار' صاحب علم و وجاہت اور صحیح عقیدہ و ذہن کے مالک تھے اور مناظر تھے اور بہت صدقہ دینے والے تھے اور ہمیشہ جامع کے کام کو طوعی طور پر کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ ۴ رشعبان کو جمعرات کے روز فوت ہو گئے اور آپ کے ساتھ آپ کی بیوی ام محمد ست البہا بنت صدر الدین الخجندی نے بھی وفات پائی اور جامع دمشق میں جمعہ کے بعد ان دونوں کا جنازہ پڑھا گیا اور دونوں کو اٹھا کر جامع مظفری کے شمال میں قاسیون کے دامن میں باغ کے نیچے لا کر ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا' اور آپ قاضی القضاۃ علاؤ الدین کے والد تھے اور آپ مسماریہ کے شیخ تھے پھر آپ کے بعد آپ کے بیٹے شرف الدین اور علاؤ الدین المسماریہ کے شیخ مقرر ہوئے اور آپ حنبلیہ کے بھی شیخ تھے اور آپ کے بعد وہاں شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے پڑھایا جیسا کہ ہم نے حوارث میں بیان کیا ہے۔

المسعودی:

المزہ میں حمام کا مالک' بڑے امراء میں سے تھا' امیر کبیر بدر الدین لولو بن عبداللہ المسعودی' بادشاہوں کی خدمت کرنے والا مشہور امیر' اس نے المزہ میں بستانہ مقام پر ۲۷ رشعبان کو ہفتہ کے روز وفات پائی اور اتوار کی صبح کو المزہ میں اپنی قبر میں دفن ہوا اور نائب سلطنت اس کے جنازے میں شامل ہوا اور جامع دمشق میں قبۃ النسر کے نیچے اس کی تعزیت ہوئی۔

شیخ خالدی:

شیخ صالح اسرائیل بن علی بن حسین خالدی' باب السلامۃ سے باہر آپ کا زاویہ ہے اس میں آپ کی زیارت کی جاتی تھی اور آپ عابد و زاہد تھے اور کسی کے لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے خواہ وہ کوئی بھی ہو اور آپ کے ہاں' سکون' خشوع اور طریق کی معرفت تھی اور آپ اپنے گھر سے صرف جمعہ کے لیے نکلتے تھے حتیٰ کہ آپ ۱۵ رمضان کو فوت ہو گئے اور قاسیون میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

اشرف حسین المقدسی[1]:

قاضی القضاۃ شرف الدین ابوالفضل الحسین ابن الامام الخطیب شرف الدین ابی بکر عبداللہ ابن الشیخ ابی عمر المقدسی' آپ نے سماع حدیث کیا اور فقہ سیکھی اور فروع ولغت میں مہارت حاصل کی اور آپ میں شائستگی خوش گفتاری اور خوبروئی پائی جاتی تھی آپ نے نجم الدین بن شیخ شمس الدین کے بعد ۶۸۷ھ کے آخر میں قضاء سنبھالی اور دامن کوہ میں دارالحدیث اشرفیہ میں پڑھایا آپ نے ۲۲ رشوال' جمعرات کی شب کو وفات پائی اور ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور دوسرے دن آپ کو اپنے دادا کے قبرستان

[1] شذرات الذہب میں' حسن المقدسی لکھا ہے۔

میں دامن کوہ میں دفن کیا گیا اور نائب سلطنت' قضاۃ اور اعیان آپ کے جنازہ میں شامل ہوئے اور دوسرے دن جامع مظفری میں آپ کی تعزیت ہوئی اور آپ کے بعد تقی الدین سلیمان بن حمزہ نے قضا سنبھالی اور اسی طرح دامن کوہ میں واقع دارالحدیث اشرفیہ کی مشیخت بھی سنبھالی اور کئی ماہ تک شرف الدین المقدسی الحنبلی الحاجی نے اسے سنبھالا ہوا تھا پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا اور وہ تقی سلیمان المقدسی کے ہاتھ میں برقرار رہی۔

شیخ ابومحمد:

بن ابی حمزہ المغربی المالکی' آپ امام' عالم اور زاہد تھے آپ نے ذوالقعدہ میں دیار مصر میں وفات پائی آپ بہت حق گو اور بہت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے تھے۔

الصاحب محی الدین بن النحاس:

ابوعبداللہ محمد بن بدرالدین یعقوب بن ابراہیم بن عبداللہ بن طارق بن سالم بن النحاس الاسدی الحلبی الحنفی' آپ ۶۱۴ھ میں حلب میں پیدا ہوئے اور علم حاصل کیا اور اس میں مہارت حاصل کی اور سماع حدیث کیا اور ایک مدت تک دمشق میں قیام پذیر رہے اور وہاں بڑے بڑے مدارس میں پڑھایا جن میں الظاہریہ اور الزنجانیہ بھی شامل ہیں۔ آپ نے حلب کی قضاء اور دمشق کی وزارت کو سنبھالا اور آپ لائبریری کچہری اور اوقاف کے ناظر رہے اور ہمیشہ مکرم و معظم اور مناظرہ میں فضیلت وانصاف سے مشہور رہے' آپ سلف کے طریق کے مطابق حدیث اور اہل حدیث کے محب تھے اور حضرت شیخ عبدالقادر اور آپ کی جماعت سے محبت رکھتے تھے' آپ نے المزہ میں بستانہ مقام پر ذوالحجہ کے آخر میں سوموار کی عشاء کو وفات پائی آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی اور آپ کو ۶۹۶ھ کے آغاز میں منگل کے روز المزہ میں آپ کے اپنے قبرستان میں دفن کیا گیا اور آپ کے جنازہ میں نائب سلطنت اور قضاۃ شامل ہوئے۔

قاضی القضاۃ تقی الدین:

ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن قاضی القضاۃ تاج الدین ابی محمد عبدالوہاب بن القاضی الاعز ابی القاسم خلف بن بدر العلائی الشافعی' آپ نے جمادی الاولیٰ میں وفات پائی اور القرافہ میں ان کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

۶۹۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو خلیفہ' سلطان' نائب مصر' نائب شام اور قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے اور سلطان ملک عادل کتبغا حمص کے نواح میں شکار کھیل رہا تھا اور نائب مصر لاجین اور اکابر امراء اس کے ساتھ تھے اور نائب شام امیر سیف الدین غزلو العادلی دمشق میں تھا' اور جب ۲ محرم کو بدھ کا دن آیا تو سلطان کتبغا نے دمشق آ کر' حجرے میں جمعہ پڑھا اور حضرت ہود علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی اور اس کے پاس دعا کی اور لوگوں کے واقعات اپنے ہاتھ میں لیے اور ہفتہ کے روز دارالعدل میں بیٹھا اور اس نے اور اس کے وزیر فخر الدین خلیلی نے واقعات پر مہریں لگائیں اور اس ماہ شہاب الدین بن محی الدین بن النحاس اپنے باپ کے دونوں مدرسوں الزنجانیہ اور الظاہریہ میں حاضر ہوا اور لوگ بھی اس کے پاس حاضر ہوئے پھر سلطان منگل کے روز دارالعدل میں آیا اور جمعہ کا دن آیا تو اس نے حجرے میں جمعہ پڑھا پھر وہ اسی دن مغارۃ الدم کی زیارت کے لیے چلا گیا اور وہاں دعا کی اور کچھ مال صدقہ دیا اور وزیر خلیلی ۱۳ محرم اتوار کی رات کو عشاء کے بعد جامع میں آیا اور الکاملیہ کی کھڑکی کے پاس بیٹھ گیا اور قراء

نے اس کے سامنے پڑھا اور اس نے حکم دیا کہ جامع کے اندر فرش مکمل کر دیا جائے تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور مسلسل دو ماہ تک فرش کی یہی حالت رہی پھر دوبارہ وہی حالت ہوگئی۔

اور آج کے دن کی صبح کو قاضی شمس الدین بن الحریری نے باہمی اتفاق سے ابن النحاس کی بجائے القیمازیہ میں درس دیا اور ایک جماعت اس کے پاس حاضر ہوئی پھر سلطان نے دوسرا جمعہ حجرہ میں پڑھایا اور اس کے ساتھ اس کا وزیر ابن خلیلی بھی تھا جو ایک بیماری کے باعث کمزور ہو چکا تھا اور ۷ر محرم کو اس نے ملک کامل بن ملک سعید ابن صالح اسماعیل بن عادل کو طبلخانہ میں ٹوپی پہننے کا حکم دیا اور وہ قلعہ میں داخل ہوا اور اس کے دروازے پر ڈھول بجائے گئے پھر سلطان عادل کتبغا ۲۲ر محرم منگل کی صبح کو فوجوں کے ساتھ دمشق سے نکلا اور اس کے بعد وزیر نکلا اور دارالحدیث کے پاس سے گذرا اور نشانِ نبوی کی زیارت کی' اور شیخ زین الدین الفارقی اس کے پاس آیا اور الناصریہ کی تدریس کے متعلق اس سے زبانی بات کی اور زین الدین نے الشامیۃ البرانیہ کی تدریس کو ترک کر دیا اور قاضی کمال الدین بن الشریشی نے اسے سنبھال لیا' بیان کیا جاتا ہے کہ وزیر نے شیخ کو دنیا کا کچھ سامان دیا تو اس نے اسے قبول کر لیا اور اسی طرح اس نے نشان کے خادم المعین خطاب کو بھی کچھ دنیوی سامان دیا اور اعیان وقضاۃ وزیر کے ساتھ اس کے الوداع کرنے کو باہر نکلے اور اس دن خوب بارش ہوئی جس سے لوگوں کو شفا طلب کی اور اس نے فوجوں کی میل وغیرہ کو دھو دیا اور تقی توبہ' وزیر کے الوداع سے واپس آیا اور اس نے خزانہ کی نگہداشت اس کے سپرد کی تھی اور شہاب الدین بن النحاس کو اس نے اس سے معزول کر دیا تھا اور شیخ ناصر الدین نے محرم کے آخری دن' بدھ کے روز' قاضی بدرالدین بن جماعۃ کی بجائے الناصریۃ الجوانیۃ میں درس دیا۔

اور اس دن لوگوں نے فوج کے درمیان گڑبڑ ہو جانے اور اختلاف واضطراب کے پیدا ہو جانے کے بارے میں باتیں کیں اور شہر کے نزدیک قلعے کا جو دروازہ ہے اسے بند کر دیا گیا اور الصاحب شہاب الدین اس میں کھڑکی کی جانب سے داخل ہوا اور نائب اور امراء نے تیاری کی اور فوج کا ایک دستہ باب النصر پر کھڑا ہو گیا اور جب عصر کا وقت ہوا تو سلطان ملک عادل کتبغا اپنے پانچ یا چھ غلاموں کے ساتھ قلع میں پہنچ گیا اور امراء اس کے پاس آئے اور اس نے ابن جماعۃ اور حسام الدین حنفی کو بلایا اور انہوں نے امراء سے دوسری بار حلف کی تجدید کرائی اور انہوں نے حلف اٹھایا اور اس نے انہیں خلعت دیئے اور حکم دیا کہ امیر حسام الدین لاجین کے نائبین اور اس کے ذخائر کی نگہداشت کی جائے اور ان دنوں میں عادل نے قلعہ میں قیام کیا اور ان کے درمیان وادی فحمۃ میں ۲۹ر محرم کو سوموار کے روز اختلاف ہوا اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ امیر حسام الدین لاجین نے درپردہ امراء کی ایک جماعت کو عادل کے خلاف متفق کر لیا تھا اور ان سے پیمان لے لیا تھا اور جب وہ دمشق سے باہر نکلے تو اس نے عادل کو مشورہ دیا کہ وہ خزانہ کو اپنے ساتھ لے جائے تاکہ دمشق میں کوئی مال باقی نہ رہے جس سے عادل ان سے بچ جانے کی صورت میں واپس دمشق آ کر قوت نہ حاصل کر سکے اور وہ راستے میں اس سے جس خیانت کا عزم کیے ہوئے ہے اس میں اس کے لیے محد ہو اور جب وہ مذکورہ جگہ پر آئے تو لاجین نے امیر سیف الدین بیعاص اور بکتوت الازرق کو جو دونوں عادل تھے' قتل کر دیا اور اس کے سامنے سے خزانہ اور فوج کو قابو کر لیا اور انہوں نے دیار مصر کا قصد کیا اور جب عادل نے یہ خبر سنی تو وہ تنگ اور لمبے راستوں سے باہر نکلا اور اس نے ایک دستہ دمشق کی طرف بھیجا اور وہ اس میں داخل ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس کے بعض غلام اس کی طرف واپس آ گئے جیسے زین الدین غلبک وغیرہ اور شہاب الدین حنفی' انتظام حکومت کے لیے قلعہ میں رہا اور ابن الشریشی نے صفر کے آغاز میں جمعرات کی صبح کو الشامیۃ البرانیہ میں درس دیا اور ان ایام میں بہت سے امور تلپٹ ہو گئے اور سلطان قلعہ میں بیٹھ گیا اور وہ اس سے باہر نہیں نکلتا تھا اور اس نے بہت

سے ٹیکس چھوڑ دیئے اور اس کے بارے میں اس نے احکام لکھے جو لوگوں کو سنائے گئے اور بھاؤ بہت گراں ہو گیا اور ایک بورا دوسو درہم تک پہنچ گیا اور حالات بگڑ گئے اور خراب ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ملک منصور لاجین السلحداری کی سلطنت:

اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب وہ خزانہ لے کر فوجوں کے ساتھ دیار مصر کو گیا تو بڑی شان وشوکت کے ساتھ اس میں داخل ہوا اور بڑے بڑے عوامی امراء نے اس سے اتفاق کیا اور اس کی بیعت کی اور اسے اپنا بادشاہ بنا لیا اور وہ ۱۰ صفر کو جمعہ کے روز تخت حکومت پر بیٹھا اور مصر میں خوشی کے شادیانے بجے' اور شہر کو آراستہ کیا گیا اور منابر پر اس کا خطبہ دیا گیا اور قدس اور خلیل میں بھی خطبہ دیا گیا اور اس نے ملک منصور کا لقب اختیار کیا اور اسی طرح الکرک' نابلس اور صفد میں اس کے شادیانے بجے اور امرائے دمشق کی ایک جماعت اس کے پاس گئی اور الرحبہ کی جانب سے فوج کا ایک دستہ امیر سیف الدین کجکن کے ساتھ آیا اور وہ شہر میں داخل نہ ہوئے بلکہ قلعے کے میدان میں اتر گئے اور انہوں نے عادل کی مخالفت اور حاکم مصر منصور لاجین کی اطاعت کا اظہار کیا اور امراء جماعت در جماعت اور فوج در فوج اس کے پاس گئے اور عادل کی حکومت بہت کمزور ہو گئی اور جب اس نے اپنی حکومت کی کمزوری کو دیکھا تو اس نے امراء سے کہا وہ خشداشی اور میں ایک ہی چیز ہیں اور میں اس کی سمع واطاعت کرنے والا ہوں اور قلعہ میں وہ جس جگہ چاہتا ہے' میں بیٹھ جاتا ہوں' تم اس سے خط وکتابت کرو اور دیکھو کہ وہ کیا کہتا ہے' اور ایلچی' خطوط لے کر آئے جن میں قلعہ اور عادل کی نگہداشت کا حکم تھا اور لوگ فتنہ وفساد اور مختلف قسم کی باتیں کرتے رہ گئے اور قلعے کے دروازے بند تھے اور شہر کے دروازے بھی بند تھے صرف باب النصر کی کھڑکی کھلی تھی اور عوام نے قلعہ کے اردگرد اژدھام کیا ہوا تھا حتیٰ کہ ان کی ایک جماعت خندق میں گر پڑی اور کچھ لوگ مر گئے' اور اتوار کی صبح کو مؤذنین نے جامع دمشق میں اس کے لیے دعا کی اور یہ آیت تلاوت کی:

﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ﴾

لوگوں نے اتوار کی صبح کی تو قضاۃ اور امراء اکٹھے ہوئے اور ان میں غرلو العادلی دارالسعادۃ میں تھا پس انہوں نے منصور لاجین کے لیے پیمان کیا اور شہر میں اس کا اعلان کر دیا گیا' کہ لوگ اپنی دکانیں کھول لیں' اور الصاحب شہاب الدین اور اس کا بھائی زین الدین محتسب روپوش ہو گئے' اور اس نے والی ابن النشابی کو شہر کا محتسب بنا دیا پھر زین الدین ظاہر ہو گیا اور اس نے حسب دستور احتساب کا محکمہ سنبھال لیا اور اسی طرح اس کا بھائی شہاب الدین بھی ظاہر ہو گیا اور نائب شہر غرلو اور امیر جاعان دیار مصر کو چلے گئے کہ سلطان کو بتائیں کہ اس کے مطابق پیمان ہو گیا ہے اور سلطان کا خط آیا کہ وہ ۱۰ صفر کو جمعہ کے روز تخت پر بیٹھا ہے' اور شاہانہ شوکت کے ساتھ ۱۶ صفر کو قاہرہ سے گذرا ہے اور اس پر خلافتی خلعت تھا اور امراء اس کے آگے تھے اور اس نے امیر سیف الدین سنقر المنصوری کو مصر کا نائب مقرر کیا ہے اور یکم ربیع الاوّل کو دمشق میں منصور لاجین کا خطبہ ہوا اور حجرے میں قضاۃ' شمس الدین الاعسر اور کجکن حاضر ہوئے اور اچانک وہ اور امرائے دمشق کا ایک گروہ بھی آ گیا اور قاضی امام الدین قزوینی' حسام الدین حنفی اور جمال الدین مالکی مطلوب ہو کر دیار مصر کی طرف گئے اور دارالسلطان کے استاد امیر حسام الدین اور سیف الدین جاعان' سلطان کی طرف سے آئے اور انہوں نے باہم ترکی زبان میں طویل گفتگو کے بعد اسے مؤکد حلف دیئے اور ترکی زبان میں اس کی بیعت کرنے کا ذکر

گیا کہ وہ کسی شہر کے متعلق راضی ہے اور تم سے بعد قاہرہ منتقل ہوا اور تقی الدین توبہ کی وزارت کے فرامین آئے اور اس نے شہاب الدین حنفی کو معزول کر دیا اور زین الدین حنفی کی بجائے امین الدین یوسف ارمنی رومی کو جو شمس الدین ایکی کا دوست تھا محتسب مقرر کر دیا اور امیر سیف الدین قبجق منصوری ۱۲ ربیع الاول جمعرات کی صبح کو شام کی نیابت کے لیے دمشق آیا اور سیف الدین غرلو العادلی کی بجائے دار السعادۃ میں اترا اور تمام فوج اس کے استقبال کو نکلی اور جمعہ کے روز اس نے حجرے میں آکر نماز پڑھی اور جمعہ کے بعد اوقاف واملاک کے مالکوں کی رضامندی کے بغیر ان کی کفالتوں کے ابطال کے بارے میں سلطانی حسامی خط پڑھا' اسے قاضی محی الدین بن فضل اللہ افسر دیوان انشاء نے پڑھا اور شہر میں اعلان کر دیا گیا کہ جس سے ناانصافی ہوئی ہو وہ منگل کے روز دار العدل میں آئے اور اس نے امراء پیشرؤوں ارباب مناصب یعنی قضاۃ اور کاتبوں کو خلعت دیئے اور ابن جماعۃ کو دو خلعت دیئے ایک قضاۃ کا اور دوسرا خطابت کا۔

اور جب ماہ جمادی الآخرہ آیا تو ایلچی نے آکر خبر دی کہ شام میں بدر الدین بن جماعۃ کی بجائے امام الدین قزوینی کو قاضی مقرر کیا گیا ہے اور خطابت ابن جماعۃ کے پاس ہی ہے اور القیمریہ کی تدریس بھی جو امام الدین کے ہاتھ میں تھی ابن جماعۃ کو دے دی گئی ہے اور اس بارے میں سلطان کا خط آیا اور اس میں اس کا اکرام واحترام کیا گیا تھا' پس اس نے ۲ رجب جمعرات کے روز القیمریہ میں پڑھایا اور امام الدین ۸ رجب کو بدھ کے دن نماز ظہر کے بعد دمشق آیا اور العادلیہ میں بیٹھا اور لوگوں کے درمیان فیصلے کیے اور شعراء نے قصائد میں اس کی مدح کی ان میں ایک قصیدے کا مطلع یہ ہے ۔

''زمانہ تنگی کے بعد آسائش میں تبدیل ہو گیا ہے اور شام کی سرحدیں' خوشخبری سے مسکرا رہی ہیں''۔

اور دمشق میں داخل ہوتے وقت اس کی حالت یہ تھی کہ اس پر سلطانی خلعت تھا اور اس کے ساتھ قاضی جمال الدین الزدادی تھا جو مالکیہ کا قاضی القضاۃ تھا اس پر بھی خلعت تھا اور سفر میں اس نے امام الدین کی سیرت کی تعریف کی اور اس کے حسن اخلاق اور حسن احوال کا ذکر کیا اور اس نے ۱۵ رجب بدھ کی صبح کو اپنے بھائی جلال الدین کے نائب عدالت مقرر ہونے کے متعلق بتانے کے بعد العادلیہ میں درس دیا اور دیوان صغیر میں خلعت پہن کر بیٹھا' اور لوگ اسے مبارکباد دینے آئے اور اس کا حکمنامہ جمعہ کے دن نماز کے بعد الکمالی کھڑکی سے نائب سلطنت اور بقیہ قضاۃ کی موجودگی میں پڑھا گیا' اسے شرف الدین الفزاری نے پڑھا اور شعبان میں خبر آئی کہ شمس الدین الاعسر نے دیار مصر میں کچہری کی سررشتہ داری اور وزارت دونوں عہدے اکٹھے ہی سنبھال لیے ہیں اور دمشق میں کچہری کی نگہداشت زین الدین صصری کی بجائے فخر الدین بن السیرجی نے سنبھال لی ہے پھر اسے ایک ماہ سے بھی کم عرصے میں امین الدین بن ہلال کے ذریعے معزول کر دیا گیا اور کمال الدین بن الشریشی کے قاہرہ میں غائب رہنے کی وجہ سے زین الدین الفارقی کو الناصریہ کے ساتھ الشامیۃ البرانیہ بھی واپس کر دیا گیا۔

اور ۱۴ ذوالقعدہ کو امیر شمس الدین قراسنقر منصوری نائب دیار مصر نے لاجین اور اس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا اور مصر وشام میں ان کے اموال وذخائر کی نگرانی کی گئی اور سلطان نے مصر کی نیابت پر سیف الدین منکوتمر الحسامی کو مقرر کیا اور جن امراء کو اس نے گرفتار کیا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اسے خراب کیا تھا اور عادل کے خلاف کتبغا کی بیعت کی تھی اور شیخ کمال الدین الشریشی آیا اور اس کے پاس الشامیۃ البرانیہ کی بجائے الناصریہ کی تدریس کا حکمنامہ تھا اور امیر شمس الدین نے سنقر الاعسر وزیر مصر کو پکڑ لیا اور ۱۳ ذوالحجہ کو ہفتہ کے روز کچہری کو درست کیا اور مصر وشام میں اس کے اموال وذخائر کی نگرانی کی اور ذوالحجہ

میں مصر میں اعلان کیا گیا کہ ذمیوں میں سے کوئی شخص گھوڑے اور خچر پر سوار نہ ہو اور ان میں جو شخص ان پر سوار پایا گیا اس سے اسے لے لیا جائے گا اور اس سال سلطان ملک مؤید ہزبرالدین داؤد بن ملک مظفر نے جس کا ذکر اس سے پہلے سال ہو چکا ہے یمن پر قبضہ کرلیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

مصر کے حنابلہ کا قاضی القضاۃ:

عزالدین عمر بن عبداللہ بن عمر بن عوض المقدسی الحنبلی آپ نے سماع حدیث کیا اور مذہب میں مہارت حاصل کی اور مصر میں فیصلہ دیا اور آپ اپنی سیرت اور فیصلہ میں قابل تعریف تھے آپ نے صفر میں وفات پائی اور مقطم میں دفن ہوئے اور آپ کے بعد شرف الدین عبدالغنی بن یحییٰ بن محمد بن عبداللہ بن نصر حرانی دیار مصر کے قاضی بنے۔

شیخ امام حافظ عفیف الدین:

ابو محمد عبدالسلام بن محمد بن مزروع بن احمد بن غزاز المصری الحنبلی' آپ نے آخر صفر میں مدینہ نبویہ میں وفات پائی آپ ۶۲۵ھ میں پیدا ہوئے اور کثیر سے سماع حدیث کیا اور پچاس سال مدینہ نبویہ کے ہمسائے رہے اور ان میں پے درپے چالیس حج کیے اور دمشق میں آپ کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔

شیخ شیث بن شیخ علی الحریری:

آپ نے حوران کی بستی بسر میں ۱۳؍ ربیع الآخر کو جمعہ کے روز وفات پائی اور آپ کا بھائی اور فقراء دمشق سے آپ کے بھائی حسن الاکبر سے تعزیت کرنے کے لیے وہاں گئے۔

الشیخ الصالح المقری:

جمال الدین عبدالواحد بن کثیر بن ضرغام المصری' ثم الدمشقی' السبع الکبیر اور الغزالیہ کے نقیب آپ نے سخاوی کو سنایا اور سماع حدیث کیا' آپ نے آخر رجب میں وفات پائی اور جامع اموی میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور شیخ رسلان کے گنبد کے پاس آپ کو دفن کیا گیا۔

واقف السامریہ:

صدر کبیر سیف الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن جعفر بغدادی سامری ہیں سامریہ کا وقف کرنے والا جو دمشق میں الکروسیہ کی جانب ہے اور یہ آپ کا وہ گھر تھا جس میں آپ رہائش رکھتے تھے اور وہیں آپ دفن ہوئے اور آپ نے اسے دارالحدیث اور خانقاہ کے طور پر وقف کر دیا اور آپ دمشق منتقل ہو گئے اور آپ نے اسے دارالحدیث اور خانقاہ کے طور پر وقف کر دیا اور آپ دمشق منتقل ہو گئے اور آپ نے وہاں مدت تک اس گھر میں اقامت رکھی اور قدیم زمانے میں یہ گھر' ابن قوام کے گھر کے نام سے مشہور تھا اس نے اسے گھڑے ہوئے پتھروں سے تعمیر کیا تھا اور سامری بہت مالدار' خوش اخلاق اور حکومت کے ہاں معظم اور اچھی معاشرت والا تھا اس کے اشعار شاندار اور اچھوتے تھے' آپ نے ۱۸؍ شعبان کو سوموار کے روز وفات پائی اور آپ کو بغداد میں وزیر ابن العلقمی کے ہاں بھی بڑا مرتبہ حاصل تھا اور اس نے معتصم کی مدح کی اور اس نے اسے قیمتی سیاہ خلعت دیا پھر آپ شاہ حلب ناصر

کے زمانے میں دمشق آئے اور اس کے ہاں بھی مرتبہ حاصل کیا اور اہل حکومت نے آپ کے بارے میں چغلی کی تو آپ نے ان کے متعلق بحر رجز میں ایک قصیدہ تصنیف کیا جس کے باعث آپ نے ان کے خلاف ایک دروازہ کھول دیا اور بادشاہ نے ان سے بیس ہزار دینار کا مطالبہ کیا تو انہوں نے آپ کی بہت تعظیم کی اور آپ کے ذریعے اپنی اغراض کے قریب ہوئے اور آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی مدح میں بھی ایک قصیدہ کہا ہے اور حافظ دمیاطی نے آپ کے اشعار میں سے کچھ اشعار لکھے ہیں۔

رصیف میں النفیسیہ کا وقف کرنے والا:

الرئیس نفیس الدین ابوالفداء اسماعیل بن محمد بن عبدالواحد بن اسماعیل بن سلام بن علی بن صدقۃ الحرانی' آپ دمشق میں تعدیل کرنے والے ایک گواہ تھے اور آپ ایک وقت میں یتیموں کے نگران بنے اور آپ بہت مالدار تھے' آپ ۶۲۸ھ میں پیدا ہوئے اور سماع حدیث کیا اور اپنے گھر کو وقف کر کے دارالحدیث بنا دیا آپ نے ۴ر ذوالقعدہ کو ہفتہ کے روز ظہر کے بعد وفات پائی اور اتوار کی صبح کو اموی میں جنازہ پڑھے جانے کے بعد آپ کو قاسیون کے دامن میں دفن کر دیا گیا۔

شیخ ابوالحسن المعروف بالساروب الدمشقی:

آپ کا لقب نجم الدین تھا' حریری نے آپ کے حالات کو بہت طول دیا ہے اور آپ کی کرامات اور علم الحروف وغیرہ میں آپ کی باتوں کو بیان کیا ہے اور اللہ ہی آپ کے حال کو بہتر جانتا ہے۔

اور اس سال قازان نے امیر نوروز کو قتل کر دیا جو اس کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا اور یہ نوروز وہ تھا جس نے اس کی تابعداری کی اور اس نے اسے دعوت اسلام دی پس وہ مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ اکثر تاتاری بھی مسلمان ہو گئے بلاشبہ تاتاریوں نے قازان کے دل کو اس کے خلاف مشوش کر دیا اور اسے اس سے برگشتہ کر دیا اور وہ مسلسل اسی کیفیت میں رہا حتیٰ کہ اس نے اسے قتل کر دیا اور ان تمام لوگوں کو بھی قتل کر دیا جو اس کی طرف منسوب ہوتے تھے اور قازان کے ہاں یہ نوروز' تاتاریوں کے بہترین امراء میں سے تھا اور اپنے اسلام میں راست باز' عبادت گذار اور اذکار و نوافل والا تھا اور الجید رحمہ اللہ نے اس کا قصد کیا اور اسے معاف کر دیا اور اس کے ہاتھ پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور انہوں نے تسبیحیں اور ہیاکل بنائے اور جمعہ اور جماعات میں حاضر ہوئے اور قرآن پڑھے۔

۶۹۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو الحاکم' خلیفہ اور سلطان' لاجین اور نائب مصر' منکوتمر اور نائب دمشق' قبجق تھا اور ۱۰ صفر کو جلال الدین بن حسام الدین نے اپنے باپ کی جگہ دمشق میں قضاء سنبھالی اور اس کے باپ کو مصر طلب کیا گیا تو وہ سلطان کے پاس ٹھہرا اور اس نے اسے شمس الدین السروجی کی بجائے مصر میں حنفیہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا اور اس نے اپنے باپ کے دونوں مدرسوں الخاتونیہ اور المقدمیہ میں پڑھایا اور مدرسۃ القصاعین اور الشبلیہ کو چھوڑ دیا اور ایلچی کے ہاتھ سلطان کے اس معرکہ سے بچ جانے کی خبر آئی جس میں وہ گھر گیا تھا اور خوشی کے شادیانے بج گئے اور شہر کو آراستہ کیا گیا اور وہ پولو کھیلتا ہوا اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور اس کا حال شاعر کے اس قول کی مانند تھا ۔

تو نے گرفت' احسان اور معرفت کو جمع کر لیا اور ان سب کو گھوڑا نہیں اٹھا سکتا۔ اور اس کے ہاتھ نائب سلطنت کے لیے حکم اور

خلعت بھی آیا سو اس نے حکم کو پڑھا اور چوکھٹ کو بوسہ دیا اور ربیع الاوّل میں الجوزیہ میں عزالدین ابن قاضی القضاۃ تقی الدین سلیمان نے درس دیا اور امام الدین شافعی اور اس کا بھائی جلال الدین اور فضلاء کی ایک جماعت اس کے پاس حاضر ہوئی اور تدریس کے بعد وہ بیٹھ گیا اور اپنے باپ کی اجازت سے اس کی طرف سے فیصلے کیے۔

اور ربیع الاوّل میں قاضی القضاۃ تقی الدین بن دقیق العید ناراض ہو گیا اور اس نے کئی روز تک مصر میں فیصلہ کرنا چھوڑ دیا پھر اس نے اس کی رضامندی چاہی اور وہ واپس آ گیا اور انہوں نے اس پر شرط عائد کی کہ وہ اپنے بیٹے محب کو نائب مقرر نہ کرے اور ۱۰ ربیع الآخر کو جمعہ کے روز مدرسہ معظمیہ میں جمعہ پڑھا گیا اور اس میں اس کے مدرس قاضی شمس الدین بن المعز حنفی نے خطبہ دیا اور اس وقت مشہور ہو گیا کہ بدرالدین بیسری کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور دیار مصر میں اس کے اموال کی نگرانی کی گئی ہے اور سلطان نے علم الدین الردیداری کے ساتھ حمدون کے ٹیلے کی طرف ایک دستہ بھیجا اور اس نے اسے خدا کے فضل سے فتح کر لیا اور اس کی اطلاع ۱۲ رمضان کو دمشق آئی اور خلیلیہ ویران ہو گیا اور وہاں ظہر کی اذان دی گئی اور ۷ رمضان کو بدھ کے دن اس پر قبضہ ہوا تھا پھر اس کے بعد مرعش فتح ہوا اور خوشی کے شادیانے بجے' پھر فوج' قلعہ حموص کی طرف منتقل ہو گئی اور فوج کے ایک دستہ کو گزند پہنچا' جس میں علم الدین سنجر طقصبا کی ران میں وہ دو لکڑیاں لگیں جن سے سالوتری گھوڑے کو قابو کرتا ہے اور علم الدین الردیداری کے پاؤں میں پتھر لگا۔

اور ۷ شوال' جمعہ کے دن شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے جہاد کے لیے وقت مقرر کیا اور اس کے بارے میں ترغیب دی اور مجاہدین کی تنخواہوں کے بارے میں کوئی کوتاہی نہ چھوڑی اور یہ ایک عظیم الشان بھرپور مقررہ وقت تھا۔

اور اس ماہ میں' ملک مسعود بن خضر بن الظاہر بلاد الاشکری سے جہاں وہ اشرف بن منصور کے زمانے سے ٹھہرا ہوا تھا دیار مصر کو واپس آیا اور سلطان نے رسالے کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اس کی تعظیم کی اور اس کا اکرام کیا اور اس سال امیر خضر بن الظاہر نے مصریوں کے ساتھ حج کیا اور ان میں خلیفہ الحاکم بامر اللہ العباسی بھی شامل تھا اور ماہ شوال میں مدرسین اس مدرسہ میں بیٹھے جسے مصر کے نائب سلطنت نے تعمیر کیا تھا اور وہ المنکوتمریہ تھا جو باب القنطرہ کے اندر ہے اور اس سال' بلاد سیس میں دو قلعوں حمیص اور نجم پر قبضہ کرنے کی وجہ سے خوشی کے شادیانے بجے۔

اور اس سال بلاد مصر سے ایک دستہ اپنے اصحاب کی مدد کے لیے بلاد سیس پہنچا اور وہ تقریباً تین سو جانباز تھے اور ۱۵ ذوالحجہ کو امیر عزالدین ایبک الحموی کو گرفتار کر لیا گیا جو شام کا نائب تھا اور اس کے اہل واصحاب کے امراء کی ایک جماعت بھی گرفتار ہوئی اور اس سال دمشق میں پانی کی بہت کمی ہو گئی حتیٰ کہ بعض جگہوں میں وہ انسان کے گھٹنوں تک نہیں پہنچتا تھا اور نزکل میں بھی چلو بھر پانی باقی نہ رہا اور نہ وہ حسرین کے پل تک پہنچتا تھا اور شہر میں برف کا بھاؤ گراں ہو گیا اور نیل مصر میں بہت زیادہ پانی تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ حسن بن شیخ علی الحریری:

آپ نے ربیع الاوّل میں بسر بستی میں وفات پائی' اور آپ جماعت کے بڑے آدمیوں میں سے تھے اور آپ کے حسن

معاشرت اور حسن اخلاق کی وجہ سے لوگوں کا میلان آپ کی طرف تھا آپ ۶۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔

صدر کبیر شہاب الدین:

ابوالعباس احمد بن عثمان بن ابی الرجاء بن ابی الزہر التنوخی جو ابن السلعوس کے نام سے مشہور اور وزیر کا بھائی تھا۔ اس نے حدیث پڑھی اور کثیر سے سماع کیا اور یہ اللہ کے نیک بندوں میں سے تھا اور بہت صدقہ وخیرات کرنے والا تھا اس نے جمادی الاولیٰ میں اپنے گھر میں وفات پائی' اور جامع میں اس کا جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر میں دفن کیا گیا اور مسجد ابن ہشام میں اس کی تعزیت ہوئی اور آپ نے ایک وقت جامع کی نگہداشت کا کام سنبھالا اور آپ کی سیرت قابل تعریف ہے اور اپنے بھائی کی وزارت کے زمانے میں اسے بڑی وجاہت حاصل تھی پھر یہ پہلے حال کی طرف واپس آ گیا یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اس کے جنازے میں بہت لوگ شامل ہوئے۔

شیخ شمس الدین الایکی:

محمد بن ابی بکر بن محمد الفارسی' جو الایکی کے نام سے مشہور ہے' آپ جلالین کے مشکل مقامات کو حل کرنے والے ایک فاضل ہیں' خصوصاً اصلین' منطق اور علم الاوائل کے معضلات حل کرتے ہیں اور ایک وقت آپ نے مصر میں مشیخۃ الشیوخ کو سنبھالا اور اس سے قبل آپ الغزالیہ کے مدرس تھے آپ نے المزۃ بستی میں جمعہ کے روز وفات پائی اور ہفتے کو دفن ہوئے اور لوگ آپ کے جنازے میں پیدل چلے' ان میں قاضی القضاۃ امام الدین قزوینی بھی شامل تھے' یہ ۴ ر رمضان کا واقعہ ہے آپ قبرستان صوفیہ میں شیخ شملہ کے پہلو میں دفن ہوئے اور آپ کی تعزیت خانقاہ سمیساطیہ میں ہوئی اور آپ کے جنازہ میں بہت لوگ شامل ہوئے' اور آپ بہت سے علماء کے دلوں میں معظم تھے۔

صدر بن عقبہ:

ابراہیم بن احمد بن عقبہ بن ہبۃ اللہ بن عطا البصراوی آپ نے پڑھایا اور دہرایا اور ایک وقت میں حلب کی قضا سنبھالی پھر اپنی وفات سے قبل مصر کی طرف سفر کیا اور ایک حکمنامہ آیا جس میں حلب کے قاضی القضاۃ کا ذکر تھا اور جب آپ دمشق سے گذرے تو اس سال کے رمضان میں وہیں فوت ہو گئے' آپ کی عمر ۸۷ سال تھی' آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ دو خصلتیں بوڑھی نہیں ہوتیں' حرص اور آرزوؤں کا دراز ہونا۔

الشہاب العابر:

احمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالمنعم بن نعمۃ المقدسی الحنبلی' شہاب الدین رؤیا کی تعبیر کرنے والے' آپ نے کثیر سے سماع کیا اور حدیث روایت کی اور آپ خوابوں کی تعبیر میں عجیب آدمی تھے اور آپ کو اس میں مہارت حاصل تھی اور اس بارے میں آپ کی ایک تصنیف بھی ہے جس میں وہ عجیب وغریب باتیں نہیں پائی جاتیں جو آپ سے نقل کی جاتی ہیں آپ ۶۲۸ھ میں پیدا ہوئے اور ذوالقعدہ میں فوت ہوئے' اور باب الصغیر میں دفن ہوئے اور آپ کا جنازہ بھرپور تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ



التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوقؒ
۲] علامہ مجلسیؒ
۳] علامہ ناظر حسین
۴] علامہ سید علی نقی
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید غلام حسین زیدی
۱۶) سیدہ ہما زہرہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) غلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم
۳۷) محمد علی
۳۸) غلام سجاد بخش
۳۹) بیگم و سید شمشاد حسین